اسلامی بہنوں کے سُنّتوں بھرے
اصلاحی بیانات کا نایاب تحفہ

مُبلّغات کی ضرورت

جلد اول

مؤلفہ
زوجہ اقبال عطّاریہ

زیرِ نگرانی
علامہ محمد اقبال عطّاری



ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

اسلامی بہنوں کے
سنتوں بھرے اصلاحی بیانات کا نایاب تحفہ

مُبلّغات کی ضرورت

جلد اول

مؤلفہ
زوجہ اقبال عطّاریہ

زیرِ نگرانی
علامہ محمد اقبال عطّاری

ناشر
اکبر بُک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب .... مبلغات کی ضرورت (جلد اوّل)

موضوع .... اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اصلاحی بیانات

مؤلفہ .... زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری

باہتمام .... علامہ محمد اقبال عطاری

صفحات 344

کمپوزنگ .... عبدالسلام، قمرالزمان

اشاعت 2010ء

ناشر .... محمد اکبر قادری

قیمت .... 200 روپے

ملنے کے پتے

- ☆ کراچی اسلامی ورائٹی ہاؤس بوچڑ خانہ روڈ سیالکوٹ
- ☆ حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ
- ☆ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی
- ☆ مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف
- ☆ الرضا کیسٹ ہاؤس، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

انتساب

بانی دعوتِ اسلامی، مجدد دین وملت، ریحان ملت

عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخ شریعت، شیخ طریقت

امیر دعوتِ اسلامی، امیرِ اہل سنت مرشدی حضرت علامہ مولانا

ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ

کے نام

زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری

عرضِ مصنفہ

اللہ رب العزت عزوجل کا ہم پر کتنا کرم ہے کہ ہمیں اللہ عزوجل نے ہمیں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وغلامی سے بہرہ مند فرمایا۔ اور سب سے بڑی نعمت علم عطا فرمایا اور اس کی اشاعت کا بھی موقع عطا فرمایا۔ اللہ عزوجل کی توفیق سے جو بیانات میں نے جمع کیے اس میں میری خصوصی معاونت محترمہ عالمیہ قاریہ تنزیلہ عطاریہ مدرس جامعہ صفیہ عطاریہ پکی کوٹلی اور ان کی چھوٹی بہن باجی رضیہ صاحبہ نے فرمائی ہے۔ اللہ عزوجل ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ ہمارے قارئین کو میری یہ کتاب مبلغات کی ضرورت انشاء اللہ بڑی پسند آئے گی۔ اللہ عزوجل میرے تمام معاونین خصوصاً اکبر بک سیلرز لاہور اور محترمہ عالمہ قاریہ باجی فوزیہ بتول پرنسپل جامعہ غوثیہ رضویہ پکا گڑھا اور محترمہ باجی بنتِ فقیر حسین عطاریہ پرنسپل جامعہ منڈیر شریف سیالکوٹ اور تمام دوسرے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

کنیزِ درِ مرشد

زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری

مدرس جامعہ صفیہ عطاریہ للبنات پکی کوٹلی

(سیالکوٹ)

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
انتساب	۳	ہر ہر قدم پر ایک نیکی	۳۳
عرضِ مصنفہ	۴	کشتی میں نیکیاں ہی نیکیاں	۳۳
تقریظ	۱۵	زہر قاتل بے اثر ہو گیا	۳۴
تقریظ	۱۸	خوفناک زہر	۳۴
تقریظ	۲۰	کھانے سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھے	۳۵
تقریظ	۲۲	کھانے کو شیطان سے بچاؤ	۳۶
(۱) بِسْمِ اللّٰہِ کے فضائل واہمیت		بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ	۳۶
فضیلت دورد پاک	۲۴	شیطان نے کھانا اُگل دیا	۳۷
اُدھورا کام	۲۴	نگاہِ مصطفےٰ سے کچھ پوشیدہ نہیں	۳۷
بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے جایئے	۲۵	76 ہزار نیکیاں	۳۸
جنات سے سامان کے حفاظت کا طریقہ	۲۵	بوقت ذبح الرحمٰن الرحیم نہ پڑھنے کی حکمت	۳۸
بِسْمِ اللّٰہِ درست پڑھیئے	۲۶	اُنیس حروف کی حکمتیں	۳۹
کھلبلی مچ گئی	۲۶	قبر سے عذاب اٹھ گیا	۳۹
بِسْمِ اللّٰہِ کی ''ب'' کی جامعیت	۲۷	(۲) فضیلت تلاوۃ القرآن	
اسمِ اعظم	۲۷	فضیلت دورد پاک	۴۲
اسمِ اعظم کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے	۲۸	اللہ والے کون ہیں؟	۴۳
پُراسرار بڑھا اور کالا جن	۲۸	حافظ قرآن کی فضیلت	۴۴
بِسْمِ اللّٰہِ کیجئے کہنا ممنوع ہے	۳۲	حافظ قرآن کو ناراض کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب	۴۵
بِسْمِ اللّٰہِ کہنا کب کفر ہے	۳۳		
فرشتے نیکیاں لکھتے ہیں	۳۳		

عنوان	صفحہ

پیاری اسلامی بہنو! تلاوت قرآن کا اجر و ثواب ٤٦
قوموں کے عروج و زوال ٤٦
قرآن کریم پڑھنے والے کی اور نہ پڑھنے والی کی مثال ٤٧
تلاوت قرآن نزول رحمت اور تسکین کا سبب ہے ٤٩
سورۃ البقرہ پڑھنے کا ثواب ٥٠
سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھنے کا ثواب ... ٥٠
سورۃ یٰسین پڑھنے کا ثواب ٥١
سورۃ ملک پڑھنے کا ثواب ٥١
پیاری اسلامی بہنو! قرآن نہ پڑھنے اور اس کی طرف عدم توبہ کی سزا ٥٣

(٣) فضائل درود و سلام

فضیلت درود پاک ٥٧
سعادت عظمیٰ ٦٣
حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مہر دس بار درود شریف ٦٣
امداد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٦٤
تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کرادی! ٦٦
سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ چوم لیا! .. ٦٧
درود پاک تمام اعمال سے افضل ہے! ٦٨
ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کا ثواب! ٦٨
ابر رحمت ٦٩
دم بدم صل علیٰ! ٦٩

(٤) اللہ عزوجل کے ذکر کی فضیلت و اہمیت

فضیلت درود پاک ٧٨
ہر چیز تسبیح کرتی ہے! ٨٠
غافل جانور ذبح کر دیا جاتا ہے! ٨١
غافل پرندے کی سزا! ٨١
غافل مچھلیاں اور دانا بچی! ٨٢
ذکر تین طرح کا ہوتا ہے! ٨٣
رات بھر فرشتہ حفاظت کرتا ہے! ٨٣
اللہ عزوجل بھی ذاکر کا ذکر کرتا ہے! ٨٤
اللہ عزوجل اپنے ذاکر کا ذکر فرماتا ہے! ٨٤
جہاں ذکر ہوتا ہے ہر چیز گواہ ہو جاتی ہے! ... ٨٥
ذکر اللہ کے لئے کوئی مقام مخصوص نہیں! ٨٥
اللہ اللہ کرنے والا ہی محبت میں بیٹھے ٨٦
جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نائی ٨٦
غافل کی روح دنیا سے پیاسی جاتی ہے ٨٦
ذکر میں دل نہیں لگتا ٨٧

(٥) فضیلت نماز اور اہمیت نماز

فضیلت درود پاک ٩٠
ہر نماز اپنے وقت میں ہی پڑھنا چاہئے ٩١
نماز بڑھیا کی ایمان افروز حکایت ٩٢
ہر نماز پچھلی نماز کے بعد ہونے والے گناہ مٹا

عنوان	صفحہ
دیتی ہے	۹۳
نماز سے گناہ دھلتے ہیں	۹۳
عیسیٰ علیہ السلام اور میلا کچیلا جانور	۹۴
فجر کی نماز کی فضیلت	۹۴
شیطان کا ساتھی	۹۵
نماز فجر باجماعت ادا کرنے کی فضیلت	۹۵
فجر وعشاء چالیس دن باجماعت پڑھنے والا	
جہنم سے بری کر دیا جاتا ہے	۹۵
دوزخ سے آزادی	۹۶
چور بھی اگر صبح نماز پڑھے تو سدھر سکتا ہے	۹۶
ایک عجیب وغریب واقعہ	۹۶
نماز ایمان کی علامت ہے	۹۹
نماز کا خوب خیال رکھو	۹۹
رحمت ہی رحمت	۹۹
نماز کی برکت سے گھوڑا زندہ ہوگیا	۹۹
بچہ سات برس کا ہو جائے تو اُسے نماز کا حکم دو	۱۰۰
منا انگاروں سے کھیلتا رہا	۱۰۰
نماز کے بغیر آدمی کس کام کا؟	۱۰۲
نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے	۱۰۳
شیر سامان کی حفاظت کرتا رہا	۱۰۴
ستر ہزار فرشتے ساتھ ساتھ نماز پڑھتے ہیں	۱۰۵
پہاڑ کی چوٹی پر اذان دے کر تنہا نماز پڑھنے	
والا جنتی ہو جاتا ہے	۱۰۵
میٹھی میٹھی اسلامی بہنو	۱۰۶
(۶) بے نمازی کا انجام	
فضیلت درود پاک	۱۰۷
بے نمازی کی سزائیں	۱۰۸
نماز کی برکتیں	۱۰۸
بے نمازی کا ہولناک انجام	۱۰۹
نماز قضا کرنے کی سزا	۱۱۰
سر کچلنے کی سزا	۱۱۰
جہنم میں جانے کا حکم	۱۱۱
قبر میں آگ کے شعلے	۱۱۱
ہولناک کنواں	۱۱۳
دنیوی کنواں	۱۱۳
حکایت	۱۱۴
خوفناک سانپ اور خچر نما بچھو	۱۱۴
قارون کے ساتھ حشر	۱۱۵
جان لیوا خراش	۱۱۶
مقام غور	۱۱۷
بے نمازی سے شیطان بھی بھاگتا ہے	۱۱۷
پندرہ خوفناک سزائیں	۱۱۸
حکایت	۱۲۰
بھیانک قبریں	۱۲۰
شرابی کا انجام	۱۲۱
خنزیر نما مردہ	۱۲۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
آگ کی کیلیں	۱۲۱	عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی	۱۳۴
آگ کی لپیٹ میں	۱۲۲	شہنشاہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار نصیب ہوگیا	۱۳۵
جوانی میں توبہ کا انعام	۱۲۲	تم نے ابھی ابھی گوشت کھایا ہے	۱۳۶
بچھو نما خطرناک جانور	۱۲۲	مردار خور جہنمی	۱۳۷
(۷) غیبت کی تباہ کاریاں		مردار کا گوشت کھانا آسان نہیں	۱۳۸
فضیلت درود پاک	۱۲۴	جہنمی بندر وخنزیر	۱۳۸
غیبت کی تعریف بہار شریعت میں	۱۲۴	چار نصیحتیں	۱۳۹
غیبت کی تعریف ابن جوزی	۱۲۵	غیبت ایمان کے لئے نقصان دہ ہے	۱۳۹
غیبت کیا ہے	۱۲۵	کفر پر مرنے والے کے عذاب قبر کی کیفیت	۱۳۹
اکثر گھر میدان جنگ بنے ہوئے ہیں	۱۲۶	جہنم ہمیشہ رہنے کی لرزہ خیز کیفیت	۱۴۰
سینوں سے لٹکے ہوئے لوگ	۱۲۷	نفلی عبادت نہ کرنیوالے سے نفرت کرنا کیسا؟	۱۴۱
تانبے کے ناخن	۱۲۷	غیبت مت کرو	۱۴۳
عورتیں زیادہ غیبتیں کرتی ہیں	۱۲۷	غیبت کے انداز	۱۴۳
پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر کھلانے کا عذاب	۱۲۸	نابالغ کی غیبت	۱۴۵
قیامت میں مردہ بھائی کا گوشت کھلایا جائیگا	۱۲۸	کس بچے کی غیبت جائز ہے اور کس کی ناجائز؟	۱۴۶
زبان جلنے سے محفوظ رہے گی	۱۲۹	چھوٹے بچے کی غیبت کی ۷ امثالیں	۱۴۷
نماز وروزہ کی نورانیت گئی	۱۳۰	بچوں کو غیبت مت کرنے دیجئے	۱۴۷
کیا غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	۱۳۰	بچوں کی فریاد رسی کیجئے	۱۴۸
کھولتے پانی اور آگ کے درمیان دوڑنے والا	۱۳۱	بچوں سے صادر ہونے والی غیبت کی ۲۲ مثالیں	۱۴۹
خوف گناہ ہو تو ایسا	۱۳۱	بچوں کو جھوٹے بہلاوے مت دیجئے	۱۴۹
تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے	۱۳۲	غیبت کی تباہ کاریاں ایک نظر میں	۱۵۰
غیبت بہت بڑا گناہ ہے	۱۳۲	غیبت کے خلاف اعلان جنگ	۱۵۱
منہ سے گوشت نکلا	۱۳۳		

عنوان	صفحہ
(۸) شریعت میں عورت کے پردہ کی اہمیت وفضیلت	
فضیلت درود پاک	۱۵۴
عورت کا لفظی معنیٰ	۱۵۴
کیا آج کل بھی پردہ ضروری ہے	۱۵۵
زمانہ جاہلیت کی مدت کتنی؟	۱۵۵
بے پردہ عورت کی دعا کیسی قبول ہو	۱۵۶
شرعی پردہ کسے کہتے ہیں	۱۵۷
دامن کا دھاگہ	۱۵۷
آسان لفظوں میں پردہ کا طریقہ	۱۵۸
عورت کا کس کس سے پردہ ہے؟	۱۵۸
سسرال میں کسی طرح پردہ کرے	۱۵۹
باپردہ رہنے کے لئے غصہ ترک کر دیجئے	۱۶۱
آسیہ کی دردناک آزمائش	۱۶۲
گھر میں پردے کا ذہن کیسے بنے	۱۶۳
ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا	۱۶۴
دیوث کی تعریف	۱۶۴
اگر عورت نافرمانی کرے تو	۱۶۵
کیا منہ بولے بھائی بہن کا پردہ ہے	۱۶۶
عالم باپ کا دردناک انجام	۱۶۷،۱۶۶
مرد کے ہاتھ سے چوڑیاں پہننا	۱۶۷
عورت کی مزارات پر حاضری	۱۶۸
کیا پردہ ترقی میں رکاوٹ ہے	۱۶۹
حقیقت میں کامیاب کون	۱۷۰
جہنم میں عورتوں کی کثرت	۱۷۰
میٹھی میٹھی اسلامی بہنو	۱۷۱
(۹) جنتی عورت کون ہے؟	
فضیلت درود پاک	۱۷۳
جنتی عورت کون	۱۷۴
تشریح وتفصیل	۱۷۴
نیک عورت کون ہے	۱۷۷
تشریح وتفصیل	۱۷۷
جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے	۱۷۸
تشریح وتفصیل	۱۷۸
دنیا کی عورتیں حورعین سے افضل ہیں	۱۷۸
تشریح وتفصیل	۱۷۹
جنت کے آٹھوں دروازے کس کے لئے	۱۷۹
تشریح وتفصیل	۱۷۹
عورتوں کے لئے گھریلو کام کا ثواب جہاد کے برابر	۱۸۰
تشریح وتفصیل	۱۸۰
عورت کے لئے اس کا شوہر جنت یا جہنم	۱۸۱
تشریح وتفصیل	۱۸۱
شوہر کی اطاعت ہر حال میں خواہ بیکار ہی معلوم ہو	۱۸۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تشریح وتفصیل	۱۸۲	تشریح وتفصیل	۱۹۱
شوہر کی اطاعت کی وجہ سے مغفرت	۱۸۲	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی پہلے	
تشریح وتفصیل	۱۸۳	کون عورت جنت میں جائے گی	۱۹۲
نہ نماز قبول ہوگی اور نہ نیکی چڑھے گی	۱۸۳	تشریح وتفصیل	۱۹۲
تشریح وتفصیل	۱۸۳	عورتوں کو ضرورت پر باہر نکلنے کی اجازت	۱۹۲
غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو شوہر کا حکم ہوتا	۱۸۴	تشریح وتفصیل	۱۹۲
تشریح وتفصیل	۱۸۴	دوپٹہ کیسا ہو	۱۹۳
ناشکر گزار کی طرف خدا کی نگاہ بھی نہیں	۱۸۵	تشریح وتفصیل	۱۹۳
تشریح وتفصیل	۱۸۵	کسی کو آگ کا یا ماچس وغیرہ دینے کا ثواب	۱۹۴
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک		تشریح وتفصیل	۱۹۴
کون مبغوض عورت	۱۸۶	(۱۰) قابل رشک خواتین	
تشریح وتفصیل	۱۸۶	فضیلت دورد پاک	۱۹۶
شوہر سے بھلائی کا انکار تو اعمال برباد	۱۸۶	صبر اور نماز سے مدد چاہو	۱۹۷
تشریح وتفصیل	۱۸۷	صبر کی پہاڑ	۱۹۷
بلا اجازت شوہر نفل روزے کی اجازت نہیں	۱۸۷	جنتی عورت	۲۰۰
تشریح وتفصیل	۱۸۸	وضاحت	۲۰۱
شوہر کی خدمت پر شہادت کے قریب درجہ	۱۸۸	جہنم کی آگ پر صبر نہیں ہوسکتا	۲۰۵
تشریح وتفصیل	۱۸۹	(۱۱) اولاد کی تربیت واہمیت	
لعنت والی عورت کون	۱۸۹	فضیلت دورد پاک	۲۱۰
تشریح وتفصیل	۱۸۹	اولاد کیسی ہونی چاہئے؟	۲۱۱
شوہر سے طلاق مانگنے پر جنت حرام	۱۹۰	ناسازگار حالات اور بگڑی ہوئی اولاد	۲۱۲
تشریح وتفصیل	۱۹۰	اولاد کے بگاڑنے کا ذمہ دار کون؟	۲۱۴
دودھ پلانے کا ثواب	۱۹۱	تربیت اولاد کی اہمیت	۲۱۵

عنوان	صفحہ
کیا بیٹا بھی باپ کو مارتا ہے؟	۲۱۶
بچوں کی تربیت کب شروع کی جائے	۲۱۷
تربیت کرنے والے کو کیسا ہونا چاہیے	۲۱۷
مثالی کردار کیسے اپنائیں	۲۱۸
نماز باجماعت کے پابند ہو گئے	۲۲۱
رب العالمین جل جلالہ کا شکر ادا کیجئے	۲۲۱
ماں کے لئے خوشخبری	۲۲۲
اچھی اچھی نیتیں کیجئے	۲۲۲
دو مدنی پھول	۲۲۲
زمانہ حمل کی احتیاطیں	۲۲۴
پندرہ پارے سنا دیئے	۲۲۵
مشتبہ غذا نکالنا پڑتی	۲۲۶
معذرت کرنا پڑی	۲۲۶
ماں بننے والی چاہے تو اس طرح بھی دعا مانگ سکتی ہے	۲۲۷
عظیم ماں	۲۲۲۲۸
اولاد نرینہ مل گئی	۲۲۹
پیدائش پر ردعمل	۲۳۰
مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں پر شفقت	۲۳۲
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی بیٹی پر شفقت	۲۳۳
ایثار کرنے والی ماں	۲۳۳
پیدائش کے بعد کرنے والے کام	۲۳۴
کان میں اذان	۲۳۴
تحنیک (گھٹی دلوانا)	۲۳۵
مفتی اعظم ہند کی تحنیک	۲۳۷
نام رکھنا، بال مونڈنا اور عقیقہ کرنا	۲۳۷
کیسے نام رکھے جائیں؟	۲۳۸
مسئلہ	۲۳۹
مسئلہ	۲۳۹
مسئلہ	۲۳۹
مسئلہ	۲۴۰
اللہ عزوجل کے پسندیدہ نام	۲۴۰
نام محمد کی برکتیں	۲۴۱
بال منڈوانا	۲۴۲
عقیقہ	۲۴۳
عقیقہ کب کریں؟	۲۴۴
عقیقے کے جانور	۲۴۴
عقیقے چند مسائل	۲۴۵
بچے کا ختنہ	۲۴۶
مسئلہ	۲۴۶
بچے کو اس کی ماں دودھ پلائے	۲۴۷
دودھ پلانے کی فضیلت	۲۴۷
مسئلہ	۲۴۷
مسئلہ	۲۴۸

عنوان	صفحہ
مسئلہ	۲۴۸
مسئلہ	۲۴۹
مسئلہ	۲۵۰
گھٹنے نہ کھولنے پڑیں	۲۵۰
اپنے بچوں کو کسی پیر کامل کا مرید بنوا دیجئے	۲۵۰
بچوں سے محبت کیجئے	۲۵۲
بچے کو لوری دینا	۲۵۳
مسئلہ	۲۵۳
بچوں پر خرچ کیجئے	۲۵۴
مسئلہ	۲۵۵
بچوں کو رزقِ حلال کھلایئے	۲۵۶
تنگ دستی کی وجہ سے حرام کمانے والا	۲۵۷
احتیاطِ نبوی	۲۵۸
بچوں کو نیا پھل کھلایئے	۲۵۸
بچے کی صحت کا خیال رکھئے	۲۵۹
بینائی واپس آ گئی	۲۶۰
علاج ہو گیا	۲۶۰
زبان کھلنے کے بعد اللہ عزوجل کا نام سکھایئے	۲۶۱
باپ کا نام اور گھر کا پتہ یاد کرایئے	۲۶۲
ضروری عقائد سکھایئے	۲۶۲
حکایت	۲۶۴
بچے کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ڈالئے	۲۶۵
صحابہ کرام واہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت سکھایئے	۲۶۶
اولیاء کرام رحمھم اللہ کا ادب سکھایئے	۲۶۷
اپنے بچے کو قرآن پڑھایئے	۲۶۸
مدرستہ المدینہ	۲۶۹
سات برس کی عمر سے نماز کی تاکید کیجئے	۲۶۹
نماز کے عادی	۲۷۰
روزہ رکھوایئے	۲۷۰
روزہ کشائی	۲۷۰
دینی تعلیم دلوایئے	۲۷۱
استاد کا انتخاب	۲۷۳
جامعۃ المدینہ	۲۷۳
شوقِ علم	۲۷۴
آداب سکھایئے	۲۷۴
میٹھی میٹھی اسلامی بہنو	۲۷۴
(۱۲) غریبوں کا حج	
فضیلت درود پاک	۲۷۶
غریبوں کا حج	۲۷۷
زیارتِ والدین	۲۷۷
احادیث مبارکہ	۲۷۷
تشریح	۲۷۸
والدین کی طرف سے حج کرنا	۲۷۸
تشریح وتفصیل	۲۷۹

عنوان	صفحہ
طلب العلم	۲۷۹
احادیث مبارکہ	۲۷۹
فضائل اسلامی علوم	۲۸۰
علمائے کرام کی مالی معاونت کی فضیلت	۲۸۰
تشریح وتفصیل	۲۸۱
ایک مثال	۲۸۱
فضائل علمائے کرام	۲۸۱
دنیا میں جنتی لوگ	۲۸۱
فرشتے پر بچھائیں	۲۸۲
باجماعت نماز کے لئے مسجد کو جانا	۲۸۲
ہر نماز باجماعت	۲۸۲
احادیث مبارکہ	۲۸۲
تشریح وتفصیل	۲۸۳
نماز جمعۃ المبارک	۲۸۳
تشریح وتفصیل	۲۸۳
ایک مخصوص درود شریف پڑھنا	۲۸۴
تشریح وتفصیل	۲۸۴
کسی بھی وقت میں درود شریف پڑھنا	۲۸۵
حج کا ثواب اور مزید فضائل یٰسین شریف	۲۸۵
زیارت مدینہ منورہ	۲۸۶
رمضان میں اعتکاف کرنا	۲۸۶
رمضان میں عمرہ کرنا	۲۸۶
عاشورہ کا روزہ	۲۸۶
اللہ کی راہ میں چلنا	۲۸۷
تشریح وتفصیل	۲۸۷
اللہ کی راہ میں جہاد کرنا	۲۸۷
مہمان کو کھانا کھلانا	۲۸۷
مسلمان کی حاجت روائی	۲۸۸
صبح وشام تسبیح پڑھنا	۲۸۸
غروب آفتاب کے وقت آیۃ الکرسی پڑھنا	۲۸۸
میٹھی میٹھی اسلامی بہنو	۲۸۸
(۱۳) جھوٹ کی مذمت	
فضیلت درود پاک	۲۹۰
جھوٹ کی مذمت	۲۹۱
میٹھی میٹھی اسلامی بہنو	۲۹۳
(۱۴) سات مہلک گناہ	
فضیلت درود پاک	۲۹۵
شرک	۲۹۶
عقیدہ توحید وشکر کے بارے میں ایک ضروری وضاحت	۲۸۷
عقیدہ توحید وشرک کے بارے میں ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ	۲۸۷
کیا شیخ جیلانی کو غوث اعظم کہنا شرک ہے	۲۸۸
دوسرا موبقہ (ہلاک کر دینے والا گناہ)	۲۸۹
تیسرا موبقہ قتل نفس	۳۰۰
چوتھا موبقہ ربا (سود)	۳۰۰

عنوان	صفحہ
پانچواں موبقہ یتیم کا مال کھانا	۳۰۱
چھٹا موبقہ قتال کے روز بھاگ جانا	۳۰۲
ساتواں موبقہ زنا کا جھوٹا الزام	۳۰۲
لعان کیا ہے	۳۰۳
(۱۴) دل کی سختی کا علاج	
فضیلت دورد پاک	۳۰۵
فضیلت درود پاک	۳۰۵
مرض وعلاج میں مناسبت	۳۰۷
سر پر ہاتھ پھیرنے سے کیا مراد ہے؟	۳۰۸
یتیم کے ساتھ حسن سلوک	۳۰۸
مسکینوں کے ساتھ نیک برتاؤ	۳۰۹
(۱۵) قرب الٰہی کا انمول نسخہ	
فضیلت دورد پاک	۳۱۲
(۱۶) نامِ مصطفیٰ ﷺ کا مقام ومرتبہ	
فضیلت دورد پاک	۳۱۸
پانی	۳۲۱
ہوا	۳۲۱
بجلی	۳۲۱
اولاد	۳۲۲
(۱۷) استاد کے حقوق اور آداب واحترام	
فضیلت دورد پاک	۳۳۰
(۱۸) بدعت کا صحیح معنی ومفہوم	
فضیلت دورد پاک	۳۳۷
حدیث کا مفہوم	۳۳۸
بدعت کی حقیقت اور اقسام	۳۳۳۹
بدعت حسنہ	۳۴۰
بدعت سیئہ	۳۴۱
اس کی مثال	۳۴۱
عقائد میں بدعت سیئہ کی مثال	۳۴۲
کیا جشن میلاد اور ختم کے لئے تاریخ مقرر کرنا دین میں اضافہ ہے؟	۳۴۲
ہر بدعت گمراہی ہے کا مفہوم	۳۴۳

تقریظ

محترمہ قاریہ عالمہ بنت فقیر حسین عطاریہ مدظلہ

فاضلہ جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف' گجرات
پرنسپل ومدرس جامعہ آستانہ عالیہ منڈیر خورد سیالکوٹ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

چشمۂ صدارت وبصیرت اربابِ فکرونظر نورِ ایمان سے منظور کرنے والی ہستی عشقِ خدا سے بھرپور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور قابلِ عزت قابلِ احترام قابلِ رشک زوجہ عزیز القدر مولانا محمد اقبال عطاری قادری نے اسلامی بہنوں کے لئے ایک خوبصورت کتاب ''مبلغات کی ضرورت'' ترتیب دی ہے۔ جس میں عورتوں کی بہت رہنمائی کی گئی ہے۔ مجھے یہ کتاب پڑھنے کے بعد دلی مسرت ہوئی۔ اس کتاب میں زوجہ مولانا قاری صاحب نے بہت محنت کی ہے۔ اللہ عزوجل ان کے علم وفضل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور انہیں بیش از خدمت دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔ محترمہ کی مختلف کتابیں پڑھنے کا موقع ملا۔ الحمدللہ! محترمہ نے علمی حوالہ جات کے ساتھ مدلل جوابات تحریر کئے۔ علامہ محمد اقبال عطاری مدظلہ کی درج ذیل کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جس میں پہلی کتاب

(۱) سنی تحفہ خواتین (۲) تحفہ دلہا
(۳) اربعین طالب (۴) تحفہ دلہن
(۵) اربعین صفیہ (۶) تحقیق رفع یدین

(۷) تحقیق قرأت خلف الامام

(۸) دنیا کی حقیقت

(۹) ننگے سر نماز کا شرعی حکم

(۱۰) جواہر شریعت

(۱۱) عورتوں کی حکایات

(۱۲) تحفہ شادی

پڑھئے اور آپ کا ربّ زیادہ کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ قلم ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم کو قید کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: علم کی قید کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: لکھنا۔ (مجمع الزوائد)

کتنا خوش نصیب ہے وہ مسلمان جو اللہ عزوجل کی رضا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی، دینِ اسلام کی اشاعت اور اُمت کی خدمت واصلاح کے لئے لکھتا ہے۔ ایسے سعادت مندوں میں میرے ایک محترم بھائی علامہ محمد اقبال عطاری کا نام بھی شامل ہے جو دینی تبلیغ اور اصلاحی خدمت جلیلہ سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے سب کتابوں پر بڑی محنت کی ہے۔ سنی تحفہ خواتین اپنے موضوع میں بہترین کتابیں ہیں۔ مولانا محمد اقبال عطاری نے بڑی لگن سے کام کیا ہے۔ احادیث و مسائل کی تخریج کے لئے اصل مآخذ کی طرف مراجعت کرتے ہوئے ہر چیز بحوالہ نقل کی ہے اور دیگر کتابوں کے ساتھ ساتھ یہ کتاب ''مبلغات کی ضرورت'' میں بھی ہر چیز بحوالہ نقل کی ہے۔ یہ کتاب بھی وسعت مطالعہ پر شاہد ہے۔ اس کتاب میں مولانا محمد اقبال عطاری نے قابلِ رشک خواتین پر بہت احسن طریقے سے بحث کی ہے۔ اس میں عورتوں کے بڑے بڑے کارنامے موجود ہیں۔ نیز اسماء بنتِ عمیس کا واقعہ قابلِ

ذکر ہے کہ یہ خواتین کس طرح صبر کا پہاڑ ہوا کرتی تھیں اور مولانا عطاری نے اولاد کی تربیت اور اہمیت پر بڑا زور دیا ہے۔ اولاد کا سب سے پہلا حق کیا ہے؟ نیک ماں کا انتخاب کرنا، کسی نیک پرہیزگار بندے کی گھٹی دینا، اس کا نام اچھا رکھنا اور دیگر بہت ضروری باتیں وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ اور نامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام ومرتبہ پیش کیا گیا ہے اور مومن کے ایمان کو تازہ کیا گیا ہے کہ انسان کو جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے کیونکہ محبت کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے وہ کونسی ہستی ہے جس کے لئے تیرا دل دھڑکتا رہتا ہے تو دل سے آواز یہی آئے گی کہ وہ محبوب جس کی خاطر یہ ساری دنیا تخلیق کی گئی اس میں مزید برآں اولاد کی تربیت نہ کرنے کا وبال اور جھوٹ کی مذمت جیسے رذائل کا ذکر بڑے نصیحت آموز انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں علم وعمل اور خلوصِ وفا کے جو پھول ہیں اللہ عزوجل سب کو چننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور اللہ عزوجل مولانا محمد اقبال عطاری اور ان کی زوجہ کو عروج نصیب فرمائے اور انکی کاوشیں ان کے لئے ذریعہ فلاح ونجات بلندیٔ درجات بنیں۔ آمین۔

ناصر ان کا خدا حامی رسول ہوں
خدا کرے یہ کتب خاص و عام میں مقبول ہوں

فقط ناچیز
بنتِ فقیر حسین عطاریہ
مدرس: جامعہ فاطمہ زہراء منڈیر خورد سیالکوٹ
رہائش: رحیم پورا گوکی، سیالکوٹ
۹ رجولائی ۲۰۱۰ء

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ عبدالستار سعیدی

رکن دارالافتاء و مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیّد الانبیاء والمرسلین وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وعلٰی امتہٖ الٰی یوم الدین

اللہ تعالٰی نے اُمت مسلمہ کو خیر امت کا لقب عطا فرمایا اور اس اُمت کا ایک خاص وصف ذکر فرمایا کہ اُمت مسلمہ نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے۔ ارشاد فرمایا: تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ ترجمہ: ''تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو''۔ (آل عمران آیت ۱۱۰ ترجمۃ القرآن البیان علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ) اس بارے میں امت مسلمہ کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنی وسعت اور علم کے مطابق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔

اصلاح معاشرہ اور تربیت اولاد میں عورت اپنی بنیادی اور کلیدی خدمات پیش کرسکتی ہے خاص کر ماں کہ اس کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہے۔ ماں بچے کی اعلٰی تربیت کرکے اسے معاشرے کا ذمہ دار فرد بناسکتی ہے اور اسے اوجِ کمال کے حصول کے لئے سیڑھی فراہم کرسکتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ عورت پہلے خود کو اخلاقِ حسنہ اور زیورِ تعلیم سے آراستہ کرے۔ عصرِ حاضر میں اس کی ضرورت پوری کرتے ہوئے

زوجہ مولانا محمد اقبال عطاری نے یہ کتاب ''مبلغات کی ضرورت'' تالیف کی ہے جس میں اصلاحِ معاشرہ اور تربیت اولاد کے حوالہ سے خاص کر بکھرے ہوئے نصیحت آموز قیمتی موتیوں کو جمع کیا ہے۔ خواتین کو چاہیے کہ اسے دل و جان سے پڑھیں اور اس میں بیان کردہ نصیحت آموز باتوں اوراحکام کے مطابق زندگی بسر کریں تا کہ ربّ کریم کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل ہو۔

آخر میں میری دعا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کی قلم کو حسبِ معمول تسلسل نصیب کرے۔

آمین بجاہ النبی الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

حافظ عبدالستار سعیدی غفرلہ
خادم دارالافتاء والتدریس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
۴ ررمضان المبارک ۱۴۳۱ھ/ بمطابق ۱۵ راگست ۲۰۱۰ء

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم مدظلہ العالی

رکن دارالافتاء و مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

علم عمل کے بغیر ایسے ہے جیسے بغیر پروں کے پرندہ۔ اس دور میں بعض لوگ علم کے باوجود بے عملی کا شکار ہیں اور کچھ لوگ تو سرے سے علم سے ہی کورے ہیں۔ ان سے عمل صالح کی توقع عبث ہے یہ تو مجموعی طور پر مردوں کی حالت ہے باقی رہ گئیں خواتین تو ان بیچاریوں کی حالت تو اس حوالے سے انتہائی ابتر ہے۔ نہ انہیں اس قدر صحیح علم ہے کہ جس سے وہ سعادت مند مسلم خاتون کا کردار ادا کریں اور نہ ہی انہیں بے علمی کی وجہ سے تقویٰ و صلاح حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں، بہن، بیٹی، بیوی اور بہو کی صورت میں انہیں جو کردار ادا کرنا چاہئے وہ کردار ادا نہیں کر پاتیں۔

زوجہ مولانا محمد اقبال زیدہ مجدہٗ مصنف کتب کثیرہ کی تازہ کتاب ''مبلغات کی ضرورت'' مختلف مقامات سے ملاحظہ کی۔ اسے مذکورہ ضرورت کو پورا کرنے میں بہت مفید پایا۔ یہ کتاب انشاء اللہ العزیز مصنف کی دوسری کتب کی طرح نفرادی

تربیت واصلاح اور فریضۂ دعوت وتبلیغ سرانجام دینے والی بہنوں کے لئے انتہائی نفع بخش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کتاب کے مؤلف کو بہترین جزا عطا فرمائے اور ان کی خدمات دینیہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

بجاہ طٰہٰ ویٰسین

محمد ہاشم غفرلہ
خادم الافتاء والتدریس
جامعہ نعیمیہ لاہور
۵ رمضان المبارک
۱۴۳۱ھ/۱۶/اگست ۲۰۱۰ء

تقریظ

حضرت علامہ مولانا اقبال سعیدی

مدرس جامعہ نعمانیہ، سیالکوٹ

الحمد للّٰہ لو الیہ والصلوٰۃ والسلام

علٰی نبیہ وعلٰی الہٖ واصحابہٖ وعلٰی انصار دینہٖ۔

اما بعد! میں نے کتاب ''مبلغات کی ضرورت'' کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا ہے۔ تدریسی مصروفیات کی وجہ سے مکمل کتاب تو نہ پڑھ سکا مگر چند مقامات کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اَحْسَنَ مَاکَتَبَ کا مصداق ہے اس سے پہلے بھی مؤلف کی کئی مفید کتب منظر عام پر درجۂ قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ مؤلف کی زیادہ تر توجہ خاتونِ مسلم کی اصلاح پر مرکوز ہے جو فی زمانہ احسن اقدام ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ضروری بلکہ اشد ضروری ہے وجہ یہ ہے کہ ماحول اور معاشرہ ماں کے پیٹ سے جنم لیتا ہے اور ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے۔ اگر ماں ہدایت پا جائے تو کوئی مشکل نہیں ہے ہماری معاشرتی برائیاں کافی حد تک ختم نہ ہوں اگر ماں اپنے آپ کو شمعِ محفل اور حسنِ بازار کی بجائے زینت خانہ اور چراغِ چار دیواری تک محدود کر لے تو مشکل نہیں کہ ملت کی قیادت کی باگ ڈور سنبھالنے والے حاکم کی بجائے خادمِ قوم کا کردار ادا کریں۔ اگر ماں شرم وحیا کا پیکر ہوگی، خوفِ خدا اور شرمِ نبی سے لبریز ہوگی تو آج بھی محمود غزنوی اور صلاح الدین ایوبی کے جانشین پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر ماں میں احساسِ ذمہ داری

پیدا ہو جائے تو آج ایک کی بجائے لاکھوں ڈاکٹر قدیر خان جیسے محبّ وطن اور محافظِ وطن قوم کا سرفخر سے بلند کر سکتے ہیں، لیکن افسوس کہ اب ماں ہی خانہ خراب ہو گئی ہے اور اسلام کا بنیادی ڈھانچہ ماں نے ہی بگاڑ کے رکھ دیا ہے تو امید کی کرن کہاں سے نظر آئے۔ خالقِ کائنات زوجہ مولانا محمد اقبال عطاری سلمہ کو جزائے خیر دے جنہوں نے آج کی لڑکی اور کل ماں کی تربیت کی طرف بہت اچھا اقدام کیا ہے اور اپنی حد تک اصلاحِ معاشرہ کی کوشش کی ہے۔ فجزاه اللّٰه في الدارين وصلى اللّٰه على حبيبه محمدٍ واٰله واصحابه وسلم

خیر اندیش

محمد اقبال سعیدی

مدرس جامعہ نعمانیہ رضویہ سیالکوٹ

۲۶ رجمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

۱۰ رجون ۲۰۱۰ء جمعرات

بِسمِ اللّٰہِ کے فضائل واہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

فضیلتِ دورد پاک

حضورانورشہنشاہِ بحرو بر محبوب ربّ اکبر(عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اے لوگو! بے شک بروز قیامت اس کی وحشتوں اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا وہ شخص ہوگا، جس نے مجھ پر دنیا میں کثرت سے درود پڑھا ہوگا۔

(فردوس الاخبار، جلد۲، صفحہ ۴۷۰، رقم الحدیث ۸۲۱۰)

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نُوْرٍ کزو شد نورہا پیدا
زمیں در حب او ساکن عرش در عشق او شیدا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

اُدھورا کام

سرکار مکہ مکرمہ سردار مدینہ منورہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی

اہم کام بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے ساتھ شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۲۶)

بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے جایئے

پیاری اسلامی بہنو! کھانے کھلانے، پینے پلانے، رکھنے اُٹھانے، دھونے پکانے، پڑھنے پڑھانے، چلنے (گاڑی وغیرہ) چلانے اُٹھنے اُٹھانے، بیٹھنے بٹھانے، بتی جلانے، پنکھا چلانے، دسترخوان بچھانے بڑھانے، بچھونا لپیٹتے بچھاتے، دکان کھولنے بڑھانے، تالا کھولنے لگانے، تیل ڈالنے عطر لگانے، بیان کرنے نعت شریف سنانے، جوتی پہننے عمامہ سجانے، دروازہ کھولنے بند فرمانے، الغرض ہر جائز کام کے شروع میں (جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنے کی عادت بنا کر اس کی برکتیں لوٹنا عین سعادت ہے۔

جنات سے سامان کے حفاظت کا طریقہ

حضرت سیدنا صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ انسان کے ساز و سامان اور ملبوسات کو جنات استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا تم میں سے جب کوئی شخص کپڑا پہننے کے لئے اُٹھائے یا اُتار کر رکھے تو "بسم اللہ شریف" پڑھ لیا کرے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا نام مہر ہے (یعنی بسم اللہ پڑھنے سے جنات ان کپڑوں کو استعمال نہیں کریں گے۔

(لقط المرجان فی احکام الجان للسیوطی ص ۹۸)

پیاری اسلامی بہنو! اس طرح ہر چیز رکھتے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنے کی عادت بنانی چاہیے ان شاء اللہ عزوجل شریر جنات کی دست برد سے حفاظت

حاصل ہوگی۔

بسم اللہ درست پڑھیئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے میں درست مخارج سے حروف کی ادائیگی لازمی ہے۔ اور کم از کم اتنی آواز بھی ضروری ہے کہ رکاوٹ نہ ہونے کی صورت میں اپنے کانوں سے سن سکیں۔ جلد بازی میں بعض لوگ حروف چبا جاتے ہیں۔ جان بوجھ کر اس طرح پڑھنا ممنوع ہے اور معنیٰ فاسد ہونے کی صورت میں گناہ! لہٰذا جلدی جلدی پڑھنے کی عادت کی وجہ سے جو لوگ غلط پڑھ ڈالتے ہیں وہ اپنی اصلاح کر لیں نیز جہاں پوری پڑھنے کی کوئی خاص وجہ موجود نہ ہو وہاں صرف ''بسم اللہ'' کہہ لیں تب بھی درست ہے۔

کھلبلی مچ گئی

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نازل ہوئی تو بادل مشرق کی سمت دوڑے، ہوائیں ساکن ہو گئیں، سمندر جوش میں آ گیا، چوپایوں نے غور سے سننے کے لئے اپنے کان لگا دیئے اور شیطانوں کو آسمانوں سے پتھر مارے گئے اور اللہ عزوجل نے فرمایا ''مجھے میری عزت وجلال کی قسم! جس شئے پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی گئی میں اس میں برکت دوں گا''۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۲۶)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پارہ ۱۹ سورۃ نمل کی تیسویں (۳۰) آیت کا حصہ بھی ہے اور قرآن مجید کی ایک پوری آیت مبارکہ بھی جو کہ دو سورتوں کے مابین فاصلہ کے لئے اُتاری گئی۔ (حلبی کبیر ص ۳۰۸)

بسم اللہ کی ''ب'' کی جامعیت

اللہ عزوجل نے بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر صحائف اور کتب نازل فرمائیں جن کی تعداد ۱۰۴ ہے ان میں سے ۶۰ صحیفے حضرت سیدنا شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ۳۰ صحیفے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام پر ۱۰ صحیفے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام پر تورات شریف اُترنے سے قبل نازل ہوئے نیز چار بڑی کتابیں نازل ہوئیں۔

1- تورات شریف حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔
2- زبور شریف حضرت سیدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔
3- انجیل مقدم حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔
4- قرآن مبین جناب رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر۔

ان تمام کتابوں اور جملہ صحائف کا متن اور مضامین قرآن مجید میں اور سارے قرآن مجید کا مضمون سورۃ فاتحہ میں اور سورۃ فاتحہ کا سارا مضمون بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا سارا مضمون اس کے حرف ''ب'' میں موجود ہے اور اسکے معنی یہ ہے کہ بی کان کا کان و بی یکون ما یکون (یعنی جو کچھ بھی ہے مجھ (یعنی اللہ عزوجل) ہی سے ہے اور جو کچھ ہوگا مجھ (یعنی اللہ عزوجل) ہی سے ہوگا)۔

(المجالس السنیۃ ص ۳)

اسم اعظم

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے نبیوں کے سلطان، سرورِ ذیشان سردار

دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (کی فضیلت) کے بارے میں استفسار کیا۔ تو اللہ کے محبوب دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ یا اللہ عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ عزوجل کے اسم اعظم اور اسکے درمیان ایسا ہی قرب ہے جیسے انکھ کی سیاہی (پتلی) اور سفیدی میں۔

(المستدرک للحاکم ج اوّل میں ۷۳۸ رقم للحدیث (۲۰۷۰)

اسم اعظم کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے

پیاری اسلامی بہنو! اسم اعظم کی بہت برکتیں ہیں اسم اعظم کے ساتھ جو دعاء کی جائے وہ قبول ہو جاتی ہے سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت رئیس المتکلمین مولٰینا نقی علی خان علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں۔ بعض علماء نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو اسم اعظم کہا سرکار بغداد حضورِ غوث پاک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے بسم اللہ زبان عارف (عارف یعنی اللہ عزوجل کو پہچاننے والا) سے ایسی ہے جیسے کلام خالق عزوجل سے کُن (''کن'' یعنی ''ہو جا'')۔

پیاری بہنوں! اپنے نیک اور جائز کاموں میں برکت داخل کرنے کے لئے ہمیں پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کی عادت بنانے کے آرزومند ہیں تو دعوت اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت فرمایا کریں۔

پُراسرار بوڑھا اور کالا جن

مسجد النبوی الشریف اعلیٰ صاحب الصلوٰۃ والسلام کے پر بہار فضاؤں میں ایک بار امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان میں قرآن پاک کے فضائل پر مذاکرہ ہو رہا تھا۔ اس دوران حضرت سیدنا عمرو بن

معدیکرب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین! آپ حضرات بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی عجائبات کو کیوں بھول رہے ہیں خدا عزوجل کی قسم! بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بہت ہی بڑا اعجوبہ ہے۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سید ھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے۔ اے ابوثور! (یا حضرت سیدنا عمرو بن معدیکریب کی کنیت تھی) آپ ہمیں کوئی عجیبہ سنایئے۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ زمانہ جاہلیت تھا۔ قحط سالی کے دوران تلاش رزق کی خاطر میں ایک جنگل سے گزرا دور سے ایک خیمہ پر نظر پڑی قریب ہی ایک گھوڑا اور کچھ مویشی بھی نظر آئے۔ جب قریب پہنچا تو وہاں ایک حسین وجمیل عورت بھی موجود تھی اور خیمہ کے صحن میں ایک بوڑھا شخص ٹیک لگا کر بیٹھ ہوا تھا۔ میں نے اُس دھمکاتے ہوئے کہا جو کچھ تیرے پاس ہے میرے حوالے کر دے! اُس نے کہا۔ اے آدمی! اگر تو مہمانی چاہتا ہے تو آ جا اور اگر امداد درکار ہے تو ہم تیری مدد کریں گے میں نے کہا۔ باتیں مت بنا، تیرے پاس جو کچھ ہے میرے حوالے کر دے! تو وہ بوڑھا کمزوروں کی طرح طرح بمشکل تمام کھڑا ہوا اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر میرے قریب آیا اور نہایت پھرتی سے مجھے پر جھپٹا اور مجھے پٹخ کر میرے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہنے لگا۔ اب بول! میں تجھے ذبح کروں یا چھوڑ دوں؟ میں نے گھبرا کر کہا۔ چھوڑ دو۔ وہ میرے سینے سے ہٹ گیا۔ میں نے دل میں اپنے اپ کو ملامت کی اور کہا۔ اے عمرو۔ تو عرب کا مشہور شہسوار ہے اس کمزور بوڑھے سے ہار کر بھاگنا نامردی ہے اس ذلت سے تو مر جانا ہی بہتر ہے چنانچہ میں نے پر اُس سے کہا۔ ''تیرے پاس جو کچھ ہے میرے حوالے کر دے! یہ سنتے ہی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر وہ پُر اسرار بوڑھا پھر مجھ پر حملہ آور ہوا اور چشم زدن میں مجھے گرا کر سینے پر سوار ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ بول تجھے ذبح کر دوں یا چھوڑ دوں؟ میں نے کہا مجھے

معاف کر دو۔ اُس نے چھوڑ دیا مگر پھر میں نے اُس سے سارے مال کا مطالبہ کر دیا اُس نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر پھر پچھاڑ کر مجھ پر قابو پالیا۔ میں نے کہا مجھے چھوڑ دو! اُس نے کہا اب تیسری بار میں ایسے ہی نہیں چھوڑوں گا۔ یہ کہہ کر اُس نے پکار کر کہا۔ اے کنیز! تیز دھار دار تلوار لے آ! وہ لے آئی اُس نے میرے سر کے اگلے حصے کی چوٹی کاٹ ڈالی اور مجھے چھوڑ دیا۔ ہم عربوں میں رواج ہے کہ جب کسی کی چوٹی کے بال کاٹ دیئے جاتے ہیں تو وہ دوبارہ اُگنے سے قبل اپنے گھر والوں کو منہ دکھاتے ہوئے شرماتا ہے۔ کیونکہ چوٹی کٹ جانا شکست خوردہ کی علامت ہے۔ چنانچہ میں ایک سال تک اُس پُراسرار بوڑھے کی خدمت کا پابند ہو گیا۔ سال پورا ہو جانے کے بعد وہ مجھے ایک وادی میں لے گیا وہاں اُس نے بلند آواز سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی تو تمام پرندے اپنے گھونسلوں سے باہر نکل کر اُڑ گئے۔ دوبارہ اسی طرح پڑھنے پر تمام درندے اپنے پناہ گاہوں سے باہر نکل کر چلے گئے۔ پھر تیسری بار زور سے پڑھنے پر اُونی لباس میں ملبوس کھجور کے تنے جتنا لمبا خوفناک کالا جن ظاہر ہوا۔ اُس کو دیکھ کر میرے بدن میں جھرجھری کی لہر دوڑ گئی۔ پُراسرار بوڑھے نے کہا۔ اے عمرو! ہمت رکھ! اگر یہ مجھ پر غلبہ پائے تو کہنا۔ اب کی بار میرا ساتھی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی برکت سے غالب ہوگا! پھر وہ پُراسرار بوڑھا اور کالا جن دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ پُراسرار بوڑھا ہار گیا اور کالا جن اُس پر غالب آ گیا اس پر میں نے کہا: اب کی بار میرا ساتھی لات و عزیٰ (یعنی کافروں کے ان دونوں بتوں) کی وجہ سے جیت جائے گا۔ یہ سن کر پُراسرار بوڑھے نے مجھے ایسا زوردار طمانچہ رسید کیا کہ مجھے دن دہاڑے تارے نظر آ گئے اور ایسا محسوس ہوا کہ ابھی میرا سر اُکھڑ کر دھڑ سے جدا ہو جائے گا۔ میں نے معذرت چاہی اور کہا کہ دوبارہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ چنانچہ دونوں میں پھر مقابلہ ہوا۔ پُراسرار بوڑھا اُس کالے جن کو دبوچنے میں کامیاب ہو گیا

تو میں نے کہا میرا ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی برکت سے غالب آ گیا۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ پُر اسرار بوڑھا نے نہایت پھرتی کے ساتھ اُس کو زمین میں لکڑی کی طرح گاڑ دیا اور پھر اُس کا پیٹ چیر کر اُس میں سے لالٹین کی طرح کوئی چیز نکالی اور کہا۔ اے عمرو! یہ اس کا دھوکہ اور کفر ہے۔ میں نے اُس پر اسرار بوڑھے سے استفسار کیا۔ آپ کا اور اس کالے جن کا قصہ کیا ہے؟ کہنے لگا ایک نصرانی جن میرا دوست تھا اُس کی قوم ہے ہر سال ایک جن میرے ساتھ جنگ لڑتا ہے اور اللہ عزوجل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی برکت سے مجھے فتح عطا فرماتا ہے۔ پھر ہم آگے بڑھ گئے۔ ایک مقام پر وہ پُر اسرار بوڑھا جب غافل ہو کر سو گیا تو موقع پا کر میں نے اُس کی تلوار چھین کر نہایت پھرتی کے ساتھ اُس کی پنڈیوں پر ایک زوردار وار کیا جس سے دونوں ٹانگیں کٹ کر جسم سے جُدا ہو گئیں۔ وہ چیخنے لگا او غدار تو نے مجھے سخت دھوکہ دیا ہے! مگر میں نے اس کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا۔ پے در پے وار کر کے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے! پھر جب میں خیمہ میں واپس آیا تو وہ کنیز بولی۔ اے عمرو! جن سے مقابلے کا کیا بنا؟ میں نے کہ؟ بوڑھے شیخ کو جنات نے قتل کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگی! تو جھوٹ بول رہا ہے۔ او بے وفا! اُس کے قاتل جنات نہیں بلکہ تو خود ہے یہ کہہ کر اس نے بیقرار اشکبار ہو کر عربی میں پانچ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ ہے۔

1- اے میری آنکھ تو اُس بہادر شہسوار پر خوب رو اور پے در پے آنسو بہا۔

2- اے عمرو تیری زندگی پر افسوس ہے۔ حالانکہ تیرے دوست کو زندگی نے موت کی طرف دھکیل دیا ہے۔

3- اور (اے عمرو اپنے دوست کو اپنے ہاتھوں) قتل کرنے کے بعد تو (اے قبیلے) بنی زبیدہ اور کفار (یعنی ناشکروں) کے گروہ کے سامنے کس طرح فخر کے ساتھ چل سکتا ہے۔

4- مجھے میری عمر کی قسم! اے عمرو اگر تو لڑنے میں واقعی سچا ہوتا یعنی بغیر دھوکہ دیئے مردوں کی طرح اس سے مقابلہ کرتا تو اُس کی طرف سے فوراً تیز دھار دار تلوار تجھ تک پہنچ کر رہتی (اور تیرا کام تمام کر دیتی)۔

5- (اے اُس بوڑھے کو قتل کرنے والے) بادشاہ حقیقی (اللہ تعالیٰ) تجھے بُرا اور ذلت والا بدلہ دے (تیرے جرم کے بدلے میں) اور تجھے بھی اس کی طرف سے ذلت ورسوائی والی زندگی ملے (جس طرح کہ تو نے اپنے دوست کے ساتھ ذلت ورسوائی والا سلوک کیا ہے) میں بھل کر قتل کرنے کے لئے اُس پر چڑھ دوڑا مگر وہ حیرت انگیز طور پر میری نظروں سے اوجھل ہوگئی گویا اُس کو زمین نے نگل لیا۔ (ملخص از: لقط المرجان فی احکام الجان للسیوطی ص ۱۴۱ تا ۱۴۳)

پیاری اسلامی بہنو! دیکھا آپ نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی کس قدر حیرت انگیز برکات ہیں۔

بسم اللہ کیجئے کہنا ممنوع ہے

بعض لوگ اس طرح کہہ دیتے ہیں۔ بسم اللہ کیجئے! آو جی بسم اللہ میں نے بسم اللہ کر ڈالی۔ تاجر حضرات جو دن میں پہلا سواد بیچتے ہیں۔ اُس کو عموماً بونی کہا جاتا ہے مگر بعض لوگ اس کو بھی بسم اللہ کہتے ہیں: مثلاً میری تو آج ابھی تک بسم اللہ ہی نہیں ہوئی! جن جملوں کی مثالیں پیش کی گئیں یہ سب غلط انداز ہیں اسی طرح کھانا کھاتے وقت اگر کوئی آجاتا ہے تو اکثر کھانے والا اُس سے کہتا ہے آیئے آپ بھی کھایئے۔ عام طور پر جواب ملتا ہے۔ بسم اللہ یا اس طرح کہتے ہیں بسم اللہ کیجئے۔ بہار شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۳۲ پر ہے کہ اس موقع پر اس طرح بسم اللہ کہنے کو علماء نے بہت سخت ممنوع قرار دیا ہے کہ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں بسم اللہ پڑھ کر کھا لیجئے۔ بلکہ ایسے موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً

بارك الله لنا ولكم یعنی اللہ عزوجل ہمیں اور تمہیں برکت دے یا اپنی مادری زبان میں کہہ دیجئے۔ اللہ عزوجل برکت دے۔

بسم اللہ کہنا کب کفر ہے

حرام و ناجائز کام سے قبل بسم اللہ شریف ہرگز ہرگز ہرگز نہ پڑھی جائے کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

شراب پیتے وقت، زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت بسم کہنا کفر ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج۲ص ۲۷۳)

فرشتے نیکیاں لکھتے ہیں

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ سلطان باقرینہ ،قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صاحب معطر پسینہ، باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تم وضو کرو تو بسم اللّٰه والحمد للّٰه کہہ لیا کرو۔ جب تک تمہارا وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے فرشتے یعنی کراماً کاتبین تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔

(طبرانی مغیر ج ا ص ۷۳ رقم الحدیث ۱۸۶)

ہر ہر قدم پر ایک نیکی

جو شخص کسی جانور پر سوار ہوتے وقت بسم اللّٰه اور الحمد للّٰه پڑھ لے تو اُس جانور کے ہر قدم پر اُس سوار کے حق میں ایک نیکی لکھی جائے گی۔

(تفسیر نعیمی جلد اول ص ۴۲)

کشتی میں نیکیاں ہی نیکیاں

جو شخص کشتی میں سوار ہوتے وقت بسم اللّٰه اور الحمد للّٰه پڑھ لے۔ جب

تک وہ اُس میں سوار رہے گا اُسکے واسطے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

(تفسیر نعیمی جلد اوّل ص ۴۲)

محترم اسلامی بہنو! بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے فضائل اس قدر زیادہ ہیں کہ پڑھ یا سن کر جی چاہتا ہے کہ ہر وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ہی پڑھتے رہیں مگر یہ سعادت صرف ربّ ہی کی عنایت سے مل سکتی ہے۔

زہر قاتل بے اثر ہو گیا

ایک مرتبہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کچھ مجوسیوں نے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں کوئی ایسی نشانی بتایئے جس سے ہم پر اسلام کی حقانیت واضح ہو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے زہر قاتل منگوایا اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ کر اُسے کھالیا۔ بسم اللہ کی برکت سے اس زہر قاتل نے آپ رضی اللہ عنہ پر کوئی اثر نہ کیا۔ یہ منظر دیکھ کر مجوسی آتش پرست بے ساختہ پکار اُٹھے دینِ اسلام حق ہے۔

(تفسیر کبیر ج اول ص ۱۵۵)

پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا کہ کھانے پینے سے قبل بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ لینے سے جہاں آخرت کا عظیم ثواب ہے وہیں دنیا میں بھی اس کا یہ فائدہ ہے کہ اگر کھانے یا پینے کی چیز میں کوئی مضر (نقصان دہ) اجزاء شامل ہوں بھی تو وہ اِنشاءاللہ عزوجل نقصان نہیں کریں گے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر یہ زہر اثر نہ کرنے کا یہ واقعہ دیگر کتب میں کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ بھی ملتا ہے یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک سے زیادہ بار یہ کرامت ظاہر ہوئی ہو۔

خوفناک زہر

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مقام ''حیرہ'' میں جب اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو لوگوں نے عرض کیا یا سیدی ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں یہ عجمی لوگ

آپ کو زہر نہ دے دیں لٰہذا محتاط رہئے گا۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، لاؤ میں دیکھ لوں کہ عجمیوں کا زہر کیسا ہوتا ہے؟ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ نے **بسم اللّٰہ** پڑھ کر کھالیا۔ **الحمد للّٰہ** عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو بال برابر بھی فرر یعنی نقصان نہ پہنچا اور ''کلبی'' کی روایت میں یہ ہے کہ ایک عیسائی پادری جس کا نام عبدالمسیح تھا۔ ایک ایسا زہر لے کر آیا کہ اُس کے کھالینے سے ایک گھنٹہ کے بعد موت یقینی ہوتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُس سے زہر مانگ کر اُس کے سامنے ہی **بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ بُسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ دَاءٌ** ۔ پڑھا اور زہر کھا گئے۔ یہ منظر دیکھ کر عبدالمسیح نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم! انتہائی حیرتناک بات ہے کہ یہ اتنا خطرناک زہر کھا کر بھی زندہ ہیں۔ اب بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کر لی جائے۔ ورنہ ان کی فتح یقینی ہے۔ یہ واقعہ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔

(ملخص از حجۃ اللہ علی العلمین ج ۲ ص ۶۱۷)

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

پیاری اسلامی بہنو! دیکھا آپ نے! سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر اللہ عزوجل کا کتنا خاص کرم تھا اور یقیناً باذن اللہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔ کرامت کی بیشمار اقسام ہیں۔ جن میں سے ایک قسم مہلکات (یعنی ہلاک کر دینے والی اشیاء) کا اثر نہ کرنا بھی ہے۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھے

کھانے پینے سے قبل بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے وہ کھانا شیطان کے لئے حلال ہو جاتا ہے۔

(یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اُس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے)۔

(صحیح مسلم ج۲ص۱۷۲ارقم الحدیث ۲۰۱۲)

کھانے کو شیطان سے بچاؤ۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنے سے کھانے میں بے برکتی ہوتی ہے۔
حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم تاجدارِ رسالت، ماہ نبوت، مالک کوثر و جنت، محبوب ربّ العزت عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا رحمت میں حاضر تھے۔ کھانا پیش کیا گیا۔ ابتداء میں اتنی برکت ہم نے کسی کھانے میں نہیں دیکھی مگر آخر میں بری بے برکتی دیکھی۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا۔ ہم سب نے کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی۔ پھر ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا۔ اُس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھایا۔

(شرح السنہ ج۶ص۶۲رقم الحدیث ۲۸۱۸)

بِسۡمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ

اُم المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تاجدار مدینہ راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صاحب معطر پسینہ، باعث نزولِ سکینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان باقرینہ ہے۔ جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ عزوجل کا نام لے۔ یعنی بسم اللہ پڑھے اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں کہے، بِسۡمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔

(ابوداؤد شریف ج۳ص۳۵۶رقم الحدیث ۳۷۶۷)

شیطان نے کھانا اُگل دیا

حضرت سیدنا اُمیہ بن مخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور سراپا نور، فیض گنجور، شاہ غیور، محبوب ربّ غفور عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھا رہا تھا۔ جب کھا چکا اور صرف ایک ہی لقمہ باقی رہ گیا تو وہ لقمہ اُٹھایا اور اُس نے کہا۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ ۔

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر ارشاد فرمایا۔ شیطان اس کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب اس نے اللہ عزوجل کا نام لیا۔ تو جو کچھ اُس کے پیٹ میں تھا اُگل دیا۔

(ابوداؤد شریف ج ۳ ص ۳۵۶ رقم الحدیث ۳۷۶۸)

نگاہِ مصطفےٰ سے کچھ پوشیدہ نہیں

محترم پیاری بہنوں! جب بھی کھانا کھائیں یاد کر کے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لیا کریں۔ جو نہیں پڑھتا اس کا قرین نامی شیطان بھی کھانے میں ساتھ شریک ہو جاتا ہے۔ سیدنا امیہ بن مخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ہمارے میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس نگاہیں سب کچھ دیکھ لیا کرتی ہیں۔ جبھی تو شیطان کو قے کرتا ہوا ملاحظہ فرمالیا اور شیطان کی بدحواسی دیکھ کر مسکرا دیئے۔ چنانچہ مفتی احمد یار خان علیہ ارحمۃ المنان فرماتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس نظریں حقیقت میں چھپی ہوئی مخلوق کو بھی ملاحظہ فرماتی ہیں۔ اور حدیث مبارک بالکل اپنے ظاہری معنیٰ پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ جیسے ہمارا پیٹ مکھی والا کھانا جبکہ مکھی اس میں موجود ہو قبول نہیں کرتا۔ ایسے ہی شیطان کا معدہ بسم اللہ والا کھانا ہضم نہیں کر پاتا اگرچہ اُس کا قے کیا ہوا کھانا ہمارے کام نہیں آتا۔ مگر مردود بیمار پڑ جاتا ہے اور بھوکا ہی رہ جاتا ہے اور

ہمارے کھانے کی فوت شدہ برکت لوٹ آتی ہے۔ غرضیکہ اس میں ہمارا فائدہ ہے اور شیطان کے دو نقصان اور ممکن ہے کہ وہ مردود آئندہ ہمارے ساتھ بغیر بسم اللہ والا کھانا بھی اس ڈر سے نہ کھائے کہ شاید یہ بیچ میں بسم اللہ پڑھ لے اور مجھے قے کرنی پڑ جائے حدیث پاک میں جس آدمی کا ذکر ہے غالباً وہ اکیلا کھا رہا تھا اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھاتا تو بسم اللہ نہ بھولتا کیوں کہ وہاں تو حاضرین بسم اللہ بلند آواز سے کہتے تھے اور ساتھ والوں کو بسم اللہ کہنے کا حکم کرتے تھے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۳۰)

76 ہزار نیکیاں

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ منورہ، سردار مکہ مکرمہ، سرور دوسرا، محبوب کبریا عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان فرحت نشان ہے جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر حرف کے بدلے اُس کے نامہ اعمال میں چار ہزار نیکیاں درج فرمائے گا چار ہزار گناہ بخش دے گا اور چار ہزار درجات بلند فرمائے گا۔

(فردوس الاخبار ج ۴ ص ۲۶ رقم الحدیث ۵۵۷۳)

پیاری اسلامی بہنو! جھوم جائیے! اپنے پیارے پیارے اللہ کی رحمت پر قربان ہو جائیے۔ ذرا حساب تو لگائیے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں ۱۹ حروف ہیں۔ یوں ایک بار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے سے چھہتر ہزار نیکیاں ملیں گی۔ چھہتر ہزار گناہ معاف ہوں گے اور چھہتر ہزار درجات بلند ہوں گے۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

(یعنی اور اللہ عزوجل صاحب فضل وعظمت ہے)

بوقت ذبح الرحمٰن الرحیم نہ پڑھنے کی حکمت

حضرت مفتی احمد یار خان علیہ المنان خدائے رحمٰن عزوجل کی رحمت بے پایاں کا

تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔غورتو کرو کہ سورۃ توبہ میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں لکھی گئی اسی طرح ذبح کے وقت پوری بسم اللہ نہیں پڑھتے بلکہ یوں کہتے ہیں بسم اللّٰہ اللہ اکبر۔اس میں کیا حکمت ہے؟ حکمت یہ ہے کہ سورۃ توبہ میں اوّل سے آخر تک جہاد اور قتال کا ذکر ہے اور یہ کافروں پر قہر ہے اسی طرح ذبح میں جانوروں کی جان لی جاتی ہے یہ بھی جبر وقہر کا وقت ہوتا ہے اس موقع پر رحمت کا ذکر نہ کرو۔سبحان اللہ عزوجل تو جو شخص پوری بسم اللہ شریف یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا ورد کرے تو ان شاء اللہ عزوجل خدا کے غضب سے محفوظ رہے گا۔

(تفسیر نعیمی جلد اوّل ص ۴۳)

اُنیس حروف کی حکمتیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے ۱۹ حروف ہیں اور دوزخ پر عذاب دینے والے فرشتے بھی اُنیس۔پس امید ہے کہ اس کے ایک ایک حرف کی برکت سے ایک ایک فرشتے کا عذاب دور ہو جائے دوسری خوبی یہ بھی ہے کہ دن رات میں ۲۴ گھنٹے ہیں جن میں سے پانچ گھنٹے پانچ نمازوں نے گھیر لئے اور ۱۹ گھنٹوں کے لئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے اُنیس حروف عطا فرمائے گئے پس جو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے اُنیس حروف عطا فرمائے گئے پس جو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا ورد کرتا رہے۔ان شاء اللہ عزوجل اس کا ہر گھنٹہ عبادت میں شمار ہوگا اور ہر گھنٹے کے گناہ معاف ہوں گے۔(تفسیر کبیر جلد اوّل ص ۱۵۶)

قبر سے عذاب اٹھ گیا

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبر کے قریب گزرے تو عذاب ہو رہا تھا۔کچھ وقفہ کے بعد پھر گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ اُس قبر میں

نور ہی نور ہے اور وہاں رحمت الٰہی عزوجل کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ علیہ السلام بہت حیران ہوئے اور بارگاہ الٰہی عزوجل میں عرض کیا کہ مجھے اس کا بھید بتایا جائے۔ ارشاد ہوا۔ اے عیسیٰ علیہ السلام یہ شخص سخت گنہگار ہونے کے سبب عذاب میں گرفتار تھا۔ لیکن بوقت انتقال اُس کی بیوی امید سے تھی اُس کے لڑکا پیدا ہوا اور آج اُس کو مکتب بھیجا گیا۔ اُستاد نے اُس کو بسم اللہ پڑھائی۔ مجھے حیا آئی کہ میں اُس شخص کو زمین کے اندر عذاب دوں کہ جس کا بچہ زمین کے اوپر میرا نام لے رہا ہے۔ (تفسیر کبیر ج اوّل ص ۱۵۵)

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ سبحان اللہ عزوجل، سبحان اللہ عزوجل، سبحان اللہ عزوجل ہم سب کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو ٹاٹا پاپا، سکھانے کی بجائے ابتداء ہی سے اللہ عزوجل کا نام لینا سکھائیں اور یہ نہیں کہ صرف مرنے والے والدین کو ہی اس کی برکتیں حاصل ہوتی ہیں خود سیکھنے اور سکھانے والے کو بھی اس کی برکتیں نصیب ہوتی ہیں لہٰذا اپنے مدنی مُنے اور مدنی مُنّی سے کھیلتے ہوئے سکھانے کی نیت سے اُن کے سامنے بار بار اللہ اللہ کرتے ہیں تو وہ بھی ان شاء اللہ عزوجل زبان کھولتے ہی سب سے پہلا لفظ اللہ کہیں گے اس طرح کی پاکیزہ سوچ ہمیں کہاں سے ملے گی۔ دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی سے وابستہ رہنے سے ملے گی۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

اگر آپ رضائے الٰہی کو پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے، اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ بن جائے گا۔

الحمدللہ دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی

جاتی ہیں، خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچارہی ہیں۔ آپ بھی نیکی کی دعوت عام کرنے میں لگ جایئے، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنایئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنایئے اور دونوں جہانوں میں عزت پایئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت وریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رکھے۔

اٰمِیۡن بِجَاہِ النَّبِیِّ الۡاَمِیۡن

صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن

فضیلت تلاوۃ القرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

﴿فضیلتِ دُرود پاک﴾

حضور تاجدار مدینہ، راحت قلب وسینہ، سلطانِ باقرینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دوسو (200) بار درود پاک پڑھا۔ اُس کے دوسو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

(کنزالعمال جلد ۱، صفحہ ۲۵۶، رقم الحدیث ۲۲۳۸ طباعۃ دارالکتب العلمیہ بیروت)

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم صل علیٰ آنکھوں کی ٹھنڈک دل کی جِلا
آؤ اُن کا ذکر کریں جو ہیں دافعِ رنج و بلا
جن کو اُن کا قرب ملا ہے بن گئے ہادی و راہنما
سب پر اُن کی چشمِ کرم ہے واہ رے شانِ جودِ و سخا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

پیاری اسلامی بہنو! اللہ عزوجل نے قرآن میں اپنی قدرت وحکمت اور کبریائی

تکوینی دلیلیں پیش فرمائیں۔ان میں سے اہل علم ہی اس سے ڈرتے ہیں اس طرح اہل علم کے علم کی عزت افزائی بھی فرمادی اور یہ بھی بتا دیا کہ اہل علم وہ ہیں جو آیات ربانی میں غور وفکر کرتے ہیں۔اور ان اسرار ورموز کا سرغ لگاتے ہیں جو کائنات کے مختلف رویوں میں جلوہ نما ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اسے وہ راز داری اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں اور وہ ایسی تجارت کے امیدوار بھی ہیں۔

ہرگز نقصان نہیں دے گی تاکہ اللہ انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور اپنے فضل سے ان کے اجر میں مزید اضافہ فرمائے بیشک وہ بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے یہ لوگ ایسی تجارت کر رہے ہیں جس میں نفع ہی نفع ہے جس میں خسارے اور گھاٹے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو ایسے پاکبازوں کو اللہ ان کے اعمال حسنہ کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا صرف اسی اجر پر بس نہیں بلکہ یَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ انہیں اپنے فضل وکرم سے مزید بخشے گا اس بخشش سے مزید کا اندازہ کون لگائے اس کو کس ترازو سے تولا جائے اور کس پیمانے سے ناپا جائے وہ غفور بھی ہے اور شکور بھی خاص عمل اگر تھوڑا بھی ہو تو وہ اس کو قبول فرماتا ہے اور اس پر ثواب بے انداز عطا کرتا ہے۔

یَقْبَلُ الْقَلِیْلَ مِنَ الْعَمَلِ الْخَالِصِ وَ یُثِیْبُ عَلَیْهِ الْجَزِیْلُ مِنَ الثَّوَابِ

(قرطبی منقول از ضیاء القرآن)

اللہ والے کون ہیں؟

تلاوت کی فضیلت میں حدیث سنئے اور جھومئے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضور سراج السالکین محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ والوں کی عزت کرے صحابہ

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا اللہ والا بھی کوئی ہے؟ تو حضور تاجدار رسالت، پیکر عظمت وشرافت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں! پوچھا گیا وہ کون ہے تو حضور محبوب العزت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دنیا میں اللہ والے وہ ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں خبردار جوان کی عزت وتکریم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت وتکریم فرماتا ہے اور اسے جنت بھی عطا فرماتا ہے اور جو شخص ان کی توہین اور بے عزتی کرتا ہے تو اللہ اسے ذلیل ورسوا کرتا ہے اور اسے دوزخ میں داخل کرے گا مزید حضور اکرم نور کے پیکر تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرآن کریم کے حافظ سے بڑھ کر کوئی بھی زیادہ معزز ومحترم نہیں ہے۔ مزید حضور دوجہاں کے تاجور، سلطان بحر وبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً حافظ قرآن سے اللہ کی بارگاہ میں سوائے انبیاء کرام کے کوئی بھی معزز ومحترم نہیں۔

(درۃ الناصحین)

حافظ قرآن کی فضیلت

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی مکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ نہ بتا دوں کہ قیامت کے دن میری امت میں سب سے افضل کون ہوگا تو آپ کے صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخبر وا کرم فرمائیے۔ تو حضور رسول اکرم، سرور معصوم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل وہ لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرمائیں گے کہ میدانِ محشر میں یہ اعلان کردو کہ جو شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا تھا وہ اُٹھ کر کھڑا ہو جائے وہ دو یا تین دفعہ اعلان کرے گا۔ تو رحمان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت

کرنے والوں کی صفیں کھڑی ہو جائیں گی اور ان میں سے کسی کو بھی یارائے گفتگو نہ ہو گا یہاں تک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کھڑے ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے لوگو! قرآن کریم پڑھو اپنی آوازوں کو بلند کرو ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے کلام سے وہ کچھ پڑے گا جو اللہ نے اسے الہام کیا ہوگا۔ تو جو بھی قرآن کریم کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کے درجات کو ان کی خوبصورت آواز، حسن لحن، غور وفکر اور تدبر کی وجہ سے بلند فرمادے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اے میرے اہل! کیا تمہیں معلوم ہے کہ دنیا میں تمہارے ساتھ کس نے زیادہ احسان کیا ہے وہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم انہیں خوب جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ جاؤ میدان محشر میں تلاش کرو اور ہر وہ آدمی جسے تم جانتے ہو کہ اس نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے اسے اپنے ساتھ جنت میں داخل کردو۔

(درۃ الناصحین)

حافظ قرآن کو ناراض کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب

حضور مکی مدنی سرکار، محبوب ربّ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات ربّ ذوالجلال نے مجھے معراج کا شرف بخشا تو میں نے اس رات سنا کہ کہنے والا یہ کہہ رہا تھا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو حکم دو کہ وہ تین اشخاص کی عزت کریں۔ (۱) اپنے والد کی (۲) عالم ربانی کی (۳) حافظ قرآن کی۔ مزید فرمایا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو اس بات سے ڈراؤ کہ وہ انہیں ناراض کرے یا ان کی توہین کرے کیونکہ جو انہیں ناراض کرے گا تو اس پر میرا غضب شدید ہوگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اہل قرآن ہی میرے اہل ہیں میں نے انہیں دنیا میں تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے تاکہ ان کے صدقے اہل دنیا کو عزت واحترام

حاصل ہوا گر قرآن کریم ان کے سینوں میں محفوظ نہ ہوتا تو میں دنیا اور اہل دنیا کو ہلاکت کر دیتا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! حاملین قرآن کو نہ عذاب دیا جائے گا اور نہ ہی قیامت کے دن ان سے حساب لیا جائے گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! حافظ قرآن جب اس دنیا سے رحلت فرماتا ہے تو اس پر میرے آسمان میری زمین اور میرے ملائکہ روتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تین شخصوں کی جنت بہت مشتاق ہے۔ (۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی (۲) آپ کے دونوں دوست ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی (۳) حافظ قرآن کی

پیاری اسلامی بہنو! تلاوت قرآن کا اجر وثواب

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور پُرنور مکی مدنی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی کتاب یعنی قرآن سے ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک حسنہ حاصل ہوگی اور حسنہ سے مراد دس نیکیاں ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ الم ایک حرف نہیں بلکہ الف الگ حرف ہے لام الگ حرف ہے اور میم الگ حرف ہے تو گویا جس نے الم پڑھا اس کے نامہ اعمال میں تیس نیکیاں لکھ دی گئیں۔

(ترمذی شریف، امام ترمذی کے نزدیک یہ حسن اور صحیح ہے)

عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس نے قرآن کریم پڑھا اور اسے لوگوں کو پڑھایا۔ جس ذات نے یہ ارشاد فرمایا اس نے سچ فرمایا۔

قوموں کے عروج وزوال

جو لوگ قرآن کریم پڑھتے ہیں اس میں غور وفکر کرتے ہیں اس کے حقوق کا تحفظ

کرتے ہیں۔ اس میں بیان کردہ اوامر کی پیروی کرتے ہیں اور نواہی سے اجتناب کرتے ہیں تو انہیں اللہ تعالیٰ بلند مراتب پر فائز فرما دیتا ہے اور جو ان مذکورہ بالا چیزوں کو نظر انداز کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ذلیل ورسوا فرماتا ہے اگرچہ بظاہر انہیں دنیا کی شان وشوکت حاصل ہوتی ہے لیکن حقیقت میں وہ نائب و خاسر ہوتے ہیں کیونکہ اخروی نعمتوں میں سے انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا جیسے حضور سراج السالکین محبوب ربّ العٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ اس قرآن کریم کے صدقے قوموں کے درجات بلند فرماتا ہے اور اس کے علاوہ دوسروں کو عزت ورفعت کے مرتبہ سے گرا دیتا ہے۔

جو شخص قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہوتا ہے اور وہ نہ تو اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتا ہے اور نہ ہی ذکر اذکار کی محفلوں میں شریک ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے کہیں زیادہ عطا فرماتا ہے جو اس سے مانگنے والوں کو عطا کرتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس آدمی کو قرآن کریم میرے ذکر سے اور مجھ سے مانگنے سے مشغول کردے تو میں اسے کہیں زیادہ افضل عطا کروں گا جو میں مانگنے والوں کو عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت باقی تمام کلام پر اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔

قرآن کریم پڑھنے والے کی اور نہ پڑھنے والی کی مثال

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

رسول اکرم، سرور معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس مومن کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے، لیموں کی طرح ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ بھی بہت عمدہ ہوتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی مانند ہے جس کی خوشبو نہیں ہوتی اور اس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے اور وہ منافق جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور ریحانہ یعنی نیاز بو کی طرح ہوتا ہے جس کی خوشبو عمدہ اور ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور وہ منافق جو قرآن کریم نہیں پڑھتا وہ حنظلہ یعنی اندرائن کی طرح ہے نہ جس میں خوشبو ہے اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے اور ایک روایت میں منافق کی جگہ فاجر کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔

(احمد بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

ابن ماجہ نے یہ حدیث پاک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور اسے پڑھتا ہے اس کی مثال اُترجہ یعنی لیموں کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور ذائقہ عمدہ ہوتا ہے اور وہ مومن جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے وہ کھجور کی طرح ہے جس کی خوشبو نہیں ہوتی اور اس کا ذائقہ لذیذ ہوتا ہے۔ اور وہ فاجر آدمی جو قرآن کریم پڑھتا ہے وہ ریحانہ یعنی نیاز بو کی طرح ہے جس کی خوشبو عمدہ اور ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور وہ فاجر جو قرآن کریم نہیں پڑھتا وہ حنظلہ یعنی اندرائن کی طرح ہے جس کی نہ خوشبو ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور نیک ہم نشین کی مثال صاحب کستوری کی طرح ہے اگر آپ اس سے کچھ بھی حاصل نہ کریں تو اس کی خوشبو تیرے ہشام جان کو ضرور معطر کر دیتی ہے اور بُرے ہم نشین کی مثال دھونی دکھانے والے کی طرح ہے اگر تجھے اس کا کوئی نقصان نہ پہنچے تو بھی اس کا دھواں تیرے نتھنوں میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد)

تلاوت قرآن نزول رحمت اور تسکین کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سراج السالکین محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث شریف روایت کی ہے جس میں حضور تاجدارِ رسالت، پیکر عظمت وشرافت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی تکالیف کو دور کرنے اور ان کے لئے آسانی پیدا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قیامت کی تکلیفوں کو دور فرمانے اور آسانی پیدا کرنے کا ذکر فرمایا ہے اس کا یہاں ذکر کردینا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور محبوب ربّ العزت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور فرمادیتا ہے اور جو کسی فقیر کے لئے آسانی مہیا کرتا ہے تو اللہ دنیا اور آخرت میں اس کے لئے آسانی فرماتا ہے اور جو آدمی کسی مسلمان کا عیب چھپاتا ہے اللہ دنیا اور آخرت میں اسے پردے میں چھپالیتا ہے یعنی اسے رسوا نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے اور جو شخص کسی ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں وہ علم طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب جنت کی طرف جانے والا راستہ اس کے لئے آسان بنادیتا ہے اور اگر اللہ کی مسجدوں میں سے کسی مسجد میں ایک جماعت جمع ہو جائے وہ اس میں اللہ کی کتاب کی تلاوت سے ذوق وشوق، دل کا نور اور قلب سے ظلمات نفسانیہ کا دور کرنا عطا فرمادیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ (اس سے مراد ایک فرشتہ ہے جو بندہ مومن کے دل میں اُترتا ہے اور اسے نیک کام کرنے کا حکم دیتا ہے اور اللہ کی اطاعت پر برانگیختہ کرتا ہے) اور انہیں اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے (اور اللہ کے

فرشتے ان کے گرد گھومتے ہیں یعنی وہ ان کا قرآن کریم پڑھنا سنتے ہیں اور انہیں مصیبتوں سے بچاتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان سے ملاقات کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اس مخلوق میں کرتا ہے جو ان سے بہتر ہے یعنی ملائکہ اور وہ آدمی جس کا عمل آخرت میں اسے پیچھے ہٹادے گا تو اس کا نسب اسے نسب اسے جنت کی طرف نہیں لے جائے گا یعنی کسی شخص کا صرف نسب اس کی نجات کا باعث نہیں ہو گا۔ جبکہ ایمان واعمال سے وہ تہی دامن ہوگا۔

سورۃ البقرہ پڑھنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزنِ جودوسخاوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔ بے شک جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ الخ رقم ۷۸۰ ص ۳۹۳)

سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سید المبلغین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔ دو روشن سورتیں یعنی بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سایہ کرنے والے بادل کی طرح آئیں گی کہ گویا پرندوں کے جھنڈ ہیں جو اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں پھر یہ اپنے پڑھنے والوں کے بارے میں جھگڑا کریں گے۔ سورۃ البقرہ پڑھا کرو کیونکہ اسے پڑھنا باعث برکت اور چھوڑ دینا باعث حسرت ہے اور بطلہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے سیدنا معاویہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بطلہ سے مراد

جادوگر ہیں۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرہ رقم ۸۰۴ص ۴۰۳)

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورۃ البقرہ اور آل عمران سیکھو کیونکہ یہ روشن قیامت کے دن اپنے قاریوں پر سایہ کریں گی گویا سایہ کرنے والے بادل یا پر پھیلائے ہوئے پرندوں کا جھنڈ ہیں۔

(المستدرک، کتاب فضائل القرآن، باب اخبار فی فضل سورۃ البقرہ الخ رقم ۲۱۰۱ ج ص ۲۶۵۲)

سورۃ یٰسین پڑھنے کا ثواب

حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم، جناب صادق وامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورۃ بقرہ قرآن پاک کی رفعت ہے اور اس کی ہر آیت کے ساتھ اسی ۸۰ ملائکہ نازل ہوئے اور اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو عرش کے نیچے سے نکال کر اس سورت کے ساتھ ملایا گیا اور سورۃ یٰسین قران کا دل ہے جو اسے اللہ عزوجل کی رضا اور آخرت کی بہتری کے لئے پڑھے گا اس کی مغفرت کردی جائے گی۔

(مسند احمد، حدیث معقل بن یسار، رقم ۲۰۳۲۲ ج ۷ ص ۲۸۶)

حضرت سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہِ نبوت، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی رات میں اللہ عزوجل کی رضا کے لئے سورۃ یٰسین پڑھی اس کی مغفرت کردی جائے گی۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ فصل فی قیام الیل رقم ۲۵۲۵ ج ۴ ص ۱۲۱)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کا دل

سورۃ یٰسین ہے اور جو ایک مرتبہ سورۃ یٰسین پڑھے گا اس کے لئے دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل یٰس رقم ۲۸۹۶ ج ۴ ص ۴۰۶)

سورۃ ملک پڑھنے کا ثواب

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ مکرم نورِ مجسم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روزانہ رات میں تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے گا اللہ عزوجل اسے عذاب قبر سے محفوظ فرمادے گا، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں اسے مانعہ (یعنی عذاب قبر سے بچانے والی) کہا کرتے تھے اور بیشک یہ قرآن کی ایک ایسی سورت ہے جو اسے رات میں پڑھتا ہے۔ وہ بہت زیادہ اچھا عمل کرتا ہے۔

(عمل الیوم واللیلۃ مع السنن الکبری للنسائی الجزء الثالث رقم ۱۰۵۴۷ ج ۶ ص ۱۷۹)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ قبر میں جائے گا تو عذاب اس کے قدموں کی جانب سے آئے گا تو اس کے قدم کہیں گے تیرے لئے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ رات میں سورۃ ملک پڑھا کرتا تھا۔ پھر عذاب اس کے سینے یا پیٹ کی طرف سے آئے گا تو وہ کہے گا کہ تمہارے لئے میری جانب سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ رات میں سورۃ ملک پڑھا کرتا تھا پھر وہ اس کے سر کی طرف آئے گا تو سر کہے گا کہ تمہارے لئے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ رات میں سورۃ ملک پڑھا کرتا تھا۔ تو یہ سورت روکنے والی ہے، عذاب قبر سے روکتی ہے تورات میں اس کا نام سورۃ ملک ہے جو اسے رات میں پڑھتا ہے بہت زیادہ اور اچھا عمل کرتا ہے۔

(المستدرک، کتاب التفسیر باب المانعہ من عذاب القبر سورۃ الملک رقم ۳۸۹۲ ج ۳ ص ۳۲۲)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک قبر پر اپنا خیمہ لگایا مگر انہیں علم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہاں کسی شخص کی قبر ہے جو سورہ ملک پڑھ رہا ہے اور اس نے پوری سورت ختم کی وہ صحابی حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں نے ایک قبر پر خیمہ تان لیا مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے جبکہ وہاں ایک ایسے شخص کی قبر ہے جو روزانہ پوری سورۃ ملک پڑھتا ہے۔ تو حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہی روکنے والی ہے، یہی نجات دلانے والی ہے جس نے اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فضل سورۃ ملک رقم ۲۸۹۹ ج ۴ ص ۴۰۷)

پیاری اسلامی بہنو! قرآن نہ پڑھنے اور اس کی طرف عدم توبہ کی سزا

وہ شخص جس نے قرآن کریم میں سے کچھ بھی حاصل نہ کیا ہو وہ اس گھر کی مانند ہے جو کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم، نور کے پیکر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک ارشاد گرامی مروی ہے آپ فرماتے ہیں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ آدمی جس کے دل میں قرآن کریم کا کچھ حصہ بھی نہ ہو تو وہ اس گھر کی مانند ہے جو کھنڈرات میں بدل چکا ہو یعنی نہ اس کی دیواریں اور چھت درست ہوں اور نہ ہی اس میں کوئی مکین ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے قرآن کریم سے منہ پھیر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت دونوں میں سزا دیتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ

بَصِيرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ (طٰہٰ ۱۲۶، ۱۲۴)

اور جس نے منہ پھیرا میری یاد قرآن سے تو اس کے لئے زندگی کا جامہ تنگ کر دیا جائے گا اور ہم اسے اٹھائیں گے قیامت کے دن اندھا کر کے تو وہ کہے گا۔ اے میرے رب! کیوں اٹھایا تو نے مجھے نابینا کر کے میں تو (پہلے بالکل) بینا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس طرح آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تو نے انہیں بھلا دیا۔ اسی طرح آج تجھے فراموش کر دیا جائے گا۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو شخص ذکر الٰہی سے منہ موڑتا ہے اور احکام خداوندی سے روگردانی کرتا ہے وہ دولت اور ثروت کے انبار جمع کر لینے کے باوجود جاہ جلال کے بلند ترین مناسب پر فائز ہونے کے باوجود اطمینان قلب کی نعمت سے محروم رہتا ہے۔ اس کے دستر خوان پر لذیز ترین کھانے چنے جاتے ہیں وہ بیش قیمت لباس زیب تن کئے ہوتا ہے لیکن اس کا دل اُداس روح بے چین اور طبیعت افسردہ رہتی ہے۔ سچی خوشی سے وہ کبھی بہرہ مند نہیں ہوتا دن رات دولت یا اقتدار کے حصول میں سرگرداں رہتا ہے پھر اس کی حفاظت کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی ہے وہ حرام اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے سے باز نہیں آتا۔ اس طرح اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے اور یہ ملامت بڑی شدید اور دل گداز قسم کی ہوتی ہے وہ خود اپنی آنکھوں سے محروم ہوتا ہے اس کے دامن کے بدنما داغ اسے ہر وقت گھورتے رہتے ہیں۔ یہ سزا تو دنیا میں اسے ملی اور جب وہ روز محشر اُٹھے گا تو اندھا ہو کر اٹھے گا۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا پھیلا ہوا محسوس ہوگا۔ دوسری آیت میں ہے:

وَنَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡيًا وَّبُكۡمًا وَّصُمًّا ؕ

(بنی اسرائیل ۹۷)

یعنی ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اُٹھائیں گے اندھے، گونگے اور بہرے۔

اس وقت وہ اپنے آپ کو اندھا پا کر کہے گا الٰہی میں تو دنیا میں بینا تھا میری آنکھیں بڑی خوبصورت تھیں میری بینائی بڑی تیز تھی آج کیا ہو گیا مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ آخر مجھے اتنی سخت سزا کیوں دی جا رہی ہے تو اسے جواب ملے گا تم درست کہتے ہو لیکن تمہیں یاد ہے کہ میری آیتیں پڑھ کر تمہیں سنائی گئیں ہدایت کی دعوت دی گئی میرے بندوں نے تجھے سمجھانے کی بڑی کوشش کی لیکن تو نے میری آیات کو فراموش کر دیا اور انہیں پس پشت ڈال دیا سو یہ اس کی سزا ہے یہاں آج تمہیں فراموش کر دیا گیا ہے نسی ما معنی بھلانا بھی ہے اور نظر انداز کر دینا بھی یہاں دوسرا بھی زیادہ مناسب ہے۔

(ضیاء القرآن شریف)

الحمدللہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کی سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں، آپ بھی 63 مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کی ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ اِن شاء اللہ عزوجل اس کی برت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ان شاء اللہ عزوجل

اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ان شاء اللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

فضائل درود وسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت دورد پاک

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کا جواب دینے کے لئے میری قوتِ گویائی لوٹا دیتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، رقم الحدیث ۲۰۴۱، جلد ۲، صفحہ ۳۲۵)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ: صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

پیاری اسلامی بہنو! حصول برکت اور ترقی معرفت اور حصور پُر نور، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کے لئے درود وسلام سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے یقیناً

سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں۔ ان کو احاطہ بیان میں لانا ممکن نہیں۔ درود شریف کے فضائل میں بے شمار کتب تصنیف کی جا چکی ہیں۔ اس کے فضائل وثمرات اکثر مبلغین بیان کرتے رہتے ہیں۔ قلم کی روشنائی تو ختم ہوسکتی ہے۔ بیان کے الفاظ بھی ختم ہو سکتے ہیں۔ مگر فضائل درود وسلام بہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔

دن ہو یا رات ہمیں اپنے محسن وغمگسار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کے پھول نچھاور کرتے ہی رہنا چاہیے۔ اسی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے یوں بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ بطن سیدہ آمنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنائے آب وگل میں جلوہ افروز ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ فرمایا اور ہونٹوں پر یہ دعا جاری تھی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ أُمَّتِيْ پروردگار امیری اُمت میرے حوالے فرما: رَبِّ هَبْ لِيْ أُمَّتِـــيْ کہتے ہوئے پیدا ہوئے۔ حق عزوجل نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ والسلام رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر معراج پر روانگی کے وقت اُمت عاصیوں کو یاد فرما کر آبدیدہ ہو گئے۔ دیدار جمال خداوندی عزوجل اور خصوصی نوازشات کے وقت بھی گنہگاران اُمت کو یاد فرمایا۔ عمر بھر گناہ گاران امت کے لئے غمگین رہے لہٰذا محبت اور عقیدت بلکہ مروت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ غمخوار اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد اور درود وسلام سے کبھی غفلت نہ کی جائے۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اُس کا اپنی عادت کیجئے

اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرے تو چاہیے کہ محسن کا بدلہ دیا جائے۔ اگر بدلہ نہ ہو سکے تو کم از کم اُس کے لئے دعاء کر دی جائے۔ اگر کسی کے گھر دعوت کھائیں تو اُس

کے لئے بھی دعا کریں۔ غور فرمائیں پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہم پر کتنے احسانات ہیں مگر یہ کب ممکن ہے کہ ہم ان کا شکریہ ادا کرسکیں۔ بس اتنا ہی کریں کہ اُن پر درود وسلام کے تحفے بھیجا کریں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں دعائے رحمت کیا کریں۔ جیسے فقراء سخی داتا کو دعائیں دیتے ہیں۔ شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا! دل تم پہ فدا جان حسن تم پہ فدا ہو

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

مذکورہ بالا آیت کریمہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخترع نعت ہے اس میں ایمان والوں کو پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے لطف کی بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں کافی احکامات صادر فرمائے مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ وغیرہ۔ مگر کسی جگہ یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ یہ کام ہم بھی کرتے ہیں۔ ہمارے فرشتے بھی کرتے ہیں اور ایمان والو! تم بھی کیا کرو۔ صرف درود شریف کے لئے ہی ایسا فرمایا گیا ہے۔ اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کیونکہ کوئی کام بھی ایسا نہیں جو خدا عزوجل کا بھی ہو اور بندے کا بھی۔۔ یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام ہم نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے کاموں سے اللہ عزوجل بلند وبالا ہے۔

اگر کوئی کام ایسا ہے جو اللہ عزوجل کا بھی ہو ملائکہ بھی کرتے ہوں اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہو وہ صرف اور صرف آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام بھیجنا ہے جس طرح ہلال عید پر سب کی نظریں جمع ہو جاتی ہیں اسی طرح مدینہ کے چاند پر ساری مخلوق کی اور خود خالق عزوجل کی بھی نظر ہے۔ جنکے ہاتھوں کے بنائے ہوئے حسن وجمال! اے حسین تیری ادا اُس کو پسند آئی ہے ایسا تجھے خالق

عزوجل نے طرحدار بنایا! یوسف علیہ السلام کو تیرا طالب دیدار بنایا اللہ عزوجل کا درود ہے رحمت نازل فرمانا، جبکہ فرشتوں کا اور ہمارا درود دعائے رحمت کرنا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

پیاری اسلامی بہنو! اللہ عزوجل نے آیت مبارکہ میں یہ خبر دی ہے کہ ہم ہر آن اور ہر گھڑی اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتوں کی بارش برساتے ہیں۔ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ عزوجل خود ہی رحمتیں نازل فرما رہا ہے تو ہمیں درود شریف پڑھنے یعنی رحمت کے لئے دعا مانگنے کا کیوں حکم دیا جا رہا ہے۔ کیوں کہ مانگی وہ چیز جاتی ہے جو پہلے سے حاصل نہ ہو تو جب پہلے ہی سے رحمتیں اُتر رہی ہیں پھر مانگنے کا حکم کیوں دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی سوالی کسی دروازہ پر مانگنے جاتا ہے تو گھر والے کے مال و اولاد کے حق میں دعائیں مانگتا ہوا جاتا ہے۔ سخی کے بچے زندہ رہیں مال سلامت رہے، گھر آباد رہے وغیرہ وغیرہ۔ جب یہ دعائیں مالک مکان سنتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ مہذب سوالی ہے بھیک مانگنا چاہتا ہے۔ مگر ہمارے بچوں کی خیر مانگ رہا ہے۔ خوش ہو کر کچھ نہ کچھ جھولی میں ڈال دیتا ہے۔ یہاں حکم دیا گیا: اے ایمان والو! جب تم ہمارے یہاں کچھ مانگنے آؤ تو ہم تو اولاد سے پاک ہیں۔ مگر ہمارا ایک پیارا حبیب ہے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اُس کے اہل بیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اُس کے اصحاب کی خیر مانگتے ہوئے۔ اُن کو دعائیں دیتے ہوئے آؤ تو جن رحمتوں کو اُن پر بارش ہو رہی ہے اُس کا تم پر بھی چھینٹا ڈال دیا جائے گا۔ درود شریف پڑھنا دراصل اپنے پروردگار کی بارگاہ سے مانگنے کی ایک اعلیٰ ترکیب ہے۔ وہی ربّ ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا! ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بنایا۔ نیز اس آیت مقدسہ میں

مسلمانوں کو متنبہ (خبردار) فرما دیا گیا کہ اے درود وسلام پڑھنے والو! ہرگز ہرگز یہ گمان بھی نہ کرنا کہ ہمارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہماری رحمتیں تمہارے مانگنے پر موقوف ہیں۔ اور ہمارے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے درود وسلام کے محتاج ہیں۔ تم درود پڑھو یا نہ پڑھو۔ ان پر ہماری رحمتیں برابر برستی ہی رہتی ہیں۔ تمہاری پیدائش اور تمہارا درود وسلام پڑھنا تو اب ہو۔ پیارے حبیب، محبوب ربّ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتوں کی برسات تو جب سے ہے جبکہ ''جب'' اور ''کب'' بھی نہ بنا تھا۔ ''جہاں'' ''وہاں'' ''کہاں'' سے بھی پہلے ان پر رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔ تم سے درود وسلام پڑھوانا یعنی پیارے محبوب پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعائے رحمت منگوانا تمہارے اپنے ہی فائدے کے لئے ہے تم درود وسلام پڑھو گے تو اس میں تمہیں کثیر اجر وثواب ملے گا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

درود وسلام پڑھنے والی اسلامی بہنو! اپ کو مبارک ہو۔ جب آپ ایک بار درود شریف پڑھتے ہیں تو اللہ عزوجل دس بار رحمت بھیجتا ہے دس درجات بلند کرتا ہے۔ دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ دس گناہ مٹاتا ہے۔ دس غلام آزاد کرنے کا ثواب اور بیس غزوات میں شمولیت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (جذب القلوب)

درود پاک سبب قبولیت دعا ہے۔ اس کے پڑھنے سے شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب ہو جاتی ہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باب جنت پر قرب نصیب ہوگا۔ درود پاک تمام پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے اور تمام حاجات کی تکمیل کے لئے کافی ہے۔ درود پاک گناہوں کا کفارہ ہے صدقہ کا قائم مقام بلکہ صدقہ سے بھی افضل ہے درود شریف سے مصیبتیں ٹلتی ہیں بیماریوں سے شفاء حاصل ہوتی ہے

خوف دور ہوتا ہے۔ ظلم سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل کی رضا حاصل ہوتی ہے اور دل میں اُس کی محبت پیدا ہوتی ہے فرشتے اُس کا ذکر کرتے ہیں۔ اعمال کی تکمیل ہوتی ہے۔ دل و جان اسباب و مال کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ پڑھنے والا خوشحال ہو جاتا ہے برکتیں حاصل ہوتی ہیں اولاد در اولاد چار نسلوں تک برکت رہتی ہے۔ (جذب القلوب) درود شریف پڑھنے سے قیامت کی ہولناکیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے سکرات موت میں آسانی ہوتی ہے۔ دنیا کی تباہ کاریوں سے خلاصی (نجات) ملتی ہے۔ تنگدستی دور ہوتی ہے۔ بھولی ہوئی چیزیں یاد آ جاتی ہیں۔ ملائکہ درود پاک پڑھنے والے کو گھیر لیتے ہیں درود شریف پڑھنے والا جب پل صراط سے گزرے گا تو نور پھیل جائے گا اور وہ اُس میں ثابت قدم ہو کر پلک جھپکنے میں نجات پا جائے گا۔ اور عظیم تر سعادت یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کا نام حضور سراپا نور تاجدار مدینہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت بڑھتی ہے محاسن نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دل میں گھر کر جاتی ہیں اور کثرتِ درود شریف سے صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور ذہن میں قائم ہو جاتا ہے اور خوش نصیبوں کو درجہ قربت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاصل ہو جاتا ہے اور خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار فیض آثار نصیب ہوتا ہے روز قیامت مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مصافحہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ روز قیامت مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے واسطہ رکھنے والوں کو فرشتے مرحبا کہتے ہیں اور محبت رکھتے ہیں فرشتے اُس کے درود کو سونے کے قلموں سے چاندی کی تختیوں پر لکھتے ہیں۔ اور اُس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور فرشتگان سیاحین (زمین پر سیر کرنیوالے فرشتے) اُس کے درود شریف کو مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں پڑھنے والے اور اُس کے باپ کے نام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ (جذب القلوب)

سعادت عظمیٰ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جذب القلوب) میں مزید فرماتے ہیں کہ درود وسلام پیش کرنے والے کے لئے سعادت در سعادت یہ ہے کہ اُسے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس جواب سلام سے مشرف فرماتے ہیں۔ ایک ادنیٰ غلام کے لئے اس سے بالاتر سعادت اور کون سی ہوسکتی ہے؟

کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود جواب سلام کی صورت میں دعائے خیر و سلامتی فرمائیں۔ اگر تمام عمر میں صرف ایک بار بھی یہ شرف حاصل ہو جائے تو ہزارہا شرافت وکرامت اور خیر وسلامتی کا موجب ہے۔

یہی آرزو ہو جو سرخرو ملے دو جہان کی آبرو! میں کہوں غلام ہوں آپ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے۔

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مہر دس بار درود شریف

اللہ عزوجل نے جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو آنکھ کھولتے ہی عرش پر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا دیکھا۔ عرض کیا۔ یا اللہ عزوجل تیری بارگاہ میں کوئی مجھ سے بھی زیادہ عزت والا ہے؟ ارشاد باری عزوجل ہوا ہاں۔ اس نام والا پیارا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ تیری اولاد میں سے ہوگا۔ میرے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اے پیارے آدم علیہ السلام اگر میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا نہ ہوتا تو نہ آسمان پیدا کرتا نہ زمین، نہ جنت پیدا کرتا اور نہ دوزخ، پھر جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا۔ چونکہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم اطہر میں شہوت بھی پیدا

فرمادی تھی حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، یا اللہ عزوجل میرا اس کے ساتھ نکاح کردے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ اس کا مہرادا کرو۔ عرض کیا مولیٰ اس کا مہر کیا ہے؟ فرمایا جو عرش پر نام نامی لکھا ہے۔ اس نام والے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس بار درود پاک، پڑھو عرض کی یا اللہ عزوجل اگر درود شریف پڑھوں تو حوا علیہا السلام کے ساتھ میرا نکاح کردے گا؟ فرمایا ہاں تو حضرت آدم علیہ السلام نے درود پاک پڑھا اور اللہ عزوجل نے ان کا حضرت حوا علیہا السلام کے ہمراہ نکاح کردیا۔

(سعادۃ الدارین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

امداد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک غریب شخص تھا جس پر پانچ سو درہم کا قرضہ تھا۔ اُسے ایک رات سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ اُس نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنی پریشانی عرض کی: سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم ابوالحسن کیسانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اُسے کہو کہ وہ تمہیں پانچ سو درہم دے۔ وہ نیشاپور میں ایک سخی مرد ہے۔ ہر سال دس ہزار غریبوں کو کپڑے دیتا ہے۔ وہ اگر تم سے کوئی نشانی طلب کرے تو کہہ دینا۔ تم ہر روز دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سو بار درود پاک کا تحفہ پیش کرتے رہو۔ مگر کل تم نے درود پاک نہیں پڑھا۔

وہ شخص بیدار ہوا اور ابوالحسن کیسانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گیا۔ اور اپنا حال زار بیان کیا ساتھ ہی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام بھی سنایا تو ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سنتے ہی وجد میں آ گئے اور تخت سے اُتر کر دربار الٰہی میں سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر کہا

اے بھائی! یہ میرے اور اللہ عزوجل کے درمیان ایک راز تھا۔ دوسرا کوئی اس راز سے واقف نہ تھا۔ واقعی کل میں درود پاک پڑھنے سے محروم رہا تھا۔ پھر ابوالحسن کیسانی نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان کو پانچ سو کے بجائے دو ہزار پانچ سو درہم دے دو، پھر کہا اے بھائی! پانچ سو درہم سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں پیش کر رہا ہوں۔ ایک ہزار درہم مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پیغام اور بشارت لانے کا شکرانہ ہے اور یہ لیکر ہزار درہم آپ کے یہاں قدم رنجہ فرمانے کا نذرانہ ہے۔ مزید کہا کہ آپ کو آئندہ جب کبھی کوئی ضرورت پیش ہو میرے پاس ضرور تشریف لایا کریں۔

(معارج النبوۃ)

مشکل جو آ پڑی کبھی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام نبیوں کے سرور امام ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

پیاری اسلامی بہنو! اللہ عزوجل کے کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں پیدا فرمایا۔ جو اپنی اُمت کے تمام احوال کو جانتے ہیں۔ اُمت کی پریشانیوں کو بھی جانتے ہیں۔ مدد اور دستگیری بھی فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں آیت مبارکہ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا (یعنی اور یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گواہ ہیں) کے تحت فرماتے ہیں تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر قیامت کے دن اِس وجہ سے گواہی دیں گے کہ وہ نورِ نبوت سے ہر مومن کے رتبے کو جانتے ہیں کہ اُس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے فلاں اُمتی کی ترقی میں کیا چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے الحاصل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات سے بھی باخبر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اچھے بُرے اعمال سے بھی واقف ہیں اور تمہارے اخلاص ونفاق پر بھی آگاہ ہیں۔ (تفسیر عزیزی سورۃ بقرہ)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا عزوجل ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کرادی!

حضرت شیخ ابوالحسن بن حارث لیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ پابند شریعت اور متبع سنت اور درود شریف کی کثرت کرنے والے بزرگ تھے فرماتے ہیں۔ مجھ پر گردش کے دن آ گئے۔ فقر وتنگدستی یہاں تک بڑھی کہ فاقہ کی نوبت آ گئی۔ اسی عالم فاقہ مستی میں عید کی رات آ گئی میں بے حد پریشان تھا کہ صبح عید کا دن ہے بچوں کے لئے نہ کوئی نئے کپڑے ہیں اور نہ ہی کھانے پینے کی چیزیں ابھی رات کی چند گھڑیاں گزری ہوں گی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو ہاتھوں میں قندیلیں اٹھاتے کچھ لوگ دروازہ پر کھڑے ہیں میں بے حد پریشان تھا کہ نہ جانے اس وقت یہ لوگ کیوں کھڑے ہیں کہ ان میں سے ایک خوش پوش شخص جو اس علاقہ کا رئیس تھا آگے بڑھا اور اُس نے بتایا الحمد للہ ابھی ابھی میں سو رہا تھا کہ میری قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غریب خانہ پر تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں۔ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ اور اُس کے بچے بڑی تنگدستی اور فقر وفاقہ کے دن گزار رہے ہیں۔ تجھے اللہ عزوجل نے بہت کچھ دے رکھا ہے جا اور جا کر اُن کی خدمت کر، اُس کے بچوں کے لئے کپڑے بھی ساتھ لیتا جا

اور کچھ خرچی بھی دے آتا کہ وہ اچھے طریقے سے عید کر سکیں اور خوش ہو جائیں۔ یہ کچھ سامان عید قبول فرمائیں اور میں درزی کو بھی ساتھ لیتا آیا ہوں۔ آپ بچوں کو بلالیں تا کہ اُن کے لباس کا ناپ لے کر اُن کے کپڑے تیار کر دیئے جائیں۔ پھر اس رئیس نے درزیوں کو حکم دیا کہ پہلے بچوں کے کپڑے تیار کرو اور بعد میں بڑوں کے لہٰذا صبح ہونے سے پہلے پہلے سب کچھ تیار ہو گیا اور صبح گھر والوں نے خوشی خوشی عید منائی۔

(سعادۃ الدارین)

تیرے کرم سے اے کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منہ چوم لیا!

امام سخاوی اور دیگر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ حضرت محمد بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سونے سے پہلے ایک مقررہ تعداد میں درود پاک پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک رات آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے گھر کو منور فرمایا ہے اور مجھ سے فرمارہے ہیں۔ اپنا منہ قریب کر جس سے تو مجھ پر درود بھیجا کرتا ہے تا کہ میں اس پر بوسہ دوں فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی شرم آئی۔ میں اپنا منہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دہن مبارک کے قریب کیسے کروں؟ پس میں اپنا رخسار (گال) آپ کے منہ مبارک کے قریب لے گیا آپ سراپا پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے رخسار پر بوسہ دیا جب میں بیدار ہوا تو میرا سارا گھر مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور آٹھ یوم تک معطر رہا اور میرے رُخسار سے بھی آٹھ روز تک خوشبو آتی رہی۔ جذب القلوب

عنبر زمیں، عبیر ہوا مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگزر کی ہے

درود پاک تمام اعمال سے افضل ہے!

حضرت عبدالعرفان سیدنا عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنا ہر ایک شخص کا قطعی طور پر قبول ہوتا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک تمام اعمال سے افضل ہے۔ اور یہ اُن کا ملائکہ کا ذکر ہے جو اطراف جنت میں رہتے ہیں اور جب وہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر درود پاک پڑھتے ہیں تو اُس کی برکت سے جنت کشادہ ہوجاتی ہے۔ (اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ)

جب فرشتے قبر میں صورت دکھائیں آپ کی
ہو زبان پر پیارے آقا الصلوٰۃ و السلام
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کا ثواب!

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے ایک سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حجۃ السلام سے مشرف ہو اور بعد اُس کے ایک غزوہ میں شرکت کرے تو اس کا ثواب چار سو حج کے برابر ہوگا۔ وہاں پر کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جو حج کی استطاعت اور جہاد کی قوت نہ رکھتے تھے۔ یہ بات سن کر اُن کے دل ٹوٹ گئے کیونکہ وہ اس ثواب کو حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ ربّ العزت کا دریائے رحمت جوش میں آیا۔ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی فرمائی۔ اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص تم پر درود بھیجے گا اُس کو چار سو غزوات کا

ثواب ملے گا اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر ہوگا (جذب القلوب)

سبحان اللہ عزوجل! ایک بار درود شریف پڑھنے کا ثواب چار سو غزوات کے برابر اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر۔ چار سو کو چار سو سے ضرب دینے سے حاصل ضرب ایک لاکھ ساٹھ ہزار آیا! الحمد للہ! درود شریف پڑھنے سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کا ثواب ملتا ہے! وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ابرِ رحمت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروری ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اُس درود شریف پڑھنے والے کے سانس سے ایک سفید بادل پیدا فرماتا ہے پھر اُسے برسنے کا حکم دیتا ہے۔ جب وہ برستا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین پر برسنے والے ہر قطرے سے سونا پیدا فرماتا ہے اور پہاڑ پر گرنے والے ہر قطرہ سے چاندی پیدا فرماتا ہے اور کافر پر گرنے والے ہر قطرے کی برکت سے اُس کو ایمان کی دولت نصیب فرماتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

دم بدم صل علیٰ!

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتا دیجئے کہ دن کو کتنا حصہ درود خوانی کے لیے مقرر کردوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم جس قدر

چاہو مقرر کرلو۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ دن رات کا چوتھائی حصہ درود خوانی کے لئے مقرر کرلوں؟ تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جس قدر چاہو مقرر کرلو اگر تم چوتھائی سے زیادہ حصہ مقرر کرلو گے تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا! حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دن رات کا دو تہائی مقرر کرلوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم جتنا چاہو وقت مقرر کرلو اور اگر تم اس سے زیادہ وقت مقرر کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں دن رات کا کل حصہ درود خوانی ہی میں خرچ کروں گا۔ تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا کرو گے تو درود شریف تمہاری تمام فکروں اور غموں کو دور کرنے کے لئے کافی ہو جائے گا۔ اور تمہارے تمام گناہوں کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔

وہی رب عزوجل ہے جس نے تجھے کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بنایا

(حدائق بخش)

پیاری اسلامی بہنو! سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے رہنے کے سبب اگر دعا کا وقت بھی نہ ملے تو ساری حاجتیں خود ہی بر آتی ہیں کیونکہ درود خود دعا ہے اور دعا بھی پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یقیناً آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات بلند تر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری دعا کی حاجت نہیں۔ مگر ہم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعائیں مانگیں گے تو یقیناً سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں محروم نہیں چھوڑیں گے۔ دستور ہے کہ اگر کسی رئیس اور مالدار آدمی کو کوئی غریب آدمی تحفہ دے اگرچہ وہ مالدار شخص حاجت مند نہیں لیکن پھر بھی وہ قبول کر کے اُس کا بہتر بدلہ دینے کی سعی کرتا ہے تو

ہم گنہگار سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام کا گلدستہ بطور تحفہ پیش کریں تو پھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے ہمارے بگڑے کام کیوں نہ سنور جائیں۔

بھر کے جھولی میری میری سرکار ﷺ نے
مُسکرا کر کہا اور کیا چاہئے؟
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰه
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

پیاری اسلامی بہنو! خصوصی اہتمام کے ساتھ تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت سے ہم سے جتنا بھی ہو سکے درود پاک کی کثرت کرنی چاہئے۔

اب درود پاک کے چند صحیفے پیش کئے جاتے ہیں جن کی برکت سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار ہونے کی امید ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ! اَلْجَامِعِ الْاَسْرَارِكَ وَالدَّالِّ عَلَيْكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ط

اے اللہ عزوجل اپنی رحمت وسلامتی فرما۔ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو جامع ہیں تیرے اسرار کے اور دلالت کرنے والے ہیں تیری ذات پر اور سلام ہو ان کے آل واصحاب پر۔

مذکورہ بالا درود پاک کے بارے میں حضرت علامہ سید احمد دحلان علیہ رحمتہ اپنے ''مجموعہ'' میں فرماتے ہیں کہ جو روزانہ ایک ہزار بار یہ درود شریف پڑھے گا اُس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ) میں فرماتے ہیں کہ

یہ نہیں فرمایا کہ خواب میں زیارت ہوگی یا بیداری میں ظاہر یہ ہے کہ خواب میں

زیارت ہوگی! اے اللہ عزوجل رحمت نازل فرما

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ!

محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح پر عالم ارواح میں اور ان کے جسم پاک پر عالم اجسام میں اور قبر انور پر قبور میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مندرجہ بالا درود پاک پڑھے گا اُس کو خواب میں میری زیارت ہوگی اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے قیامت کے دن بھی دیکھے گا اور جو مجھے قیامت کے دن دیکھے گا میں اُس کی شفاعت کروں گا۔ اور جس کی میں شفاعت کروں گا وہ حوض کوثر کا جام پئے گا اور اُس کے جسم کو اللہ عزوجل دوزخ پر حرام کردے گا۔

(کشف الغمہ۔ القول البدیع)

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ!

اے اللہ عزوجل محمد امی لقب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رحمت نازل فرما۔

مندرجہ بالا درود شریف کے فضائل میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ مفاخرالاسلام کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار بار یہ درود شریف پڑھے گا تو وہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت کرے گا یا جنت میں اپنی منزل دیکھ لے گا۔ اگر پہلی بار میں مقصد پورا نہ ہو تو دوسرے جمعہ کو بھی اس کو پڑھ لے۔ ان شاء اللہ عزوجل پانچ جمعوں تک اس کو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوجائے گی۔ (جذب القلوب)

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ

اے اللہ عزوجل! اُمی لقب محمد نبی پر اور ان کی آل پر رحمت وسلامت نازل فرما۔

''جذب القلوب'' میں ہے کہ جو شب جمعہ (یعنی جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب) دو رکعت نفل ادا کرے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی گیارہ بار پھر گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد مذکورہ بالا درود شریف سو بار پڑھے ان شاء اللہ تین جمعہ نہیں گزریں گے کہ زیارت فیض بشارت سے سرفراز ہوگا۔

دیدار کی بھیک کب بٹے گی؟
منگتا ہے امیدوار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اللہ عزوجل کی رحمت ہو نبی امی پر جو شخص شب جمعہ دو رکعت نفل ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پچیس بار سورۃ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد ایک ہزار مرتبہ مندرجہ بالا درود شریف پڑھے۔ ان شاء اللہ عزوجل خواب میں دیدار فیض آثار سے مشرف ہوگا!

1- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

اے اللہ عزوجل! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تو نے ہمیں حکم دیا اُن کے لئے رحمت مانگنے کا۔

2- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ

اے اللہ عزوجل ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا درود بھیج جس کے آپ حقدار ہیں۔

3- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ

اے اللہ عزوجل! درود پہنچا محمد پر جیسے تو چاہتا ہے اور اُن کے لئے پسند کرتا ہے

4- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ

اے اللہ عزوجل! روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالم ارواح میں درود پہنچا!

5- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ

اے اللہ عزوجل! جسم محمد پر عالم اجسام میں رحمت نازل فرما۔

6- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ

اے اللہ عزوجل! ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر رحمت نازل فرما عالم قبور میں۔

7- صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اللہ کی رحمت ہو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

حجۃ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمٰن نے اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمتہ المنان کے بعض معمولات و وظائف کو ایک کتابچہ میں جمع کیا ہے جس کا نام ''الوظیفۃ الکریمہ'' ہے اس میں مندرجہ بالا درود پاک کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ حصول زیارت اقدس کے لئے اس سے بہتر کوئی صیغہ نہیں ہے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے یہ تصور کرے۔ روضہ انور کے حضور حاضر ہوں۔ اور یقین جانے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میری آواز سن رہے ہیں۔ میرے دل کے خطرات پر مطلع ہیں۔ دست بستہ (ہاتھ باندھ کر) ۴۱ بار یا ۱۰۱ بار یا ۱۰۰۱ بار غرض طاق بار روزانہ جتنا نبھا سکے پڑھے اور ہاں خاص تعظیم شانِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پڑھے۔ اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے پڑھنے سے زیارت نصیب ہوگی۔ آگے اُن کا کرم بے حد، بے انتہا ہے۔ فراق ووصل چہ خواہی رضائی دوست طلب۔

جلوہ یار اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا
حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستہ تیرا

پیاری اسلامی بہنو! زیارت اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جتنے بھی درود

پاک کے صیغے ہیں جس پر چاہیں عمل کریں لیکن اس نیت سے پڑھنا کہ ''میں درود پاک پڑھوں گا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں گے''۔ مناسب نہیں ہے بہتر یہی ہے کہ عمل خاص تعظیم اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حصول ثواب کی نیت سے کیا جائے۔ آگے اُن کا کرم بے شمار ہے

تلا ہوا ہے کرم بندہ پروری کے لئے
کشادہ دامن رحمتہ ہے ہر کسی کے لئے

اگر زیارت میں تاخیر ہو جائے یا کسی کو زیارت ہوتی ہی نہیں تو اس میں بھی دل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ اُن کی مرضی ہے تاخیر میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ہو گی ہمیں اس شعر کا مصداق بن جانا چاہیے۔

وہ سنیں یا نہ سنیں اُن کی بہر حال خوشی!
دردِ دل ہم تو کہے جائیں گے ان شاء اللہ

تاخیر سے دل برداشتہ ہونے والی اسلامی بہن فرماتے ہیں۔ میں متواتر چودہ سال تک حج کی سعادت عظمیٰ سے سرفراز ہوتا رہا اور ہر سال ایک درویش کو کعبہ معظّمہ کا دروازہ پکڑے دیکھا۔ جب وہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْك کہتا تو غیب سے آواز سنائی دیتی لَا لَبَّیْكَ میں نے چودھویں سال اُس شخص سے پوچھا! اے درویش تو بہرہ تو نہیں اُس نے جواب دیا! میں سب کچھ سن رہا ہوں!

میں نے کہا: پھر یہ تکلیف کیوں اُٹھاتا ہے؟

اُس نے کہا یا شیخ! میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اگر بجائے چودہ سال کے چودہ ہزار سال میری عمر ہو اور بجائے سال بھر کے ہر روز ہزار بار یہ جواب ''لا لبیک'' سنائی دے تو پھر بھی اس دروازے سے سر نہ اُٹھاؤں گا آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم مصروف گفتگو تھے کہ اچانک آسمان سے ایک کاغذ اُس کے سینے پر گرا۔ اُس نے وہ

کاغذ میری طرف بڑھایا۔ میں نے پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا۔

اے مالک رضی اللہ عنہ! تو میرے بندے کو مجھ سے جدا کرتا ہے کہ میں نے اس کے چودہ سال کے حج قبول نہیں کیے۔ ایسا نہیں بلکہ اس مدت میں آنے والے تمام حاجیوں کے حج بھی اس کی پکار ہی کی برکت سے قبول کیے ہیں تاکہ کوئی میری بارگاہ سے محروم نہ جائے۔ پیاری اسلامی بہنو! زیارت ہو یا نہ ہو کثرت درود شریف کا سلسلہ جاری رکھیں۔ مقصود صرف اللہ عزوجل اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا ہونی چاہیے۔ ان شاء اللہ عزوجل کبھی نہ کبھی زیارت ضرور ہوگی۔

دیدار کی بھیک کب بٹے گی؟
منگتا ہے امیدوار آقا ﷺ

الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں بار بار سارے انبیاء کے سردار، سید ابرار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار فیض آثار کا شرف نصیب فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین!

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف وعطا ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم

(حدائق بخشش)

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

اگر آپ رضائے الٰہی کو پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ اِس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ

بن جائے گا۔

الحمدللہ! دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھوم مچا رہی ہیں، آپ بھی نیکی کی دعوت عام کرنے میں لگ جایئے، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنایئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نورانی سیرت اپنایئے اور دونوں جہانوں میں عزت پایئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت وریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رکھے۔

اللہ عزوجل کے ذکر کی فضیلت واہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت دورد پاک

ام المومنین، محبوبہ محبوب ربّ العٰلمین، صدیقہ بنت صدیق، طیبہ، طاہرہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سحری کے وقت کپڑا سی رہی تھیں کہ سوئی گر گئی اور چراغ بھی بجھ گیا، اتنے میں حضور سید عالم، تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخِ انور کی ضیاء سے سارا گھر روشن ہو گیا حتیٰ کہ وہ سوئی بھی مل گئی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا چہرۂ انور کتنا روشن ہے! اِس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ہلاکت ہے اُس کے لئے جو قیامت میں مجھے نہ دیکھ سکے گا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون ہے جو حضور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ دیکھ سکے گا؟ فرمایا: وہ بخیل ہے۔ عرض کی گئی: بخیل کون ہے؟ فرمایا: جس نے میرا نام سنا اور مجھ پر درود نہ پڑھا۔

(القول البدیع صفحہ ۱۴۷، نزہۃ الناظرین صفحہ ۳۱)

خُدا کا ذکر کرے ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کرے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

پیاری اسلامی بہنو! آج ساری دنیا میں ایک عالمگیر بے چینی پائی جا رہی ہے۔ کوئی ملک، کوئی شہر اور کوئی گاؤں بلکہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں بدامنی اور بے چینی نہ پائی جاتی ہو۔ آج ہر شخص بے چینی کا شکار نظر آ رہا ہے۔

آہ! نادان انسان شراب و رباب کی محفلوں، سینما گھروں کی گیلریوں، ڈرامہ گاہوں، فحش و عریانی سے مرقع نائٹ کلبوں اور جنسی و رومانی ناولوں کے مطالعہ میں سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے، آخر سکون کہاں ملے گا؟ آیئے قرآن سے سوال کرتے ہیں، اے اللہ عزوجل کے سچے اور پاکیزہ کلام! تو ہی ہماری رہنمائی فرما اور ہمیں ارشاد فرما کہ سکون کہاں ملتا ہے؟ جب ہم نے قرآن مجید کی خدمت میں استفسار کیا تو جواب ملا۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب (پ۱۳ ع۱۰)

سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کو چین ہے۔ (کنز الایمان)

گویا یہ بے چینی اور بے اطمینانی ذکر اللہ عزوجل سے غفلت کی وجہ سے ہے اللہ عزوجل کا ذکر دل کی غذا ہے اور دل اگر اپنی غذا نہ پائے تو بے چین نہ ہو تو کیا ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ پریشانیاں اور حیرانیاں محض اللہ عزوجل کے ذکر سے غفلت کے باعث ہیں۔

غافل انسان اپنے ربّ کو دیا کر
دل کی اُجڑی بستیاں آباد کر

ہر چیز تسبیح کرتی ہے!

پیاری اسلامی بہنو! یاد رکھئے کہ دنیا کی ہر چیز اللہ عزوجل کی تحمید و تقدیس میں رطب اللسان ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (پ ۵ ع ۵)

یعنی اور کوئی چیز نہیں جو اُسے سراہتی ہوئی اُس کی پاکی نہ بولے۔ چنانچہ اس کے مطابق کوئی شے بھی اُس کی تسبیح سے غافل نہیں۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہر زندہ چیز اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہے۔ اور ہر چیز کی تسبیح اُس کے حسب حیثیت ہے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخنا یہ بھی تسبیح کرتا ہے۔ اور ان سب کی تسبیح "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ" ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوتے دیکھے اور یہ بھی دیکھا کہ کھاتے وقت میں کھانا تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری شریف)

حدیث شریف میں ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اُس پتھر کو جانتا ہوں، جو میری بعثت کے زمانے میں مجھے سلام کرتا تھا۔ (مسلم شریف)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ فرما کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ ستون رو دیا۔ غم خوار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اُس پردست کرم پھیرا۔ اور شفقت فرمائی اور تسکین دی۔

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

غافل جانور ذبح کر دیا جاتا ہے!

ان تمام احادیث سے جماد (یعنی بے جان چیزیں مثلاً پتھر لکڑی وغیرہ) کا کلام اور تسبیح کرنا ثابت ہوا۔ شجر وحجر، جمادات وحیوانات سبھی اُس کی یاد میں مشغول ہیں اور جو غافل ہوا اُس نے نقصان اُٹھایا۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کسی درخت پر کلہاڑا اُسی وقت چلتا ہے جبکہ وہ ذکر اللہ عزوجل سے غفلت اختیار کرے۔

جو جانور ذکر اللہ عزوجل سے غافل ہوتا ہے وہ ذبح کر دیا جاتا ہے۔ (الملفوظ)

غافل پرندے کی سزا!

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کسی شخص نے ایک پرندہ تحفہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے قبول فرما کر اسے پنجرے میں بند کر دیا اور کچھ مدت اپنے پاس رکھ کر ایک دن اُسے آزاد کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا۔ حضرت! آپ نے اِسے آزاد کیوں کر دیا؟ تو فرمایا۔ مجھے اُس پرندے نے بڑی منت سے کہا تھا کہ اے جنید! افسوس تو تو اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کا لطف اُٹھائے اور مجھے میرے دوستوں کی ملاقات سے یوں دور رکھے اور پنجرے میں بند رکھے مجھے اُس پر رحم آیا اور چھوڑ دیا۔ اُڑتے وقت وہ کہنے لگا کہ پرندہ یا جانور جب تک ذکر اللہ عزوجل میں مصروف رہتا ہے۔ آزاد رہتا ہے۔ اور جہاں اُس پر غفلت طاری ہوئی قید میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اے جنید! میں یاد الٰہی سے ایک ہی دن غافل ہوا تھا جس کی سزا میں مجھے

پنجرے کی سخت قید بھگتنا پڑی۔ ہائے اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکثر اوقات ذکر اللہ عزوجل سے غافل رہتے ہیں۔ اے جنید! میں آپ کے سامنے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ذکر اللہ عزوجل سے غافل نہ رہوں گا۔ یہ کہہ کر پرندہ اُڑ گیا۔ پھر وہ پرندہ حضرت جنید بغدادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی زیارت کے لئے آیا کرتا اور اُن کے ہمراہ دستر خوان پر دانے وغیرہ بھی کھایا کرتا تھا۔ جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی زمین پر گر پڑا اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ اُس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، انہوں نے جواب دیا چونکہ اُس پرندے پر میں نے رحم کھایا تھا اللہ عزوجل نے بھی مجھ پر رحم کیا۔ (نزہۃ المجالس)

غافل مچھلیاں اور دانا بچی!

ایک بزرگ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کی چھوٹی لڑکی بھی بیٹھی تھی۔ آپ جو بھی مچھلی پکڑتے وہ اپنی لڑکی کو دیتے جاتے اور وہ لڑکی اپنے والد سے مچھلیاں لے کر پھر دریا میں ڈالتی جاتی۔ حضرت جب فارغ ہو کر اٹھے تو لڑکی سے فرمایا۔ بیٹی! مچھلیاں کہاں ہیں؟ تو وہ بولی! میں نے تو اُن سب کو پھر دریا میں ڈال دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا: تم نے یہ کیا کیا؟ ساری محنت برباد کر دی تو وہ بولی کہ آپ ہی نے تو بتایا تھا کہ جو مچھلی ذکر اللہ عزوجل سے غافل ہو جاتی ہے وہی جال میں پھنستی ہے تو آپ جس مچھلی کو پکڑتے تھے میں سمجھ لیتی تھی کہ یہ مچھلی ذکر اللہ عزوجل سے غافل ہے جبھی تو پکڑی گئی ہے۔ اس لئے میں نے اِس خیال سے کہ غافل مچھلیاں کھا کر اُن کی صحبت سے کہیں ہم بھی ذکر اللہ عزوجل سے غافل نہ ہو جائیں لہٰذا میں نے وہ ساری مچھلیاں پھر دریا میں ڈال دیں۔ (نزہۃ المجالس)

ذکر تین طرح کا ہوتا ہے!

(۱) ذکر باللسان

(۲) ذکر بالقلب

(۳) ذکر بالجوارح

(۱) ذکر باللسان (یعنی زبان سے ذکر کرنا) سے مراد اللہ عزوجل کی تسبیح، تقدیس، ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے۔ خطبہ توبہ استغفار، دعا وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔ (خزائن العرفان)

(۲) ذکر بالقلب اللہ عزوجل کی نعمتوں کا یاد کرنا، اُس کی عظمت و کبریائی اور اُس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل (قرآن وحدیث سے مسائل اخذ کرنا) میں غور کرنا بھی اِس میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان)

(۳) ذکر بالجوارح اِس ذکر کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل کی عظمت وجلال میں غور کرے۔ اُس کی جبروت وملکوت (یعنی عظمت وسلطنت) میں محو فکر ہوا اور زمین وآسمان میں اللہ عزوجل نے اپنی ذات وصفات پر جو نشانیاں قائم کی ہیں اُن نشانیوں کو تلاش کرے۔ اور اُس نشان پر پہنچ کر صاحب نشان یعنی اللہ عزوجل کو یاد کرے) مثلاً درندوں کی چیرہ دستی (یعنی قوت وہیبت) کو دیکھ کر اللہ عزوجل کے قہر وغضب کو یاد کرے۔ اولاد پر ماں کی شفقت کو دیکھ کر اللہ عزوجل کی رحمت کو یاد کرے اور بلند وبالا پہاڑوں کو دیکھ کر اللہ عزوجل کی عظمت وہیبت کو یاد کرے۔ وسیع ومحیط آسمانوں کو پہنائی کو دیکھ کر اللہ عزوجل کی عظمت کو یاد کرے۔ (ذکر بالجہر)

رات بھر فرشتہ حفاظت کرتا ہے!

جب آدمی سونے کے لئے اپنے بستر پر آتا ہے۔ تو فوراً فرشتہ اور شیطان اُس

کے پاس آتے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے اپنا عمل بھلائی پر ختم کر۔ شیطان کہتا ہے بُرائی پر ختم کر۔ پھر اگر وہ ذکر اللہ عزوجل کر کے سو جاتا ہے تو فرشتہ رات بھر اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر چارپائی سے گر کر مر گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ (حصن حصین)

اللہ عزوجل قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ (پ ۲ ع ۲)

تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

اللہ عزوجل اپنے ذاکر بندوں کو کس طرح یاد فرماتا ہے اس کی تفصیل اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے چنانچہ

اللہ عزوجل بھی ذاکر کا ذکر کرتا ہے!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ راحت وقلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میرے متعلق میرا بندہ جو گمان رکھتا ہے میں اُس کے لئے ایسا ہی ہوتا ہوں اور میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں اُس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرے تو میں اُسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے۔ (بخاری)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ جس خوش نصیب کو یاد کرے اور وہ بھی بہتر جماعت یعنی فرشتوں کے گروہ میں! یقیناً اُس کے لئے تو دنیا وآخرت دونوں ہی سنور جائیں گے۔

اللہ عزوجل اپنے ذاکر کا ذکر فرماتا ہے!

حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ میرا ذکر کرتا ہے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا، یہ کیوں کر؟ اُنہوں نے فرمایا،

جب میں اُس کا ذکر کرتا ہوں تو وہ میرا ذکر کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔ (تنبیہ المغترین)

جہاں ذکر ہوتا ہے ہر چیز گواہ ہو جاتی ہے!

ابو الملیح رحمۃ اللہ علیہ جب ذکر اللہ عزوجل کرتے تو اُن کو وجد آ جاتا اور فرماتے کہ مجھے اس لئے وجد آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد کرتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اگر وہ کسی جگہ جاتے ہوئے راستہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتی تو واپس آ جاتے اور دوبارہ اسی راستہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے گزرتے، اگرچہ ایک منزل کا فاصلہ ہوتا۔ اور فرماتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میں جس جس بقعہ زمین (علاقے) سے گزروں وہ سب قیامت میں میرے ذکر اللہ عزوجل کی گواہی دیں۔ (تنبیہ المغترین)

سبحان اللہ! ہمارے بزرگوں کا تو حال یہ تھا کہ ہر وقت اللہ اللہ عزوجل کرتے رہتے۔ اگر کسی گلی سے گزرتے ہوئے ذکر سے غفلت ہو جاتی تو پھر دوبارہ لوٹ جاتے اور پھر ذکر کرتے ہوئے وہیں سے گزرتے کہ کوئی گلی، کوئی کوچہ ایسا نہ ہو جو ذکر اللہ عزوجل سے خالی رہ جائے اور آہ! ہم فحش گوئی، موسیقی اور فضول باتوں کا ہر شے کو گوارہ بنائے جا رہے ہیں!

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم پر عظیم احسان ہے کہ اُس کا ذکر ہم ہر جگہ کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی خاص مقام اور وقت مقرر نہیں فرمایا۔ جہاں جائیں۔ جدھر جائیں اللہ اللہ کر سکتے ہیں جیسا کہ

ذکر اللہ کے لئے کوئی مقام مخصوص نہیں!

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے قول اذکرونی

اَذْکُرْکُمْ ''تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچہ کروں گا'' سے ہم پر آسانی کر دی ہے کہ ذکر اللہ عزوجل کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں فرمائی۔ اگر اللہ عزوجل ہمارے لئے ذکر کے لئے کوئی جگہ مخصوص فرما دیتا تو ہمیں وہاں جانا واجب ہو جاتا خواہ وہ مقام ایک صدی کی مسافت پر ہوتا جیسا کہ حج کے لئے لوگوں کو کعبہ میں بلایا ہے پس اس کا شکر اور احسان ہے۔ (تنبیہ المغترین)

اللہ اللہ کرنے والا ہی محبت میں بیٹھے

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں جو شخص بیٹھنا چاہتا، آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس سے شرط کر لیتے کہ وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے ذکر سے غفلت نہ کرے گا۔ (تنبیہ المغترین)

جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نائی

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان ہر وقت ذکر اللہ عزوجل سے تر رہتی تھی ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نائی کے پس خط بنوا رہے تھے، جب مونچھیں تراشنے کا موقع آیا۔ نائی نے عرض کی عالی جاہ! برائے مہربانی کچھ دیر کے لئے ذکر موقوف فرما دیں تاکہ میں مونچھیں تراش لوں ورنہ ہونٹ کٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں ہونٹ کٹتے ہوں تو کٹ جائیں لیکن میں ذکر اللہ عزوجل بند نہیں کر سکتا۔ (انیس الواعظین)

غافل کی روح دنیا سے پیاسی جاتی ہے:

حضرت سیدنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ذاکرین کی ارواح کے سوا باقی تمام روحیں دنیا سے پیاسی نکلتی ہیں۔

(تنبیہ المغترین)

ذکر میں دل نہیں لگتا:

ایک شخص رات کو ذکر اللہ عزوجل میں مشغول تھا۔ اور اس کی زبان پر اللہ عزوجل اللہ عزوجل کا ورد جاری تھا۔ شیطان نے اُس کو دھڑک کر کہا! اے کمبخت! کب تک اللہ اللہ عزوجل کی رٹ لگائے جائے گا۔ اُدھر سے تو کوئی جواب نہیں ملتا اور تو ہے کہ مسلسل اُسی کو پکارے جا رہا ہے شیطان کی بات سن کر اُس شخص کا دل ٹوٹ گیا۔ سر جھکایا تو نیند آ گئی۔ عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے نیک بخت! تو نے ذکر حق عزوجل کیوں چھوڑ دیا؟ اُس نے کہا کہ بارگاہ الٰہی عزوجل سے مجھے کوئی جواب نہیں ملتا۔ اس لئے فکر مند ہوں کہ کہیں میرے ذکر اللہ عزوجل کو ردّ ہی نہ کر دیا گیا ہو۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بار گاہ الٰہی عزوجل سے مجھ کو حکم ہوا ہے کہ تیرے پاس جاؤں اور تجھ کو بتاؤں کہ تو جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہی ہمارا جواب ہے۔ تیرے دل میں جو سوز و گداز پیدا ہوتا ہے وہ ہمارا ہی تو پیدا کیا ہوا ہے اور یہ ہمارا ہی کام ہے کہ تجھ کو ذکر اللہ عزوجل میں مشغول کر دیا ہے۔ تیرے ہر ''یا اللہ'' کہنے میں ہماری سو لبیک پوشیدہ ہیں۔

جان جاہل زین دعا جز دور نیست
زانک یا ربّ گفتنش دستور نیست

یعنی ایک جاہل اور غافل کو سچے دل سے دعا کی توفیق ہی نہیں ہوتی کیونکہ ''یا ربّ عزوجل'' کہنا اُس کی عادت ہی نہیں۔ (مثنوی مولانا روم)

پیاری اسلامی بہنو! اس پیاری پیاری حکایت میں اُن لوگوں کے لئے درس ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ذکر کی لذت نہیں آتی، ہماری دعا قبول نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔ یہ نکتہ ذہن میں رکھئے کہ مریض کا منہ کڑوا ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے ہمیں ذکر و عبادت میں کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی تاہم جس طرح مریض دوا اور غذا کا استعمال نہیں

چھوڑتا۔ہمیں بھی ذکر وعبادت کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔جیسے ہی ہمارا گناہوں کا مرض دور ہوگا تو ہمیں بھی لذت ذکر حاصل ہونا شروع ہو جائے گی اور دیگر عبادات میں بھی دل لگے گا۔ بہر حال دل لگے یا نہ لگے زبان سے ذکر و درود ترک کردینا عقلمندی نہیں ہے۔جس پروردگار نے ہماری زبان کو اپنا ذکر کرنے کی توفیق بخشی ۔وہ ہمارے دلوں کو بھی ذاکر بنا ہی دے گا۔جس خدا عزوجل نے ہمیں اپنی بارگاہ میں سر جھکانے سجدہ ریز ہونے کی سعادت بخشی وہی ہمارے دلوں کو بھی اپنی طرف پھیر دے گا سجدے کی لذت سے اور دلوں کو بھر دے گا۔اے اللہ عزوجل ہماری زبانوں کو توفیق دے کہ وہ ہر آن تیرے ذکر سے تر رہا کریں۔اور ہمارے دلوں کو بھی اپنا ذاکر بنا دے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم

الحمد للہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیری غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ،شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں، آپ بھی 63 مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروادیجئے۔ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے

نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ان شاءاللہ عزوجل

اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پرعمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ان شاءاللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت دعام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کی دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

فضیلتِ نماز اور اہمیتِ نماز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

فضیلت دورد پاک

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فضائل درود سن کر بارگاہ رسالت میں عرض کیا: میں (فرائض کے علاوہ) اپنا سارا وقت درود خوانی میں صرف کروں گا، اس پر سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تمہاری فکروں کو دور کرنے کے لئے کافی ہو گا اور تمہارے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔ (ترمذی شریف، جلد۴، صفحہ ۲۰۷، رقم الحدیث ۲۴۶۵)

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
اُس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اُس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

پیاری اسلامی بہنو! ہر عاقل بالغ اسلامی بھائی اور بہن پر روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے نماز کے فرض ہونے کا جو انکار کرے وہ کافر ہے ایک بھی نماز جان بوجھ کر وقت گزار کر پڑھنا (یعنی قضا کرنا) کبیرہ گناہ ہے اور معاذ اللہ بالکل ہی نہ پڑھنا یہ تو نہایت ہی سخت کبیرہ گناہ ہے بدقسمتی سے آج مسلمانوں کو نماز کی بالکل پرواہ ہی نہیں رہی۔ ہماری مسجدیں ویران رہتی ہیں۔ آیئے! نماز کے فضائل پڑھئے اور دیکھئے اللہ عزوجل نے ہم پر نماز فرض کر کے خود ہم پر ہی احسان عظیم فرمایا ہے۔ ہم تھوڑی سی محنت کریں نماز پڑھیں تو اللہ عزوجل ہمیں کتنا زبردست اجر و ثواب مرحمت فرماتا ہے اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں جا بجا نماز کی تاکید فرمائی ہے ارشاد ہوتا ہے

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ : اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔

اللہ عزوجل ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ترجمہ کنزالایمان

''بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے (پ۵ ع۱۲)

آج کل ہم نے بڑی ترقی کر لی ہے اور اوقات معلوم کرنا اب کوئی مشکل بات ہی نہیں۔ وقت معلوم کرنے کے لئے گھڑیاں موجود ہیں۔ پہلے لوگ سورج چاند اور ستاروں کو دیکھ کر وقت معلوم کرتے تھے۔ نماز کے لئے اوقات اب ہی انہیں ذرائع سے معلوم کر کے توقیت دان علماء ہماری سہولت کے لئے، اوقات نماز کا نقشہ تیار کرتے ہیں اور عموماً ہماری مساجد میں یہ نقشے آویزاں ہوتے ہیں۔

ہر نماز اپنے وقت میں ہی پڑھنا چاہئے:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سب بندوں سے زیادہ عظمت والے لوگ وہ ہیں جو سورج اور چاند کا دھیان رکھتے

ہیں۔ ساتھیوں نے کہا: اے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا اس سے موذن مراد ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جو نماز کے وقت کا خیال رکھتے ہیں۔

(تنبیہ الغافلین)

ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اگر بندہ وقت میں نماز قائم رکھے تو میرے بندے کا میرے ذمہ کرم پر عہد ہے کہ اُسے عذاب نہ دوں اور بے حساب جنت میں داخل کروں۔ (حاکم)

نماز بڑھیا کی ایمان افروز حکایت:

حضرت سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر طوفان آیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السّلام کو حکم دیا کہ جو اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں اُن کو اپنے ساتھ لے لو اور کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ آپ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور ایک بڑھیا سے وعدہ فرمالیا کہ جب طوفان آئے گا تو میں تم کو بھی ساتھ کشتی میں لے لوں گا۔ مگر جب طوفان آیا تو حضرت نوح علیہ السلام کو اُس بڑھیا کے متعلق خیال نہ آیا۔ طوفان آ کر اپنی تباہیاں مچاتا رہا اور بڑھیا اپنے مکان میں نماز میں مشغول رہی۔ طوفان گزر جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کو اچانک بڑھیا کا خیال آیا اور بے حد افسوس ہوا۔ جب آپ علیہ السلام اُس کے مکان کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ بڑھیا اپنے مکان میں موجود ہے اور عبادت میں مشغول ہے۔ آپ علیہ السلام نے اُس کو سلام کیا بڑھیا بولی! کیا طوفان آ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا محترمہ! طوفان تو آ کر گزر بھی گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں ہوئی؟ بڑھیا بولی! واقعی مجھے تو طوفان کے مطلق خبر ہی نہ ہوئی۔ میں تو یہاں نماز میں مصروف تھی ہر نماز پچھلی نماز کے بعد ہونے والا گناہ ہر نماز پچھلی نماز کے بعد ہونے والا گناہ مٹا دیتی ہے۔

ہر نماز پچھلی نماز کے بعد ہونے والے گناہ مٹا دیتی ہے:

حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن تشریف فرما تھے اور ہم بھی بیٹھے تھے کہ موذن آ گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر فرمایا کہ میں نے مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ اور میں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے بھی سنا کہ جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر وہ ظہر کی نماز پڑھے تو اللہ عزوجل اُس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے (یعنی وہ گناہ جو فجر کی نماز اور اس ظہر کی نماز کے درمیان ہوئے ہوں۔ پھر جب عصر کی نماز پڑھتا ہے تو ظہر اور عصر کے مابین (بیچ کے) گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے پھر جب مغرب کی نماز پڑھتا ہے تو عصر اور مغرب کے درمیان کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے پھر ہوسکتا ہے کہ رات بھر وہ لیٹ کر ہی گزار دے اور پھر جب اُٹھ کر وضو کرے اور فجر کی نماز پڑھے تو عشاء اور فجر کے مابین (بیچ کے) گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور یہی وہ نیکیاں ہیں جو بُرائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

(تنبیہ الغافلین)

نماز سے گناہ دھلتے ہیں:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو جہاں مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے اگر تمہارے کسی کے صحن میں نہر ہو۔ ہر روز وہ پانچ بار اُس میں غسل کرے تو کیا اُس پر کچھ میل رہ جائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا جی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نماز گناہوں کو ایسے ہی دھو دیتی ہے۔ جیسا کہ پانی میل کو دھوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

عیسیٰ علیہ السلام اور میلا کچیلا جانور:

ایک دفعہ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ وسلام دریا کے کنارے جا رہے تھے۔ دفعتہً آپ علیہ السلام کی نظر ایک سفید نورانی رنگ کے جانور پر پڑی۔ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ جانور دریا کی میلی کیچڑ میں لوٹ پوٹ ہو رہا ہے۔ جس سے اُس کا بدن میلا ہو گیا۔ پھر وہ جانور وہاں سے نکل کر دریا میں نہاتا ہے جس سے وہ پھر اجلا ہو جاتا ہے۔ یہی عمل اُس جانور نے پانچ مرتبہ کیا۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانور کے اس فعل سے تعجب ہوا حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو متعجب دیکھ کر فرمایا کہ اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام! یہ جانور جو آپ کو دکھایا گیا ہے۔ یہ اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نمازیوں کی مثال ہے اور یہ کیچڑ اُن کے گناہوں کی مثال ہے اور دریا اُن کی نمازوں کی مثال ہے یہ کیچڑ میں لوٹنا اُن کے گناہ کرنے کی مثال ہے پس جس طرح یہ جانور کیچڑ میں لوٹا اور نہا کر پاک وصاف ہو گیا اسی طرح اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گناہگاران پانچ نمازوں کے سبب اپنے گناہوں سے پاک وصاف ہو جائیں گے۔ (نزھۃ المجالس)

پیاری اسلامی بہنو! یہ ہماری کس قدر سعادت مندی ہے خوش قسمتی ہے کہ اللہ عزوجل نے ہم پر نماز فرض فرمائی اور بتقاضائے بشریت جو گناہ ہم سے سرزد ہو جاتے ہیں۔ وہ نماز کی برکت سے اور اپنے فضل و کرم سے ہمیں معاف فرمایا کرتا ہے۔ یہ واقعی ہمارے پروردگار کا بے حد کرم ہے اللہ عزوجل کے اس کرم کے خزانے کو جو نہ لوٹے وہ کس قدر بدنصیب اور محروم ہے۔

فجر کی نماز کی فضیلت:

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم اِرشاد فرماتے ہیں۔ جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ شام تک اللہ عزوجل کے ذمہ میں ہے۔ (طبرانی)

ایک دوسری رویت میں ہے تم اللہ عزوجل کا ذمہ نہ توڑو جو اللہ عزوجل کا ذمہ توڑے گا اللہ تعالیٰ اُسے اوندھا کرکے دوزخ میں ڈال دے گا (طبرانی)

شیطان کا ساتھی:

جو کوئی اسلامی بھائی فجر کی نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کرنے مسجد میں حاضر ہوتا ہے اس کے ساتھ ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو بدنصیب بغیر نماز فجر ادا کیے بازار کو جاتا ہے شیطان بھی اُس کے ساتھ ہولیتا ہے چنانچہ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو صبح کی نماز کو گیا۔ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا اور جو صبح بازار کو گیا ابلیس کے ساتھ گیا۔ (ابن ماجہ)

نماز فجر باجماعت ادا کرنے کی فضیلت:

جو کوئی خوش نصیب اسلامی بہن فجر کی نماز جماعت کے وقت ادا کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہے تو دیگر فضائل کے ساتھ ساتھ یہ بھی فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ سوئے رہنے کے باوجود اُسے ساری رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ جو نماز صبح کے لئے ثواب ہو کر حاضر ہوا۔ گویا اُس نے تمام رات قیام کیا اور جو نماز عشاء کے لئے حاضر ہوا گویا اُس نے آدھی رات قیام کیا۔

فجر وعشاء چالیس دن باجماعت پڑھنے والا جہنم سے بری کردیا جاتا ہے:

جو کوئی خوش نصیب اسلامی بہن فجر وعشاء کی نماز مسلسل چالیس روز تک پابندی

کے ساتھ نماز ادا کرتی ہے وہ جہنم اور منافقت کی مصیبت سے آزاد کر دی جاتی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے چالیس دن فجر وعشاء باجماعت پڑھی اُس کو اللہ تعالیٰ عزوجل دو براءتیں عطا فرمائے گا۔ ایک نار سے دوسری نفاق سے۔

دوزخ سے آزادی:

جو کوئی خوش نصیب اسلامی بہن مسلسل چالیس دن تک عشاء کی نماز پابندی سے ادا کر لیتی ہے وہ دوزخ سے آزاد کر دی جاتی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مسجد میں باجماعت چالیس راتیں نماز عشاء پڑھے کہ رکعت اولیٰ فوت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اُس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

چور بھی اگر صبح نماز پڑھے تو سدھر سکتا ہے:

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا اور صبح کو چوری کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب نماز اِسے بُرے عمل سے روک دے گی۔ (مکاشفۃ القلوب)

ایک عجیب وغریب واقعہ:

نماز بُرائیوں سے بچاتی ہے'' کے ضمن میں حضرت عبدالرحمٰن منصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نزہۃ المجالس'' میں ایک عجیب وغریب حکایت بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہو گیا اور شب وروز اُس کے فراق میں بے قرار رہنے لگا۔ آخر کار ہمت کر کے اُس نے ایک چٹھی لکھی اور اپنے عشق کا اظہار کرتے ہوئے وصال (ملاپ) کا طالب ہوا۔ وہ خاتون نہایت شریف خاندان سے

تعلق رکھتی تھی (میک اپ کر کے تعلیم یافتہ جاہل اور بے حیا عورتوں کی طرح گلیوں اور بازاروں میں بے پردہ پھرنے والیوں میں سے نہ تھی۔ نہ اُس نے کبھی کسی غیر مرد کے ساتھ ہنس ہنس کر بے تکلفی کے ساتھ بات چیت کی تھی۔ کیوں کہ اُس کو معلوم تو تھا کہ کسی غیر مرد کے ساتھ بے تکلف ہونا بلکہ اُس کے سامنے بے پردہ آ جانا یہ سب گناہ ہے اور اِس قسم کی حرکت کوئی غیرت مند خاتون کرتی ہی نہیں۔ بلکہ سوچ بھی نہیں سکتی۔ چنانچہ وہ اپنے زبردستی کے عاشق کی چٹھی پا کر بھنبپ گئی۔ چونکہ شادی شدہ بھی تھی اور اُسے اپنے شوہر نامدار کے حقوق کی بھی خبر تھی۔ کہ شوہر کی نافرمانی سے دنیا و آخرت میں تباہی اور بربادی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ لہٰذا کچھ سوچ سمجھ کر وہ چٹھی اپنے شوہر نامدار کی خدمت میں پیش کر دی۔ اُس کا شوہر نہایت ہی پرہیز گار ہونے کے ساتھ ساتھ عقلمندی بھی تھا (احمقوں اور بے شرموں کی طرح کبھی اُس نے اپنی بیگم صاحبہ کو فیشن کرا کے بے شرموں اور بے حیاؤں کی فہرست میں اپنا نام کبھی نہیں لکھوایا تھا۔ اُس نے اپنی بیگم صاحبہ کو نماز اور سنتوں اور پردہ کی تربیت دے کر کامل مومنہ بنایا تھا۔ نادانوں کی طرح فیشن کی پتلی بنا کر اُس کے ساتھ فحش اور اُلٹے سیدھے گانے سن کر ڈرامہ دیکھ کر اُسے "مومنہ" سے "میم صاحبہ" نہیں بنا دیا تھا) اِسے اپنی زوجہ پر پورا اعتماد تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے بالکل خوش تھے اور ازدواجی زندگی نہایت ہی خوشگوار تھی۔ حسن اتفاق سے وہ ایک مسجد میں امامت بھی کرتا تھا۔ لہٰذا اُس چٹھی کے جواب میں اپنی زوجہ ہی کی معرفت اُس نے یہ جواب دلوایا کہ پہلے فلاں مسجد میں فلاں امام کے پیچھے متواتر چالیس روز پانچوں وقت باجماعت نماز ادا کرو۔ پھر آگے دیکھا جائے گا۔ مرتا کیا نہ کرتا بیچارہ عاشق جو ٹھہرا۔ اُس نے شرط منظور کر لی اور پابندی سے نماز باجماعت شروع کر دی۔ جوں جوں دن گزرتے گئے۔ نماز کی برکتیں اُس پر آشکار ہوتی چلی گئیں جب چالیس دن گزر گئے تو اُس کے دل کی دنیا ہی بدل چکی تھی۔

چنانچہ یہ پیغام بھیج دیا۔

محترمہ! نماز کی برکت سے میری آنکھ کھل گئی ہے۔ میں معاذ اللہ عزوجل حرام کاری کے خواب دیکھتا تھا۔ لیکن اللہ عزوجل کے کروڑہا کروڑ شکر کہ اُس نے مجھے تیری محبت سے چھٹکارا عطا کر دیا ہے اور اب میرے دل میں اپنے ربّ عزوجل کی محبت موجیں مار رہی ہے۔ الحمد للہ عزوجل میں نے تیری محبت اور اپنی بدنیتی سے توبہ کر لی ہے اور تجھ سے معافی کا طلب گار ہوں!

جب اُس نیک خاتون نے اپنے شوہر کو یہ پیغام سنایا تو سنتوں کا درد رکھنے والا نیک مرد ایک بگڑے ہوئے اسلامی بھائی کی اصلاح کی خوشخبری پا کر مسرت سے جھوم اُٹھا۔ اور اُس کی زبان سے بے ساختہ یہ جاری ہو گیا۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فِيْ قَوْلِهٖ!

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ! (پ ۲۱ ع ۱)

یعنی ربّ عظیم نے بالکل سچ فرمایا بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے

پیاری اسلامی بہنو! دیکھا آپ نے؟ نماز کی برکت سے ایک عاشق ناشاد راہ راست پر آ گیا اور اُس کے دل میں مالک حقیقی کا عشق موجیں مارنے لگا اور اُسے سکون قلب حاصل ہو گیا۔ اور واقعی اللہ عزوجل اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے ہی ایسی کہ جس خوش نصیب کو یہ چاشنی نصیب ہو جائے وہ یقیناً پھر کسی اور سے دل لگا ہی نہیں سکتا ہے۔

جس کو ہے تجھ سے عشق وہ قسمت کا دھنی ہے ہاں ہاں وہ غنی ہے

اُلفت ہے تیری رحمت باری کا خزینہ یا شاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم

نماز ایمان کی علامت ہے:

منیۃ المصلی میں ہے کہ ارشاد فرمایا ہر شے کے لئے ایک علامت ہوتی ہے ایمان کی علامت نماز ہے۔

نماز کا خوب خیال رکھو:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نماز کا خوب دھیان رکھو! کہ وہ اہل ایمان کا ایک بہترین وصف (خوبی) ہے اللہ عزوجل کے کروڑ ہا کروڑ احسان کہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں ہمیں پیدا فرمایا اور ہماری بخشش کے بیشمار ذرائع مہیا کئے۔ یہاں تک کہ کمزوروں کے طفیل بھی بہت سارے مسلمانوں کی بگڑی بن جاتی ہے چنانچہ

رحمت ہی رحمت:

حضرت لیث رضی اللہ عنہما سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک نقل کرتے ہیں کہ میری اُمت بخشی بخشائی ہے اللہ تعالیٰ عزوجل ان کے اخلاص اور ان کی دعاؤں ان کی نماز اور ان کے کمزور ناتواں افراد کے طفیل عذاب کو ان سے دور فرما دیتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین) اللہ عزوجل کے نیک بندوں کی نمازیں چونکہ ظاہری و باطنی آداب اور سنتوں سے سجی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لئے اُن کی نمازوں کا انہیں خوب فیض ملا کرتا ہے۔ اور اُن کی دعاؤں میں بھی بڑی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے یہ حضرات جب ہاتھ اُٹھا دیتے ہیں تو اللہ عزوجل اِن کی دعا کو یقیناً رد نہیں فرماتا۔ اس سلسلے میں ایک ایمان افروز حکایت پڑھئے اور جھومئے!

نماز کی برکت سے گھوڑا زندہ ہو گیا:

حضرت امام نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چند رفقاء کے ساتھ سفر فرما رہے تھے اسی

دورانِ راہ میں اُن کا گھوڑا مر گیا۔ رفقائے سفر اُن کی عظمت و شان سے واقف تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ اپنا سامان ہمیں دے دیجئے تاکہ اسے اپنی سواریوں پر رکھ لیں۔ حضرت امام نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے پسند نہ فرمایا اور ساتھیوں سے فرمایا۔ ٹھہر جاؤ ابھی جواب دیتا ہوں۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً وضو کیا۔ دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ عزوجل کی جناب میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا ہی میں مشغول تھے کہ مردہ گھوڑے میں حرکت پیدا ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

بچہ سات برس کا ہو جائے تو اُسے نماز کا حکم دو:

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تمہارے بچے سات برس کے ہوں تو انہیں نماز کا حکم دو اور دس برس کے ہو جائیں تو مار کے پڑھاؤ۔

(ابوداؤد)

گھر سے پاک صاف ہو کر باوضو نماز کے لئے مسجد کی طرف چلیں تو ہر قدم کے عوض ایک نیکی ملتی ہے اور فی قدم ایک درجہ بھی بلند ہوتا ہے چنانچہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص اپنے گھر سے طہارت و وضو غسل کر کے فرض ادا کرنے کے لئے مسجد کو جاتا ہے تو ایک قدم پر ایک گناہ محو (معاف) ہو جاتا ہے اور دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ (مسلم شریف)

منا انگاروں سے کھیلتا رہا:

سیدنا حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک زمانہ تھا۔ ایک عورت نیک اور صالحہ تھی۔ اُس سے ایک مرتبہ تنور میں روٹیاں لگائیں۔ ابھی روٹیاں

تنور میں ہی تھیں کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ عورت نے وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ شیطان نماز کی یہ پابندی دیکھ کر جل بھن کر کباب ہو گیا۔ عورت کے ایمان میں خلل ڈالنے کے لئے اُس نے ایک عورت کا روپ دھارا۔ اور اُس عورت کے پاس آ کر بولا۔ بی بی! تیری روٹیاں تنور میں جلی جا رہی ہیں۔ مگر جن لوگوں کو آتش دوزخ میں جلنے کا ڈر ہو! اور دلوں میں ایمان بھی کامل ہو روٹی کی فکر اُنہیں عبادت سے کب ہٹا سکتی ہے؟ اُس اللہ عزوجل کی نیک بندی نے شیطان کی بات پر بالکل توجہ نہ دی۔ بلکہ نماز ہی میں مشغول رہی۔ شیطان نے جب دیکھا کہ عورت پر اس کے فریب کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ اُس نے عورت کے ننھے منھے بچے کو اُٹھا کر تنور کے گرم گرم انگاروں پر ڈال دیا۔ اسی اثناء میں اُس نیک عورت کا خاوند گھر آیا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کا بچہ تنور میں گرم انگاروں سے کھیل رہا ہے یہ شخص سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ نبینا و علیہ اسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اُس نیک خاتون کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئی۔ تو آپ علیہ السلام نے اُس سے پوچھا۔ اے بی بی! تو کون سا نیک عمل کرتی ہے جس کی وجہ سے یہ واقعہ رونما ہوا؟ نیک خاتون نے عرض کی! اے روح اللہ علیہ السلام! صرف اتنی سی باتی ہے کہ جب بے وضو ہوتی ہوں۔ اور جب وضو کر لیتی ہوں تو نماز کے لئے کھڑی ہو جاتی ہوں۔ اور جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی ہے تو اس کی حاجت پوری کرتی ہوں۔ اور جو تکالیف لوگوں کی طرف سے پہنچتی ہیں۔ اُن پر صبر کرتی ہوں۔ (نزہۃ المجالس)

کیا ہماری اسلامی بہنیں اس ایمان افروز حکایت سے درس حاصل کریں گی؟ ہو سکتا ہے کہ گھر کے کام کاج اور دھونے پکانے کے بہانے اور منے، منیوں کی پرورش کا عذر کر کے وہ دنیا میں کسی کو قائل بھی کر دیں لیکن کیا یہ حیلے بہانے قیامت میں بھی چل جائیں گے؟ کیا یہ افسوس کا مقام نہیں؟ کہ آج ہماری اسلامی بہنوں کے پاس

''شاپنگ'' کے لئے تو وقت نکل آتا ہے۔گلیوں، بازاروں میں بے پردہ پھرنے اُلٹی سیدھی نمائشوں اور میلوں جھمیلوں کی رونق بڑھانے تفریح گاہوں اور سینما گھروں میں جانے بلکہ خود اپنے ہی گھر میں ٹی وی بلکہ وی۔سی۔آر پر گھنٹوں فلمیں اور ڈرامے دیکھ کر گناہ کا ارتکاب کرنے کا وقت تو نکل آتا ہے لیکن افسوس صد افسوس! اگر وقت نہیں ملتا تو نماز کے لئے نہیں ملتا۔

نماز کے بغیر آدمی کس کام کا؟

۲۸ ذوالحجہ ۲۳ھ کو نماز فجر میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک مجوسی غلام ابولولو فیروز نے قاتلانہ حملہ کر کے چھ کاری زخم لگائے وہ اس مذموم مقصد کے لئے پہلے ہی محراب میں چھپا بیٹھا تھا۔ جونہی امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ وارضاہ نے نماز کی نیت باندھ کر سورۂ فاتحہ کی قرأت شروع کی۔ اُس نے محراب سے نکل کر آن کی آن میں آپ کو زخمی کر کے گرادیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فوراً آگے بڑھ کر مختصراً نماز پڑھائی۔ قاتل نے بھاگنے کی کوشش میں کئی اور صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو زخمی کیا اور آخر جب دیکھا کہ گرفتار ہو گیا ہے تو خود کشی کر لی۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُٹھا کر گھر لایا گیا ہوش میں آئے تو سب سے پہلے بات یہ کی کہ ''نماز کا وقت ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے قبلہ رخ کر دو اور اسی حالت میں نماز ادا کی اور فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے یہ فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ بھلا نماز کے بغیر آدمی کس کام کا ہے؟ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے اُس مجوسی غلام کا نام لیا۔ تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: الحمد اللہ عزوجل! میرا قاتل کوئی مسلمان نہیں اور نہ میرے قتل کی وجہ سے کوئی

مسلمان جہنم کا ایندھن بنا۔ نماز کے بے شمار فوائد وفضائل ہیں۔ دنیا میں بھی اس کی برکتیں ہیں اور آخرت میں بھی اس کی بے شمار یہ برکتیں ہیں اور سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ نماز رضائے الٰہی عزوجل کا ذریعہ ہے۔

نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے:

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ نماز اللہ عزوجل کی رضا کا ذریعہ ہے۔ ملائکہ کی محبت کا باعث ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا محبوب عمل ہے۔ معرفت کا نور ہے ایمان کی اصل ہے۔ دعاء کی قبولیت کا سامان ہے دشمنوں کے مقابلہ میں ہتھیار ہے۔ شیطان کی ناراضگی کا سامان ہے اعمال کے مقبول ہونے کا ذریعہ ہے رزق میں برکت کا ذریعہ ہے جسم کی راحت کا سبب ہے۔

نمازی اور ملک الموت کے درمیان سفارشی ہے قبر کا چراغ ہے قبر کے اندر بچھو ہے۔ منکر نکیر کے لئے جواب ہے۔ قیامت تک کے لئے قبر میں نمازی کی مونس و غمخوار ہے۔ اور جب قیامت ہوگی تو یہی نماز اُس کے اوپر سائبان کی طرح ہوگی۔ اُس کے سر کا تاج اور بدن کا لباس بنے گی اُس کے اور دوزخ کے درمیان حائل ہو گی۔ اللہ عزوجل کے حضور مومنین کے لئے حجت اور دلیل بنے گی۔ میزان عمل میں انتہائی وزنی ہوگی۔ پل صراط پر سے گزرنے کا ذریعہ ہوگی اور جنت کی کنجی ہوگی۔ اس لئے کہ نماز اللہ عزوجل کی پاکیزگی اور حمد وثناء عظمت وکبریائی کے بیان ہر قراٗت اور دعا پر مشتمل ہے اور اسے وقت پر ادا کرنا ہی تمام اعمال سے افضل عمل ہے۔

(تنبیہ الغافلین)

اللہ عزوجل کے نیک بندے نماز وعبادت کے ذریعہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایک خاص مقام حاصل کر لیتے ہیں اُن کے دل میں خوف خدا عزوجل راسخ ہو جاتا ہے۔ وہ کائنات کی کسی شے سے مطلق نہیں گھبراتے۔ بلکہ درندے تک اُن سے ڈرتے ہیں اور اُن کی اطاعت کرنے لگتے ہیں۔

شیر سامان کی حفاظت کرتا رہا:

حضرت عروہ بن عقبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ جہاد میں گزرا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جہاد کے موقعوں پر دن کو میدان کارزار میں ہوتے اور شب کو نماز پڑھتے۔ ضرورت پیش آ جانے پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوجی سامان کی حفاظت بھی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح شب کو فوج کے سامان پر پہرہ دے رہے تھے کہ شیر کی دہاڑ سنائی دی۔ شیر قریب آیا تو آپ نے اُسے اشارے سے اپنے پاس بلایا اور فوجی سامان کی حفاظت اُس کے سپرد کر دی اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ صبح کاذب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی اطمینان اور خشوع وخضوع سے عبادت خدا عزوجل میں مصروف رہے اور شیر اُس خیمے کے چاروں طرف چکر لگاتا رہا اور سامان کی حفاظت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے۔ خیمے کے قریب پہنچے تو شیر کی طرف دیکھ کر مسکرائے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا اور شیر کو چلے جانے کی اجازت دی شیر خاموشی سے چلا گیا خوش نصیب ہی نماز پڑھتے ہیں اور جو بے چارے بدنصیب ہوتے ہیں اُن کا دل نماز میں لگتا ہی نہیں اور وہ مسجد سے بھاگنے ہی کی فکر میں رہتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھئے کہ نماز پڑھنے والا اللہ عزوجل پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ کسی کو نماز کی توفیق عطا فرما دے۔

ستر ہزار فرشتے ساتھ ساتھ نماز پڑھتے ہیں:

اللہ عزوجل اپنے تین بندوں سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے۔ چنانچہ! حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ اللہ عزوجل تین آدمیوں کے سبب فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔

1- ایک وہ آدمی جو چٹیل میدان میں اذان اور اقامت کہہ کر اکیلا نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔ میرے بندے کو دیکھو جو تنہا نماز پڑھتا ہے میرے سوا اسے کوئی نہیں دیکھ رہا جاؤ ستر ہزار فرشتے اُس کے پیچھے نماز ادا کرو۔

2- دوسرے اُس آدمی پر جو رات کو اُٹھ کر تنہائی میں نماز پڑھتا ہے سجدہ میں جائے اور اس حالت میں (اگر اتفاق سے) نیند آ جائے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ میرے بندے کو دیکھو! اُس کی روح میرے پاس اور جسم میرے حضور سجدہ ریز ہے۔

3- تیسرے اُس آدمی پر جو گھمسان کی جنگ میں ثابت قدم رہا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔

(تنبیہ الغافلین)

پہاڑ کی چوٹی پر اذان دے کر تنہا نماز پڑھنے والا جنتی ہو جاتا ہے:

پیاری اسلامی بہنو! اس حدیث پاک سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جماعت سے نماز پڑھنے سے تنہا نماز پڑھنا افضل ہے ہرگز ایسا نہیں۔ یہ فضیلت تو ایسے جنگل، بیابان اور پہاڑ وغیرہ کے لئے ہے کہ جہاں بندہ تنہا ہو اور کوئی ایسی مسجد بھی نہیں کہ جس میں جا کر باجماعت نماز ادا کر سکے۔

اِس کی تائید میں مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جس میں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ہے تیرا ربّ

عزوجل اُس بکری کے چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کے کسی ٹیکرے کی چوٹی پر اذان پکارتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میری اس بندے کو دیکھو، یہ نماز قائم کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے بے شک میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل ہمیں تمام تر ظاہرین و باطنی آداب کے ساتھ نمازیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو:

اگر آپ رضائے الٰہی کو پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ بن جائے گا۔

الحمدللہ دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا رہی ہیں۔ آپ بھی نیکی کی دعوت عام کرنے میں لگ جائیے، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنائیے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنائیے اور دونوں جہانوں میں عزت پائیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت و ریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رکھے۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

بے نمازی کا انجام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

فضیلت دورد پاک

آقائے دو عالم، شہنشاہِ بنی آدم، رسول اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: بروزِ قیامت لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر زیادہ درود پڑھا ہوگا۔

(آبِ کوثر بحوالہ کنز العمال، جلد ۲، صفحہ ۴۸۹)

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن اِس کی ہولناکیوں اور دشوار گزار گھاٹیوں سے جلد نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا ہوگا۔

(آبِ کوثر صفحہ ۳۶ بحوالہ القول البدیع صفحہ ۱۲۱)

کشتی نوح میں، نارِ نمرود میں، بطن ماہی میں، یونس کی فریاد پر
آپ کا نام نامی اے صلِّ علیٰ ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آ گیا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

بے نمازی کی سزائیں:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! الحمد اللہ عزوجل ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کا ہر کام اللہ عزوجل اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشنودی کے لئے ہونا چاہیئے مگر بدقسمتی سے آج ہماری اکثریت نیکی کے راستے سے دور ہوتی جارہی ہے شاید اسی وجہ سے ہمیں طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا ہے۔ کوئی بیمار ہے تو کوئی قرضدار، کوئی گھریلو ناچاقیوں کا شکار ہے تو کوئی تنگدست و بے روزگار، کوئی اولاد کا طلب گار ہے تو کوئی نافرمان اولاد کی وجہ سے بیزار، الغرض ہر ایک کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہے اللہ عزوجل قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ○ (الشوریٰ آیت ۳۰)

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف کر دیتا ہے۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

یقیناً دنیا و آخرت کی ہر پریشانی کا حل اللہ تعالیٰ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے کاموں میں لگ جانا ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے کاموں میں لگ جاتی ہے اللہ عزوجل اُس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔

نماز کی برکتیں:

مسلمانوں کے لئے سب سے پہلا فرض نماز ہے مگر افسوس کہ آج ہماری مسجدیں

ویران ہیں۔ یقیناً نماز دین کا ستون ہے نماز اللہ عزوجل کی خوشنودی کا سبب ہے نماز سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ نماز سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نماز بیماریوں سے بچاتی ہے نماز دعاؤں کی مقبولیت کا سبب ہے۔ نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے، نماز اندھیری قبر کا چراغ ہے۔ نماز عذاب قبر سے بچاتی ہے نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز پل صراط کے لئے آسانی ہے، نماز جہنم کے عذاب سے بچاتی ہے۔ نماز میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی اور نمازی کے لئے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اُسے بروز قیامت اللہ تعالیٰ عزوجل کا دیدار ہوگا۔

بے نمازی کا ہولناک انجام:

بے نمازی سے اللہ تعالیٰ عزوجل ناراض ہوتا ہے۔ جو جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑ دیتا ہے اُس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے۔ نماز میں سستی کرنے والے کو قبر اس طرح دبائے گی کہ اُس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی اور اُس کی قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی اور اُس پر ایک خوفناک گنجا سانپ مسلط کر دیا جائے گا۔ نیز قیامت کے روز اُس کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔

جان بوجھ کر نماز قضا کرنے والوں کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ (ماعون: ۴،۵)

تو اُن نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

جہنم میں ایک ''ویل'' نامی خوفناک وادی ہے جس کی سختی سے خود جہنم بھی پناہ مانگتا ہے۔ جان بوجھ کر نماز قضا کرنے والے اُس کے مستحق ہیں۔ قصداً نماز قضا

کرنے والوں کے لئے احادیث میں بھی عذاب وارِد ہوئے ہیں۔ چنانچہ پڑھیے اور خوفِ خداوندی عزوجل سے لرز یئے۔

نماز قضا کرنے کی سزا:

معراج کی رات سرورِ کائنات شاہ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک منظر یہ بھی ملاحظہ فرمایا: کچھ مردوں اور عورتوں کے سروں پر فرشتے ضربیں لگاتے تھے اور چوٹ سے اُن کے دماغ اس طرح بہتے تھے جس طرح بڑی نہر بہتی ہو۔ اور وہ درد سے چیختے ہوئے کہتے تھے۔ ہائے افسوس! ہائے ہلاکت! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت سراپا رحمت میں عرض کیا گیا: یہ لوگ بے وقت نماز پڑھتے تھے۔
(ملخص از درۃ الناصحین)

پیاری اسلامی بہنو! اگر سر میں ہمیں معمولی سی چوٹ بھی لگ جائے تو تڑپ اٹھتیں ہیں۔ تو اگر نمازیں قضا کرنے کی صورت میں ہمارے نازک سروں پر فرشتوں نے ہتھوڑے برسانے شروع کر دیئے تو ہمارا کیا بنے گا! کاش! ہماری کوئی نماز قضا نہ ہوتی۔ اب فجر کی نماز میں سوئے رہنے والے نماز کا وقت سو کر گزارنے کی ہولناک سزا کا احوال پڑھیں اور توبہ کریں۔

سر کچلنے کی سزا:

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا، آج رات دو شخص (یعنی جبرائیل علیہ السلام) اور میکائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے ارض مقدسہ میں لے آئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہے اور اس کے سرہانے ایک شخص پتھر اُٹھائے کھڑا ہے اور پے در پے پتھر سے اُس کا سر کچل رہا ہے ہر بار کچلنے کے بعد سر پھر ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں نے فرشتوں سے کہا۔ سبحان اللہ عزوجل یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ آگے تشریف لے چلئے، مزید مناظر دکھانے کے بعد

فرشتوں نے عرض کیا! کہ پہلا شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا یہ وہ تھا جس نے قرآن یاد کر کے چھوڑ دیا تھا اور فرض نمازوں کے وقت سو جانے کا عادی تھا اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوگیا۔ (ملخص از بخاری شریف)

قصداً نمازیں قضا کرنے والے اور جھوٹی قسمیں کھانے والے کو جہنم میں جانے کا حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ حجۃ الاسلام سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

جہنم میں جانے کا حکم:

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل اُسے جہنم میں جانے کا حکم فرمائے گا۔ وہ عرض کرے گا۔ یا اللہ عزوجل مجھے کس لئے جہنم میں بھیجا جا رہا ہے ارشاد ہوگا، نمازوں کو اُن کا وقت گزار کر پڑھنے اور میرے نام کی جھوٹی قسمیں کھانے کی وجہ سے۔ (مکاشفۃ القلوب)

قبر میں آگ کے شعلے:

ایک شخص کی بہن فوت ہوگئی۔ جب اُسے دفن کر کے لوٹا تو یاد آیا کہ رقم کی تھیلی قبر میں گر گئی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی بہن کی قبر پر آیا اور اُس کو کھودا تا کہ تھیلی نکال لے۔ اُس نے دیکھا کہ بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں! چنانچہ اُس نے جوں توں قبر پر مٹی ڈالی اور غمگین روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا پیاری امی جان! میری بہن کے اعمال کیسے تھے؟ وہ بولی بیٹا کیوں پوچھتے ہو؟ عرض کی میں نے اپنی بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھے ہیں۔ یہ سن کر ماں بھی رونے لگی اور کہا! ''افسوس! تیری بہن نماز میں سستی کیا کرتی تھی اور نماز اوقات گزار کر پڑھا کرتی تھی (یعنی نماز قضا کر

کے پڑھتی تھی)

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

کہیں شیطان آپ کو اس وسوسے میں مبتلا نہ کر دے کہ نماز قضا کرنا ہی سخت گناہ ہے۔ لہٰذا نماز رہ جائے تو اسے قضا ہی نہیں کرنا چاہئے ایسا نہیں ہے قضا نماز ادا کرنے کے بعد توبہ سے معافی کی قوی امید ہے مگر جو نماز سرے ہی سے نہ پڑھے اُس کو توبہ سے نماز معاف نہیں ہو جاتی۔ ہاں اللہ عزوجل کسی مسلمان کو محض اپنی رحمت سے بے حساب جنت میں داخل فرما دے تو وہ اُس کی شان کریمی ہے۔ بہر حال نمازوں کی عادت ڈالئے اور اگر پچھلی نمازیں باقی ہیں تو ان کا بھی حساب لگا کر قضاء عمری کا اہتمام کیجئے۔ امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمٰن فرماتے ہیں، اگر کسی پر ساٹھ سال کی نمازیں باقی ہوں اور وہ ساری نمازیں قضاء عمری کرنے کی نیت سے گھر سے باہر قدم رکھے اور موت آ جائے تو ان شاء اللہ عزوجل اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب جنتی جہنمیوں سے پوچھیں گے کہ وہ نہایت ہی حسرت و افسوس کے ساتھ جواب دیں گے۔

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ○ (المدثر آیت ۴۷)

ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

یاد رکھئے ہر عاقل و بالغ مرد و عورت مسلمان پر روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے جو نماز کو فرض نہ جانے وہ کافر ہے چاہے اس کا نام اور اس کے دیگر کام مسلمانوں والے ہوں اور فرض تو مانے مگر ادا نہ کرے وہ مسلمان تو ہے مگر ایک نماز بھی جو ترک کر دے وہ سخت فاسق و گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔ اللہ عزوجل کا مقدس قرآن میں فرمان عظمت نشان ہے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○ (مریم آیت ۵۹)

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں ''غی'' کا جنگل پائیں گے۔

ہولناک کنواں:

مذکورہ بالا آیات مقدسہ میں ''غی'' کا تذکرہ ہے ''غی'' جہنم کی ایک خوفناک وادی کا نام ہے اُس کی گہرائی سب سے زیادہ ہے اس میں ایک ہولناک کنواں ہے جس کا نام ''ہب ہب'' ہے جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے اللہ عزوجل اس کنوئیں کو کھول دیتا ہے جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے۔ یہ ہولناک کنواں بے نمازیوں، زانیوں، شرابیوں، سودخوروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لئے ہے۔
(بہار شریعت)

دنیوی کنواں:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

خوف خداوندی عزوجل سے لرز اُٹھو! اور گھبرا کر جلد اپنے گناہوں کی توبہ کرلو کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ مذکورہ روایت میں بے نمازیوں، شرابیوں، زانیوں، سود

خوروں اور والدین کو ایذا دینے والوں کے لیے درس عبرت ہے اُس خوفناک آتشیں کنویں کو سمجھنے کے لئے کبھی کسی دنیوی گہرے کنویں کے کنارے کھڑے ہو کر اُس کو گہرائی میں ذرا نظر ڈالیے اور سوچئے کہ اگر اس دنیا کو کنویں ہی میں قید کر دیا جائے تو کیا اس سزا کو برداشت کر سکیں گے؟ نہیں تو پھر جہنم کے کنویں کا عذاب کیونکر برداشت ہو سکے گا!

حکایت:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اکثر روتے رہتے تھے جب سبب گریہ دریافت کیا جاتا تو فرماتے میں سوچتا ہوں کہ اگر گناہوں کے سبب مجھے حمام کے گرم پانی میں غوطے دیئے جائیں تب بھی میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا حالانکہ مجرموں کو جہنم کی آگ اور وہاں کے کھولتے ہوئے پانی میں غوطے دیئے جائیں گے تو وہ کس طرح برداشت ہو سکے گا! قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ۝ (الرحمٰن ۴۳، ۴۴)

یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں۔

خوفناک سانپ اور خچر نما بچھو:

حدیث پاک میں ہے۔ جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام "لملم" ہے اس میں اُونٹ کی گردن کی طرح موٹے موٹے سانپ ہیں۔ ہر سانپ کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے۔ جب یہ سانپ بے نمازی کو ڈسے گا تو اُس کا زہر اُس کے جسم میں ستر سال تک جوش مارتا رہے گا اور جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام "حب

الحزن'' ہے۔اس میں کالے خچر کی مانند بچھو ہیں ہر بچھو کے ستر ڈنگ ہیں اور ہر ڈنگ میں زہر کی تھیلی ہے۔وہ بچھو جب بے نمازی کو ڈنگ مارتا ہے تو زہر اس کے سارے جسم میں سرایت کر جاتا ہے اور اس زہر کی گرمی ایک ہزار سال تک رہتی ہے۔اس کے بعد اس کی ہڈیوں سے گوشت جھڑتا ہے اور اُس کی شرمگاہ سے پیپ بہنے لگتی ہے اور تمام جہنمی اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (قرۃ العیون)

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

لرز اٹھو! اور گھبرا کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر کے نمازوں کا اہتمام شروع کر دو۔ورنہ یاد رکھو! اللہ عزوجل کا عذاب برداشت نہ ہو سکے گا۔

قارون کے ساتھ حشر:

رسول اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان معظم ہے جس نے نماز کی محافظت (یعنی ہمیشہ حفاظت) کی اُس کے لئے وہ نماز بروز قیامت نور اور برہان (یعنی دلیل) اور نجات ہوگی۔اور جس نے محافظت نہ کی اُس کے لئے نہ نور ہے نہ نجات اور وہ قیامت کے روز قارون وفرعون وہامون واُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (احمد، دارمی، بیہقی، شعب الایمان)

حجۃ الاسلام سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں!

بعض علماء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو مال ودولت کی مشغولیت کی وجہ سے نماز ترک کرے گا وہ بروز قیامت قارون کیساتھ اُٹھایا جائے گا۔جو حکومت کی مصروفیت کی وجہ سے نماز میں غفلت کرے گا وہ قیامت کے روز فرعون کے ساتھ اُٹھے گا جو وزارت (ملازمت) کی مصروفیت کے سبب نماز سے محروم ہوگا اسے فرعون کے وزیر ہامان کے ساتھ روز قیامت میں اُٹھایا جائے گا۔اور جو تجارت کی مصروفیت کی وجہ سے نماز ترک

کرے گا۔ وہ مکہ مکرمہ کے بدنام کافر تاجر اُبَیِّن خلف کے ساتھ محشر کے دن اُٹھایا جائے گا۔

جان لیوا خراش:

اُبَیّ بن خلف پکا دشمن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ ہجرت سے قبل وہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کرتا تھا۔ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے اُسے کھلا پلا کر خوف فربہ کرکے ایک ان اُس پر سوار ہو کر معاذ اللہ عزوجل آپ کو شہید کروں گا۔ ایک بار اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرما دیا۔ اِن شاءاللہ عزوجل میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے اس پر دہشت طاری ہوگئی اور یقین ہو چلا کہ اب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مجھ پر اپنا لعاب دہن بھی ڈال دیں گے تو میں مارا جاؤں گا۔ بہرحال غزوہ اُحد میں موقع پا کر وہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاذ اللہ عزوجل شہید کرنے کے ناپاک ارادے سے آگے بڑھا جان نثار صحابہ کرام علیہم الرضوان اُس کی طرف لپکے مگر مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو روک دیا جب وہ قریب ہوا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے برچھا لے کر اس کی گردن پر ہلکی سی خراش لگا دی وہ بوکھلا کر گھوڑے سے گرا اور چیختا ہوا اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ وہ چلا چلا کر کہہ رہا تھا۔ خدا عزوجل کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قتل کر دیا۔ روایت میں ہے کہ اُس کے چلانے کی آواز ایسی ہوگی تھی جیسی بیل کی ہوتی ہے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے اُس کو شرم دلاتے ہوئے کہا۔ معمولی سی خراش پر کیا چلا چلا کر آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے وہ بولا! آپ کو کیا معلوم کہ یہ مار کس کی ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مار ہے لات و عزیٰ (کافروں کے مشہور دو بتوں کے نام) کی قسم! مجھے اس خراش میں اِس قدر تکلیف ہو رہی ہے کہ اگر

یہ تکلیف تمام اہل حجاز میں تقسیم کردی جائے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ عزوجل میں تجھے قتل کروں گا میں اُسی وقت سمجھ گیا تھا! کہ اُن کے ہاتھوں میری ہلاکت یقینی ہے کہ اُن کی کوئی بات کبھی غلط ہوتی نہیں دیکھی چنانچہ مکہ پاک پہنچے سے ایک دن قبل ہی وہ راستے میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو۔ (تاریخ خمیس)

مقام غور:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

مقام غور ہے کہ ایک طرف تو ایک قطعی کافر اور دشمن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تو فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایسا کامل یقین ہے کہ سلطان دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان حق ترجمان سے جب اُس نے یہ سن لیا کہ میں ان شاء اللہ عزوجل تجھے قتل کروں گا۔ تو وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اور دوسری طرف ہم غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حال ہے کہ ہم اپنے پیارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا دم بھرنے جان نثاری کا دعویٰ کرنے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر ہر فرمان پر سچے دل سے ایمان رکھنے کے باوجود نافرمانیوں کے بارے میں اُن کے بیان کردہ عذاب کے معاملے غفلت کا شکار ہیں۔

بے نمازی سے شیطان بھی بھاگتا ہے:

منقول ہے کہ ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا شیطان بھی اُس کے ساتھ ہو لیا اُس شخص نے دن بھر میں ایک بھی نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ رات ہو گئی شیطان اُس سے بھاگنے لگا۔ اُس شخص نے متعجب ہو کر بھاگنے کا سبب پوچھا تو شیطان بولا، میں نے عمر بھر میں صرف ایک بار آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا انکار کیا تو ملعون ہوا اور تو نے آج

پانچوں نمازیں ترک کردیں۔ مجھے خوف آرہا ہے کہ کہیں تجھ پر قہر نازل ہوا اور میں بھی اُس میں نہ پھنس جاؤں۔ (درۃ الناصحین)

پندرہ خوفناک سزائیں:

نبی پاک صاحب لولاک سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے۔ جو نماز کے معاملے میں سستی برتے گا اللہ عزوجل اُسے پندرہ قسم کی سزائیں دے گا ان میں چھ دنیا میں تین موت کے وقت تین قبر میں اور تین قبر سے نکلنے کے بعد دے گا۔ دنیا کی چھ سزائیں یہ ہیں۔

1- اللہ عزوجل اُس کی عمر سے برکت زائل کردیگا۔

2- اللہ عزوجل اُس کے چہرے سے نیک لوگوں جیسی نورانیت چھین لے گا۔

3- اللہ عزوجل اُس کے کسی عمل کا اجر وثواب نہیں دے گا۔

4- اُس کی کوئی دعا آسمان تک بلند نہ ہوگی۔

5- اللہ عزوجل لوگوں کے سامنے اُسے ذلیل وخوار کرے گا۔

6- نیک لوگوں کی دعا میں اُس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

موت کے وقت کی تین سزائیں۔

1- ذلیل ہوکر مرے گا۔

2- بھوکا مرے گا۔

3- مرتے وقت اتنی سخت پیاس لگے گی کہ اگر اُسے سارے دریاؤں کا پانی بھی پلا دیا جائے۔ تو پیاس نہ جائے۔

قبر کی تین سزائیں۔

1- اُس کی قبر تنگ کردی جائے گی اور اِسے قبر اس قدر بھینچے گی کہ اُس کی پسلیاں

ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔

2- اُس کی قبر میں آگ بھڑکائی جائے گی جس میں اُلٹ پلٹ ہوتا رہے گا۔

3- اُس پر قبر میں ایک اژدھا مسلط کر دیا جائے گا جس کا نام اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع (یعنی گنجا سانپ جو سخت زہریلا ہوتا ہے) ہے اُس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہوں گے ہر ناخن کی لمبائی ایک دن مسافت کے برابر ہوگی وہ بجلی کی طرح کڑک کر کہے گا! میں اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع ہوں مجھے میرے ربّ عزوجل نے حکم فرمایا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے پر ظہر تک عصر نماز ضائع کرنے پر عصر تا مغرب، نماز مغرب ضائع کرنے پر مغرب تا عشاء، نماز عشاء ضائع کرنے پر عشاء تا صبح مارتا رہوں اور جب وہ ایک ضرب لگائے گا تو مردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جائے گا۔ پھر وہ اژدھا اپنے ناخن زمین میں گاڑ کر اُس کو نکالے گا۔ تو یہ عذاب اُس پر قیامت تک مسلسل ہوتا رہے گا۔

قبر سے اٹھنے کے بعد کی تین سزائیں۔

1- اللہ عزوجل جہنم کی آگ کا ایک بادل اُس کے چہرے کے سامنے مسلط فرمائے گا جو اُس کو جہنم کی طرف ہانک کر لے جائے گا۔

2- حساب کے وقت اللہ عزوجل اُس کی طرف غضبناک نظر ڈالے گا۔ جس سے اُسکے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا۔

3- اُس کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔ اللہ عزوجل اُس کو دوزخ میں لے جانے کا حکم صادر فرمائے گا۔ (ملخص از قرۃ العیون)

مکاشفۃ القلوب میں حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمتہ علیہ السلام فرماتے ہیں بروز قیامت وہ (یعنی نماز کے معاملے میں سستی کرنے والا) اس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوں گیں۔

1- اس اللہ عزوجل کا حق برباد کرنے والے۔

2- اسے اللہ عزوجل کے غضب کے ساتھ مخصوص۔

3- جس طرح دنیا میں تو نے حق اللہ عزوجل کی ضائع کیا اسی طرح آج تو بھی اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہے۔

بے نمازی بہنو! اپنی ناتوانی پر ترس کھایئے سستی اُڑایئے اور نمازوں کا اہتمام شروع کیجئے! جب آپ کو نماز کی عادت پڑ جائے گی تو پھر نماز پڑھے بغیر آپ کو ان شاء اللہ عزوجل چین ہی نہیں آئے گا اور ان شاء اللہ عزوجل شیطان خود ہی آپ کی جان چھوڑ دے گا۔

حکایت:

ایک بزرگ کو شیطان نظر آگیا تو فرمانے لگے کوئی ایسا طریقہ بتا کہ میں تجھ جیسا بن جاؤں۔ شیطان نے کہا کہ نماز میں سستی کر اور خوب جھوٹی قسمیں کھایا کر۔ وہ بزرگ فوراً بول اُٹھے۔ میں اللہ عزوجل سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اور کبھی جھوٹی قسم نہیں کھاؤں گا شیطان نے بوکھلا کر کہا۔ میں بھی عہد کرتا ہوں کہ کبھی کسی انسان کو نصیحت نہیں کروں گا۔ (تنبیہ الغافلین)

بھیانک قبر میں:

ایک بار خلیفہ عبدالملک کے پاس ایک شخص گھبرایا ہوا حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ عالی جاہ! میں بے حد گنہگار ہوں اور جاننا چاہتا ہوں کہ میرے لئے معافی بھی ہے یا نہیں؟ خلیفہ نے کہا کیا تیرا گناہ زمین و آسمان سے بھی بڑا ہے؟ اُس نے کہا بڑا ہے خلیفہ نے پوچھا۔ کیا تیرا گناہ لوح و قلم سے بھی بڑا ہے؟ جواب دیا بڑا ہے پوچھا کہ تیرا گناہ عرش و کرسی سے بھی بڑا ہے؟ عرض کیا اُس سے بھی بڑا ہے۔ خلیفہ نے کہا بھائی یقیناً تیرا

گناہ اللہ عزوجل کی رحمت سے بڑا نہیں ہوسکتا یہ سن کر اُس کے سینے میں تھما ہوا طوفان آنکھوں کے ذریعے اُمنڈ آیا۔ اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ خلیفہ نے کہا۔ بھئی آخر مجھے بھی تو پتا چلے کہ تمہارا گناہ کیا ہے اس پر اُس نے کہا۔ حضور! مجھے آپ کو بتاتے ہوئے بے حد ندامت ہو رہی ہے تاہم عرض کئے دیتا ہوں شاید میری توبہ کی کوئی صورت نکل آئے یہ کہہ کر اُس نے اپنی داستان دہشت نشان سنانی شروع کی کہنے لگا۔ عالی جاہ! میں ایک کفن چور ہوں آج رات میں نے پانچ قبروں سے عبرت حاصل کی اور توبہ پر آمادہ ہوا۔

شرابی کا انجام:

کفن چرانے کی غرض سے میں نے جب پہلی قبر کھودی تو مردے کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا تھا میں خوف زدہ ہو کر جوں ہی پلٹا کہ غیبی آواز نے مجھے چونکا دیا کوئی کہہ رہا تھا۔ اِس مردے سے عذاب کا سبب دریافت کرے۔ میں نے گھبرا کر کہا مجھ میں ہمت نہیں تم ہی بتاؤ آواز آئی یہ شخص شرابی اور زانی تھا۔

خنزیر نما مردہ:

پھر میں نے دوسری قبر کھودی تو ایک دل ہلا دینے والا منظر میری آنکھوں کے سامنے تھا! کیا دیکھتا ہوں کہ مردے کا منہ خنزیر جیسا ہو چکا ہے اور طوق و زنجیر میں جکڑا ہوا ہے غیب سے آواز آئی یہ جھوٹی قسمیں کھاتا تھا اور حرام روزی کماتا تھا۔

آگ کی کیلیں:

تیسری قبر کھودی تو اس میں بھی ایک بھیانک منظر تھا مردہ گدی کی طرف زبان نکالے ہوئی تھا اور اُس کے جسم میں آگ کی کیلیں ٹھکی ہوئی تھیں غیبی آواز نے بتایا کہ غیبت کرتا تھا چغلی کھاتا تھا اور لوگوں کو آپ میں لڑواتا تھا۔

آگ کی لپیٹ میں:

چوتھی قبر کھودی تو میری نگاہوں کے سامنے ایک بے حد سنسنی خیز منظر تھا۔ مردہ آگ میں اُلٹ پلٹ ہو رہا تھا اور فرشتے آگ کے گرزوں یعنی ہتھوڑوں سے مار رہے تھے مجھ پر ایک دم دہشت طاری ہوگئی اور میں بھاگ کھڑا ہوا۔ مگر میرے کانوں میں ایک غیبی آواز گونج رہی تھی کہ یہ بدنصیب نماز اور روزہ رمضان میں سستی کیا کرتا تھا۔

جوانی میں توبہ کا انعام

جب پانچویں قبر کھودی تو اس کی حالت گزشتہ چاروں قبروں سے بالکل برعکس تھی۔ قبر مدنظر تک وسیع تھی اور اندر ایک نوجوان چاند سا چہرہ چمکاتا ایک تخت پر بیٹھا ہوا تھا، غیبی آواز نے بتایا۔ اِس نے جوانی میں توبہ کرلی تھی اور نماز و روزہ کا سختی سے پابند تھا۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

مندرجہ بالا حکایت بار بار پڑھیے اور خوف خداوندی عزوجل سے لرز جائیے۔ اللہ عزوجل کبھی کبھی قبر کے مناظر یعنی برزخ کے حالات اِس لئے دکھاتا ہے تاکہ لوگ ان سے درسِ عبرت حاصل کریں اور گناہوں سے بچنے کا سامان کریں۔

بچھو نما خطرناک جانور:

سرکار نامدار مالک و مختار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ خوشبودار ہے بروز قیامت بچھو جیسا حریش نامی ایک جانور جہنم سے برآمد ہوگا۔ جس کی لمبائی زمین سے لیکر آسمان تک اور چوڑائی مشرق تا مغرب ہوگی جبرائیل علیہ السلام اُس سے استفسار فرمائیں گے اسے حریش! کہاں چلے؟ کہے گا میدان قیامت میں جا رہا ہوں۔

پوچھیں گے کس کس کو طلب کرتے ہو؟ کہے گا پانچ طرح کے شخصوں کو۔

(1) بے نمازی

(2) جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا

(3) شرابی

(4) ماں باپ کا نافرمان

(5) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والا

(ملخص از درۃ الناصحین)

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

مندرجہ بالا حدیث بار بار پڑھیئے اور خوفِ خداوندی عزوجل سے لرزیئے اور اگر آپ نماز نہیں پڑھتے تو فوراً اس کا اہتمام شروع کر دیجئے اور اگر آپ صاحبِ نصاب ہیں اور آپ پر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ اُس کے مستحقین تک پہنچا دیجئے۔ اگر والدین کا دل دکھایا ہے تو اُس سے ہر صورت میں معافی مانگ لیجئے اور اُن کو راضی کر لیجئے۔ شراب نوشی کی اگر عادت ہے تو اُس سے بھی توبہ کر لیجئے اور مسجد میں دنیا کی باتوں سے بھی پرہیز کیجئے، اے ہمارے پیارے پیارے اللہ عزوجل ہمیں روزانہ پانچوں وقت کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی سعادت نصیب فرما۔ اور ہم میں سے جن جن کی قضا نمازیں باقی ہیں اُن کو جلد تر قضا عمری کی توفیق عطا فرما اور تاخیر سے پڑھنے کا گناہ بھی معاف کر دے اور ہم سے سدا کے لئے راضی ہو جا ہماری اور ہمارے والدین کی اور ساری اُمت کی مغفرت فرما۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

غیبت کی تباہ کاریاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت دورد پاک

نبیوں کے سالار ہم غریبوں کے غمگسار، شفیع روزِ شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے: جو مجھ پر سو مرتبہ درود پاک پڑھے اللہ (عزوجل) اُس کی سو حاجات پوری فرمائے گا۔ ان میں سے تین دنیا کی ہیں اور ستر آخرت کی۔

(کنز العمال، کتاب الاذکار، جلد ا، صفحہ ۲۵۵، رقم الحدیث ۲۲۲۹)

ہم غریبوں کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ: صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

غیبت کی تعریف بہار شریعت میں:

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ

لقوی نے غیبت کی تعریف اس طرح بیان کی ہے کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو اس کی بُرائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا۔ (بہار شریعت حصہ۱۶ص ۱۷۵)

غیبت کی تعریف ابن جوزی:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

افسوس کہ آج ہماری اکثریت کو غیبت کی تعریف تک معلوم نہیں حالانکہ اس کے بارے میں ضرور احکام جاننا فرض علوم میں سے ہے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۰۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''آنسوؤں کا دریا'' صفحہ 256 پر حضرت علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں غیبت کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے تو اپنے بھائی کو ایسی چیز کے ذریعے یاد کرے کہ اگر وہ سن لے یا یہ بات اسے پہنچے تو اسے ناگوار گزرے اگر چہ تو اس میں سچا ہو خواہ اس کی ذات میں کوئی نقص (خامی) بیان کرے یا اس کی عقل میں یا اس کے کپڑوں میں یا اس کے فعل یا قول میں کوئی کمی بیان کرے یا اس کے دین یا اس کے گھر میں کوئی نقص بیان کرے تا اس کی سواری یا اس کی اولاد اس کے غلام یا اس کی کنیز میں کوئی عیب بیان کرے یا اس سے متعلق (یعنی تعلق رکھنے والی) کسی بھی شے کا بُرائی کے ساتھ تذکرہ کرے یہاں تک کہ تیرا یہ کہنا کہ اس کی آستین یا دامن لمبا ہے سب غیبت میں داخل ہیں (بعد الدموع ۱۸۷)

غیبت کیا ہے:

حضرت سیدنا امام احمد بن حجر مکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نقل کرتے ہیں علماء کرام رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں انسان کے کسی ایسے عیب کا ذکر کرنا جو اس میں موجود ہو غیبت کہلاتا ہے اب وہ عیب چاہے اُس کے دین، دنیا، ذات، اخلاق، مال، اولاد،

بیوی، خادم، غلام، عمامہ، لباس، حکایت وسکنات، مسکراہٹ، دیوانگی، ترش روئی اور خوش روئی وغیرہ کسی بھی ایسی چیز میں ہو جو اس کے متعلق ہو۔ جسمانیت میں غیبت کی مثالیں، اندھا، لنگڑا، گنجا، ٹھگنا، لمبا، کالا اور زرد وغیرہ کہنا دین میں غیبت کی مثالیں۔ فاسق، چور، خائن، ظالم، نماز میں سستی کرنے والا اور والدین کا نافرمان وغیرہ کہنا مزید آگے چل کر نقل فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ غیبت میں کھجور کی سی مٹھاس اور شراب جیسی تیزی اور سرور ہے اللہ عزوجل اس آفت سے ہماری حفاظت فرمانے اور ہماری طرف سے غیبت والوں کے حقوق (محض اپنے فضل وکرم سے) خود ہی ادا فرمائے کیونکہ اُس عزوجل کے علاوہ انہیں کوئی شمار نہیں کرسکتا۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ۲ ص ۱۹)

گنا گدا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھ سے ہیں سوا
مگر اے عفو تیرے عفو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

اپنے کلام کے اس مقطع کے مصرعہ اولیٰ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے خوب انکساری فرمائی ہے لہٰذا رضا کی جگہ سگِ مدینہ عُفی عنہ نے اپنے گناہوں کے تصور سے گدا لکھا ہے۔

اکثر گھر میدان جنگ بنے ہوئے ہیں:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

اللہ عزوجل کی قسم! غیبت انتہائی تباہ کار ہے۔ اسی غیبت کے باعث آج اکثر گھر میدان کارزار بنے ہوئے ہیں۔ خاندانوں اور برادریوں میں، محلوں اور بازاروں میں، عوام وخواص کے اکثر طبقوں میں، بلکہ سنت کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے متعدد افراد کے درمیان بھی اِسی غیبت کے باعث نفرت کی منحوس دیواریں قائم ہیں۔

آہ! مرنے کے بعد نازک بدن غیبت کا ہولناک عذاب کیسے برداشت کرسکے

گا! سنو! سنو!

سینوں سے لٹکے ہوئے لوگ:

سرورِ کائنات، شاہِ موجودات، محبوبِ ربّ الارض والسمٰوٰت عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے۔ معراج کی رات میں ایسی عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرا جو اپنی چھاتیوں کے ساتھ لٹک رہے تھے۔ تو میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی! یہ منہ پر عیب لگانے والے اور پیٹھ پیچھے برائی کرنے والے ہیں اور ان کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (پ ۱۳ الھمزہ ۱)

خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے۔ پیٹھ پیچھے بدی کرے۔

(شعب الایمان ج ۵ ص ۳۰۹ حدیث ۶۷۵)

تانبے کے ناخن:

سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے۔ میں شبِ معراج ایسی قوم کے پس سے گزرا جو اپنے چہروں اور سینوں کو تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے تھے میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے اور اُن کے عزت خراب کرتے تھے۔

(سنن ابوداؤد ج ۴ ص ۳۵۱ حدیث ۴۸۷۸)

عورتیں زیادہ غیبتیں کرتی ہیں:

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمتہ فرماتے ہیں۔ ان پر خارش کا عذاب مسلط کر دیا گیا تھا اور ناخن تانبے کے دھاردار اور نوکیلے تھے ان سے سینہ چہرہ کھجلاتے تھے اور زخمی ہوتے تھے۔ اللہ عزوجل کی پناہ یہ عذاب سخت عذاب

ہے۔ یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آنکھوں سے دیکھا مزید فرماتے ہیں۔ یعنی یہ لوگ مسلمانوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی آبرو ریزی (عزت خراب) کرتے تھے یہ کام عورتیں زیادہ کرتی ہیں انہیں اس سے عبرت لینی چاہیے۔ (مراۃ، ج۶ ص ۶۱۹)

پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر کھلانے کا عذاب:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

کبھی تنہائی میں غور کیجئے کہ ہماری کمزوری کی حالت تو یہ ہے کہ معمولی خارش بھی برداشت نہیں ہوتی۔ ناخن کا معمولی چرکا (یعنی ہلکا سا چیرا) بھی سہا نہیں جاتا تو اگر غیبت کر کے بغیر توبہ کئے مر گئے اور تانبے کے ناخنوں سے چہرہ اور سینہ چھیلنے اور نوچنے کی سزا دی گئی تو اس سخت ترین اذیت کی سہار کیوں کر ہوگی! غیبت کے ایک اور دل ہلا دینے والے عذاب کی روایت سنئے اور تھرتھر کانپئے! حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے۔ جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر خود اُن ہی کو کھلایا جا رہا تھا۔ انہیں کہا جاتا کھاؤ! تم اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ عرض کی آقا! یہ لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔

(دلائل النبوۃ للبیھقی ج۲ ص ۳۹۳، تنبیہ الغافلین ص ۸۶)

قیامت میں مردہ بھائی کا گوشت کھلایا جائے گا:

حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عظیم ہے جو دنیا میں اپنے جس بھائی کا گوشت کھائے گا (یعنی غیبت کرے گا) وہ یعنی (جس کی غیبت کی تھی) قیامت کے دن اُس کے قریب لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا۔ اسے مردہ

حالت میں بھی کھا جس طرح اسے زندہ کھاتا تھا۔ پس وہ اسے کھائے گا اور تیوری چڑھائے گا (یعنی منہ بگاڑے گا) اور (سخت تکلیف کی وجہ سے) شور وغل مچائے گا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ج۱ص۴۵۰ حدیث ۱۶۵۶)

زبان جلنے سے محفوظ رہے گی:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

غیبتوں اور گناہوں بھری باتوں سے رشتہ توڑیئے اور اللہ عزوجل کی یادوں۔ میٹھے میٹھے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتوں سے رشتہ جوڑیئے خوب درود وسلام کے لئے زبان کو استعمال کیجئے اور خوب خوب تلاوت قرآن پاک کیجئے اور ثواب کا ڈھیروں خزانہ حاصل کیجئے۔ چنانچہ ''روح البیان'' میں یہ حدیث قدسی ہے۔

جس نے ایک بار بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کو الحمد شریف کے ساتھ ملا کر یعنی بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ختم سورۃ تک پڑھا تو تم گواہ ہو جاؤں کہ میں نے اسے بخش دیا۔ اس کی تمام نیکیاں قبول فرمائیں اور اس کے گناہ معاف کردیئے اور اس کی زبان کو ہرگز نہ جلاؤں گا اور اس کو عذاب قبر، عذاب نار، عذاب قیامت اور بڑے خوف سے نجات دوں گا۔

(تفسیر روح البیان ج۱ص۹)

ملانے کا مزید وضح طریقہ ملاحظہ فرمایئے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

سورۃ پوری کیجئے۔

رہائی مجھ کو ملے کاش! نفس و شیطان سے گناہ
ترے حبیب کا دیتا ہوں واسطہ یا ربّ عزوجل
کر عفو سہہ نہ سکوں گا کوئی سزا یا ربّ عزوجل

نماز وروزہ کی نورانیت گئی:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

غیبت کی تباہ کاریوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی نحوست سے عبادت کی نورانیت رخصت ہو جاتی ہے چنانچہ ایک بار کا ذکر ہے کہ دو روزہ دار جب نماز ظہر یا عصر سے فارغ ہوئے تو (غیب جاننے والے) پیارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم دونوں وضو کرو اور نماز دہراؤ اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اِس روزے کی قضاء کرنا۔ اُنہوں نے عرض کی یارسول اللہ عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ حکم کس لئے ہوا؟ فرمایا تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔

(شعب الایمان ج ۵ ص ۳۰۳ حدیث ۶۷۲۹)

پیاری اسلامی بہنو! غیبت عبادت کے حق میں بڑی تباہ کار ہے۔ اس ضمن میں دو فرامین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ملاحظہ فرمایئے۔ روزہ سپر ہے جب تک اسے پھاڑا نہ ہو۔ عرض کی گئی کس چیز سے پھاڑے گا؟ ارشاد فرمایا جھوٹ یا غیبت سے۔

(المعجم الاوسط ج ۳ ص ۲۶۴ حدیث ۴۵۳۶)

روزہ اس کا نام نہیں کہ کھانے اور پینے سے باز رہنا ہو۔ روزہ تو یہ ہے کہ لغو بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔

(المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۶۷ حدیث ۱۶۱۱)

کیا غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

غیبت سے روزہ وغیرہ عبادت کی نورانیت چلی جاتی ہے۔ چنانچہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہار شریعت جلد اول صفحہ ۹۸۴ پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ اللہ القوی فرماتے ہیں۔ احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا۔ (درمختار ج ۳ ص ۴۲۱، ۴۲۸)

اگر چہ غیبت بہت سخت کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا۔ جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا اور حدیث میں فرمایا: غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ (المعجم الاوسط ج ۵ ص ۶۳ حدیث ۶۵۹)

اگر چہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ صفحہ ۹۹۶ پر فرماتے ہیں۔ جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ (یعنی بے حیائی کی) بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز وحرام ہیں روزے میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزے میں کراہت آتی ہے۔

کھولتے پانی اور آگ کے درمیان دوڑنے والا:

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے چار طرح کے جہنمی جو کہ حمیم اور جحیم (یعنی کھولتے پانی اور آگ) کے درمیان بھاگتے پھرتے ویل و ثبور (ہلاکت) مانگتے ہوں گے ان میں سے ایک شخص وہ ہوگا کہ جو اپنا گوشت کھاتا ہو گا۔ جہنمی کہیں گے۔ اس بد بخت کو کیا ہوا ہماری تکلیف میں اضافہ کئے دیتا ہے؟ یہ ''بد بخت'' لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) اور چغلی کرتا تھا۔

(ذم الغیبۃ لابن ابی الدنیا ص ۸۹ رقم ۴۹)

خوف گناہ ہو تو ایسا:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

آہ جہنم کا خوفناک عذاب! غیبت ومعصیت سے کنارہ کشی نہایت ہی ضروری ہے ورنہ سخت سخت سے سخت مصیبت کا سامنا ہوسکتا ہے ہمیں اپنے گناہوں پر ندامت ہونی اور اس کی وجہ سے دہشت کھانی چاہیے۔ کاش! نصیب ہو جائے! اِس فن میں ایک حکایت پڑھیے اور تڑپئے! ایک مرتبہ عابدین یعنی نیک بندوں کا ایک قافلہ جس

میں حضرت سیدنا عطاء رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے سفر پر چلا، کثرت عبادت کے سبب اُن عابدین کی آنکھیں اندر کی طرف ہو گئی تھیں۔ پاؤں سوج گئے تھے اور اتنے کمزور ہو گئے تھے جیسے کہ خربوزے کے چھلکے! ایسا محسوس ہوتا تھا گویا ابھی قبروں سے نکل کر آئے ہیں اراہ میں ایک عابد بے ہوش ہو گئے اور باوجود یہ کہ وہ دن سخت سردی کے تھے اُن کے سر سے بسبب دہشت پسینہ ٹپکنے لگا! ہوش آنے کے بعد لوگوں کے استفسار پر بتایا۔ جب میں اس جگہ سے گزرا تو مجھے یاد آیا کہ فلاں روز اس مقام پر میں نے گناہ کیا تھا۔ اس خیال سے میرے دل میں حساب آخرت کی دہشت طاری ہو گئی اور میں بے ہوش ہو گیا۔

(احیاءُ العلوم ج ۴ ص ۲۲۹ ملخصاً)

کسی کی خامیاں دیکھیں، نہ میری آنکھیں اور
کرے زبان نہ عیبوں کا تذکرہ یا ربّ عزوجل
تلیں نہ حشر میں عطاء کے عمل مولیٰ عزوجل
بلا حساب ہی تو اس کو بخشا یا ربّ عزوجل

تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے:

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی اُٹھ کر چلا گیا۔ اُس کے جانے کے بعد ایک شخص نے اس کی غیبت کی تو نبی حاشر، رسول صابر وشاکر، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم صادر فرمایا: خلال کرو! اُس نے عرض کی کس وجہ سے خلال کروں میں نے گوشت تو نہیں کھایا! تو ارشاد فرمایا۔ بے شک تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا (یعنی غیبت کی) ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۰ ص ۱۰۲ حدیث ۱۰۰۹۲)

غیبت بہت بڑا گناہ ہے:

کے سولہ حروف کی نسبت سے بیٹھک سے اُٹھ کر جانے والے کی غیبت کی 16 مثالیں!

اس حدیث پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو کہ اپنی مجلس یعنی بیٹھک سے اُٹھ کر جانے والے کے بارے میں اِس طرح کی باتیں کر کے غیبتوں کا ارتکاب کرتے ہیں مثلاً

(۱) یار! وہ گیا جان چھوٹی، (۲) اس نے بور کر دیا تھا، (۳) خوامخواہ بحث کر رہا تھا، (۴) اپنی چلائے جا رہا تھا، (۵) کسی کی نہیں سنتا تھا، (۶) ڈیڑھ ہشیار ہے، (۷) چکنی کرتا ہے، (۸) بات بات پر ہاہا کرتے ہنستا تھا، (۹) سیدھی منہ بات کہاں کر رہا تھا، (۱۰) ذرا وائٹر (یعنی لچا، ٹیڑھا) ہے، (۱۱) ہاں بھی ایسوں سے اللہ عزوجل بچائے، (۱۲) پیٹ کا بھی تھوڑا ہلکا ہے، (۱۳) B.B.C ہے۔ (۱۴) ڈھول ہے، (۱۵) تم نے وہ بات جو اس کے سامنے کی نا اس کا اب خوب ڈنکا بجائے گا۔ (۱۶) ہاں یار! آئندہ یہ آئے تو بات بدل دیا کرو کیونکہ اس کے پیٹ میں کوئی بات نہیں رہتی وغیرہ وغیرہ

تو غیبت کی عادت چھڑا یا الٰہی عزوجل!
بری بیٹھکوں سے بچا یا الٰہی عزوجل!
ہو بیزار دل تہمتوں چغلیوں سے!
مجھے نیک بندہ بنایا الٰہی عزوجل!

منہ سے گوشت نکلا:

ام المومنین حضرت سیّدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے غیبت کے

بارے میں معلومات کے لئے سوال کیا تو ام المومنین نے فرمایا۔ ایک دفعہ جمعہ کے روز میں صبح کے وقت اُٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز فجر کے لئے تشریف لے گئے! اتنے میں انصار کی عورتوں میں سے ایک پڑوسن میرے پاس آئی اور کچھ مردوں اور عورتوں کی غیبت کرنے لگی۔ میں بھی غیبت میں شریک ہوئی اور ہم دونوں ہنسنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبح کی نماز ادا کر کے تشریف لائے تو ان کی آواز سن کر ہم دونوں خاموش ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گھر کے دروازے میں کھڑے ہو کر اپنی چادر مبارک کا کونا پکڑ کر اپنی ناک پر رکھ لیا اور ارشاد فرمایا: اُف! جاتم دونوں قے کر کے پانی سے منہ صاف کرو! میں نے قے کی تو منہ سے بہت سا گوشت نکلا۔ اسی طرح دوسری عورت نے بھی گوشت کی قے کی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گوشت نکلنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: یہ گوشت اُس شخص کا ہے جس کی تم نے غیبت کی ہے۔

(تفسیر درمنثور ج ٧ ص ٥٧٢)

عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی:

کے تئیس حروف کی نسبت سے عورتوں میں کی جانے والی غیبتوں کی ٢٣ مثالیں!

اس حدیث پاک کو اسلامی بہنیں بار بار سنیں اور عبرت سے سر دُھنیں! افسوس صد کروڑ افسوس جب یہ مل کر بیٹھتی ہیں تو عموماً غیر موجود اسلامی بہن کی خیر نہیں رہتی، ان کی آپس میں غیبت کی ٢٣ مثالیں کچھ اس طرح ہیں۔

(١) وہ طلاقن (یعنی طلاق والی) ہے، (٢) اُس کی سوا گز کی زبان ہے، (٣) اپنے میاں کو کبھی سکھ کا سانس نہیں لینے دیا، (٤) اپنے میاں کے سامنے بہت زبان چلاتی ہے، (٥) ہاں بھی! پھر میاں کے ہاتھوں پٹتی بھی ہے، (٦) جی! جی پھر بھی اِس کی ناک کہاں ہے، (٧) لگتا ہے طلاق لے گی تب سیدھی بیٹھے گی، (٨) اُس نے اپنی

بہو کے ناک میں دم کر رکھا ہے، (۹) بہو سے نوکرانی کی طرح کام کرواتی ہے، (۱۰) ارے بھئی! بہو کو اپنے ہاتھ سے مارتی ہے، (۱۱) بہو کو روٹی کہاں دیتی ہے، (۱۲) بہو بے چاری بیمار ہے تب بھی آرام نہیں کرنے دیتی، (۱۳) پڑوسیوں سے لڑتی رہتی ہے، (۱۴) چڑچڑی بہت ہے، (۱۵) میاں کے ہاتھ میں دو پیسے آ گئے ہیں تو مزاج آسمان پر پہنچ گیا ہے، (۱۶) بچوں پر چیختی بہت ہے، (۱۷) ایسی کنجوسی ہے کہ چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے، (۱۸) خالی غریب بنتی ہے کافی سونا دبا رکھا ہے، (۱۹) بچی بہت شریف ہے مگر اس کی ماں کی وجہ سے بے چاری کی منگنی ٹوٹی ہے، (۲۰) عمر کافی ہوگئی ہے مگر اس کو کہاں کوئی لیتا ہے، (۲۱) بیٹی جوان ہوگئی ہے مگر گھر میں نہیں بٹھاتی، (۲۲) دو دو بیٹیوں کی شادی کی مگر پڑوس میں کسی کو جھوٹے منہ بھی دعوت نہ دی، (۲۳) وہ تو سسرال میں جھگڑ کر کہ میکے آ بیٹھی ہے۔

شہنشاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوگیا:

اسلامی بہنو! غیبت سے سچی توبہ کیجئے اور زبان کی حفاظت کی ترکیب بنایئے! اس پر استقامت پانے کے لئے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے، دعوت اسلامی کا مدنی کام بھی کرتی رہئے اور دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں کی مسافرہ بننے کی سعادت بھی حاصل فرماتی رہئے۔

(۱) اگر کوئی پوچھے کہ مدنی قافلوں میں کیا ملتا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ مدنی قافلوں میں کیا نہیں ملتا! اِس مدنی بہار کو ملاحظہ فرمایئے اور عشقِ رسول سے لبریز دل کا فیصلہ مدنی بہار کے اختتام پر دیئے ہوئے شعر پر سبحان اللہ کہہ کر مہر تصدیق لگا کر کیجئے۔ چنانچہ حیدرآباد کی ایک اسلامی بہن کا بیان کچھ یوں ہے کہ ہمارے علاقے میں دعوت اسلامی کی اسلامی بہنوں کا ایک مدنی قافلہ تشریف لایا۔ دوسرے دن علاقائی

دورہ برائے نیکی کی دعوت کے بعد ہونے والے سنتوں بھرے بیان میں مجھے بھی شرکت کی سعادت ملی بیان کے بعد جب صلوٰۃ وسلام کے یہ اشعار پڑھے گئے۔ اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام تو الحمد للہ عزوجل میں نے جاگتی آنکھوں سے دیکھا کہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھولوں کا ہار پہنے وہاں تشریف لے آئے ہیں۔ اپنے غم خوار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر میں خود پر قابو نہ رکھ سکی اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ پھر وہ ایمان افروز منظر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا یہاں تک کہ اجتماع اختتام کو پہنچا۔

مل گئے وہ تو پھر کمی کیا ہے
دونوں عالم کو پا لیا ہم نے

تم نے ابھی ابھی گوشت کھایا ہے:

ایک بار سلطانِ دو جہاں، رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان عالیشان میں تشریف فرما تھے جبکہ اصحاب صفہ مسجد میں تھے اور حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انہیں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سنا رہے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گوشت حاضر کیا گیا۔ اصحاب صفہ حضرت سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے کہ جاؤ۔ تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر عرض کرو کہ ہم نے کئی دنوں سے گوشت نہیں کھایا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کچھ گوشت عنایت فرما دیں۔ جب حضرت سیدنا زید رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے تو یہ حضرت آپس میں کہنے لگے۔ حضرت سیدنا زید رضی اللہ عنہ بھی اُسی طرح سرکارِ کائنات سے ملاقات کرتے ہیں جس طرح ہم کرتے ہیں پھر یہ کیسے ہمیں احادیث مبارکہ سناتے ہیں۔ جب حضرت سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے

اور اصحاب صفہ کی درخواست پیش کی تو غیب دان آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جاؤ ان سے کہو کہ تم نے ابھی ابھی گوشت کھایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر انہیں بتایا تو وہ حضرات قسم کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے تو کئی دنوں سے گوشت نہیں کھایا۔ پھر حضرت سیدنا زید رضی اللہ عنہ سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور دوبارہ عرض کی تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے ابھی ابھی گوشت کھایا ہے وہ واپس ہوئے اور اصحاب صفہ کو یہی جواب بتا دیا۔ اب کی بار وہ سب سرکار عالی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گہر میں حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم نے ابھی ابھی اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے اور اس کا اثر تمہارے دانتوں میں موجود ہے تھوک کر دیکھو گوشت کی سرخی کو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہاں خون ہی خون تھا۔ سب نے توبہ کی اپنی بات سے رجوع کیا اور حضرت سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی۔

(تنبیہ الغافلین ص ۸۶)

مردار خور جہنمی:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات جہنم میں ایسے لوگ دیکھے جو مردار کھا رہے تھے۔ استفسار فرمایا (یعنی پوچھا) اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے اور ایک شخص دیکھا جس کا رنگ سرخ اور آنکھیں انتہائی نیلی تھیں تو پوچھا! اے جبرائیل! یہ کون ہے؟ عرض کی یہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کی کونچیں (یعنی ٹانگیں) کاٹنے والا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۵۵۳ حدیث ۲۳۲۴)

مردار کا گوشت کھانا آسان نہیں:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

بظاہر غیبت کرنا بہت ہی آسان لگتا ہے مگر یاد رکھئے! جہنم میں مردار کا گوشت کھانا کوئی آسان بات نہیں، آج زندگی میں بکرے کا تازہ پکا گوشت کوئی نہیں کھا سکتا، بلکہ اگر پکانے میں کسر رہ جاتی ہے، نمک، مصالحہ کم ہوتا ہے یا ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو بسا اوقات کھانے کو جی نہیں کرتا تو ذرا تصور کیجئے کہ کچا گوشت اور وہ بھی ذبح شدہ نہیں مردار، پھر حلال حیوان کا نہیں مرے ہوئے انسان کا۔ ایسا گوشت بھلا کون کھا سکتا ہے۔ مزید اس روایت میں جس گہرے سرخ اور نیلے رنگ کے آدمی کا ذکر ہے۔ وہ قوم ثمود کا سب سے پرلے درجے شریر اور خبیث النفس شخص قدار بن سالف تھا جس نے حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی مقدس اونٹنی کی مبارک ٹانگیں کاٹی تھیں۔

مجھے غیبتوں سے بچا یا الٰہی عزوجل
گناہوں کی عادت چھڑا یا الٰہی عزوجل
پئے سرشدی دے معافی خدایا عزوجل
دوزخ میں مجھ کو جلا یا الٰہی عزوجل

جہنمی بندر و خنزیر:

غیبت کی تباہ کاری تو دیکھئے کہ مشہور ولی اللہ حضرت سیدنا حاتم اصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ غیبت کرنے والا جہنم میں بندر کی شکل میں بدل جائے گا جھوٹا دوزخ میں کتے کی شکل میں بدل جائے گا اور حاسد جہنم میں سور کی شکل میں بدل جائے گا۔

(تنبیہ المغترین ص ۱۹۴)

چار نصیحتیں:

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۴۴ صفحات پر مشتمل کتاب ''منہاج العابدین'' صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۴ پر ہے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ارشاد فرماتے ہیں۔ میں کوہ لبنان میں کئی اولیائے کرام رحمھم اللہ السلام کی صحبت میں وہاں میں سے ہر ایک نے مجھے یہی وصیت کی کہ جب لوگوں میں جاؤ تو انہیں ان چار باتوں کی نصیحت کرنا۔

(۱) جو پیٹ بھر کر کھائے گا اُسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوگی،

(۲) جو زیادہ سوئے گا اس کی عمر میں برکت نہ ہوگی،

(۳) جو صرف لوگوں کی خوشنودی چاہے گا وہ رضائے الٰہی عزوجل سے مایوس ہو جائے گا،

(۴) جو غیبت اور فضول گوئی زیادہ کرے گا وہ دین اسلام پر نہیں مرے گا۔

(منہاج العابدین (عربی) ص ۹۸)

غیبت ایمان کے لئے نقصان دہ ہے:

محبوب ربّ العباد عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غیبت اور چغلی ایمان کو اس طرح کاٹ دیتی ہیں جس طرح چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔

(الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۳۳۲ حدیث ۲۸)

کفر پر مرنے والے کے عذاب قبر کی کیفیت:

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

معلوم ہوا غیبت سے معاذ اللہ عزوجل ایمان ضائع ہو جانے کا خوف ہے۔ آہ! جس کا ایمان برباد ہو گیا خدا کی قسم وہ کہیں کا نہ رہے گا، جب کفر پر مرنے والا بدنصیب

آدمی قبر میں پہنچے گا تو منکر نکیر کے سوالات کے درست جوابات نہ دے سکے گا۔ اور پھر خوفناک عذابات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارہ مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۲۵۰ صفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت جلد اوّل صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۱ پر صدر الشریعۃ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولینٰا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں۔ اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے۔ اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لئے دو فرشتے مقرر ہوں گے۔ جو اندھے اور بہرے ہوں گے ان کے ساتھ لوہے کا گرز ہوگا! کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک ہو جائے، اُس ہتھوڑے سے اُس کو مارتیں رہے گے۔ نیز سانپ اور بچھوا سے عذاب پہنچاتے رہیں گے۔ نیز اعمال اپنے مناسب شکل پر متشکل ہو کر کتا یا بھیڑیا یا اور شکل کے بن کر اُس کو ایذا پہنچائیں گے۔

جہنم ہمیشہ رہنے کی لرزہ خیز کیفیت:

قیامت کے میدان میں بھی کافر پر طرح طرح کے عذابات کا سلسلہ ہوگا۔ اور بالآخر منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ جہاں اُسے ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہوگا۔ صدر الشریعہ، حضرت علامہ مولینٰا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ مختلف دل ہلا دینے والے عذابوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ پھر آخر میں کفار کے لئے یہ ہوگا کہ اس قد برابر آگ کے صندوق میں اُسے بند کریں گے۔ پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل (یعنی آگ کا تالا) لگایا جائے گا۔ پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا۔ اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی آگ کا قفل لگایا جائے گا۔ پھر اسی طرح اُس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر اور آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ

اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا۔ اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور ہمیشہ اس کے لئے عذاب ہے جب سب جنتی جنت میں داخل ہولیں گے اور جہنم میں صرف وہ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لئے اس میں رہنا ہے اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لاکر کھڑا کریں گے پھر منادی (پکارنے والا) جنت والوں کو پکارے گا۔ وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو! پھر جہنمیوں کو پکارے گا وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے رہائی ہو جائے۔ پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے وہ ذبح کر دی جائے گی اور کہے گا۔ اے اہل جنت! ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اور اے اہل نار! ہمیشگی ہے اب موت نہیں، اُس وقت اُن (یعنی اہل جنت) کے لئے خوشی پر خوشی ہے اور ان (یعنی دوزخیوں) کے لئے غم بالائے غم۔

نَسْاَلُ اللّٰهُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ہم اللہ عزوجل سے معافی کا سوال کرتے ہیں اور دین و دنیا اور آخرت میں عافیت مانگتے ہیں۔

(بہار شریعت جلد اوّل ص ۱۷۰۔۱۷۱)

عطا رہے ایمان کی حفاظت کا سوالی
خالی نہیں جائے گا یہ دربار نبی سے

نفلی عبادت نہ کرنے والے سے نفرت کرنا کیسا؟

حضرت سیدنا عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب ربّ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی (ظاہری) مبارک حیات میں ایک صاحب کسی قوم کے پاس سے گزرے تو انہوں نے انہیں سلام کیا۔ ان لوگوں نے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ صاحب وہاں سے تشریف لے گئے تو ان میں سے ایک شخص نے ان صاحب

کے بارے میں کہا۔ میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس شخص سے نفرت کرتا ہوں۔ جب ان صاحب کو اس بات کی خبر پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا عرض کیا اور فریاد کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو بلا کر دریافت فرمایئے کہ مجھ سے کیوں نفرت کرتے ہیں۔ نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بلوا کر پوچھا تو انہوں نے اقرار کیا کہ میں نے یہ بات کہی ہے۔ ارشاد فرمایا تم اس سے کیوں نفرت کرتے ہو؟ عرض کی میں ان صاحب کا پڑوسی ہوں اور میں ان کی بھلائی کا خواہاں ہوں۔ خدا عزوجل کی قسم! میں نے کبھی بھی فرض نماز کے علاوہ انہیں نفل نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب کہ فرض نماز تو ہر نیک و بد پڑھتا ہے فریادی صاحب نے عرض کی! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھئے کیا انہوں نے مجھے فرض نماز میں تاخیر کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ یا میں نے وضو میں کوئی کوتاہی کی ہے۔ یا رکوع و سجود میں کوئی کمی کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو انہوں نے انکار کرتے ہوئے عرض کی میں نے اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی پھر اس نے مزید عرض کی اللہ عزوجل کی قسم! میں نے ان صاحب کو رمضان المبارک کے علاوہ کبھی (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اس مہینے (ماہ رمضان المبارک) کا روزہ تو ہر نیک و بد رکھتا ہے یہ سن کر فریادی نے عرض کی۔ یارسول اللہ عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھئے کیا میں نے کبھی رمضان المبارک میں روزہ چھوڑا ہے؟ یا روزے کے حق میں کوئی کمی کی ہے؟ پوچھنے پر انہوں نے عرض کی نہیں۔ پھر اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ ان صاحب نے زکوٰۃ کے علاوہ کسی مسکین یا سائل کو کچھ دیا ہو یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا ہو۔ زکوٰۃ تو ہر نیک و بد ادا کرتا ہے۔ فریادی نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھئے کیا انہوں نے مجھے زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہوئے دیکھا ہے

یا میں نے کبھی اس میں ٹالم ٹول سے کام لیا ہے؟ دریافت کرنے پر اُنہوں نے عرض کی نہیں۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس نفرت کرنے والے سے فرمایا اُٹھ جاؤ شاید یہ تم سے بہتر ہو۔

(مسند امام احمد ج ۹ ص ۲۱۰ حدیث ۲۳۸۶۴)

غیبت مت کرو:

کے نو حروف کی نسبت سے مستحبات و نوافل میں غیبت کی ۹ مثالیں۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

جس طرح فرائض و واجبات کی کوتاہی کرنے والوں کی کوتاہیوں کا بلا اجازت شرعی پیچھے سے تذکرہ غیبت ہے مستحبات و نوافل میں بھی برائی بیان کرنے کے طور پر تذکرہ کرنے کا یہی حکم ہے کیوں کہ یہ بھی ایذائے مسلم کا باعث ہے۔ مستحبات و نوافل میں سستی کرنے والوں کی غیبتوں کی ۹ مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) وہ تہجد نہیں پڑھتا، (۲) اس نے زندگی میں کبھی عاشورا کا روزہ نہیں رکھا، (۳) اشراق چاشت نہیں پڑھتا، (۴) وہ اوابین کیا پڑھے گا اس کو یہ تو پوچھو کہ یہ نوافل کس وقت پڑھے جاتے ہیں، (۵) وہ تبرک کہہ کر نیاز تو کھا لیتا ہے مگر اس کے لئے چندہ کبھی نہیں دیتا، (۶) میرا اسیٹھ ذرا واٹر (یعنی ٹیڑھا) ہے تین دن کے مدنی قافلے کے لئے چھٹی ہی نہیں دیتا، (۷) میں نے اُس سے کہا بھی کہ سب پڑھ رہے ہیں تم بھی صلوٰۃ التوبہ پڑھ لو مگر اس نے نہیں پڑھی، (۸) قرآن خوانی میں سب سے آخر میں پہنچتا ہے شاید اس کو قرآن پڑھنا نہیں آتا، (۹) وہ نعت خوانی میں تاخیر سے بلکہ نیاز کے وقت پہنچتا ہے۔

غیبت کے انداز:

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۴۱۳ صفحات پر مشتمل

کتاب، عیون الحکایات حصہ دوم صفحہ ۳۱۴ پر حضرت سیدنا حارث معاسبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں غیبت سے بچ! بیشک وہ ایسا عجیب شر ہے جسے انسان خود آگے بڑھ کر حاصل کرتا ہے۔ تیرا اُس چیز کے بارے میں کیا خیال ہے جو تجھے احسان فراموشی پر اُبھارے تیری اتنی نیکیاں چھین کر اُن کو دے دے جن کی تو نے غیبت کی ہے۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں کیونکہ بروز قیامت درہم و دینار کام نہیں آئیں گے۔ بے شک! جتنا تو مسلمانوں کی عزت کو نقصان پہنچائے گا اتنی ہی مقدار میں تیرا دین تجھ سے لے لیا جائے گا۔ لہٰذا غیبت سے بچ غیبت کے منبع (یعنی نکلنے کی جگہ) اور اس کے اسباب کو پہچان کہ تجھ پر غیبت کن کن جگہوں سے آتی ہے مزید فرماتے ہیں۔ توجہ سن! بے شک بعض جاہل و نادان اس انداز پر بھی غیبت میں مبتلا ہوتی ہین کہ گنہگاروں پر خواہ مخواہ غصے ہوتے اور ان سے حسد اور بدگمانی کرتے ہیں پھر شیطان کے بہکاوے میں آ کر معاذ اللہ عزوجل اس غصے کو دینی غیرت کا نام دیتے اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ میں اپنی ذات کے لئے غصہ نہیں کر رہا میں تو دین کے نقصان کی وجہ سے فلاں کو بُرا بھلا کہتا یا ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہوں۔ یہ ایسی بُرائیاں ہیں جو کہ عقلمندوں سے پوشیدہ نہیں۔ بعض لوگ اہل علم ہونے کے باوجود شیطان کے دھوکے میں آ کر جب کسی کی بُرائی بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی نصیحت اور اصلاح کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ ہم تو اس کے خیر خواہ اور بھلائی چاہنے والے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ اگر واقعی وہ خیر (یعنی بھلائی) کے طالب ہوتے تو کبھی غیبت جیسی آفت میں نہ پڑتے اور ان کی نصیحت ان کے لئے غیبت پر معاون (مددگار) نہ ہوتی۔ بلکہ جس نے غلطی کی ہے براہِ راست اُس کو سمجھاتے یا اصلاح کا شرعی طریقہ اختیار کرتے۔ پیٹھ پیچھے غیبت کرتے پھرنا یہ کون سا اصلاح کا طریقہ ہے۔ توجہ سے سن! ایسے اوقات نیک پرہیز گار لوگ بھی غیرت کا اظہار کرنے کے

انداز میں اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کر بیٹھے ہیں۔ رہے استاد، سردار اور افسر وغیرہ تو بعض دفعہ وہ شفقت و رحم دلی کے طریقے سے غیبت کی گہری کھائی میں جا گرتے ہیں۔ مثلاً اپنے شاگرد یا ماتحت کے بارے میں کہتے ہیں۔ افسوس! وہ فلاں فلاں غلط کام (مثلاً بُری محبت یا نشے کی نحوست) میں پڑ گیا۔ کاش بے چارہ فلاں بُرائی (مثلاً ہیروئن پینے) کا مرتکب نہ ہوتا در حقیقت وہ افسوس نہیں کر رہے ہوتے اس طرح کی باتیں کر کے اس بہانے وہ اُس کی پولیں کھول ڈالتے ہیں مگر سمجھتے یہ ہیں کہ ہم اس سے محبت اور ہمدردی کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہیں حالانکہ وہ غیبت کے گناہ میں پڑ چکے ہوتے ہیں۔ ورنہ اپنے ماتحت یا شاگرد کا کیا خوف؟ پیچھے سے اس طرح غیبت کرنے کی بجائے براہِ راست اُس کو سمجھا کر سچی محبت کا ثبوت دے سکتے تھے۔ بعض اوقات ایک شخص کسی کی برائی کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرتے ہوئے کہتا ہے میں نے اس کی بُرائی پر تم کو اس لئے اپنے گمان میں یہ اسے ہمدردی و شفقت سمجھتا ہے لیکن حقیقت میں یہ غیبت کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ رحمٰن عزوجل ہمیں شیطان کے خفیہ واروں سے بچائے۔ ہم اللہ ربّ العزت کی بارگاہِ رحمت میں دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی غیبت سے ہماری حفاظت فرمائے۔ (عیون الحکایات (عربی) ص ۸۱ ملخصا)

افسوس مرض بڑھتا ہی جاتا ہے گناہوں کا
ہو نظر شفا عرض اے سرکار مدینہ ہے

نابالغ کی غیبت:

جس طرح بچے کے ساتھ جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں اِسی طرح اُس کی غیبت کی بھی ممانعت ہے۔ خواہ ایک ہی دن کا بچہ ہو بلا مصلحت شرعی اُس کی بھی بُرائی بیان نہ کی جائے۔ ماں باپ اور گھر کے دیگر افراد کے لئے لمحہ فکریہ ہے ان کو چاہئے کہ بلا

ضرورت اپنے بچوں کو پیچھے سے (اور منہ پر بھی) ضدی شرارتی، ماں باپ کا نافرمان وغیرہ نہ کہا کریں۔

کس بچے کی غیبت جائز ہے اور کس کی ناجائز؟

حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں حضرت علامہ سیدنا ابن عابد بن شامی قدس سرہ السامی نے امام ابن حجر علیہ رحمہ اللہ الاکبر سے نقل کیا ہے۔ جس طرح بالغ کی غیبت حرام ہے اُسی طرح نابالغ اور مجنون (یعنی پاگل) کی غیبت بھی حرام ہے۔ (ردالمحتار ج۶ ص۶۷۶)

لیکن راقم الحروف (یعنی مولینا عبدالحیٔ صاحب) کے نزدیک تفصیل بہتر ہے۔

(۱) ایسا نابالغ بچہ جو فی الجملہ یعنی تھوڑی بہت سمجھ رکھتا ہو کہ اپنی تعریف پر خوش اور اپنی بُرائی سے ناخوش ہوتا ہو جیسا کہ معتوہ (یعنی آدھا پاگل بھی اپنی تعریف اور مذمت کی سمجھ رکھتا ہے) تو ایسے نابالغ بچے کی غیبت جائز نہیں اسی طرح نیم پاگل کی بھی ناجائز ہے۔

(۲) ایسے ناسمجھ بچے (مثلاً دودھ پیتے بچے) اور پاگل کی بھی غیبت جائز نہیں جن کا کوئی والی وارث ہے بے شک وہ بچہ یا پاگل اپنی تعریف یا بُرائی سمجھنے کی تمیز نہیں رکھتا تاہم ان کے عیب بیان کرنے سے ان کے ماں باپ وغیرہ بُرا لگے گا۔

(۳) ایسا لاوارث بچہ یا لاوارث پاگل جو اپنی تعریف وغیبت سے خوش اور ناخوش ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اُس کی غیبت جائز ہے مگر زبان کو ایسوں کی غیبت سے بھی روکنا ہی بہتر ہے (کیوں کے بعض فقہائے کرام رحمہم اللہ سلام نے مطلقاً یعنی ایک دن کے بچے اور مکمل پاگل کی غیبت کو بھی حرام قرار دیا ہے)۔

(ماخوذ از: غیبت کی ۷ امثالیں)

چھوٹے بچے کی غیبت کی ۱۷ مثالیں:

بہر حال پاگل ہو یا سمجھدار، بالغ ہو یا نابالغ، بوڑھا ہو یا دودھ پیتا بچہ ہر ایک کی غیبت سے بچنا چاہئے۔ بچوں کی غیبتوں کی بے شمار مثالیں ہو سکتی ہیں۔ کیوں کہ ان کی غیبت کے گناہ ہونے کی طرف بہت کم لوگوں کی توجہ ہے، جو منہ میں آیا بول دیا جاتا ہے۔ یہاں نمونتاً صرف ۱۷ مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ جو کئی صورتوں میں غیبت میں داخل ہو سکتی ہیں۔

(۱) بستر گندا کر دیتا ہے، (۲) اتنا بڑا ہو گیا مگر تمیز نہیں آئی، (۳) اس کو جھوٹ کی عادت پڑ گئی ہے، (۴) چھوٹی بہن کو نوچتا ہے، (۵) چھوٹے مُنے کو گود میں لو تو بڑا مُنا حسد کرتا ہے، (۶) دونوں مُنے ایک دوسرے کی چغلیاں کھاتے رہتے ہیں، (۷) چھوٹا پڑھائی میں بہت ذہین ہے مگر بڑا ۸ سال کا ہوا ابھی تک کند ذہن ہے، (۸) ماں کو بہت بہت تنگ کرتا ہے، (۹) مُنّی رات کو بہت چیختی ہے نہ سوتی ہے نہ کسی کو سونے دیتی ہے، (۱۰) مُنے نے غصے میں لات مار کر پانی کا کولر اُلٹ دیا، (۱۱) بہت چڑ چڑا ہو گیا ہے، (۱۲) بات بات پر روٹھ جاتا ہے، (۱۳) روزانہ کھانے کے وقت جھگڑتا ہے، (۱۴) پڑھنے میں کمزور ہے، (۱۵) بڑی بچی نے چھوٹی والی کو بال کھینچ کر گرا دیا، (۱۶) بس لڑتا ہی رہتا ہے، (۱۷) صبح اُٹھا اُٹھا کر تھک جاتے ہیں مگر جواب نہیں دیتا وغیرہ۔

بچوں کو غیبت مت کرنے دیجئے:

عموماً بچے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں اور دیگر گھر والوں کی اپنی توتلی زبان میں یا اشاروں سے غیبتیں کرتے رہتے ہیں اور گھر والے ہنس ہنس کر داد دیتے ہیں، کبھی کسی کو لنگڑاتا دیکھ لیتے ہیں تو خود بھی اس کی نقل اُتارتے ہوئے لنگڑا کر چلتے ہیں اور

گھر والوں سے داد وصول کرتے ہیں حالانکہ کسی معین معذور کی اس طرح کی نقالی بھی غیبت ہے۔ باپ جب کام کاج سے شام کو لوٹتا ہے تو عام طور پر بچہ یا بچی دن بھر کی کار کردگی سناتے ہیں۔ اس سے لطف تو بہت آتا ہے مگر اُس کارکردگی میں غیبتوں کی بھی اچھی خاصی بھرمار ہوتی ہے۔ بچوں کو تو گناہ نہیں ہوتا مگر اولاد کی صحیح تربیت کرنا چونکہ والدین کی ذمے داری ہے اور یوں بچوں کی زبانی غیبتیں سننے سے اولاد کی غلط تربیت ہوتی ہے لہٰذا اولاد کی غلط تربیت کا وبال ماں باپ کے سر آ جاتا ہے، یقیناً بچوں کے غیبت کرنے پر ہنس پڑنے سے اُن کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ گویا اس طرح غیبت کی تربیت حاصل کرتے رہتے اور بے چارے بالغ ہونے کے بعد اکثر غیبت کے گناہ میں پکے ہو چکے ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب بھی بچہ غیبت کرے! چغلی کھائے یا جھوٹ بولے تو اُس کی توتلی زبان سے محفوظ یعنی لطف اندوز ہوتے ہوئے شیطان کے بہکاوے میں آکر ہنسا مت کیجئے! ایسے موقع پر ایک دم سنجیدہ ہو جائیے اُس بات پر اُس کی حوصلہ شکنی کیجئے اور مناسب انداز میں اُس کو سمجھائیے جب بار بار اُس کو سمجھاتے رہیں گے۔ اور اس کو گھر کا کوئی بھی فرد غیبت وغیرہ پر اُسے داد نہیں دیگا تو ان شاءاللہ عزوجل خود بھی غیبت وغیرہ سننے کی آفتوں گناہوں سے بچے رہیں گے اور مُنا بھی بڑا ہو کر ان شاءاللہ عزوجل نیک بندہ بنے گا اور غیبت وغیرہ سے نفرت رکھے گا۔

بچوں کی فریاد رسی کیجئے:

ہاں اگر مُنا محض بولنے کی خاطر نہیں بول رہا بلکہ آپ سے فریاد کر کے انصاف طلب کر رہا ہے تو بے شک اُس کی فریاد سنئے اور امداد کیجئے مثلاً مُنا کہنے لگا کہ مُنّی نے میرا کھلونا چھین کر کہیں چھپا دیا ہے تو یہ غیبت نہیں۔ کیوں کہ مُنا ماں باپ سے فریاد نہیں کریگا تو کس سے کرے گا۔ لہٰذا آپ مُنّی سے اُس کا کھلونا دلا دیجئے۔ اب اگر کھلونا مل جانے کے بعد مُنا اسی بات کو مُنّی کی غیر موجودگی میں مثلاً اپنی امی سے ذکر

کرتا ہے۔ کہ مُنّی نے میرا کھلونا چھین کر چھپا دیا تھا تو ابو نے مُنّی کو ڈانٹ پلائی اور مجھے میرا کھلونا واپس دلایا تو یہ بہر حال غیبت ہے اگر چہ بچوں کو اس کا گناہ نہ ہو۔ عموماً بچے جن لوگوں سے مانوس ہوتے ہیں ان کو فریاد کرتے رہتے ہیں تو اگر کسی سے مذکورہ مثال کی مانند فریاد

کی اور وہ فریادرسی یعنی امداد نہیں کر سکتا۔ تو اب غیبت پر مبنی فریاد نہ سنے بلکہ حتی الامکان اچھے انداز میں بچے کو ٹال دے۔

بچوں سے صادر ہونے والی غیبت کی ۲۲ مثالیں:

(۱) میرا کھلونا توڑ دیا ہے، (۲) میری ٹافی چھین کر کھالی، (۳) میری آئسکریم گرادی، (۴) مجھے پیچھے سے ''ہاؤ'' کر کے ڈرا دیتا ہے شریر کہیں کا، (۵) مجھ پر بلی کا بچہ ڈال دیا، (۶) مجھے گندا بچہ کہہ کر چڑاتا ہے، (۷) میری نوٹ بک پھاڑ دی، (۸) مجھے دھکا دے کر گرا دیا، (۹) میرے کپڑے گندے کر دیئے، (۱۰) اپنی بابا سائیکل میرے پاؤں پر چڑھادی، (۱۱) اپنے کپڑے گندے کر دیتا ہے، (۱۲) وہ گندا بچہ ہے، (۱۳) امی کے پاس میری چغلیاں لگاتا ہے، (۱۴) جھوٹ بول کر استاد سے مجھے مار کھلائی تھی، (۱۵) امی مدرسے کا بولتی ہے تو روتا ہے، (۱۶) منی امی کو مارتی ہے، (۱۷) اُستاد نے اُس کو کل ''مرغا'' بنایا تھا، (۱۸) اتنا بڑا ہو گیا مگر پنسل چوستا ہے، (۱۹) ہر وقت اُس کی ناک بہتی رہتی ہے، (۲۰) روز روز پنسل گما دیتا ہے، (۲۱) اُس دن ابو کی جیب سے پیسے چُرا لئے تھے، (۲۲) اُس دن امی نے اُس کی خوب پٹائی لگائی تھی۔

بچوں کو جھوٹے بہلاوے مت دیجئے:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۳۱۲ صفحات پر مشتمل

کتاب بہار شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۰ پر ہے ابو داؤد و بیہقی نے عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے۔ میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ تمہیں دوں گی! حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا چیز دینے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کھجور دوں گی۔ ارشاد فرمایا اگر تو کچھ نہیں دیتی تو یہ تیرے ذمے جھوٹ لکھا جاتا۔

(سنن ابو داؤد ج ۴ ص ۳۸۷ حدیث ۴۹۹۱)

دیکھا آپ نے! بچوں کے ساتھ بھی جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں افسوس آج کل بچوں کو بہلانے کے لئے اکثر لوگ جھوٹ موٹ اس طرح کہہ دیا کرتے ہیں کہ تمہارے لئے کھلونے لائیں گے ہوائی جہاز لا کر دیں گے وغیرہ۔ اسی طرح ڈرانے کے لئے اکثر مائیں بھی جھوٹ بول دیا کرتی ہیں کہ وہ بلی آئی، کتا آیا وغیرہ جن لوگوں نے ایسا کیا اُن کو چاہئے کہ سچی توبہ کریں:

غیبت کی تباہ کاریاں ایک نظر میں:

بہت سارے پرہیز گار نظر آنے والے لوگ بھی بلا تکلف غیبت سنتے، سناتے، مسکراتی اور تائید میں سر ہلاتے نظر آتے ہیں چونکہ غیبت بہت زیادہ عام ہے اس لئے عموماً کسی کی اس طرف توجہ ہی نہیں ہوتی کہ غیبت کرنے والا نیک پرہیز گار نہیں بلکہ فاسق و گنہگار اور عذاب نار کا حقدار ہوتا ہے قرآن و حدیث اور اقوال بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین سے منتخب کردہ غیبت کی ۲۰ تباہ کاریوں پر ایک سرسری نظر ڈالئے، شاید خائفین کے بدن میں جھرجھری کی لہر دوڑ جائے! جگر تھام کر ملاحظہ فرمائیے:

(۱) غیبت ایمان کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے، (۲) غیبت بُرے خاتمے کا سبب ہے، (۳) بکثرت غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی، (۴) غیبت سے نماز روزے کی نورانیت چلی جاتی ہے، (۵) غیبت سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں،

(۶)غیبت نیکیاں جلادیتی ہے، (۷)غیبت کرنے والا توبہ کر بھی لے تب بھی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا، الغرض غیبت گناہ کبیرہ، قطعی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، (۸)غیبت زنا سے سخت تر ہے، (۹)مسلمان کی غیبت کرنے والا سود سے بھی بڑے گناہ میں گرفتار ہے عیبت کو اگر سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر بدبودار ہو جائے، (۱۰)غیبت کرنے والے کو جہنم میں مردار کھانا پڑے گا، (۱۱)غیبت مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے، (۱۲)غیبت کرنے والا عذاب قبر میں گرفتار ہوگا، (۱۳)غیبت کرنے والا تانبے کے ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینے کو بار بار چھیل رہا تھا، (۱۴)غیبت کرنے والے کو اُس کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کاٹ کر کھلایا جارہا تھا، (۱۵)غیبت کرنے والا قیامت میں کتے کی شکل میں اٹھے گا، (۱۶)غیبت کرنے والا جہنم کا بندر ہوگا، (۱۷)غیبت کرنے والے کو دوزخ میں خود اپنا ہی گوشت کھانا پڑے گا، (۱۸)غیبت کرنے والا جہنم کے کھولتے ہوئے پانی اور آگ کے درمیان موت مانگتا دوڑ رہا ہوگا اور اس سے جہنمی بھی بیزار ہوں گے، (۱۹)غیبت کرنے والا سب سے پہلے جہنم میں جائے گا۔

غیبت کے خلاف اعلان جنگ:

آہ! غیبت نے امت کی اکثریت کو نہایت ہی شدت کے ساتھ اپنی حراست میں لیا ہوا ہے، شیطان غیبت کے ذریعے بھرپور طریقے پر لوگوں کو جہنم کی طرف دھکیلتا چلا جارہا ہے۔ ہوش میں آیئے! غیبت کے خلاف اعلان جنگ کر کے ایک دم مورچے پر ڈٹ جایئے جس جس نے اب تک جس قدر غیبتیں کی ہوں۔ اُن کی توبہ اور معافی تلافی میں لگ جائے، عزم مصمم کیجئے کہ نہ غیبت کریں گے نہ سنیں گے۔ افسوس صد کروڑ افسوس! غیبت ہمارے مدنی ماحول کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے لہٰذا دعوت اسلامی کے تمام ذمے دار اسلامی بہنوں اور اسلامی بھائیوں کی خدمتوں میں میری ہاتھ

جوڑ کر مدنی التجاء ہے کہ غیبت کے خلاف اعلان جنگ کے ضمن میں غیبتوں کے دروازوں پر تالے لگاتے چلے جایئے، اب تک جو بھی آپ کی ذمے داری کے دوران مدنی ماحول سے دور ہوئے، ان کے معاملے میں ۱۲ بار غور کر لیجئے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ انہوں نے آپ کی غیبتیں کی ہوں اور آپ کو غصہ آ جانے کی وجہ سے یا خود آپ نے اُن کی غیبتیں کی ہوں! اس سبب سے وہ دلبر داشتہ ہو کر گھر جا بیٹھے ہوں اگر ایسا ہے تو اچھی اچھی نیتیں کر کے برائے رضائے ربِّ اکبر عزوجل فوراً سے پیشتر مگر بُلا کر نہیں۔ ان کے پاس خود جا کر ہاتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر اے کاش! رو رو کر معافی تلافی کی ترکیب بنا کر انہیں منا کر راضی کر کے گلے لگا لیجئے بلکہ ہر بچھڑے ہوئے کو تلاش کر کے ان کے پاس بھی خود جا کر ہاتھ باندھ کر منت وسماجت کر کے انہیں دوبارہ مدنی ماحول میں لے آیئے اور انفرادی کوشش کے ذریعے ان سبھوں کو پھر سے سنتوں کی خدمتوں میں مصروف کر دیجئے۔

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے!
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے!
چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں!
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے!
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت!
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے!
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت!
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے!
ہم نیک ہیں یا بد پھر آخر ہیں تمہارے!
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے!

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی!

ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا عزوجل ہے!

الحمدللہ! تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ اپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں، آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاءاللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاءاللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

شریعت میں عورت کے پردہ کی اہمیت وفضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

فضیلت درود پاک

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا، احمد مجتبیٰ، سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا: جب میرا کوئی اُمتی مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے تو اللہ (عزوجل) میری قوت گویائی لوٹا دیتا ہے اور میں اُس کا جواب دیتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، رقم ۲۰۴۱، جلد ۲، صفحہ ۳۱۵)

تاجدارِ حرم اے شہنشاہِ دیں صلی اللہ علیہ وسلم تم پہ ہردم کروڑوں دُرود وسلام
ہو نگاہِ کرم مجھ پہ سُلطانِ دیں صلی اللہ علیہ وسلم تم پہ ہر دم کروڑوں دُرود وسلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

عورت کا لفظی معنیٰ:

عورت کے لغوی معنیٰ ہیں چُھپانے کی چیز! اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ عورت، عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے جب

وہ نکلتی ہے تو اُسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے (یعنی اُسے دیکھنا شیطانی کام ہے)۔

(ترمذی ج۲ص۳۹۲حدیث۱۱۷۶)

کیا آج کل بھی پردہ ضروری ہے:

جی ہاں چند باتیں اگر پیش نظر رہیں تو ان شاء اللہ عزوجل پردے کے مسائل سمجھنے میں آسانی رہے گی پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں پردے کا حکم دیتے ہوئے پروردگار عزوجل کا ارشاد باری ہے۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی اسکے تحت فرماتے ہیں۔ اگلی جاہلیت سے مراد قبل السلام کا زمانہ ہے، اُس زمانہ میں عورتیں اتراتی نکلتی تھیں، اپنی زینت ومحاسن (یعنی بناؤ سنگھار اور جسم کی خوبیاں مثلاً سینے کے اُبھار وغیرہ) کا اظہار کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں۔ لباس ایسے پہنتی تھیں، جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں (خزائن العرفان ص ۶۷۳) افسوس! موجودہ دور میں بھی زمانہ جاہلیت والی بے پردگی پائی جارہی ہے یقیناً جیسے اُس زمانہ میں پردہ ضروری تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔

زمانہ جاہلیت کی مدت کتنی؟

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں کاش اس آیت سے موجودہ مسلم عورتین عبرت پکڑیں۔ یہ عورتیں اُن اُمہات المومنین رضی

اللہ تعالیٰ عنہن سے بڑھ کر نہیں۔ صاحبِ روح البیان علیہ رحمتہ الحنان نے فرمایا کہ حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وطوفانِ سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلی الصلوٰۃ و السلام کے درمیان کا زمانہ جاہلیت اُولیٰ کہلاتا ہے۔ جو بارہ سو بہتر (۱۲۷۲) سال ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیدرمیان کا زمانہ جاہلیت اُخری ہے جو تقریباً چھ سو (۶۰۰) برس ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(نور العرفان ص ۶۷۳ پیر بھائی کمپنی مرکز الاولیاء لاہور، روح البیان ج ۷ ص ۱۷۰)

بے پردہ عورت کی دعا کیسی قبول ہو:

پارہ ۱۸ سورۂ نور کی آیت نمبر ۳۱ کے اِس حصے کی تفسیر میں ملاحظہ ہو چنانچہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ

ترجمہ کنزالایمان: اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے اُن کا چھپا ہوا سنگار۔

پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ آیت مبارکہ کے تحت خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمتہ الھادی فرماتے ہیں۔ یعنی عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے۔ مسئلہ: اِسی لئے چاہئے کہ عورتیں باجے دار جھانجھن نہ پہنیں۔ حدیث شریف میں ہے ''اللہ تعالیٰ اُس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں'' (تفسیرات احمدیہ ص ۶۵)

اس سے سمجھا چاہئے کہ جب زیور کی آواز عدم قبول دعا (یعنی دعا قبول نہ ہونے) کا سبب ہے تو خاص عورت کی (اپنی) آواز (کا بلا اجازت شرعی غیر مردوں تک پہنچانا اور اس کی بے پردگی کیسی موجب غضبِ الٰہی (عزوجل) ہو گی۔ پردے کی

طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے۔

(خزائن العرفان ص ۵۶۶)

شرعی پردہ کسے کہتے ہیں:

شرعی پردہ سے مراد یہ ہے کہ عورت کے سر سے لیکر پاؤں کے گٹوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصہ بھی مثلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی وغیرہ اجنبی مرد (یعنی جس سے شادی ہمیشہ کے لئے حرام نہ ہو) پر بلا اجازت شرعی ظاہر نہ ہو بلکہ اگر لباس ایسا مہین یعنی پتلا ہے جس سے بدن کی رنگ جھلکے یا ایسا چست ہے کہ عضو کی کیفیت (یعنی شکل وصورت یا اُبھار وغیرہ) ظاہر ہو یا دوپٹہ اتنا باریک ہے کہ بالوں کی سیاہی چمکے یہ بھی بے پردگی ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت، ولی نعمت، عظیم البرکت عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت حضرت علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں۔ جو وضع لباس (یعنی لباس کی بناوٹ) وطریقہ کوشش (یعنی پہننے کا انداز) اب عورت میں رائج ہے۔ کہ کپڑے باریک جن میں سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو یوں تو خاص محارم کے جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کسی کے سامنے ہونا سخت حرام قطعی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۱۷)

دامن کا دھاگہ

پیاری اسلامی بہنو! شرعی پردہ کرنے والیوں کی بڑی شانیں ہوتی ہیں چنانچہ آخبار الاخیار میں ہے، سخت قحط سالی ہوئی، لوگوں کی بہت دعاؤں کے باوجود بارش نہ ہوئی۔ حضرت سیدنا بابا نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی امی جان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے کپڑے کا ایک دھاگہ ہاتھ میں لے کر عرض کیا: یا اللہ عزوجل! یہ اُس

خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے جس (خاتون) پر کبھی کسی نامحرم کی نظر نہ پڑھی۔ میرے مولیٰ عزوجل! اسی کے صدقے رحمتہ کی برکھا برسا دے! ابھی دعاء ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ رحمتہ کے بادل گھر گئے اور رم جھم رم جھم بارش شروع ہوگئی (اخبار الاخیار ص ۲۹۴) اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

یہی مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
حیا سے اُن کی انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

سبحان اللہ! بزرگوں کے جسم سے نسبت رکھنے والے لباس کے دھاگے کی جب یہ شان ہے کہ ہاتھ میں رکھیں تو اُن کی برکت اور وسیلے سے دعا قبول ہو جائے تو جو خود بزرگوں کے وجود مسعود کی برکتوں کا کیا عالم ہوگا۔

آسان لفظوں میں پردہ کا طریقہ

محترم اسلامی بہنو! بہترین پردہ یہ ہے کہ شرعی اجازت کی صورت میں گھر سے نکلتے وقت اسلامی بہن غیر جاذبِ نظر کپڑے کا ڈھیلا ڈھالا مدنی برقع اوڑھے ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جرابیں پہنے۔ مگر داستانوں اور جرابوں کا کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ کھال کی رنگت جھلکے جہاں کہیں غیر مردوں کی نظر پڑنے کا امکان ہو وہاں چہرے سے نقاب نہ اٹھائے۔ مثلاً اپنے یا کسی کے گھر کی سیڑھی اور گلی محلّہ وغیرہ نیچے کی طرف سے بھی اِس طرح برقع نہ اٹھائے کہ بدن کے رنگ برنگے کپڑوں پر غیر مردوں کی نظر پڑے۔

عورت کا کس کس سے پردہ ہے؟

ہر وہ مرد جس سے نکاح ہو سکے اُس سے پردہ ضروری ہے۔ اور جن سے ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہواُن سے پردہ نہیں میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمٰن فرماتے ہیں ''پردہ صرف اُن سے نادرست ہے جو کسبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں اُن سے نکاح ممکن نہ ہو جیسے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسہ ان کے سوا جن سے نکاح کبھی درست ہے اگرچہ فی الحال ناجائز ہو جیسے بہنوئی (سے پردہ واجب ہے) (نیز) چاچا (زاد) ماموں (زاد) خالہ (زاد) پھوپھی کے بیٹے یا جیٹھ۔ دیوران (سب) سے پردہ واجب ہے اور جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کبھی حلال نہیں ہوسکتا مگر وجہ حرمت (یعنی نکاح حرام ہونیکی وجہ) علاقہ نسب (خونی رشتہ) نہیں بلکہ علاقہ رضاعت (یعنی دودھ کا رشتہ) ہے جیسے دودھ کے رشتے سے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسہ یا علاقہ امیر (سسرالی رشتہ) ہو جیسے خسر، ساس، داماد، بہو، ان سب سے نہ پردہ واجب ہے نہ نادرست ہے۔ (یعنی ان سے پردہ) کرنا نہ کرنا دونوں جائز اور ظالتِ جوانی یا احتمال فتنہ (یعنی فتنے کے امکان میں) پردہ کرنا مناسب خصوصاً دودھ کے رشتے میں کہ عوام کے خیال میں اُس کی ہیبت بہت کم ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۳۵)

سسرال میں کسی طرح پردہ کرے

پیاری اسلامی بہنو! گھر میں رہتے ہوئے بھی بالخصوص دیور و جیٹھ وغیرہ کے معاملہ میں محتاط رہنا ہوگا۔ صحیح بخاری میں حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ پیکر شرم وحیا کی مدنی مصطفےٰ محبوب خدا عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو، ایک شخص عرض کی، یارسول اللہ عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا دیور موت ہے۔

(صحیح البخاری ج ۳ ص ۴۷۲ حدیث ۵۲۳۲)

دیور کا اپنی بھابھی کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے مفتی اعظم پاکستان حضرت وقار ملت مولانا وقار الدین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں۔ ان رشتہ داروں سے جو نامحرم ہیں۔ چہرہ، ہتھیلی، گٹے، قدم اور طنون کے علاوہ ستر (پردہ) کرنا ضروری ہے زینت بناؤ سنگھار بھی ان کے سامنے ظاہر نہ کیا جائے۔ (وقار الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۵۱)

البتہ یہ بات ضروری ہے کہ نامحرم مرد و عورت مثلاً دیور و جیٹھ اور بھابھی ایک دوسرے کی طرف جان بوجھ کر نظر نہ کریں۔ حدیث پاک میں ہے جو شخص شہوت سے کسی اجنبیہ کے حسن و جمال کو دیکھے گا قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا (ہدایہ ج ۲ ص ۳۶۸) یقیناً بھابھی بھی اجنبیہ ہی ہے جو دیور و جیٹھ اپنی بھابھی کو قصداً دیکھتے رہے ہوں بے تکلف بنے رہے ہوں۔ مزاق مسخری کرتے رہے ہوں۔ وہ اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈر کر فوراً سے پہلے سچی توبہ کر لیں۔ بھابھی اگر دیور کو چھوٹا بھائی اور جیٹھ کو بڑا بھائی کہہ دے اس سے بے پردگی اور بے تکلفی جائز نہیں ہو جاتی بلکہ یہ اندازِ گفتگو بھی فاصلے دور کر کے قریب لاتا ہے اور دیور و بھابھی بدنگاہی بے تکلفی، ہنسی مذاق وغیرہ گناہوں کے دلدل سے مزید دھنستے چلے جاتے ہیں۔

حالانکہ جیٹھ اور دیور و بھابھی کا آپس میں گفتگو کرنا بھی مسلسل خطرہ کی گھنٹی بجاتا رہتا ہے۔

اللہ کرے دل میں اتر جائے مری بات

بھابھی کو چاہئے کہ اس حکم قرآنی کو پیش نظر رکھے جیسا کہ قرآن مجید پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۹ میں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا○

ترجمہ کنز الایمان: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو توستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

دیور و جیٹھ اور بھابھی وغیرہ خبر دار رہیں کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ''العینان تزنیان'' یعنی آنکھیں زنا کرتی ہیں۔

(مسند الامام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۳۰۵ حدیث ۸۸۵۲)

بہر حال اگر ایک گھر میں رہتے ہوئے عورت کے لئے قریبی نامحرم رشتہ داروں سے پردہ ناممکن ہوتو چہرہ کھولنے کی تو اجازت ہے مگر کپڑے ہر گز ایسے باریک نہ ہوں جن سے بدن یا سر کے بال وغیرہ چمکیں یا ایسے چست نہ ہوں کہ بدن کے اعضاء جسم کی ہیت (یعنی صورت و گولائی) اور سینے کا اُبھار وغیرہ ظاہر ہو۔

باپردہ رہنے کے لئے غصہ ترک کر دیجئے

سادہ سا ڈھیلا ڈھالا لباس پہن لیا جائے اور ضرورتاً غیر جاذب نظر مثلاً پلنگ پوش یا کوئی سی چادر وغیرہ بدن پر لپیٹ لی جائے فی زمانہ اگر چہ ایسا کرنا ممکن بھی ہے یہ اُس اسلامی بہن کے لئے ممکن ہے جو غصہ پر قابو کرنا جانتی ہو کیوں کہ سادگی اپنانے اور خود کو بے پردگی سے بچانے پر آج کل گھر میں ڈانٹ ڈپٹ ہونے کا ہر امکان موجود ہے۔ اگر ایسے میں اسلامی بہن غضبناک ہوکر آپے سے باہر ہوگئی تو بات مزید بگڑ سکتی ہے لہٰذا برائے نام نہیں صحیح معنوں میں صابرہ خاتون بن جائے زبان کو ہر حال میں قابو رکھے ہاں جب دل خوب جلے تو بے شک آنسو بہالیکہ شاید بے جا سختیاں کرنے والوں کو رحم آ جائے۔

آسیہ کی دردناک آزمائش

جس اسلامی بہن کو شرعی پردہ کرنے کے باعث گھر اور خاندان میں ستایا جاتا ہو اُس کے لئے حضرت سیّدتنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعات میں کافی درسِ عبرت ہے چنانچہ حضرت سیّدتنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرعون کی زوجیت میں تھیں جادوگروں کی مغلوبیت اور ایمان آوری پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ والصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئیں جب فرعون کو علم ہوا تو اُس نے طرح طرح سے سزائیں دینی شروع کیں کہ کسی طرح بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان سے منحرف (مُن۔ح۔رِف) ہو جائیں۔ مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چلچلاتی دھوپ میں لکڑی کے تختے پر لٹا کر چومیخا (چو۔مے۔خا) کر دیا یعنی دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں میخیں (لوہے کی کیلیں) ٹھونک دیں۔ ظلم بالائے ظلم یہ کہ مبارک سینے پر چکی کے پاٹ رکھوا دیئے کہ ہل بھی نہ سکیں اِس شدید ترین اور ناقابلِ برداشت تکلیف میں بھی ان کے پائے ثبات کو ذرہ برابر لغزش نہ ہوئی بیقرار ہو کر اپنے ربّ غفار جل جلالہ کے دربارِ گوہر میں عرض گزار ہوئیں۔

رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ وَنَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان (یعنی سیّدتنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر فرشتے مقرر فرما دیئے

جنہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر سایہ کر لیا اور ان کا جنتی گھر انہیں دکھا دیا جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان تمام مصیبتوں کو بھول گئیں۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں ہوں گی۔

(نورالعرفان ص ۸۹۶ پیر بھائی کمپنی مرکز اولیاء لاہور)

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

گھر میں پردے کا ذہن کیسے بنے

پیاری اسلامی بہنو! فیضانِ سنت سے گھر درس جاری کر کے مکتبۃ المدینہ سے جاری ہونے والے سنتوں بھرے بیانات کیسٹیں سنا سنا کر انفرادی کوشش کے ذریعے گھر کے مردوں کو دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں کا مسافر بنا کر گھر میں مدنی ماحول قائم کرنے کی کوشش جاری رکھئے۔ ان کے لئے دل سوزی کے ساتھ دعاء بھی کرتے رہیے۔ خود کو اور اہل خانہ کو ہر گناہ سے بچنے کی کڑھن پیدا کیجئے اور اس کے لئے کوشش بھی جاری رکھئے مگر نرمی نرمی اور نرمی کو لازمی کر لیجئے۔ بلا مصلحت شرعی سختی کرنا کجا اس کا سوچئے بھی نہیں کہ عموماً جو کام ''نرمی'' سے ہوتا ہوا سے ''گرمی'' سے نہیں ہوتا۔

ہے فلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

بہر حال اپنے اہل وعیال کی اصلاح کی ہر ممکن صورت میں ترکیب بنائے رہنا چاہیے۔ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم کی چھٹی آیت کریمہ میں ارشادِ خداوندی عزوجل ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا

پیاری اسلامی بہنو! یادرکھئے! خاوند اپنی بیوی کا، باپ اپنے بچوں کا اور ہر شخص اپنے اپنے ماتحتوں کا ایک طرح سے ''حاکم'' ہے۔ اور ہر حاکم سے اُس کے ماتحتوں کے بارے بروزِ محشر باز پرس ہوگی چنانچہ رحمتِ عالم نیرِ اعظم، نورِ مجسم شاہ بنی آدم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ معظم ہے۔

''تم سب متکلمین کے سردار و حاکم ہو اور حاکم سے روزِ قیامت اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔

(صحیح البخاری ج۱ص۳۰۹ حدیث ۸۹۳)

دیوث کی تعریف

جو لوگ باوجود قدرت اپنی عورتوں اور محارم کو بے پردگی سے منع نہ کریں وہ ''دیوث'' ہیں رحمۃ عالمیاں سلطان دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے۔ تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت اور شراب نوشی کا عادی۔

(مجمع الزوائد ج۴ص۵۹۹ حدیث ۷۷۲۲)

مردوں کی طرح بال کٹوانے اور مردانہ لباس پہننے والیاں اس حدیث پاک سے عبرت حاصل کریں۔ چھوٹی بچیوں کے لڑکوں جیسے بال بنوانے اور انہیں لڑکوں جیسے کپڑے اور ہیٹ وغیرہ پہنانے والے بھی احتیاط کریں۔ حدیث پاک میں یہ جو فرمایا

گیا کہ ''کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے'' یہاں اس سے طویل عرصے تک جنت میں داخلے سے محرومی مراد ہے کیوں کہ جو بھی مسلمان اپنے گناہوں کی پاداش میں معاذ اللہ عزوجل دوزخ میں جائیں گے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ایک لمحے کا کروڑواں حصہ بھی جہنم کا عذاب کوئی برداشت نہیں کرسکتا لہٰذا ہمیں ہر گناہ سے بچنے کے لئے ہر دم کوشش اور جنت الفردوس میں بے حساب داخلے کی دعاء کرتے رہنا چاہیئے۔ دیوث کے بارے میں حضرت علامہ علاوالدین حصکفی علیہ رحمتہ القوی فرماتے ہیں ''دیوث'' وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی یا کسی محرم پر غیرت نہ کھائے (الدر مختار معہ ردالمحتار ج ۶ ص ۱۱۳) معلوم ہوا کہ باوجود قدرت اپنی زوجہ، ماں، بہنوں اور جوان بیٹوں وغیرہ کو گلیوں بازاروں شاپنگ سینڑوں اور مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں نامحرم رشتے داروں غیر محرم ملازموں، چوکیداروں اور ڈرائیوروں سے بے تکلفی اور بے پردگی سے منع نہ کرنے والے دیوث جنت سے محروم اور جہنم کے حقدار ہیں میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمٰن فرماتے ہیں۔ دیوث سخت آخبث فاسق (ہے) اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اسے امام بنانا حلال نہیں اور اسکے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور پڑھی تو پھیرنا واجب۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ج ۶ ص ۵۸۳)

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں ''وہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا''

اگر عورت نافرمانی کرے تو

پیاری اسلامی بہنو! اگر مرد اپنی حیثیت کے مطابق منع کرتا ہے اور بے پردگی

سے روکنے کے شرعی تقاضے اس نے پورے کئے ہیں اور وہ نہیں مانتی تو اِس صورت میں مرد پر کوئی الزام نہیں اور نہ ہی وہ دیوث۔ پس حتیٰ الامکان بے پردگی وغیرہ کے معاملے میں عورتوں کو روکا جائے مگر حکمت عملی کے ساتھ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی زوجہ یا ماں بہنوں پر اس طرح کی سختی کر بیٹھیں جس سے گھر کا امن ہی تہہ وبالا ہو کر رہ جائے۔

کیا منہ بولے بھائی بہن کا پردہ ہے

جی ہاں! ان سے بھی پردہ ہے کہ کسی کو باپ، بھائی یا منہ بولا بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقی باپ، بھائی اور بیٹا نہیں بن جاتا ان سے تو نکاح بھی درست ہے ہمارے معاشرے میں منہ بولے رشتوں کا رواج عام ہے کوئی مرد کسی کو ''ماں'' بنائے ہوئے ہے کوئی لڑکی کسی کو ''بھائی'' بنا بیٹھی ہے تو کسی خاتون نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے کوئی کسی جوان لڑکی کا منہ بولا چچا ہے تو کوئی منہ بولا باپ اور پھر بے پردگیوں بے تکلفیوں اور مخلوط دعوتوں کے گناہ و پاپ کا وہ سیلاب ہے کہ **الامان و الحفیظ**۔

صنف مخالف کے ساتھ منہ بولے رشتے قائم کرنے والوں اور والیوں کو اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا چاہئے یقیناً شیطان پہلے سے بول کر وار نہیں کرتا حدیث پاک میں آتا ہے۔ دنیا اور عورتوں سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے اُٹھا۔

(صحیح مسلم ص ۱۴۶۵ حدیث ۲۷۴۲)

عالم باپ کا دردناک انجام

اُن لوگوں کی کم نصیبی ہے جو بلا وجہ علماء و مشائخ کے خلاف ہو جاتے ہیں دیکھئے! وعظ و نصیحت کرنا باذنہٖ تعالیٰ علمائے کرام کا کام ہے جبکہ لوگوں کو ہدایت دینا، دلوں کو پھیرنا اور بگڑے ہوؤں کو سدھارنا یہ ربّ الانام عزوجل کا کام ہے۔ اگر کوئی عالم یا پیر

واقعی اپنی اولاد کی اصلاح کی کماحقہ کوشش نہیں کرتا بیشک وہ خطا کار ہے مگر بلا اجازت شرعی انہیں بُرا بھلا کہنے کا ہمیں کوئی اختیار نہیں اِس ضمن میں ایک عبرت آمیز حکایت ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمتہ الغفار فرماتے ہیں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم صاحب اپنے گھر میں اجتماع کر کے بیان کیا کرتے تھے ایک دن اُس عالم صاحب کے نوجوان لڑکے نے ایک خوبصورت لڑکی کی طرف اشارہ کیا جو عالم صاحب نے دیکھ لیا اور کہا اے بیٹے! صبر کر یہ کہتے ہی عالم صاحب اپنے تخت سے فوراً منہ کے بل گر پڑے یہاں تک کہ اُن کا سر پھٹ گیا اللہ عزوجل نے اُس وقت کے نبی (علیہ السلام) پر وحی فرمائی کہ فلاں عالم کو خبر کر دو کہ میں اُس کی نسل سے کبھی صدیق (سب سے اعلیٰ درجے کا ولی) پیدا نہیں کروں گا کیا میرے لئے صرف اتنا ہی ناراض ہونا کافی تھا کہ وہ بیٹے کو کہہ دے۔ ''اے بیٹے! صبر کر'' مطلب یہ کہ اپنے بیٹے پر سختی کیوں نہیں کی اور اِس حرکت سے اُسے اچھی طرح باز کیوں نہ رکھا۔

(ولفصا حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۲۲ حدیث ۲۸۲۳)

مرد کے ہاتھ سے چوڑیاں پہننا

ایسا کرنے والی عورت گنہگار اور جہنم کی سزاوار ہے اگر شوہر و محارم غیرت نہ کھائیں اور باوجود قدرت نہ روکیں تو وہ بھی ''دیوث'' اور جہنم کے حقدار ہیں اگر شوہر اپنی زوجہ کو اس حال میں دیکھ لے کہ کسی غیر مرد نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے تو مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جائے مگر صد کروڑ افسوس! یہی بیوی جب چوڑیاں پہننے کے لئے کے لئے مرد کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیتی ہے تو شوہر کا خون بالکل بھی جوش نہیں مارتا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب منہار (م-ن-ہار) کے ہاتھوں چوڑیاں پہننے کے بارے میں حکم شرعی دریافت کیا گیا تو فرمایا حرام حرام

حرام ہے، ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا حرام ہے جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا رکھتے ہیں وہ دیوث ہیں۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ ص ۲۴۷)

عورت کی مزارات پر حاضری

عورتوں کے لئے بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز بتایا درمختار میں یہی قول اختیار کیا مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع وفزع (یعنی رونا پیٹنا) کریں گی لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لئے جائیں تو بوڑھیوں کے لئے حرج نہیں اور جوانوں کے لئے ممنوع (ردالمختار ج ا ص ۸۴۳) صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں اور اسلم (یعنی سلامتی کا راستہ) یہ ہے کہ مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع وفزع (یعنی رونا پیٹنا) ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی عورتوں میں یہ دونوں باتیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

(بہار شریعت حصہ ۴ ص ۱۶۵ مدینۃ المرشد بریلی شریف)

میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عورتوں کے مزارات پر جانے کی جابجا ممانعت فرمائی چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں امام قاضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے استفتاء (سوال) ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں فرمایا۔ ایسی جگہ جواز وعدم جواز (یعنی جائز و ناجائز کام) نہیں پوچھتے یہ پوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے اللہ عزوجل اور فرشتے لعنت کرتے ہیں جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی روح اُس پر لعنت کرتی ہے جب تک واپس آتی ہے اللہ عزوجل کی لعنت ہوتی ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۴ ص ۱۷۲)

کیا پردہ ترقی میں رکاوٹ ہے

پیاری اسلامی بہنو! مسلمانوں کی ترقی میں پردہ نہیں درحقیقت بے پردگی رکاوٹ بنی ہوئی ہے جی ہاں، جب تک مسلمانوں میں شرم وحیاء اور پردہ کا دوراہا تب تک وہ فتوحات پرفتوحات کرتے چلے گئے یہاں تک کہ دنیا کہ بے شمار ممالک پر پرچم اسلام لہرائے گا پردہ نشین ماؤں نے بڑے بڑے بہادر جرنیل وسپہ سالار عظیم حکمران، علمائے ربانیین اور اولیائے کاملین کو جنم دیا، تمام اُمہات المومنین و جملہ صحابیات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنھن باپردہ تھیں حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باپردہ تھیں سرکار بغداد حضور غوث اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی والدہ محترمہ سیّدتنا اُم الخیر فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا باپردہ تھیں الغرض جب تک پردہ قائم تھا اور عفت مآب خواتین چادر اور چاردیواری کے اندر تھین مسلمان خوب ترقی کی منازل طے کرتا رہا اور کافروں پر غالب رہا جب سے کفار مکار کیز یراثر آ کر مسلمانوں نے بے پردگی کا سلسلہ شروع کیا ہے مسلسل تنزل کے گہرے گڑے میں گرتا چلا جارہا ہے کل تک جو کفار مسلمانوں کے نام سے لرزہ براندام تھے آج وہ مسلمانوں کی بے پردگیوں اور بداعمالیوں کے باعث غالب آ چکے ہیں اسلامی ممالک پر باقاعدہ جارحانہ حملے ہورہے ہیں اور ظالمانہ قبضے کیئے جارہے ہیں مگر مسلمان ہے کہ ہوش کے ناخن نہیں لیتا آہ! آج کا نادان مسلمان T.V. اور V.C.R. اور Internet پر فلمیں ڈرامے چلا کر بےہودہ فلمی گیت گنگنا کر شادیوں میں ناچ رنگ کی محفلیں جما کر، کافروں کی نقال میں داڑھی منڈا کر کفار جیسا بے شرمانہ لباس بدن پر چڑھا کر اسکوٹر کے پیچھے بے پردہ بیگم کو بٹھا کر بے حیا بیوی کو میک اپ کروا کر تفریح گاہ میں جا کر اپنی اولاد کو دنیوی تعلیم کی خاطر کفار کے ممالک میں کافروں کے سپرد کروا کر نہ جانے کس قسم کی ترقی کا متلاشی ہے۔

وہ قوم جو کل تک کھیلتی تھی شمشیروں کے ساتھ
سینما دیکھتی ہے آج وہ ہمشیروں کے ساتھ

حقیقت میں کامیاب کون

افسوس صد کروڑ افسوس! آج کا مسلمان جھوٹ غیبت تہمت، خیانت، زنا، شراب، جوا، فلمیں، ڈرامے دیکھنا اور گانے باجے سننا وغیرہ وغیرہ گناہ بے کانہ کئے جا رہا ہے مسلمان عورتوں نے مردوں کے شانہ بہ شانہ چلنے کی ناپاک دھن میں حیا کی چادر اُتار پھینکی ہے اور اب دیدہ زیب ساڑھیوں نیم عریاں غراروں، مردانہ وضع کے لباس، مرد جیسے بالوں کے ساتھ شادی ہالوں، ہوٹلوں، تفریح گاہوں اور سینما گھروں میں اپنی آخرت برباد کرنے میں مشغول ہیں خدا کی قسم! موجودہ روش میں نہ ترقی ہے نہ کامیابی ترقی و کامیابی صرف و صرف اللہ و رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمان برداری کرتے ہوئے اِس مختصر ترین زندگی کو سنتوں کے مطابق گزار کر ایمان سلامت لئے قبر میں جانے اور جہنم کے ہولناک عذاب سے بچ کر جنت الفردوس پانے میں ہے چنانچہ پارہ سورآل عمران کی آیت نمبر ۱۸۵ میں ارشاد خدائے رحمٰن عزوجل ہے۔

فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز

ترجمہ کنزالایمان: جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا۔

جہنم میں عورتوں کی کثرت

آہ! آہ! آہ! عورتوں میں بے پردگی اور گناہوں کی کثرت ہونا کس قدر تشویشناک ہے خدا کی قسم! جہنم کا عذاب برداشت نہیں ہوسکے گا حدیث پاک میں ہے اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ عورتیں

جہنم میں زیادہ اور جنت میں کم ہیں۔

(صحیح مسلم ص۱۴۶۴ احدیث ۲۷۳۶، ۲۷۳۷ ملتقطاً من العدیثین)

یہ شرح آیہ عصمت ہے جو ہے بیش نہ کم
دل و نظر کی تباہی ہے قرب نا محرم
حیا ہے آنکھوں میں باقی نہ دل میں خوف خدا
بہت دنوں سے نظام حیات ہے برہم
یہ سیر گاہیں کہ مقتل ہیں شرم و غیرت کے
یہ مصیبت کے مناظر ہیں زینتِ عالم
یہ نیم باز سا برقع یہ دیدہ زیب نقاب
جھلک رہا ہے جھلا جھل قمیص کا ریشم
نہ دیکھ رشک سے تہذیب کی نمائش کو
کہ سارے پھول یہ کاغذ کے ہیں خدا کی قسم
وہی ہے راہ تیرے عزم و شوق کی منزل
جہاں ہیں عائشہ و فاطمہ کے نقشِ قدم
تری حیات ہے کردار رابعہ بصری
ترے فسانے کا موضوع عصمت مریم

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو:

اگر آپ رضائے الٰہی کو پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاءاللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ

بن جائے گا۔

الحمد للہ! دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا رہی ہیں۔ آپ بھی نیکی کی دعوت عام کرنے میں لگ جایئے، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنایئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنایئے اور دونوں جہانوں میں عزت پایئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت وریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رکھے۔

اٰمِیْنُ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

جنتی عورت کون ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

﴿فضیلت دورد پاک﴾

کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جنگل میں کوئی بدصورت چیز دیکھی تو ڈر گیا، پوچھا: تو کون ہے؟ بدصورت چیز سے آواز آئی: میں تیرا بُرا عمل ہوں۔ آدمی نے پوچھا: تجھ سے نجات کی کوئی صورت ہے؟ آواز آئی: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پاک پڑھنا۔

(مکاشفۃ القلوب مترجم صفحہ نمبر ۸۰ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

معلوم ہوا بُرے اعمال بُری بُری شکلوں میں انسان کو ڈراتے ہیں اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درودِ پاک پڑھ پڑھ کر اُنہیں بھگاتے ہیں۔

بدصورت چیز ڈر کر بھاگ جائے گی
صلی علی کی جس گھڑی صدا آئے گی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

جنتی عورت کون

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا میں تم کو جنتی عورت کے بارے میں نہ بتا دوں وہ کون ہے ہم نے کہا ضرور اے اللہ کے رسول۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شوہر پر فریفتہ زیادہ بچے جننے والی جب یہ غصہ ہو جائے یا اسے کچھ بُرا بھلا کہہ دیا جائے۔ یا اس کا شوہر ناراض ہو جائے تو یہ عورت (شوہر کو راضی کرتے ہوئے) کہے میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے میں اس وقت تک نہ سوؤں گی جب تک تم خوش نہ ہو جاؤ۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷)

تشریح و تفصیل

پیاری اسلامی بہنو! اس حدیث پاک میں جنتی عورت کی صفت بیان کی گئی ہے کہ جنت میں جانے والی یہ عورت ہے جس میں یہ اوصاف پائے جائیں۔

(۱) بہت زیادہ شوہر سے محبت کرنے والی شوہر پر فریفتہ، کہ ذرا سی ناراضگی سے اس کا چین و سکون ختم ہو جائے محبت و چین کا تعلق اس کا شوہر سے وابستہ ہو اسے ناراض چھوڑ کر الگ بیٹھنے والی نہ ہو فریفتہ اور محبت کا یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے کی جانب اس کا خیال اور دھیان نہ جائے گا اور غایت محبت کی وجہ سے شوہر کی جانب سے کوئی تکلیف دہ امور ہو تو اسے برداشت کرے گا محبت کی وجہ سے کڑوی بات بھی میٹھی ہو جاتی ہے محبوب کی تکلیف محبت کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتی جس سے گھر کا نظام باحسن وجوہ چلتا ہے اور ہر ایک کو گھریلو سکون میسر ہوگا۔ جس کا آج فقدان ہے کہ معمولی بات بھی آپس میں محبت نہ ہونے کی وجہ سے دل میں چبھ جاتی ہے عورت جب عشق فریفتگی کا برتاؤ کرے گی تو سخت مزاج مرد بھی متاثر ہو کر دل میں اسے جگہ دے دے گا اور وہ

بھی محبت کی بنیاد پر نامناسب امور کو برداشت کرتا رہے گا اور ڈانٹ ڈپٹ کے بجائے محبت کی بنیاد پر صرف نظر کرتا رہے گا اور گھریلو نظام اچھی طرح چلتا رہے گا۔

(۲) زیادہ بچے جننے والی عورت قابل تعریف اور اللہ و رسول کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے اسی لئے حضور سراج السالکین، محبوب ربّ العالمین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو شادی کا اہم ترین مقصد سلسلہ نسل باقی رکھنا ہے اور امت کے افراد کا زیادہ سے زیادہ ہونا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بچہ چاہتے نہیں یا کم سے کم چاہتے ہیں تاکہ عیش و آرام ملے اور پرورش کی مشقت سے بچے رہیں یہ خدا رسول کے نزدیک ناپسندیدہ ہے ہاں مرض اور بیماری کے پیش نظر ہو تو دوسری بات ہے عموماً اہل یورپ کا مزاج ہے کہ وہ بچے بالکل نہیں چاہتی یا ایک دو سے زیادہ نہیں تاکہ ان کے عیش و آرام میں خلل نہ ہو سیر و سیاحت میں آزاد رہیں اللہ کی پناہ اولاد اور اس کی کثرت بڑی نعمت اور ثواب کی بات ہے آپ دو جہاں کے تاجور سلطان وظر و بر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا زیادہ بچہ جننے والی عورتوں سے شادی کرو میں تمہاری کثرت پر قیامت کے دن فخر کروں گا امت کی کثرت آپ کے لئے قیامت میں فخر کی بات ہے رہی بات بچوں کی کثرت غربت کا سبب سو یہ غلط ہے بچے اچھے ہوں گے ان کی تعلیم و تربیت اچھی ہو گی لائق اور سنجیدہ ہوں گے تو یہ خوشحالی اور مالداری کا باعث میں پریشانی اور مصیبت، تو غلط تعلیم اور تربیت کے ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے خیال رہے کہ یہ بچے اور اولاد والدین کے حق میں دنیا و دین کے بھلائی کا باعث اور صدقہ جاریہ ہوتے ہیں اور ہر اعتبار سے خیر کا باعث ہیں کہ حمل اور دودھ پلانے کا بڑا ثواب ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

رسول اکرم سرور معصوم نے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اور شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے

جیسا کہ اللہ کے راستے میں روزے رکھنے والے اور شب بیدار کو ثواب ملتا ہے اور جب اس کو درد زہ رکھنے والے اور شب بیدار کو ثواب ملتا ہے اور جب اس کو درد زہ ہوتا ہے تو اس کے، (جنت میں) جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوتا ہے اسے آسمان و زمین کے فرشتے بھی نہیں جانتے اور پیدائش کے بعد جو بچہ ایک گھونٹ بھی دودھ پیتا ہے یا چوستا ہے اس پر ایک نیکی ملتی ہے گر بچہ کے سبب سے رات میں جاگنا پڑے تو راہ خدا میں ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(کنزالعمال ج۱۶)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت حمل سے لے کر بچہ جننے اور دودھ چھڑانے تک ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی حفاظت کرنے والی اگر اسی درمیان انتقال ہو جائے تو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(کنزالعمال ج۱۶ص۴۱۱)

اس حدیث پاک میں جنتی عورت کا ایک نہایت ہی اہم وصف وعلامت بیا نکیا گیا ہے کہ وہ شوہر کی محبت بلکہ عشق میں سرشار ہو کر شوہر کی زرا سی بھی ناراضگی کو وہ برداشت نہ کر سکے اگر کسی بنیاد پر شوہر ناراض یا غصہ ہو جائے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیکر غایت درجہ محبت وتعلق کا اظہار کرے کہ جب تک آپ راضی نہ ہوں گے خوش نہ ہوں گے میں ایک پلک بھر نہ سوؤں گی اللہ اکبر کیا شان آرام ومحبت وعشق کا۔

کیا آج کل کی ماڈرن عورتیں ایسا کر سکتی ہیں اگر شوہر ناراض ہو اور اس کا ناراض ہونا حق بجانب ہو تو بیگم صاحبہ پوچھیں گی بھی نہیں مزے سے بے خبر سو جائیں گی اگر آج یہ وصف عورت میں پیدا ہو جائے تو گھر جنت نشان بن جائے شوہر کیسا ہی بد مزاج سخت کیوں نہ ہو بیوی کی غایت محبت سے اس کی محبت وقدر ذہن میں بیٹھ جائے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اس قسم کی ایک حدیث مروی ہے

جسے امام نسائی نے بیان کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں تم کو جنتی عورت نہ بتا دوں جو خوب محبت کرنے والی زیادہ بچے جننے والی شوہر کے پاس کثرت سے آنے والی کہ اگر اسے تکلیف دے دی جائے یا ہو جائے تو شوہر کا ہاتھ پکڑ کر کہے میں پلک بھر نہ سوؤں کی جب تک تم خوش نہ ہو جاؤ گے۔

(کتاب عشرت النساء صفحہ ۲۱۹)

گویا اس بات کی تعلیم ہے کہ شوہر ناراض نہ ہے اپنی جانب سے اسے ناراض رہنے یا رکھنے کی شکل نہ پیدا کی جائے کہ اس کی رضا جنت ہے۔

نیک عورت کون ہے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات ہے کہ رسول پاک محبوبِ ربّ العزت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن بندے نے تقویٰ کی نعمت کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کہ جو نیک وصالح بیوی سے بڑھ کر ہو (وہ یہ ہے) اگر شوہر کوئی بات کہے تو اسے پورا کرے اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے اگر شوہر کسی کام کے بارے میں قسم دے دے تو اسے پوری کرے اگر وہ کہیں باہر جائے تو اپنی جان اور مال کے بارے میں خیر کا معاملہ کرے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۳۳)

تشریح وتفصیل

میری میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

شوہر دیکھے تو خوش کر دے نیک بیوی کی بہت ہی اہم علامت ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ اپنا رنگ ڈھنگ صفائی ستھرائی شوہر کی مرض کے مطابق رکھے کہ دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے خندہ پیشانی چہرے کی مسکراہٹ سے اسکے ساتھ پیش آئے۔

جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک حضور مکی و مدنی سرکار محبوب ربّ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہو اپنے ناموس وعزت کی حفاظت کرتی ہو اور شوہر کی اطاعت کرتی ہو تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (ابن حبان، ترغیب ۳۳۳)

تشریح وتفصیل

عورتوں کے لئے کتنی بڑی فضیلت اور مرتبہ کی بات ہے کہ جنت میں داخل ہونے کا کس قدر آسان نسخہ ہے عام طور پر عورتیں نماز میں کوتاہ ہوتی ہیں پڑھتی نہیں یا چھوڑ کر پڑھتی ہے یا سستی سے وقت گزارنے کے بعد پڑھتی ہیں سو نماز کی پابندی کر لو۔ شوہر کی خدمت کر لو مزے سے جنت میں چلی جاؤ شریعت نے عورتوں سے بہت کم اور آسان عملی پر جنت کا وعدہ کیا ہے مردوں کے مقابلہ میں ان سے کم عمل کا مطالبہ ہے عورتوں کا جنت میں جانا آسان ہے گناہوں سے بچی رہیں نماز کو نہ چھوڑیں شوہروں کی خدمت اور اطاعت سے خوش رکھیں بس جنت کا ٹکٹ پالیں جس دروازے سے چاہیں چلی جائیں۔

دنیا کی عورتیں حور عین سے افضل ہیں

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول پاک نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حورعین آپ نے فرمایا دنیا کی عورتیں حورعین سے افضل ہیں ایسے جیسے ابرہ اچھا عمدہ ہوتا ہے استر (اندرونی کپڑے) سے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول محبوب ربّ العزت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کیوں فرمایا اپنی نماز اپنے روزے اور خدائے

پاک کی عبادت کی وجہ سے۔ (مختصراً عشرۃ النساء صفحہ ۴۰ ۵ طبرانی)

تشریح وتفصیل

مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نیک وصالح ذاکر شاغل نمازی عورتیں جنت کی حوروں سے افضل ہیں اس وجہ سے کہ وہ جنت میں پیدا ہوئیں وہاں عمل صالح نماز روزہ کہاں یہ اعمال صالحہ تو دنیا میں ہیں اس لئے وہ حورعین ان نماز روزہ صدقہ خیرات حج ذکر تلاوت کے ثواب اور اس سے جو خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے محروم ہیں دیکھ تمہاری کتنی بڑی فضیلت ہے۔

جنت کے آٹھوں دروازے کس کے لئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سراج السالکین، محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت خدا سے (گناہ کے بارے میں ڈرے اور گناہ نہ کرے) اور اپنی عزت کی حفاظت کرے اور شوہر کی اطاعت فرمانبرداری کرے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔
(مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۳۰۶)

تشریح وتفصیل

میری محترم اسلامی بہنو! جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے اپنے اپنے خصوصی اعمال کی وجہ سے جنت کے دروازے سیلوگ جائیں گے عموماً لوگ ایک دروازے سے جانے کے مستحق ہوں گے بعض مرد اور بعض عورتیں ایسی ہوں گی کہ ان کو جنت کے ہر آٹھوں دروازے سے جانے کی اجازت ہوگی اور ان کو اختیار ہوگا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہیں جنت میں چلی جائیں یہ کون عورت ہوگی جن میں یہ تین

اوصال ہوں گے۔

تقویٰ والی زندگی ہوگی یعنی تمام ناجائز اور شریعت کی منع کردہ چیزوں سے بچتی ہوں گی ہر گناہ کی بات سے بچتی ہوں گی مثلاً پانچوں نمازوں کی پابند خصوصاً صبح کی نماز کی اپنے زیور کا حساب سے اگر نصاب کے برابر زکوۃ نکالتی ہوگی کسی سے لڑتی جھگڑتی نہ ہوگی شوہر کے علاوہ کسی پر نظر اور نگاہ نہ رکھتی ہوگی سینما اور ٹی۔وی کے ذریعہ عفت کو برباد نہ کرتی ہوگی۔ شوہر کی ہر اس امر میں جس سے شریعت نے منع نہیں کیا اطاعت و فرمانبرداری کرتی ہوگی اس میں غفلت سستی بہانہ نہ تراشتی ہوگی۔

عورتوں کے لئے گھریلو کام کا ثواب جہاد کے برابر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول تاجدار رسالت پیکر وعظمت وشرافت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کرنے سے مراد تو فضیلت لوٹ گئے ہم عورتوں کے لئے بھی کوئی عمل ہے جس سے جہاد کی فضیلت کو ہم پاسکیں آپ نے فرمایا ہاں گھریلو کام میں تمہارا لگنا یہ جہاد کی فضیلت کے برابر ہے۔

(مطلب عالیہ ج ۲ صفحہ ۳۹ بیہقی جلد ۶ صفحہ ۴۲۰)

تشریح وتفصیل

اندرون خانہ جتنے بھی امور ہیں خواہ اس کا تعلق کھانے سے ہو خواہ صفائی سے ہو یا بچوں کی تربیت و پرورش سے متعلق ہو یا سامان کے نظم وضبط سے متعلق ہو ان سب کو نگرانی اور دیکھ بھال اس کو باحسن وجہ کرنا عورت اہل خانہ کی ذمہ داری ہے اور خدا رسول نے بڑی فضیلت بیان کی ہے اور اس پر بڑا ثواب دیا ہے مردوں کو جو جہاد اور قتال میں ثواب ہے وہی ثواب شریعت نے ان عورتوں کو گھریلو کام میں دیا ہے افسوس کہ مال دار عورتیں اور نئی تہذیب سے متاثر عورتیں اس بے عیب وشرافت کے خلاف

سمجھتی ہیں وہ برتن دھونے کو جھاڑو دینے کو گھر صاف کرنے کو، گھر میں نل کنواں ہو تو پانی بھرنے کو، معیوب عزت ونشان کے خلاف سمجھتی ہیں اس لئے یہ کام خادمہ سے لیتی ہیں گرچہ خادمہ رکھنا مالی وسعت کے اعتبار سے جائز ہے مگر ان کاموں کے کرنے میں کوئی عیب نہیں یہ تو ثواب کا کام ہے عزیز ماؤں اور بہنو! آج ثواب لوٹ لو ثواب لو کل آخرت میں کام آئے گا نوابوں کے طریقے اور مغربی تہذیب پر لعنت پھینکو۔

عورت کے لئے اس کا شوہر جنت یا جہنم

حصین بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نبی پاک رسول اکرم سرور معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائیں ضرورت پوری ہونے کے بعد آپ نے ان سے پوچھا کیا تم شوہر والی ہو گیا! ہاں تو نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تم ان کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرتی ہو۔ انہوں نے کہا ہر ممکن طریقے سے خدمت کرتی ہوں کوئی کوتاہی نہیں کرتی ہوں۔ ہاں مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ حضور مکی مدنی سرکار محبوب ربّ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ان کی رعایت کرو وہ تمہارے لئے جنت یا جہنم۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۴، عشرۃ النساء صفحہ ۱۷۱ حاکم)

تشریح وتفصیل

میری محترم اور پیاری اسلامی بہنو! اس حدیث پاک میں رسول اکرم، سرور معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شوہر تمہارے لئے جنت یا جہنم ہے معنی اس کی خدمت اس کی رضا وخوشنودی سے تم جنت جاسکتی ہو۔

شوہر کی اطاعت ہر حال میں خواہ بیکار ہی معلوم ہو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے

سرور نے فرمایا اگر آدمی اپنی بیوی کو حکم دے کہ وہ جبل احمر (کے چٹان کو) جبل اسود کی طرف منتقل کرے یا جبل اسود (کے چٹان کو) جبل احمر کی طرف منتقل کرے اس کا حق ہے کہ وہ ایسا کرے۔

(ابن ماجہ ۱۳۴، مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۳، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۵۶)

تشریح و تفصیل

اس حدیث پاک میں محبوب ربّ العزت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبالغتہً اور تاکیداً فرمایا کہ اگر اسے پہاڑ یا اس چٹان کو ایک جگہ سے دوسری طرف منتقل کرنے کو کہے تو باوجود یہ کہ یہ ایک بیکار عبث اور مشکل ترین کام ہے لیکن اس کی زوجیت کا تقاضا ہے وہ شروع کرے انکار نہ کرے خواہ وہ ہو یا نہ ہو۔ خواہ مشکل ہو یا آسان۔ خواہ اس میں فائدہ ہو یا نہ ہو ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ کوئی مشکل حقیقت آمیز کام یا عبث و بے کار کام کا حکم دے۔ تب بھی اس سے ناہی انکار نہ کرے۔

شوہر کی اطاعت کی وجہ سے مغفرت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک حضور السالکین محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہین کہ ایک شخص گھر سے باہر جاتے ہوئے اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ گھر سے نہ نکلنا اس کے والد گھر کے نچلے حصے میں رہتے تھے وہ گھر کے اوپر رہا کرتی تھی والد بیمار ہوتے تو اس نے نبی پاک اکرم سرورِ معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیج کر عرض کیا اور معلوم کیا آپ نے فرمایا اپنے شوہر کی بات مانو چنانچہ اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔ پھر اس نے حضور مکی و مدنی سرکار محبوب ربّ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آدمی بھیج کر معلوم کیا آپ نے فرمایا شوہر کی اطاعت کرو پھر نبی مکرم، رہبر انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے

پاس یہ پیغام بھیجا کہ اللہ پاک نے تمہارے شوہر کی اطاعت کی وجہ سے تمہارے والد کی مغفرت کردی۔ (مجمع جلد۴ صفحہ۳۱۶)

تشریح وتفصیل

میری اسلامی بہنو! حدیث بالا میں عورت کا اپنے والد کے پاس نہ جانا صرف شوہر کی اطاعت کی وجہ سے تھا حضور مکی ومدنی سرکار، محبوب ربّ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی کی تاکید کی تھی جب شوہر نے اسے نکلنے کی اجازت نہیں دی ہے تو مت نکلو اور اس بات کا لحاظ رکھو۔ یہاں تک کہ والد کی وفات ہوگی اللہ پاک نے اس اطاعت کی برکت سے اس کے والد کی مغفرت فرمادی۔ جب بیوی کی اطاعت سے اس کے والد کی مغفرت ہوگئی تو خود عورت مغفرت کے لائق نہ ہوگی یقیناً ہوگی۔

نہ نماز قبول ہوگی اور نہ نیکی چڑھے گی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت پیکر عظمت و شرافت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین لوگوں کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی اوپر چڑھتی ہے۔

(۱) بھاگے ہوئے غلام کی تاوقتیکہ اپنے مولیٰ کے پاس نہ آجائے اور ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دے دے۔

(۲) ایسی عورت کی جس سے اس کا شوہر ناراض ہو۔

(۳) اور مست شرابی کی تاوقتیکہ شراب کا اثر ختم نہ ہوجائے۔

(بیہقی فی الشعب جلد۶ صفحہ۴۱۷)

تشریح وتفصیل

میری محترم اسلامی بہنو! مرد عورت پر نگراں ہے اور عورت اس کے ماتحت ہے

خدا کے بعد عورت کے لئے شوہر ہی ہے والدین کے حق پر شوہر کا حق غالب ہو گیا اگر مذہب میں کسی کو سجدہ تعظیمی کی اجازت ہوتی تو عورت کو ہوتی کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ حدیث پاک میں ہے عورت کے لئے اس کا شوہر جنت یا جہنم ہے کہ اس کے حق کو ادا کر کے جنت پاسکتی ہے جس کا اتنا بڑا حق ہو بھلا اسے ناراض کیسے چھوڑا جا سکتا ہے۔ پھر خدائے پاک نے جسے رفیق حیات ہو زندگی بھر کا ساتھی اور معاون بنایا ہو۔ دنیاوی اعتبار سے جس کے بغیر گزر راہ نہیں اسے کیسے ناراض رکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے اگر وہ کسی وجہ سے ناراض ہو جائے گو بلا معقول وجہ سے سہی تو اسے یونہی نہیں چھوڑ دیا جائے بلکہ اسے خوش کرنے کی کوشش کی جائے اسی لئے شریعت نے تاکید کی کہ جب تک اسے راضی نہ کیا ایسی عورت کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی۔

غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو شوہر کا حکم ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔

تشریح و تفصیل

قیس بن سعد کی روایت میں ہے کہ جب وہ میرہ گئے تو انہوں نے (عیسائیوں کو) دیکھا کہ وہ اپنے مرزبانی (مذہبی عالم) کو سجدہ کرتی ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی پاک رسول اکرم سرور معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ تو سجدہ کے لائق ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میری قبر پر سے گزرو گے تو کیا مجھے سجدہ کرو گے میں نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو اگر میں سجدہ کا حکم کسی کو دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اللہ

نے ان کے لئے ان پر حق رکھا ہے (یعنی اکرام واحترام واطاعت کا) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہا ایک اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا تو آپ کے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو کہا: اے اللہ کے رسول محبوب ربّ العزت محسن انسانیت! اشجارہ بہائم سجدہ کرتے ہیں۔ ہم تو اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ آپ نے فرمایا عبادت اللہ کی کرو۔ اپنے بھائی کا اکرام کرو۔ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

(مجمع جلد۴ صفحہ ۳۱۲)

ناشکرگزار کی طرف خدا کی نگاہ بھی نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی پاک محبوب ربّ العزت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ پاک اس عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے جو اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہے اور اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتی۔

(مجمع الزوائد جلد۴ صفحہ ۳۱۲ بزار، نسائی)

تشریح وتفصیل

میری محترم اسلامی بہنو! شکر گزاری بہترین وصف ہے اس سے تقویٰ میں اضافہ ہوتا ہے اپنے محسن کا شکر گزار ہونا نعمتوں اور نوازشوں کے اضافہ کا سبب ہوتا ہے جو عورت شوہر کا شکرادا نہیں کرتی اور ہمیشہ زبان پر ناشکری رہتی ہے اور سمجھتی ہے کہ ہمارے ساتھ ظلم اور حق تلفی ہو رہی ہے شوہر سے اس کا بناؤ نہیں ہوتا۔ شوہر سے اسے محبت اور مودت نہیں رہتی ہے جس سے دونوں کے درمیان تعلقات خوشگوار قائم نہیں رہتے اور اچھا خاصا گھر اور نعمتوں اور راحتوں کے اسباب کے باوجود گھر کا جہنم کا نمونہ

بن جاتا ہے اس لئے شریعت نے ہر ایسی چیز سے منع کیا ہے جس سے آپس کے تعلقات پر اثر پڑے محبت پر اثر پڑے اس لئے عورتوں کو چونکہ اسی گھر میں زندگی گزارنی ہے ناشکری کے کلمے نکالنے میں احتیاط کرے کہ یہ خدا کی نگاہوں میں گر جانے کا باعث ہے پریشانی ہے تو برداشت کی کوشش کرو۔ کل جنت میں اس برداشت کا مزہ لوٹو گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک کون مبغوض عورت

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور مکی و مدنی سرکار، محبوب ربِّ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مجھے وہ عورت مبغوض ہے جو اپنے گھر سے (بلا اجازت شوہر) شوہر کی شکایت کرتے ہوئے نکلے۔ (مجمع الزوائد جلد ۴)

تشریح و تفصیل

خیال رہے کہ ہمیشہ ہر وقت ایک ساتھ رہنے سے ضرور کچھ نہ کچھ حق تلفی ہوتی ہے مختلف عوارض اور شریعت کی رعایت و خوفِ خدا نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے حقوق کا ضائع ہونا ایک معمولی بات ہے۔ پھر جبکہ ہمیشہ ایک ساتھ رہنا اور ہر ایک کا فائدہ دوسرے سے وابستہ ہے تو ایسی صورت میں آپس میں شکایت کی بات ہو جائے کبھی کچھ معمولی تکلیف پہنچ جائے تو زبان پر شکایت نہیں لانی چاہئے کہ اس سے خوشگوار تعلقات جو بہت ہی ضروری ہے اور جس کے لئے بیشمار فوائد و منافع ہیں۔

شوہر سے بھلائی کا انکار تو اعمال برباد

میری پیاری اسلامی بہنو! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب عورت شوہر کے بارے میں یہ کہے کہ میں نے تم سے کوئی بھلائی نہیں پائی! تو اس کے اعمال کا ثواب، حبط ہو جاتے ہیں یعنی برباد اور

ضائع۔ (جامع صغیر صفحہ ۵۱۴، کنز جلد ۱۶ نمبر ۴۶۰۷۵)

تشریح و تفصیل

خدا کی پناہ کیسی سخت وعید، ذرا سی ناشکری کے جملے پر اعمال ہی اکارت اکثر و پیشتر عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ جہاں کوئی شکایت شوہر سے ہوتی کوئی لڑائی و جھگڑے کی نوبت آئی۔ اس گھر میں چین نہیں ملا، کوئی امید پوری نہیں ہوئی! کوئی تکلیف ہوگئی، فوراً کہہ دیتی ہیں اس نے مجھے کچھ نہیں دیا، میں ہمیشہ نوکر کی طرح گھستی رہی مگر میرا کبھی لحاظ نہیں کیا گیا کبھی اس نے میرا خیال نہیں کیا، اس قسم کے جملے بہت بُرے ہیں اس سے اعمال کا ثواب برباد ہو جاتا ہے۔ اکارت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو نیکیاں گزشتہ کی ہیں وہ بے اثر ہو جاتی ہیں۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنم میں عورتوں کو مردوں سے زیادہ دیکھا پوچھا تو فرمایا شوہر کی ناشکری کرنے کی وجہ سے جس شوہر نے حسب ضرورت وسعت وحیثیت ہمیشہ آرام دیا کبھی کسی وجہ سے شکایات ہوگئی کہ عموماً ایک گھر میں آپس میں ساتھ رہنے کی وجہ سے ہو جاتی ہے تو بلا جھجک کہہ دیتی ہیں اس سے ہم کو کبھی آرام نہیں ملا۔ ہرگز ایسا جملہ نہ نکالے، کوئی شکایت کی بات ہو جائے تو سنجیدگی سے حل کرے، برداشت کرے، مردوں کو بھی چاہئے کہ ایسے اسباب سے احتیاط کرے کہ عورت کی زبان سے ایسی بات نہ نکلے۔

بلا اجازت شوہر نفل روزے کی اجازت نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم سرور معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے درست نہیں کہ وہ شوہر کی موجودگی میں روزہ رکھے ہاں مگر اس کی اجازت سے ایک روایت میں ہے کہ اسنے اگر روزہ رکھا

تو بھوکی پیاسی رہی اور قبول نہ کیا جائے گا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۸، بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۸۲، مسلم)

تشریح و تفصیل

عورت کو شوہر کی خدمت و رعایت کے پیش نظر نفلی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہو سکتا ہے کہ شوہر کو کسی وقت ضرورت پیش آ جائے یہ اس کا حق ہے البتہ وہ خود اجازت دے تو پھر درست ہے ہاں اگر شوہر گھر میں موجود نہ ہو سفر پر ہو تو اجازت ہے۔ خیال رہے کہ یہ نفلی روزے کے متعلق ہے رمضان کے روزے کے متعلق یہ بات نہیں۔ اگر شوہر رمضان کے روز منع کرے تب بھی چھوڑنا جائز نہیں چونکہ خدا کی نافرمانی ہو تو مخلوق کی اطاعت جائز نہیں اسی وجہ سے ایک حدیث میں ہے سوائے رمضان کے عورت روزہ نہ رکھے جب کہ اس کا شوہر موجود ہو۔

(کنز العمال صفحہ ۲۱۶ صفحہ ۱۲۲۸ ق)

دیکھا شریعت نے عورتوں کو کتنی تاکید کی ہے کہ وہ شوہروں کی رعایت کریں اس رعایت کی وجہ سے تو دونوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم رہیں گے۔

شوہر کی خدمت پر شہادت کے قریب درجہ

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک محبوب ربّ العزت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت، اس کے حق کو ادا کرے، نیک باتوں کو قبول کرے، نفس اور مال کی خیانت سے پرہیز کرے (تو ایسی عورت کا) جنت میں شہیدوں سے درجہ کم ہوگا اگر شوہر بھی اس کا مومن اور بہتر اخلاق والا ہے تو یہ عورت اس سے ملے گی ورنہ ایسی عورت کی شادی اللہ تعالیٰ شہیدوں سے کر دے گا۔ (کنز العمال جلد ۱۶ صفحہ ۱۴۴ طبرانی)

تشریح وتفصیل

حدیث پاک میں شوہر کی خدمت اور نیکی پر شہداء کے قریب درجہ ملنا بتایا گیا ہے، کس قدر فضیلت کی بات ہے صرف ایک ہی درجہ کا فرق رہ جاتا ہے۔

حدیث پاک میں دوسرا جزو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر عورت نیک اور صالح ہو اور اس کا شوہر بھی نیک ہو تو جنت میں اسی طرح شوہر بیوی بن کر رہیں گے اور اگر نیک نہ ہو تو پھر شہداء کے ساتھ ان کی شادی کرادی جائے گی نیک عورت کے لئے یہ کس قدر فضیلت کی بات ہے۔

لعنت والی عورت کون

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر سے (غصہ کی وجہ سے) الگ بستر پر رات گزارے تو فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ عورت شوہر کے پاس آجائے۔

(بخاری ومسلم جلد ۲ صفحہ ۷۸۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب ربّ العزت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شوہر جب بیوی کو بستر پر بلائے اور انکار کر دے تو فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہوجائے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۸۲)

تشریح وتفصیل

میری پیاری بہنو! اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو شوہر کی مرضی اور ضرورت و خواہش کی رعایت کرنی ضروری ہے اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو اور نہ کوئی بیماری وغیرہ ہو جس سے نقصان کا اندیشہ ہو تو اس کی خواہش کی رعایت واجب ہے۔ ورنہ فرشتوں کی

لعنت کی مستحق ہوگی حدیث پاک میں عورتوں کے لئے جب کہ وہ شوہر کی خواہش اور مرضی کو بلا کسی معقول عذر کے ٹھکرا دے سخت وعید و مذمت ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جسے امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے تو ملا اعلیٰ آسمان والوں کی جانب سے (یعنی فرشتوں کی طرف) سخت غضب میں گرفتار ہوتی ہے تاوقتیکہ اسے خوش نہ کر دے (خواہ کسی بھی طرح سے ہو بات چیت کے ذریعہ سے ہو یا تکمیل خواہشات کے ذریعہ سے)۔

(مسلم، عینی جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)

شوہر سے طلاق مانگنے پر جنت حرام

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت پیکر عظمت و شرافت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر سے بلا کسی ضرورت شدیدہ و پریشانی کے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۴۸، ابوداؤد صفحہ ۳۰۳، ترمذی صفحہ ۳۲۶)

تشریح و تفصیل

میری پیاری بہنو! طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے کہ اس سے دو خاندانوں کے درمیان عناد اور مخالفت پیدا ہوتی ہے لڑائی جھگڑے کے علاوہ بہت سے گناہوں کا سبب ہے۔ تعلقات ٹوٹتے اور خراب ہوتے ہیں جوڑ اور ربط محمود ہے اور اس کی تاکید ہے توڑ مزموم ہے اور اس پر سخت وعید ہے اسی وجہ سے طلاق کے مطالبہ پر سخت وعید ہے کہ ایسی عورت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گی جب کہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی دوری سے آئے گی عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ شوہر بیوی میں لڑائی ہوئی گھریلو زندگی میں ایسی باتیں پیش آ جاتی ہیں سو عورت مارے غم کے کہتے ہے کہ ہمیں

چھوڑ دیجئے ہمارا رشتہ ختم کر دیجئے بسا اوقات شوہر غم اور غیظ میں ہونے کی وجہ سے کہتا ہے جاؤ، بیوی کو ہرگز زبان سے ایسی بات نہ نکالنی چاہئے جہاں مرد کو پریشانی بھگتنی پڑتی ہے۔

دودھ پلانے کا ثواب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر تمام نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب عورت بچہ جن دے تو اس کے دودھ کا قطرہ نکلتا ہے اور جو بچہ دودھ چوستا ہے تو ہر گھونٹ اور ہر قطرہ پر اسے نیکی ملتی ہے اور جب اس کی وجہ سے رات جاگتی ہے تو اسے ستر صحیح وسالم غلام خدا کی رہ میں آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(مختصراً مجمع جلد۴ صفحہ ۳۰۸)

تشریح وتفصیل

خیال رہے کہ بچوں کی پرورش اور اس کی اچھی تربیت صدقہ جاریہ اور دین ودنیا میں اچھے نتائج کا باعث ہے اسلام کی بلند پایہ امور میں سے ہے کہ پرورش جو ماں کا ایک فطری تقاضا ہے جس کے کرنے کو وہ صحبۃً مجبور ہے اس میں بھی اسے ثواب دیا گیا ہے دودھ کے ہر قطرے پر ایک نیکی اور اس کی وجہ سے جاگنے پر غلام آزاد کرانے کا ثواب کس قدر خدا کا کرم ہے۔ نئی تہذیب سے متاثر ہو کر بعض عورتیں دودھ پلانے کو صحت کے اعتبار سے نقصان دہ سمجھتی ہیں سو یہ غلط ہے فطرت خداوندی نے اس خاصیت سے عورتوں کو نوازا ہے طبی اعتبار سے تو عورتوں کی صحت اور اچھی ہوتی ہے ادھر بچہ کی صحت بھی اچھی رہتی ہے ماں کے دودھ میں جو محبت ہے وہ مصنوعی دودھ میں نہیں نہ پلانا دودھ کے لئے نقصان دہ ہے خدارا نئی تہذیب اور آزاد عورتوں کی روش اختیار نہ کرو دودھ پلاؤ شریعت کا حکم سمجھ کر پلاؤ ثواب پاؤ گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی پہلے کون عورت جنت میں جائے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب ربّ العزت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھولوں گا ہاں مگر یہ کہ ایک کو دیکھوں گا کہ وہ مجھ سے بھی آگے جارہی ہوگی میں اس سے پوچھوں گا کیا بات ہے تم کون ہو (کہ مجھ سے بھی پہلے جنت میں جارہی ہو) وہ کہے گی میں وہ عورت ہوں جو شوہر کی وفات کے بعد یتیم بچہ کی پرورش کی وجہ سے شادی سے رکی رہی۔ (اتحاف السادۃ ۵/ ۴۰۷، ابویعلی، مجمع الزوائد ۸/۱۶۲)

تشریح وتفصیل

بڑی رحم قابل رشک دولت ہے کہ ایسی عورت جس نے فرائض واجبات کی پابندی کے ساتھ عفت کا لحاظ کرتے ہوئے ایک بچے یا بچی کی پرورش کی خاطر کہ یہ بچہ ٹھیک سے پلے پھولے جوانی کو اس تربیت میں قربان کردیا۔

عورتوں کو ضرورت پر باہر نکلنے کی اجازت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجور سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں مگر شدید ضرورت کی بنیاد پر۔ (طبرانی کنزالعمال جلد ۱۶ صفحہ ۱۶۳)

تشریح وتفصیل

میری محترم اسلامی بہنو! اس حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی عام اجازت نہیں آج کل عورتوں کا باہر نکلنا بہت عام ہوگیا ہے بلاضرورت یا معمولی ضرورت سے باہر بازاروں میں نکلتی رہتی ہیں ضرورت کا کام مرد کرسکتے ہیں مگر پھر بھی مردوں کی بجائے خود سے انجام دیتی ہیں مردوں کے کام پر انہیں اطمینان نہیں

ہوتا بلاضرورت بازار کا حیلہ و بہانہ بنا کر پھرتی رہتی ہے۔

یہ شرافت و عفت کے خلاف ہے دوکان پر جو مردوں سے نقاب کھولے بے حیا بہ بلا جھجک بات کرتی پھرتی ہیں پردے اور عورتوں کے متعلق خاص سامان جوانوں سے بلا شرم و حیا خریدتی رہتی ہیں شریعت نے اس سے منع کیا ہے ہاں مگر ضرورت پر اجازت دی گئی ہے مرد نہ ہو مردوں سے متعلق کام نہ ہو تو عورتیں باہر جاسکتی ہیں مثلاً ڈاکٹر کے یہاں جانا ہو خود یا بچوں کو لے کر اور کوئی مرد نہ ہو تو جاسکتی ہے یا رشتہ داری میں کوئی بیماری ہو یا شادی بیاہ میں یا موت ولادت میں جانے کی ضرورت پڑ جائے اور مرد نہیں تو جاسکتی ہیں اسی طرح اور کوئی ضرورت پڑ جائے اور کوئی باہر جانے والا نہ ہو نہ خادم لڑکا ہو تو بازار یا ضرورت کے کام سے جاسکتی ہے ہاں مگر ان تمام موقعوں پر پردے کا خیال رکھے چہرے کا نقاب نہ کھولے کہ فتنہ اور ہوائے نفس کا دور ہے خصوصاً نئی عمر اور جوان عورتوں کے لئے نقاب کھولنا درست نہیں نقاب گرائے معاملہ کرے۔

دوپٹہ کیسا ہو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ان اولین مہاجر عورتوں پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں جب یہ آیت کہ اپنے سینوں پر ڈوپٹہ ڈال لیا کرو تو ان عورتوں نے اپنی (موٹی) چادروں کو کات کر دوپٹہ بنالیا (اور ذرا پس و پیش نہیں کیا) بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۰

تشریح و تفصیل

ایسا دوپٹہ جس سے بال بدن کی کھال نظر آئے بدن اور اس کا رنگ ظاہر ہو پہنا جائز نہیں آج کل نئی تہذیب میں دوپٹہ یا تو بالکل ختم ہو گیا ہے یا نمائش کے طور پر باریک چھوٹا سا دوپٹہ جس سے نہ ستر ہوتا نہ پردہ اس سے تو نماز بھی درست نہیں ہوتی

بعض عورتیں نماز کے وقت تو دبیز دوپٹہ استعمال کرتی باقی اوقات میں باریک، سو اگر گھر میں شوہر کے قابل پردہ شخص مثلاً دیور، خسر وغیرہ ہو تو یہ طریقہ بھی جائز نہیں۔

کسی کو آگ کا یا ماچس وغیرہ دینے کا ثواب

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب ربّ العزت محسن انسانیت نے فرمایا جس نے کسی کو آگ دی گویا اس نے آگ پر سے پورے کھانے کا صدقہ کیا۔ (یعنی اس کا ثواب پایا/ مجمع الزوائد صفحہ ۱۳۶)

تشریح و تفصیل

گھریلو زندگی کے اعتبار سے کبھی کبھی آگ ماچس برتن وغیرہ کی ضرورت پیش آجاتی ہے وقت پر نہ ملنے پر بڑی پریشانی ہوتی ہے اگرچہ یہ معمولی یا کم قیمت کی ہوتی ہے مگر بنیادی ضرورتوں میں ہوتی ہے سو اس کے دینے کا اتنا بڑا ثواب ہے۔

بعض عورتیں بڑی بخیل طبع کی ہوتی ہیں عمولی چیز شدت ضرورت کی وجہ سے مانگنے جاؤ جیسے آگ، ماچس کی تیلی، نمک وغیرہ تو انکار کر دیتی ہیں اور بعض تو طعن آمیز جملہ کہہ دیتی ہیں بڑی بُری اور ثواب عظیم سے محرومی کی بات ہے اسی طرح مہمان آجانے پر کوئی تکیہ، بستر، اور چارپائی مانگ لے یا چاقو کلہاڑی کدال وغیرہ حسب ضرورت مانگ لینے پر انکار کرنا ممنوع ہے۔

میری پیاری اسلامی بہنو! اس طرح کی پاکیزہ سوچ کہاں سے ملے گی دعوت اسلامی کے پیارے پیارے ماحول سے ملے گی۔

الحمد للہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کرکے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر اپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ اپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں، آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروادیجئے۔ ان شاءاللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاءاللہ عزوجل

اللہ تعالٰی ہم سب کو دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالٰی دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

قابلِ رشک خواتین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

﴿فضیلتِ دورد پاک﴾

آقائے رحمت، مالکِ کوثر و جنت، حبیبِ ربّ العزت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ بابرکت ہے: جب تم اذان سنو تو جیسے موذن کہے تم بھی کہتے جاوَ، پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے وسیلے سے دعا کرو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک مکان ہے وہ صرف ایک ہی بندے کے لئے بنایا گیا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ وہ اللہ کا بندہ میں ہی ہوں، پس جو میرے وسیلے سے سوال کرے گا وہ میری شفاعت کو پالے گا۔

(آبِ کوثر صفحہ ۷۵ بحوالہ سعادۃ الدارین صفحہ ۵۶)

تُو ہے بے تاب تو پڑھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود
دل کی تسکین ثنا خوانی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

صبر اور نماز سے مدد چاہو:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما کے بیٹے محمد بن ابو بکر مصر میں ۳۸ھ میں شہید ہوئے! بعد شہادت دشمنوں نے ان کی لاش کو ایک گدھے کی کھال میں بند کر کے جلا دیا تھا! جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے نہایت صبر سے کام لیا اور مصلے پر کھڑی ہو گئیں! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ (کنزالایمان پ ا، بقرہ ۴۵)

ہماری اکابرین اللہ تعالیٰ کے دیگر احکامات کی طرح اس نامرنِ عالیشان پر بھی سختی کے ساتھ عامل تھیں۔ جیسا کہ واقعہ میں ذکر کیا گیا، نیز اسماء بنت عمیس کا اپنے بیٹے کی شہادت اور پھر اس کی لاش کے بے دردی کے ساتھ جلا دیئے جانے کی خبر سن کر صبر فرمانا اور پھر نماز کے لئے مصلے پر تشریف فرما ہونا ثابت کرتا ہے کہ انہیں اپنے غم سے زیادہ احکام خداوندی پر عمل پیرا ہونے کی فکر تھی۔ پیاری اسلامی بہنو! کاش! ہماری فکروں اور عمل میں بھی اسی جیسا انقلاب برپا ہو جائے اور بڑی سے بڑی مصیبت ہمیں ہوش و حواس سے بیگانہ کر کے اطاعت ربّ العلیٰ سے دور نہ کر سکے۔

صبر کی پہاڑ

طواف بیت اللہ کے دوران شیخ ابو الحسن سراج کی نظر ایک عورت پر پڑی! وہ نہایت حسین و جمیل اور خوبرو تھی۔ آپ نے فوراً نگاہیں ہٹاتے ہوئے اپنے آپ سے کہا! بخدا میں نے آج تک ایسا چہرہ نہیں دیکھا، شاید یہ اس کی خوشحالی اور فکر و غم سے آزادی کا نتیجہ ہے۔

عورت نے آپ کی یہ بات سن لی۔ اس نے کہا: آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ واللہ میں غموں سے چور چور ہوں اور میرا دل رنج و آلام سے زخمی ہے۔ آپ نے دریافت

فرمایا تجھے کون سا غم لاحق ہے؟ وہ بولی ایک دن میرے شوہر نے ایک بکری کو قربان کیا، قریب ہی میرے دونوں چھوٹے بچے کھیل رہے تھے، ایک شیر خوار میری گود میں تھا، میں کھانا پکانے میں مصروف ہو گئی، دونوں لڑکوں میں سے بڑے نے دوسرے سے کہا، میں تجھے بتاؤں کہ ابا جان نے بکری کو کیسے ذبح کیا؟ چھوٹے نے کہا: ہاں بتاؤ! بڑے نے چھری ہاتھ میں لی بھائی کو زمین پر لٹایا اور ذبح کر دیا۔ بھائی کا خون اور تڑپنا دیکھ کر خود پہاڑ پر بھاگ گیا اس کا باپ اس کی تلاش میں گیا مگر اسے نہ پا سکا، کیونکہ بھیڑیئے نے اسے پھاڑ کھایا تھا۔ میرا شوہر بھی پہاڑ سے زندہ واپس نہ آ سکا۔ پیاس کی شدت اور گرمی نے اس کی بھی جان لے لی۔ ذبح شدہ لڑکے کی آواز سن کر میں اسے دیکھنے گئی اور شیر خوار بچہ چولہے کے پاس چھوڑ گئی اس نے گرم ہانڈی اپنے اوپر انڈیل لی اور جل کر ہلاک ہو گیا۔

میرے ان تمام بچوں سے بڑی ایک بیٹی بھی تھی جس کی شادی ہو چکی تھی وہ اپنے شوہر کے گھر رہتی تھی۔ ان واقعات کی خبر اس کو پہنچی تو وہ صدمہ کو برداشت نہ کر سکی اور تڑپ تڑپ کر مر گئی اب صرف تنہا میں رہ گئی ہوں۔ جوان تمام غموں کا بوجھ لئے زندگی کے دن پورے کر رہی ہوں۔

آپ نے اس کی داستانِ غم سنی تو بے حد متعجب ہوئے اور پوچھا آخر تو نے ان تمام آزمائشوں پر صبر کیسے کر لیا؟ اس نے جواب دیا، جو بھی صبر اور بے صبری پر غور کرے گا۔ تو ان کو الگ الگ پائے گا۔ پس اگر خوشحال ظاہر کر کے صبر اختیار کیا تو اس کا انجام بہتر اور پھل میٹھا ہوگا اور اگر بے صبری میں مبتلاء رہا تو اس کا انجام بُرا اور اجر و ثواب سے محروم رہے گا۔ لہٰذا میں بھی صبر کر رہی ہوں۔ اور ان مصیبتوں کے باعث پیدا ہونے والے آنسو میرے دل پر گر رہے ہیں اتنا کہہ کر وہ عورت آپ کے پاس سے رخصت ہو گئی۔ (روض الریاحین)

پیاری اسلامی بہنو! مصیبت پر صبر کرنا یقیناً بہت اہم و عظیم و باعث برکت کام ہے، اس کی عظمت کا اندازہ اس آیت پاک سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ

اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ﴿۱۱﴾

مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کیے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (کنز الایمان پ ۱۲، ھود ۱۱)

اس میں ثواب کی کثرت اور اس میں پوشیدہ عظمت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ جس پر بے شمار احادیث گواہ ہیں۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لوہار کے ہاں گئے جو کہ ابن رسول سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضاعی والد تھے۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحب زادے کو گود میں اٹھایا۔ انہیں چوما اور سونگھا۔ کچھ عرصے بعد ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوبارہ وہاں گئے اس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جان کنی کے عالم میں تھے۔ ان اس تکلیف میں مبتلاء دیکھ کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی اشک باری فرمارہے ہیں؟ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے (یعنی یہ شفقت کی بناء پر ہے بے صبری کا رونا نہیں)۔ یہ فرماکر دوبارہ رونے لگے، پھر فرمایا! بلاشبہ آنکھیں بہہ رہی ہیں اور دل غمگین ہے مگر ہم وہی کریں گے جس سے ہمارا

ربّ عزوجل راضی ہو (یعنی ہم صبر فرمائیں گے) اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔ (بخاری ومسلم)

لہٰذا معلوم ہوا کہ صبر کرنا ہی ہمارے لئے باعث برکت ہے۔ اس کے برعکس بے صبری نہ صرف ثواب کو ضائع کروا دیتی ہے بلکہ انسان اللہ تعالیٰ کے غضب میں بھی گرفتار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ بڑا ثواب بڑی آزمائش کے ساتھ ملتا ہے اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کے ساتھ محبت فرماتا ہے تو انہیں آزمائشوں میں مبتلاء کر دیتا ہے جو راضی ہوتا ہے (یعنی صبر کرتا ہے) تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جو ناراض ہوتا ہے (یعنی بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے) تو اس کے لئے ناراضگی ہے۔ (ترمذی)

اس سے ہماری وہ مسلمان بہنیں درس عبرت حاصل فرمائیں جو اس قسم کے موقوں پر شکوہ شکایت کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ بلکہ بسا اوقات کلمات کفر بک کر دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بہن کو صبر و تحمل کا پہاڑ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

جنتی عورت

حضرت عطاء ابن رباح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔ کیا میں تجھے ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور دکھایئے'' فرمایا'' وہ سامنے کھڑی ہوئی حبشی عورت۔ اس نے ایک مرتبہ رسول پاک، نور مجسم، کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی تھی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس کے باعث میرا ستر ظاہر ہو جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا

فرما دیجئے۔ رسول اللہ محسن انسانیت عظمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر تو چاہے تو صبر کر، اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تجھے جنت عطا فرمائے گا اور اگر پسند کرے تو اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے عافیت وتندرستی کی دعا کروں اس عورت نے عرض کی میں ان شاء اللہ صبر کروں گی۔ لیکن اپ یہ دعا ضرور فرما دیجئے کہ اس حالت میں میرا استر ظاہر نہ ہوا کرے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے حفاظت ستر کی دعا فرمائی (بخاری ومسلم)

وضاحت

پیاری اسلامی بہنو! ان صحابیہ کا نام سقرہ یا سکیرہ یا شہیرہ تھا آپ بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بال بنایا کرتی تھیں چونکہ یہ ضعیف خاتون تھیں لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا انہیں دیکھنا یا دکھانا ممنوع نہ تھا کیونکہ ہدایہ شریف میں ہے اگر عورت بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ جسے دیکھ کر شہوت پیدا نہ ہوتی ہو تو اس سے مصافحہ کرنے میں حرج نہیں (جب مصافحہ جائز ہوا تو دیکھنا تو بدرجہ اولیٰ روا ہوگا)۔

پیاری اسلامی بہنو! صحابیات کریمہ رضی اللہ عنہن صحبت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اخروی انعامات کو ہمیشہ فوقیت دی کرتی تھیں کیونکہ انہیں بخوبی معلوم تھا اخروی انعام اسی کا عطا کیا جاتا ہے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی وخوش ہوتے ہیں اسی یقین نے مذکورہ صحابیہ رضی اللہ عنہا کو بیماری پر صبر کرنے کا حوصلہ وہمت عطا فرمائی ہماری اسلافِ کرام رضی اللہ عنہن ہمیشہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہا کرتی تھیں شکوہ شکایت کو کبھی بھول کر بھی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا آپ کا بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیماری کا ذکر کرنا بھی شکایۃً نہ تھا بلکہ فقط ستر کی حفاظت میں ناکامی کی بناء پر تھا۔

نیز ان پاکیزہ نفوس میں حیاء کا مادہ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت کی بشارت حاصل کر لینے کے باوجود آپ نے ستر کے معاملے میں دوبارہ درخواست پیش کی نیز صحابیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح معلوم تھا کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر دعا ضرور بارگاہِ الٰہی سے قبولیت کا پروانہ لیکر تشریف لاتی ہیں اسی لئے وہ خصوصی دعائیں آپ ہی سے کروایا کرتی تھیں اور اسی دعا کے بعد ان کا دل مذکورہ مقصود کے حصول کے سلسلے میں بالکل مطمئن ہو جایا کرتا تھا حضرت (قدس سرہ) فرماتے ہیں۔

اجابت کا سیرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کر نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہمیں بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطورِ آزمائش آنے والی بیماریوں پر صبر و تحمل سے کام لیں کیونکہ صبر کے بدلے میں جنت کا ثواب صرف ان صحابیہ تک محدود نہ تھا بلکہ یہ انعام پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک امتی کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوش خبری سنا ان صبر

والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہمکو اسی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

(ترجمہ کنزالایمان، پ۲، بقرہ ۱۵۵-۱۵۷)

اس کے علاوہ اپنی اسلاف کرام رضی اللہ عنہن کی مثال ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں کے لئے ذہنی طور پر پہلے سے ہی تیار رہنا چاہئے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ کوئی اچانک آنے والی آفت بھی ہمیں شکوہ شکایت میں مبتلاء کروا کر صبر وتحمل کے لئے پایاں ثواب سے محروم نہیں کروا سکے گی اور یہ طریقہ اپنانا بھی باعث برکت رہے گا کہ اپنے دینی و دُنیاوی معاملات میں آسانی وسہولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقبول بندوں سے دعا کروائیں کیونکہ ان کی دعا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی جانب متوجہ کرنے میں زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! علاج کرانا سنت ضرور ہے، لیکن فرض وواجب نہیں، حتیٰ کہ اگر کسی نے علاج نہ کرایا اور اسی مرض میں اس کا انتقال ہوگیا تو نہ اسے خودکشی قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی بروز قیامت اس سے باز پرس ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے؟ اگر کسی مریض نے بیماری میں علاج نہ کرایا اور مر گیا تو گناہ گار نہ ہوگا۔

بیماریوں کو عموماً اور بخار کو خصوصاً برا بھلا کہا جاتا ہے، کاش! ہم درج ذیل احادیث مبارکہ کو دل کی آنکھوں سے پڑھیں اور ہمیشہ کے لئے اس نادانی سے باز آ جائیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمایان عالیشان ہے کہ "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو بیماری میں مبتلا کر دوں اور وہ اس مبتلاء کرنے پر میری حمد کرے تو وہ اپنے بستر سے گناہوں سے یوں

پاک اٹھے گا جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو"۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

(۲) حضرت معاذ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بیماری میں مبتلاء کرتا ہے تو بائیں والے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس سے قلم روک لے اور دائیں ہاتھ والے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کے لئے وہ عمل لکھو جو وہ (حالت صحت میں) بہتری عمل کرتا تھا۔

(۳) شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں "بخار، اس وقت تک بندے سے جدا نہیں ہوتا، جب تک کہ اسے گناہوں سے پاک وصاف نہ کر دے"۔

(۴) مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو بیمار دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، "یا ربّ کریم! اس پر اپنی رحمت نازل فرما"۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "میں اس پر اپنی دوسری رحمت کیا نازل کروں کیونکہ اس بیماری کے ذریعے میں اس پر رحم ہی تو کرنا چاہتا ہوں"۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۵) شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "مسلمان کو بیماری، غم ورنج حتیٰ کہ کانٹا لگنے سے بھی جو تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کی خطائیں مٹا دیتا ہے"۔ (بخاری ومسلم)

(۶) سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک صحابیہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس تشریف لائے، فرمایا "تمہیں کیا ہوا جو کانپ رہی ہو؟" عرض کیا "مجھے بخار ہے اس کا ستیاناس ہو"۔ فرمایا بخار کو برا نہ کہو یہ تو انسان کی خطائیں ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ (مسلم)

(۷) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ زمانہ مبارکہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا۔ تو ایک شخص بولا کہ "اسے مبارک ہو کہ بیماری میں مبتلاء ہوئے، بغیر فوت ہو گیا"۔ یہ سن کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، "تجھ پر افسوس

ہے، تجھے کیا خبر کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے کسی بیماری میں مبتلا فرماتا تو اس کے گناہ مٹا دیتا''۔

(۸) پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کوئی مسلمان ایسا نہیں جسے کوئی بیماری یا تکلیف وغیرہ پہنچے مگر اللہ تعالیٰ اسکے گناہ یوں جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو''۔(مسلم)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی امراض پر صبر وتحمل کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

جہنم کی آگ پر صبر نہیں ہوسکتا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں سابقہ زمانے میں جب کوئی شخص روزی کمانے کے لئے سفر پر روانہ ہوتا تو اس کے گھر کی عورتیں عرض کرتیں ''صرف رزق حلال کے لئے کوشش کرنا حرام کی طرف نظر بھی نہ کرنا، کیونکہ ہم سے جہنم کی آگ پر صبر نہیں ہوسکتا''۔(مکاشفۃ القلوب)

پیاری اسلامی بہنو! قرآن وحدیث کا گہری نظر سے مطالعہ اور پھر اس کی تعلیمات کو ذہن میں محفوظ رکھیں اور عمل کی سعادت حاصل کریں انسان کو ہر معاملے میں انتہائی محتاط اور تقویٰ و پرہیز گاری کے قریب کردیتا ہے نیز اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سخت سے سخت مشقت بھی پھول کی مانند محسوس ہوتی ہے۔

چونکہ ہماری رہنما اکابرین اسلام گھر کی عمدہ تربیت کی بناء پر شروع ہی سے شرعی احکام کو سیکھنے اور اپنی عملی زندگی پر نافذ کرنے کی عادی ہوتی تھیں لہٰذا انہیں زندگی کے کسی بھی موڑ پر نفس وشیطان کے ہاتھوں کھلونا نہیں بننا پڑتا تھا بلکہ وہ نہ صرف خود شیطان کی راہ میں سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوتی تھیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کا حوصلہ

فراہم کرتی تھیں۔

زیرِ نظر واقعہ میں ان کی بہترین تربیت کے عمدہ نتیجے اور نفس و شیطان کی راہ میں زبردست رکاوٹ بننے کا بیان ہے۔

رزقِ حلال کے بارے میں ان خواتین کی تلقین اور جہنم کی آگ پر صبر نہ کر سکنے کا اقرار درج ذیل آیات و احادیث کی بناء پر تھا۔

(۱) شاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا بیت المقدس میں ایک فرشتہ ہر شب یہ آواز دیتا ہے کہ جو حرام کھاتا ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرتا ہے نہ سنت (کیمیائے سعادت)

(۲) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو گوشت حرام سے اگا ہے اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔ (بیہقی)

(۳) سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ مالِ حرام حاصل کرتا ہے تو اگر صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کر دے تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں اور چھوڑ کر مرے گا تو جہنم میں جانے کا سامان ہے اللہ تعالیٰ برائی کو نہیں مٹاتا ہاں نیکی سے برائی کو مٹا دیتا ہے بے شک کوئی خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا!

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ؕ لَا تُبْقِیْ وَ لَا تَذَرُ ؕ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ؕ

ترجمہ: ”اور تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے نہ (کسی مستحق عذاب کو) چھوڑے نہ (کسی کے بدن پر گوشت وکھال) لگی رکھے آدمی کی کھال اتار لیتی ہے“۔ (ترجمہ کنز الایمان پ۲۹، المدثر ۲۷-۲۹)

مزید ارشاد فرمایا!

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ○ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ○ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ○
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ○ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ○ جَزَآءً
وِّفَاقًا ○

ترجمہ: ''بے شک جہنم تاک میں ہے، سرکشوں کا ٹھکانا اس میں قرنوں رہیں گے، اس میں کسی طرح ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو، مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا پیپ جیسے کو تیسا بدلہ۔

(ترجمہ کنزالایمان پ۳۰ النبا ۲۱-۲۶)

لیکن افسوس! کہ ہمارے موجودہ دور کی مسلمان بہنوں کی صورت حال بے حد خراب ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے تو ہوش سنبھالتے ہی گھر میں تنگی کا رونا سننے کو ملتا ہے گھر کے مردوں سے مختلف قسم کی فرمائشوں اور دنیا کے نامعقول تقاضوں کی تکمیل کی خاطر حلال وحرام کی تمیز بھلا کر زیادہ سے زیادہ کمانے کے ایسے مطالبے روز کا معمول نظر آتا ہے۔ جن کے پورا نہ ہونے کی بناء پر سرپرستِ اعلیٰ کو طعنوں کا شکار بنتے دیکھا جاتا ہے لہٰذا شروع ہی سے بچیوں کا ذہن بھی کچھ اسی قسم کا بن جاتا ہے پھر والدین عموماً دین کی تعلیم کو قرآن کی عبارتِ عربی پڑھا دینے تک محدود کرنے کے عادی ہوتے ہیں لہٰذا شرعی امکانات سے بھی ناواقفی رہتی ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! اب جب گھر میں میدان جنگ کے مناظر دیکھئے اور علم دین کی عمل تربیت اسے یہاں بھی پریکٹیکل کرنے پر مجبور کر دیتی ہے چنانچہ زبردست باطنی تقاضے کی بناء پر اس کی زبان سے بھی بالکل ویسے ہی مطالبات جاری ہوتے ہیں جو وہ اپنے گھر کی خواتین کو کرتے دیکھتی رہی ہے نتیجۃً یا تو لڑائی جھگڑے روز کا معمول بن جاتے ہیں یا علیحدگی ہو جاتی ہے اور پھر یا شوہر حرام روزی کمانے کی جانب مائل ہو کر گھر بھر کو جہنم کا راستہ دکھانا شروع ہو جاتا ہے کاش! روزی کے معاملے میں ہمیں اپنے

ربّ کریم کے وعدوں پر کامل یقین ہوتا جس کی برکت سے ہمارے قلوب مطمئن اور زبانیں شکوہ شکایات سے ہمیشہ کے لئے رک جاتیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ

ترجمہ: "اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزے دیں گے۔

(ترجمہ کنزالایمان پ۱۶ طٰہٰ ۱۳۲)

لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ

ترجمہ: اپنی اولاد قتل نہ کرو، مفلسی کے باعث، ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔ (ترجمہ کنزالایمان پ۸ الانعام ۱۵۱)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ ہمیں حلال روزی پر قناعت نصیب فرمائے"۔ آمین

(ترجمہ کنزالایمان پ۱۲ ھود ۶)

بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ! تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر

اپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ اپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں، آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروادیجئے۔ان شاءاللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ان شاءاللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

اولاد کی تربیت واہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

فضیلت دورد پاک

سرکار دو عالم، نورِ مجسم، رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان معظم ہے: جس نے دن اور رات میری طرف شوق اور محبت کی وجہ سے تین تین بار دُرود وسلام پڑھا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اُس کے اُس دن اور رات کے گناہ معاف فرمادے۔

(الترغیب الترھیب، جلد ۲ صفحہ ۳۲۸)

دُکھوں نے تم کو جو گھیرا ہے تو دُرود پڑھو
جو حاضری کی تمنا ہے تو دُرود پڑھو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ عزوجل ہم سب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دم بھرتی ہیں، دن رات اُن پر دُرود وسلام پڑھتی ہیں، پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتی اور میٹھے مدینے کی حاضری کے لئے بے قرار رہتی ہیں۔

اولاد کیسی ہونی چاہئے؟

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

یقیناً وہی اولاد اخروی طور پر نفع بخش ثابت ہوگی جو نیک وصالح ہو اور یہ حقیقت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ اولاد نیک یا بد بنانے میں والدین کی تربیت کا بڑا دخل ہوتا ہے! ایک مرتبہ ایک مجرم کو تختہ دار پر ٹھکایا جانے والا تھا۔ جب اس سے اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا: کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس کی یہ خواہش پوری کردی گئی۔ جب ماں اس کے سامنے آئی تو وہ اپنی ماں کے قریب گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا کان نوچ ڈالا۔ وہاں پر موجود لوگوں نے اس سرزنش کی کہ نا معقول ابھی جبکہ تو پھانسی کی سزا پانے والا ہے تو نے یہ کیا حرکت کی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے پھانسی کے تختے تک پہنچانے والی یہی میری ماں ہے۔ کیونکہ میں بچپن میں کسی کے کچھ پیسے چُرا کر لایا تھا۔ تو اس نے مجھے ڈانٹنے کی بجائے میری حوصلہ افزائی کی اور یوں میں جرائم کی دنیا میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور انجام کار آج مجھے پھانسی دے دی جائے گی۔

(ماخوذ از ''اولاد بگڑے کے اسباب'' بیان امیر اہلسنت مدظلہ العالی)

اس کے برعکس ماں کی نیک تربیت کی برکت پر مشتمل حکایت بھی ملاحظہ کیجئے!

ایک قافلہ گیلان سے بغداد کی طرف رواں دواں تھا۔ جب یہ قافلہ ہمدان شہر سے روانہ ہوا تو جیسے ہی جنگل شروع ہوا ڈاکوؤں کا ایک گروہ نمودار ہوا اور قافلے والوں سے مال واسباب لوٹنا شروع کر دیا۔ اس قافلے میں ایک نوجوان بھی تھا۔ جس کی عمر ۱۸ سال کے لگ بھگ تھی ایک راہزن اس نوجوان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ صاحب زادے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے نوجوان بولا! میرے پاس چالیس دینار ہیں جو کپڑوں میں سلے ہوئے ہیں۔ راہزن نے کہا کہ ''صاحب زادے! مذاق نہ کرو سچ سچ

بتاؤ؟ نو جوان نے بتایا میرے پاس واقعی چالیس دینار ہیں یہ دیکھو میری بغل کے نیچے دیناروں والی تھیلی کپڑوں میں سلی ہوئی ہے۔ راہزن نے دیکھا تو حیران رہ گیا اور نو جوان کو اپنے سردار کے پاس لے گیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ سردار نے کہا: نو جوان کیا بات ہے لوگ تو ڈاکوؤں سے اپنی دولت چھپاتے ہیں مگر تم نے سختی کئے بغیر اپنی دولت ظاہر کر دی؟ نو جوان نے کہا: میری ماں نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت فرمائی تھی کہ ''بیٹا! ہر حال میں سچ بولنا۔ بس میں اپنی والدہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھا رہا ہوں۔ نو جوان کا یہ بیان تاثیر کا تیر بن کر ڈاکوؤں کے سردار کے دل میں پیوست ہو گیا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جھلکنے لگا۔ اس کا سویا ہوا مقدر جاگ اُٹھا۔ وہ کہنے لگا۔ صاحبزادے تم کس قدر خوش نصیب ہو کہ دولت لٹنے کی پرواہ کئے بغیر اپنی والدہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو نبھا رہے ہو اور میں کس قدر ظالم ہوں کہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو پامال کر رہا ہوں اور مخلوق خدا کا دل دکھا رہا ہوں''۔ یہ کہنے کے بعد ساتھیوں سمیت سچے دل سے تائب ہو گیا اور لوٹا ہوا سارا مال واپس کر دیا۔

(تاریخ مشائخ قادریہ، جلد اوّل، ص ۱۲۱ تا ۱۲۲، بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رضی اللہ عنہ، ص ۱۶۸ ماخوذ)

نامساعد حالات اور بگڑی ہوئی اولاد:

پیاری اسلامی بہنو! موجودہ حالات میں اخلاقی قدروں کی پامالی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ نیکیاں کرنا بے حد دشوار اور ارتکاب گناہ بہت آسان ہو چکا ہے۔ مسجدوں کی ویرانی اور سینما گھروں و ڈرامہ تھیٹروں کی رونق، دین کا درد رکھنے والوں کو آٹھ آٹھ آنسو رُلاتی ہے۔ ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا، انٹرنیٹ اور کیبل کا غلط استعمال کرنے والوں نے اپنی آنکھوں سے حیاء دھو ڈالی ہے، تکمیل ضروریات و حصول سہولیات کی جدوجہد نے انسان کو فکر آخرت سے یکسر غافل کر دیا ہے، یہی وجہ ہے دنیاوی شان و

شوکت اور ظاہری آن بان مسلمانوں کے دلوں کو اپنا گرویدہ بنا چکی ہے مگر افسوس! اپنی قبر کو گلزارِ جنت بنانے کی تمنا دلوں میں گھر نہیں کرتی۔ ان نامساعد حالات کا ایک بڑا سبب والدین کا اپنی اولاد کی مدنی تربیت سے غافل ہونا بھی ہے کیونکہ فرد سے افراد اور افراد سے معاشرہ بنتا ہے تو جب فرد کی تربیت صحیح خطوط پر نہیں ہوگی تو اس کے مجموعے سے تشکیل پانے والا معاشرہ زبوں حالی سے کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے۔

جب والدین کا مقصد حیات حصولِ دولت، آرام طلبی، وقت گزاری اور عیش کوشی بن جائے تو وہ اپنی اولاد کی کیا تربیت کریں گے اور جب تربیت اولاد سے بے اعتنائی کے اثرات سامنے آتے ہیں تو یہی والدین ہر کس و ناکس کے سامنے اپنی اولاد کے بگڑنے کا رونا روتے دکھائی دیتے ہیں ایسے والدین کو غور کرنا چاہیئے کہ اولاد کو اس حال تک پہنچانے میں ان کا کتنا ہاتھ ہے کیونکہ انہوں نے اپنے بچے کو ABC بولنا سکھایا مگر قرآن مجید پڑھنا نہ سکھایا۔ مغربی تہذیب کے طور طریقے تو سمجھائے، مگر رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنتیں نہ سکھائیں، جنرل نالج (معلوماتِ عامہ) کی اہمیت پر اس کے سامنے گھنٹوں کلام کیا مگر فرض دینی علوم کے حصول کی رغبت نہ دلائی، اس کے دل میں مال کی قیمت تو ڈالی مگر عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع فروزاں نہ کی اسے دنیاوی ناکامیوں کا خوف تو لایا مگر امتحان قبر وحشر میں ناکامی سے وحشت نہ دلائی، اسے ہائے ہیلو کہنا تو سکھایا مگر سلام کرنے کا طریقہ نہ بتایا۔ ارتکاب گناہ کی مادر پدر آزادی اور لہو ولعب کے طرح طرح کے آلات کا بلا روک ٹوک استعمال، کیبل، وی سی آر کی کارستانیاں، رقص وسرور کی محفلوں میں انہماک اور بگڑا ہوا گھریلو ماحول، یہ سب کچھ بچے کی طبیعت میں شیطانیت ونفسانیت کو اتنا قد آور کر دیتا ہے کہ اس سے پاکیزہ کردار کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی جیسے گندے نالے میں ڈبکی لگانے والے کے جسم کی طہارت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اولاد کے بگڑنے کا ذمہ دار کون؟

پیاری اسلامی بہنو! عموماً دیکھا گیا ہے کہ بگڑی ہوئی اولاد کے والدین اس کی ذمہ داری ایک دوسرے پر عائد کرکے خود کو بری الذمہ سمجھتے ہیں مگر یاد رکھئے اولاد کی تربیت صرف ماں یا محض باپ کی نہیں بلکہ دونوں کی ذمہ داری ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والوں اپنی جانو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

جب نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے تلاوت کی تو وہ یوں عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے اہل وعیال کو آتش جہنم سے کس طرح بچاسکتے ہیں؟ سرکار مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم اپنے اہل وعیال کو ان چیزوں کا حکم دو جو اللہ عزوجل کو محبوب ہیں اور ان کاموں سے روکو جو ربّ تعالیٰ کو ناپسند ہیں''۔

(الدارالمنثور للسیوطی ج۸،ص۲۲۵)

اور حضور پاک صاحبِ لولاک سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے۔ ''تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا بادشاہ نگران ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا

جائے گا۔عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگران ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب العتق، باب کراہیۃ التطاول، الخ الحدیث ۲۵۵۴، ج ص ۱۵۹)

تربیت اولاد کی اہمیت

پیاری اسلامی بہنو! اگر ہم اسلامی اقدار کے حامل ماحول کی متمنی (یعنی خواہش مند) ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی مدنی تربیت بھی کرنے ہو گی کیونکہ اگر ہم تربیت اولاد کی اہم ذمہ داری کو بوجھ تصور کرکے اس سے غفلت برتتے رہے اور بچوں کو ان خطرناک حالات میں آزاد چھوڑ دیا تو نفس وشیطان انہیں اپنا آلہ کار بنالیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ نفسانی خواہشات کی آندھیاں انہیں صحرائے عصیاں (یعنی گناہوں کے صحرا) میں سرگردان رکھیں گی اور وہ عمر عزیز کے چار دن آخرت بنانے کی بجائے دنیا جمع کرنے میں صرف کردیں گے اور یوں گناہوں کا انبار لئے وادی موت کے کنارے پہنچ جائیں گے رحمت الٰہی عزوجل شامل حال ہوئی تو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق مل جائے گی وگرنہ دنیا سے کف افسوس ملتے ہوئے نکلیں گے اور قبر کے گڑھے میں جا سوئیں گے۔سوچئے تو سہی کہ جب بچوں کی مدنی تربیت نہیں ہوگی۔تو وہ معاشرے کا بگاڑ دور کرنے کے لئے کیا کردار ادا کرسکیں گے۔ جو خود ڈوب رہا ہو وہ دوسروں کو کیا بچائے گا۔ جو خود خواب غفلت میں ہو وہ دوسروں کو کیا بیدار کرے گا۔ جو خود پستیوں کی طرف محوسفر ہو وہ کسی کو بلندی کا راستہ کیونکر دکھائے گا۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے!
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

(حدائق بخشش)

صاحب اولاد اسلامی بہنو! آپ کی اولاد، آپ کی جگر کا ٹکڑا اور اپنی ماں کی آنکھوں کا نور سہی لیکن اس سے پہلے اللہ عزوجل کا بندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی اور اسلامی معاشرے کا اہم فرد ہے اگر آپ کی تربیت اسے اللہ عزوجل کی بندگی، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اور اسلامی معاشرے میں اس کی ذمہ داری نہ سکھا سکی تو اُسے اپنا فرمان بردار بنانے کا خواب دیکھنا بھی چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ اسلام ہی ہے جو ایک مسلمان کو اپنے والدین کا مطیع و فرماں بردار بننے کی تعلیم دیتا ہے اس لئے اولاد کی ظاہری زیب و زینت، اچھی غذا اچھے لباس اور دیگر ضروریات کی کفالت کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لئے بھی کمر بستہ ہو جائے۔

کیا بیٹا بھی باپ کو مارتا ہے؟

تنبیہ الغافلین میں ہے کہ سمرقند کے ایک عالم ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ میرے بیٹے نے مجھے مارا ہے اور تکلیف دی ہے۔ انہوں نے حیرانگی سے پوچھا۔ کیا کبھی بیٹا بھی باپ کو مارتا ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! ایسا ہوا ہے۔ ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا: کیا تو نے اسے علم و ادب سکھایا ہے؟ اس شخص نے نفی میں جواب دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا۔ قرآن کریم سکھایا ہے؟ اس نے پھر نفی میں جواب دیا تو آپ نے پوچھا: پھر وہ کیا کرتا ہے؟ اس نے بتایا۔ وہ کھیتی باڑی کرتا ہے ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ اس نے تجھے کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر چوٹ کی۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ جب صبح کے وقت وہ گدھی پر سوار ہو کر کھیت کی طرف جا رہا ہو گا۔ بیل اس کے آگے اور کتا اس کی پیچھے ہو گا۔ قرآن اسے پڑھنا آتا نہیں لہٰذا وہ کچھ گنگنا رہا ہو گا۔ ایسے میں تم اس کے سامنے آئے ہو گے۔ اس نے سمجھا ہو گا کہ گائے ہے اور تمہارے سر پر کوئی چیز دے ماری ہو گی۔ شکر کرو کہ تمہارا سر نہیں

چھوڑ دیا۔ (تنبیہ الغافلین، باب حق الولد علی ص ۱۶۸)

بچوں کی تربیت کب شروع کی جائے

والدین کی ایک تعداد ہے جو اس انتظار میں رہتی ہے کہ ابھی تو بچہ چھوٹا ہے جو چاہے کرے تھوڑا بڑا ہو جائے تو اس کی اخلاقی تربیت شروع کریں گے ایسے والدین کو چاہئے کہ بچپن ہی سے اولاد کی تربیت پر بھرپور توجہ دیں کیونکہ اس کی زندگی کے ابتدائی سال بقیہ زندگی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ پائیدار عمارت مضبوط بنیاد پر ہی تعمیر کی جاسکتی ہے۔ جو کچھ بچہ اپنے بچپن میں سیکھتا ہے وہ ساری زندگی اس کے ذہن میں راسخ رہتا ہے کیونکہ بچے کا دماغ مثل موم ہوتا ہے اسے جس سانچے میں ڈھالنا چاہیں ڈھالا جاسکتا ہے۔

بچے کی یادداشت ایک خالی تختی کی مانند ہوتی ہے اس پر جو لکھا جائے گا ساری عمر کے لئے محفوظ ہو جائے گا بچے کا ذہن خالی کھیت کی مثل ہے اس میں جیسا بیج بوئیں گے اسی معیار کی فصل حاصل ہوگی یہی وجہ ہے کہ اگر اسے بچپن ہی سے سلام کرنے میں پہل کرنے کی عادت ڈالی جائے تو وہ عمر بھر اس عادت کو نہیں چھوڑتا اگر سچ بولنے کی عادت ڈالی جائے تو وہ ساری عمر جھوٹ سے بیزار رہتا ہے اگر اُسے سنت کے مطابق کھانے پینے، بیٹھنے جوتا پہننے۔ لباس پہننے، سر پر عمامہ باندھنے اور بالوں میں کنگھی وغیرہ کرنے کا عادی بنا دیا جائے تو وہ نہ صرف خود ان پاکیزہ عادات کو اپنائے رکھتا ہے بلکہ اس کے یہ مدنی اوصاف اس کی صحبت میں رہنے والے دیگر بچوں میں بھی منتقل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

تربیت کرنے والے کو کیسا ہونا چاہئے

پیاری اسلامی بہنو! اسلامی خطوط پر تربیت اولاد کا خواب اسی وقت شرمندہ تعمیر

ہوسکتا ہے جب اس کے والدین اور گھر کے دیگر افراد قدرِ کفایت علم دین کے حامل ہوں بلکہ اس پر عامل بھی ہوں کیونکہ جس کی اپنی نماز درست نہیں وہ کسی کو دُرست نماز پڑھنا کیسے سکھائے گا جو خود کھانے پینے، لباس پہننے اور دیگر کاموں کو سنت کے مطابق کرنے کا عادی نہیں وہ اپنی اولاد کو سنتوں کا عامل کس طرح بنائے گا جو خود روزے وغیرہ کے مسائل نہیں جانتا وہ اپنی اولاد کو کیا سکھائے گا۔ علیٰ ھذا القیاس

تربیت کرنے والوں کے قول وفعل میں پایا جانے والا تضاد بھی بچے کے ننھے ذہن کے لئے بے حد باعثِ تشویش ہوگا کہ ایک کام یہ خود تو کرتے ہیں مثلاً جھوٹ بولتے ہیں آپس میں جھگڑتے ہیں مگر مجھے منع کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے بڑوں کو کوئی نصیحت اس کی دل میں گھر نہ کر سکے گی الغرض تربیت اولاد کے لئے والدین کا اپنا کردار بھی مثالی ہونا چاہئے اس کے ساتھ ساتھ گھریلو ماحول کا بھی بچوں کی زندگی پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے اگر گھر والے نیک سیرت شریف اور خوش اخلاق ہوں گے تو ان کے زیر سایہ پلنے والے بچے بھی حسن اخلاق کے پیکر اور کردار کے غازی ہوں گے اس کے برعکس شرابی عیاش اور گالم گلوچ کرنے والوں کے گھر میں پرورش پانے والا بچہ ان ناپاک اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا الغرض بچوں کی تربیت صرف پڑھانے پر موقوف نہیں ہوتی بلکہ مختلف رویوں باتوں اور باہمی تعلقات سے بھی بچوں کی ذہنی تربیت ہوتی ہے۔

مثالی کردار کیسے اپنائیں

اس مدنی ومثالی کردار کے حصول کے لئے والدین کو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں الحمد للہ عزوجل! تبلیغ قرآن وسنت کے عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہونے کی برکت سے اعلیٰ اخلاقی اوصاف غیر محسوس طور پر ان کے کردار کا حصہ بنتے چلے جائیں گے اس کے لئے گھر کے مردوں بالخصوص بچوں کے ابو

کو چاہئے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنے اور راہ خداعزوجل میں سفر کرنے والے عاشقان رسول کے مدنی قافلوں میں سفر کرے ان مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے اپنے سابقہ طرز زندگی پر غور وفکر کا موقع ملے گا اور دل حسن عاقبت کے لئے بے چین ہو جائے گا جس کے نتیجے میں ارتکاب گناہ کی کثرت پر ندامت محسوس ہوگی اور توبہ کی توفیق ملے گی عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں زبان پر فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ دُرودِ پاک جاری ہو جائے گا یہ تلاوت قرآن، حمد الٰہی عزوجل اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادی بن جائے گی غصے کی عادت رخصت ہو جائے گی اور اس کی جگہ نرمی لے لے گی بے صبری کی عادت ترک کر کے صابر وشاکر رہنا نصیب ہوگا تکبر سے جان چھوٹ جائے گی اور احترام مسلم کا جذبہ ملے گا دنیاوی مال ودولت کی لالچ سے پیچھا چھوٹے گا اور نیکیوں کی حرص ملے گی الغرض بار بار راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہو جائے گا اور ان شاء اللہ عزوجل کی مدنی تربیت کا جذبہ بھی نصیب ہوگا۔ بطور ترغیب مدنی قافلے کی ایک مدنی بہار آپ کے گوش گزار کی جاتی ہے چنانچہ شاہدرہ کے ایک اسلامی بھائی کا بیان کا لب لباب ہے، میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ زیادہ لاڈ پیار نے مجھے حد درجہ ڈھیٹ اور ماں باپ کا سخت نافرمان بنا دیا تھا۔ رات گئے تک آوارہ گردی کرتا اور صبح دیر تک سویا رہتا۔ ماں باپ سمجھاتے تو ان کو جھاڑ دیتا اور بے چارے بعض اوقات رو پڑتے، دعائیں مانگتے مانگتے ماں کی پلکیں بھیگ جاتیں۔ اُس عظیم لمحے پر لاکھوں سلام جس لمحے۔ میں مجھے دعوت اسلامی والے ایک عاشق رسول سے ملاقات کی سعادت ملی اور اُس نے محبت اور پیار سے انفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھ پاپی وبدکار کو مدنی قافلے میں سفر کے لئے تیار کیا۔ چنانچہ میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ تین دن کے مدنی

قافلے کا مسافر بن گیا۔ نہ جانے ان عاشقان رسول نے تین دن کے اندر کیا گھول کر پلا دیا کہ مجھ جیسے ڈھیٹ انسان کا پتھر نما دل جو ماں باپ کے آنسوؤں سے بھی نہ پگھلتا تھا۔ موم بن گیا۔ میرے قلب میں مدنی انقلاب برپا ہو گیا۔ اور میں مدنی قافلے سے نمازی بن کر لوٹا۔ گھر آ کر میں نے سلام کیا۔ والد صاحب کی دست بوسی کی اور امی جان کے قدم چومے۔ گھر والے حیران تھے۔ اس کو کیا ہو گیا ہے کہ کل تک جو کسی کی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھا وہ آج اتنا باادب بن گیا ہے۔ الحمدللہ عزوجل مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول کی محبت نے مجھے یکسر بدل کر رکھ دیا اور یہ بیان دیتے وقت مجھ سابقہ بے نمازی کو مسلمانوں کو نماز فجر کے لئے جگانے یعنی صدائے مدینہ لگانے کی ذمہ داری ملی ہوئی ہے۔

اگرچہ اعمال بد اور افعال بد نے ہے رسوا کیا قافلے میں چلو!
کر سفر آؤ گے تم سدھر جاؤ گے مانگو چل کر دعا قافلے میں چلو!

اپنی اولاد کی بہتر تربیت کا ذہن پانے کے لئے بچوں کی امی کو چاہئے کہ اپنے شہر میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی سے شرکت کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل ان کی زندگی میں بھی مدنی انقلاب برپا ہو جائے گا۔ الحمدللہ عزوجل سنتوں بھری زندگی گزارنے کے لئے عبادات واخلاقیات کے تعلق سے امیر اہل سنت، شیخ طریقت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اسلامی بہنوں کے لئے ۶۳ اور اسلامی بھائیوں کے لئے ۷۲ اور طلبہ علم دین کے لئے ۹۲، دینی طالبات کیلئے ۸۳ اور مدنی منوں اور منیوں کے لئے ۴۰ مدنی انعامات کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا

ذہن بنتا ہے۔ہمیں چاہئے کہ باکردار مسلمان بننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کریں اور روزانہ فکر مدینہ (یعنی اپنا محاسبہ کرتے ہوئے کارڈ پُر کریں اور ہر مدنی یعنی قمری ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے مدنی انعامات کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیں۔ مدنی انعامات نے نہ جانے کتنے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا کردیا ہے۔اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

نماز باجماعت کے پابند ہوگئے

نیو کراچی کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح کا بیان ہے علاقے کی مسجد کے امام صاحب جو کہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے میرے بڑے بھائی جان کو مدنی انعامات کا ایک کارڈ تحفے میں دیا۔وہ گھر لے آئے اور پڑھا تو حیران رہ گئے کہ اِس مختصر سے کارڈ میں ایک مسلمان کو اسلامی زندگی گزارنے کا اتنا زبردست فارمولا دے دیا گیا۔مدنی انعامات کا کارڈ ملنے کی برکت سے الحمد اللہ عزوجل اُنکو نماز کا جذبہ ملا اور نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے مسجد میں حاضر ہوگئے اور اب پانچ وقت کے نمازی بن چکے ہیں۔داڑھی مبارک بھی سجالی اور مدنی انعامات کا کارڈ بھی پُر کرتے ہیں۔

مدنی انعامات کے عامل پہ ہردم ہر گھڑی
یا الٰہی! خوب برسا رحمتوں کی تو جھڑی!

رب العالمین جل جلالہ کا شکر ادا کیجئے

محترم اسلامی بہنو! انسان کو چاہئے کہ جب اولاد کے حوالے سے کوئی ''اچھی خبر'' ملے تو سجدہ شکر بجالائے کیونکہ شکر نعمت سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (پ۱۳، ابراہیم ۷)

اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دونگا۔

ماں کے لئے خوشخبری

حضرت حسن بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے ارشاد فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات پر راضی نہیں کہ جب وہ اپنے شوہر سے حاملہ ہو اور وہ شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو ایسا ثواب عطا کیا جاتا ہے جیسا اللہ عزوجل کی راہ میں رکھنے اور شب بیداری کرنے والے کو ملتا ہے، اور اسی دردزہ (یعنی وقت ولادت کی تکلیف) پہنچنے پر ایسے ایسے انعامات دیئے جائیں گے کہ جن پر آسمان وزمین والوں میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا گیا اور وہ بچے کو جتنا دودھ پلائے گی تو ہر گھونٹ کے بدلے ایک نیکی عطا کی جائے گی اور اگر اسے بچے کی وجہ سے رات کو جاگنا پڑے تو اسے راہِ خدا عزوجل میں ۷۰ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ (الجامع الصغیر، الحدیث ۱۵۹۲ ج ا ص ۹۹)

اچھی اچھی نیتیں کیجئے

والدین بالخصوص والد کو چاہئے کہ اپنی اولاد کے لئے اچھی اچھی نیتیں کرے۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ

ترجمہ: ''مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث ۵۹۴۲، ج ۶ ص ۱۸۵)

دو مدنی پھول

(۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ اتنا ثواب بھی زیادہ۔

(۳) اپنی اولاد کی سنت کے مطابق تربیت کروں گی۔

(۴) جب بچہ پیدا ہوا تو سیدھے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہوں گا۔

(۵) بچی پیدا ہونے پر ناخوشی نہیں کروں گی بلکہ نعمت الٰہیہ جان کر شکر الٰہی عزوجل بجالاؤں گی۔

(۶) کسی بزرگ سے اس کی تحنیک کراؤں گی۔ (یعنی ان سے درخواست کروں گی کہ وہ چھوہارا یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے تالو پر لگا دیں۔

(۷) اگر لڑکا ہوا تو حصول برکت کے لئے اس کا نام محمد یا احمد رکھوں گی۔

(۸) ساتھ ہی پکارنے کے لئے بزرگوں سے نسبت والا بھی کوئی نام رکھ لوں گی۔

(۹) حتی الامکان اس کے نام ''محمد'' یا احمد'' کی نسبت سے اس کی تعظیم کروں گی۔

(۱۰) نہیں کسی جامع شرائط پیر صاحب کا مرید بناؤں گی۔

(۱۱) ساتویں دن اس کا عقیقہ کروں گی۔ یوم پیدائش کے بعد آنے والے ہر اگلے دن اُس کے لئے ساتواں دن ہوتا ہے۔ (مثلاً پیر شریف کو بچہ پیدا ہوا تو زندگی کی ہر اتوار اس کا ساتواں دن ہے)۔

(۱۲) سر کے بال اتروا کران کے برابر چاندی تول کر خیرات کروں گی۔

(۱۳) اولاد کو حلال کمائی سے کھلاؤں گی۔

(۱۴) حرام کمائی سے بچاؤں گی۔

(۱۵) انہیں بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ(promise) کرنے سے بچوں گی۔

(۱۶) اپنے تمام بچوں سے یکساں سلوک کروں گی۔

(۱۷) انہیں علم دین سکھاؤں گی۔

(۱۸) نافرمانی کا احتمال رکھنے والا کام حکماً نہیں فقط بطور مشورہ کہہ کر انہیں نافرمانی کی آفت سے بچاؤں گی۔

(۱۹) اگر کبھی میں نے انہیں کوئی کام حکماً کہا اور انہوں نے نہ کیا یا نافرمانی کر کے میرا دل دکھایا تو ان کو معاف کر دوں گی۔ ماں باپ معاف کر بھی دیں تب بھی اولاد کو توبہ کرنے ہوگی کیوں کہ والدین کی نافرمانی میں اللہ عزوجل کی بھی نافرمانی ہے۔

(۲۰) وقتاً فوقتاً اولاد کے نیک بننے اور بے حساب بخشے جانے کی دعا کرتی رہوں گی۔

(۲۱) بالغ ہونے پر جلد تر شادی کی ترکیب کروں گی۔

زمانہ حمل کی احتیاطیں

چونکہ زمانہ حمل کے معاملات بچے کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں اس لئے ماں کو چاہیے کہ خصوصاً زمانہ حمل میں اپنے افکار وخیالات کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ یہ زمانہ کیبل اور وی۔سی۔آر پر فلمیں ڈرامے دیکھتے ہوئے گزارے گی تو شکم میں پلنے والی اولاد پر جو اثرات مرتب ہوں گے وہ اولاد کے باشعور ہونے پر باآسانی ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ جب تک مائیں عبادت وریاضت کا شوق اور تلاوت قرآن کا ذوق رکھنے والی ہوتی تھیں۔ ان کی گود میں پلنے والی اولاد بھی علم وعمل کا پیکر اور خوف خدا عزوجل کا مظہر ہوا کرتی تھی۔ جب ماؤں نے نمازیں ترک کرنا اپنا معمول، فیشن کو اپنا شعار اور بے پردگی کو اپنا وقار بنا لیا تو اولادیں بھی اسی ڈگر پر چل نکلیں اور فحاشی وعریانی اور بے راہ روی کا سیلاب حیا کو بہا کر لے گیا۔

الا ماشاءاللہ! بہر حال ماں کو چاہئے کہ!

(۱) نیک اعمال کی کثرت کرے کہ والدین کی نیکیوں کی برکتیں اولاد کو ملتی ہیں۔ (نیک اعمال کے فضائل جاننے کے لئے جنت میں لے جانے والے اعمال کا مطالعہ کیجئے)۔

(۲) نمازوں کی پابندی کرتی رہے، ہرگز ہرگز سستی نہ کرے کہ ایسی حالت میں نماز معاف نہیں ہوجاتی۔

(۳) اس مرحلے پر تلاوت قرآن کرے کہ ہماری مقدس بیبیاں اس حالت میں بھی نورِ قرآن سے اپنے قلوب کو منور کرتی تھیں۔

پندرہ پارے سنادیئے

حضور سیدنا خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی۔ تقریب بسم اللہ مقرر ہوئی تو لوگ بلائے گئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام (Revelation) ہوا کہ ٹھہرو! حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ پڑھائے گا۔ ادھر ناگور میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا۔ میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا۔ قاضی صاحب فوراً تشریف لائے اور آپ سے فرمایا۔ صاحبزادے پڑھیے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ آپ نے پڑھا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور شروع سیلے کر پندرہ پارے حفظ سنادیئے۔ حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ صاحبزادے آگے پڑھیے۔ فرمایا: میں نے اپنی ماں کے شکم میں اتنے ہی سنے تھے اور اسی قدر انکو یاد تھے وہ مجھے بھی یاد ہوگئے۔

(الملفوظ، حصہ ۴، ص ۴۱۵)

مشتبہ غذا نکالنا پڑتی

حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں کہ ''جس وقت بایزید میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی مشتبہ غذا میرے شکم میں چلی جاتی تو اس قدر بے چینی ہوتی کہ مجھے حلق میں انگلی ڈال کر نکالنا پڑتی''۔

(تذکرۃ الاولیاء ذکر بایزید بسطامی ص ۱۲۹)

معذرت کرنا پڑی

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدائشی متقی تھے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ایام حمل میں ہمسائے کی کوئی چیز بلا اجازت منہ میں رکھ لی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیٹ میں تڑپنا شروع کر دیا اور جب تک انہوں نے ہمسایہ سے معذرت طلب نہ کی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اضطراب ختم نہ ہوا۔ (تذکرۃ الاولیاء ذکر سفیان ثوری ص ۱۷۴)

کھانے پینے، لباس، چلنے بیٹھنے سونے وغیرہ کے معاملات میں سنتوں پر عمل کرے۔ زبان کی احتیاط اپناتے ہوئے جھوٹ غیبت چغلی وغیرہ گناہوں سے بچتی رہے صدقہ وخیرات کی کثرت کرے صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے۔

حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صدقہ دینے میں جلدی کیا کرو کیونکہ بلاء صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(مجمع الزوائد باب فضل صدقۃ الزکاۃ، الحدیث ۴۵۹۶ ج ۳ ص ۲۸۴)

بعض اسلامی بہنیں حالت حمل میں اپنے کمرے میں کسی بچے یا بچی کی تصویر لگا لیتی ہے یاد رکھئے کہ مکان میں ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۲۰۸)

اور جس گھر میں جاندار کی تصاویر ہوں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے
حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو''۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب شھود الملائکۃ بدر الحدیث ۴۰۰۲ ج ۳ ص ۱۹)

اگر دیکھنا ہی ہے تو پیارا پیارا کعبہ شریف اور سبز گنبد کے جلوے دیکھے اور گھر میں اسلامی طغرے آویزاں کیجئے۔

دیکھنا ہے تو مدینہ دیکھئے
قصرِ شاہی کا نظارہ کچھ نہیں

دعاؤں کی کثرت کرے کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے ہے حضرت سیّدتنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ نے بھی اس حالت میں دعا کی تھی چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ (پ ۳ آل عمران ۳۶)

ترجمہ کنز الایمان: اے میرے ربّ یہ تو میں نے لڑکی جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے۔

ماں بننے والی چاہے تو اس طرح بھی دعا مانگ سکتی ہے

یا اللہ عزوجل! تیرا کروڑہا کروڑ شکر کہ تو نے مجھے عظیم نعمت عطا فرمائی۔ یا اللہ عزوجل! اس کی پیدائش میں آسانیاں نصیب فرما، یا اللہ عزوجل تو اسے اپنا اطاعت

گزار اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانبردار بنا، یا اللہ عزوجل! اس کو متقی پرہیزگار اور مخلص عاشق رسول بنا۔ یا اللہ عزوجل تو اسے سنتوں کا مبلغ بنا، اللہ عزوجل اسے درازی عمر بالخیر عطا فرما، یا اللہ عزوجل! اسے ایمان کی حالت (Condition) میں شہادت کی موت نصیب فرما۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

عظیم ماں

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا اکثر فرمایا کرتی تھیں۔ ان شاء اللہ عزوجل میرا یہ لاڈلا بچہ عظیم شخصیت کا مالک ہوگا اور یہ دعا بھی کرتیں تمہارا نام سردار ہی اللہ تعالیٰ تجھے دین ودنیا کا سردار بنائے۔ اور دنیا نے دیکھا کہ آپ کی عظیم ماں کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسم با مسمیٰ بنا دیا۔

(حیات محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۰)

بعض ماں باپ یہ جاننے کی جستجو میں رہتے ہیں کہ پیٹ میں بچہ ہے یا بچی؟ اس کے لئے الٹرا ساؤنڈ بھی کرواڈالتے ہیں پھر اپنی خواہش کے برعکس نتیجہ نکلنے پر معاذ اللہ عزوجل خصوصاً بیٹی ہونے کی صورت میں حمل ضائع کروانے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور یوں اپنے بدترین جاہل ہونے کا ثبوت دیتے ہیں کیونکہ جتنی بھی سائنسی تحقیقات ہوتی ہیں ان کی بنیاد گمان پر ہوتی ہے۔ انہیں کسی بھی طرح سے یقینی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ آپ کو جو بتایا گیا۔ حقیقت اس کے برعکس ہو۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

اولاد کے سلسلے میں رضائے الٰہی عزوجل پر راضی رہنے میں ہی عافیت ہے، ایسا نہ ہو کہ بیٹی کی پیدائش پر اس کی ماں سے ناروا سلوک کرنے کی بنا پر ربّ تعالیٰ کی

ناراضگی کا سامنا کرنا پڑے اس ضمن میں ایک عبرت ناک سچا واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

کشمیر کے کسی علاقے میں ایک شخص کی ۵ بچیاں تھیں۔ چھٹی بار ولادت ہونے والی تھی۔ اس نے ایک دن اپنی بیوی سے کہا۔ کہ اگر اب کی بار بھی تو نے بچی کو جنا تو میں تجھے نومولود بچی سمیت قتل کر دوں گا۔ رمضان المبارک کی تیسری شب پھر بچی ہی کی ولادت ہوئی صبح کے وقت بچی کی ماں کی چیخ وپکار کی پرواہ کئے بغیر اس بے رحم باپ نے معاذ اللہ عزوجل اپنی پھول جیسی زندہ بچی کو اٹھا کر پریشر ککر میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیا۔ یکا یک پریشر ککر پھٹا اور ساتھ ہی خوفناک زلزلہ آ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ظالم شخص زمین کے اند[redacted]۔ بچی [redacted]اں کو زخمی حالت میں بچا لیا گیا اور غالباً اسی کے ذریعے اس دردنا[redacted] کا انکشاف ہوا۔

(الامان والحفیظ) (زلزلہ اور اس کے اسباب، از امیر اہلسنّت مدظلہ العالی ص ۵۱)

اس کے برعکس نیکیوں میں مشغول ہو جانے والوں پر رحمت الٰہی عزوجل کی چھما چھم برسات ہوتی ہے چند بہاریں ملاحظہ ہوں۔

اولادِ نرینہ مل گئی

پیاری اسلامی بہنو! ایک اسلامی بھائی کی دو بیٹیاں تھیں وہ اولادِ نرینہ سے محروم ہونے کی وجہ سے افسردہ رہا کرتے تھے ان کی بچیوں کی امی پھر امید سے تھیں کسی اسلامی بھائی کے مشورے پر انہوں نے عاشقانِ رسول کے مدنی قافلے میں ۳۰ دن کے لئے سفر اختیار کیا کہ اس کی برکت سے ان کے گھر بیٹا پیدا ہو۔ اللہ عزوجل کی شان دیکھئے کہ ابھی تیس دن پورے بھی نہ ہوئے تھے کہ انہیں سفر ہی کے دوران بیٹے کی ولادت کی خوشخبری مل گئی۔ جب وہ رہ خدا عزوجل میں تیس دن کے سفر کے بعد گھر لوٹے تو عجیب منظر تھا گھر میں خوشی ہی خوشی سے جھوم رہی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں مدنی مُنا اور ان کے چہرے پر جگمگاتی داڑھی شریف اور سر پر سبز سبز عمامے کا تاج سجا ہوا تھا۔

ان کا دیوانہ عمامہ اور زلف و ریش میں!
واہ! دیکھو تو سہی لگتا ہے کتنا شاندار!

(دعوت اسلامی کی بہاریں قسط اوّل ص ۵)

پیدائش پر ردِ عمل

پیاری اسلامی بہنو! بیٹا پیدا ہو یا بیٹی، انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہئے کہ بیٹا اللہ عزوجل کی نعمت اور بیٹی رحمت ہے اور دونوں ہی ماں باپ کے پیار اور شفقت کے مستحق ہیں عموماً دیکھا گیا ہے کہ عزیز واقربا کی طرف سے جس حسرت کا اظہار لڑکے کی ولادت پر ہوتا ہے۔ محلے بھر میں مٹھائی[illegible] بانٹی ج[illegible]بارک سلامت کا شور مچ جاتا ہے لڑکی کی ولادت پر اس کا عشر عشیر بھی نہیں [illegible]یاوی طور پر لڑکیوں سے والدین اور خاندان کی بظاہر کوئی منفعت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس ان کی شادی کے کثیر اخراجات کا بار باپ کے کندھوں پر آن پڑتا ہے شاید اسی لئے بعض نادان بیٹیوں کی ولادت ہونے پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور بچی کی امی کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں، طلاق کی دھمکیاں دی جاتی ہیں بلکہ اوپر تلے بیٹیاں ہونے کی صورت میں اس دھمکی کو عملی تعبیر بھی دے دی جاتی ہے۔ ایسوں کو چاہئے کہ وہ ان روایات کو بار بار پڑھیں جن میں بیٹی کی پرورش پر مختلف بشارتوں سے نوازا گیا ہے چنانچہ حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں اے گھر والو! تم پر سلامی ہو۔ پھر فرشتے اس بچی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں۔ اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک ناتواں و کمزور جان ہے جو ایک ناتواں سے پیدا ہوئی ہے۔ جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمہ داری لے گا تو قیامت تک مدد

خدا عزوجل اُسے اِس کے شامل حال رہے گی۔

(مجمع الزوائد کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاولاد الحدیث ۱۳۳۸۴، ج۸، ص ۲۷۵)

حضرتِ نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹیوں کو بُرا مت کہو، میں بھی بیٹیوں والا ہوں، بے شک بیٹیاں تو بہت محبت کرنے والیاں غمگسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں۔

(مسند الفردوس للدیلمی، الحدیث ۷۵۵۶، ج ۲، ص ۴۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے کہ جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے ایذاء نہ دے اور نہ ہی بُرا جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

(المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، الحدیث ۷۴۲۸، ج ۵، ص ۲۴۸)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں۔ وہ ان کا خیال رکھے ان کو اچھی رہائش دے، ان کی کفالت کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ عرض کی گئی اور دو ہوں تو؟ فرمایا اور دو ہوں تب بھی عرض کی گئی اگر ایک ہو تو؟ فرمایا اگر ایک ہو تو بھی۔ (المعجم الاوسط الحدیث ۲۱۹۹، ج ۴، ص ۳۴۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ مدینے کے سلطان، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کا بار پڑ جائے اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے روک بن جائیں گی۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات الحدیث ۲۶۲۹، ص ۱۴۱۴)

مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹیوں پرشفقت

حضرت سیّدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہو جاتے۔ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے، پھران کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے، اسے بوسہ دیتے پھران کو اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ کر کھڑی ہو جاتیں۔ آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتیں پھراس کو چومتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی القیام، الحدیث ۵۲۱۷، ج ۴، ص ۴۵۴)

حضرت سیّدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں جو اعلانِ نبوت سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں، جنگ بدر کے بعد حضور پُرنور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو مکہ سے مدینہ بلا لیا۔ جب یہ ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ سے باہر نکلیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا۔ ایک ظالم نے نیزہ مار کر ان کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا جس کی وجہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس واقعے سے بہت صدمہ ہوا چنانچہ آپ نے ان کے فضائل میں ارشاد فرمایا: **ھی افضل بناتی اصیبت فی** یعنی یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔ جب آٹھ ہجری میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا تو نماز جنازہ پڑھا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔

(شرح العلامۃ الزرقانی، باب فی ذکر اولادہ الکرام ج ۴، ص ۳۱۸، ماخوذاً)

حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ اپنی نواسی امامہ بنت ابوالعاص کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نماز پڑھانے لگے تو رکوع میں جاتے وقت انھیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو انھیں اٹھالیتے۔

(صحیح البخاری کتاب الادب، باب رحمۃ الولد، الحدیث ۵۹۹۶، ج۴، ص۱۰۰)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی بیٹی پر شفقت

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی غزوہ سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے میں ان کے ساتھ ان کے گھر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی صاحبزادی حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بخار میں مبتلا ہیں اور لیٹی ہوئی ہیں چنانچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ اے میری بیٹی! طبیعت کیسی ہے؟ اور ازراہِ شفقت ان کے

(سنن ابی داؤد کتاب الادب، باب فی قبلۃ الخد، الحدیث ۵۲۲۲ ج۴ ص۴۵۵)

ایثار کرنے والی ماں

حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دی۔ پھر جس کو وہ خود کھانا چاہتی تھی، اس کے دو ٹکڑے کر کے وہ کھجور بھی ان کو کھلا دی۔ مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا۔ میں نے نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس عورت کے ایثار کا بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس ایثار کی وجہ سے اس

عورت کے لئے جنت کو واجب کر دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات الحدیث ۲۶۳۰ ص ۱۴۱۵)

پیدائش کے بعد کرنے والے کام

پیاری اسلامی بہنو! اولاد پیدا ہونے کی خوشی میں اللہ تعالیٰ والے کاموں مثلاً ڈھول بجانے بھنگڑا ڈالنے اور میوزیکل پروگرام کرنے کی بجائے صدقہ وخیرات کیجئے اور شکرانے کے نوافل ادا کیجئے اجتماع ذکر ونعت کیجئے اور ان امور کو بھی سرانجام دیجئے۔

کان میں اذان

جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے کہ اس طرح ابتداء ہی سے بچے کے کان میں اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پہنچ جائے گا۔ اس طرح ایک مسلمان بچے کے لئے اسلام کے بنیادی عقائد سکھانے کا بھی آغاز ہو جاتا ہے اور بچے کی روح نورِ توحید سے منور ہوتی ہے اور اس کے دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں ہوتی ہے۔

ہمارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت پر ان کے کان میں خود اذان دی جیسا کہ حضرت سیدنا رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے کان میں نماز والی اذان دیتے دیکھا۔

(جامع الترمذی، کتاب الاضاحی، باب الاذان فی اذن المولود، الحدیث ۱۵۱۹ ج ۳ ص ۱۷۳)

بچے کے کان میں اذان کہنے سے ان شاء اللہ عزوجل بلائیں دور ہوں گی۔
چنانچہ حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے گھر میں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو اسے بچے سے ام الصبیان کی بیماری دور رہتی ہے۔

(شعب الایمان باب فی حقوق الاولاد والاھلین الحدیث ۸۶۱۹، ج۶، ص ۳۹۰)

بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۵، ص ۱۵۳)

تحنیک (گھٹی دلوانا)

دورِ رسالت سراپا برکت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا کہ جب ان کے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا تو یہ اسے رحمت عالم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور اپنے دہن اقدس میں چبا کر بچے کے منہ میں ڈال دیتے جسے تحنیک کہتے ہیں۔ یوں بچے کو لعاب دہن کی برکتیں بھی نصیب ہو جاتیں۔ چنانچہ ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کی بارگاہ اقدس میں میں لایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے خیر وبرکت کی دعا فرماتے اور تحنیک فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک، الحدیث ۲۱۴۷، ص ۱۱۸۴)

حضرت سیدتنا اسماء بنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آئیں تو مقام قبا میں ان کے ہاں ولادت ہوئی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ فرماتی ہیں کہ میں بچہ کو لے کر

نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک گود میں رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوہارا منگوایا اور اسے چبایا، پھر اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پس سب سے پہلے اس کے پیٹ میں جو پہنچا وہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک تھا پھر اسے کھجور کی گھٹی دی پھر اس کے لئے دعائے خیر کی اور برکت سے نوازا، یہ اسلام میں پہلا بچہ پیدا ہوا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب العقیقہ، باب تسمیۃ المولود، الخ ج ۳، ص ۵۴۶)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ میں اس کو لے کر اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام "ابراہیم" رکھا اور اسے کھجور سے گھٹی دی۔

(صحیح المسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک المولود ۔۔۔ الخ الحدیث ۲۱۴۵، ص ۱۱۸۴)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو اسے لے کر خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین سراج السالکین محبوب ربّ العٰلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کھجوریں ہیں۔ میں نے عرض کی "جی ہاں" پھر میں نے کچھ کھجوریں نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھجوریں اپنے مبارک منہ میں ڈال کر چبائیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچے کا منہ کھول کر اسے بچے کے منہ

ڈال دیا اور بچہ چوسنے لگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''انصار کو کھجوروں کے ساتھ محبت ہے'' اور اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔

(صحیح المسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک المولود الخ، الحدیث ۲۱۴۴، ص ۱۱۸۳)

انہی احادیث کی بناء پر مسلمانوں کا یہ معمول ہے کہ وہ اپنے بچوں کی صالح و متقی مسلمانوں سے تحنیک کرواتے ہیں اگر کھجور میسر نہ ہو تو شہد یا کسی بھی میٹھی چیز سے کی جاسکتی ہے۔

مفتی اعظم ہند کی تحنیک

پیاری اسلامی بہنو! اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جب آپ کے چھوٹے شہزادے مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو آپ اس وقت اپنے مرشد خانے میں تھے۔ حضرت ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو پیدائش فرزند کی مبارک باد دی اور فرمایا، آپ بریلی تشریف لے جائیں کچھ دن بعد حضرت نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی تشریف لائے تو شہزادہ اعلیٰ حضرت کو آغوش نوری میں ڈال لیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی انگشت مبارک مصطفیٰ رضا خان کے منہ میں رکھ کر قادری و برکاتی برکات سے ایسا مالا مال کردیا کہ یہی شہزادے بڑے ہوکر مفتی اعظم ہند بنے۔

(تاریخ مشائخ قادریہ، ج ۲، ص ۲۴۷ ملخصاً)

نام رکھنا، بال مونڈنا اور عقیقہ کرنا

پیاری اسلامی بہنو! ساتویں دن بچے کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے اور سر منڈانے کے وقت اس کا عقیقہ کیا جائے اور بالوں کا وزن کر کے چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۵۵۸، ج ۱، ص ۱۷۰)

کیسے نام رکھے جائیں؟

والدین کو چاہئے کہ بچے کا اچھا نام رکھیں کہ یہ ان کی طرف سے اپنے بچے کے لئے سب سے پہلا اور بنیادی تحفہ ہے جسے وہ عمر بھر اپنے سینے سے لگائے رکھتا ہے یہاں تک کہ جب میدان حشر بپا ہوگا تو وہ اسی نام سے مالک کائنات عزوجل کے حضور بلایا جائے گا جیسا کہ حضرت سیدنا ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء الحدیث ۴۹۴۸، ج ۴، ص ۳۷۴)

اس حدیث پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اپنے بچے کا نام کسی فلمی اداکار یا کفار کے نام پر رکھ دیتے ہیں۔ اس سے بدترین ذلت کیا ہوگی کہ مسلمان کی اولاد کو کل میدان محشر میں کفار کے ناموں سے پکارا جائے۔ والعیاذ باللہ

ہمارے معاشرے میں بچے کے نام کے انتخاب کی ذمہ داری عموماً کسی قریبی رشتہ دار مثلاً دادی، پھوپھی، چچا وغیرہ کو سونپ دی جاتی ہے اور عموماً مسائل شرعیہ سے نابلد ہونے کی وجہ سے وہ بچوں کے ایسے نام رکھنے سے احتراز کیا جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ اور صحابہ کرام وتابعین عظام اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام پر نام رکھنے چاہئیں جس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ بچے کا اپنے اسلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روحانی تعلق قائم ہو جائے گا اور دوسرا ان نیک ہستیوں سے موسوم ہونے کی برکت سے اس کی زندگی پر مدنی اثرات مرتب ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابووہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر تمام نبیوں کے سرور دوجہاں کے تاجور، سلطان بحر وبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھو"۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء الحدیث ۴۹۵۰، ج ۴، ص ۳۷۴)

بچے کی کُنیت رکھنا جائز ہے اور حصول برکت کے لئے بزرگوں کی نسبت سے کنیت رکھنا بہتر ہے۔ مثلاً ابوتراب (یہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) وغیرہ۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۳، حصہ ۱۶، ص ۲۱۳)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، سرور قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اپنے بچے کی کنیت رکھنے میں جلدی کرو کہیں ان پر برے القابات نہ پڑ جائیں۔

(کنز العمال، کتاب النکاح، باب السابع، الفصل الاول، الاکمال، الحدیث ۴۵۲۲۲، ج ۱۶، ص ۱۷۶)

مسئلہ

طٰہٰ، یٰسین نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ الفاظ مقطعات قرآنیہ میں سے ہیں جن کے معانی معلوم نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۱۳)

مسئلہ

عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی اور عبدالرسول نام رکھنا بالکل جائز ہے کہ اس سے شرف نسبت مقصود ہے۔ عبد کے دو معانی ہیں بندہ اور غلام۔ اس لئے یہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسین وغیرہ نام رکھنا جن میں غلام کی نسبت انبیاء وصالحین کی طرف کی گئی ہو بالکل جائز ہے۔

(بہار شریعت حصہ ۱۶، ص ۲۱۳، ماخوذا)

مسئلہ

محمد بخش، احمد بخش، پیر بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام رکھنا جس میں نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو، بالکل جائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۱۴)

مسئلہ

جو نام بُرے ہوں انہیں بدل کر اچھے نام رکھنے چاہئیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۱۳)

حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بُرے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔

(جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی تغییر الاسماء الحدیث ۲۸۴۸، ج ۴، ص ۳۸)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے برہ تھا۔ سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے برہ سے بدل کر جویریہ رکھ دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح، الحدیث ۲۱۴۰، ص ۱۱۸۲)

اللہ عزوجل کے پسندیدہ نام

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے ناموں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح، الحدیث ۲۱۳۲، ص ۱۱۷۸)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں عبداللہ وعبدالرحمٰن بہت اچھے نام ہیں (مگر اس زمانہ میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبد الرحمٰن اس شخص کو بہت سے لوگ رحمٰن کہتے ہیں اور غیر خدا کو رحمٰن کہنا حرام ہے اسی طرح عبدالخالق کو خالق اور عبدالمعبود کو معبود کہتے ہیں) اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں جس سے حقارت نکلتی ہے ایسی ناموں میں تغیر ہرگز نہ

کی جائے اور جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تغیر (Diminution) کی جائے گی یہ نام نہ رکھے جائیں دوسرے نام رکھے جائیں۔ (بہارشریعت حصہ۱۶،ص۲۱۱ ماخوذا)

نام محمد کی برکتیں

رحمت عالم، شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میرے نام سے برکت کی امید کرتے ہوئے میرے نام پر نام رکھا قیامت تک صبح وشام اس پر برکت نازل ہوتی رہے گی۔

(کنزالعمال، کتاب النکاح، الفصل الاول فی الاسماء، الحدیث ۴۵۲۱۳، ج۱۶، ص۱۷۵)

حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہاں بیٹا پیدا ہو اور میری محبت اور حصول برکت کے لئے اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اس کا بیٹا دونوں جنت میں جائیں گے۔

(کنزالعمال کتاب النکاح، الفصل الاول فی الاسماء الحدیث ۴۵۲۱۵، ج۱۶، ص۱۷۵)

امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی قوم کسی مشورہ کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اور وہ اسے مشورہ میں شریک نہ کریں تو ان کے لئے مشاورت میں برکت نہ ہوگی۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، ج۱، ص۲۷۵)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں محمد بہت پیارا نام ہے۔ اس نام کی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے۔ اگر تغیر کا اندیشہ نہ ہو تو یہ نام رکھا جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیقہ کا نام یہ ہو اور پکارنے کے لئے کوئی دوسرا نام تجویز کرلیا جائے۔ اس صورت میں نام کی بھی برکت ہوگی اور تغیر سے بھی بچ جائیں گے۔ (بہارشریعت حصہ۱۵، ص۱۵۴)

جب شیخ طریقت امیر اہلسنّت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے کسی کا نام رکھنے کی درخواست کی جاتی ہے تو آپ دامت برکاتہم العالیہ اس بچے کا نام محمد اور پکارنے کے لئے عرف رجب رضا رکھتے ہیں۔ نام کے ساتھ رضا کا اضافہ امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی نسبت سے کرتے ہیں۔

جب کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے تو اسے چاہیئے اس نام پاک کی نسبت کے سبب اس کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کی عزت کرے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جب تم بیٹے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اس کی نسبت برائی کی طرف نہ کرو۔ (تاریخ بغداد، ج۳، ص۳۰۵)

حضرت ابوشعیب رحمۃ اللہ علیہ، امام عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جو یہ چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے۔

اِنْ کَانَ ذَکَرًا فَقَدْ سَمَّیْتُهٗ مُحَمَّدًا

یعنی اگر یہ لڑکا ہوا تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ ان شاء اللہ عزوجل لڑکا ہوگا۔

(فتاوٰی رضویہ، ج۲۴، ص۲۹۰)

بال منڈوانا

پیاری اسلامی بہنو! بچے کے بال منڈوائے جائیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کی طرف سے بکری ذبح کرتے، ذبیحہ کے بال اتارتے اور اس بچہ کے سر پر اس بکری کا خون ملتے تھے۔ لیکن جب ہم اسلام لائے تو اب ہمارے ہاں

جب بچہ پیدا ہوتا ہے ہم اس کی طرف سے بکری ذبح کرتے، اس بچہ کا سر منڈواتے اور اس کے سر پر زعفران ملتے ہیں۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الذبائح، باب عن الغلام شاتان وعن الجاریہ شاہ، الحدیث ۷۶۶۸، ج۵، ص ۳۳۸)

ام المومنین حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا دستور یہ تھا کہ جب وہ بچے کا عقیقہ کرتے تو روئی کے ایک پھائے میں عقیقے کے جانور کا خون بھر لیتے۔ پھر جب بچے کا سر منڈادیتے تو وہ خون بھرا پھایا اس کے سر پر رکھ دیتے اور اس کے سر کو عقیقے کے خون سے رنگ دیتے، یہ ایک جاہلانہ رسم تھی۔ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بچے کے سر پر خون نہیں بلکہ اس کی جگہ خلوق (ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جو زعفران وغیرہ سے تیار کی جاتی ہے) لگایا کرو۔

(الاحسان، بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاطعمۃ، باب العقیقہ، الحدیث ۵۲۸۴، ج۷، ص ۳۵۵)

عقیقہ

پیاری اسلامی بہنو! بچے کی پیدائش اس کے والدین اور خاندان بھر کے لئے مسرت وشادمانی کا پیغام لاتی ہے بارگاہ الٰہی عزوجل میں اس نعمت کے شکر کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ بطور شکرانہ جانور ذبح کیا جائے۔ اسی کو عقیقہ کہتے ہیں اور یہ مستحب ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت حصہ ۱۵، ص ۱۵۳)

ہمارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے چنانچہ حضرت سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تاجدار رسالت محبوب ربّ العزت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا! بچے کے ساتھ عقیقہ ہے، لہٰذا اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے اذیت کو ہٹاؤ۔

(صحیح البخاری کتاب العقیقہ، باب اماطۃ الاذی عن الصبی فی العقیقہ، الحدیث ۵۱۸، ج۳، ص ۵۴۸)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمٰن فرماتے ہیں۔ جو بچہ قبل بلوغ مرگیا اور اس کا عقیقہ کر دیا تھا یا عقیقہ کی استطاعت نہ تھی یا ساتوں دن سے پہلے مرگیا ان سب صورتوں میں وہ ماں باپ کی شفاعت کریگا جبکہ یہ دنیا سے باایمان گئے ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۰، ص ۵۹۶)

عقیقہ کب کریں؟

عقیقہ کے لئے ساتواں دن بہتر ہے جیسا کہ حضرت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے رہن رکھا ہوا ہے ساتویں روز اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، نام رکھا جائے، اور اس کا سر منڈایا جائے۔

(جامع الترمذی، کتاب الاضاحی، باب العقیقہ، بشاۃ الحدیث ۱۵۲۷، ج ۳، ص ۱۷۷)

اگر ساتویں دن نہ کرسکیں تو جب چاہیں کرسکتے ہیں لیکن سات دن کا لحاظ رکھنا بہتر ہے اسے یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا، اس سے پہلے والا دن جب ہی آئے گا ساتواں ہوگا۔ مثلاً ہفتے کو بچہ پیدا ہوا تو جمعۃ المبارک ساتواں دن کہلائے گا۔ علیٰ ھذا القیاس۔

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۵، ص ۱۵۴)

عقیقے کے جانور

حضرت سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے عقیقے کی قربانی کرنا چاہے تو لڑکے کی طرف سے ایک جیسے دو بکریاں

اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کی جائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الضحایا، باب العقیقہ، الحدیث ۲۸۴۱، ج ۳، ص ۱۴۳)

حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اکرم شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کیا جائے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدہ عائشہ الحدیث ۲۶۱۹۴، ج ۱۰، ص ۱۰۱)

عقیقے چند مسائل

(۱) عقیقہ کے جانور کے لئے بھی وہی شرائط ہیں جو قربانی کے جانور کی ہیں اس کا گوشت فقراء اور رشتہ داروں میں کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا یا ان کو بطور ضیافت کھلایا جائے ہر طرح سے جائز ہے۔

(۲) لڑکے کے عقیقے میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی جائے اگر لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی کی طرف سے بکرا کیا گیا جب بھی حرج نہیں۔

(۳) گائے ذبح کرنے کی صورت میں لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکے کے لئے ایک حصہ کافی ہے۔

(۴) گائے کی قربانی میں عقیقہ کرنے کے لئے حصہ ڈالا جا سکتا ہے۔

(۵) بہتر یہ ہے کہ اس کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ ہڈیوں پر سے چھری وغیرہ سے گوشت اتار لیا جائے کہ بچے کی سلامتی کی نیک فال ہے۔ اگر ہڈی توڑ کر گوشت بنایا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۶) گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں مگر میٹھا پکانا بہتر ہے کہ بچے کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔

(۷) گوشت کی تقسیم اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ سری پائے حجام کو اور ران دائی کو دینے کے بعد بقیہ گوشت کے تین حصے کرلیں۔ایک حصہ فقراء دوسرا عزیز رشتہ دار اور تیسرا حصہ گھر والے کھائیں۔

عقیقے کا گوشت بچے کے ماں باپ، دادادادی، اور نانا نانی وغیرہ بھی کھاسکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

عقیقے کے جانور کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ چاہے تو خود استعمال کرے یا مساکین کو دے دے یا کسی اور نیک کام مثلاً مسجد یا مدرسہ وغیرہ میں خرچ کرے۔ (ماخوذ از بہار شریعت حصہ ۱۵ ص ۱۵۵)

مدینہ! مزید معلومات کے لئے امیر اہلسنّت مدظلہ العالی کی تالیف عقیقے کے بارے میں سوال جواب کا مطالعہ کیجئے۔

بچے کا ختنہ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والا تبار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: فطرت پانچ چیزیں ہیں ختنہ کرنا، موئے زیر ناف صاف کرنا، بغل کے بال نوچنا، مونچھیں کترنا، ناخن کاٹنا۔
(صحیح مسلم، باب خصال الفطرت الحدیث ۲۵۷ ص ۱۵۳)

ختنہ کرنا سنت ہے اور یہ شعائر اسلام میں سے ہے کہ اس سے مسلمان اور غیر مسلم میں امتیاز ہوتا ہے اسی لئے اسے مسلمانی بھی کہا جاتا ہے ولادت کے سات دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال تک ہے۔
(کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الثالث فی الختان، الاکمال حدیث ۴۵۳۰۴ ج ۸ ص ۱۸۱)

مسئلہ

بچے کا ختنہ باپ خود بھی کرسکتا ہے (اگر حجام یا ڈاکٹر وغیرہ ختنہ کریں تو عورت

ان کے سامنے نہ آئے بلکہ بچے کو کوئی مرد پکڑے) (فتاوی رضویہ ج ۲۲، ص ۲۰۴)

بچے کو اس کی ماں دودھ پلائے

اللہ عزوجل فرماتا ہے!

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ (پ ۲ البقرہ ۲۳۳)

اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔

بچے کے لئے ماں کا دودھ بہترین تحفہ ہے بوتل کا دودھ کبھی بھی اس کا نعم البدل نہیں ہوسکتا اس لئے بچے کو ماں کا دودھ پلانا چاہئے شدید مجبوری کی صورت میں اسے کسی نیک عورت کا دودھ پلایا جائے۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔

(الجامع الصغیر، الحدیث ۴۵۲۵ ص ۲۷۷)

دودھ پلانے کی فضیلت

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے کہ جیسے کسی جاندار کو زندہ کردیا ہو۔ پھر جب وہ اس کو دودھ چھڑاتی ہے تو ایک فرشتہ اسکے کاندھے پر تھپکی دیتا اور کہتا ہے اپنا عمل دوبارہ شروع کر۔ (یعنی اس کے گناہ بخش دیئے گئے اب دوبارہ اپنے اعمال کا آغاز کرے)۔

(کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الثانی فی ترغیبات تخص بالنساء الحدیث ۴۵۱۵۲ ج ۱۶ ص ۱۷۱)

مسئلہ

زیادہ سے زیادہ دو سال کی مدت تک ماں یا کسی عورت کا دودھ پلایا جاسکتا ہے

جب بچہ دو سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے کسی بھی عورت کا دودھ پلانا ناجائز ہے۔

(ماخوذ از بہار شریعت حصہ ۷ ص ۲۹)

مسئلہ

بچوں کا نظر لگنا ثابت ہے جیسا کہ حضرت سیّدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے گھر ایک بچی کو دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا تو ارشاد فرمایا اسے دعا و تعویز کراؤ اسے نظر بد لگی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب السلام، استحباب الرقیۃ من العین، الخ، الحدیث ۲۱۹۷ ص ۱۲۰۶)

مسئلہ

بچوں یا بڑوں کو تعویز پہننا بالکل جائز ہے جبکہ وہ تعویز آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا دعاؤں پر مشتمل ہو بعض احادیث میں تعویز کی جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے تعویذات ہوتے تھے۔

(بہار شریعت، حصہ ۱۶ ص ۲۵۲ ردالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس ج ۹ ص ۶۰۰)

تعویذات اسمائے الٰہی سے ہوتے ہیں ان میں اثر نہ ماننے کا جواب وہی بہتر ہے جو حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز نے ایک ملحد (یعنی بے دین) کو دیا جس نے تعویذات کے اثر میں کلام کیا حضرت قدس سرہ نے فرمایا۔

''تو عجب گدھا ہے'' وہ دنیوی طور پر بڑا معزز بنتا تھا یہ لفظ سنتے ہی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس نے فرمانے کا شاکی ہوا فرمایا میں نے تو تمہارے سوال کا جواب دیا ہے گدھے کے نام کا اثر تم مشاہدہ کر لیا کہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیا حالت کر دی لیکن مولیٰ

عزوجل کے نام پاک سے منکر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الحمد للہ عزوجل تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی مجلس مکتوبات وتعویذات عطاریہ کے تحت دکھیارے مسلمانوں کا امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ تعویذات کے ذریعے فی سبیل اللہ علاج کیا جاتا ہے نیز استخارہ کرنے کا سلسلہ بھی ہے روزانہ ہزاروں مسلمان اس سے مستفیض ہوتے ہیں الحمد للہ عزوجل اس وقت مجلس کی طرف سے بلا مبالغہ لاکھوں تعویذات اور تعزیت عیادت اور تسلی نامے بھیجے جا چکے ہیں اور تا دم تحریر ۲۲ صفر المظفر ۱۴۲۸ ایک اندازے کے مطابق مجلس کی طرف سے ماہانہ سوا دو لاکھ اور سالانہ کم وبیش ۲۶ لاکھ سے زائد ''تعویذات'' و ''اولاد'' دیئے اور کم وبیش ۲۰ سے ۲۵ ہزار مکتوبات بھیجے جاتے ہیں ان میں E-mail کے جوابات بھی شامل ہیں الحمد للہ عزوجل ماہانہ ۲۵۰۰ سے زائد آن لائن استخارہ کی ترکیب بھی ہوتی ہے تعویذات عطاریہ کی متعدد بہاریں ہیں جو مکتبۃ المدینہ کے شائع کردہ خوفناک بلا'' پر اسرار کتا'' اور ''سینگوں والی دلہن'' نامی رسائل میں ملاحظہ کی جا سکتیں ہیں تعویذات لینے والے اسلامی بھائیوں اور بہنوں کو چاہیے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت فرمائیں اور وہاں تعویذات عطاریہ کے بستے (سٹال) سے تعویز حاصل کریں۔

مسئلہ

بچہ چاہے چند منٹ کا ہو اس کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے جس طرح بڑے کا یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

(الفتاویٰ الہندیہ کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۴۶)

اس لئے کارپٹ وقالین پر بچے کو لٹاتے یا بٹھاتے وقت اس کے نیچے پلاسٹک شیٹ بچھا دی جائے کیونکہ ناپاک ہونے کی صورت میں ان کا پاک کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

مسئلہ

جن اعضاء کا چھپانا Cover ضروری ہے ان کو عورت کہتے ہیں بہت چھوٹے بچے کے لئے عورت نہیں یعنی اس کے بدن کے کسی حصہ کا چھپانا فرض نہیں پھر جب کچھ بڑا ہو گیا تو اس کے آگے پیچھے کا مقام چھپانا ضروری ہے پھر جب اور بڑا ہو جائے تو دس برس سے زیادہ کا ہو جائے تو اس کے لئے بالغ کا سا حکم ہے۔

(ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس ج۹ ص۶۰۲)

گھٹنے نہ کھولنے پڑیں

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کم عمری میں جب پڑھنے کے لئے جاتے تو راستے میں ایک برساتی نالہ پڑتا تھا جو موسم برسات میں بھر جاتا اس کو عبور کرنے کے لئے دیگر طلبہ اپنے کپڑے سمیٹ لیتے جس سے ان کے گھٹنے ننگے ہو جاتے چونکہ مرد کے اعضائے ستر ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں تک ہیں لہٰذا آپ اپنے بڑے بھائی سے عرض کرتے "مجھے کندھوں پر بٹھا کر نالہ پار کروا دیں" تاکہ آپ کو گھٹنے نہ کھولنے پڑیں۔

(حیات محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ص۳۵)

اپنے بچوں کو کسی پیر کامل کا مرید بنوا دیجئے

ایک مسلمان کے لئے اس کی سب سے قیمتی متاع اس کا ایمان ہے اس کی حفاظت کی فکر ہمیں دنیاوی اشیاء سے کہیں زیادہ ہونے چاہیے۔ نیک اعمال پر

استقامت کے علاوہ ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ کسی پیر کامل سے بیعت ہو جانا بھی ہے کسی کو اپنا پیر بنانے کے لئے چار شرائط کا لحاظ انتہائی ضروری ہے۔

(۱) صحیح العقیدہ سنی ہو۔

(۲) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل Proposition کتابوں سے نکال سکے۔

(۳) فاسقِ معلن نہ ہو (ایک بار گناہ کبریہ کرنے والا یا گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے والا یعنی تین بار کرنے والا فاسق ہوتا ہے اور اگر علی اعلان کرے تو فاسق معلن ہے)۔

(۴) اس کا سلسلہ بیعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک متصل (یعنی ملا ہوا) ہو۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۶۰۳)

فی زمانہ جامع شرائط پیر کامل کا ملنا نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہے۔ جو کسی کا مرید نہ ہو تو اسے چاہے کہ وہ اپنے بچوں سمیت سلسلہ قادریہ کے عظیم بزرگ شیخ طریقت، امیر اہل سنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم علیہ، قطب، مدینہ میزبان مہمانان مدینہ، خلیفہ اعلیٰ حضرات حضرت سیدنا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی وقار الدین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جانشین قلب مدینہ حضرت علامہ فضل الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں ان کے علاوہ دیگر بزرگوں سے بھی خلافتیں اور اجازت اسانید احادیث حاصل ہیں۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ کیا کہنے کہ اس کے عظیم پیشوا حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ قیامت تک کے لئے (بفضل اللہ عزوجل اپنے مریدوں کے توبہ پر مرنے کے ضامن ہیں۔ (بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابۃ وبشراھم ص ۱۹۱)

مرید ہونے کے لئے اپنا اور بیوی بچوں کا نام و پتہ اس پتے پر روانہ کر دیجئے آپ کو مرید بنا لیا جائے گا۔ مکتب نمبر ۳ عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ نزد پرانی سبزی منڈی یونیورسٹی روڈ کراچی۔

بچوں سے محبت کیجئے

بچوں کی دیرپا تعلیم وتربیت کے لئے ان سے ابتداء ہی سے شفقت ومحبت کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ یوں جب ماں کی ممتا اور شفقت پدری کی شیرینی گھول کر تعلیمات اسلام کا مشروب ان کے حلق میں انڈیلا جانے لگا تو وہ فوراً اسے ہضم کریں گے۔حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں ایک گھر ہے جسے الفرح کہا جاتا ہے۔ اس میں وہی لوگ داخل ہوں گے جو بچوں کو خوش کرتے ہیں۔

(الجامع صغیر، الحدیث ۲۳۲۱، ص ۱۴۰)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سراج السالکین جناب صادق وامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کے کسی پہر نکلے نہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ فرمایا اور نہ میں نے کچھ عرض کی حتیٰ کہ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچے (وہاں سے واپس ہوئے) اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو ابھی چھوٹے تھے) کے بارے میں دریافت فرمایا! سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں تھوڑی دیر روکے رکھا۔ میں نے سمجھا شاید انہیں ہار پہنا رہی ہیں یا نہلا رہی ہیں اتنے میں وہ یعنی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں گلے لگا لیا چوما اور کہا! اے اللہ عزوجل! اس سے محبت کر اور اُس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ (صحیح البخاری کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق، الحدیث ۲۱۲۲ ج ۲ ص ۲۵)

حضرت سیدنا ابو بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک بار خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں سرخ رنگ کی دھاریوں والی قمیص پہنے ہوئے چلتے ہوئے آئے۔ چونکہ بچے تھے صحیح طریقے سے چل نہیں سکتے تھے اس لئے کبھی گرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو منبر اقدس سے اترے اور ان دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا۔

(جامع الترمذی، کتاب المناقب الی محمد بن علی بن ابی طالب الحدیث ۳۷۹۹، ج ۵، ص ۴۲۹)

بچے کو لوری دینا

بچے کو سلانے یا بہلانے کے لئے لوری دینے کا رواج عام ہے لیکن لوری دیتے وقت خیال رکھا جائے کہ یہ بے معانی کلمات پر مشتمل نہ ہو اور نہ ہی اس میں کوئی غیر شرعی کلمہ ہو بلکہ بہتر یہ ہے کہ حمد یا نعت یا اولیائے کرام کی منقبت بچے کو سنائے جائے تو ثواب بھی ملے گا اور بچے کو نیند بھی آ جائے گی۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی محتاط عالم کا ہی کلام پڑھا جائے۔ مثلاً امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حدائق بخشش)، مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا سیدن نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ وغیرہ۔

مسئلہ

بچوں کو سلانے یا رونے سے باز رکھنے کے لئے افیون دینا حرام ہے۔

(فتاوٰی رضویہ، ج ۲۴، ص ۱۹۸)

بچوں پر خرچ کیجئے

اپنے بچوں اور دیگر اہل خانہ پر دل کھول کر خرچ کیجئے اور بشارت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص (ناجائز اور مشتبہ چیز سے) بچنے کے لئے خود پر خرچ کرے گا۔ تو یہ صدقہ ہے اور جو کچھ اپنی بیوی، اولاد اور گھر والوں پر خرچ کرے گا صدقہ ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزکوٰۃ، باب فی نفقۃ الرجل، الحدیث ۴۶۶۰، ج ۳، ص ۳۰۲)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ قرار قلب و سینہ صاحب معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے پہلے جو چیز انسان کے ترازوئے اعمال میں رکھی جائے گی وہ انسان کا وہ خرچ ہوگا جو اس نے اپنے گھر والوں پر کیا ہوگا''۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۶۱۳۵، ج ۴، ص ۳۲۸)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم، نور مجسم، شاہ آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی رضا کے لئے تو جتنا بھی خرچ کرتا تجھے اس کا اجر دیا جائے گا حتیٰ کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو اس کا اجر ملے گا۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب رثی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحدیث ۱۲۹۵، ج ۱، ص ۴۳۸)

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار والا تبار ہم بے کسوں کے مددگار شفیع روز شمار دو عالم کے مالک، مختار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خرچ کرنے کے اعتبار سے بہترین دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار بھی جسے اپنے ساتھیوں پر راہ خدا عزوجل میں خرچ کر دیتا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل حدیث ثوبان، الحدیث ۲۲۴۳، ج ۸، ص ۳۲۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ خاتم المرسلین ، جناب صادق وامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک دینار وہ ہے جسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو ایک دینار وہ ہے جسے تم غلام پر خرچ کرتے ہو ایک دینار وہ ہے جسے تم مسکین پر صدقہ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جسے تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار پر ملے گا جسے تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال الخ، الحدیث ۹۹۵، ص ۴۹۹)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ کے ایک شخص نے ایک غلام کو مدبر کیا (یعنی یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) حضور پاک سے سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ خبر پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص سے پوچھا کیا تیرے پاس اس کے علاوہ بھی مال ہے اس نے عرض کی ''نہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون خریدے گا حضرت سیدنا نعیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور وہ درہم لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ درہم اس غلام کے مالک کو دیئے اور فرمایا پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو۔ پھر اگر بچے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو، پھر اگر اپنے اہل وعیال سے کچھ بچے تو قرابت داروں پر اور اگر قرابت داروں سے بھی بچ جائے ادھر اُدھر اپنے سامنے، دائیں بائیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الابتداء فی النفقۃ بالنفس، الخ، الحدیث ۹۹۷، ص ۴۹۹)

مسئلہ

آدمی پر کم از کم اتنا کمانا فرض ہے جو اس کے لئے اس کے اہل وعیال کے

لئے ادائیگی فرض کے لئے اور انہیں کفالت کر سکے جن کا نفقہ اس کے ذمے واجب ہے۔۔ ماں باپ محتاج و تنگ دست ہوں تو انہیں بقدر کفایت کما کر دینا فرض ہے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الکراہیۃ ، باب الخامس عشر فی الکسب، ج ۵، ص ۳۴۸)

بچوں کو رزقِ حلال کھلائیے

پیاری اسلامی بہنو! اپنے گھر والوں کو رزقِ حلال کھلانے کا اہتمام کیجئے۔ کہ اس کی بڑی برکتیں اور فضائل ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزرا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی چستی دیکھ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش یہ شخص جہاد میں شریک ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر یہ اپنے بچوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے نکلا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اور اگر اپنے آپ کو (ناجائز وشبہ والی چیز سے) بچانے سے نکلا ہے تو بھی اللہ عزوجل کی راہ میں ہے۔ اور اگر یہ ریاکاری اور تفاخر کے لئے نکلا ہے تو بعر بہ سلطان کی راہ میں ہے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۲۸۲، ج ۱۹، ص ۱۲۹)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ ''جو شخص لگاتار حلال کی روزی کماتا ہے اور حرام کے لقمہ کی آمیزش نہیں، ہونے دیتا، اللہ عزوجل اس کے دل کو اپنے نور سے روشن کر دیتا ہے۔ اور حکمت کے چشمے اس کے دل سے جاری ہو جاتے ہیں۔

(کیمیائے سعادت، باب اوّل، فضیلت طلب حلال، ج ۱، ص ۳۲۲)

حضور اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس لئے حلال کمائی کرتا ہے کہ سوال کرنے سے بچے، اہل وعیال کے لئے کچھ حاصل کرے اور پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے تو وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ جو

دسویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا''۔

(شعیب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، الحدیث ۱۰۳۷۵، ج ۷،ص ۳۹۸)

تکمیل ضروریات اور آسائشوں کے حصول کے لئے ہرگز ہرگز حرام کمائی کے جال میں نہ پھنسیں کہ یہ آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے لئے دنیا و آخرت میں عظیم خسارے کا باعث ہے جیسا کہ حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ گوشت ہرگز جنت میں داخل نہ ہو گا جو حرام میں پلا بڑھا ہے''۔

(سنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب فی آل السمت، الحدیث ۲۷۷۶، ج ۲،ص ۴۰۹)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکی نور مجسم ، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سود کا ایک درہم جو انسان (اس کا سود ہونا) جانتے ہوئے کھائے، چھتیس بار زنا کرنے سے سخت تر ہے''۔

(المسند للامام احمد بن حنبل حدیث عبد اللہ بن حنظلہ الحدیث ۲۲۰۱۶، ج ۱۸،ص ۲۲۳)

تنگ دستی کی وجہ سے حرام کمانے والا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین دار کو اپنا دین بچانے کے لئے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ اور ایک غار سے دوسری غار کی طرف بھاگنا پڑے گا تو جب ایسا زمانہ آجائے تو روزی اللہ عزوجل کی ناراضگی ہی سے حاصل کی جائے گی پھر اس زمانہ میں آدمی اپنے بیوی بچوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔ اگر اس کے بیوی بچے نہ ہو تو وہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگا''۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی! ''یارسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم وہ کیسے؟'' فرمایا: ''وہ اسے اس کی تنگ دستی پر عار دلائیں گے تو وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دینے والے کاموں میں مصروف کر دے گا''۔

(الزہد الکبیر، الحدیث ۴۷۹، ص ۱۸۳)

احتیاط نبوی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جبکہ ابھی بچے ہی تھے) ایک مرتبہ صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی جب حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فوراً فرمایا (کخ کخ) یعنی منہ سے نکال کر پھینک دو، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم یعنی بنو ہاشم صدقے کا مال نہیں کھاتے۔

بچوں کو نیا پھل کھلایئے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہلا پھل پیش کیا جاتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے! ''یا الٰہی عزوجل! ہمارے مدینہ، ہمارے پھلوں اور ہمارے مد اور صاع میں برکت در برکت عطا فرما'' پھر وہ پھل وہاں موجود بچوں میں سب سے چھوٹے بچے کو دے دیتے''۔

(صحیح المسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ ودعاء النبی فیھا بالبرکۃ الحدیث ۱۳۷۳، ص ۷۱۴)

جب کوئی نیا پھل آئے تو اپنے بچوں کو کھلایئے کہ نئے کو نیا مناسب ہے پھل وغیرہ بانٹنے میں پہلے بیٹیوں کو دیجئے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم رسول اکرم شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو بازار سے اپنے بچوں کے لئے کوئی نئی چیز

لائے تو وہ ان پر صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور اسے چاہئے کہ بیٹیوں سے ابتداء کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ بیٹیوں پر رحم فرماتا ہے اور جو شخص اپنی بیٹیوں پر رحمت وشفقت کرے وہ خوف خدا عزوجل میں رونے والے کی مثل ہے اور جو اپنی بیٹیوں کو خوش کرے اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسے خوش کرے گا''۔

(فردوس الاخبار، باب المیم ،الحدیث،۵۸۳، ج۲،ص ۲۶۳)

بچے کی صحت کا خیال رکھئے

والدین کو چاہئے کہ بچوں کی اچھی صحت کے لئے ضروری لوازمات مثلاً اچھی غذا صاف ستھرے گھر اور موسم کے مطابق آرام دہ لباس کا خیال رکھیں۔ان کے استعمال کی اشیاء کو جراثیم سے بچا کر رکھیں۔انہیں حفاظتی ٹیکے لگوائیں اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو کسی ماہر طبیب کی خدمت حاصل کریں۔حصول شفاء کے لئے اللہ عزوجل کے پیاروں کی بارگاہ میں بھی حاضر ہونا چاہئے۔جیسا کہ حضرت سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت بابرکت میں لے گئیں اور عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا بھانجا بیمار ہے''۔(یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے دعائے برکت فرمائی۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وضو فرمایا تو میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔

(صحیح المسلم کتاب الفضائل۔باب اثبات خاتم النبوۃ،الحدیث ۲۳۴۴،ص ۱۲۷)

پیاری اسلامی بہنو! اگر کبھی آپ کی اولاد یا گھر کا کوئی اور فرد بیمار ہو جائے تو طبی علاج کے ساتھ ساتھ راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے مدنی قافلوں میں شامل ہو کر اس کی صحت یابی کی دعا بھی کیجئے۔الحمدللہ عزوجل! راہِ خدا عزوجل میں عاشقان رسول کے ساتھ مدنی قافلے میں سفر کی برکت سے شفا یابی کے کئی واقعات ہیں۔روسا

ریں ملاحظہ ہوں۔

بینائی واپس آ گئی

شیخ طریقت، امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطاری قادری دامت برکاتہم العالیہ کے پاس ایک صاحب اپنے مُنّے کو گود میں اٹھا کر دم کروانے کے لئے لائے اور بتایا کہ بچے کی بینائی چلے گئی ہے۔ امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ نے دم کرنے کے بعد مشورہ دیا کہ آپ دعوت اسلامی کے مدنی قافلے میں سفر کریں اور سفر پر جا کر دعا کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل کرم کرے گا۔ کچھ عرصے بعد وہ صاحب پھر اپنے مُنّے کو لے کر فیضانِ مدینہ تشریف لائے اور بتایا کہ میں نے عاشقان رسول کے مدنی قافلے میں سفر کیا اور سفر پر جا کر دعا مانگی تھی الحمدللہ عزوجل! میرے مُنّے کی آنکھوں کی روشنی واپس آ چکی ہے۔

انہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں

(دعوت اسلامی کی بہاریں، قسط اوّل، ص۳)

علاج ہو گیا

ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ ہمارے پڑوسی کا بچہ کسی موذی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ اس کا علاج پاکستان میں نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو اسے بیروں ملک لے جاؤ۔ وہ بے چارہ غریب شخص بیرون ملک علاج کروانے کے لئے لاکھوں روپے کہاں سے لاتا۔ الغرض وہ اپنے لختِ جگر کی زندگی سے ناامید ہو گیا۔ باب المدینہ (کراچی) میں ہونے والا تین روزہ سنتوں بھرا اجتماع قریب تھا۔ میں نے اسے اجتماع میں شرکت کر کے دعا کرنے کی ترغیب دلائی۔

چنانچہ وہ اپنے بیمار بچے کو بھی اجتماع میں لے گیا۔ اور گڑگڑا کر دعا مانگی۔ الحمد للہ عزوجل بچہ بالکل تندرست ہو گیا۔ جب ڈاکٹروں نے بچہ کا دوبارہ معائنہ کیا تو حیران رہ گئے۔

(دعوت اسلامی کی بہاریں، حصہ اوّل، ص ١٥)

زبان کھلنے کے بعد اللہ عزوجل کا نام سکھایئے

جب بچہ ذرا ہوشیار ہو جائے اور زبان کھولنے لگے تو سب سے پہلے اس کے خالق و مالک اور رازق کا اسم ذات ''اللہ'' سکھانا چاہیے اور اس بات کا التزام بھی کیا جائے کہ اس کی پاک وصاف زبان سے پہلے کلمہ طیبہ ہی جاری ہو۔ حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بچوں کی زبان سے سب سے پہلے لا الہ الا اللہ کہلواؤ''۔

(شعیب الایمان، باب فی حقوق الاولاد، الحدیث ٨٦٤٩، ج ٦، ص ٣٩٧)

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی نواسی کے لئے سب گھر والوں کو کہہ رکھا تھا کہ اس کے سامنے ''اللہ اللہ ذکر کرتے رہیں تا کہ اس کی زبان سے پہلا لفظ ''اللہ'' نکلے اور جب وہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں لائی جاتی تو آپ خود بھی اس کے سامنے ذکر اللہ کرتے۔ چنانچہ جب ان کی نواسی نے بولنا شروع کیا تو پہلا لفظ ''اللہ'' ہی بولا۔

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کی مرکزی مجلس شورٰی کے مرحوم رکن الحاج الحافظ المفتی محمد فاروق العطاری المدنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی مدنی مُنّی ان کی وفات کے وقت گیارہ ماہ کی تھی۔ جب مدنی مُنّی سے گھر کا کوئی فرد کہتا

کہ بولو بیٹی "پاپا" تو فرماتے! "اس کو یوں نہ سکھایئے بلکہ اس کے سامنے "اللہ اللہ" کہتے ہیں"۔ (مفتی دعوت اسلامی، ص۴۳)

بچے جب بولنا شروع کریں تو اس سے گفتگوں کے دوران صاف اور آسان چھوٹے چھوٹے فقروں میں بات کریں۔ بچے شروع شروع میں تتلا کر بولتے ہیں لیکن آپ ایسا نہ کریں کیونکہ ایسی صورت میں وہ اسی انداز کو اچھا سمجھنا شروع کریں اوران کو یہ عادت بڑے ہوکر بھی باقی رہتی ہے۔

باپ کا نام اور گھر کا پتہ یاد کرایئے

جونہی بچہ گھر سے باہر نکلنے کے قابل ہو جائے تو اسے اس کے والد اور دادا اور چچا کا نام گلی یا محلے کا نام یاد کروا دیجئے تا کہ خوانخواستہ گم ہو جانے کی صورت میں اسے آسانی سے گھر پہنچایا جا سکے۔ اگر آپ اس کام میں سستی کریں گے تو ہوسکتا ہے بچہ گم ہونے کی صورت میں جلدی نہ مل سکے کیونکہ جو شخص بھی اسے گھر پہنچانا چاہے گا وہ اس سے اس کا نام و پتہ پوچھے گا اور جواب میں بچہ اگر یہ کہے گا کہ میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں۔ اور اپنے گھر میں رہتا ہوں تو اس کے گھر بار کا کچھ پتا نہ چل سکے گا۔

ضروری عقائد سکھایئے۔

والدین کو چاہیے کہ جب ان کی اولاد سن شعور کو پہنچ جائے تو اسے اللہیت عالیٰ فرستوں؟ آسمانی کتابوں، انبیاء کرام علیہم السلام، قیامت اور جنت و دوزخ کے بارے میں بتدریج عقائد سکھائیں بچے کو بتائیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہی ہمیں رزق (Livelihood) عطا فرماتا ہے۔ اسی نے زندگی دی ہے وہی موت دے گا۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ جسم، جگہ اور مکان سے پاک ہے (بعض ماں باپ اللہ تعالیٰ کا نام لینے پر اپنے بچے کو آسمان کی طرف انگلی اٹھانا سکھاتے

ہیں ایسا نہ کیا جائے) وہ کسی کا محتاج نہیں ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ اولاد سے پاک ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جو کچھ ہو چکا ہے۔ جو ہو رہا ہے یا ہو گا وہ سب جانتا ہے۔ فرشتے اس کی نوری مخلوق ہیں جو اس کے حکم سے مختلف کام سرانجام دیتے ہیں۔ مثلاً بارش برسانا، ہوا چلانا، کسی کی روح نکالنا وغیرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بہت سے صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں جن میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔

(۱) تورت یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۲) زبور یہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۳) انجیل یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۴) قرآن کریم یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء اور رسولوں کو بھیجا جن کی مکمل تعداد وہی جانتا ہے اور سب سے آخر میں ہمارے نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کو بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلیٰ شان عطا فرمائی ہے۔ قیامت سے مراد یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ آسمان و زمین سب تباہ ہو جائیں گے پھر مردے اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور میدان محشر میں اپنے ربّ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور اپنے اعمال کا حساب دیں گے۔ پھر جس کے عمل اچھے ہوں گے اسے جنت ملے گی اور جس کے اعمال بُرے ہوں گے اسے دوزخ میں جانا پڑے گا۔ بچے کے ذہن میں جنت کا شوق اور جہنم کا خوف بٹھایئے اس سلسلے میں بچے کی سمجھ بوجھ کے مطابق انعامات جنت اور عذابات جہنم کی روایات سنایئے اور اسے بتایئے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ

اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کریں گے تو ہمیں جنت ملے گی اور اگر اللہ عزوجل کی نافرمانی میں زندگی بسر کی تو جہنم کا عذاب ہمارا منتظر ہوگا۔ والعیاذ باللہ!

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ اوّل)

حکایت

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہر کے کنارے پر چل رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک بچہ کنارے پر بیٹھا وضو کر رہا ہے اور رو بھی رہا ہے۔ آپ نے پوچھا اے مُنّے! تم کیوں رو رہے ہو؟ اس نے عرض کی میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا جب میں اس آیت پر پہنچا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (پ ۲۸، التحریم ۶)

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں''۔

تو میں ڈر گیا کہ اللہ تعالیٰ کہیں مجھے جہنم میں نہ ڈال دے۔ آپ نے فرمایا: مُنّے! تم تو بہت چھوٹے ہو، تم جہنم میں نہیں جاؤ گے۔ وہ کہنے لگا۔ بابا جان آپ تو سمجھ دار ہیں کیا کیا آپ نہیں جانتے کہ جب لوگ اپنی ضرورت کے لئے آگ جلاتے ہیں تو پہلے چھوٹی لکڑیوں کو رکھتے ہیں پھر بڑی لکڑیاں آگ میں ڈالتے ہیں۔ وہ بزرگ اس ننھے مدنی کے اس انداز (Behaviour) کو دیکھ کر بہت روئے اور فرمانے لگے، یہ بچہ ہم سے کہیں زیادہ جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے تو ہمارا حال کیا ہونا چاہیے۔

(درۃ الناصحین المجلس السابع واستون ص ۲۹۳)

بچے کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ڈالئے

والدین کو چاہیئے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مختلف واقعات وقتاً فوقتاً بچے کوسناتے رہیں تاکہ اس کے دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پروان چڑھتا چلا جائے۔حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک،صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:تم میں کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں۔ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس۔کے والد،اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(صحیح البخاری،کتاب الایمان،باب حب الرسول من الایمان،الحدیث ۱۴،ج۱،ص ۱۵)

حضور پاک،سیاہ افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان رحمت نشان ہے مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کے لئے مغفرت ہے۔

(الجامع الصغیر الحدیث ۱۴۰۶،ص ۸۷)

سید المبلغین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان جنت نشان ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اس کا اور اسکے باپ کا نام پیش کرتا ہے۔کہتا ہے فلاں بن فلاں نے آپ پر اس وقت درود پاک پڑھا ہے۔

(مجمع الزوائد،کتاب الادعیۃ،باب فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الدعاء وغیرہ،الحدیث ۱۷۲۹۱، ج۱۰،ص ۲۵۱)

والدین کو چاہیئے کہ جب بھی نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اقدس آئے تو اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگالیں۔اس کا ثبوت اس روایت

میں ہے کہ

حضرت سیدنا امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جو شخص موذن کو اشھد ان محمد الرسول اللہ کہتے سنے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔

مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَ قُرَّةُ عَيْنِيْ مُحَمَّدًا بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ

اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے تو نہ کبھی اندھا ہو اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں۔ (المقاصد الحسنۃ تحت الحدیث ۱۰۲۱ ص ۳۹۰)

سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نور ایمان و سرور جان ہے۔س لئے والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچے میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف پڑھنے اور سننے کا ذوق وشوق بیدار کریں۔

صحابہ کرام واہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت سکھایئے

اپنے اسلاف سے عقیدت ومحبت کا تعلق ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ ہے اس لئے والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے دل میں صحابہ کرام واہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عقیدت پیدا کریں اس کے لئے بچوں کو ان نفوس قدسیہ کی سیرت کے نورانی واقعات سنایئے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ عزوجل سے ڈرو۔ میرے بعد انہیں نشانہ اعتراض نہ بنانا۔ جس نے ان سے محبت رکھی تو اس نے مجھ سے محبت کے سبب ان سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض کے سبب ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی، قریب

ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی گرفت میں لے لے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحدیث ۳۸۸۸، ج ۵، ص ۴۶۳)

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبۃ اللہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا! خبردار! تم میں میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا۔ وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا۔

(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم باب ومدنی ابی فی اہل بیتی الخ الحدیث ۴۷۷۴، ج ۴، ص ۱۳۲)

اولیاء کرام رحمھم اللہ کا ادب سکھایئے

اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا ادب سکھایئے اور ان کی پیروی کا ذہن بنایئے اپنے مقبول بندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ ۱۱، یونس ۶۲)

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پہ نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے جو اللہ عزوجل کے کسی ولی سے دشمنی رکھے تحقیق اس نے اللہ عزوجل سے اعلان جنگ کر دیا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب من ترجی لہ اسلامۃ من الفتن الحدیث ۳۹۸۹، ج ۴، ص ۳۵۰)

لیکن یاد رکھئے! کہ کوئی بھی ولی چاہے وہ کیسا ہی عظیم ہو، احکام شرعیہ کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ داڑھی منڈانے، ایک مٹھی سے گھٹانے، گالیاں بکنے، گانے سننے، فلمیں ڈرامے دیکھنے، نامحرم عورتوں کا ہاتھ پکڑنے والا اور دیگر اعلانیہ گناہ کرنے والا شخص کبھی ولی نہیں ہو سکتا بعض جاہل یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ شریعت ایک راستہ ہے اور راستہ کی حاجت ان کو ہوتی ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں۔ ہم تو پہنچ

گئے۔ایسوں کے بارے میں سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بے شک وہ سچ کہتے ہیں وہ پہنچ گئے مگر کہاں؟ جہنم میں۔

(الواقیت والجواہر، مبحث السادس والعشرون، الجزء الاول ص ۲۰۶)

اپنے بچے کو قرآن پڑھایئے

قرآن ایک نور ہے اگر بچوں کا دل ودماغ قرآن کی روشنی سے آراستہ کیا جائے تو ان شاء اللہ عزوجل اُن کا باطن بھی منور ہو جائے گا۔معلم اعظم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کو تعلیم قرآن سے آراستہ کرنے والوں کو کئی بشارتیں عطا فرمائی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دینار میں اپنے بچے کو قرآن پڑھنا سکھایا تو بروز قیامت جنت میں اس شخص کو ایک تاج پہنایا جائے گا۔جس کی بناء پر اہل جنت جان لیں گے کہ اس شخص نے دنیا میں اپنے بیٹے کو تعلیم دلوائی تھی۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۹۶ ج ا،ص ۴۰)

اگر بچے کا رجحان ہو تو اسے قرآن پاک بھی حفظ کروایئے اس کی فضیلت زیادہ ہے جیسا کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اپنے بیٹے کو قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا سکھایا تو اللہ تعالیٰ اس باپ کو چودھویں رات کے چاند کی مانند اٹھائے گا اور اس کے بیٹے سے کہا جائے گا۔پڑھ پس جب بھی وہ ایک آیت پڑھے گا۔اللہ تعالیٰ اس کے باپ کا ایک درجہ بلند فرما دے گا۔یہاں تک کہ وہ پورا قرآن ختم کرے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۱۹۳۵، ج ا،ص ۵۲۴)

والدین کو چاہیے کہ اپنے بچے کو قرآن پاک پڑھانے کے لئے ایسے صحیح العقیدہ

قاری صاحب کا انتخاب کریں۔ جو بچے کو درست مخارج سے قرآن پاک پڑھائیں کیونکہ قرآن پاک اتنی تجوید سے پڑھنا فرض عین ہے کہ حرف دوسرے سے صحیح ممتاز ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۵۳)

اس کے ساتھ ساتھ وہ قاری صاحب بچے کی تربیت میں والدین کے معاون بھی بنیں۔

مدرسۃ المدینہ

پیاری اسلامی بہنو! الحمدللہ! تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے زیر انتظام اندرون و بیرون ملک حفظ و ناظرہ کے ہزاروں مدارس بنام مدرسۃ المدینہ قائم ہیں۔ جہاں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ صرف پاکستان میں تادم تحریر کم وبیش ۴۲،۰۰۰ ہزار مدنی منے اور مدنی منیوں کو حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جارہی ہے والدین کو چاہیے کہ اپنے بچے کی بہتر تربیت کے لئے اسے قریبی مدرسۃ المدینہ میں داخل کروائیں۔

سات برس کی عمر سے نماز کی تاکید کیجئے

جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز پڑھنا سکھائیں اور اسے پانچوں وقت کی نماز ادا کروائیں تاکہ بچپن ہی سے ادائیگی نماز کی عادت پختہ ہو۔ بچے کو بالخصوص صبح سویرے اٹھنے اور وضو کر کے نماز پڑھنے کی عادت ڈالئے۔ مگر سردیوں میں بچے کو وضو کے لئے نیم گرم پانی مہیا کیجئے تاکہ وہ سرد پانی کی مشقت سے گھبرا کر وضو اور نماز سے جی نہ چرائے۔ بلکہ والد صاحب کو چاہیے کہ اسے مسجد میں اپنے ساتھ لے

جائیں لیکن پہلے اسے مسجد کے آداب سے آگاہ کردیں کہ مسجد میں شور نہیں مچانا۔ اِدھر اُدھر نہیں بھاگنا۔ نمازیوں کے آگے سے نہیں گزرنا وغیرہ۔ پھر اسے جماعت کی سب سے آخر صف میں دوسرے بچوں کے ساتھ کھڑا کریں۔ اس حکمت عملی کی بدولت بچے کا مسجد کے ساتھ روحانی رشتہ قائم ہوجائے گا۔ ان شاءاللہ عزوجل۔

شاہ بنی آدم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ بچوں کو سات سال کی عمر ہوجانے پر نماز سکھاؤ اور دس سال کے ہوجانے پر انہیں نماز کے معاملے پر مارو۔

(سنن ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء متی یومر الصبی بالصلوٰۃ، الحدیث ۴۰۷، ج۱، ص۴۱۶)

نماز کے عادی

جب محدث اعظم حضرت علامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ بچپن (Childhood) میں چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو اپنے والد ماجد کے ہمراہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانا شروع کردیا۔ (حیات محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ص۳۰)

روزہ رکھوایئے

نماز کی طرح بچے کو روزہ رکھنے کا بھی عادی بنایا جائے۔ اسے روزے کی مشق اس طرح کروائی جائے کہ پہلے اسے چند گھنٹے بھوکا رہنے کا ذہن دیا جائے۔ پھر بتدریج اس دورانیئے کو بڑھایا جائے اور جب بچہ روزہ رکھنے کے قابل ہوجائے تو اسے روزہ رکھوایا جائے لیکن اسے باور کروایا جائے کہ محض بھوک پیاس برداشت (Endurance) کرنے کا نام روزہ نہیں بلکہ روزے میں ہر بُرے کام سے بچنا چاہیے۔

روزہ کشائی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ

الرحمن کی روزہ کشائی کی تقریب کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا سید ایوب علی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں۔ کہ "رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے کاشانہ اقدس میں جہاں افطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے ایک محفوظ کمرے میں فیرینی کے پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے۔ آفتاب نصف النہار پر ہے ٹھیک شدت کی گرمی کا وقت ہے کہ حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور دروازہ کے پٹ بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ اسے کھالو۔

آپ عرض کرتے ہیں میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟ ارشاد ہوتا ہے بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھالو۔ میں نے دروازہ بند کر دیا ہے۔ کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں۔ جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے یہ سنتے ہی حضور کے والد ماجد کی چشمانِ مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت ص ۸۷، مکتبہ نبویہ لاہور)

دینی تعلیم دلوایئے

پیاری اسلامی بہنو! اپنی اولاد کو کامل مسلمان بنانے کے لئے زیور علم دین سے آراستہ کرنا بے حد ضروری ہے مگر آہ! آج دینی تعلیم کا رجحان نہ ہونے کے برابر ہے اپنے ہونہار بچوں کو دنیاوی علوم وفنون تو خوب سکھائے جاتے ہیں مگر سنتیں سکھانے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر بچہ ذرا ذہین ہو تو اس کے والدین کے دل میں اسے ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، کمپیوٹر پروگرام بنانے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہے اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے اس کی دینی تربیت سے منہ موڑ کر مغربی تہذیب کے نمائندہ اداروں کے مخلوط ماحول میں تعلیم دلوانے میں کوئی عار محسوس نہیں کی جاتی بلکہ اسے اعلیٰ

تعلیم کی خاطر کفار کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔اور اگر بچہ کند ذہن ہے یا شرارتی ہے یا معذور (Disable) ہے تو جان چھڑانے کے لئے اسے کسی دارالعلوم یا جامعہ میں داخلہ دلا دیا جاتا ہے۔ بظاہر اس کی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ والدین کی اکثریت کا مطمح نظر محض دنیاوی مال وجاہ ہوتی ہے اُخروی مراتب کا حصول ان کے پیش نظر نہیں ہوتا۔ والدین کو چاہئے کہ پہلے اپنی اولاد کو ضروری دینی تعلیم دلوائیں اسے کم از کم نماز و روزہ کے مسائل، دیگر فرائض وواجبات حلال وحرام، خرید وفروخت، اجارہ (یعنی اجرت پر خدمت لینے یا دینے) حقوق العباد وغیرہ کے شرعی احکام سکھا دیئے جائیں۔

اس کے بعد چاہیں تو وہ دنیاوی تعلیم جس سے احکام شرعیہ کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو، بھی دلائیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اسے درس نظامی (یعنی عالم کورس) کروائیں تا کہ وہ عالم بننے کے بعد معاشرے میں لائق تقلید کردار کا مالک بنے اور دوسروں کو دین کا علم سکھائے۔ بطور ترغیب علم دین سیکھنے کے چند فضائل ملاحظہ ہوں۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور بے شک فرشتے طالب العلم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور بے شک زمین و آسمان میں رہنے والے حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں طالب علم کے لئے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی دیگر ستاروں پر اور بے شک علماء وارث انبیاء علیہم السلام ہیں اور انبیاء علیہم السلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ یہ نفوس قدسیہ تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں تو جس نے اسے حاصل کرلیا اس نے بڑا حصہ حاصل کرلیا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث ۲۲۳، ج۱، ص۱۴۵)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو بندہ علم کی جستجو میں جوتے یا موزے یا کپڑے پہنتا ہے اپنے گھر کی چوکھٹ سے نکلتے ہی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(المعجم الاوسط، باب المیم، الحدیث ۵۷۲۲ ج ۴ ص ۲۰۴)

استاد کا انتخاب

ان شفاف آئینوں میں تقویٰ و پرہیز گاری کی نقش نگاری کرنے اور شیطان کی کاریگری سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ بچوں کی تعلیم کے لئے ایسا استاد تلاش کیا جائے جو خوف خدا عزوجل اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیکر ہو مگر افسوس کہ فی زمانہ یہ اہم انتخاب بھی دنیاوی تقاضوں اور سہولتوں کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ اسلامی دنیا میں جتنے بھی لعل و جواہر پیدا ہوئے ان کی تعلیم و تربیت خدا ترس اور شریف النفس علماء و اساتذہ کے ہاتھوں ہوئی حدیث میں ہے۔

بے شک یہ علم دین ہے تم میں سے ہر شخص دیکھ لے کہ وہ کس سے دین حاصل کر رہا ہے۔

(کنز العمال کتاب العلم، الباب الثالث فی آداب العلم الحدیث ۲۹۲۶۰، ج ۱۰ ص ۱۰۵)

جامعۃ المدینہ

الحمد للہ عزوجل! دعوت اسلامی کے زیر انتظام کثیر جامعات بنام جامعۃ المدینہ قائم ہیں۔ ان کے ذریعے لاتعداد اسلامی بھائیوں کو (حسب ضرورت قیام و طعام کی سہولت کے ساتھ) درس نظامی اور اسلامی بہنوں کو عالمہ کورس کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جامعات میں ایسا مدنی ماحول فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہاں سے پڑھنے والے علم و عمل کا پیکر بن کر نکلیں۔ آپ بھی اپنی اولاد کو علم و عمل

سکھانے کے لئے جامعۃ المدینہ میں تعلیم دلوایئے۔

شوقِ علم

امامِ اہلسنّت، مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی ہمشیرہ کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت نے بچپن میں کبھی پڑھنے میں نہیں کی، خود سے برابر پڑھنے کو تشریف لے جایا کرتے، جمعہ کے دن بھی چاہا کہ پڑھنے جائیں مگر والد صاحب کے منع فرمانے سے رک گئے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت ج۱، ص۸۹)

آداب سکھایئے

حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ انسان کا اپنے بچے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب ابر والعلہ، باب ماجاء فی ادب الولد، الحدیث ۱۹۵۸، ج۳، ص۳۸۲)

اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان رحمت نشان ہے کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھا ادب سکھانے سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں دیا۔

(سنن الترمذی، کتاب ابر والصلۃ، باب ماجاء فی ادب اولد الحدیث ۱۹۵۹، ج۳، ص۳۸۳)

والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچے کو مختلف آداب سکھائیں۔ محفل کے آداب سکھائیں، سونے کے آداب سکھائیں جاگنے کے آداب سکھائیں۔ گفتگو کے آداب سکھائیں۔ میری پیاری اسلامی بہنو! اس طرح کی اچھی اور پاکیزہ سوچ ہمیں کہاں سے ملے گی دعوتِ اسلامی کے پیارے اور مہکے مدنی ماحول سے ملے گی۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو:

اگر آپ رضائے الٰہی کو پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے

وابستہ ہوجائیے، اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ بن جائے گا۔

الحمدللہ دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچارہی ہیں۔ آپ بھی نیکی کی دعوت عام کرنے میں لگ جایئے، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنایئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنایئے اور دونوں جہانوں میں عزت پایئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت وریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رکھے۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

غریبوں کا حج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

فضیلت دورد پاک

۱۹۶۵ء کا واقعہ ہے کہ پاک بھارت جنگ کے دوران ہندوستان نے ضیاء کوٹ یعنی سیالکوٹ کے محاذ پر بڑا حملہ کیا، جس میں ٹینک، ٹینک شکن توپیں، بکتر بند گاڑیاں اور دیگر خود کار ہتھیار استعمال ہو رہے تھے، پاک فوج کے جرنل ایس اے زبیری نے بتایا، مجھے حکم ہوا کہ اللہ کا نام لے کر دشمن پر حملہ کر دو، بس میں اور میرے ساتھ صرف چار ٹینک لے کر حملے کے لئے بڑھے اور ہم سب بیک زبان اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَغِثْنَا یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ کا ورد کر رہے تھے، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ دشمن کو کوئی پیچھے دھکیل رہا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے دشمن کے ہتھیار بے کار ہو گئے، اس کا غرور خاک میں مل گیا اور اللہ (عزوجل) کے حبیب پاک،

صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کامیاب ہو گئے۔

میں قربان اس ادائے دستگیری پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مدد کو آگئے جب بھی پکارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ واقعہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں، اُس وقت کے اخبارات ورسائل میں شائع ہوا،

غریبوں کا حج

زیارتِ والدین

ہم نے یہ عنوان سب سے پہلے اس لئے قائم کیا ہے کہ دورِ حاضرہ کا نوجوان ماں باپ کے نہ صرف حقوق کی ادائیگی سے محروم ہے بلکہ ان کی ایسی گت بناتا ہے کہ جسے دیکھ کر بدمعاش شرمائیں۔ ورنہ کم ازکم ان کی تحقیر وتذلیل صراحتہً یا کنایۃً کم ازکم ان سے طبع ورنہ دل میں زیادہ نہ سہی معمولی سی کراہت ونفرت تو کہیں نہیں گئی۔ اس موضوع پر فقیر کی مستقل تصنیف نعمۃ الداریں فی خدمۃ الوالدین کا مطالعہ کیجئے یہاں صرف یہ سوچیں کہ جن کی صرف زیارت یعنی ان کی خدمت میں حاضری اور ان کے صرف چہرے کے دیکھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے تو ان کی باقی دیگر خدمات میں کتنا اجروثواب ہوگا۔

احادیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی نیکوکار کا بچہ یا بچی نہیں کہ وہ اپنے والدین کو شفقت کی نگاہ سے دیکھے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے میں حج مبرور لکھ دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اگرچہ وہ ہر روز ایک سو مرتبہ مدینہ دیکھے فرمایا: ہاں اللہ سب سے بڑا اور

سب سے پاک ہے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۲)

انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کوئی شخص اپنے والدین کے چہرے کی طرف شفقت کی نظر سے نہیں دیکھتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی ہر نظر کے بدلہ میں حج مقبول لکھ دیتا ہے۔

(جامع صغیر، ج۲، ص ۱۵۰)

تشریح

ان میں دونوں کا بیک وقت ہونا ضروری نہیں نہ ہی دونوں کا ضروری ہے ان میں سے کسی ایک بھی زیارت کرے گا اسی طرح کا اجر وثواب پائے گا۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ کسی کے ماں باپ دنوں یا ایک کا انتقال ہو گیا اور یہ ان کی نافرمانی کرتا تھا ان کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیکو کار لکھ دیتا ہے۔

نسائی و دارمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ شفیع روز و شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منان یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خواری کی مداومت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

والدین کی طرف سے حج کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے وہ ان پر فرض ہونے والے حج کی ادائیگی کرتا ہے اور خود اس کے لئے بھی دس حجوں کا ثواب

ہے۔

(رواہ الدارمی فی السنن وفصفہ السیوطی فی الجامع الصغیر ج ۲)

تشریح و تفصیل

یہ اپنے حج فرض کی ادائیگی کے بعد سے اور یہ حج بدل کا حکم بھی ہے کہ اگر ان پر حج فرض تھا اور ادا نہ کیا تو ان کی طرف سے حج بدل کرے ورنہ ایصال ثواب کے طور پر بھی۔ اگر وہ زندہ ہیں تو ان سے نقد دعائیں لے اگر وہ انتقال کر گئے ہیں تو حج کا ثواب ان کو قبر میں خوش کرے گا۔ تو وہ قبر میں دعائیں دیں گے جیسے احادیث مبارکہ میں ہے۔ اس طرح سے والدین کے مرنے کے بعد ان کے حقوق کی ادائیگی بھی کر سکے گا۔

طلب العلم

پیاری اسلامی بہنو! علم کی طلب اور اس کی تلاش بھی اس دور میں جوئے شیر لانے سے بھی زیادہ ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو گیا ہے کہ اس کے قدر دان تو قبروں میں چلے گئے لیکن پڑھنے والے اور اس کی طلب والے بھی پہلے تو ملتے نہیں اگر کچھ ہیں تو بادل ناخواستہ حالانکہ تلم وہ جوہر ہے کہ اس کی جتنی فضیلت و شرافت بیان کی جائے کم ہے۔

احادیث مبارکہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شہنشاہ مدینہ قرار قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ علم دین کی طلب اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز، روزہ، حج اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔ (جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۵۴)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ باعث نزول سکینہ، فیض

گنجینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص دین کی حالت میں صبح یا شام کو چلا وہ جنت میں ہے۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ جامع صغیر ص ۱۷۶ ج ۲)

اور شیخ عبید العزیز اس حدیث کو ان لفظوں میں نقل فرماتے ہیں جو شخص مسجد کی طرف صبح کے وقت چلے اور اس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ وہ علم دین سیکھے اور سکھائے گا تو اس کے لئے پورے حج کا ثواب ہے۔ (رواہ الطبرانی)

فضائل اسلامی علوم

پیاری اسلامی بہنو! علم سے مراد قرآن وحدیث وتفسیر اور فقہ اور وہ جو دین کے لئے مفید ہوں وہی مراد ہیں۔ کالج اسکولوں اور دوسرے دینوی فنون مراد نہیں ہیں۔ لیکن آج کل انگریز نے ذہنوں کو الٹ دیا کہ علوم اسلامیہ کی کوئی قدر ومنزلت نہیں اور کالج اور اسکول کی تعلیم کو سر پر اٹھا رکھا ہے اس لئے گزارش ہے کہ علم کی فضیلت سے اسلامی علوم مراد ہیں ان کے فضائل بھی بے شمار ہیں اس پر علمائے کرام نے ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔

علمائے کرام کی مالی معاونت کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سلطان شیریں مقال، پیکر حسن و جمال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص کسی عالم یا طالب علم کی امداد کرے اگرچہ کھانے کے ایک لقمہ سے یا کپڑے سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے یا ٹوٹی پھوٹی قلم سے یا کاغذ سے تو گویا اس نے ستر مرتبہ بیت اللہ شریف کی تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ اسے احد پہاڑ جتنا ثواب عطا فرماتا ہے اور ستر مقبول حجوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور گویا اس نے ستر نبیوں کو کھانا کھلایا اور اس کی زندگی کے باقی دنوں میں اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے اور اسے ایک ہزار نفل پڑھنے کے ثواب سے

زیادہ ثواب دیا جاتا ہے۔(تذکرۃ الواعظین ص ۵۶)

تشریح وتفصیل

یہاں وہ علماء طلبہ مراد ہیں جو واقعی خدمت اسلام میں منہمک کہ وہ لمحہ بھر بھی اپنی ڈیوٹی سے فراغت نہیں پاتے۔ اگرچہ ایسے علماؤ طلبہ دورِ حاضرہ میں بظاہر نایاب ہیں لیکن ہیں ضرور۔ ایسے علماؤ طلبہ کی خدمت گذاری کے لئے مذکورہ بالا خدمت گذاری پر کثرت اجروثواب کو عوام بلکہ علمائے کرام سے لگاؤ نہ رکھنے والے مبالغہ آرائی پر محمول کریں گے بلکہ بہت سے خدا ناترس لوگ اس پر ہنسی مذاق، ٹھٹھا مخول کرتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ان کے ذہنوں میں دینی علوم کی قدرومنزلت نہیں ورنہ وہ ایسا نہ کرتے۔

ایک مثال

انجینئر کو ہزاروں روپے اور مزدور کو چند ٹکے کیوں، یہ بظاہر ناانصافی ہے کہ مزدور بیچارہ بھوکا پیاسا سخت دھوپ میں سارا دن گارا اینٹ سر پر رکھ کر کمائے اور انجینئر صاحب تھوڑی دیر کے لئے تشریف لائے وہ بھی کار میں سوار کام سمجھا کر واپس پھر امن وچین سے آرام فرما رہے ہیں اس کا جواب یہی ملے گا۔ کہ اس کی یہ عزت افزائی اس کے فن کی وجہ سے ہے یہی ہم کہتے ہیں کہ علمائے اسلام کی اتنی بڑی فضیلتیں ان کے علمی جوہر کی وجہ سے ہیں۔

فضائل علمائے کرام

دنیا میں جنتی لوگ

سید المبلغین، رحمتہ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح وشام جائے

اس حال میں کہ وہ اپنے دین سکھانے میں مصروف ہو تو وہ جنت میں ہے۔

(ابو نعیم فی الحلیہ)

فرشتے پر بچھائیں

حضور پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ طالب علم کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اس چیز کی رضا کے لئے جو وہ طلب کرتا ہے۔

(ابن عساکر)

با جماعت نماز کے لئے مسجد کو جانا

پیاری اسلامی بہنو! یہ عمل بھی دور حاضرہ میں کالعنقاء نہیں تو خال خال ضرور ہے پہلے تو نمازی نہیں ملتے، اگر کسی کو نماز پڑھنا قسمت میں ہے تو مسجد تک جانا گراں محسوس ہوتا ہے اور نماز باجماعت کی دولت تو پھر کسی اعلیٰ نصیبوں والے کو نصیب ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص فرض نماز با جماعت پڑھنے کے لئے چلے تو یہ حج کی طرح ہے اور جو نفل نماز پڑھنے کے لئے چلے تو یہ نفل عمرہ کی طرح ہے۔

ہر نماز باجماعت

احادیث مبارکہ

جو شخص باوضو فرض نماز کے لئے گھر سے نکلے اس کے لئے احرام باندھنے والے حاجی کے اجر جیسا اجر و ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۶۴)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جامع مسجد میں فرض نماز پڑھنا حج مبرور کے برابر ہے اور نفل نماز مقبول حج کے برابر ہے اور جامع مسجد میں ایک نماز

دوسری مسجدوں کی نماز پر پانچ سو درجہ فضیلت رکھتی ہے۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط، جامع الرضوی، ص۳۲۳، صحیحہ السیوطی جامع صغیر ص۵۱، ج۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

تشریح وتفصیل

جب آدمی نماز پڑھتا ہے اور ثواب ہی کی نیت سے پڑھتا ہے تو معمولی سی بات ہے کہ گھر میں نہ پڑھے مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھ لے کہ نہ اس میں کچھ مشقت ہے اور نہ وقت اور اتنا بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ کون شخص ایسا ہوگا جس کو ایک روپے کے ستائیس یا اٹھائیس روپے ملتے ہوں اور وہ ان کو چھوڑ دے مگر دین کی چیزوں میں اتنے بڑے نفع سے بھی بے توجہی کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ ہم لوگوں کو دین کی پرواہ نہیں۔ اس کا نفع ہم لوگوں کی نگاہ میں نفع نہیں۔ دنیا کی تجارت جس میں ایک آنہ دو آنہ فی روپیہ نفع ملتا ہے اس کے پیچھے دن بھر خاک چھانتے ہیں۔ آخرت کی تجارت جس میں ستائیس گناہ نفع ہے اس سے غافل ہیں۔ تمام اسلامی بہنیں اپنے بھائیوں اور والد صاحب کو جماعت سے نماز کی دعوت دیں۔

نماز جمعۃ المبارک

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، روایت ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کی نماز مساکین کا حج ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جمعہ کی نماز غریبوں کا حج ہے۔ (رواہ ابن عساکر، جامع صغیر: ص۱۴۵، ج۱)

تشریح وتفصیل

پیاری اسلامی بہنو! نماز جمعہ صرف حج ہی نہیں بلکہ یہ دن مسلمانوں کے لئے عید

کا دن ہے لیکن افسوس ہے کہ ہم اس دن کو دوسرے دنوں کی طرح ضائع کر دیتے ہیں۔ قیامت کے دن اس کے فضائل جب سامنے آئیں گے تو پچھتائیں گے لیکن اس دن کا پچھتاوا کام نہ آئے گا۔ اسی لئے لازم ہے کہ جمعہ کے دن ہم عبادات میں مصروف رہیں۔ چند عبادات فقیر عرض کرتی ہے۔

(۱) کثرتِ درود شریف رات کو بھی اور دن کو بھی۔

(۲) صلوٰۃ التسبیح (کتابوں میں اس کا طریقہ درج ہے ورنہ کسی عالم دین سے سمجھ لیں۔

(۳) زیارات قبور والدین اور بزرگانِ دین۔

(۴) نیک لوگوں کی ملاقات اور اپنے عزیز واقارب کی خبر گری۔

(۵) صدقہ وخیرات فقراء ومساکین کے گھروں میں جا کر پہنچانا وغیرہ۔

ایک مخصوص درود شریف پڑھنا

دلائل الخیرات شریف میں ایک مخصوص درود شریف ہے اس کے بارے میں صاحب دلائل الخیرات لکھتے ہیں۔

نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ درود شریف ایک دفعہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے۔

پھر آگے صاحب دلائل الخیرات لکھتے ہیں یہ ثواب اس شخص کے لئے ہے جو اس درود شریف کو ہر جمعہ کے دن پڑھے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تشریح وتفصیل

امام محمد مہدی فاسی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ یعنی صاحب دلائل الخیرات کا اس درود شریف کو ہر جمعہ کے دن پڑھنے سے مقید کرنا ان کے اپنے فہم کی بناء پر ہے

ورنہ کسی بھی وقت میں اس درود شریف کو ایک مرتبہ پڑھنے سے حج مقبول کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ (مطالع المسرات، ص ۳۴۰) واللہ اعلم

کسی بھی وقت میں درود شریف پڑھنا

پیاری اسلامی بہنو! شیخ عبد الرحمٰن منصوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ میں نے کتاب القول البدیع میں یہ حدیث دیکھی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت شہنشاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص فرض حج کرے اور اس کے بعد جہاد کرے تو اس کا یہ جہاد چار سو حج کے ساتھ لکھا جاتا ہے یہ سن کر ان لوگوں کے دل ٹوٹ گئے جو جہاد نہیں کر سکتے تھے، سو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجے میں اس کے درود شریف کو ان چار سو جہادوں کے ہمراہ لکھوں گا جن میں سے ہر ایک کے ہمراہ چار سو حج ہوں گے۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۰۵، ج ۲)

حج کا ثواب اور مزید فضائل یٰسین شریف

پیارے اسلامی بہنو! سورۂ یٰسین شریف کے فضائل بھی بکثرت ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جو روزانہ اس کی تلاوت کرنے گا اس پر سکرات الموت آسان ہو گی۔ اور مرنے والے پر نزع کے وقت سورۂ یٰسین پڑھی جائے تو اس پر نزع کی تکلیف آسان ہو جاتی ہے اور حج ایک نہیں بیس حجوں کا اجر و ثواب نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تورات میں سورۂ یٰسین کا نام معمہ ہے عرض کیا گیا معمہ کا کیا معنی ہے؟ فرمایا یہ سورت اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی عام کرتی ہے اور اس کی دنیا کی مصیبت اور آخرت کا ڈر زائل کر دیتی ہے۔ جو شخص اسے تلاوت کرے اس کے

لئے یہ بیس حجوں کے برابر ہوتی ہے۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۵۹، ج ۲)

زیارت مدینہ منورہ

علامہ سمہودی ''وفاء الوفا میں اور شیخ عبد الحق دہلوی'' جذب القلوب میں یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مکہ میں حج کرے پھر میری مسجد میں میرا قصد کرے تو اس کے لئے دو پاکیزہ حج ہیں۔

رمضان میں اعتکاف کرنا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف دو حجوں اور دو عمروں جیسا ہے۔

(رواہ الطبرانی، الجامع الصغیر صفحہ ۲۵، ج ۱)

رمضان میں عمرہ کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

(رواہ البخاری ومسلم وصححہ السیوطی، جامع صغیر، ج ۲، ص ۶۶، مشکوۃ شریف، ج ۲، ص ۲۰۰)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث ان لفظوں کے ساتھ مروی ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کی طرح ہے''۔

(رواہ سمویہ، صححہ السیوطی، جامع صغیر، ج ۲، ص ۶۶)

عاشورہ کا روزہ

پیاری اسلامی بہنو! نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرہ لکھ دیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۱۷۳، ج ۱)

اللہ کی راہ میں چلنا

حضرت ابو مضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: البتہ اللہ کی راہ میں ایک بار سفر کرنا پچاس حجوں کے برابر ہے۔

(رواہ ابوالحسن الصیلقی فی الاربعین، الجامع الصغیر،ص ۱۲۳، ج ۲)

تشریح وتفصیل

حق کی رضائے طلبی مدنظر ہو تو ہر نیک کام کے لئے چلنے سے مذکورہ بالا ثواب ملنے کی امید ہے مثلاً گھر سے چل کر مسجد کو آنا علم کے حصول کے لئے مدارس دینیہ کا رخ کرنا رشتہ داروں، عزیزوں کی ملاقات کو جانا وغیرہ وغیرہ اسی زمرہ میں ہیں۔ دعوت اسلامی کے مبلغین اور ان کے ساتھ چل کر نیکی کی باتیں سکھانے والے وغیرہ وغیرہ۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

حضرت مکحول سے مرسلا مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اللہ کی راہ میں ایک مرتبہ لڑائی لڑنا میرے نزدیک چالیس حجوں سے زیادہ محبوب ہے۔

(رواہ عبدالجبار الخولانی فی تاریخ داریا، السیوطی فی الجامع الصغیر ص ۱۲۴، ج ۲)

مہمان کو کھانا کھلانا

حضور پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مہمان مومن کے گھر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک ہزار برکتیں اور ایک ہزار رحمتیں داخل ہوتی ہیں اور گھر والے کے لئے ہر اس لقمہ کے عوض میں جسے مہمان کھاتا ہے ایک حج اور ایک عمرہ لکھا جاتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۲۱۶، ج ۱)

مسلمان کی حاجت روائی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کی محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے اس کے لئے اس شخص جیسا اجر ہے جو حج وعمرہ کرے۔

(رواہ الخطیب فی التاریخ فی الجامع الصغیر ص ۱۷۹، ج ۲)

پیاری اسلامی بہنو! حسب استطاعت ہر مسلمان بھائی کی جائز حاجت پورا کرنے کے بے شمار فضائل وفوائد ہیں۔

صبح وشام تسبیح پڑھنا

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت ایک سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے اور شام کے وقت ایک سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے وہ اس شخص جیسا ہے جس نے ایک سو حج کئے۔

(رواہ الترمذی وابوداؤد وقال الترمذی ھذا حدیث غریب) (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲، ج ۱)

غروب آفتاب کے وقت آیۃ الکرسی پڑھنا

شیخ عبدالرحمٰن منصوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ جو شخص آیت الکرسی کو غروب آفتاب کے وقت چالیس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے چالیس حج کا ثواب لکھتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۳۷، ج ۱)

میری اسلامی بہنو! اس طرح کی پاکیزہ سوچ ہمیں کہاں سے ملے گی دعوت اسلامی کے پیارے پیارے اور مہکے مہکے مدنی ماحول سے ملے گی۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو:

اگر آپ رضائے الٰہی کو پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے

وابستہ ہو جائیے، اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ بن جائے گا۔

الحمد للہ دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا رہی ہیں۔ آپ بھی نیکی کی دعوت عام کرنے میں لگ جائیے، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنائیے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنائیے اور دونوں جہانوں میں عزت پائیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت و ریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رکھے۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنْ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

جھوٹ کی مذمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت دورد پاک

حضرت سیدنا محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک کاتب کا انتقال ہو گیا۔ میں نے (بعد وفات) اُسے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا؟ اُس نے کہا: مجھے بخش دیا گیا ہے، میں نے پوچھا: کس وجہ سے؟ فرمایا: میری عادت تھی کہ جب بھی حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی لکھتا تو ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھتا تھا، اس پر اللہ عزوجل نے ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں، جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں ایسی بات کھٹکی۔

(دلائل الخیرات)

تعظیم جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی
اللہ نے اُس پہ آتشِ دوزخ حرام کی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

جھوٹ کی مذمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایک بار درود پاک پڑھا اس پر اللہ عزوجل دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد نمبر ا باب الصلوٰۃ علی النبی)

میری پیاری اسلامی بہنو! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں فرمایا!

(۱) اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، (۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنا، (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا، (۴) اور جھوٹ بولنا ہیں۔

(جامع ترمذی جلد ا، ص ۶۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے کہ جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان چاروں باتوں میں سے ایک بات ہوگی۔ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔

(۱) جب امام بنایا جائے تو خیانت کرے، (۲) جب بات کرے جھوٹ بولے، (۳) جب کسی سے کوئی عہد کرے تو عہد شکنی کرے، (۴) اور جب جھگڑا کرے تو بد زبانی کرے۔

(صحیح البخاری شریف ج ا، باب علامت المنافق)

میری پیاری بہنو! اس حدیث مبارکہ میں اور اس سے پہلی حدیث مبارکہ میں بھی دونوں حدیثوں میں جھوٹ کی مذمت بیان ہوئی ہے پہلی حدیث مبارکہ جو کہ حضرت

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ کو کبیرہ گناہ کہا ہے اور دوسری حدیث مبارکہ جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں جھوٹ کو منافق کی علامت میں شمار کیا ہے اور نفاق کی خصلت کہا بلاشبہ یہ خصلت یعنی جھوٹ بولنا ہرگز ہرگز مومن کی خصلت نہیں ہے تو نفاق کی خصلت ہے اگر یہ بھی نہیں تو کم از کم کبیرہ گناہ تو حدیث کی رو سے ہے۔لہٰذا جس طرح ایک مسلمان کفر وشرک اور تمام گناہ کبیرہ سے بچنا ضروری ہے اسی طرح ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جھوٹ جیسی برائی سے بچے اور دل سے برا جانے اور روزانہ ہونے والی گفتگو میں جھوٹ کو زبان پر نہ لائے یعنی جھوٹی بات نہ کہے اور نہ سنے کیونکہ ہمیں اپنی اور دنیا بھر کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔اس لئے اس سے بچنا چاہئے چنانچہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں چار خصلتیں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون سی وہ شخص عرض گزار ہوا۔بدکار ہوں زنا کرتا ہوں، چوری کرتا ہوں، شراب پیتا ہوں، جھوٹ بولتا ہوں، ان میں سے جس ایک کو آپ فرمادیں میں آپ کی خاطر چھوڑ دوں گا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ نہ بولا کرو چنانچہ اس نے وعدہ کیا کہ جھوٹ نہ بولوں گا۔ جب رات ہوئی تو اس کا دل شراب پینے کو کہہ رہا تھا پھر بدکاری کے لئے آمادہ ہوا تو اس کو خیال گزرا کہ صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھیں گے کہ تم نے رات کو شراب پی بدکاری کی ہے۔ اگر اقرار کروں گا تو شراب پینے اور زنا کرنے کی سزا ملے گی اگر انکار کروں گا تو وعدہ ٹوٹ جائے گا۔ یہ سوچ کر دونوں بری خصلتوں سے باز آ گیا جب رات گزری تو چوری کے لئے گھر سے نکلنا چاہا۔تو پھر اسی خیال سے کہ وعدہ ٹوٹ جائے گا۔چوری سے باز رہا کہ صبح پوچھا گیا تو کیا کہوں گا اگر اقرار کرلیا تو ہاتھ کٹے گا اور اگر نہ کروں گا تو وعدہ خلافی

ہوگی۔ جب صبح ہوئی تو بارگاہِ نبوت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹ نہ بولنے سے اور سچائی اختیار نہ کرنے سے میری دوسری خصلتیں چھوٹ گئی یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے۔

(تفسیر عزیزی تفسیر سورۃ نون)

میری پیاری اسلامی بہنو! اس واقعہ سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ جھوٹ تمام بُرے کاموں کی بنیاد ہے اس لئے جھوٹ سے بچنا چاہئے اسی لئے شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ

کسے را کہ نا داستی گشت کار!
کجا روز محشر شود رست گار!
زنا راستی نیست کارے البتر!
از وگم شود نام نیک نام اے پسر!

جس کا جھوٹ ہی مشغلہ ہو وہ قیامت میں کب فلاح پانے والا ہوگا جھوٹ سے کوئی بُرا کام نہیں ہے اس سے نیک نامی گم ہو جاتی ہے اے دوست!

حضرت صفوان ابن سلیم سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ مومن بزدل ہو سکتا ہے فرمایا: ہاں پھر عرض کیا گیا مومن کنجوس ہو سکتا ہے فرمایا: ہاں پھر عرض کیا گیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے فرمایا: نہیں اللہ عزوجل ہمیں جھوٹ جیسی برائی سے بچائے۔ (آمین)

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو:

اگر آپ رضائے الٰہی کو پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے، اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ

بن جائے گا۔

الحمدللہ دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا رہی ہیں۔ آپ بھی نیکی کی دعوت عام کرنے میں لگ جائیے، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنائیے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنائیے اور دونوں جہانوں میں عزت پائیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت و ریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رکھے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

سات مہلک گناہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت دورد پاک

انبیاء کے سالار، ہم غریبوں کے غمگسار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے: جمعہ کے روز مجھ پر درود شریف کی کثرت کرو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے، اس روز فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بے شک تم میں سے جب بھی کوئی درود شریف پڑھتا ہے اُس کے فارغ ہونے سے پہلے پہلے وہ درود میرے دربار میں پہنچ جاتا ہے۔ (فیضانِ سنت قدیم صفحہ ۲۰۶، بحوالہ جامع صغیر)

مومن پڑھتے رہو تم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ: صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کر دیں والے کاموں سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، ایسی جان کو قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا سوائے حق کے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے روز پیٹھ پھیر جانا اور پاکدامن ایماندار و بے خبر عورتوں پر زنا کا الزام لگانا۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حدیث بالا میں مذکور سات کام گناہ کبیرہ ہیں۔ شیخ ابو طالب مکی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے ان احادیث کو جمع کیا جن میں کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے تو میں نے یہ سترہ کام گناہ کبیرہ پائے۔

(۱) شرک، (۲) گناہ کا پختہ ارادہ، (۳) اللہ کی رحمت سے نا امید ہو جانا، (۴) اللہ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہو جانا، (۵) جھوٹی گواہی، (۶) پاکدامن پر زنا کا الزام، (۷) جھوٹی قسم اُٹھانا، (۸) جادو، (۹) زنا، (۱۰) شراب نوشی، (۱۱) یتیم کا مال کھانا، (۱۲) سود کھانا، (۱۳) لواطت، (۱۴) بغیر حق کے قتل کرنا، (۱۵) چوری، (۱۶) کفار سے لڑائی کے روز بھاگنا، (۱۷) والدین کی نافرمانی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کبیرہ گناہوں کی تعداد ستر کے قریب ہے۔

حدیث بالا میں مذکور سات مہلکات (ہلاک کر دینے والے گناہوں) کی مختصر وضاحت۔

شرک

اے میری اسلامی بہنو! لفظ شرک کا لغوی معنیٰ حصہ داری ہے اور حصہ دار کو شریک

کہتے ہیں۔شرح شریف میں شرک توحید کی ضد ہے توحید کا شرعی معنی ہے۔اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات اور عبادت کے مستحق ہونے میں یکتا ماننا اور شرک کا معنی شرعی ہے کسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں یا عبادت کے حقدار ہونے میں حصہ دار بنانا۔یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقی آٹھ ہیں۔

(۱)زندہ یعنی موجود ہونا، (۲)علم، (۳)سننا، (۴)دیکھنا، (۵)ارادہ ، (۶) کلام نفس، یعنی وہ کلام جو ارادے میں ہوتی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ زبان اور الفاظ سے پاک ہے، (۷)قدرت، (۸) تکوین یعنی عدم سے وجود میں لانا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات غیر مخلوق ہے اور کسی کی محتاج نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات بھی غیر مخلوق ہیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز مخلوق ہے اور تمام مخلوقات حتیٰ کہ انبیاء ورسل وملائکہ، کی صفات، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں۔ لہٰذا کوئی مخلوق ذات اور صفات میں اللہ تعالیٰ کی حصہ دار نہیں ہوسکتی۔

عقیدہ توحید وشکر کے بارے میں ایک ضروری وضاحت

اے میری اسلامی بہنو! عقیدہ توحید وشرک کا معنی یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مانا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوقات کو عطا کردہ صفات اور اختیارات کی نفی کی جائے بلکہ عقیدہ توحید وشرک کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مخلوقات کی صفات میں فرق واضح کیا جائے۔کہ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر مخلوق مستقل اور ذاتی ہیں۔جبکہ مخلوق کی صفات اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں غیر مستقل ہیں اور مجازی وعطائی ہیں۔

عقیدہ توحید وشرک کے بارے میں ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مشکل کشا، حاجت روا، داتا (دینے والا) اور غوث (مددگار) ہے، لہٰذا کسی نبی ولی کو مشکل کشا، حاجت روا، داتا اور غوث ماننا درست

نہیں، بلکہ شرک وکفر ہے۔ اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بے اختیار پیدا نہیں کیا، بلکہ درجہ بدرجہ اختیارات عطا فرمائے ہیں اور انبیاء واولیاء اور ملائکہ کو تو بہت زیادہ کمالات واختیارات عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا، نابیناؤں کو بینا کرنا اور ایسے ہی کئی ایک اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے اختیارات وکمالات قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ احادیث مبارکہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات واختیارات کے واقعات عجیبہ سے بھری پڑی ہیں۔

اے میری پیاری اسلامی بہنو! ان دلائل شرعیہ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مشکل کشا، حاجت روا، داتا اور غوث جیسے صفاتی اسماء سے پکارا جاتا ہے اور یہ قطعاً شرک نہیں بلکہ عطیات خداوندی پر ایمان کا اظہار ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا سننا اور دیکھنا اس کی ذاتی صفتیں ہیں، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سننے اور دیکھنے کی صفت ماننا شرک نہیں اسی طرح مشکل کشا، حاجت روا، داتا اور غوث ہونا اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ان صفات کا اس کے پیارے بندوں میں پایا جانا قطعاً شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے اور یہی عقیدہ صحابہ کرام اور صوفیاء اسلام سے ثابت ہے۔

کیا شیخ جیلانی کو غوث اعظم کہنا شرک ہے

کچھ لوگ عقیدہ توحید کی غلط تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں غوث اعظم صرف اللہ تعالیٰ ہے، لہٰذا حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث اعظم کہنا شرک وکفر ہے وغیرہ وغیرہ

اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ

اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ غوث کا معنی مدد یا مددگار لہٰذا غوث اعظم کا معنی سب سے بڑا ولی اللہ ہے اور تمام سلاسل روحانیہ کے اولیاء کا اتفاق ہے کہ امت مصطفیٰ کے سب سے بڑے والی اللہ حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اے میری معزز بہنو! اس وضاحت کے بعد واضح ہو گیا کہ حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث اعظم کہنے کا معنی یہ ہے کہ آپ اولیا کرام میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فارق اعظم کہا جاتا ہے، یا جیسا کہ ائمہ مجتہدین میں سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو امام اعظم کہا گیا ہے۔ اور تحریک پاکستان کے قائدین میں سے مسٹر محمد علی جناح کو قائد اعظم کہا جاتا ہے، تو کیا اگر کوئی کہے کہ صدیق اکبر، فاروق اعظم، امام اعظم اور قائد اعظم تو اللہ ہے؟ تو ایسے قائل کو جو جواب دیا جائے گا۔ وہی جواب غوث اعظم کے لفظ پر اعتراض کرنے والے کو دیا جائے گا۔ بلکہ میں کہوں گی! کہ جو الفاظ عرف میں بندگان خدا کے لئے بولے جاتے ہیں ان الفاظ کو خدا تعالیٰ کے لئے بولنا اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت سے نیچے لا کر بندوں کی صف میں لانے کے مترادف ہو گا جیسا کہ کوئی بیوقوف کہے۔ گورنر پنجاب فلاں نہیں بلکہ اللہ ہے، شاہ یمن فلاں نہیں بلکہ اللہ ہے صدر پاکستان فلاں نہیں بلکہ اللہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ

دوسرا موبقہ (ہلاک کر دینے والا گناہ)

سحر (جادو) سے مراد ایسا ٹونا ہے۔ جس کے ذریعے کسی کو نقصان پہنچانا یا کوئی نا جائز مقصد حاصل کرنا مقصد ہو۔ جادو اگر کسی کلمہ کفریہ کفریہ فعل پر مشتمل ہو تو بالا جماع کفر ہے اور ایسا جادوگر اور علم کے باوجود ایسے جادوگر سے ایسا جادو کروانے والا کفر کرتا

ہے بلکہ کافر ہے جادو سیکھنا بھی جائز نہیں البتہ کسی موذی جادوگر کے توڑ کے لئے ایسا جادو سیکھنا جو خلاف شرح کلمات و افعال پر مشتمل نہ ہو جائز ہے۔ جادو کے ذریعے کسی مسلمان کی جان، مال، اولاد اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچانا سخت حرام ہے، بلکہ اسلامی ممالک کے اندر شہریت رکھنے والے یہود و نصاریٰ کے خلاف جادو کرنا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ کہ ذمیوں کی جان و مال کی حفاظت اہل اسلام پر لازم ہے۔

تیسرا موبقہ قتل نفس

میری اسلامی بہنو! کسی مسلمان کے قتل کو جائز سمجھ کر اسے ناحق قتل کر دینا کفر ہے جس کی سزا دائمی عذاب جہنم ہے۔ کسی مسلمان کے قتل کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہوئے اسے قتل کرنا یا کسی ذمی (اہل کتاب جو دار السلام کے شہری ہوں) کو جان بوجھ کر قتل کر دینا سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ حدود و قصاص میں قاضی اسلام کے فیصلے کے مطابق کسی مجرم کو قتل کرنا یا پھر اہل حرب اور باغیوں کے خلاف قتال میں کفار اور باغیوں کو قتل کرنا جائز ہے۔ قرآن و حدیث میں کفار اور باغیوں کو قتل کرنا جائز ہے۔ قرآن و حدیث میں ناحق قتل کو بہت بڑا فساد قرار دیا گیا ہے اور اس پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ حدیث پاک میں ہے! جو قاتل کی آدھے لفظ کے ساتھ امداد کرے اسے بھی جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اے میری بہنو! اس حدیث مبارکہ کی رو سے وکلاء کے لئے قاتل کا مقدمہ لڑنا جائز نہیں اور برادری اور دوست و احباب کو بھی قاتل کا ساتھ دینا جائز نہیں۔ کاش کہ لوگ اس حدیث پاک پر عمل کریں تا کہ قاتلوں کی حوصلہ شکنی ہو اور قتل و غارت کا خاتمہ ہو سکے۔

چوتھا موبقہ رِبا (سود)

کسی کو پیسہ دے کر اس کی عوض اصل رقم سے زائد رقم مقرر کر کے وصول کرنا۔ یا

دو ایسی چیزیں جو ہم جنس ہوں اور وزن یا کیل کی جاتا ہوں کے لین دین میں زیادتی کرنا یا ادھار کرنا ''ربا'' یعنی سود ہے۔ قرآن و حدیث میں سود کو بہت بڑا گناہ قرار دے کر سخت حرام قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں سود خوروں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کا چیلنج کیا گیا ہے۔

اے میری بہنو! حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کا حساب و کتاب لکھنے والے اور سودی کاروبار میں گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اس وقت دنیا میں افراط زر، مہنگائی اور تجارتی خساروں کی بڑی وجہ سود ہی ہے۔ یہ تو دنیاوی نقصان ہے اور آخرت میں جو دردناک عذاب ہے اللہ کی پناہ حدیث پاک میں ہے کہ شب معراج حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود خوروں کو جہنم میں اس حال میں دیکھا کہ ان کے پیٹ بڑی بڑی کوٹھریوں کی طرح ہیں یہ لوگ جہنم میں پتھر اور تھوہر کے کانٹے کھا رہے ہیں۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ

پانچواں موبقہ یتیم کا مال کھانا

یتیم سے مراد وہ نابالغ ہے جس کا والد فوت ہو جائے۔ یتیم کا مال کھانے سے مراد کسی بھی ناجائز طریقہ سے یتیم کی مال سے فائدہ اُٹھانا ہے، ویسے تو شریعت اسلامیہ میں ہر خیانت حرام ہے۔ لیکن یتیم کے مال میں خیانت پر نہایت سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی یتیم پر ظلم کرتا ہے تو اس گناہ کی وجہ سے عرش معلیٰ کانپ جاتا ہے۔ اسلام میں یتیموں کے ساتھ انتہائی حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے۔ جو شخص کسی یتیم کے سر پر دست شفقت رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کے نیچے آنے والے بالوں کی تعداد کے مطابق اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں ایک حدیث پاک میں ہے بہترین گھروہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہے اور بدترین گھروہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ

بدسلوکی کی جاتی ہے۔

چھٹا موبقہ قتال کے روز بھاگ جانا

اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور کفار وفسادیوں کے فتنہ وفساد کو کچلنے کے لئے مسلمانوں پر تاروز قیامت قتال فرض کر دیا گیا ہے جب مسلمانوں کا امام قتال کا اعلان کر دے اور لڑائی کا وقت آ جائے تو مسلمانوں کو ڈٹ کر لڑنے کا حکم ہے۔ایسی جنگ میں جان دینے والا شہید کا اعلیٰ درجہ پاتا ہے اور شہادت کی موت طبعی موت سے بدرجہ بہتر ہے اور شہید کے لاتعداد فضائل قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔میدان جنگ میں راہ عزیمت یہ ہے کہ مسلمان کو کسی صورت میں بھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ لیکن اگر کفار کی تعداد دوگناہ سے زائد ہو اور فتح کو کوئی صورت نظر نہ آ رہی ہو تو دوبارہ تیاری کر کے قتال کرنے کی نیت سے پیچھے ہٹنے کی رخصت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔کہ صحابہ کرام کے ایک (سریہ چھوٹا شکر) نے جب دیکھا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے تو واپس لوٹ آئے، اہل مدینہ اس لشکر کو فراروں (یعنی بھاگ آنے والے) کہا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ فراروں نہیں کراروں (یعنی پلٹ کر حملہ کرنے والے) ہیں لیکن کفار کے تعداد دوگناہ یا کم ہونے کی صورت میں پیچھے ہٹنے کی قطعاً اجازت نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و ان یکن منکم یائۃ صابرۃ یقلبوا مائتین!

(القرآن، الانفال، آیۃ نمبر ٦٦)

اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے تو دوسو پر ضرور غالب آئیں گے۔

ساتواں موبقہ زنا کا جھوٹا الزام

حدیث میں پاکدامن عورتوں پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے کو ہلاک کرنے دینے

والا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن دیگر دلائل شرعیہ کی روشنی میں عورت کی طرح پاکدامن مرد پر زنا کا الزام لگانا بھی سخت حرام ہے اور اس کی سزا بھی حد قذف ہے۔ حد قذف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان مرد یا عورت پر زنا کا الزام لگائے اور چار عادل یعنی گواہ پیش نہ کر سکے تو زنا کا الزام لگانے والے کو ۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے اور نا زندگی وہ کسی عدالت میں گواہی کے قابل نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا سزا مسلمان پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے والے کی ہے۔ لیکن اگر کسی کافر مرد یا عورت پر جھوٹا زنا کا الزام لگایا تو اگرچہ یہ ناجائز اور گناہ ہے لیکن ایسے شخص پر حد قذف نہیں لگائی جائے گی اور نہ ہی وہ مردود الشہادۃ قرار پائے گا۔ اگر شوہر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو حکم مختلف ہے اس صورت میں حکم شرع یہ ہے کہ اگر شوہر چار عادل عینی گواہ پیش کر دے تو عورت کو سنگسار کیا جائے گا کیوں کہ شادی شدہ، افراد، مسلمان، زانی کی سزا ایسی ہے اور اگر شوہر چار گواہ پیش نہ کر سکے تو شوہر پر حد قذف نہیں لگائی جائے گی بلکہ لعان کرایا جائے گا۔

لعان کیا ہے

اے میری اسلامی بہنو! لعان یہ ہے کہ قاضی اسلام کی عدالت میں شوہر چار بار اپنی بیوی کے زانیہ ہونے کی گواہی دے گا اور پانچویں بار کہے گا اگر وہ جھوٹ کہہ رہا ہے تو اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہو اس کے بعد قاضی ان دونوں میں تفریق (علیحدہ) کرا دے گا۔ اگر تفریق کے بعد عورت اقرار کرے کہ الزام درست تھا تو اسے سنگسار کیا جائے گا اور اگر مرد اقرار کرے کہ اس نے جھوٹا الزام لگایا تھا تو اس پر حد قذف لگائی جائے گی۔ حد قذف کے بعد دونوں پھر سے نکاح کرنے کے مجاز ہوں گے۔

میری پیاری اسلامی بہنو! اس طرح کی پاکیزہ سوچ ہمیں کہاں سے ملے گی دعوت اسلامی کے پیارے مدنی ماحول سے ملے گی۔

الحمدللہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں۔ آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروادیجئے۔ ان شاءاللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاءاللہ عزوجل

اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاءاللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

دل کی سختی کا علاج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

فضیلت دورد پاک

فضیلت درود پاک

شمس العارفین، راحۃ العاشقین، مراد المشتاقین، محبوب ربّ العالمین، حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے: جس نے قرآن پڑھا اور اپنے پروردگار کی حمد کی اور مجھ پر درود پاک پڑھا تو اُس نے خیر کو اپنی جگہوں سے تلاش کرلیا۔ (فیضان سنت قدیم صفحہ ۲۰۵ بحوالہ القول البدیع)

ثنا تیری کرتا ہے قرآں کے اندر خدائے دو عالم سلام علیکم
قیامت کے دن ساری مخلوق ہوگی تیرے زیرِ پرچم سلام علیکم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (رواہ احمد)

اے میری پیاری اسلامی بہنو! قسوۃ کے معنی دل کی سختی کے ہیں دل کی سختی ایک روحانی بیماری ہے۔ جب دل میں سختی پیدا ہو جاتی ہے تو دل سے رحم و شفقت کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے اور آدمی بالکل بے رحم ہو جاتا ہے۔ اور جب انسان کا دل رحمٰن و مہربانی کے جذبہ سے خالی ہو جاتا ہے۔ تو آدمی بالکل ہی بد خلق، بلکہ انتہائی ظالم، وخون خوار اور درندوں کے مثل ہو جاتا ہے۔ اس کو نہ کسی پر رحم آتا ہے۔ نہ وہ کسی کے ساتھ مہربانی وشفقت کرتا ہے نہ کسی پر اس کو پیار آتا ہے۔ نہ کسی سے محبت و مروت کا برتاؤ کرتا ہے بلکہ ہر وقت ظلم وستم پر کمر بستہ رہتا ہے یہاں تک کہ لوگوں پر ظلم وستم ڈھانے میں اس کو خاص قسم کی لذت محسوس ہوتی ہے اور انسانوں اور جانوروں کے دکھ درد اور ان کی مصیبتوں کو دیکھ کہ اس کو مسرت وخوشی حاصل ہوتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ قسوۃ (سخت دلی) کتنی خطرناک اور کس قدر مہلک بیماری ہے کہ اس کی نحوست سے انسان حسنِ اخلاق مروت، صلہ رحمی، نیک سلوک، کریمانہ برتاؤ، رحم و شفقت وغیرہ سینکڑوں بہترین خصلتوں کے محاسن وفضائل سے محروم ہو جاتا ہے اور تمام انسان بلکہ جانوروں تک کہ نگاہوں میں مردود و مبغوض اور قابل نفرت بن جاتا ہے اور خداوند قدوس کے دربار میں ظالم و جابر اور جفا کار اور ستم پیشہ قرار پا کر قابل لعنت بن جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں سے محروم ہو کر گناہوں کا مجسمہ اور پاپ کا پتلا بن جاتا ہے اور وہ اس کے سوا اور کسی لائق نہیں رہتا کہ اس پر مخلوق خدا کی لعنتوں اور نفرتوں کی بے شما پھٹکار پڑتی ہے اور قہر الٰہی کی بجلیاں اس کے خرمن وجود کو سوخت کر کے اس کو تہس نہس کرتی رہیں اور وہ دنیا و آخرت میں ذلیل وخوار ہو کر خرمان وخسران کے ایسے عمیق غار میں گر پڑے جہاں صلاح وفلاح کی روشنی بھی نہ پہنچ سکتی ہو اس لئے صحابہ کرام میں

سے ایک خیر پسند شخص نے جو اس قسوۃ (سخت دلی) کی بیماری میں گرفتار تھا دونوں عالم کے حکیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ شفاء میں حاضر ہو کر اس بیماری کا علاج پوچھا اور اپنی سخت دلی کی شکایت عرض کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بیماری کے دو علاج بنائے (۱) تم یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو، (۲) مسکن کو کھانا کھلاؤ، ان سے تمہاری سخت دل کی بیماری دور ہو جائے گی۔

مرض و علاج میں مناسبت

اے میری پیاری بہنو! اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے اور مسکین کو کھانا کھلانے سے انسانوں کے دل کی سختی کیوں کر اور کیسے دور ہو جائے گی آخر ان دونوں کاموں کا دل کی سختی سے کیا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے اور اس دنیا کی ہر چیز میں ایک خاص تاثیر ہے اور ہر چیز کی تاثیرات دوسری چیزوں میں اثر انداز ہوتی ہیں اور ہر چیز کسی نہ کسی چیز کا سبب بنتی ہے کیونکہ خلاق عالم نے ایک چیز کو دوسری چیز کا سبب بنا دیا ہے۔ اور ایک چیز کی تاثیر سے دوسری چیز عالم وجو میں آ جایا کرتی ہے۔ مثلاً کسی کو کھٹا لمو کھاتے دیکھ کر سب کے منہ میں پانی آ جاتا ہے پیاز کاٹنے سے سب کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں کسی آشوب چشم والے کی آنکھوں کی سرخی کو دیکھ کر سب کی آنکھوں میں سرخی آ جاتی ہے۔ کسی کو مکا دکھانے سے ''غضب ناک ہو جاتا ہے کسی کے آگے ہاتھ جوڑے سے وہ رحم دل ہو جاتا ہے یہ سب کچھ کیوں اور کیسے ہوتا ہے اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب اسباب وجہات اور تاثیرات واثرات خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں جس کی علتوں اور حکمتوں کو بندہ کما حقہ نہیں سمجھ سکتا۔ پس یہی حال یہاں بھی ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی تاثیر ہے کہ انسان کے قلب میں نرمی پیدا ہو کر اس کے دل کی سختی کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ یتیم کے سر پر ہاتھ

پھیرنا اور مسکین کو کھانا کھلانا یہ دل کو نرم کرنے اور قلب کی سختی دور کرنے کا سبب ہیں کہ جب یتیم کے سر پر پھیرو گے اور مسکین کو کھانا کھلاؤ گی تو دل ضرور نرم ہوگا اور سخت دلی دور ہو جائے گی اس لئے یتیم کے سر پر پھیرنا اور مسکین کو کھلونا کھلاتا سخت دلی کی بیماری کا شافی علاج ہے۔

سر پر ہاتھ پھیرنے سے کیا مراد ہے؟

میری پیاری اسلامی بہنو! یاد رکھو کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے اور مسکین کو کھانا کھلانے سے مراد ان دونوں پر ہر معاملہ جس رحم وشفقت کرنا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی یتیم کے سر پر جوتا بھی مارتا رہے اور ہاتھ بھی پھیرتا ہے اسی طرح مسکین کا گلا بھی گھونٹتا رہے اور کھانا بھی دکھلاتا رہے، تو اس کے ہرگز ہرگز اس کے دل کی سختی دور نہیں ہوسکتی۔ تو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے جو رحم وشفقت کا ایک نشان ہے اور مسکین کو کھانا کھلائے جو حسن سلوک اور رحیمانہ برتاؤ کی ایک علامت ہے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے اور مسکین کو کھانا کھلائے یعنی ہمیشہ یتیم اور مسکین پر محبت وشفقت کرتا رہے اور ان دونوں کے ساتھ انتہائی مشفقانہ وکریمانہ سلوک و برتاؤ کرے۔ تو اس کا یہ اثر ہوگا کہ اس کے دل کی سختی کا مرض دور ہو جائے گا اور رحم دلی پیدا ہو جائے گی۔

یتیم کے ساتھ حسن سلوک

اے میری اسلامی بہنو! یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ اور مشفقانہ سلوک کرنے کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے مسلمانوں میں سب سے اچھا اور بہترین وہ گھر ہے جس گھر میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بہترین سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بُرا اور بدترین وہ گھر ہے کہ جس میں کوئی

یتیم ہواور اس کے ساتھ بدترین برتاؤ کیا جاتا ہو۔

(مشکوٰۃ شریف ج۲،ص ۴۲۳)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یتیموں کا ذکر کرتے ہوئے یوں اور ارشاد فرمایا: کسی یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ سلوک کرنے والا جنت میں میرے ساتھ رہے گا۔

(مشکوٰۃ شریف ج۲ص ۴۲۳)

مسکینوں کے ساتھ نیک برتاؤ

میرے اسلامی بہنو! مسکینوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور ان کو کھانا کھلانے اور کپڑا پہنانے کا کتنا بڑا اجر اور کتنا عظیم ثواب ہے؟ اس سلسلے میں بھی ایک حدیث پڑھ لو۔
حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ننگے کو کپڑا پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کا سبز لباس پہنائے گا اور جو کسی کو کھلائے گا۔ اور جو کسی پیاسے مسلمان کو سیراب کردے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا وہ شربت پلائے گا جس پر مہر لگی ہوگی۔

(مشکوٰۃ شریف ج۱،ص ۱۹۹)

بہر حال ملت اسلامیہ کے یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک اور کریمانہ برتاؤ یہ دل کی سختی کا ایک شافی علاج ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین عمل صالح بھی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیثوں میں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص طور فرمایا!

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ

یتیم کو مت جھڑکیے اور مسلمان کو بھی مخاطب کر کے ارشاد فرمایا!

ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلمًا انما یاکلون فی بطونھم نارًا
جو لوگ یتیموں کا مال کھا ڈالتے ہیں اور درحقیقت اپنے پیٹوں میں آگ کھا رہے ہیں۔

دوسری جگہ یتیموں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کے بارے میں مذامت کرتے ہوئے قرآن نے اعلان فرمایا:

فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ

جو شخص یتیموں کو دھکا دے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی رغبت نہ دلائے وہ ان لوگوں کے طریقے پر ہے جو قیامت کے منکر ہیں۔

یعنی یتیموں کو دھکا دینا اور مسکیوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینا، یہ مسلمان کا طریقہ نہیں ہے بلکہ کافروں کا طریقہ ہے (نعوذ باللہ منہ)

اے میری میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

خلاصہ کام یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ ملت اسلامیہ کے یتیموں اور مسکینوں پر ہمیشہ نظر رحمت رکھے اور نہایت شفقت و محبت کے ساتھ ان لوگوں سے اچھے سے اچھا برتاؤ کرے۔ کاش! دور حاضر کے مسلمان اور ارشاد نبوی کو اپنا نمونہ عمل بنا کر اسلامی معاشرہ میں بہترین انقلاب پیدا کریں اور تعلیمات نبوت سے اقوام عالم کو متاثر کر کے ان کو دامن اسلام میں لا کر اسلام کا بول بالا کریں۔

الحمد للہ! تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں

سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کی سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں۔ آپ بھی ٦٣ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروادیجئے۔ ان شاءاللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاءاللہ عزوجل

اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاءاللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

قربِ الٰہی کا انمول نسخہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ • وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

فضیلت دورد پاک

آقائے رحمت، حبیب ربّ العزت، مالک کوثر و جنت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بابرکت ہے: سب دنوں سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی دن سیدنا آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پیدا کیا گیا، اسی دن قیامت قائم ہوگی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا، لہٰذا اس دن مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے وصال کے بعد درود پاک آپ تک کیسے پہنچے گا؟ ارشاد فرمایا: اللہ (عزوجل) نے انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے اجسام کو کھانا زمین پر حرام فرما دیا ہے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الجمعہ، جلد ا، صفحہ ۳۹۱، رقم الحدیث ۱۰۴۷)

معلوم ہوا کہ مکی مدنی سلطان، رحمت دو جہان، رسول ذیشان صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم اپنے مزار پر انوار میں بہ نفس نفیس زندہ وتابندہ ہیں، انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے اجسام کو زمین کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔

اے میری پیاری اسلامی بہنو! کنز العمال کی یہ تفصیلی حدیث مبارکہ تقرب الٰہی کا انمول نسخہ اور دینوی و اُخروی فوز وفلاح کے لئے کامل ترین تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس حدیث مبارکہ کے بارے میں حضرت شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ شیخ ابو العباس المستغفری فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حامد مصری سے طلب علم کی غرض سے مصر کا قصد کیا۔ اور ان سے حضرت خالد بن ولید صحابی رضی اللہ عنہ کی حدیث سنانے کی درخواست کی، تو موصوف نے مجھے (ایام منہیہ کو چھوڑ کر) ایک سال تک روزے رکھنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ ان کے حکم پر میں نے ایک سال کے روزے رکھے جس کا مقصد ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھنے کی غرض سے استاد محترم کے حکم پر عمل کرنا تھا۔ اور استاد صاحب کا یہ حکم دینے سے مقصد ان کا تزکیہ اور تطہیر تھا، تا کہ یہ شاگرد اس ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کو لینے کے قابل ہو سکے۔ کیونکہ جس نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں دو دو مہینے تک آگ نہیں جلی، ان کے ارشادات کو حاصل کرنا کوئی آسان کام تھوڑا ہی ہے اللہ اکبر! پھر ایک سال روزے رکھنے کے بعد میں دوبارہ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے وہ حدیث پاک اپنی سند کے ساتھ جو ان کو یکے بعد دیگرے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تک مشائخ حدیث سے حاصل ہوئی تھی، پڑھائی فرمایا! کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں آپ سے دنیا و آخرت سے متعلق کچھ مسائل کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پوچھ جو تیرا جی چاہے۔ اس نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چاہتا

ہوں کہ تمام لوگوں سے زیادہ علم والا بن جاؤں۔ (یعنی اپنے مقام یا اپنی جگہ کی نسبت سے) سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا: اللہ سے ڈرا کر۔ تو سب لوگوں سے زیادہ علم والا ہو جائے گا۔ اس نے پھر عرض کیا۔ چاہتا ہوں کہ میں تمام لوگوں سے زیادہ غنی ہو جاؤں۔ ارشاد فرمایا: قناعت اختیار کر تو سب سے بڑھ کر غنی ہو جائے گا۔ اس نے عرض کیا چاہتا ہوں کہ تمام لوگوں سے (یعنی اپنے ماحول کے تمام لوگوں سے) بہتر ہو جاؤں فرمایا: سب لوگوں میں بہتر وہ ہوتا ہے جو دوسرون کو نفع پہنچائے (یعنی بہتر آدمی کی تعریف یہ ہے) لہٰذا لوگوں کو نفع پہنچایا کر (تو خود بخود بہتر آدمی قرار پا جائے گا) عرض کیا چاہتا یہ ہوں کہ سب لوگوں سے زیادہ عدل و انصاف والا بن جاؤں فرمایا: لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کیا کر جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے، تو اس طرح تم دوسرے لوگوں کی نسبت سے زیادہ عدل والے ہو جاؤ گے۔ اس نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ بارگاہ الٰہی میں دوسرے لوگوں کی نسبت سے زیادہ خاص فرد قرار پا جاؤں فرمایا: اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کر۔ (اس کی وجہ سے) بارگاہ الٰہی میں دوسرے بندوں کی نسبت سے تو زیادہ خصوصیت والا قرار پا جائے گا اس نے پھر عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ نیکو کاروں میں سے ہو جاؤں فرمایا: اللہ کی عبادت اس حرح کیا کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے، پھر اگر تصور کا یہ مقام تجھے حاصل نہ ہو جائے تو یقین رکھا کہ وہ ضرور تجھے دیکھ رہا ہے عرض کیا چاہتا ہوں کہ میرا ایمان کامل ہو جائے، فرمایا: اپنے اخلاق کو اچھا بناؤ تمہارا ایمان کامل ہو جائے گا۔ اس آنے والے بندہ خدا نے پھر عرض کیا۔ چاہتا یہ ہوں کہ خدا تعالیٰ کے اطاعت گزار بندوں میں سے ہو جاؤں، فرمایا! اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض کو ادا کیا کر تو اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندوں کی صف میں شامل ہو جائے گا۔ اس نے پھر عرض کیا میں یہ چاہتا ہوں کہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر اللہ سے ملاقات کروں ارشاد فرمایا کہ! جنابت کا

غسل (اس طرح بڑی احتیاط سے کیا کرتو فی الواقع صحیح طور پر) پاک صاف ہو جائے تو (اس احتیاطی عمل کی وجہ سے) قیامت کے دن تو اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریگا کہ تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن نور (روشنی) میں میرا حشر ہو! (اٹھایا جاؤں) فرمایا! کبھی کسی پر ظلم نہ کرنا تو قیامت کے دن نور میں تمہارا حشر ہوگا۔ (اٹھائے جاؤ گے اور تمہارا یہ مقصد نور بھی یوں حاصل ہو جائے گا) عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ میرا ربّ مجھ پر رحم فرمائے۔ ارشاد فرمایا: اپنے آپ پر اور اللہ کی دوسری مخلوق پر رحم کیا کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے گا عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ کم ہوں فرمایا: اللہ سے استغفار کیا کر یوں تیرے گناہ کم ہو جائیں گے۔ اس نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے لوگوں سے بزرگ قرار پاؤں فرمایا۔ اللہ کا کوئی شکوہ مخلوق سے نہ کیا کر تو لوگوں سے زیادہ بزرگ قرار پائے گا۔ اس نے پھر عرض کیا چاہتا ہوں کہ میری رزق و روزی میں وسعت ہو فرمایا (اس کا گر یہ ہے) کہ ہمیشہ باوضو رہا کر تو تیرے رزق میں وسعت ہو جائے گی۔ عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوستوں میں سے ہو جاؤں فرمایا: (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پسندیدہ چیزوں (مرضیات الٰہی و رسولی) کو پسند کیا کر اور جس چیز سے اللہ اور اللہ کا رسول بغض رکھتے ہیں اس سے تو بھی بغض رکھا کر عرض کیا چاہتا ہوں کہ اللہ کی ناراضگی سے بچ جاؤں فرمایا کسی پر بھی غصہ نہ کیا کر (تو یوں تم بھی) اللہ کے غضب اور اس کی ناراضگی سے بچ جاؤ گے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ میری دعا مستجاب (مقبول) ہو فرمایا: (اس کا گر یہ ہے کہ) حرام سے اجتناب کیا کر تیری دعا مستجاب ہوا کرے گی۔ اس نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے (یعنی میدان قیامت میں یا دنیا میں) اللہ مجھے رسوا نہ کرے فرمایا: اپنی شرمگاہ کی حفاظت کیا کرتا کہ تو لوگوں کی موجودگی میں رسوا نہ

ہو۔عرض کیا میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میرے عیبوں کو چھپائے۔سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو اپنے مسلمان بھائیوں کی پردہ پوشی کیا کر اللہ تیری پردہ پوشی فرمائے گا۔اس نے عرض کیا وہ کیا چیز ہے جو میرے گناہوں کو مٹا ڈالے؟ فرمایا: اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ کے خوف سے آنسو بہانا اور جھکنا، عاجزی کرنا اور بیماریاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔اس نے عرض کیا۔کون سی نیکی اللہ کے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا: اچھا اخلاق، تواضع، بلا وآزمائش پر صبر کرنا اور قضا پر راضی ہونا، اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر راضی رہنا اس نے عرض کیا کون سی برائی اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے؟ فرمایا: بد خلقی اور وہ حرص جس کے پیچھے آدمی چل پڑے اس نے عرض کیا! وہ کیا چیز ہے جو رحمٰن کے غضب کو ٹھہرا دے؟ نبی مکرم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھپ کر صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا، اس نے عرض کیا وہ کیا شے ہے جو جہنم کی آگ کو بجھا دیتی ہے؟ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ یعنی فرضی روزوں کے علاوہ نفلی روزوں سے بھی آتش جہنم بجھ جایا کرتی ہے سبحان اللہ! حدیث مبارکہ کیا ہے؟ دین دنیا، اوّلو آخر کی کامیابی کا راز ہے خدا تعالیٰ توفیق مرحمت فرمائے اور اس پر عمل کو ہمارے لئے آسان تر فرمائے۔

آمین

میری پیاری اسلامی بہنو! اس طرح کی اچھی سوچ ہمیں کہاں سے ملے گی دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول سے ملے گی۔

الحمد للہ! تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر،

ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کی سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں۔ آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنایئے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

نامِ مصطفیٰ ﷺ کا مقام و مرتبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت درود پاک

حضرت سید محمد کردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب باقیات الصالحات میں لکھا ہے۔ میری والدہ ماجدہ نے بتایا کہ اُن کے والد محترم (یعنی میرے نانا جان) جن کا نام محمد عالم (رحمۃ اللہ علیہ) تھا، انہوں نے مجھے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے اور مجھے غسل دے دیا جائے تو چھت سے ایک سبز رنگ کا رقعہ گرے گا اُس رقعے کو میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ بعد وفات غسل دے کر فارغ ہوئے تو رقعہ گرا، جس پر لکھا تھا۔

هذه برائة محمد ن العالم بعلمه من النار

(یہ نجات کی چٹھی ہے محمد عالم کے لئے جنہیں اُن کے علم کے سبب بخش دیا گیا ہے)

اُس رقعے کی خاص بات یہ تھی کہ جس طرف سے بھی پڑھتے سیدھا ہی لکھا ہوا نظر آتا۔ میں نے والدہ ماجدہ سے پوچھا۔ کہ میرے نانا جان کا عمل کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: درود پاک کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

(سعادۃ الدارین ماخوذ من فیضانِ سنت صفحہ نمبر ۱۴۸)

میری اسلامی بہنو! اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت خاتم الانبیاء المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے چونکہ محبت کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے یاد کے انداز بھی مختلف ہوں گے بلکہ انوکھے اور نرالے ہوں گے۔ کبھی تو محبّ اپنے محبوب با کی یار ہی کی مالا کو جپتا رہتا ہے اور باقی ہر ماسوا کو بھول جاتا ہے بس ایک دعا ہر وقت اس کے لبوں پر مچلتی رہتی ہے۔

دل سے مرے ہر چیز کی ہو جائے فنا یاد
یا ربّ نہ رہے کچھ بھی مجھے اس کے سوا یاد

دن اس کے خیالات میں بسر ہوتا ہے اور رات کو اس کے سپنے بلکہ اس کی یاد اُسے اکیلا پا کر اس کے دروازے پر آ دستک دیتی ہے دن تیرے خیالاں وچ لنگدا راتیں سونواں تے تیرے سپنے نے تیری یاد بناں میرے چن سجناں جھڑا ساہ آیا اوہ حرام آیا اس کیفیت میں کوئی اُسے دیوانہ کہے یا پاگل کہتا رہے اُس کو اس سے کیا غرض؟ بلکہ اُس کا عندیہ یہ ہوتا ہے کہ

ایک ہمیں آوارہ کہنا کوئی بڑا الزام نہیں
دنیا والے دل والوں کو اور بہت کچھ کہتے ہیں

اس کی جو خوابوں کی دنیا بھی اسی سے بسی رہتی ہے تصورات کے تانے بانے بھی اس کی یاد سے بنے جاتے ہیں۔ اس کے باوصف وہ اپنی زبان کو اس قابل نہیں سمجھتا۔

اے میری اسلامی بہنو! اس محبّ کی بات رہی اپنی جگہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ بتا؟ وہ کون سی ہستی ہے جس کے لئے تیرا دل دھڑکتا ہے؟ وہ کون ہے جو تیرے سپنوں کا راجا ہے؟ تیری پلکوں پہ اشکوں کے موتی کس کے ذکر سے مزید چمکنے لگتے ہیں؟ اس کا نام کیا ہے؟ بس کہوں گا میرا محبوب وہ ہے جس کی خاطر کائنات تخلیق کی گئی؟ تاروں کی جھلملاہٹ، چاند کی ہالے، سورج، سوج کی کرنیں، قوس وقزح کی رنگینیاں، پتوں کی تالیاں، شاخوں کا وجد کناں رہنا، صبحوں کا مسکانا، شاموں کا سنوالا، راتوں کا کجلانا، کرنوں کا بل کھانا ہر لمحہ چڑیوں کی چہچاہٹ، اوس کے موتیوں کی ڈھلک، غرض ہر چیز، چرخ نیلی فام کا فیلاخم، جس کا جھرا بجالاتا ہے موذن کی اذانوں میں اسی کا نام، مکبر کی تکبیر میں اسی کے مقدس نام کی جھلک، نمازیوں کی نماز میں اس پر سلام، کائنات ارضی وسماوی کا ہر ذرہ جس کا مرہونِ منت ہے اور خالق کائنات جل وعلیٰ اس پر درود پڑھتا ہے، نعت گویان ونعت خواناں کی تخیلاٗت وعقیدت کا مرکز اسی کی ذات، مقررین کی تقریریں واعظین کے وعظ اسی کے پیارے نام سے شیریں بنتے ہیں۔

دکھی اسی کے نام کا واسطہ دے کر دکھوں سے نجات حاصل کرتے ہیں اگر کوئی پوچھے کہ اُس کا نام تو بتاؤ؟ تو میں کہتی ہوں کچھ لوگوں کا کہنا ہے چھوڑو جی! نام میں کیا رکھا ہے؟ تم شخصیت کی بات کرو۔ تم سیرت وکردار پر بات کرو۔ تو میں کہتا ہوں نہیں، ایسا نہیں، بلکہ جو میرا محبوب ہے، جس کا نام پوچھ رہے ہو اس کے تو نام ہی میں بھی بہت کچھ ہے، بلکہ سب کچھ ہے دونوں جہاں کی دولتیں، ثروتیں اور رعنائیاں صرف اسی محبوب کے نام سے عبارت ہیں، جو کچھ اس نام میں ہے اگر ساری کائنات کو سمیٹ کر رکھ دیا جائے تو اس کی قیمت اس کے ناک کا برابر پرکاہ کی بھی حیثیت نہ رکھے۔ آسمان کا کوئی ستارہ نہیں جو اس نام جیسا روشن ہو سمندروں کدی پہنائیوں میں ایسا کوئی گوہر نہیں جو اس نام سے زیادہ قیمتی ہو منجم حضرات نے تقدیر کائنات کو عوم وسیا

رگاں سے وابستہ کر رکھا ہے، لیکن دنیا میں کوئی ایسا ستارہ یا سیارہ نہیں جس کی اپنی تقدیر خود اس کے نام سے وابستہ نہ ہو۔

اے میری اسلامی بہنو! اللہ کے بے حد نعمتیں ہیں اور ان میں سے ہر نعمت ایسی کہ اُس کے بغیر زندگی کی رعنائیاں دم توڑنے لگیں، لیکن ابھی ایسا پھل حضرت انسان کے علم میں نہیں اور نہ ہی ابدالآباد تک آنے کا امکان ہے جو پھل اُس نام نامی اسم گرامی سے زیادہ شیریں ہو، میٹھا ہو، ارض وسماء میں جو چیز بھی حضرت انسان کی تخلیق کے لئے تخلیق ہوئی اس کی دو حیثیتیں ہیں وہ ہر چیز بیک وقت رحمت بھی ہے اور زحمت بھی مثلاً۔

پانی

پانی اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت ہے کہ دنیا کی ہر چیز اسی سے نشو ونما پاتی ہے وَجَعَلْنَا مِنْ اَسْمَاءِ كُلِّ شَيْءٍ حَيٍّ ۔ ہر زندہ چیز کی زندگی اسی سے وابستہ ہے لیکن اگر یہی پانی سیلاب بلاخیز کی صورت میں امڈ آئے تو اس سے بڑھ کر کوئی زحمت نہیں عالی شان مکانات اور محلات چشم زدن میں زمین بوس کر دے فصلیں غرق ہو جائیں، باغات تباہ وبرباد ہو جائیں زندگی معطل ہو جائے اور نظام مواصلات درہم برہم ہو جائے۔

ہوا

ہوا ایک ایسی نعمت جس کے بغیر ایک لمحہ زندہ رہنا محال، انسان، حیوان، چرند، پرند، نباتات، جمادات کی زندگی کے لئے اس کا وجود سراسر رحمت ہی رحمت لیکن اگر یہی ہوا طوفان، آندھی اور بگولے کی صورت اختیار کر لے تو ہر شخص الامان والحفیظ پکار اٹھے۔ پھر اس سے بڑھ کر اور زحمت کیا ہوگی۔

بجلی

بجلی نے دور حاضر میں بود وباش کو ایک نیا رنگ وروپ بخشا ہے، ٹیوبوں، بلبوں

اور قمقموں کی صورت میں اندھیروں کو اجالوں میں بدل دیا پنکھوں، موٹروں اور انجنوں کی صورت میں حرکت میں مزید برکت پیدا کی۔ اب اس کے بغیر زندگی اندھیر ہو جائے۔ لیکن یہی بجلی آسمان سے گرے تو ہر چیز نیست ونابود کر دے اس کے ننگے تار پہ ہاتھ لگ جائے تو سانس کی کچی ڈوری وفعتہً ٹوٹ جائے۔

اولاد

اولاد ایک ایسی نعمت ہے جس کی طلب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی کی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں جا بجا موجود ہے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام اور دیگر جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام نے اسی اولاد کے لئے خصوصی دعائیں مانگی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس نعمت کے عطا کرنے کو بھی بڑے پیارے انداز میں بیان کیا ہے اگر یہ نعمت اتنی بڑی اور عظیم نہ ہوتی تو خدا رسیدہ شخصیات اس کے حصول کے لئے خصوصی التجائیں نہ کرتیں۔ میری پیاری بہنو! حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے کتنے بیٹے دیئے تھے؟ ان میں صرف ایک بیٹا حضرت یوسف علیہ السلام کچھ عرصہ کے لئے جدا ہوتے ہیں تو رو رو کر ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہتی ہے آخر وہ کیا بات ہے جو اس نعمت کے حصول پر بے چینی وبے قراری بڑھا جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب خود اس سوال کے اندر موجود ہے کہ یہ نعمت ہی ایسی ہے کہ دنیا میں اس کا کوئی متبادل نہیں۔ پنجاب کی ثقافت کا قول ہے

دنیا وچ اک میوہ ڈِٹھا
جناں کچا اونا مٹھا

اور وہ میوہ سوائے اولاد اور کوئی نہیں، لیکن یہ اولاد جتنی بڑی نعمت ہے اتنی ہی بڑی زحمت بھی ہے اولاد صالح ہو۔ نیک ہو فرمانبردار ہو، محبت اور خدمت کرنے

والے ہو تو اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں اگر خدانخواستہ یہی اولاد بدطینت ہو، بدسرشت ہو، ناکارہ فلائق ہو، نافرمان اور گستاخ ہو تو دنیا میں اس سے بڑی کر کوئی زحمت نہیں۔

اے میری اسلامی بہنو! اللہ تعالیٰ کی کس کس نعمت کا تذکرہ کروں؟ جس نعمت پر بھی ہاتھ رکھو وہ جتنی بڑی نعمت ہوگی بصورت دیگر وہ اتنی بڑیء ہی زحمت بھی ہوگی۔ لیکن ربّ کعبہ کی قسم، میرا محبوب، میرا مطلوب، میرا مقصود، میری کائنات، میرا دین، میری آخرت، میرا ایمان، میری دنیا، میرے خواب، میری زندگی، جو اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے، جس کے نام کی مالا جپنا میرا پسندیدہ مشغلہ ہے، جس کے نام کے بغیر مجھے کوئی وظیفہ بھاتا ہی نہیں، کوئی اس کا نام لے لے تو فرطِ جذبات سے آگے بڑھ کر ان کا منہ چوم لوں، جس کے نام سے میری جان اور ایمان تازہ ہے، اس کا نام اور اس کی ذات صرف رحمت ہی رحمت ہے اور ہر اعتبار سے رحمت ہے، اپنوں کے لئے غیروں کے لئے، اچھوں کے لئے، بروں کے لئے، کسی بھی دور کا کوئی بھی انسان، کوئی حیون، اس کی رحمت سے محروم نہ رہا، نہ ہے اور نہ ہوگا، اسی کا نام میرا ورد، میرا وظیفہ، میری تسبیح کا ہر دانہ اسی کے نام۔

ٹھہرو ٹھہرو! پوچھتی ہو اس کا نام کیا ہے؟ سنو سنو! دل کے دریچے کھول لو، جذابات کی بھٹی تیز کرلو، ہمہ تن گوش ہوجاؤ، سرنیاز جھکالو، میں نام لینے لگی ہوں ان کا نیاز مدنی سے سر جھکالو درود پڑھ لو۔ سلام پڑھ لو۔ وہ رحمتوں کی پھوار آئی تم نے اپنی آنکھوں کے کٹورے پاکیزہ موتیوں سے بھر لیے ہیں؟ لبوں کو پاک کرلیا ہے؟ کیا اپنا سارا ماحول پاکیزہ تر کرلیا ہے؟ لوبان چھڑک لیا ہے؟ عطر و گلاب سے معطر کرلیا ہے؟ تو پھر سنو؟ وہ حامد ہیں، وہ محمود ہیں وہ محبوب ہیں، مطلوب ہیں، رحمت ہیں، راحت ہیں، مراد المشتاقین ہی، شفیع المذنبین ہیں، سراج السالکین ہیں، وہ دافع البلاء ہیں، وہ

دافع القحط والمرض ہیں، وہ شفیع ہیں وہ شرف آدمیت ہیں، وہ نسیم ہیں، جسم ہیں، وہ معراج انسانیت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحبہٖ وبارك وسلم ہاں ہاں! مجھے ان کا نام لینے سے پہلے صفاتی نام لینے کی حاجت ہے میری مجبوری ہے، میری ضرورت ہے اصل یہ سارے نام اور اس جیسے ہزاروں خوبصورت نام جو آثارو کتب مسرت میں محفوظ ہیں، وہ سارے کے سارے اسی ایک ذات کے نام ہیں، میری اسلامی بہنو! گلاب کو جس نام سے یاد کرو، وہ گلاب ہے، گلاب ہی رہے گا، کوئی کہے خوشبو ہے، سبحان اللہ! کوئی کہے مہک ہے، واہ کیا کہنا، کوئی کہے نزاکت ہے الحمدللہ! ان تمام رعنائیوں کے باوصف نام تو پھر نام ہے۔ کہتے ہیں شہنشاہ عربی سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک غلام اور وزیر حضرت ایاز رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کا نام اسی مقدس اور عظیم نام پر تھا جس نام کے حسین وجمیل ذکر کے لئے میرے قلم کی زبان ہزار بار بوسے لینے کو بے چین و بے قرار ہے، محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس غلام زادے کو اسی پیارے نام سے بلایا کرتے تھے اور بڑی محبت سے بلایا کرتے تھے، ایک دن نہ جانے کیا ہوا؟ انہوں نے اسے اسی پیارے نام سے بلانا چاہا، لیکن نہ بلا سکے، سوچنے لگے کیسے پکاروں؟ دل میں آئی، ایاز کا بیٹا، کہہ کر پکار لیتے ہیں، اس سے بھی تو وہی مراد ہوگا، آخر انہوں نے انسے ایاز کا بیٹا کہہ کر پکار ہی لیا۔ اے میری پیاری اسلامی بہنو! لیکن وہ بھی بڑے حساس تھے آ تو گئے لیکن سلطان معظم کے بلانے کا انداز پسند نہ آیا میرا نام اتنا خوبصورت، اتنا پیارا اتنا اجلا اور پھر میرا نام لینا پسند نہ کیا اور ایاز کا بیٹا کہہ کر بلایا اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ میں ایاز ہی کا بیٹا ہوں اور مجھے ان کا بیٹا ہونے پر فخر ہے۔ لیکن میرے نام سے بلانا تو مجھے ان کے بیٹے ہونے سے زیادہ عزیز ہے، سوچا کوئی خطا ایسی ضرور ہوگئی ہے جو وجہ ناگواری ہو اور اسی ناکردہ لغزش پر نادم ہونے لگے، سوچتے سوچتے تھک گئے آخر کیا غلطی ہوئی جس کی جا کر معذرت

کروں؟ ادھر سلطان معظم کو بھی ان کی غیر حاضری کھٹکی، وہ تو انہیں جان سے بھی زیادہ عزیز تھا وہ جان جان کی غیر حاضری کیسے برداشت کرتے؟ ایاز سے پوچھا ایاز بیٹا کہاں ہے؟ وہ آبدیدہ ہوئے، عرض کیا آقا! جانے غلام سے کیا خطا ہوئی؟ اپ نے اسے اس کے نام سے نہیں بلایا بلکہ ایاز کا بیٹا کہہ کر یاد فرمایا تھا، حالانکہ اس کا نام آپ کو بھی بہت پسند تھا، سلطان معظم، محمود غزنوی رحمتہ نے کہا ایاز اس سے غلطی کوئی نہیں ہوئی دراصل وہ نام ہی اتنی عظمت والا ہے شان والا ہے اور اتنی قدر و منزلت والا ہے کہ اس نام کو میں نے کبھی بے وضو نہیں لیا۔ چونکہ اس وقت میں بے وضو تھا اس لئے اس مقدس، مطہر نام لینے سے محروم ہوا، اب میں باوضو ہوں اسے بلاؤ اب میں اس کو اسی پیارے نام سے بلاؤں گا۔

تمام عمر کے سجدوں کو غسل کرا دوں
چند قطرے جو پاؤں آب وضوئے رسول ﷺ

چلئے آیئے! میں بتاتی ہوں ان کا نام لینے سے پہلے اتنا اہتمام کیوں کرنا پڑتا ہے؟ اے میری اسلامی بہنو! آپ کا نام نامی اسم گرامی کلمہ طیبہ کا حصہ ہے اسی نام کا کلمہ پڑھ کر جہنمی جنتی بنتا ہے، غیر اپنے ہو جائے ہیں، معتوب محبوب بن جاتے ہیں، لیکن عشاق کا کہنا ہے کہ ان کا نام کلمہ طیبہ میں رکھنے میں بھی ایک خاص اہتمام کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس جس نے بھی ان کا نام لینا ہو پہلے ان کے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنی زبان کو پاک کرے پھر ان کا مقدس نام لے، اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے ناں، اسے کس کی پرواہ؟ **اللّٰہ الصمد** جو ٹھہرا وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ قادر مطلق ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے، کس میں اتنی جرات؟ اسے کہے کہ اے پروردگار عالم! تو نے ایسا کیوں کیا؟

لیکن سوچو! اس بے نیاز و غیر محتاج خالق و مالک یکتا و بے ہمتا پروردگار کائنات

جل وعلیٰ نے نسلِ انسانی میں معراجِ انسانیت کا درجہ پانے والے انبیاء کرام کے جتنے بھی نام ہیں ان سب کو ان کے مالک نے ان کے اسی نام سے پکارا ہے جو نام ان کے والدین نے رکھا ہے، یا جو نام مبارک مصروف ومقبولِ عام ہوا۔ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلانا چاہا تو یا آدم کہہ دیا، آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا تو یا نوح سے خطاب سے فرمایا، جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اس بے نیاز نے یا ابراھیم کہہ کر پکارا پتھروں سے پانی کے چشمے جاری کرنے والے، بلا واسطہ اپنے خالق و مالک سے ہمکلامی کا شرف پانے والے بھی یا موسیٰ سے خطاب کیے گئے، حسن کی دولت کو عام کرنے والے جنہیں دیکھ دیکھ کر زنانِ مصر اپنے ہاتھ کاٹ لیں، بھوک و افلاس کے مارے شرفِ دیدار پائیں تو تین تین ماہ تک دیکھنے والوں کے پیٹ کی بھوک ختم ہو جائے، انہیں بھی یا یوسف کہہ کر بلایا،، بلکہ یہ کہا جائے تو بہتر ہے کہ دنیا میں ہر وہ حسن جس جس سے کسی کو عروج ملا، اُن کو ان سراپا اقدس ہستیوں کے طفیل ملا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان عزت مآب ہستیوں کو ان کے اسی نام سے ان کو یاد فرمایا، جس نام سے ان کے والدین ان کو بلاتے تھے یا عام زمانہ انہیں جس نام سے یاد کرتا تھا ہاں ہاں! جب میرے آقا کریم آقا، میرے مولا، میرے ہادی اور میرے محبوب جن کا نام ہی میرے لئے راحتِ جان ہے، سکون ہے، آرام ہے، ایمان ہے، جب ان کی بات آئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نام سے اس انداز میں نہیں بلایا جس طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے نفوسِ قدسیہ کو بلایا۔ بلکہ جب بھی پکارا آواز دی، بلایا تو بڑے خوبصورت اور حسین لقابات سے نواز کر بلایا قرآن پاک کے تیس پاروں اور تیس پاروں کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات مبارکہ میں سے کسی ایک آیت مبارکہ میں بھی آپ کو نام لے کر نہیں بلایا بلکہ جو ان کی قربت پانے والے ہیں، جو ان پر جان نچھاور کرنے والے ہیں، ان سب کو بھی خصوصاً منع فرمادیا کہ اے میرے محبوب سے محبت کرنے والو! یہ

تمہارے ہی محبوب نہیں میرے بھی محبوب ہیں بے دھیانی میں بے تکلفی یا عدم توجہ سے یا آداب محفل کا خیال رکھے بغیر نہ بلانا، بلکہ جب بھی ان کو بلانا مقصود ہو تو میری سنت ادا کرو، ان کو حسین و جمیل القابات سے پکارو، کبھی یا الرسول کہہ کر بلالو۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ بھی کہہ سکتے ہو۔ یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ بھی پکارا جا سکتا ہے یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ بھی خوبصورت لقب ہے، اور سنو! ذرا ادھر دھیان دو اور کان کھول کر سنو اگر تم نے ان آداب کا خیال نہ رکھا، بلکہ جیسے منہ میں آیا نام لے لیا تو تم اپنی نمازوں، اپنے روزوں، زکوٰتوں، عبادتوں، ریاضتوں کے زعم میں نہ رہنا، ایک لمحہ بھی نہ گزرے گا، کہ تمہارے سارے نیک اعمال کی تختی یوں دھو دی جائے گی جیسے اس پر کچھ لکھا ہی نہ تھا۔ اے میری بہن! جب تم نے اپنے دل کو، محفل جان کو، خیالات و تصورات کو ان کی یاد سے آباد کر لیا ہے، ان کے ذکر سے پاک کر لیا ہے، اپنے ذہن اور فکر کی رسائی کی حد، ان کو مقرر کر لیا ہے، تصورات کی دنیا میں ان کو بسا لیا ہے دل کی دھڑکنیں ان کے نام سے منسوب کر لی ہی، کج کلاہی کے تمام کروفر کے بت توڑ کر سر عقیدت ان کے حضور جھکا لیا ہے زبان ان کی نعت پڑھنے میں لذت لینے لگی ہے، آپ نے ان پر درود پڑھ لیا ہے سلام عرض کر لیا ہے تو اگرچہ ادب کا تقاضا تو یہ ہے کہ میں بھی اور آپ بھی ابھی اس قابل نہیں ہوئے کہ ان کا نام لے سکیں، لیکن چونکہ ان کے نام کے سوا ہمارے پاس ہے بھی کیا؟ ہم جیسے بھی ہیں انہی کے ہیں ہم نالائق سہی، ناکارہ خلائق سہی، آخر نام تو انہیں کا لے لے کر جی رہے ہیں اس لئے میں ان کا نامی اسم گرامی لیتی ہوں، میں نام لینے لگی ان کا نیازمندی سے سر جھکا لو، درود پڑھ لو! وہ رحمتوں کی پھوار آئی قسیم بھی وہ جسیم بھی وسیم بھی، وہ نسیم بھی، وہ شفیع اعظم مطاع مطلق کرم سے سے جھولی بھری ہوئی ہے محمد ان کا ہے نام نامی، امین عظمت بڑا گرامی ہے کتنا شیرین یہ نام پیارا، مٹھاس کتنی بھری ہوئی ہے، میرا ایک حبیب ہے جس کے تصور

میں گم رہنا میری زندگی کا نصب العین ہے اور اس کا اسم گرامی میرے دل کی گہرائیوں میں محفوظ ہے جب اس کی یاد آتی ہے تو دل بے قرار ہو جاتا ہے اور اگر اس کے بارے میں غور و فکر کرتی ہوں تو آنکھیں بے چین ہو جاتی ہیں۔

حضرت ملا علی قاری رحمتہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پر کبھی مکھی نہ بیٹھی تھی، آپ کا اسم گرام لفظ اللہ جل شانہ کی طرح غیر منقوط رکھا گیا کہ لفظ پر نقط مکھی کے مشابہ ہوتا ہے بدیں وجہ جسم و لباس دونوں پر کبھی مکھی نہ بیٹھی تھی۔

قسمت مجھے مل جائے بلال حبشی کی
دم عشق محمد میں نکل جائے تو اچھا ہے
مشکل جو آ پڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
تیرا نام ہے ہر مرض کی دوا صل علیٰ محمد

اے ہمارے اللہ عزوجل! ہمیں حضور پُرنور، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم عطا فرما آمین۔

الحمد للہ! تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کی سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں۔

آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

استاد کے حقوق اور آداب واحترام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت درود پاک

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو، تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم، صفحہ ۹۷ بحوالہ نسائی)

سبحان اللہ! رحمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی عظمتوں پہ قربان! ہم جہاں بھی ہوں، بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درود وسلام پیش کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سماعت فرما لیتے ہیں۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

قرآن پاک گواہ ہے کہ حضرت سیدنا یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے سینکڑوں میل سے اپنے پیارے، بیٹے حضرت سیدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس کی خوشبو پالی، حضرت سیدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین میل

کی مسافت سے چیونٹی کی آواز سن لی۔ اسی طرح امام الانبیاء محبوب کبریاء علیہ التحیۃ و الثناء بھی دنیا بھر سے اپنے عاشقوں کے درود کو سماعت فرما لیتے ہیں۔

پیاری اسلامی بہنو! علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کیونکہ علم بڑی دولت اور عظیم نعمت ہے علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور ہے۔ علم ذریعہ معرفت الٰہی اور وصف الوہیت ہے علم اگر دنیاوی ہو تو انسان کائنات کو تسخیر کرتا ہے اور علم اگر دین کا ہو تو انسان معرفت ربانی اور عشق رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خزانے سمیٹتا ہے۔ پیاری بہنو! ملت اسلامیہ کو پہلا درس معلم کائنات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے آپ نے پڑھایا بھی سکھایا بھی اور سمجھایا بھی اور دلوں کو علم و معرفت اور حکمت و دانائی کے نور سے منور و روشن کر دیا۔ پھر درس و تدریس اور تعلم و تعلیم کا ایسا عظیم اور مبارک سلسلہ شروع ہوا کہ چودہ صدیاں گزر گئیں مگر یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے، قرآن مجید ہمارے علم و حکمت اور عقل و دانائی کی بنیاد اور مرکز و مربع ہے علم و حکمت کی ساری بہاریں اور ساری رعنائیاں اسی کے دم سے ہیں مگر افسوس کہ قرآن مجید پڑھانے والا علم دین سکھانے والا ہماری نظروں میں کچھ وقعت اور قدر و منزلت نہیں رکھتا، حالانکہ معلم کامل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن خود بھی سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے۔ (صحیح البخاری جلد ۲، ص ۷۵۲)

میری پیاری بہنو! ایک وہ زمانہ تھا کہ صرف قرآن مجید ہی ہمارے تعلیمی نصاب میں تھا اور صرف قرآن پڑھانے والا ہی ہمارا استاد ہوتا تھا۔ دو تین صدیوں تک یہی صورت حال برقرار رہی اور قرآن مجید کی برکت سے ہم کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے اور اب تو قرآن حکیم کی تعلیم ہماری تعلیم کی فہرست میں ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام میں دینی علوم پڑھانے والے کی بڑی عظمت و فضیلت ہے بلکہ ہر استاد کی

بڑی قدر و منزلت ہے ہمیں تو یہ تصور بلکہ یہ سبق دیا گیا ہے کہ ایک آیت پڑھانے والا بھی نہ صرف ہمارا استاد ہے بلکہ ہمارا آقا و مولا ہے مگر افسوس! کہ آج کل ہم ابتدائی تعلیم دینے والے استاد کو کسی فہرست میں شامل نہیں کرتے، جب اللہ تعالیٰ بڑا بنا دیتا ہے تو سب استادوں کو بھول جاتے ہیں۔ استاد کی ناقدری کرنا ناشکری اور احسان فراموشی ہے، علم سیکھئے تو ادب واحترام بھی سیکھئے عجز وانکساری بھی سیکھئے۔ عہدہ ومنصب اور جاہ وجلال کا غرور بالآخر خاک میں ملا دیتا ہے یہ قول استادی المحترم حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب دامت فیوضہم کہ آدمی کچھ بن جاتا ہے مثلاً ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، کمشنر، وزیر وغیرہ بن جانا تو بہت آسان کام ہے لیکن کامل انسان بننا بہت مشکل کام ہے کیونکہ انسانیت کا کمال تو عبدیت میں ہے اور عاجزی وانکساری اور تواضع میں ہے، ایک اچھے انسان کا طرہ امتیاز اور وصف کمال یہی ہوتا ہے جبکہ تکبر اور غرور تو شیطان کا کام ہے اور یہ کسی انسان کو زیبا نہیں ہے یہ تکبر وغرور اور کبریائی تو صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور یہ صرف اسی کو ہی زیبا ہے پیاری اسلامی بہنو! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ علم دین دیکھو اور علم کے لئے وقار ور سنجیدگی سیکھو اور جس استاد نے تمہیں دین کا علم سکھایا ہے اس کے سامنے ہمیشہ عاجزی وانکساری اختیار کرو۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص نے کسی بندہ کو کتاب اللہ کی ایک آیت کی تعلیم دی ہے وہ اس کا مولیٰ ہے وہ اس کو نامراد نہ کرے اور نہ ہی اس پر اپنے آپ کو ترجیح دے۔ (مجمع الزوائد، طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علماء کی عزت کیا کرو۔ کیونکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عالم کا تم

پر یہ حق ہے کہ تم مجلس میں لوگوں کو بالعموم سلام کرو اور عالم کو خصوصیت کے ساتھ علیحدہ سلام کرو اور تم ان کے سامنے بیٹھو تو ہاتھوں اور آنکھوں سے اشارے بازے نہ کرو۔

پیارے اسلامی بہنو! مشہور عالم دین ابو معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے خلیفہ بغداد ہارون الرشید کے ساتھ کھانا کھایا، ایک آدمی نے میرے ہاتھ دھلوائے مگر میں اسے نہ پہچان سکا، کیونکہ ابو معاویہ نابینا تھے، ہارون الرشید نے مجھ سے پوچھا جانتے ہیں آپ کے ہاتھ کس نے دھلوائے تھے؟ میں نے کہا میں اسے نہیں جان سکا تب ہارون الرشید نے بتایا کہ آپ کی علمی وفقہی عظمت کے پیش نظر میں نے ہی آپ کے ہاتھ دھلوائے ہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ نیک آدمی نے اپنے بیٹے کو ایک استاد کے سپرد کیا کہ وہ اسے قرآن مجید پڑھادے۔ ابھی اس کے بیٹے نے صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھی تھی کہ باپ نے چار ہزار دینار شکریہ کے طور پر بھیجے۔ استاد نے کہا کہ ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے کہ اتنی مہربانی فرمائی ہے اس پر اس لڑکے کے والد نے کہا آج کے بعد میرے لڑکے کو ہرگز نہ پڑھانا کیونکہ کہ تمہارے دل میں قرآن پاک کی عزت وعظمت نہیں ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حماد نے جب اپنے استاد سے سورۃ فاتحہ پڑھ لی تو امام اعظم نے معلم کو ایک ہزار درہم عطا کئے معلم نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے ایسا کون سا بڑا کام کیا ہے کہ اتنی بڑی رقم عطا فرمائی ہے امام اعظم نے فرمایا کہ آپ نے میرے بچے کو جو پڑھایا ہے وہ بہت بڑی دولت ہے خدا کی قسم اگر میرے پاس اس سے بھی زیادہ رقم ہوتی تو میں وہ بھی بے تامل آپ کی نذر کر دیتا۔

میری محترم اسلامی بہنو! اساتذہ کی تعظیم وتکریم اور اطاعت کرنا ہر شاگرد پر واجب ہے، ادب کے بغیر علم تو شاید حاصل ہو جائے لیکن فیضان علم انوار علم اور برکات

علم اور استاد کی پر خلوص دعاؤں سے انسان یقیناً محروم رہتا ہے۔ جس نے بھی اپنے استاد کو کسی قسم کی بھی اذیت و تکلیف پہنچائی وہ علم کی برکت اور رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ باب مدینۃ العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! کہ جس نے مجھے علم کا ایک حرف بھی سکھایا، میں اس کا غلام ہوں اگر وہ چاہے تو مجھے بیچ دے، اگر چاہے تو مجھے آزاد کر دے اور اگر چاہے تو مجھے غلام بنائے رکھے۔

پیاری اسلامی بہنو! درس و تدریس اور تعلیم و تربیت تعمیر انسانیت کا ایک پاکیزہ عمل ہے اس لئے تمام طلباء پر لازم ہے کہ وہ اپنے اساتذہ کرام کے درس و سبق اور تمام باتوں کو نہایت غور سے سنیں اور ان پر فوراً عمل کریں اور استاد کے سامنے ہمیشہ خاموشی اور ادب واحترام کے ساتھ بیٹھیں، جہاں بھی استاد کا ذکر آئے تو ان کا نام عزت واحترام کے ساتھ لیں اور ان کا ذکر ہمیشہ اچھے الفاظ میں کریں اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے رہیں۔ استاد کو سلام کرنے میں پہل کریں ساتھ چل رہے ہوں تو ان کے آگے نہ چلیں اور اگر استاد کی خدمت کرنے کا موقع ملے تو بالکل انکار اور کوتاہی نہ کریں بلکہ استاد کی خدمت کرنا اپنے لئے ایک اعزاز اور سعادت سمجھیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہر شخص کے تین والد ہوتے ہیں ایک حقیقی والد، دوسرا استاد اور تیسرا سسر ہوتا ہے اور ان تینوں میں استاد کا درجہ سب سے بلند ہوتا ہے سسر اپنی لخت جگر کو پالتا ہے اس کی پرورش کرتا اور پھر اپنے داماد کے سپرد کر دیتا ہے اور والد حقیقی اپنے بچے کو آسمان سے زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے یعنی اس کی پیدائش کا ذریعہ بنتا ہے اور استاد اپنی تعلیم و تربیت سے اسے زمین سے آسمان تک پہنچا دیتا ہے اور علم و عمل کا زیور اسے عطا کرتا اور دین و دنیا میں اسے ایک کامیاب انسان بنا دیتا ہے اس لئے استاد کا درجہ سب سے بلند تر ہے۔

علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کو علم سکھائے وہ بہترین باپ ہے

کیونکہ وہ بدن کا نہیں روح کا باپ ہے۔ شیخ ابراہیم بن اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ طالب علم کو استاد کی مسند پر نہیں بیٹھنا چاہیے۔

طالب علم کو استاد کے بہت قریب نہیں بیٹھنا چاہیے۔

طالب علم مکان کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے بلکہ صبر کرے یہاں تک کہ استاد خود باہر نکل آئیں۔

معلم کی تعظیم وتکریم کے لئے اس کے آگے نہیں چلنا چاہیے۔ طالب علم کو چاہیے کہ استاد کی ناراضگی سے خود کو بچائے۔

جس نے بھی اپنے استاد کو کسی قسم کی اذیت پہنچائی وہ علم کی برکات سے محروم رہ جاتا ہے۔

میری پیاری اسلامی بہنو! ایک خاص بات یہ ہے کہ جس استاد نے آپ کو ایک دن بھی پڑھایا بلکہ ایک حرف بھی پڑھایا تو وہ عمر بھر آپ کا استاد رہے گا۔ اگرچہ بعد میں اس استاد سے آپ کا سلسلہ تعلیم منقطع بھی ہو جائے لیکن سلسلہ نسبت یعنی تلمذ ساری زندگی قائم ودائم رہے گا خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ طالب علم پر لازم ہے کہ وہ استاد کا ادب واحترام کرے اور استاد کے حقوق کی محافظت کرے اور حتیٰ الوسع استاد کی خدمت واعانت کرے، کیونکہ استاد کا رتبہ بہت عظیم اور بلند ہے اور علماء کرام کی تصریحات کے مطابق استاد کا حق اور مقام ومرتبہ تو والدین سے بھی بڑھ کر ہے جو طالب علم صدق دل اور خلوص نیت سے اپنے اساتذہ کرام کی خدمت اور عزت و احترام کرتا ہے تو اسے دوسرے طالب علموں پر سبقت وفوقیت حاصل ہوتی ہے اور دین ودنیا میں برکتیں اور سعادتیں ملتی ہیں۔

میری پیاری اسلامی بہنو! دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اساتذہ کرام کا ادب واحترام اور ان کے حقوق وفرائض پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

الحمدللہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کی سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں۔

آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دِن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

بدعت کا صحیح معنی ومفہوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت دورد پاک

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مکاشفۃ القلوب میں ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ آقائے نامدار، دوعالم کے مالک ومختار باذن پروردگار (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان خوشبودار ہے: اللہ عزوجل نے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرمایا ہے جس کا ایک بازو مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اُس کا سر عرش الٰہی کے نیچے اور پاؤں ساتویں زمین تلے ہیں، ساری مخلوق کی تعداد کے برابر اُس کے پر ہیں میرا کوئی بھی اُمتی (مرد یا عورت) جب مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ عرش تلے واقع، بحرِ نور میں غوطہ لگائے پھر وہ فرشتہ نور کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے اور باہر نکل کر اپنے پروں کو جھاڑتا ہے تو اُس کے پروں سے گرنے والے ہر ہر قطرے کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک درود بھیجنے والے کے لئے بخشش کی دعا کرتا رہتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب مترجم صفحہ نمبر ۴۱، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

مشکل جو سر پہ آپڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام تجھ پر درود وسلام
مدد کو آگئے جب بھی پکارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ: صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔

(صحیح مسلم کتاب الاقضیہ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ہمارے دین میں ایسی نئی چیز پیدا کرے جو اس دین میں سے نہ ہو تو وہ مردود (غیر مقبول) ہے۔

حدیث کا مفہوم

میری پیاری اسلامی بہنو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین میں پیدا ہونے والی ہر اس نئی چیز کو مردود فرمایا جو دین میں سے نہ ہو دین میں سے ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نئی چیز دلائل شرعیہ میں سے کسی دلیل سے ثابت نہ ہو بلکہ دلائل شرعیہ میں سے کسی ایک کے مخالف یا کسی حکم شرعی میں تبدیلی پیدا کردینے والی ہو دلائل شرعیہ سے مراد (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول اللہ، (۳) اجماع امت، (۴) اور قیاس شرعی ہے (قیاس شرعی یہ ہے کہ شرع شریف میں کسی مسئلہ میں کسی علت کی بنیاد پر حکم موجود ہو لیکن کسی دوسری مسئلہ میں حکم موجود نہ ہو لیکن اس مسئلہ میں بھی وہی علت پائی جاتی ہو تو کوئی مجتہد عالم دین اس دوسرے مسئلہ میں بھی وہی حکم بیان کردے، جیسا کہ ہزاروں نئے مسائل میں فقہاء اسلام نے اجتہاد کرکے احکام بیان فرمائے)۔

میری پیاری اسلامی بہنو! حدیث بالا سے واضح ہو گیا کہ دین میں نئی پیدا کی گئی

ہر چیز مردود نہیں ہے، مردود وہ نئی چیز ہے جس کی دلیل شرع شریف میں موجود نہ ہو بلکہ وہ نئی چیز دین سے متصادم ہو یا دین میں تغیر و تبدل پیدا کردینے والی ہو۔ شارح مشکوٰۃ علامہ علی قاری مکی فرماتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو نئی چیز پیدا کی جائے جو کہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، یا آثار اصحابہ یا اجماع امت کے مخالف ہو تو وہ گمراہی ہے اور جو اچھی نئی چیز پیدا کی جائے جو ان دلائل شرعیہ میں سے کسی ایک کی مخالف نہ ہو تو وہ بُری نہیں۔ (شرح مشکوٰۃ)

یہ حدیث بدعت اور اس کی اقسام و احکام کی اصل ہے لہٰذا ہم بدعت کی حقیقت اور اقسام پر مختصر گفتگو کرتے ہیں۔

بدعت کی حقیقت اور اقسام

بدعت کا معنی ایجاد اور نئی چیز ہے اور شرع شریف میں بدعت کا معنی ہے ایسی نئی چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو، پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت حسنہ (اچھی بدعت)، بدعت سیئہ (بُری بدعت)۔

بدعت کی یہ دونوں قسمیں بخاری و مسلم کی اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اس کے لئے اس کا اجر اور اس پر عمل کرنے والے کا اجر بھی، اور جو اسلام میں بُرا طریقہ ایجاد کرے تو اس پر اس کا گناہ اور اس پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی۔ (مشکوٰۃ)

بدعت کی یہ تقسیم بڑے بڑے محدثین و فقہا نے کی ہے نیز غیر مقلدین کے نواب وحید الزمان نے ہدیۃ المہدی میں اور دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے مواعظ میلاد میں بیان کی ہے اور ہدیۃ المہدی، میں یہی تقسیم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے بھی منقول ہے۔

بدعت حسنہ

وہ نیا مسئلہ جس کی اصل دلائل شرعیہ میں موجود ہو جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو ایک جماعت کے ساتھ نماز تراویح کا حکم دیا۔ اور اس کے بعد جب لوگوں کو ایک جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھتے دیکھا تو خوش ہوئے اور فرمایا یہ اچھی بدعت ہے۔ میری پیاری اسلامی بہنو! ایسے ہی قرآن مجید کا کتابی صورت میں جمع کرنا، قرآن پاک کے الفاظ پر حرکات و سکنات لگانا، قرآن پاک کے مختلف زبانوں میں ترجمے کرنا، حاشیے اور تفاسیر لکھنا، حدیث اور علوم دینیہ کی ہزاروں کتابیں، دینی تعلیم کے لئے نصاب مقرر کرنا، مسجدوں میں مینار بنانا، تبلیغ دین کے جدید طریقے، محافل میلاد گیارہویں شریف، ختم قل و چہلم اور ایصال ثواب کی دیگر محافل ذکر وفکر ومجالس اصلاح وارشاد اور ہزاروں نئے دینی کام بدعت حسنہ ہیں۔ جن میں سے بعض واجب بعض مستحب اور بعض مباح کا درجہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

پڑھنا صحیح ہے کیوں کہ اس کی اصل نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (یا محمد پکارنا) دین میں موجود ہے اسی طرح اذان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا صحیح ہے کیونکہ اس کی اصل سنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونا، دین میں موجود ہے، اس طرح محافل میلاد منعقد کرنا صحیح ہے کیونکہ اس کی اصل خود اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں انبیاء کرام کی ولادت کا ذکر کرنا دین میں موجود ہے۔

اسی طرح ختم گیارہویں، ختم قل و چہلم اور دیگر ختم جائز ہیں کیونکہ ان کی اصل دعائے مغفرت، ایصال ثواب، تلاوت قران، نعت خوانی، وعظ و نصیحت اور ذکر وفکر

وغیرہ دین میں موجود ہے۔

قرآن مجید کا ترجمہ لکھنا جائز ہے اگر چہ عمل نبوی وعمل صحابہ سے ثابت نہیں کیونکہ اس کی اصل قرآن کی تعلیم دین میں موجود ہے۔

میری اسلامی بہنو! یاد رہے کہ چونکہ بدعت حسنہ کی اصل شرع شریف میں موجود ہوتی ہے لہٰذا بدعت حسنہ در حقیقت سنت الاسلام ہے کیونکہ سنت کا ایک معنی شریعت اسلامیہ بھی ہے اور بدعت حسنہ کی اصل شریعت اسلامیہ میں موجود ہوتی ہے۔

بدعت سیئہ

جو نئی چیز جس کی اصل اور دلیل شرع شریف میں موجود نہ ہو یعنی وہ کسی عمومی قاعدے یا دلیل خصوصی سے ثابت نہ ہو سکے بلکہ وہ کسی حکم شرعی کے خلاف ہو، لیکن اس کا پیروکار اسے دین اور شریعت کا حصہ قرار دے۔

لہٰذا بدعت سیئہ کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کے پائے جانے سے کسی حکم شرعی اور سنت اسلام کو نقصان پہنچتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قوم کوئی بدعت سیئہ ایجاد کرے تو اس کی مثل سنت اٹھائی جاتی ہے، پس سنت کو تھامنا بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔ (مسند احمد)

اس کی مثال

جیسا کہ آج کل جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ اور دیگر کئی قبرستانوں میں نجدیوں نے پختہ قبریں تعمیر کی ہوئی ہیں۔ مردوں پر زہریلے کیمیکل ڈال کر جلا دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں تو پگھلے ہوئے مردوں کی راکھ، جلی اور گلی ہوئی ہڈیاں قبروں میں سے باہر نکال پھینکتے ہیں۔ یہ سارا کافرانہ عمل حرمین شریفین میں قابض نجدی علماء کی سرپرستی میں ہوتا ہے نجدیوں وہابیوں کا یہ خبیث عمل دلائل شرعیہ سے کسی طرح بھی ثابت نہیں بلکہ مردوں کو جلا کر راکھ کر دینا ہندوؤں اور سکھوں کا طریقہ ہے، یہ کافرانہ عمل مردوں کی

سخت توہین و تذلیل ہے جبکہ احادیث مبارکہ میں مسلمانوں کے اجسام کا مرنے کے بعد بھی احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عقائد میں بدعت سیئہ کی مثال

جیسا کہ تمام وہابی و دیوبندی و مودودی و تبلیغی فرقوں کے مسلمہ مرشد و مجدد شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے اور نماز میں پیر و مرشد اور اس جیسی بڑی ہستیوں اگر چہ جناب رسالت مآب ہی ہوں کی طرف خیال لے جانا اپنی گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے کئے گنا زیادہ برا ہے۔ (اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ)

کیا جشن میلاد اور ختم کے لئے تاریخ مقرر کرنا دین میں اضافہ ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس اور سیرت طیبہ بیان کرنے یا حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ختم دلانے کے لئے تاریخ مقرر کی جائے تو وہابی مولوی تاریخ مقرر کرنے کو بھی بدعت اور دین میں اضافہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ وہابی مولوی خود اپنے ہزاروں تعلیمی و تبلیغی پروگراموں کے لئے تاریخ وقت اور ٹائم خود مقرر کرتے ہیں تو کیا پھر یہ لوگ بدعت اور دین میں کمی و بیشی کا ارتکاب کرتے ہیں اس منہ توڑ الزامی جواب کے بعد تحقیقی جواب یہ ہے کہ جن عبادات کا وقت شرع شریف میں مقرر کر دیا گیا ہے کہ جن عبادات کا وقت شرع شریف میں مقرر کر دیا گیا ہے جیسا کہ روزہ رمضان ایسی عبادات کا وقت آگے پیچھے کرنا یقیناً دین میں کمی بیشی اور بدعت سیئہ ہے اور جن عبادات کا وقت شرع شریف نے مقرر نہیں کیا جیسے تعلیم دین تبلیغ اسلام، دعا و ایصال و ثواب نکاح مسنون، درود شریف ذکر میلاد تو ایسے امو اخیر کا وقت مقرر کرنا بندوں کے لئے جائز ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے وعظ و تبلیغ کے لئے

جمعرات کا دن مقرر کر سکتے ہیں۔

ہر بدعت گمراہی ہے کا مفہوم

میری اسلامی بہنو! دیوبندی وہابی علماء سب سے زیادہ اس حدیث کا غلط مفہوم بیان کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی، حدیث کی رو سے ہر بدعت گمراہی ہے اور جہنم میں لے جانے والا ہے۔

اس کا الزامی جواب یہ ہے کہ دین میں اگر ہر نئی چیز بدعت سیئہ وگمراہی ہے تو پھر وہابی مولویوں پر لازم ہے کہ مساجد، مدارس اور تعلیم وتبلیغ کے جدید انداز ختم کر دیں۔

قرآن پاک کے ترجمے اور تفسیر وحدیث کی لاکھوں کتابیں ختم کر دیں، نیز اپنی تنظیموں، مدرسوں مسجدوں اور تبلیغی پروگراموں کے نئے نئے جو عمل نبوی وعمل صحابہ سے ثابت نہیں بھی ختم کر دیں اور اپنی تبلیغ پر خود عمل کر کے دکھائیں اور صرف وہی کام کریں جو عمل نبوی صحابہ سے ثابت ہیں۔ اگر کچھ نوجوان وہابی مولویوں پر یہ سوالات بر سر عام اجتماعات میں پیش کریں۔ تو انشاء اللہ بدعت کا غلط مفہوم بیان کرنا چھوڑ دینگے اور ایک بڑا فتنہ ختم ہو جائے گا۔

میری بہنو! اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ حدیث بالا کُلُّ بُدْعَةٍ ضَلَالَةٍ میں باجماع محدثین وشارحین حدیث بدعت سیئہ مراد ہے اور معنی حدیث ہے ہر بری بدعت گمراہی ہے کیونکہ ان الفاظ سے پہلے فان کل محدثه بدعه کے الفاظ ہیں۔ جن کا معنی ہے دین میں ایسی پیدا کی ہوئی ہر وہ چیز جس کی اصل ودلیل دین میں نہیں بدعت ہے اور ہر ایسی بدعت یعنی بدعت سیئہ گمراہی ہے۔

یا پھر اس حدیث میں بدعت سے گمراہ فرقوں خارجیوں، رافضیوں، مرزائیوں، اور وہابیوں وغیرہ کے گستاخانہ عقائد ونظریات مراد ہیں اور کُلُّ بُدْعَةٍ ضَلَالَةٍ کا معنی ہے دین میں پیدا ہونے والا ہر نیا عقیدہ گمراہی ہے۔

الحمدللہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے، عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کے لئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں۔ آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دِن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

اسلامی بہنوں کے سُنّتوں بھرے
اصلاحی بیانات کا نایاب تحفہ

مُبلّغات کی ضرورت

جلد دوم

مؤلفہ
زوجۂ اقبال عطّاریہ

زیرِ نگرانی
علامہ محمد اقبال عطاری



ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

اسلامی بہنوں کے
سنتوں بھرے اصلاحی بیانات کا نایاب تحفہ

مُبلّغات کی ضرورت

جلد دوم

مؤلفہ
زوجہ اقبال عطاریہ

زیرِ نگرانی
علامہ محمد اقبال عطاری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب .... مبلغات کی ضرورت (جلد دوم)
موضوع .... اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اصلاحی بیانات
مؤلفہ .... زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری
باہتمام .... علامہ محمد اقبال عطاری
صفحات 376
کمپوزنگ .... عبدالسلام، قمرالزمان
اشاعت 2010ء
ناشر .... محمد اکبر قادری
قیمت .... 200 روپے

ملنے کے پتے

☆ کراچی اسلامی ورائٹی ہاؤس بوچڑ خانہ روڈ سیالکوٹ
☆ حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ
☆ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی
☆ مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف
☆ الرضا کیسٹ ہاؤس، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

انتساب

بانی دعوتِ اسلامی، مجدد دین وملت، ریحان ملت

عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخ شریعت، شیخ طریقت

امیر دعوتِ اسلامی، امیرِ اہل سنت مرشدی حضرت علامہ مولانا

ابوالبلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی مدظلہ

کے نام

زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری

عرضِ مصنفہ

اللہ رب العزت عزوجل کا ہم پر کتنا کرم ہے کہ ہمیں اللہ عزوجل نے ہمیں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وغلامی سے بہرہ مند فرمایا۔ اور سب سے بڑی نعمت علم عطا فرمایا اور اس کی اشاعت کا بھی موقع عطا فرمایا۔ اللہ عزوجل کی توفیق سے جو بیانات میں نے جمع کیے اس میں میری خصوصی معاونت محترمہ عالمیہ قاریہ تنزیلہ عطاریہ مدرس جامعہ صفیہ عطّاریہ پکی کوٹلی اور ان کی چھوٹی بہن باجی رضیہ صاحبہ نے فرمائی ہے۔ اللہ عزوجل ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ ہمارے قارئین کو میری یہ کتاب مبلغات کی ضرورت (جلد دوم) انشاء اللہ بڑی پسند آئے گی۔ اللہ عزوجل میرے تمام معاونین خصوصاً اکبر بک سیلرز لاہور اور محترمہ عالمہ قاریہ باجی فوزیہ بتول پرنسپل جامعہ غوثیہ رضویہ پکا گڑھا اور محترمہ باجی بنتِ فقیر حسین عطاریہ پرنسپل جامعہ منڈیر شریف سیالکوٹ اور تمام دوسرے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

کنیز درِ مرشد

زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری

مدرس جامعہ صفیہ عطاریہ للبنات پکی کوٹلی

(سیالکوٹ)

ترتیب

انتساب ۳
عرضِ مصنفہ ۴
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا ۶
ماہِ صفر المظفر کے فضائل ۸۵
میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۹۴
سیرت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ۱۲۷
مُردوں کو زندہ کرنا ۱۴۲
ایصالِ ثواب اور گیارھویں کی شرعی حیثیت ۱۵۰
امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۸۴
رجب المرجب کے فضائل و برکات ۲۲۶
ماہِ شعبان المعظم کی بہاریں ۲۴۲
فیضانِ رمضان ۲۵۶
سیرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۳۹۵
باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب ۳۲۸
حج کی شرائط و فضائل ۳۵۶

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت دورد پاک

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کو بعدِ وفات کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''ما فعل اللّٰہ بك؟ ''یعنی اللہ (عزوجل) نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: میرے مالک نے مجھے کھڑا کیا اور فرمایا: تو منصور بن عمار ہے؟ میں نے عرض کیا: یارب العالمین! میں ہی منصور بن عمار ہوں۔ پھر فرمایا: تو ہی ہے جو لوگوں کو دنیا سے نفرت دِلاتا تھا اور خود دنیا میں رَغبت رکھتا تھا؟ میں نے عرض کی: یا اللہ! کچھ ایسا ہی معاملہ تھا لیکن جب میں کسی اجتماع میں بیان کرنا چاہتا پہلے تیری حمد وثنا کرتا پھر تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا' پھر بیان شروع کیا کرتا تھا' اس پر اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ پھر حکم دیا: اے فرشتو! اس کے لیے آسمانوں میں منبر رکھو تاکہ جیسے یہ دنیا میں میری بزرگی بیان کرتا تھا' آسمانوں میں فرشتوں کے سامنے میری عظمت بیان کرے۔ (سعادۃ الدارین' صفحہ ١٢٦)

دُرود پڑھ کر اگر کوئی ابتدا نہ کرے
اسے چاہیے پھر ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرے
چراغِ حبِّ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر کے دیکھیے روشن
مجال کیا ہے حفاظت پھر ہوا نہ کرے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت امام حسین اور واقعۂ کربلا

زمینِ کربلا کا خُونیں منظر

سید الشہداء حضرت امام حسین اور ان کے رفقاء کی عدیم المثال جانبازیاں

ولادت مبارکہ

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، حضور پرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام حسین اور شبیر رکھا اور آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب سبطِ رسول اور ریحانۃ الرسول ہے، اور آپ کے برادرِ معظم کی طرح آپ کو بھی جنتی جوانوں کا سردار اور اپنا فرزند فرمایا، حضور اقدس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے ساتھ کمال رأفت ومحبت تھی۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ ۔

”جس نے ان دونوں (حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی، اس نے مجھ سے عداوت کی“۔

(المستدرک للحاکم ۔ کتاب معرفۃ الصحابۃ ۔ باب رکوب الحسن الخ ۔ الحدیث: ۴۸۳۰ ۔ ج ۴ ص ۱۵۶)

جنتی جوانوں کا سردار فرمانے سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ راہِ خدا عزوجل میں اپنی جوانی میں راہی جنت ہوئے' حضرت امامین کریمین ان کے سردار ہیں اور جوان کسی شخص کو بلحاظ اس کے نوعمری کے بھی کہا جاتا ہے اور بلحاظِ شفقت بزرگانہ کے بھی' آدمی کی عمر کتنی بھی ہو اس کے بزرگ اس کو جوان بلکہ لڑکا تک کہتے ہیں' شیخ اور بوڑھا نہیں کہتے ہیں' اسی طرح بمعنی فتوت و جوانمردی بھی لفظِ جوان کا اطلاق ہوتا ہے خواہ کوئی شخص بوڑھا ہو مگر باہمت مردانہ رکھتا ہو وہ اپنی شجاعت وبسالت کے لحاظ سے جوان کہلایا جاتا ہے' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر شریف اگرچہ وصال کے وقت پچاس سے زائد تھی' مگر شجاعت و جوانمردی کے لحاظ سے نیز شفقت پدری کے اقتضاء سے آپ کو جوان فرمایا گیا اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ انبیائے کرام و خلفائے راشدین کے سوا امامین جلیلین تمام اہل جنت کے سردار ہیں' کیونکہ جوانانِ جنت سے تمام اہل جنت مراد ہیں' اس لئے کہ جنت میں بوڑھے اور جوان کا فرق نہ ہوگا' وہاں سب ہی جوان ہوں گے اور سب کی ایک عمر ہوگی' حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں فرزندوں کو اپنا پھول فرمایا: ''هما ريحاني من الدنيا '' وہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

(رواہ الترمذی۔ الصواعق المحرقہ۔ الباب الحادی عشر۔ الفصل الثالث۔ ص ۱۹۳' صحیح مسلم۔ کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها۔ باب فی دوام نعيم اهل الجنة' الخ۔ الحدیث: ۲۸۳۷۔ ص ۱۵۲۱۔ ماخوذاً' مشکوٰۃ المصابیح۔ کتاب المناقب۔ باب مناقب اہل البیت' الخ۔ الحدیث: ۶۱۴۵۔ ج ۲ ص ۴۳۷)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں نونہالوں کو پھول کی طرح سونگھتے اور سینۂ مبارک سے لپٹاتے۔ (سنن الترمذی۔ کتاب المناقب۔ باب مناقب ابی محمد الحسن بن علي' الخ۔ الحدیث: ۳۷۹۷۔ ج ۵ ص ۴۲۸)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ ایک روز حضور انور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آج میں نے ایک پریشان خواب دیکھا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا؟ عرض کیا: وہ بہت ہی شدید ہے ان کو اس خواب کے بیان کی جرأت نہ ہوتی تھی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکرر دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ میں نے دیکھا جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا' ارشاد فرمایا: تم نے بہت اچھا خواب دیکھا' انشاء اللہ تعالیٰ! فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے بیٹا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا' ایسا ہی ہوا' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل کی گود میں دیئے گئے۔ ام الفضل فرماتی ہیں: میں نے ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا' کیا دیکھتی ہوں کہ چشم مبارک سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہیں' میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! یہ کیا حال ہے؟ فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ خبر فرمائی کہ میری امت اس فرزند کو قتل کرے گی' میں نے کہا: کیا اس کو؟ فرمایا: ہاں اور میرے پاس اس کے مقتل کی سرخ مٹی بھی لائے۔

(رواہ البیہقی فی الدلائل' دلائل النبوۃ للبیہقی' جماع ابواب اخبار النبی الخ' باب ما روی اخبارہ الخ' ج ۶ ص ۴۶۸)(والمستدرک للحاکم' کتاب لصحابۃ' باب اول فضائل ابی عبداللہ الحسین بن علی الخ' الحدیث: ۴۸۷۱' ج ۴ ص ۱۷۱)

شہادت کی شہرت

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی ولادت کے ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی' شیر خوارگی کے ایام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام الفضل کو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی' خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا

نے اپنے اس نونہال کو زمین کربلا میں خون بہانے کیلئے اپنا خونِ جگر (دودھ) پلایا' علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنے دل بند جگر پیوند کو خاکِ کربلا میں لوٹنے اور دم توڑنے کیلئے سینہ سے لگا کر پالا' مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیابان میں سوکھا حلق کٹوانے اور راہِ خدا عزوجل میں مردانہ وار جان نذر کرنے کیلئے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوشِ رحمت میں تربیت فرمایا' یہ آغوشِ کرامت ورحمت' فردوسی چمنستانوں اور ایوانوں سے کہیں زیادہ بالا مرتبت ہے' اس کے رتبہ کی کیا نہایت اور جو اس گود میں پرورش پائے اس کی عزت کا کیا اندازہ' اس وقت کا تصور دل لرزا دیتا ہے۔

جبکہ اس فرزندِ ارجمند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مسرت کے ساتھ ساتھ شہادت کی خبر پہنچی ہوگی۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمۂ رحمت چشم نے اشکوں کے موتی برسا دیئے ہوں گے۔ اس خبر نے صحابۂ کبار' جانثارانِ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل ہلا دیئے۔ اس درد کی لذت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل سے پوچھئے صدق وصفا کی امتحان گاہ میں سنتِ خلیل علیہ السلام ادا کر رہے ہیں۔

حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خاکِ زیر قدمِ پاک پر قربان! جس کے دل کا ٹکڑا نازنین لاڈلہ سینہ سے لگا ہوا ہے۔ محبت کی نگاہوں سے اس نور کے پتلے کو دیکھتی ہیں وہ اپنے سرور آفرین تبسم سے دلربائی کرتا ہے' ہمک ہمک کر محبت کے سمندر میں تلاطم پیدا کرتا ہے۔ ماں کی گود میں کھیل کر شفقتِ مادری کے جوش کو اور زیادہ موجزن کرتا ہے۔ میٹھی میٹھی نگاہوں اور پیاری پیاری باتوں سے دل لبھاتا ہے۔

عین ایسی حالت میں کربلا کا نقشہ آپ کے پیشِ نظر ہوتا ہے جہاں یہ چھیتا' نازوں کا پالا' بھوکا پیاسا بیابان میں بے رحمی کے ساتھ شہید ہو رہا ہے' نہ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ساتھ ہیں نہ حسن مجتبیٰ۔ عزیز واقارب' برادر وفرزند قربان ہو چکے ہیں۔ تنہا یہ نازنین ہیں' تیروں کی بارش سے نوری جسم لہولہان ہو رہا ہے۔ خیمہ والوں کی بے کسی اپنی

آنکھوں سے دیکھتا ہے اور راہِ خدا عزوجل میں مردانہ وار جاں نثار کرتا ہے۔ کربلا کی زمین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پھول سے رنگین ہوتی ہے۔ وہ شمیمِ پاک جو حبیب خدا عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیاری تھی، کوفہ کے جنگل کو عطر بیز کرتی ہے۔ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظر کے سامنے یہ نقشہ پھر رہا ہے اور فرزند سینہ سے لپٹ رہا ہے۔

حضرت ہاجرہ علیہا السلام اس منظر کو دیکھیں، دیکھنا تو یہ ہے کہ اس فرزندِ ارجمند کے جدِ کریم حبیبِ خدا عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، حضرت حق تبارک وتعالیٰ ان کا رضا جو ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ (پ۳۰، الضحیٰ ۵)

(ترجمہ کنزالایمان) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔

تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ ۔

(رواہ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من استعان الخ، الحدیث: ۲۸۹۶، ج ۲ص ۲۸۰)

باوجود اس کے اس فرزند ارجمند کی خبرِ شہادت پاکر چشمِ مبارک سے اشک تو جاری ہوجاتے ہیں مگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیلئے ہاتھ نہیں اُٹھاتے، بارگاہِ الٰہی عزوجل میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے امن وسلامت اور اس حادثہ ہائلہ سے محفوظ رہنے اور دشمنوں کے برباد ہونے کی دعا نہیں فرماتے، نہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس خبر نے تو دل وجگر پارہ پارہ کردیئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قربان! بارگاہِ حق میں اپنے اس فرزند کیلئے دعا فرمایئے نہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا التجا کرتی ہیں کہ اے سلطانِ دارین! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے عالم فیض یاب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

مستجاب' میرے اس لاڈلے کیلئے دعا فرما دیجئے نہ اہل بیت نہ ازواجِ مطہرات نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان' سب خبر شہادت سنتے ہیں' شہرہ عام ہو جاتا ہے مگر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسی طرف سے دعا کی درخواست پیش نہیں ہوتی' بات یہ ہے کہ مقامِ امتحان میں ثابت قدمی درکار ہے' یہ محل عذر و تامل نہیں' ایسے موقع پر جان سے دریغ جانباز مردوں کا شیوہ نہیں' اخلاص سے جان نثاری عین تمنا ہے' دعائیں کی گئیں مگر یہ کہ یہ فرزند مقامِ صفا و وفا میں صادق ثابت ہو' توفیق الٰہی عزوجل مساعد رہے' مصائب کا ہجوم اور آلام کا انبوہ اس کے قدم کو پیچھے نہ ہٹا سکے' احادیث میں اس شہادت کی خبر میں وارد ہیں: ابن سعد و طبرانی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبریل نے خبر دی کہ میرے بعد میرا فرزند حسین رضی اللہ عنہ زمین طف میں قتل کیا جائے گا اور جبریل علیہ السلام میرے پاس یہ مٹی لائے' انہوں نے عرض کیا کہ یہ حسین رضی اللہ عنہ کی خوابگاہ (مقتل) کی خاک ہے' طف قریب کوفہ اس مقام کا نام ہے جس کو کربلا کہتے ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی' الحسین بن علی الخ' الحدیث: ۲۸۱۴' ج ۳ ص ۱۰۷' والصواعق المحرقۃ' الباب الحادی عشر' الفصل الثالث فی الاحادیث الواردۃ فی بعض اہل البیت الخ' ص ۱۹۳)

امام احمد نے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری دولت سرائے اقدس میں وہ فرشتہ آیا جو اس سے قبل کبھی حاضر نہ ہوا تھا' اس نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حسین رضی اللہ عنہ قتل کئے جائیں گے اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی ملاحظہ کراؤں جہاں وہ شہید ہوں گے' پھر اس نے تھوڑی سی سرخ مٹی پیش کی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل' حدیث ام سلمۃ الخ' الحدیث: ۲۶۵۸۶' ج ۱۰ ص ۱۸۰)

اس قسم کی احادیث بکثرت وارد ہیں' کسی میں بارش کے فرشتہ کے خبر دینے کا

تذکرہ ہے کسی میں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو خاکِ کربلا تفویض کرنے اور اس خاک کے خون ہو جانے کو علامتِ شہادتِ امام رضی اللہ عنہ قرار دینے کا تذکرہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس شہادت کی بار بار اطلاع دی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بارہا اس کا تذکرہ فرمایا اور یہ شہادت حضرت امام رضی اللہ عنہ کے عہدِ طفولیت سے خوب مشہور ہو چکی اور سب کو معلوم ہو گیا کہ آپ رضی اللہ کا مشہد کربلا ہے۔

(الصواعق المحرقۃ، الباب الحادی عشر، الفصل الثالث فی الاحادیث الواردۃ فی بعض اہل البیت الخ، ص۱۹۳)

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم کو کوئی شک باقی نہ رہا اور اہل بیت علیہم الرضوان باتفاق جانتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوں گے۔

(المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب استشہد العین الخ، الحدیث:۹۷۸۹، ج۴ص۱۷۵)

ابونعیم نے نجی حضرمی سے روایت کی کہ وہ سفرِ صفین میں حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہمراہ تھے جب نینوی کے قریب پہنچے جہاں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار اقدس ہے تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ندا کی کہ اے ابوعبداللہ! فرات کے کنارے ٹھہرو، میں نے عرض کیا: کس لیے؟ فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے اور مجھے وہاں کی ایک مشت مٹی دکھائی۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث:۶۴۸، ج۱ص۱۸۴)

ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی کہ ہم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہمراہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کے مقام پر پہنچے، حضرت مولیٰ کرم

اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بیان فرمایا: یہاں شہداء کے اونٹ بندھیں گے' یہاں ان کے کجاوے رکھے جائیں گے' یہاں ان کے خون بہیں گے' جوانانِ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میدان میں شہید ہوں گے' آسمان وزمین ان پر روئیں گے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم' الفصل الخامس والعشرون' باب ماظہر الخ' ج ۲ ص ۱۴۷)

ان خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ علی مرتضٰی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان زمین کربلا ئے چپہ چپہ کو پہچانتے تھے' انہیں معلوم تھا کہاں اونٹ باندھے جائیں گے' یہاں سامان رکھا جائے گا' کہاں خون بہیں گے' یہ شہادت کا کمال ہے' ایسا اعلانِ عام ہوا' اپنے پرائے سب جان جائیں' مقام بتا دیا گیا' وہاں کی خاک شیشیوں میں رکھ لی گئی ہو' اس سے خوب ہو جانے کا انتظار ہو اور شوقِ شہادت میں کمی نہ آئے' جذبہ جاں نثاری روز افزوں ہوتا رہے' تمام چاہنے والے پہلے سے باخبر ہوں' ہر دل اس زخم کا مزہ لے اور صبر و استقلال کے ساتھ جان عطا کرنے والے کی راہ میں جان قربان کی جائے۔ یہ مردانِ کامل اور فرزندانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ اور انہیں کا حوصلہ ہے۔

طعنہ ہر مرغکے انجیر نیست

پہاڑ بھی ہوتا تو وحشت سے گھبرا اُٹھتا اور زندگی کا ایک ایک لمحہ کاٹنا مشکل ہو جاتا مگر طالبِ رضائے حق' مولیٰ عزوجل کی مرضی پر فدا ہوتا ہے' اسی میں اس کے دل کا چین اور اس کی حقیقی تسلی ہے۔

کبھی وحشت' پریشانی اس کے پاس نہیں بھٹکتی' کبھی اس مصیبتِ عظمٰی سے خلاص اور رہائی کیلئے وہ دعا نہیں کرتا' انتظار کی ساعتیں شوق کے ساتھ گزارتا ہے اور وقتِ موعود کا بے چینی کے ساتھ منتظر رہتا ہے۔

شہادت کے واقعات

یزید کا مختصر تذکرہ

یزید بن معاویہ ابوخالد اموی وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام علیہم الرضوان کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے اور جس پر ہر قرن میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہتی ہے اور قیامت تک اس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا یہ بد باطن، سیاہ دل، ننگِ خاندان ۲۵ھ میں امیر معاویہ کے گھر مَیسون بنت بحدل کلبیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا، نہایت موٹا، بدنما، کثیر الشعر، بدخلق الشعر، بدخلق تندخو، فاسق، فاجر، شرابی، بدکار، ظالم، بےادب گستاخ تھا، اس کی شرارتیں اور بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاش کو بھی شرم آئے۔ عبداللہ بن حنظلہ ابن الغسیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خداعزوجل کی قسم! ہم نے یزید پر اس وقت خروج کیا جب ہمیں اندیشہ ہوگیا کہ اس کی بدکاریوں کے سبب آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ (واقدی) محرمات کے ساتھ نکاح اور سود وغیرہ منہیات کو اس بے دین نے علانیہ رواج دیا، مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی، ایسے شخص کی حکومت گُرگ کی چوپانی سے زیادہ خطرناک تھی، اربابِ فراست اور اصحابِ اسرار اس وقت سے ڈرتے تھے جب کہ عنانِ سلطنت اس شقی کے ہاتھ میں آئی، ۵۹ھ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

اللّٰھم انی اعوذ بك من رأس الستين وامارة الصبيان .

''یارب عزوجل! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ۶۰ھ کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے''۔

اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو حامل اسرار تھے انہیں معلوم تھا کہ ۶۰ھ کا آغاز لڑکوں کی حکومت اور فتنوں کا وقت ہے، ان کی یہ دعا

قبول ہوئی اور انہوں نے ۵۹ھ میں بمقام مدینہ طیبہ رحلت فرمائی۔ رویانی نے اپنی مسند میں حضرت ابودرداء صحابی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ میں نے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری سنت کا پہلا بدلنے والا بنی اُمیہ کا ایک شخص ہو گا جس کا نام یزید ہوگا۔ ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میری امت میں عدل وانصاف قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا رخنہ انداز و بانی ستم بنی اُمیہ کا ایک شخص ہوگا، جس کا نام یزید ہوگا۔ یہ حدیث ضعیف ہے''۔

(تاریخ الخلفاء،باب یزید بن معاویۃ الخ، ص ۱۶۴۔ وسیر اعلام النبلاء، حدیث: ۵۷۴ یزید بن معاویۃ الخ، ج ۵ ص ۸۳ ملخصاً۔ الصواعق المحرقۃ، الباب الحادی عشر، الخاتمۃ فی بیان اعتقاد اہل السنۃ الخ، ص ۲۲۱ ملتقطاً)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور یزید کی سلطنت

امیر معاویہ نے رجب ۶۰ھ میں بمقام دمشق لقوہ میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔ آپ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تبرکات میں سے ازار شریف، ردائے اقدس، قمیص مبارک، موئے شریف اور تراشائے ناخن ہمایوں تھے، آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازار شریف وردائے مبارک وقمیص اقدس میں کفن دیا جائے اور میرے ان اعضاء پر جن سے سجدہ کیا جاتا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک اور تراشہ ناخن اقدس رکھ دیئے جائیں اور مجھے ''ارحم الراحمین'' کے رحم پر چھوڑ دیا جائے۔ کورِ باطن یزید نے دیکھا تھا کہ اس کے باپ امیر معاویہ نے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تبرکات اور بدن اقدس سے چھو جانے والے کپڑوں کو جان سے زیادہ عزیز رکھا تھا اور دمِ آخرت تمام زرومال، ثروت وحکومت میں سب سے زیادہ وہی چیز پیاری تھی اور اسی کو ساتھی لے

جانے کی تمنا حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے دل میں تھی۔ اس کی برکت سے انہیں امید تھی کہ اس ملبوس پاک میں بوئے محبوب ہے' یہ مقامِ غربت۔

میں پیارا رفیق اور بہترین مونس ہوں گا اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس اور تبرکات کے صدقے میں مجھ پر رحم فرمائے گا' اس سے وہ سمجھ سکتا تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پاک سے چھو جانا ایک کپڑے کو ایسا بابرکت بنا دیتا ہے تو حسنین کریمین اور آلِ پاک علیہم الرضوان جو بدن اقدس کا جزو ہیں' ان کا کیا مرتبہ ہوگا اور ان کا کیا احترام لازم ہے مگر بدنصیبی اور شقاوت کا کیا علاج۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید تختِ سلطنت پر بیٹھا اور اس نے اپنی بیعت لینے کیلئے اطراف وممالک سلطنت میں مکتوب روانہ کئے' مدینہ طیبہ کا عامل جب یزید کی بیعت لینے کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کے فسق وظلم کی بنا پر اس کو نااہل قرار دیا اور بیعت سے انکار فرمایا' اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی۔(۱)

حضرت امام رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ بیعت کا انکار کر کے یزید کے اشتعال کا باعث ہوگا اور نابکار جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا لیکن امام رضی اللہ عنہ کے دیانت وتقویٰ نے اجازت نہ دی کہ اپنی جان کی خاطر نااہل کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور مسلمانوں کی تباہی اور شرع واحکام کی بے حرمتی اور دین کے مضرت کی پرواہ نہ کریں اور یہ امام جیسے جلیل الشان فرزندِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کس طرح ممکن تھا' اگر امام رضی اللہ عنہ اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو یزید آپ کی بہت

ا الاکمال فی اسماء الرجال' حرف المیم' فصل فی الصحابۃ' ص ۶۱۷۔ تاریخ الخلفاء' باب یزید بن معاویۃ......الخ' ص ۱۶۴۔

قدر ومنزلت کرتا اور آپ کی عافیت وراحت میں کوئی فرق نہ آتا بلکہ بہت سی دولت دنیا آپ کے پاس جمع ہو جاتی، لیکن اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا، اور دین میں ایسا فساد برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا بعد کو ناممکن ہوتا، یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لئے امام کی بیعت سند ہوتی اور شریعت اسلامیہ وملت حنفیہ کا نقشہ مٹ جاتا۔ شیعوں کو بھی آنکھیں کھول کر رکھ لینا چاہیے کہ امام نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیا اور تقیّہ کا تصور بھی خاطر مبارک پر نہ گزرا، اگر تقیہ جائز ہوتا تو اس کیلئے اس سے زیادہ ضرورت کا اور کون ہو سکتا تھا؟ حضرت امام وابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت کی درخواست اسی لئے پہلے کی گئی تھی کہ تمام اہل مدینہ ان کا اتباع کریں گے، اگر ان حضرات نے بیعت کر لی تھی تو پھر کسی کا تامل نہ ہوگا، لیکن ان حضرات کے انکار سے وہ منصوبہ خاک میں مل گیا اور یزیدیوں میں اسی وقت سے آتش عناء بھڑک اُٹھی اور ان حضرات کو اسی شب مدینہ سے مکہ مکرمہ منتقل ہونا پڑا، یہ واقعہ چوتھی شعبان ۶۰ ھ کا ہے۔

حضرت امام رضی اللہ عنہ کی مدینہ طیبہ سے رحلت مدینہ سے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی رحلت کا دن اہل مدینہ اور خود حضرت امام رضی اللہ عنہ کے لئے کیسے رنج واندوہ کا دن تھا، اطرافِ عالم سے تو مسلمان وطن ترک کر کے اعزہ واحباب کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی تمنائیں کریں، دربارِ رسالت کی حاضری کا شوق، دشوار گزار منزلیں اور برو بحر کا طویل اور خوفناک سفر اختیار کرنے کیلئے بیقرار بنا دے، ایک ایک لمحہ کی جدائی انہیں شاق ہو، اور فرزندِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہ) جوارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رحلت کرنے پر مجبور ہو، اس وقت کا تصور دل کو پاش پاش کر دیتا ہے، جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بارادۂ رخصت آستانۂ قدسیہ پر حاضر ہوئے ہوں گے اور دیدہ خونبار نے اشکِ غم کی بارش کی ہوگی، دل دردمند غم مجوری سے گھائل ہوگا، حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ طاہرہ سے جدائی کا صدمہ

حضرت امام رضی اللہ عنہ کے دل پر رنج وغم کے پہاڑ توڑ رہا ہوگا' اہل مدینہ کی مصیبت کا بھی کیا اندازہ ہوسکتا ہے' دیدارِ حبیب کے فدائی اس فرزند کی زیارت سے اپنے قلب مجروح کو تسکین دیتے تھے' ان کا دیدار ان کے دل کا قرار تھا' آہ! آج یہ قرارِ دل مدینہ طیبہ سے رخصت ہورہا ہے' امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ سے بیزار' غم و اندوہ' بادلِ ناشاد رخصت فرما کر مکہ مکرمہ اقامت فرمائی۔

امام رضی اللہ عنہ کی جناب میں کوفیوں کی درخواستیں

یزیدیوں کی کوششوں سے اہل شام سے جہاں یزید کی تخت گاہ تھی' یزید کی رائے مل سکی اور وہاں کے باشندوں نے اس کی بیعت کی' اہل کوفہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہی میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں درخواستیں بھیج رہے تھے' تشریف آوری کی التجائیں کر رہے تھے لیکن امام رضی اللہ عنہ نے صاف انکار کر دیا تھا' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور یزید کی تخت نشینی کے بعد اہل عراق کی جماعتوں نے متفق ہو کر امام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں درخواستیں بھیجیں اور ان میں اپنی نیازمندی و جذباتِ عقیدت و اخلاص کا اظہار کیا اور حضرت امام رضی اللہ عنہ پر اپنے جان و مال فدا کرنے کی تمنا ظاہر کی' اس طرح کے التجا ناموں اور درخواستوں کا سلسلہ بندھ گیا اور تمام جماعتوں اور فرقوں کی طرف سے ڈیڑھ سو کے قریب عرضیاں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچیں' کہاں تک اغماض کہا جاتا اور کب تک حضرت امام رضی اللہ عنہ کے اخلاق جوابِ خشک کی اجازت دیتے؟ ناچار آپ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی روانگی تجویز فرمائی' اگرچہ امام رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مشہور تھی اور کوفیوں کی بیوفائی کا پہلے بھی تجربہ ہو چکا تھا مگر جب یزید بادشاہ بن کر گیا اور اس کی حکومت و سلطنت دین کے لئے خطرہ تھی اور اس کی وجہ سے اس کی بیعت ناروا تھی اور وہ طرح طرح کی تدبیروں اور حیلوں سے

چاہتا تھا کہ لوگ اس کی بیعت کریں۔ ان حالات میں کوفیوں کا پیاس ملت یزید کی بیعت سے دست کش کرنا اور حضرت امام رضی اللہ عنہ سے طالب بیعت ہونا' امام پر لازم تھا کہ ان کی درخواست قبول فرمائیں' جب ایک قوم ظالم وفاسق کی بیعت پر راضی نہ ہو اور صاحبِ استحقاق اہل سے درخواستِ بیعت کرے' اس پر اگر وہ ان کی استدعا قبول نہ کرے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ اس قوم کو اس جابر ہی کے حوالے کرنا چاہتا ہے' امام رضی اللہ عنہ اگر اس وقت قبول کی درخواست قبول نہ فرماتے تو بارگاہِ الٰہی عزوجل میں کوفیوں کے اس مطالبہ کا امام رضی اللہ عنہ کے پاس کیا جواب ہوتا کہ ہم ہر چند در پے ہوئے مگر امام رضی اللہ عنہ بیعت کے لئے راضی نہ ہوئے' بدین وجہ ہمیں یزید کے ظلم وتشدد سے مجبور ہو کر اس کی بیعت کرنا پڑی' اگر امام رضی اللہ عنہ ہاتھ بڑھاتے تو ہم ان پر جانیں فدا کرنے کیلئے حاضر تھے' یہ مسئلہ ایسا درپیش آیا جس کا حال بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ ان کی دعوت پر لبیک فرمائیں۔ اگرچہ اکابر صحابہ کرام حضرت ابن عباس و حضرت ابن عمر' حضرت جابر' حضرت ابوسعید' حضرت ابوواقد لیثی وغیرہم علیہم الرضوان' حضرت امام رضی اللہ عنہ کی اس رائے سے متفق نہ تھے اور انہیں کوفیوں کے عہد ومواثیق کا اعتبار نہ تھا' امام رضی اللہ عنہ کی محبت اور شہادتِ امام رضی اللہ عنہ کی شہرت ان سب کے دلوں میں اختلاج پیدا کر رہی تھی' گو کہ یہ یقین کرنے کی کبھی کوئی وجہ نہ تھی کہ شہادت کا یہی وقت ہے اور اسی سفر میں یہ مرحلہ پیش ہوگا' لیکن اندیشہ مانع تھا' حضرت امام رضی اللہ عنہ کے سامنے مسئلہ کی یہ صورت درپیش تھی کہ اس استدعا کو روکنے کیلئے عذر شرعی کیا ہے' ادھر ایسے جلیل القدر صحابہ علیہم الرضوان کے شدید امراء کا لحاظ' ادھر اہل کوفہ کی استدعا رد نہ فرمانے کے لئے کوئی شرعی عذر نہ ہونا' حضرت امام کیلئے نہایت پیچیدہ مسئلہ تھا جس کا حل بجز اس کے کچھ نظر نہ آیا کہ پہلے حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کو بھیجا جائے اگر

کوفیوں نے بدعہدی و بے وفائی کی تو عذر شرعی مل جائے گا اور اگر وہ اپنے عہد پر قائم رہے تو صحابہ کو تسلی دی جاسکے گی۔

(تاریخ الخلفاء باب یزید بن معاویہ ابوخالد الموی ص ۱۶۴۔۱۶۵ ملتقطاً۔ الکامل فی التاریخ، ستہ ستین، خروج الحسین الخ وعقہ اہل الکوفہ الخ، ج ۳ ص ۳۸۵۔۳۸۶ ملتقطاً، البدایہ والنہایہ، سنت ستین عن الہجرۃ النبوۃ صفۃ وخروج الحسین الی العراق، ج ۵ ص ۶۶۷ ملتقطاً وملخصاً)

کوفہ کو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی روانگی

اس بنا پر آپ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ روانہ فرمایا اور اہل کوفہ کو تحریر فرمایا کہ تمہاری استدعا پر ہم حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو روانہ کرتے ہیں، ان کی نصرت وحمایت تم پر لازم ہے، حضرت مسلم کے دو فرزند محمد اور ابراہیم رضی اللہ عنہما جو اپنے باپ کے بہت پیارے بیٹے تھے، اس سفر میں اپنے پدر مشفق کے ہمراہ ہوئے، حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے کوفہ پہنچ کر مختار بن ابی عبید کے مکان پر قیام فرمایا، آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر جوق در جوق مخلوق آپ کی زیارت کو آئی اور بارہ ہزار سے زیادہ تعداد نے آپ کے دست مبارک پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے اہل عراق کی گرویدگی وعقیدت کو دیکھ کر حضرت امام رضی اللہ عنہ کی جناب میں عریضہ لکھا جس میں یہاں کے حالات کی اطلاع دی اور التماس کی کہ ضرورت ہے کہ حضرت جلد تشریف لائیں تاکہ بندگانِ خدا ناپاک کے شر سے محفوظ رہیں اور دینِ حق کی تائید ہو، مسلمان امام حق کی بیعت سے مشرف وفیض یاب ہوسکیں، اہل کوفہ کا یہ جوش دیکھ کر حضرت نعمان بن بشیر صحابی نے جو اس زمانے میں حکومت شام کی جانب سے کوفہ کے والی (گورنر) تھے، اہل کوفہ کو مطلع کیا کہ یہ بیعت یزید کی مرضی کے خلاف ہے اور وہ اس پر بھڑکے گا، لیکن اتنی اطلاع دے کر ضابطہ کی کارروائی پوری کر کے حضرت نعمان بن بشیر خاموش بیٹھے اور اس معاملہ میں کسی قسم کی

دست اندازی نہ کی۔

(الکامل فی التاریخ، سنۃ ستین خروج الحسین الخ دعوۃ اھل کوفۃ الخ، ج۳ ص ۳۸۵-۳۸۶ ملخصاً۔ البدایۃ والنہایۃ سنۃ ستین عن الھجرۃ النبویۃ قصۃ الحسین بن علی الخ، ج۵ ص ۶۵۷ ملخصاً)

مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے یزید کو اطلاع دی کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور اہل کوفہ میں ان کی محبت وعقیدت کا جوش دم بدم بڑھ رہا ہے، ہزارہا آدمی ان کے ہاتھ پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے ہیں اور نعمان بن بشیر نے اب تک کوئی کارروائی ان کے خلاف نہیں کی، نہ انسدادی تدابیر عمل میں لائے، یزید نے یہ اطلاع پاتے ہی نعمان بن بشیر کو معزول کیا اور عبیداللہ بن زیاد کو جو اس کی طرف سے بصرہ کا والی تھا، ان کا قائم مقام کیا، عبیداللہ بن زیاد بہت مکار وکیادتھا، وہ بصرہ سے روانہ ہوا اور اس نے اپنی فوج کو قادسیہ میں چھوڑا اور خود حجازیوں کا لباس پہن کر اونٹ پر سوار ہوا اور چند آدمی ہمراہ لے کر شب کی تاریکی میں مغرب وعشاء کے درمیان اس راہ سے کوفہ میں داخل ہوا جس میں حجازی قافلے آیا کرتے تھے، اس مکاری سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت اہل کوفہ میں بہت جوش ہے، ایسے طور پر داخل ہونا چاہیے کہ وہ ابن زیاد کو نہ پہچانیں اور یہ سمجھیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تا کہ وہ بے خوف وخطر واندیشہ امن وعافیت کے ساتھ کوفہ میں داخل ہو جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اہل کوفہ جن کو ہر لحہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا انتظار تھا، انہوں نے دھوکہ کھایا اور شب کی تاریکی میں حجازی لباس اور حجازی راہ سے آتا دیکھ کر سمجھے کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ تشریف لائے، نعرہ ہائے مسرت بلند کئے، گردوپیش مرحبا کہتے چلے ''مرحبا بك یا ابن رسول اللہ'' اور ''قدمت خیر مقدمَ'' کا شور مچایا، یہ مردود دل میں تو جلتا رہا اور اس نے اندازہ کرلیا کہ کوفیوں کو حضرت امام رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا

111635

انتظار ہے اور ان کے دل ان کی طرف مائل ہیں' مگر اس وقت کی مصلحت سے خاموش رہا تاکہ ان پر اس کا مکر کھل نہ جائے' یہاں تک کہ دارالامارہ (گورنمنٹ ہاؤس) میں داخل ہو گیا' اس وقت کوئی یہ سمجھے کہ یہ حضرت نہ تھے بلکہ ابن زیاد اس فریب کاری کے ساتھ آیا اور انہیں حسرت و مایوسی ہوئی' رات گزار کر صبح کو ابن زیاد نے اہل کوفہ کو جمع کیا اور حکومت کا پروانہ پڑھ کر سنایا اور یزید کی مخالفت سے ڈرایا دھمکایا' طرح طرح کے حیلوں سے حضرت مسلم کی جماعت کو منتشر کر دیا' حضرت مسلم نے ہانی بن عروہ کے مکان میں اقامت فرمائی' ابن زیاد نے محمد بن اشعث کو ایک دستہ فوج کے ساتھ ہانی کے مکان پر بھیج کر اس کو گرفتار کرا لیا اور قید کر لیا' کوفہ کے تمام روسا و عمائد کو بھی قلعہ میں نظر بند کر لیا۔

(الکامل فی التاریخ سنۃ ستین' خروج الحسین الخ دعوۃ اھل الکوفۃ الخ' ج ۳ص ۳۸۷۔ ۳۸' ملتقطاً۔ البدایۃ والنھایۃ سنۃ ستین من الھجرۃ النبوۃ قصۃ الحسین بن علی الخ' ج ۵ص ۶۵۶۔۶۵۸ملتقطاً۔ تاریخ الطبری' سنۃ ستین' باب الحسین بن علی الخ' ج ۴ص ۶۶)

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ یہ خبر پا کر برآمد ہوئے اور آپ نے اپنے متوسلین کو ندا کی' جوق در جوق آدمی آنے شروع ہوئے اور چالیس ہزار کی جمعیت نے آپ کے ساتھ قصر شاہی کا احاطہ کر لیا' صورت بن آئی تھی حملہ کرنے کی دیر تھی' اگر حضرت مسلم حملہ کرنے کا حکم دیتے تو اسی وقت قلعہ فتح پاتا اور ابن زیاد اور اس کے ہمراہی حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں گرفتار ہوتے اور یہی سیلاب کی طرح اُمنڈ کر شامیوں کو تاخت و تاراج کر ڈالتا اور یزید کو جان بچانے کیلئے کوئی راہ نہ ملتی' نقشہ تو یہی جما تھا مگر کاربدست کارکنان قدرت' بندوں کا سوچا کیا ہوتا ہے' حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا احاطہ تو کر لیا اور باوجودیکہ کوفیوں کی بدعہدی اور ابن زیاد کی فریب کاری اور یزید کی عداوت پورے طور پر ثابت ہو چکی تھی پھر بھی آپ نے اپنے لشکر کو حملہ کا حکم نہ

دیا اور ایک بادشاہ داد گستر کے نائب کی حیثیت سے آپ نے انتظار فرمایا کہ پہلے گفتگو سے قطع حجت کر لیا جائے اور صلح کی صورت پیدا ہو سکے تو مسلمانوں میں خونریزی نہ ہونے دی جائے' آپ اپنے اس پاک ارادہ سے انتظار میں رہے اور اپنی احتیاط کو ہاتھ سے نہ جانے دیا' دشمن نے اس وقفہ سے فائدہ اٹھایا اور کوفہ کے رؤسا وعمائدین کو ابن زیاد نے پہلے سے قلعہ میں بند کر رکھا تھا' انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور زیر اثر لوگوں کو مجبور کر کے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی جماعت سے علیحدہ کر دیں۔

یہ لوگ ابن زیاد کے ہاتھ میں قید تھے اور جانتے تھے کہ اگر ابن زیاد کو شکست بھی ہوئی تو وہ قلعہ فتح ہونے تک ان کا خاتمہ کر دے گا' اس خوف سے گھبرا کر اٹھے اور انہوں نے دیوار قلعہ پر چڑھ کر اپنے متعلقین ومتوسلین سے گفتگو کی اور انہیں حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی رفاقت چھوڑ دینے پر انتہا درجہ کا زور دیا اور بتایا کہ علاوہ اس بات کے کہ حکومت تمہاری دشمن ہو جائے گی' یزید ناپاک طینت تمہارے بچہ بچہ کو قتل کر ڈالے گا' تمہارے مال لٹوا دے گا' تمہاری جاگیریں اور مکان ضبط ہو جائیں گے' یہ اور مصیبت ہے کہ اگر تم امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے تو ہم جو ابن زیاد کے ہاتھ میں قید ہیں' قلعہ کے اندر مارے جائیں گے' اپنے انجام پر نظر ڈالو' ہمارے حال پر رحم کرو' اپنے گھروں میں چلے جاؤ' یہ حیلہ کامیاب ہوا اور حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کا لشکر منتشر ہونے لگا یہاں تک کہ تا بوقتِ شام حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ میں جس وقت مغرب کی نماز شروع کی تو آپ کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک بھی نہ تھا' تمناؤں کے اظہار اور التجاؤں کے طومار سے جس عزیز مہمان کو بلایا تھا' اس کے ساتھ یہ وفا ہے کہ وہ تنہا ہیں اور ان کی رفاقت کیلئے کوئی ایک بھی موجود نہیں' کوفہ والوں نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو چھوڑنے سے پہلے غیرت وحمیت سے قطع تعلق کیا اور انہیں ذرا پرواہ نہ ہوئی کہ قیامت

تک تمام عالم میں ان کی بے ہمتی کا شہرہ رہے گا اور اس بزدلانہ بے مروتی اور نامردی سے وہ رسوائے عالم ہوں گے' حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اس غربت و مسافرت میں تنہا رہ گئے' کدھر جائیں کہاں قیام کریں؟ حیرت ہے کوفہ کے تمام مہمانوں خانوں کے دروازے مقفل تھے' جہاں سے ایسے محترم مہمانوں کو مدعو کرنے' رُسل و رسائل کا تانتا باندھ دیا گیا تھا' نادان بچے ساتھ ہیں' کہاں انہیں لٹائیں' کہاں سُلائیں' کوفہ کے وسیع خط میں دو چار گز زمین حضرت مسلم کے شب گزارنے کیلئے نظر نہیں آئی' اس وقت حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد آتی ہے اور دل تڑپا دیتی ہے' وہ سوچتے ہیں کہ میں نے امام رضی اللہ عنہ کی جناب میں خط لکھا' تشریف آوری کی التجا کی ہے اور اس بدعہدی قوم کے اخلاص و عقیدت کا ایک دل کش نقشہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے حضور پیش کیا ہے اور تشریف آوری پر زور دیا ہے' یقیناً حضرت امام رضی اللہ عنہ میری التجا ردّ نہ فرمائیں گے اور یہاں کے حالات سے مطمئن ہو کر مع اہل و عیال چل پڑے ہوں گے' یہاں انہیں کیا مصائب پہنچیں گے اور چمن زہراء کے جنتی پھولوں کو اس بے مُہری کی تپش کیسے گزند پہنچائے گی' یہ غم الگ دل کو گھائل کر رہا تھا اور اپنی تحریر پر شرمندگی و انفعال اور حضرت امام رضی اللہ عنہ کے لئے خطرات علیحدہ بے چین کر رہے تھے اور موجودہ پریشانی جدا دامن گیر تھی۔

اس حالت میں حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو پیاس معلوم ہوئی' ایک گھر سامنے نظر پڑا جہاں طوعہ نامی ایک عورت موجود تھی' اس سے آپ نے پانی مانگا' اس نے آپ کو پہچان کر پانی دیا اور اپنی سعادت سمجھ کر آپ کو اپنے مکان میں فروکش کیا' اس عورت کا بیٹا محمد ابن اشعث کا گرگا تھا' اس نے فوراً ہی اس کو خبر دی اور اس نے ابن زیاد کو اس پر مطلع کیا۔ عبیداللہ بن زیاد نے عمرو بن حریث (کوتوال کوفہ) اور محمد بن اشعث کو بھیجا' ان دونوں نے ایک جماعت ساتھ لے کر طوعہ کے گھر کا احاطہ کیا اور چاہا کہ حضرت

مسلم رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیں۔ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لے کر نکلے اور آپ نے ان ظالموں سے مقابلہ شروع کیا' انہوں نے دیکھا کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اس جماعت پر اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے شیر ببر گلۂ گوسپند پر حملہ آور ہو' آپ کے شیرانہ حملوں سے دل آوروں نے دل چھوڑ دیئے اور بہت آدمی زخمی ہو گئے' بعض مارے گئے' معلوم ہوا کہ بنو ہاشم کے اس ایک جوان سے نامردانِ کوفہ کی یہ جماعت نبرد آزما نہیں ہو سکتی۔ اب تجویز کی کہ کوئی چال چلنی چاہئے اور کسی ضرب سے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ پر قابو پانے کی کوشش کی جائے' یہ سوچ کر امن وصلح کا اعلان کر دیا اور حضرت مسلم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہمارے آپ کے درمیان جنگ کی ضرورت نہیں ہے' نہ ہم آپ رضی اللہ عنہ سے لڑنا چاہتے ہیں' مدعا صرف اس قدر ہے کہ آپ ابن زیاد کے پاس تشریف لے چلیں اور اس سے گفتگو کر کے معاملہ طے کریں۔ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا خود قصد جنگ نہیں اور جس وقت میرے ساتھ چالیس ہزار کا لشکر تھا' اس وقت بھی میں نے جنگ نہیں کی اور میں یہی انتظار کرتا رہا کہ ابن زیاد گفتگو کر کے کوئی شکلِ مصالحت پیدا کرے تو خونریزی نہ ہو۔ (۱)

چنانچہ یہ لوگ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو مع ان کے دونوں صاحبزادوں کے عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے کر روانہ ہوئے' اس بدبخت نے پہلے ہی سے دروازے کے دونوں پہلوؤں میں اندر کی جانب تیغ زن چھپا کر کھڑے کر دیئے تھے اور انہیں حکم دے دیا تھا کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ دروازہ میں داخل ہوں تو ایک دم دونوں طرف سے ان پر وار کیا جائے۔ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو اس کی کیا خبر تھی اور آپ اس

---

۱ الکامل فی التاریخ' سنۃ ستین' خروج الحسین......الخ' دعوۃ اھل الکوفۃ الخ۔ قتل مسلم بن عقیل ج ۳ ص ۳۹۲ ملتقطاً۔ البدایۃ والنھایۃ' سنۃ ستین من الھجرۃ النبویۃ قصۃ الحسین بن علی......الخ' ج ۵ ص ۶۶۰۔۶۶۲ ملتقطاً

مکاری اور کیا دی سے کیا واقف تھے' آپ آیہ کریمہ:

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ(۱)

ترجمہ کنزالایمان: اے رب ہمارے! ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر۔ (پ۹' الاعراف:۸۹)

الآیۃ پڑھتے ہوئے دروازہ میں داخل ہوئے۔ داخل ہونا تھا کہ اشقیاء نے دونوں طرف سے تلواروں کے وار کیے اور ابن ہاشم کا مظلوم مسافر اعداءِ دین کی بے رحمی سے شہید ہوا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

دونوں صاحبزادے آپ کے ساتھ تھے' انہوں نے اس بے کسی کی حالت میں اپنے شفیق والد کا سر ان کے مبارک تن سے جدا ہوتے دیکھا' چھوٹے چھوٹے بچوں کے دل غم سے پھٹ گئے اور اس صدمہ میں وہ بید کی طرح لرزنے اور کانپنے لگے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کو دیکھتا تھا اور ان کی سرمگیں آنکھوں سے خونی اشک جاری تھے لیکن اس معرکہ یتیم میں کوئی ان نادانوں پر رحم کرنے والا نہ تھا' ستم گاروں نے ان نونہالوں کو بھی تیغ ستم سے شہید کیا اور ہانی کو قتل کر کے سولی چڑھایا' ان تمام شہیدوں کے سر نیزوں پر چڑھا کر کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرائے گئے اور بے حیائی کے ساتھ کوفیوں نے اپنی سنگ دلی اور مہمان کشی کا عملی طور پر اعلان کیا ہے۔ یہ واقعہ ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کا ہے' اسی روز مکہ مکرمہ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

(آپ کے ہمراہ اس وقت سطورۂ ذیل حضرات تھے: تین فرزند حضرت امام علی اوسط جن کو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' جو حضرت شہربانو یزدجرد بن شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں کے بطن سے ہیں' ان کی عمر اس وقت

بائیس سال کی تھی اور وہ مریض تھے' حضرت امام کے دوسرے صاحبزادے علی اکبر رضی اللہ عنہ' جو یعلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کے باطن سے ہیں' جن کی عمر اٹھارہ سال کی تھی (یہ شریک جنگ ہو کر شہید ہوئے)' تیسرے شیر خوار جنہیں علی اصغر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جن کا نام عبداللہ اور جعفر بھی بتایا گیا ہے' اس نام میں اختلاف ہے' آپ کی والدہ قبیلہ بنی قضاعہ سے ہیں اور ایک صاحبزادی جن کا نام سکینہ رضی اللہ عنہا ہے اور جن کی نسبت حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتی تھی اور اس وقت آپ کی عمر سات سال تھی' کربلا میں ان کا نکاح ہونے کی جو روایت مشہور ہے وہ غلط ہے' اس کی کچھ اصل نہیں اور کچھ ایسے کم وضع لوگوں نے یہ روایت وضع کی ہے جنہیں اتنی بھی تمیز نہ تھی کہ وہ یہ سمجھ سکتے کہ اہل بیت رسالت کیلئے وہ وقت توجہ الی اللہ اور شوقِ شہادت اور اتمامِ حجت کا تھا' اس وقت شادی نکاح کی طرف التفات ہونا بھی ان حالات کے منافی ہے' حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کی وفات بھی راہِ شام میں مشہور کی جاتی ہے' یہ بھی غلط ہے بلکہ وہ واقعہ کربلا کے بعد عرصہ تک حیات رہیں اور ان کا نکاح حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہوا' حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کی والدہ امراء القیس ابن عدی کی دختر قبیلہ بنی کلب سے ہیں' حضرت امام رضی اللہ عنہ کو اپنی ازواج میں سے سب سے زیادہ ان کے ساتھ محبت تھی اور ان کا بہت زیادہ احترام و اکرام فرماتے تھے' حضرت امام کا ایک شعر ہے:

لَعُمْرِیْ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ اَرْضًا تَحُلُّ بِهَا سَكِيْنَةُ وَالرَّبَابُ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام عالی مقام کو حضرت سکینہ اور ان کی والدہ ماجدہ سے کس قدر محبت تھی' حضرت امام کی بڑی صاحبزادی حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا جو حضرت اُم اسحٰق بنت حضرت طلحہ کے بطن سے ہیں' اپنے شوہر حضرت حسن بن مثنیٰ بن حضرت امام حسن ابن حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ طیبہ میں

رہیں، کربلا تشریف نہ لائیں، امام کے ازواج میں حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت شہر بانو اور حضرت علی اصغر کی والدہ تھیں، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار نوجوان حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت عمر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم، حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور کربلا میں شہید ہوئے، حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پانچ فرزند حضرت عباس ابن علی، حضرت عثمان ابن علی، حضرت عبداللہ ابن علی، حضرت محمد ابن علی، حضرت جعفر ابن علی رضی اللہ عنہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، سب نے شہادت پائی، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں حضرت مسلم رضی اللہ عنہ تو حضرت امام رضی اللہ عنہ کے کربلا پہنچنے سے پہلے ہی مع دو صاحبزادوں محمد و ابراہیم رضی اللہ عنہ کے شہید ہو چکے اور تین فرزند حضرت عبداللہ و حضرت عبدالرحمٰن و حضرت جعفر برادران حضرت مسلم علیہم الرضوان امام رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کربلا حاضر ہو کر شہید ہوئے، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے دو پوتے حضرت محمد اور حضرت عون رضی اللہ عنہما حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہو کر شہید ہوئے، ان کے والد کا نام عبداللہ بن جعفر ہے اور حضرت امام رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھانجے ہیں، ان کی والدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت امام رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں، صاحبزادگان اہل بیت میں سے سترہ حضرات حضرت کے ہمراہ حاضر ہو کر رتبۂ شہادت کو پہنچے اور حضرت امام زین العابدین (بیمار) اور عمر بن حسن اور محمد بن عمر بن علی اور دوسرے صغیر السن صاحبزادے علیہم الرضوان قیدی بنائے گئے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت امام رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ اور شہر بانو حضرت امام رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا حضرت امام رضی اللہ عنہ کی دختر اور دوسری اہل بیت کی بیبیاں ہمراہ تھیں۔ رضوان اللہ عنہم اجمعین۔ ۱۶ منہ

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ کو روانگی

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط آنے کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں کی درخواست قبول فرمانے میں کوئی وجہ تامل و جائے عذر باقی نہیں رہتی تھی' ظاہری شکل تو یہ تھی اور حقیقت میں قضاوقدر کے فرمان نافذ ہو چکے تھے' شہادت کا وقت نزدیک آ چکا تھا' جذبہ شوقِ شہادت دل کو کھینچ رہا تھا' فداکاری جذبوں نے دل کو بیتاب کر دیا تھا' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے سفرِ عراق کا ارادہ فرمایا اور اسبابِ سفر درست ہونے لگا' نیاز مندان صادق العقیدت کو اطلاع ہوئی' اگرچہ ظاہر میں کوئی خوف صورت پیش نظر نہ تھی اور حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے خط سے کوفیوں کی عقیدت وارادت اور ہزارہا آدمیوں کے حلقہ بیعت میں داخل ہونے کی اطلاع مل چکی' غدر اور جنگ کا بظاہر کوئی قرینہ نہ تھا لیکن صحابہ کے دل اس وقت حضرت امام رضی اللہ عنہ کے سفر کو کسی طرح گوارا نہ کرتے تھے اور وہ حضرت امام رضی اللہ عنہ سے اصرار کر رہے تھے کہ آپ اس سفر کو ملتوی فرمائیں' مگر حضرت امام رضی اللہ عنہ ان کی یہ استدعا قبول فرمانے سے مجبور تھے کیونکہ آپ کو خیال تھا کہ کوفیوں کی اتنی بڑی جماعت کا اس قدر اصرار اور ایسی التجاؤں کے ساتھ عرضداشتیں پذیرا نہ فرمانا اہل بیت کے اخلاق کے شایاں نہیں' اس کے علاوہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے پہنچنے پر اہل کوفہ کی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہونا اور امام بیعت کیلئے شوق سے ہاتھ پھیلا دینا اور ہزاروں کوفیوں کا داخلِ حلقہ غلامی ہو جانا اس پر بھی حضرت امام کا ان کی طرف سے اغماض فرمانا اور ان کی ایسی التجاؤں کو جو محض دینی پاسداری کیلئے ہیں ٹھکرا دینا اور اس مسلمان قوم کی دل شکنی کرنا حضرت امام رضی اللہ عنہ کو کسی طور پر گوارا نہ ہوا۔

اور پھر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ جیسے صفا کیش کی استدعا کو بے التفات کی نظر سے دیکھنا اور ان کی درخواستِ تشریف آوری کو رد فرما دینا بھی حضرت امام پر بہت

شاق تھا' یہ وجوہ تھے جنہوں نے امام رضی اللہ عنہ کو سفرِ عراق پر مجبور کیا اور آپ کو اپنے حجازی عقیدت مندوں سے معذرت کرنا پڑی۔

(البدایۃ والنھایۃ، سنۃ ستین من الھجرۃ النبویۃ صفۃ مخرج الحسین الی العراق، ج ۵ ص ۶۶۴۔۶۶۵)

حضرت ابن عباس' حضرت ابن عمر' حضرت جابر' حضرت ابوسعید خدری' حضرت ابوواقد لیثی اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ رضی اللہ عنہ کو روکنے میں بہت مصر تھے اور آخر تک وہ یہی کوشش کرتے رہے کہ آپ مکہ مکرمہ سے تشریف نہ لے جائیں لیکن یہ کوششیں کارآمد نہ ہوئیں اور حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کو اپنے اہل بیت موالی وخدام کل بیاسی (۸۲) نفوس کو ہمراہ لے کر راہِ عراق اختیار کی' مکہ مکرمہ سے اہل بیت رسالت کا یہ چھوٹا سا قافلہ روانہ ہوتا ہے اور دنیا سے سفر کرنے والے بیت اللہ الحرام کا آخری طواف کر کے خانہ کعبہ کے پردوں سے لپٹ لپٹ کر روتے ہیں' ان کی گرم آہوں اور دل ہلا دینے والے نالوں کے مکہ مکرمہ کے باشندوں کو مغموم کر دیا' مکہ مکرمہ کا بچہ بچہ اہل بیت کے اس قافلہ کو حرم شریف سے رخصت ہوتا دیکھ کر آبدیدہ اور مغموم ہو رہا تھا مگر وہ جانبازوں کے امیرِ لشکر اور فداکاروں کے قافلہ سالار مردانہ ہمت کے ساتھ روانہ ہوئے' اثنائے راہ میں ذاتِ عرق کے مقام پر بشیر ابن غالب اسدی بعزمِ مکہ مکرمہ کوفہ سے آتے ملے' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے ان سے اہل عراق کا حال دریافت کیا' عرض کیا کہ ان کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ''یَفۡعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ'' ترجمہ کنزالایمان: اللہ جو چاہے کرے۔

(ابراہیم ۱۴:۲۷)

حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سچ ہے ایسی ہی گفتگو فرزدق شاعر ہوئی' بطن ذی الرمہ (نام مقام) سے روانہ ہونے کے بعد عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی' وہ

حضرت امام رضی اللہ عنہ کے بہت درپے ہوئے کہ آپ اس سفر کو ترک فرمائیں اور اس میں انہوں نے اندیشے ظاہر کیے' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَنْ يُّصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۔(پ ۱۰' التوبہ: ۵۱)

ترجمہ کنز الایمان: ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا۔

ہمیں وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو خداوند عالم نے ہمارے لئے مقرر فرمادی ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ' سنۃ ستین من الھجرۃ النبویۃ صفۃ مخرج الحسین الی العراق' ج ۵ ص ۶۶۸۔۶۷۴' ملتقطاً وملخصاً)

راہ میں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو کوفیوں کی بدعہدی اور حضرت مسلم کی شہادت کی خبر مل گئی' اس وقت آپ کی جماعت میں مختلف رائیں ہوئیں اور ایک مرتبہ آپ نے بھی واپسی کا قصد ظاہر فرمایا لیکن بہت گفتگوؤں کے بعد رائے یہی قرار پائی کہ سفر جاری رکھا جائے اور واپسی کا خیال ترک کیا جائے' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے بھی اس مشورہ سے اتفاق کیا اور قافلہ آگے چل دیا یہاں تک کہ جب کوفہ دو منزل رہ گیا تب آپ کو حُر بن یزید ریاحی ملا' حُر کے ساتھ ابن زیاد کے ایک ہزار ہتھیار بند سوار تھے' حُر نے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی جناب میں عرض کیا کہ اس کو ابن زیاد نے آپ کی طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ کو اس کے پاس لے چلے' حُر نے یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ مجبوراً نہ بادلِ ناخواستہ آیا ہے اور اس کو آپ کی خدمت میں جرأت بہت ناپسند و ناگوار ہے' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے حُر سے فرمایا کہ میں اس شہر میں خود بخود نہ آیا بلکہ مجھے بلانے کیلئے اہل کوفہ کے متواتر پیام گئے اور لگا تار نامے پہنچتے رہے' اے اہل کوفہ! اگر تم اپنے عہد و بیعت پر قائم ہو اور تمہیں اپنی زبانوں کا کچھ پاس ہو تو تمہارے شہر میں داخل ہوں ورنہ یہیں سے واپس چلا جاؤں' حُر نے قسم کھا کر کہا کہ ہم کو اس کا کچھ علم نہیں کہ آپ کے پاس التجا نامے اور قاصد بھیجے گئے اور میں نہ آپ کو چھوڑ

سکتا ہوں اور نہ واپس ہو سکتا ہوں' حُر کے دل میں خاندانِ نبوت اور اہل بیت کی عظمت ضرور تھی اور اس نے نمازوں میں حضرت امام رضی اللہ عنہ ہی کی اقتداء کی' لیکن وہ ابن زیاد کے حکم سے مجبور تھا اور اس کو یہ اندیشہ بھی تھا کہ وہ اگر حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی مراعات کرے تو ابن زیاد پر یہ بات ظاہر ہو کر رہے گی کہ ہزار سوار ساتھ ہیں' ایسی صورت میں کسی بات کا چھپانا ممکن نہیں اور اگر ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذرا بھی فروگزاشت کی گئی ہے تو وہ نہایت سختی کے ساتھ پیش آئے گا' اس اندیشہ اور خیال سے حُر اپنی بات پر اَڑا رہا یہاں تک کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی راہ سے ہٹ کر کربلا میں نزول فرمانا پڑا۔

یہ محرم ۶۱ھ کی دوسری تاریخ تھی' آپ نے اس مقام کا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں' حضرت امام کربلا سے واقف تھے اور آپ کو معلوم تھا کہ کربلا ہی وہ جگہ ہے جہاں اہل بیتِ رسالت کو راہِ حق میں اپنے خون کی ندیاں بہانی ہوں گی۔

(البدایۃ والنھایۃ' سنۃ ستین من الھجرۃ النبویۃ صفۃ مخرج الحسین الی العراق' ج ۵ ص ۶۷۵۔۶۷۷ ملتقطاً۔ الکامل فی التاریخ' سنۃ احدی وستین ذکر مقتل الحسین' ج ۳ ص ۴۰۷۔۴۱۱)

آپ کو انہیں دنوں میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو شہادت کی خبر دی اور آپ کے سینہ مبارک پر دست اقدس رکھ کر دعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا''۔ عجیب وقت ہے کہ سلطانِ دارین کے نورِ نظر کو صدہا تمناؤں سے مہمان بنا کر بلایا ہے عرضیوں اور درخواستوں کے طومار لگادیئے ہیں' قاصدوں اور پیاموں کی روزمرہ ڈاک لگ گئی ہے' اہل کوفہ راتوں کو اپنے مکانوں میں تشریف آوری خواب میں دیکھتے ہیں اور خوشی سے پھولے نہیں سماتے' جماعتیں مدتوں تک صبح سے شام تک حجاز کی سڑک پر بیٹھ کر

امام کی آمد کا انتظار کیا کرتی ہیں اور شام کو بادلِ مغموم واپس جاتی ہیں، لیکن جب وہ کریم مہمان اپنے کرم سے ان کی زمین میں وُرُود فرماتا ہے تو ان ہی کوفیوں کا مسلح لشکر سامنے آتا ہے اور نہ شہر میں داخل ہونے دیتا ہے نہ اپنے وطن ہی کو واپس تشریف لے جانے پر راضی ہوتا ہے یہاں تک کہ اس معزز مہمان کو مع اپنے اہل بیت کے کھلے میدان میں رختِ اقامت ڈالنا پڑتا ہے اور دشمنانِ حیا کو غیرت نہیں آتی کہ دنیا میں ایسے معزز مہمان کے ساتھ ایسی بے حمیتی کا سلوک کبھی نہ ہوا ہوگا جو کوفیوں نے حضرت امام کے ساتھ کیا، یہاں تو ان مسافرانِ بے وطن کا سامان بے ترتیب پڑا ہے اور اُدھر ہزار سوار کا مسلح لشکر مقابل خیمہ زن ہے، جو اپنے مہمانوں کو نیزوں کی نوکیں اور تلواروں کی دھاریں دکھا رہا ہے اور بجائے آدابِ میزبانی کے خونخواری پر تلا ہوا ہے، دریائے فرات کے کنارے قریب دونوں لشکر تھے اور دریائے فرات کا پانی دونوں لشکروں میں سے کسی کو سیراب نہ کرسکا، امام کے لشکر کو تو اس کا ایک قطرہ پہنچنا ہی مشکل ہوگیا اور یزیدی لشکر جتنے آتے گئے ان سب کو اہل بیت رسالت کے بے گناہ خون کی پیاس بڑھتی گئی، آبِ فرات سے ان کی تشنگی میں کوئی فرق نہ آیا، ابھی اطمینان سے بیٹھنے اور تھکان دور کرنے کی صورت بھی نظر نہ آئی تھی کہ حضرت امام کی خدمت میں ابن زیاد کا ایک مکتوب پہنچا، جس میں اس نے حضرت امام سے یزید ناپاک کی بیعت طلب کی تھی، حضرت امام نے وہ خط پڑھ کر ڈال دیا اور قاصد سے کہا: میرے پاس اس کا کچھ جواب نہیں۔ ستم بے بلایا تو جاتا ہے خود بیعت ہونے کیلئے اور جب وہ کریم بادیہ پیمائی کی مشقتیں برداشت فرما کر تشریف لے آتے ہیں تو ان کو یزید جیسے عیب مجسم شخص کی بیعت پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی بیعت کوئی بھی واقف حال دیندار آدمی گوارا نہیں کرسکتا، نہ وہ بیعت کسی طرح جائز تھی، امام کو ان بے حیاؤں کی اس جرأت پر حیرت تھی اور اسی لئے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اس کا کچھ جواب نہیں ہے، اس سے ابن

زیاد کا طیش اور زیادہ ہو گیا اور اس نے مزید عساکر و افواج ترتیب دیئے اور ان لشکروں کا سپہ سالار عمر بن سعد کو بنایا جو اس زمانے میں ملک رے کا والی (گورنر) تھا' رے خراسان کا ایک شہر ہے جو آج کل ایران کا دارالسلطنت ہے اور اس کو طہران کہتے ہیں' ستم شعار محاربین سب کے سب حضرت امام کی عظمت وفضیلت کو خوب جانتے پہچانتے تھے اور آپ کی جلالت ومرتبت کا ہر دل معترف تھا' اس وجہ سے ابن سعد نے حضرت امام رضی اللہ عنہ سے مقاتلہ سے گریز کرنی چاہی اور پہلوتہی کی' وہ چاہتا تھا کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کے خون کے الزام سے وہ بچا رہے' مگر ابن زیاد نے اسے مجبور کیا کہ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو رے کی حکومت سے دست بردار ہو' ورنہ امام سے مقابلہ کیا جائے' دنیوی حکومت کے لالچ نے اس کو اس جنگ پر آمادہ کر دیا جس کو اس وقت وہ ناگوار سمجھتا تھا اور جس کے تصور سے اس کا دل کانپتا تھا' آخر کار ابن سعد وہ تمام عساکر و افواج لے کر حضرت امام کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا اور ابن زیادہ بدنہاد پیہم ومتواتر کمک پر کمک بھیجتا رہا یہاں تک کہ عمرو بن سعد کے پاس بائیس ہزار سوار و پیادہ جمع ہو گئے اور اس نے اس جمعیت کے ساتھ کربلا میں پہنچ کر فرات کے کنارے پڑاؤ کیا اور اپنا مرکز قائم کیا۔

(البدایۃ والنھایۃ' سنۃ احدی وستین' ج ۵ ص ۶۷۸۔۶۸۲ ملخصاً۔ الکامل فی التاریخ' سنۃ احدی وستین' ذکر مقتل الحسین' ج ۳ ص ۴۱۲۔۴۱۶ ملخصاً۔ المعجم البلدان' حرف الراء' باب الراء والباء وما یلیھا' ج ۲ ص ۴۵۹)

حیرت ناک بات ہے اور دنیا کی کسی جنگ میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ کل بیاسی تو آدمی ان میں بیبیاں بھی' بچے بھی' بیمار بھی' پھر وہ بھی با ارادۂ جنگ نہیں آئے تھے اور انتظارِ حرب کافی نہ رکھتے تھے' ان کیلئے بائیس ہزار کی جرار فوج بھیجی جائے' آخر وہ ان بیاسی نفوسِ مقدسہ کو اپنے خیال میں کیا سمجھتے تھے اور ان کی شجاعت و بسالت کے کیسے کیسے مناظر ان کی آنکھوں نے دیکھے تھے کہ اس چھوٹی

سی جماعت کیلئے دوگنی چوگنی دس گنی تقریباً سوگنی تعداد کو بھی کافی نہ سمجھا' بے اندازہ لشکر بھیج دیئے' فوجوں کے پہاڑ لگا دیئے' اس پر بھی دل خوف زدہ ہیں اور جنگ آزماؤں' دلاوروں کے حوصلے پست ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ شیرانِ حق کے حملے کی تاب لانا مشکل ہے' مجبوراً یہ تدبیر کرنا پڑی کہ لشکر امام پر پانی بند کیا جائے' پیاس کی شدت اور گرمی کی حدت سے قویٰ مضمحل ہو جائیں' ضعف انتہا کو پہنچ چکے تب جنگ شروع کی جائے۔

وہ ریگِ گرم اور وہ دھوپ اور پیاس کی شدت
کریں صبر و تحمل میرِ کوثر ایسے ہوتے ہیں

اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم پر پانی بند کرنے اور ان کے خونوں کے دریا بہانے کیلئے بے غیرتی سے سامنے آنے والوں میں زیادہ تعداد انہیں بے حیاؤں کی تھی جنہوں نے حضرت امام رضی اللہ عنہ کو صدہا درخواستیں بھیج کر بلایا تھا اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت امام کی بیعت کی تھی مگر آج دشمنانِ حمیت و غیرت کو نہ اپنے عہد و بیعت کا پاس تھا نہ اپنی دعوت و میزبانی کا لحاظ' فرات کا بے حساب پانی ان سیاہ باطنوں نے خاندانِ رسالت پر بند کر دیا تھا' اہل بیت کے چھوٹے چھوٹے خورد سال فاطمی چمن کے نونہال خشک لب' تشنہ دہان تھے' نادان بچے ایک ایک قطرہ کیلئے تڑپ رہے تھے' نور کی تصویریں پیاس کی شدت میں دم توڑ رہی تھیں' بیماروں کیلئے دریا کا کنارہ بیابان بنا ہوا تھا' آلِ رسول کو لبِ آب پانی میسر نہ آتا تھا' سرِ چشمہ تیمّم سے نمازیں پڑھنی پڑتی تھیں' اس طرح بے آب و دانہ تین دن گزر گئے' چھوٹے چھوٹے بچے اور بیبیاں سب بھوک و پیاس سے بیتاب و ناتواں ہو گئے' اس معرکۂ ظلم و ستم میں اگر رستم بھی ہوتا تو اس کے حوصلے پست ہو جاتے اور سرِ نیاز جھکا دیتا مگر فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصائب کا ہجوم جگہ سے نہ ہٹا سکا اور ان کے عزم و استقلال

میں فرق نہ آیا' حق وصدات کا حامی مصیبتوں کی بھیانک گھٹاؤں سے نہ ڈرا اور طوفانِ بلا کے سیلاب سے اس کے پائے ثبات میں جنبش بھی نہ ہوئی' دین کا شیدائی دنیا کی آفتوں کو خیال میں نہ لایا' دس محرم تک یہی بحث رہی کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرلیں' اگر آپ یزید کی بیعت کرتے تو وہ تمام لشکر آپ کے جلو میں ہوتا' آپ کا کمال اکرام واحترام کیا جاتا' خزانوں کے منہ کھول دیئے جاتے اور دولتِ دنیا قدموں پر لٹادی جاتی مگر جس کا دن جب دنیا سے خالی ہو اور دنیا کی بے ثباتی کا راز جس پر منکشف ہو' وہ اس طلسم پر کب مفتوں ہوتا ہے' جس آنکھ نے حقیقی حس کے جلوے دیکھے ہوں وہ نمائش رنگ وروپ پر کیا نظر ڈالے۔

حضرت امام رضی اللہ عنہ نے راحتِ دنیا کے منہ پر ٹھوکر ماری اور راہِ حق میں پہنچنے والی مصیبتوں کا خوش دلی سے خیر مقدم کیا اور باوجود اس قدر آفتوں اور بلاؤں کے ناجائز بیعت کا خیال اپنے قلب مبارک میں نہ آنے دیا اور مسلمانوں کی تباہی وبربادی گوارا نہ فرمائی' اپنا گھر لٹانا اور اپنا خون بہانا منظور کیا مگر اسلام کی عزت میں فرق آنا برداشت نہ ہوسکا۔

(البدایۃ والنھایۃ' سنۃ احدی وستین' ج ۵ ص ۶۲۸۔۶۸۲ ملخصاً۔ الکامل فی التاریخ' سنۃ احدی وستین' ذکر مقتل الحسین' ج ۳ ص ۴۱۲۔۴۱۶ ملخصاً)

دس محرم ۶۱ھ کے دل دوز واقعات

جب کسی طرح شکلِ مصالحت پیدا نہ ہوئی اور کسی شکل سے جفا شعار قوم صلح کی طرف مائل نہ ہوئی اور تمام صورتیں ان کے سامنے پیش کردی گئیں لیکن تشنگانِ خونِ اہل بیعت کسی بات پر راضی نہ ہوئے اور حضرت امام رضی اللہ عنہ کو یقین ہوگیا کہ اب کوئی شکل خلاصی کی باقی نہیں ہمیں نہ یہ شہر میں داخل ہونے دیتے ہیں' نہ واپس جانے دیتے ہیں' نہ ملک چھوڑنے پر ان کو تسلی ہوتی ہے' وہ جان کے خواہاں ہیں اور اب اس

جنگ کو دفع کرنے کا کوئی طریقہ باقی نہ رہا' اس وقت حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اپنے قیام گاہ کے گرد ایک خندق کھودنے کا حکم دیا' خندق کھودی گئی اور اس کی صرف ایک راہ رکھی گئی ہے جہاں سے نکل کر دشمنوں سے مقابلہ کیا جائے' خندق میں آگ جلا دی گئی تا کہ اہل خیمہ دشمنوں کی ایذا سے محفوظ رہیں۔

دسویں محرم کا قیامت نما دن آیا' جمعہ کی صبح حضرت امام رضی اللہ عنہ نے تمام اپنے رفقاءِ اہل بیت کے ساتھ فجر کے وقت اپنی عمر کی آخری نماز با جماعت نہایت ذوق و شوق' خضوع و خشوع کے ساتھ ادا فرمائی' پیشانیوں نے سجدوں میں خوب مزے لئے' زبانوں کے قرأت و تسبیحات کے لطف اٹھائے' نماز سے فراغت کے بعد خیمہ میں تشریف لائے' دسویں محرم کا آفتاب قریبِ طلوع ہے' امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام رفقاء و اہل بیت تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں' ایک قطرۂ آب میسر نہیں آیا اور ایک لقمہ حلق سے نہیں اترا' بھوک پیاس سے جس قدر ضعف و ناتوانی کا غلبہ ہو جاتا ہے' اس کا وہی لوگ کچھ اندازہ کر سکتے ہیں جنہیں کبھی دو تین وقت کے فاقہ کی بھی نوبت آئی ہو' پھر بے وطنی' تیز دھوپ' گرم ریت' گرم ہوائیں' انہوں نے ناز پروردگانِ آغوشِ رسالت کو کیسا پژمردہ کر دیا ہوگا' ان غریبانِ بے وطن پر جور و جفا کے پہاڑ توڑنے کیلئے بائیس ہزار فوج اور تازہ دم لشکر تیر و تیغ و سناں سے مسلح صفیں باندھے موجود' جنگ کا نقارہ بجا دیا گیا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے جگر بند کو مہمان بنا کر بلانے والی قوم نے جانوں پر کھیلنے کی دعوت دی۔ (۱)

حضرت امام رضی اللہ عنہ نے عرصہ کارزار میں تشریف فرما کر ایک خطبہ فرمایا

۱ البدایۃ والنہایۃ' سنۃ احدی وستین' ج ۵ ص ۶۸۵' ملخصاً۔ الکامل فی التاریخ' سنۃ احدی وستین' ذکر مقتل الحسین' المصدکۃ' ج ۳ ص ۱۷ا' ملخصاً۔

جس میں بیان فرمایا کہ ''خون ناحق حرام اور غضبِ الٰہی عزوجل کا موجب ہے' میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ تم اس گناہ میں مبتلا نہ ہو' میں نے کسی کو قتل نہیں کیا ہے' کسی کا گھر نہیں جلایا' کسی پر حملہ آور نہیں ہوا' اگر تم اپنے شہر میں میرا آنا نہیں چاہتے ہو تو مجھے واپس جانے دو' تم سے کسی چیز کا طلب گار نہیں' تمہارے درپے آزاد نہیں' تم کیوں میری جان کے درپے ہو اور تم کس طرح میرے خون کے الزام سے بَری ہو سکتے ہو؟ روزِ محشر تمہارے پاس میرے خون کا کیا جواب ہوگا؟ اپنا انجام سوچو اور اپنی عاقبت پر نظر ڈالو' پھر یہ بھی سمجھو کہ میں کون اور بارگاہِ رسالت میں کس چشمِ کرم کا منظورِ نظر ہوں' میرے والد کون ہیں اور میری والدہ کس کی لختِ جگر ہیں؟ میں انہیں بتولِ زہراء کا نورِ دیدہ ہوں' جن کے پل صراط پر گزرتے وقت عرض سے ندا کی جائے گی کہ اے اہل محشر! سر جھکاؤ اور آنکھیں بند کرو کہ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا پل صراط سے ستر (۷۰) ہزار حوروں کو رکابِ سعادت میں لے کر گزرنے والی ہیں' میں وہی ہوں جس کی محبت کو سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی محبت فرمایا ہے' میرے فضائل تمہیں خوب معلوم' میرے حق میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں' اس سے تم بے خبر نہیں ہو''۔

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ آپ کے تمام فضائل ہمیں معلوم ہیں مگر اس وقت یہ مسئلہ زیرِ بحث نہیں ہے' آپ جنگ کے لئے کسی کو میدان میں بھیجئے اور گفتگو ختم فرمایئے۔

حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''میں حجتیں ختم کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس جنگ کو دفع کرنے کی تدابیر سے میری طرف سے کوئی تدبیر رہ نہ جائے اور جب تم مجبور کرتے ہو تو مجبوری و ناچاری مجھ کو تلوار اٹھانا ہی پڑے گی''۔[1]

---

[1] الکامل فی التاریخ' سنۃ احدی وستین' ذکر مقتل الحسین' المعرکۃ' ج ۳ ص ۴۱۸۔۴۱۹ ملتقطاً۔ اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ' کتاب المناقب' باب مناقب اہل البیت' ج ۲ ص ۳۶۸۔ المستدرک للحاکم' کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم' باب ذکر شان الاذان' الحدیث: ۴۸۵۳۔ ج ۴ ص ۱۶۳

ہنوز گفتگو ہو رہی تھی کہ گروہِ اعداء میں سے ایک شخص گھوڑا دوڑا کر سامنے آیا (جس کا نام مالک بن عروہ تھا)' جب اس نے دیکھا کہ لشکر امام کے گرد خندق میں آگ جل رہی ہے اور شعلے بلند ہو رہے ہیں اور اس تدبیر سے اہلِ خیمہ کی حفاظت کی جاتی ہے تو اس گستاخ بد باطن نے حضرت امام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے حسین! رضی اللہ عنہ تم نے وہاں کی آگ سے پہلے یہیں آگ لگالی۔ حضرت امام عالی مقام علی جد وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "کذبت یا عدو اللہ " اے دشمنِ خدا! تو کاذب ہے' تجھے گمان ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا۔ مسلم بن عوسجہ کو مالک بن عروہ کا یہ کلمہ بہت نا گوار ہوا اور انہوں نے حضرت امام رضی اللہ عنہ سے اس بدزبان کے منہ پر تیر مارنے کی اجازت چاہی' صبر و تحمل اور تقویٰ اور راست بازی اور عدالت و انصاف ایک عدیم المثال منظر ہے کہ ایسی حالت میں' جب کہ جنگ کیلئے مجبور کیے گئے تھے' خون کے پیاسے تلواریں کھینچے ہوئے جان کے خواہاں تھے' بے باکوں نے کمال بے ادبی و گستاخی سے ایسا کلمہ کہا اور ایک جاں نثار اس کے منہ پر تیر مارنے کی اجازت چاہتا ہے تو اس وقت اپنے جذبات قبضہ میں ہیں' طیش نہیں آتا۔ فرماتے ہیں کہ خبردار! میری طرف سے کوئی جنگ کی ابتداء نہ کرے تاکہ اس خونریزی کا وبال اعداء ہی کی گردن پر رہے اور ہمارا دامن اقدام سے آلودہ نہ ہو لیکن تیرے جراحتِ قلب کا مرہم بھی میرے پاس ہے اور تیرے سوزِ جگر کی تشنگی کی بھی تدبیر کرتا ہوں' اب تو دیکھ! یہ فرما کر دست دعا فراز فرمائے اور بارگاہِ الٰہی عزوجل میں عرض کیا کہ یارب عزوجل! عذابِ نار سے قبل اس گستاخ کو دنیا میں آتشِ عذاب میں مبتلا کر! امام رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اٹھانا تھا کہ گھوڑے کا پاؤں ایک سوراخ میں گیا اور وہ گھوڑے سے گرا اور اس کا پاؤں رکاب میں الجھا اور گھوڑا اسے لے کر بھاگا اور آگ کی خندق میں ڈال دیا۔

حضرت امام رضی اللہ عنہ نے سجدۂ شکر کیا اور اپنے پروردگار عزوجل کی حمد و ثناء کی

اور فرمایا: اے پروردگار عزوجل! تیرا شکر ہے کہ تو نے اہل بیتِ رسالت کے بدخواہ کو سزا دی' حضرت امام رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ کلمہ سن کر صفِ اعداء میں سے ایک اور بے باک نے کہا کہ آپ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا نسبت؟ یہ کلمہ تو امام رضی اللہ عنہ کیلئے بہت تکلیف دِہ تھا' آپ نے اس کیلئے بددعا فرمائی اور عرض کیا: یا رب عزوجل! اس بدزبان کو فوری عذاب میں گرفتار کر! امام رضی اللہ عنہ نے یہ دعا فرمائی اور اس کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی' گھوڑے سے اتر کر ایک طرف بھاگا اور کسی جگہ قضائے حاجت کیلئے برہنہ ہو کر بیٹھا' ایک سیاہ بچھو نے ڈنگ مارا تو نجاست آلودہ تڑپتا پھرتا تھا' اس رسوائی کے ساتھ تمام لشکر کے سامنے اس ناپاک کی جان نکلی' مگر سخت دلانِ بے حمیت کو غیرت نہ ہوئی۔

(روضۃ الشہداء (مترجم) باب نہم' ج ۲ ص ۱۸۶۔۱۸۸)

ایک شخص مزنی نے امام رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر کہا کہ اے امام رضی اللہ عنہ! دیکھو تو دریائے فرات کیسے موجیں مار رہا ہے' خدا عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہیں اس کا ایک قطرہ نہ ملے گا اور تم پیاسے ہلاک ہو جاؤ گے' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ اَمِتۡہُ عَطۡشَانًا '' یا ربِ عزوجل! اس کو پیاسا مار! امام رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا تھا کہ مزنی کا گھوڑا بھاگا اور مزنی اس کے پکڑنے کیلئے اس کے پیچھے دوڑا اور پیاس اس پر غالب ہوئی' اس شدت کی غالب ہوئی کہ وہ ''اَلۡعَطَشۡ اَلۡعَطَشۡ '' پکارتا تھا اور جب پانی اس کے منہ سے لگاتے تھے تو ایک قطرہ پی نہ سکتا تھا یہاں کہ اس شدتِ پیاس میں مر گیا۔

(روضۃ الشہداء (مترجم)' باب نہم' ج ۲ ص ۱۸۸)

فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات بھی دکھا دینا تھا کہ ان کی مقبولیت بارگاہِ حق پر اور ان کے قرب و منزلت پر جیسی کہ نصوصِ کثیرہ و احادیثِ شہیرہ شاہد ہیں'

ایسے ہی ان کے خوارق وکرامات بھی گواہ ہیں' اپنے اس فضل کا عمل اظہار بھی اتمامِ حجت کے سلسلے کی ایک کڑی تھی کہ اگر تم آنکھ رکھتے ہو تو دیکھ لو کہ جو ایسا مستجاب الدعوات ہے' اس کے مقابلہ میں آنا خدا عزوجل سے جنگ کرنا ہے' اس کا انجام سوچ لو اور باز رہو' مگر شرارت کے مجسمے اس سے بھی سبق نہ لے سکے اور دنیائے ناپائیدار کی حرص کا بھوت جو اُن کے سروں پر سوار تھا' اس نے انہیں اندھا بنادیا اور نیزے باز لشکر اعداء سے نکل کر رجز خوانی کرتے ہوئے میدان میں آ کودے اور تکبر وتبختر کے ساتھ اِتراتے ہوئے گھوڑے دوڑا کر اور ہتھیار چمکا کر امام رضی اللہ عنہ سے مبارز کے طالب ہوئے' حضرت امام رضی اللہ عنہ اور امام کے خاندان کے نونہال شوقِ جانبازی میں سرشار تھے' انہوں میں میدان میں جانا چاہا لیکن قریب کے گاؤں والے جہاں اس ہنگامے کی خبر پہنچی تھی وہاں کے مسلمان بے تاب ہو کر حاضر خدمت ہو گئے تھے' انہوں نے اصرار کیے' حضرت کے درپے ہو گئے اور کسی طرح راضی نہ ہوئے کہ جب تک ان میں سے ایک بھی زندہ ہے خاندانِ اہل بیت کا کوئی بچہ بھی میدان میں جائے' حضرت امام رضی اللہ عنہ ان اخلاص کیشوں کی سرفروشانہ التجائیں منظور فرمانا پڑیں اور انہوں نے میدان میں پہنچ کر دشمنانِ اہل بیت سے شجاعت سے بسالت کے ساتھ مقابلے کیے اور اپنی بہادری کے سکے جمادیئے اور ایک ایک نے اعداء کی کثیر تعداد کو ہلاک کر کے راہِ جنت اختیار کرنا شروع کی' اس طرح بہت سے جانباز فرزندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جانیں نثار کر گئے' ان صاحبوں کے اسماء اور ان کی جانبازیوں کے تفصیلی تذکرے سیر کی کتابوں میں مسطور ہیں' یہاں اختصاراً اس تفصیل کو چھوڑا گیا ہے' وہب ابن عبداللہ کلبی کا ایک واقعہ ذکر کیا جاتا ہے:

یہ قبیلہ بنی کلب کے زیبا و نیک خو' گلرخ حسین جوان تھے' اُٹھتی جوانی اور عنفوانِ شباب' امنگوں کا وقت اور بہاروں کے دن تھے' صرف سترہ روز شادی کو ہوئے تھے اور

ابھی بساطِ عشرت ونشاط گرم ہی تھا کہ آپ کے پاس آپ کی والدہ پہنچیں جو ایک بیوہ عورت تھیں اور جن کی ساری کمائی اور گھر کا چراغ یہی ایک نوجوان بیٹا تھا' اس مُشفق ماں نے پیارے بیٹے کے گلے میں بانہیں ڈال کر رونا شروع کردیا' بیٹا حیرت میں آ کر ماں سے دریافت کرتا ہے کہ ماں! رنج وملال کا سبب کیا ہے؟ میں نے اپنی عمر میں کبھی آپ کی نافرمانی نہ کی' نہ آئندہ کرسکتا ہوں آپ کی اطاعت وفرمانبرداری فرض ہے اور میں تازندگی مطیع وفرمانبردار ہوں' آپ کے دل کو کیا صدمہ پہنچا اور آپ کو کس غم نے رُلایا؟ میری پیاری ماں! میں آپ کے حکم پر جان فدا کرنے کو تیار ہوں' آپ غمگین نہ ہوں' اکلوتے سعادت مند بیٹے کی یہ سعادت مندانہ گفتگو سن کر ماں چیخ مار کر رونے لگی اور کہنے لگی: اے فرزندِ دلبند! میری آنکھوں کا نور' دل کا سرور تو ہی ہے اور اے میرے گھر کے چراغ اور میرے باغ کے پھول! میں نے اپنی جان گُھلا گُھلا کر تیری جوانی کی بہار پائی ہے تو ہی میرے دل کا قرار ہے' تو ہی میری جان کا چین ہے' ایک دم تیری جدائی اور ایک لمحہ تیرا فراق مجھے برداشت نہیں ہوسکتا۔

چوں در خطرب باشم توئی در ضیالم
چوں بیدار گردم توئی در ضمیرم

اے جانِ مادر! میں نے تجھے اپنا خونِ جگر پلایا ہے' آج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جگر گوشہ' خاتونِ جنت کا نونہال دشتِ کربلا میں مبتلائے مصیبت و جفا ہے' پیارے بیٹے! کیا تجھ سے ہوسکتا ہے کہ تو اپنا خون اس پر نثار کرے اور اپنی جان اس کے قدموں پر قربان کرڈالے' اس بے غیرت زندگی پر ہزار تُف ہے کہ ہم زندہ رہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لاڈلا ظلم وجفا کے ساتھ شہید کیا جائے' اگر تجھے میری محبتیں کچھ یاد ہوں اور تیری پرورش میں جو محنتیں میں نے اُٹھائی ہیں ان کو تو بھولا نہ ہو تو اے میرے چمن کے پھول! تو حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر صدقہ ہوجا! وہب نے

کہا: اے مادرِ مہربان! خوبی نصیب یہ جان شہزادہ کونین پر فدا ہو جائے اور یہ ناچیز ہدیہ وہ آقا قبول کر لیں، میں دل و جان سے آمادہ ہوں، ایک لمحہ کی اجازت چاہتا ہوں تا کہ اس بی بی سے دو باتیں کر لوں جس نے اپنی زندگی کے عیش و راحت کا سہرا میرے سر باندھا ہے اور جس کے ارمان میرے سوا کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے، اس کی حسرتوں کے تڑپنے کا خیال ہے، وہ اگر صبر نہ کر سکی تو میں اس کو اجازت دے دوں کہ وہ اپنی زندگی کو جس طرح چاہے گزارے، ماں نے کہا: بیٹا! عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں، مبادا تو اس کی باتوں میں آ جائے اور یہ سعادت سرمدی تیرے ہاتھوں سے جاتی رہے، وہب نے کہا: پیاری ماں! امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کی گرہ دل میں ایسی مضبوط لگی ہے کہ اس کو کوئی کھول نہیں سکتا اور ان کی جاں نثاری کا نقش دل پر اس طرح جاگزیں ہوا ہے جو دنیا کے کسی بھی پانی سے دھویا نہیں جا سکتا ہے، یہ کہہ کر بی بی کی طرف آیا اور اسے خبر دی کہ فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدانِ کربلا میں بے یار و مددگار ہیں اور غداروں نے ان پر نرغہ کیا ہے، میری تمنا ہے کہ ان پر جان نثار کروں، یہ سن کر نئی دلہن نے امید بھرے دل سے ایک آہ کھینچی اور کہنے لگی: اے میرے آرامِ جاں! افسوس یہ ہے کہ اس جنگ میں میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتی، شریعت اسلامیہ نے عورتوں کو حرب کیلئے میدان میں آنے کی اجازت نہیں دی ہے، افسوس! اس سعادت میں میرا حصہ نہیں کہ تیرے ساتھ میں بھی اس جان جہاں پر قربان ہو جاؤں، ابھی میں نے دل بھر کے تیرے چہرے کو بھی نہیں دیکھا اور تو نے جنتی چمنستان کا ارادہ کر دیا، وہاں حوریں تیری خدمت کی آرزومند ہوں گی، مجھ سے عہد کر کہ جب سردارانِ اہل بیت کے ساتھ جنت میں تیرے لئے بے شمار نعمتیں حاضر کی جائیں گی اور بہشتی حوریں تیری خدمت کیلئے حاضر ہوں اس وقت تو مجھے نہ بھول جائے، یہ نوجوان اپنی اس نیک بی بی اور برگزیدہ ماں کو لے کر فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، دلہن

نے عرض کیا: یا ابن رسول! شہداء گھوڑے سے زمین پر گرتے ہی حوروں کی گود میں پہنچتے ہیں اور بہشتی حسین کمالِ اطاعت شعاری کے ساتھ ان کی خدمت کرتے ہیں' میرا یہ نوجوان شوہر حضور پر جاں نثاری کی تمنا رکھتا ہے اور میں نہایت بے کس ہوں' نہ میری ماں ہے نہ باپ نہ کوئی بھائی ہے نہ ایسے قرابتی رشتہ دار ہیں جو میری خبر گیری کر سکیں' التجا یہ ہے کہ عرصہ گاہِ محشر میں میرے اس شوہر سے جدائی نہ ہو اور دنیا میں مجھ غریب کو آپ اہل بیت اپنی کنیزوں میں رکھیں اور میری عمر کا آخری حصہ آپ کی پاک بیبیوں کی خدمت میں گزر جائے' حضرت امام رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ تمام عہد ہو گئے اور وہب نے عرض کیا کہ اے امام رضی اللہ عنہ! اگر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت سے مجھے جنت ملی تو میں عرض کروں گا کہ یہ بی بی میرے ساتھ رہے اور میں نے اس سے عہد کیا ہے' وہب اجازت چاہ کر میدان میں چل دیا' لشکر اعداء نے دیکھا کہ گھوڑے پر ایک ماہر سوار ہے اور اجل ناگہانی کی طرح دشمن پر تا فت لاتا ہے' ہاتھ میں نیزہ ہے دوش پر سپَر ہے اور دل ہلا دینے والی آواز کے ساتھ یہ رجز پڑھتا آ رہا ہے:

اَمِیْرٌ حُسَیْنٌ وَنِعْمَ الْاَمِیْرُ لَہٗ لَمْعَۃٌ کَالسِّرَاجِ الْمُنِیْرِ
ایں چہ زوقست کرجاں می بازو وہب کلبی سگِ کوئے حسین
دست او تیغ زند تا کہ کند روے اشرار چو گیسوئے حسین

برقِ خاطف کی طرح میدان میں پہنچا' کوہ پیکر گھوڑے پر سپہ گری کے فنون دکھائے' صفِ اعداء سے مبارز طلب کیا' جو سامنے آیا تلوار سے اس کا سر اُڑایا' گردو پیش خود سروں کے سروں کا انبار لگا دیا اور ناکسوں کے تن خون و خاک میں تڑپتے نظر آنے لگے' یکبارگی گھوڑے کی باگ موڑی اور ماں کے پاس آ کر عرض کیا کہ اے مادر مشفقہ! تو مجھ سے راضی ہوئی اور بیوی کی طرف جا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا جو

بیقرار رو رہی تھی اور اس کو صبر دلایا' اس کی زبانِ حال کہتی تھی:

جان زعم فرسودہ دارم چوں نہ نالم آہ آہ
دل بدرد آلودہ دارم چوں نہ گریم زار زار

اتنے میں اعداء کی طرف سے آواز آئی کہ کیا کوئی مبارز ہے' وہب گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کی طرف روانہ ہوا' نئی دلہن ٹکٹکی باندھے اس کو دیکھ رہی ہے اور آنکھوں سے آنسو کے دریا بہا رہی ہے۔

از پیش من آں یار چو تجیل کناں رخت
دل نعرہ بر آورد کہ جاں رخت رواں رخت

وہب شیر ژیاں کی طرح تیغ آبدار و نیزہ جاں شکار لے کر معرکۂ کارزار میں صاعقہ وار آ پہنچا' اس وقت میدان میں اعداء کی طرف سے ایک مشہور بہادر اور نامدار سوار حکم بن طفیل غرورِ نبرد آزمائی میں سرشار تھا' وہب نے ایک ہی حملہ میں اس کو نیزہ پر اٹھا کر اس طرح زمین پر دے مارا کہ ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں اور دونوں لشکروں میں شور مچ گیا اور مبارزوں میں ہمتِ مقابلہ نہ رہی' وہب گھوڑا دوڑاتا قطب دشمن پر پہنچا' جو مبارز سامنے آتا' اس کو نیزہ کی نوک پر اٹھا کر خاک پر پٹخ دیتا' یہاں تک کہ نیزہ پارہ پارہ ہو گیا' تلوار میان سے نکالی اور تیغ زنوں کی گردنیں اڑا کر خاک میں ملا دیں' جب اعداء اس جنگ سے تنگ آ گئے تو عمر بن سعد نے حکم دیا کہ لوگ اس کے گرد ہجوم کر کے حملہ کر دیں اور ہر طرف سے یکبارگی ہاتھ چھوڑیں' ایسا ہی کیا اور جب وہ نوجوان زخموں سے چور ہو کر زمین پر آیا تو سیاہ دلانِ باطن نے اس کا سر کاٹ کر لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ میں ڈال دیا' اس کی ماں بیٹے کے سر کو اپنے منہ سے ملتی تھی اور کہتی تھی: اے بیٹا! بہادر بیٹا! اب تیری ماں تجھ سے راضی ہوئی' پھر وہ سر اس دلہن کی گود میں لا کر رکھ دیا' دلہن نے اپنے پیارے شوہر کے سر کو بوسہ دیا' اسی وقت پروانہ کی طرح اس شمع

جمال پر قربان ہوگئی اور اس کا طائرِ روح اپنے نوشاہ کے ساتھ ہم آغوش ہوگیا۔ (روضۃ الشہداء (مترجم) باب نہم ج ۲ ص ۲۳۱۔۲۳۹)

سرفروئی اسے کہتے ہیں کہ راہِ حق میں
سر کے دینے میں ذرا تو نے تامل نہ کیا

اَسْكَنَكُمَا اللّٰهُ فَرَادِيْسَ الْجِنَانِ وَاَغْرَقَكُمَا فِيْ بِحَارِ الرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ ۔(روضۃ الاحباب)

ان کے بعد اور سعادت مند جاں نثار دادِ جان نثاری دیتے اور جانیں فدا کرتے رہے جن جن خوش نصیبوں کی قسمت میں تھا انہوں نے خاندانِ اہل بیت پر اپنی جانیں فدا کرنے کی سعادت حاصل کی' اس زمرہ میں حُر بن یزید ریاحی قابل ذکر ہے' جنگ نہ ٹھہرنے دیتی تھی کبھی وہ عمر بن سعد سے جا کر کہتے تھے کہ تم امام رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرو گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دو گے؟ عمر بن سعد کو اس کا جواب نہ بن آتا تھا' وہاں سے ہٹ کر پھر میدان میں آتے ہیں' بدن کانپ رہا ہے' چہرہ زرد ہے' پریشانی کے آثار نمایاں ہیں' دل دھڑک رہا ہے' ان کے بھائی مصعب بن یزید نے ان کا یہ حال دیکھ کر پوچھا کہ اے برادر! آپ مشہور جنگ آزما اور دل آوردہ شجاع ہیں' آپ کیلئے یہ پہلا ہی معرکہ نہیں بارہا جنگ کے خونیں مناظر آپ کی نظر کے سامنے گزرے ہیں اور بہت سے دیو پیکر آپ کی خون آشام تلوار سے پیوند خاک ہوئے ہیں' آپ کا یہ کیا حال ہے اور آپ پر اس قدر خوف و ہراس کیوں غالب ہے؟ حُر نے کہا کہ اے بردار! یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سے جنگ ہے' اپنی عاقبت سے لڑائی ہے' میں بہشت اور دوزخ کے درمیان کھڑا ہوں' دنیا پوری قوت کے ساتھ مجھ کو جہنم کی طرف کھینچ رہی ہے اور میرا دل اس کی ہیبت سے کانپ رہا ہے' اس اثناء میں حضرت امام رضی اللہ عنہ کی آواز آئی' فرماتے ہیں: کوئی ہے جو آلِ رسول

پر جان نثار کرے! اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں سرخروئی پائے' یہ صدا تھی جس نے پاؤں کی بیڑیاں کاٹ دیں' دل بے تاب کو قرار بخشا اور اطمینان ہوا کہ شاہزادہ کونین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ میری پہلی جرأت سے چشم پوشی فرمائیں تو عجب نہیں' کریم نے کرم سے بشارت دی ہے' جان فدا کرنے کے ارادہ سے چل پڑے' گھوڑا دوڑایا اور امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گھوڑے سے اتر کر نیاز مندوں کے طریقہ پر رکاب تھامی اور عرض کیا کہ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! فرزندِ بتول! میں وہی حُر ہوں جو پہلے آپ کے مقابل ہوا اور جس نے آپ کو میدانِ بیابان میں روکا' اپنی اس جسارت و مبادرت پر نادم ہوں' شرمندگی اور خجالت نظر نہیں اٹھانے دیتی' آپ کی کریمانہ صدا سن کر اُمیدوں نے ہمت بندھائی تو حاضر خدمت ہوا ہوں' آپ رضی اللہ عنہ کے کرم سے کیا بعید کہ عفوِ جرم فرمائیں اور غلامانِ با اخلاص میں شامل کریں اور اپنے اہل بیت رضی اللہ عنہم پر جان قربان کرنے کی اجازت دیں۔

حضرت امام رضی اللہ عنہ نے حر کے سر پر دست مبارک رکھا اور فرمایا: اے حُر! بارگاہِ الٰہی میں اخلاص مندوں کے استغفار مقبول ہیں اور توبہ مستجاب' عذر خواہ محروم نہیں جاتے: ''وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ'' ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

(پ ۲۵' الشوریٰ: ۲۵)

شاد باش کہ میں نے تیری تقصیر معاف کی اور اس سعادت کے حصول کی اجازت دی' حُر اجازت پا کر میدان کی طرف روانہ ہوا' گھوڑا چمکا کر صفِ اعداء پر پہنچا' حُر کے بھائی مصعب بن یزید نے دیکھا کہ حُر نے دولتِ سعادت پائی اور نعمتِ آخرت سے بہرہ مند ہوا اور حرصِ دنیا کے غبار سے اس کا دامن پاک ہوا' اس کے دل میں بھی ولولہ

اٹھا اور باگ اُٹھا کر گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا' عمر بن سعد کے لشکر کو گمان ہوا کہ بھائی کے مقابلے کیلئے جاتا ہے' جب میدان پہنچا تو بھائی سے کہنے لگا: بھائی! تو میرے لیے خضرِ راہ ہو گیا اور مجھے تو نے سخت ترین مہلکہ سے نجات دلائی' میں بھی تیرے ساتھ ہوں اور رفاقت حضرت امام رضی اللہ عنہ کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں' اعدائے بدکش کو اس واقعہ سے نہایت حیرانی ہوئی' یہ واقعہ دیکھ کر عمر بن سعد کے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور وہ گھبرا اُٹھا اور اس نے ایک شخص کو منتخب کر کے اس کیلئے بھیجا اور کہا کہ رفق و مدارات کے ساتھ سمجھا بجھا کر حُر کو اپنے موافق کرنے کی کوشش کرے اور اپنی چالبازی اور فریب کاری انتہا کو پہنچا دے' پھر بھی ناکامی ہو تو اس کا سر کاٹ کر لے آئے' وہ شخص چلا اور حُر سے کہنے لگا: اے حر! تیری عقل و دانائی پر ہم فخر کرتے تھے مگر آج تو نے کمال نادانی کی کہ اس لشکرِ جرار سے نکل کر یزید کے انعام و اکرام پر ٹھوکر مار کر چند بیکس مسافروں کا ساتھ دیا جن کے ساتھ نانِ خشک کا ایک ٹکڑا اور پانی کا ایک بھی قطرہ نہیں ہے' تیری اس نادانی پر افسوس آتا ہے' حُر نے کہا: "اے بے عقل ناصح! تجھے اپنی نادانی پر رنج کرنا چاہیے کہ تو نے طاہر کو چھوڑ کر نجس کو قبول کیا اور دولت باقی کے مقابلے میں دنیائے فانی کے موہوم آرام کو ترجیح دی' حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی فرمایا ہے' میں اس گلستانِ رسالت پر جان قربان کرنے کی تمنا رکھتا ہوں' رضائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کونین میں کون سی دولت ہے' کہنے لگا: اے حر! یہ تو میں بھی خوب جانتا ہوں لیکن ہم الگ سپاہی ہیں اور آج دولت و مال یزید کے پاس ہے' حُر نے کہا: اے کم بخت! اس حوصلہ پر لعنت"۔

اب تو ناصح بد باطن کو یقین ہو گیا کہ اس کی چرب زبانی حُر پر اثر نہیں کر سکتی' اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت اس کے قلب میں اتر گئی ہے اور اس کا سینہ آلِ رسول علیہ السلام کی ولا سے مملو ہے' کوئی مکر و فریب اس پر نہ چلے گا' باتیں کرتے کرتے ایک تیر

حُر کے سینہ پر کھینچ مارا'حُر نے زخم کھا کر ایک نیزہ کا وار کیا جو سینہ سے پار ہو گیا اور زین سے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا' اس شخص کے تین بھائی تھے' یکبارگی حُر پر دوڑ پڑے' حُر نے آگے بڑھ کر ایک کا سر تلوار سے اڑا دیا' دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈال کر زمین سے اٹھا کر اس طرح پھینکا کہ گردن ٹوٹ گئی' تیسرا بھاگ نکلا اور حُر نے اس کا تعاقب کیا' قریب پہنچ کر اس کی پشت پر نیزہ مارا اور وہ سینہ سے نکل گیا' اب حُر نے لشکر ابن سعد کے میمنہ پر حملہ کیا اور خوب زور کی جنگ ہوئی' لشکر ابن سعد کو حُر کے جنگی ہنر کا اعتراف کرنا پڑا اور وہ جانباز صادق دادِ شجاعت دے کر فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان فدا کر گیا۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ حُر کو اٹھا کر لائے اور اس کے سر کو زانوئے مبارک پر رکھ کر اپنے پاک دامن سے اُن کے چہرے کا غبار دور فرمانے لگے' ابھی رمقِ جان باقی تھی' ابن زہراء کے پھولِ سے مہکتے دامن کی خوشبو حُر کے دماغ میں پہنچی' مشامِ جاں معطر ہو گیا' آنکھیں کھول دیں' دیکھا کہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں ہے' اپنے بخت ومقدر پر ناز کرتا ہوا فردوسِ بریں کو روانہ ہوا۔ اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

حر کے ساتھ اس کے بھائی اور غلام نے بھی نوبت بہ نوبت دادِ شجاعت دے کر اپنی جانیں اہل بیت رضی اللہ عنہم پر قربان کیں' پچاس سے زیادہ آدمی شہید ہو چکے' اب صرف خاندانِ اہل بیت رضی اللہ عنہم باقی ہیں اور دشمنانِ بد باطن کی انہیں پر نظر ہے' یہ حضرات پروانہ وار حضرت امام رضی اللہ عنہ پر نثار ہیں' یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے اس چھوٹے سے لشکر میں سے اس مصیبت کے وقت میں کسی نے بھی ہمت نہ ہاری' رفقاء اور موالی میں سے کسی کو بھی تو اپنی جان پیاری نہ معلوم ہوئی' ساتھیوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو اپنی جان لے کر بھاگتا یا

دشمنوں کی پناہ چاہتا' جان نثارانِ امام نے اپنے صدق و جانبازی میں پروانہ و بلبل کے افسانے ہیچ کر دیئے' ہر ایک کی تمنا تھی اور ہر ایک کا اصرار تھا کہ پہلے جان نثاری کو ان کو موقع دیا جائے' عشق و محبت کے متوالے شوقِ شہادت میں مست تھے' تنوں کا سر سے جدا ہونا اور راہِ خدا عزوجل میں شہادت پانا ان پر وجد کی کیفیت طاری کرتا تھا' ایک کو شہید ہوتا دیکھ کر دوسرے کے دلوں میں شہادتوں کی امنگیں جوش مارتی تھیں۔

(روضۃ الشہداء (مترجم)' باب نہم' ج ۲ ص ۲۰۵۔۲۱۶ ملخصاً وملتقطاً)

اہل بیت رضی اللہ عنہم کے نوجوانوں نے خاکِ کربلا کے صفحات پر اپنے خون سے شجاعت و جوانمردی کے وہ بے مثال نقوش ثبت فرمائے جن کو تبدلِ ازمنہ کے ہاتھ محو کرنے سے قاصر ہیں' اب تک نیازمندوں اور عقیدت کشوں کی معرکہ آرائیاں تھیں جنہوں نے علمِ بردارانِ شجاعت کو خاک و خون میں لٹا کر اپنی بہادری کے غلغلے دکھائے تھے' اب اسد اللہ کے شیرانِ حق کا موقع آیا اور علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے خاندان کے بہادروں کے گھوڑوں نے میدانِ کربلا کو جولانگاہ بنایا' ان حضرت کا میدان میں آنا تھا کہ بہادروں کے دل سینوں میں لرزنے لگے اور ان کے حملوں سے شیر دل بہادر چیخ اُٹھے' اسد اللٰہی تلواریں تھیں یا شہاب ثاقب کی آتش بازی' بنی ہاشم کی نبرد آزمائی اور جاں شکار حملوں نے کربلائی تشنہ لب زمین کو دشمنوں کے خون سے سیراب کر دیا اور خشک ریگستان سرخ نظر آنے لگے' نیزوں کی نوکوں پر صف شکن بہادروں کو اٹھانا اور خاک میں ملانا ہاشمی نوجوانوں کا معمولی کرتب تھا' ہر ساعت نیا مبارز آتا تھا اور ہاتھ اٹھاتے ہی فنا ہو جاتا تھا' ان کی تیغ بے نیاز اجل کا پیام تھی اور نوکِ سنان قضا کا فرمان' تلواروں کی چمک نے نگاہیں خیرہ کر دیں اور حرب و ضرب کے جوہر دیکھ کر کوہِ پیکر ترساں و ہراساں ہو گئے' کبھی میمنہ پر حملہ کیا تو صفیں درہم برہم کر ڈالیں' معلوم ہوتا تھا کہ سوار مقتولوں کے سمندر میں تیر رہا ہے' کبھی میسرہ کی طرف

رخ کیا تو معلوم ہوا کہ مردوں کی جماعت کھڑی تھی' جو اشارہ کرتے ہوئے لوٹ گئی' صاعقہ کی طرح چمکنے والی تیغ خون میں ڈوب ڈوب کر نکلتی تھی اور خون کے قطرات اس سے ٹپکتے رہتے تھے' اس طرح خاندانِ امام کے نوجوان اپنے اپنے جوہر دکھا دکھا کر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ پر جان قربان کرتے چلے جا رہے تھے' خیمہ سے چلتے تو ''بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ '' ترجمہ کنزالایمان: بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

(پ۴' آل عمران:۱۶۹)

کے چمنستان کی دلکش فضاء ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتی تھی' میدانِ کربلا کی راہ سے اس منزل تک پہنچنا چاہتے تھے۔

فرزندانِ امام حسن رضی اللہ عنہ کے محاربہ نے دشمن کے ہوش اُڑا دیئے' ابن سعد نے اعتراف کیا کہ اگر فریب کاریوں سے کام نہ لیا جاتا یا ان حضرات پر پانی بند نہ کیا جاتا تو اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ایک ایک نوجوان تمام لشکر کو برباد کر ڈالتا' جب وہ مقابلہ کیلئے اٹھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ قہر الٰہی عزوجل آرہا ہے' ان کا ایک ایک ہنر و رصف شکنی و ممارزفگنی میں فرد تھا' الحاصل اہل بیت رضی اللہ عنہم کے نونہالوں اور ناز کے پالو نے میدانِ کربلا میں حضرت امام رضی اللہ عنہ پر اپنی جانیں فدا کیں اور تیر و سناں کی بارش میں حمایتِ حق سے منہ نہ موڑا' گردنیں کٹوائیں' خون بہائے' جانیں دیں مگر ناحق زبان پر نہ آنے دیا' نوبت بہ نوبت تمام شہزادے شہید ہوتے چلے گئے' اب حضرت امام رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کے نورِ نظر حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں' میدان کی اجازت چاہتے ہیں' منت و سماجت ہو رہی ہے' عجیب وقت ہے چہیتا بیٹا شفیق باپ سے گردن کٹوانے کی اجازت چاہتا ہے اور اس پر اصرار کرتا ہے جس کی کوئی ہٹ' کوئی ضد ایسی نہ تھی جو پوری نہ کی جاتی' جس نازنین کو کبھی پدرِ مہربان نے انکاری جواب نہ دیا تھا آج اس کی یہ تمنا یہ التجا دل و جگر پر کیا اثر کرتی ہوگی' اجازت دی

تو کس بات کی گردن کٹانے اور خون بہانے کی! نہ دیں تو چمنستانِ رسالت کا وہ گلِ شداب کمہلایا جاتا ہے' مگر اس آرزومندِ شہادت کا اصرار اس حد پر تھا اور شوقِ شہادت نے ایسا وارفتہ بنادیا تھا کہ چاروناچار حضرت امام رضی اللہ عنہ کو اجازت دینا ہی پڑی' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اس نوجوانِ جمیل کو خود گھوڑے پر سوار کیا' اسلحہ اپنے دست مبارک سے لگائے' فولادی ؟؟ سر پر رکھا' کمر پر پٹکا باندھا' تلوار حمائل کی' نیزہ اس ناز پروردہ سیادت کے مبارک ہاتھ میں دیا' اس وقت اہل بیت رضی اللہ عنہم کی بیبیوں بچوں پر کیا گزر رہی تھی' جن کا تمام کنبہ وقبیلہ برادر وفرزند سب شہید ہو چکے تھے اور ایک جگمگاتا ہوا چراغ بھی آخری سلام کر رہا تھا۔

ان تمام مصائب کو اہل بیت رضی اللہ عنہم نے رضائے حق کیلئے بڑے استقلال کے ساتھ برداشت کیا اور یہ انہیں کا حوصلہ تھا' حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ خیمہ سے رخصت ہو کر میدانِ کارزار کی طرف تشریف فرما ہوئے' جنگ کے مطلع میں ایک آفتاب چمکا' مشکیں کامل کی خوشبو سے میدان مہک گیا' چہرہ کی تجلی نے معرکۂ کارزار کا عالمِ انوار بنادیا۔

(روضۃ الشہداء (مترجم)' باب نہم ج ۲ ص ۲۱۶-۳۳۴ ملخصاً وملتقطاً)

نور نگاہ فاطمہ آسماں جناب
جگر دلِ خدیجہ پاک ارم قباب
لختِ دل امام حسین ابنِ ابو تراب
شیر خدا کا شیرہ وہ شیروں میں انتخاب
صورت تھی انتخاب تو قامت تھا لاجواب
گیسوئے مشک ناب تو چہرہ تھا آفتاب
چہرہ سے شہزادہ کا اٹھا جبھی نقاب

ہر سپر ہو گیا خجلت سے آب آب
کاکل کی شام رخ کی سحر موسمِ شباب
سنبل نثار شام خدا سے سحر گلاب
شہزادہ جلیل علی اکبرِ جمیل
بستان حسن میں گل خوش منظر شباب
پالا تھا اہل بیت نے آغوشِ نار میں
شرمندہ اس کی ناز کی شیشۂ میاب
صحرائے کوفہ عالمِ انوار بن گیا
چمکا جو ان میں فاطمہ زہرا کا ماہتاب
خورشید جلوہ گر ہوا پشتِ سمندر پر
یا ہاشمی جوان کے رُخ سے اٹھا نقاب
مولت نے مرحبا کیا شوکت تھی رجز خواں
جرأت نے باگ تھامی شجاعت نے کی رکاب
چہرہ کو اس کے دیکھ کے آنکھیں جھپک گئیں
دل کانپ اٹھے ہو گیا اعداء کو اضطراب
سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے
غیظ وغضب کے شعلوں سے دل ہو گئے کباب
نیزہ جگر شگاف تھا اس گل کے ہاتھ میں
یا اژدھا تھا موت کا یا اسوء القصاب
چمکا کے تیغ مردوں کو نامرد کر دیا
اس سے نظر ملانا یہ تھی کس کے دل میں تاب

کہتے تھے آج تک نہیں دیکھا کوئی جواں
ایسا شجاع ہوتا جو اس شیر کا جواب
میدان کار لرزہ بر اندام ہو گئے
شیر افگنوں کی حالتیں ہونے لگیں خراب
کینہ پیکروں کو تیغ سے دو پارہ کر دیا
کی ضربِ خُود پر تو اُڑا ڈالا تا رکاب
تلوار تھی کہ صاعقہ برق یار تھا
یا از برائے رجمِ شیاطین تھا شہاب
چہرہ میں آفتابِ نبوت کا نور تھا
آنکھوں میں شانِ صولت رکارِ بو تراب
پیاسا تھا کہ جنہوں نے انہیں سیر کر دیا
اس جود پر ہے آج تری تیغِ زہر آب
میداں میں اس کے حسنِ عمل دیکھ کر نعیم
حیرت سے بدحواس تھے جتنے تھے شیخ و شاب

میدانِ کربلا میں فاطمی نوجوان پشتِ سمندر پر جلوہ آراء تھا' چہرہ کی تابش ماہِ تاباں کو شرما رہی تھی' سرو قامت نے اپنے جمال سے ریگستان کو بستانِ حسن بنا دیا' جوانی کی بہاریں قدموں پر نثار ہو رہی تھیں' سنبل کاکل سے خجل برگِ گل اس کی نزاکت سے منفعلِ حس کی تصویر مصطفیٰ کی تنویر حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے جمالِ اقدس کا خطبہ پڑھ رہی تھی' یہ چہرۂ تاباں اس روئے درخشاں کی یاد دلا رہا تھا' ان سنگدلوں پر حیرت جو اس گلِ شاداب کے مقابلہ کا ارادہ رکھتے تھے' ان بے دینوں پر بے شمار نفرت جو حبیبِ خدا عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نونہال کو گزند پہنچانا

چاہتے تھے' یہ اسد اللّٰہی شیر میدان میں آیا' صفِ اعداء کی طرف نظر کی' ذوالفقارِ حیدری کو چمکایا اور اپنی مبارک زبان سے رَجز شروع کی:

اَنَا عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنُ ابْنِ عَلِیٍّ نَحْنُ اَهْلُ الْبَیْتِ اَوْلٰی بِالنَّبِیّ .

جس وقت شاہزادۂ عالی مقام رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھی ہوگی کربلا کا چپہ چپہ اور ریگستانِ کوفہ کا ذرہ ذرہ کانپ گیا ہوگا' ان مدعیانِ ایمان کے دل پتھر سے بدرجہا بدتر تھے جنھوں نے اس نوبادہ چمنستانِ رسالت کی زبانِ شیریں سے یہ کلمے سنے' پھر بھی ان کی آتش عناد سرد نہ ہوئی اور کمینہ سینہ سے کینہ دور نہ ہوا' لشکریوں نے عمر بن سعد سے پوچھا: یہ سوار کون ہے جس کی تجلی نگاہوں کو خیرہ کر رہی ہے اور جس کی ہیبت و صولت سے بہادروں کے دل ہراساں ہیں' شانِ شجاعت اس کی ایک ایک ادا سے ظاہر؟ کہنے لگے: یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں' صورت وسیرت میں اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بہت مناسب رکھتے ہیں' یہ سن کر لشکریوں کو کچھ پریشانی ہوئی اور ان کے دلوں نے ان پر ملامت کی کہ اس آقا زادے رضی اللہ عنہ کے مقابل آنا اور ایسے جلیل القدر مہمان کے ساتھ یہ سلوک' بے مروتی کرنا نہایت سفلہ پن اور بد باطنی ہے لیکن ابن زیاد کے وعدے اور یزید کے انعام واکرام وطمعِ دولت ومال کی حرص نے اس طرح گرفتار کیا تھا کہ وہ اہلِ بیتِ اطہار کی قدر وشان اور اپنے افعال وکردار کی شامت ونحوست جاننے کے باوجود اپنے ضمیر کی ملامت کی پرواہ نہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغی بنے اور آلِ رسول کے خون سے کنارہ کرنے اور اپنے دارین کی روسیاہی سے بچنے کی انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ شاہزادۂ عالی وقار رضی اللہ عنہ نے مبارز طلب فرمایا' صف اعداء میں کسی کو جنبش نہ ہوئی کسی بہادر کا قدم نہ بڑھا' معلوم ہوتا تھا کہ شیر کے مقابل بکریوں کا ایک گلہ ہے جو دم بخود

اور ساکت ہے' حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے پھر نعرہ مارا اور فرمایا کہ اے ظالمانِ جفاکش! اگر بنی فاطمہ کے خون کی پیاس ہے تو تم میں سے جو بہادر ہو اسے میدان میں بھیجو' زورِ بازوئے علی رضی اللہ عنہ دیکھنا ہو تو میرے مقابل آؤ' مگر کس کو ہمت تھی کہ آگے بڑھتا' کس کے دل میں تاب وتواں تھی کہ شیر ژیاں کے سامنے آیا' جب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ دشمنانِ خونخوار میں کوئی ایک آگے نہیں بڑھتا اور ان کو برابر کی ہمت نہیں ہے کہ ایک کو ایک کے مقابل کریں تو آپ نے سمند بادپا کی باگ اٹھائی اور توسنِ صبارفتار کے مہمیز لگائی اور صاعقہ دار دشمن کے لشکر پر حملہ کیا' جس طرف زد کی' پرّے کے پرّے ہٹا دیئے' ایک ایک وار میں کئی کئی دیوپیکر گرا دیئے' ابھی میمنہ پر چمکے تو اس کو منتشر کیا' ابھی میسرہ کی طرف پلٹے تو صفیں درہم برہم کر ڈالیں' کبھی قلب لشکر میں غوطہ لگایا تو گردن کشوں کے سر موسم خزاں کے پتوں کی طرح تن کے درختوں سے جدا ہو کر گرنے لگے' ہر طرف شور برپا ہو گیا' دلاوروں کے دل چھوٹ گئے' بہادروں کی ہمتیں ٹوٹ گئیں' کبھی نیزے کی ضرب تھی' کبھی تلوار کا وار تھا' شہزادہ اہلِ بیت کا حملہ نہ تھا عذابِ الٰہی کی بلائے عظیم تھی' دھوپ میں جنگ کرتے کرتے چمنستانِ اہل بیت کے گلِ شاداب کو تشنگی کی غلبہ ہوا' باگ دوڑ کر والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے' عرض کیا: ''یَا اَبَتَاہُ! اَلْعَطَش'' اے پدرِ بزرگوار! پیاس کا بہت غلبہ ہے' غلبہ کی کیا انتہا تین دن سے پانی بند ہے' تیز دھوپ اور اس میں جانبازانہ دوڑ دھوپ' گرم ریگستان' لوہے کے ہتھیار جو بدن پر لگے ہوئے ہیں وہ تمازتِ آفتاب سے آگ ہو رہے ہیں' اگر اس وقت حلق تر کرنے کیلئے چند قطرے مل جائیں تو فاطمی شیر گربہ خصلتوں کو پیوندِ خاک کر ڈالے' شفیق باپ نے جانباز بیٹے کی پیاس دیکھی مگر پانی کہاں تھا جو اس تشنہ شہادت کو دیا جاتا' دستِ شفقت سے چہرہ گلگوں کا گرد و غبار صاف کیا اور اپنی انگشتری فرزندِ ارجمند کے دہان مبارک پر رکھ دی' پدرِ مہربان کی شفقت سے فی الجملہ تسکین

ہوئی پھر شہزادہ نے میدان کی طرف کیا' پھر صدا دی: ''هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ'' کوئی جان پر کھیلنے والا ہو تو سامنے آئے' عمر بن سعد نے طارق سے کہا: بڑے شرم کی بات ہے کہ اہل بیت کا اکیلا نوجوان میدان میں ہے اور تم ہزاروں کی تعداد میں ہو' اس نے پہلی مرتبہ مبارز طلب کیا تو تمہاری جماعت میں سے کسی کو ہمت نہ ہوئی' پھر وہ آگے بڑھا تو صفیں کی صفیں درہم برہم کر ڈالیں اور بہادروں کا کھیت کر دیا' بھوکا ہے پیاسا ہے' دھوپ میں لڑتے لڑتے تھک گیا ہے' خستہ اور ماندہ ہو چکا ہے' پھر مبارز طلب کرتا ہے اور تمہاری تازہ دم جماعت میں سے کسی کو یارائے مقابلہ نہیں' تف ہے تمہارے دعوائے شجاعت و بسالت پر! ہو کچھ غیرت تو میدان میں پہنچ کر مقابلہ کر کے فتح حاصل کر تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تو نے یہ کام انجام دیا تو عبداللہ ابن زیاد سے تجھ کو موصل کی حکومت دلا دوں گا' طارق نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں فرزندِ رسول اور اولادِ بتول سے مقابلہ کر کے اپنی عاقبت بھی خراب کروں پھر بھی تو اپنا وعدہ وفا نہ کرے تو نہ میں دنیا کا رہا نہ دین کا۔ ابن سعد نے قسم کھائی اور پختہ قول و قرار کیا' اس پر حریص طارق موصل کی حکومت کی لالچ میں گلِ بستان رسالت کے مقابلہ کیلئے چلا' سامنے پہنچتے ہی شہزادۂ والا تبار پر نیزہ کا وار کیا' شاہزادہ عالی جاہ رضی اللہ عنہ نے اس کا نیزہ ردّ فرما کر سینہ پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ طارق کی پیٹھ سے نکل گیا اور وہ ایک دم گھوڑے سے گر گیا' شہزادہ رضی اللہ عنہ کے کمال ہنرمندی گھوڑے کو ایڑ بھی دے کر اس کو روند ڈالا اور ہڈیاں چکنا چور کر دیں' یہ دیکھ کر طارق کے بیٹے عمر بن طارق کو طیش آ گیا اور باپ کا بدلہ لینے کیلئے شہزادہ کی طرف بڑھا' شاہزادہ نے ایک ہی نیزہ میں اس کا کام تمام کر دیا' اس کے بعد اس کا بھائی طلحہ بن طارق اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لینے کیلئے آتشیں شعلہ کی طرح شہزادہ پر دوڑ پڑا' حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر زین سے اٹھالیا اور زمین پر اس زور کا پٹکا کہ اس کا دم نکل گیا۔

شہزادہ کی ہیبت سے لشکر میں شور برپا ہو گیا' ابن سعد نے ایک مشہور بہادر مصراع ابن غالب کو شہزادہ کے مقابلہ کیلئے بھیجا' مصراح نے شہزادہ پر حملہ کیا' آپ نے تلوار سے نیزہ قلم کر کے اس کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ زین تک کٹ گئی' دو ٹکڑے ہو کر گر گیا' اب کسی میں ہمت نہ رہی تھی کہ تنہا اس شیر کے مقابل آتا' ناچار ابن سعد نے محکم بن طفیل اور ابن نوفل کو ایک ایک ہزار سواروں کے ساتھ شاہزادہ رضی اللہ عنہ پر یکبارگی حملہ کرنے کیلئے بھیجا' شاہزادہ رضی اللہ عنہ نے نیزہ اٹھا کر ان پر حملہ کیا' اور انہیں دھکیل کر قلب لشکر تک بھگا گیا۔

اس حملہ میں شہزادہ کے ہاتھ سے کتنے بدنصیب ہلاک ہوئے' کتنے پیچھے ہٹے آپ پر پیاس کی شدت بہت ہوئی' پھر گھوڑا دوڑا کر پدر عالی قدر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ" بابا! پیاس کی بہت شدت ہے اس مرتبہ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نورِ دیدہ! حوضِ کوثر سے سیرابی کا وقت قریب آ گیا ہے' دستِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے وہ جام ملے گا جس کی لذت نہ تصور میں آ سکتی ہے نہ زبان بیان کر سکتی ہے' یہ سن کر حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو خوشی ہوئی اور وہ پھر میدان کی طرف لوٹ گئے اور لشکر دشمن کے یمین و یسار پر حملہ کرنے لگے' اس مرتبہ لشکرِ اشرار نے یکبارگی چاروں طرف سے گھیر کر حملے کرنا شروع کر دیئے' آپ بھی حملہ فرماتے رہے اور دشمن ہلاک ہو ہو کر خاک و خون میں لوٹتے رہے لیکن چاروں طرف سے نیزوں کے زخموں نے تن نازنین کو چکنا چور کر دیا تھا اور چمنِ فاطمہ کا گلِ رنگیں اپنے خوں میں نہا گیا تھا' پیہم تیغ و سناں کی ضربیں پڑ رہی تھیں اور فاطمی شہسوار پر تیر و تلوار کا مینہ برس رہا تھا' اس حالت میں آپ پشت زین سے زمین پر آ گئے اور سرو قامت نے خاکِ کربلا پر استراحت کی' اس وقت آپ نے آواز دی: "یَا اَبَتَاهُ! اَدْرِكْنِيْ" اے پدرِ بزرگوار! مجھ کو لیجئے! حضرت امام رضی اللہ عنہ گھوڑا بڑھا کر میدان

میں پہنچے اور جانباز نونہال کو خیمہ میں لائے، اس کا سر گود میں لیا، حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے آنکھ کھولی اور اپنا سر والد کی گود میں دیکھ کر فرمایا: "جان ما نیاز مندان قربان تو باد" اے پدر بزرگوار! میں دیکھ رہا ہوں آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، بہشتی حوریں شربت کے جام لئے انتظار کر رہی ہیں، یہ کہا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ (روضۃ الشہداء (مترجم) باب نہم، ج ۲، ص ۲۱۶ـ۳۳۴ ملخصاً وملتقطاً) اہل بیت کا صبر و تحمل اللہ اکبر! امید کے نو شگفتہ کو کملایا ہوا دیکھا اور الحمد للہ کہا، ناز کے پالوں کو قربان کر دیا اور شکر الٰہی عزوجل بجا لائے، مصیبت و اندوہ کی کچھ نہایت ہے، فاقہ پر فاقہ ہے، پانی کا نام و نشان نہیں، بھوکے پیاسے فرزند تڑپ تڑپ کر جانیں دے چکے ہیں، جلتے ریت پر فاطمی نونہال ظلم و جفا سے ذبح کیے گئے، عزیز و اقارب، دوست واحباب، خادم موالی، دلبند جگر پیوند سب آئے، وفا ادا کر کے دوپہر میں شربت شہادت نوش کر چکے ہیں، اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قافلہ میں سناٹا ہو گیا، جن کا کلمہ کلمہ تسکینِ دل و راحتِ جان تھا، وہ نور کی تصویریں خاک و خون میں خاموش پڑی ہوئی ہیں، آلِ رسول نے رضا و صبر کا وہ امتحان دیا جس نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا، بڑے سے لے کر بچے تک مبتلائے مصیبت تھے، حضرت امام رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند علی اصغر رضی اللہ عنہ جو ابھی کمسن ہیں، شیر خوار ہیں، پیاس سے بیتاب ہیں، شدتِ تشنگی سے تڑپ رہے ہیں، ماں کا دودھ خشک ہو گیا ہے، پانی کا نام و نشان تک نہیں، اس چھوٹے بچے کی خشک ننھی زبان باہر آتی ہے، بے چینی میں ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور پیچ کھا کھا کر رہ جاتے ہیں، کبھی ماں کی طرف دیکھتے ہیں اور ان کو سوکھی زبان دکھلاتے ہیں، نادان بچہ کیا جانتا ہے کہ ظالموں نے پانی بند کر دیا ہے، ماں کا دل اس بے چینی سے پاش پاش ہو جاتا ہے، کبھی بچہ باپ کی طرف اشارہ کرتا ہے، وہ جانتا تھا کہ ہر چیز یہ لا کر دیا کرتے ہیں، میری اس بے کسی کے وقت بھی پانی بہم پہنچائیں گے،

چھوٹے بچے کی بے تابی دیکھی نہ گئی' والدہ نے حضرت امام رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اس ننھی جان کی بے تابی دیکھی نہیں جاتی' اس کو گود میں لے جایئے اور اس کا حال ظالمانِ سنگدل کو دکھایئے' اس پر تو رحم آئے گا' اس کو تو چند قطرے دے دیں گے' یہ نہ جنگ کرنے کے لائق ہے نہ میدان کے لائق ہے' اس سے کیا عداوت ہے؟

حضرت امام رضی اللہ عنہ اس چھوٹے نورِ نظر کو سینہ سے لگا کر سپاہِ دشمن کے سامنے پہنچے اور فرمایا کہ اپنا تمام کنبہ تو تمہاری بے رحمی اور جور و جفا کے نذر کر چکا اور اب اگر آتشِ بغض و عناد جو شپر ہے' یہ شیر خوار بچہ پیاس سے دم توڑ رہا ہے' اس کی بے تابی دیکھو اور کچھ شائبہ بھی رحم کا ہو تو اس کا حلق تر کرنے کو ایک گھونٹ پانی دو' جفا کارانِ سنگدل پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور ان کو ذرا رحم نہ آیا' بجائے پانی کے ایک بدبخت نے تیر مارا جو علی اصغر رضی اللہ عنہ کا حلق چیرتا ہوا امام رضی اللہ عنہ کے بازو میں بیٹھ گیا' امام رضی اللہ عنہ نے وہ تیر کھینچا' بچہ نے تڑپ کر جان دی' باپ کی گود میں سے ایک نور کا پتلا لپٹا ہوا ہے' خون میں نہا رہا ہے' اہل خیمہ کو گمان ہے کہ سیاہ دلانِ بے رحم اس بچہ کو ضرور پانی دے دیں گے اور اس کی تشنگی دلوں پر ضرور اثر کرے گی' لیکن جب امام رضی اللہ عنہ اس شگوفہ تمنا کو خیمہ میں لائے اور اس کی والدہ نے اوّل نظر میں دیکھا کہ بچہ میں بے تابانہ حرکتیں نہیں ہیں' سکون کا عالم ہے' نہ وہ اضطراب ہے نہ بے قراری' گمان ہوا کہ پانی دے دیا ہوگا' حضرت امام رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' فرمایا: وہ بھی ساقی کوثر کے جامِ رحمت و کرم سے سیراب ہونے کیلئے اپنے بھائیوں سے جاملا' اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ چھوٹی قربانی بھی قبول فرمائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهٖ وَنَوَالِهٖ ۔ (روضۃ الشہداء (مترجم) باب نہم ج ۲ ص ۳۳۸)

رضا و تسلیم کی امتحان گاہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتولین نے وہ ثبات قدمی دکھائی کہ عالمِ ملائکہ بھی حیرت میں آ گیا ہوگا۔

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۔(پ ۱ البقرہ:۳۰)

ترجمہ کنزالایمان: مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت

اب وہ وقت آیا کہ جاں نثار ایک ایک کر کے رخصت ہو چکے اور حضرت امام رضی اللہ عنہ پر جانیں قربان کر گئے' اب تنہا حضرت امام رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک فرزند حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ' وہ بھی بیمار وضعیف' باوجود اس ضعف وناطاقتی کے خیمہ سے باہر آئے اور حضرت امام رضی اللہ عنہ کو تنہا دیکھ کر مصارفِ کارزار جانے اور اپنی جان نثار کرنے کیلئے نیزہ دست مبارک میں لیا' لیکن بیماریٔ سفر کی کوفت' بھوک وپیاس' متواتر فاقوں اور پانی کی تکلیفوں سے ضعف اس درجہ ترقی کر گیا تھا کہ کھڑے ہونے سے بدن مبارک لرزتا تھا' باوجود اس کے ہمت مردانہ کا یہ حال تھا کہ میدان کا عزم کرلیا' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جانِ پدر! لوٹ آؤ میدان جانے کا قصد نہ کرو' میں کنبہ قبیلہ' عزیز واقارب' خدام وموالی جو ہمراہ تھے راہِ حق میں نثار کر چکا اور الحمدللہ کہ ان مصائب کو اپنے جد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کیا' اب اپنا ناچیز ہدیہ سر راہِ خدا عزوجل میں نذر کرنے کیلئے حاضر ہوں' تمہاری ذات کے ساتھ بہت امیدیں وابستہ ہیں' بے کسانِ اہل بیت علیہم الرضوان کو وطن تک کون پہنچائے گا' بیبیوں کی نگہداشت کون کرے گا' جد و پدر کی جو امانتیں میرے پاس ہیں کس کو سپرد کی جائیں گی' قرآن کریم کی محافظت اور حقائقِ عرفانیہ کی تبلیغ کا فرض کس کے سر پر رکھا جائے گا' میری نسل کس سے چلے گی' حسینی سیدوں علیہم الرضوان کا سلسلہ کس سے جاری ہوگا' یہ سب توقعات تمہاری ذات سے وابستہ ہیں' رسالت ونبوت کے آخری چراغ تم ہی ہو' تمہاری ہی طلعت سے دنیا مستنیر ہوگی' مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلدادگانِ حسن تمہارے ہی روئے تاباں

سے حبیب حق کے انوار و تجلیات کی زیارت کریں گے' اے نورِ نظر! لختِ جگر! یہ تمام کام تمہارے ذمہ کیئے جاتے ہیں' میرے بعد تم ہی میرے جانشین ہو گے' تمہیں میدان جانے کی اجازت نہیں ہے' حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے بھائی تو جان نثاری کی سعادت پا چکے اور حضور کے سامنے ہی ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آغوشِ رحمت و کرم میں پہنچے' میں تڑپ رہا ہوں مگر حضرت امام رضی اللہ عنہ نے پذیرانہ فرمایا اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو ان تمام ذمہ داریوں کا حامل کیا اور خود جنگ کیلئے تیار ہوئے' قبائے مصری پہنی اور عمامہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سر پر باندھا' سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سپر پشت پر رکھی' حضرت حیدرِ کرار کی ذوالفقارِ آبدار حمائل کی' اہل خیمہ نے اس منظر کو کس آنکھوں سے دیکھا ہو گا' امام میدان جانے کیلئے گھوڑے پر سوار ہوئے' اس وقت اہل بیت کی بے کسی انتہا کو پہنچتی ہے اور ان کا سرداران سے طویل عرصہ کیلئے جدا ہوتا ہے' ناز پروروں کے سروں سے شفقت پدری کا سایہ اُٹھنے والا ہے' نونہالانِ اہلِ بیت علیہم الرضوان کے گرد یتیمی منڈلاتی پھر رہی ہے' ازواج سے سہاگ رخصت ہو رہا ہے' دکھے ہوئے مجروح دل امام رضی اللہ عنہ کی سے جدائی سے کٹ رہے ہیں' بیکس قافلہ حسرت کی نگاہوں سے امام کے چہرۂ دل افروز پر نظر کر رہا ہے' سکینہ رضی اللہ عنہا کی ترسی ہوئی آنکھیں پدرِ بزرگوار کا آخری دیدار کر رہی ہیں' آن دو آن میں یہ جلوے ہمیشہ کیلئے رخصت ہونے والے ہیں' اہل خیمہ کے چہروں سے رنگ اُڑ گئے ہیں' حسرت و یاس کی تصویریں ساکت کھڑی ہوئی ہیں' نہ کسی کے بدن میں جنبش ہے نہ کسی کی زبان میں تابِ حرکت' نورانی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں اور خاندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بے وطنی اور بے کسی میں اپنے سروں سے رحمت و کرم کے سایہ گستر کو رخصت کر رہا ہے' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل بیت کو تلقین صبر فرمائی' رضائے الٰہی عزوجل پر

صابر و شاکر رہنے کی ہدایت کی اور سپردِ خدا عزوجل کر کے میدان کی طرف رخ کیا'
اب نہ قاسم ہیں نہ ابوبکر و عمر نہ عثمان و عون نہ جعفر و عباس علیہم الرضوان جو حضرت امام
رضی اللہ عنہ کو میدان جانے سے روکیں اور اپنی جانوں کو امام رضی اللہ عنہ پر فدا کریں'
علی اکبر رضی اللہ عنہ بھی آرام کی نیند سو گئے' جو حصولِ شہادت کی تمنا میں بے چین تھے'
تنہا امام رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ ہی کو اعداء کے مقابل جانا ہے۔

خیمہ سے چلے اور میدان میں پہنچے' حق و صداقت کا روشن آفتاب سرزمین شام میں طالع ہوا' امیدِ زندگانی و تمنائے زیست کا گرد و غبار اس کے جلوے کو چھپا نہ سکا' حبِ دنیا و آسائشِ حیات کی رات سیاہ پردے آفتابِ حق کی تجلیوں سے چاک چاک ہو گئے' باطل کی تاریکی اس کی نورانی شعاعوں سے کافور ہو گئی' مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرزند راہِ حق میں گھر لٹا کر' کنبہ کٹا کر سر بکف موجود ہے' ہزار ہا سپہ گران نبرد آزما کا لشکرِ گراں سامنے موجود ہے اور اس کی پیشانی مُصَفّا پر شکن بھی نہیں' دشمن کی فوجیں پہاڑوں کی طرف گھیرے ہوئے ہیں اور امام رضی اللہ عنہ کی نظر میں پر کاہ کے برابر بھی ان کا وزن نہیں' آپ نے ایک رجز پڑھی جو آپ کے ذاتی و نسبی فضائل پر مشتمل تھی اور اس میں شامیوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناخوشی و ناراضگی اور ظلم کے انجام سے ڈرایا گیا تھا اس کے بعد آپ نے ایک خطبہ فرمایا اور اس میں حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: ''اے قوم! خدا عزوجل سے ڈرو جو سب کا مالک ہے' جان دینا جان لینا سب اس کے قدرت و اختیار میں ہے' اگر تم خداوندِ عالم جل جلالہٗ پر یقین رکھتے اور میرے جد حضرت سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے ہو تو ڈرو کہ قیامت کے دن میزانِ عدل قائم ہو گی' اعمال کا حساب کیا جائے گا' میرے والدین محشر میں اپنی آل کے بے گناہ خونوں کا مطالبہ کریں گے' حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن کی شفاعت گنہگاروں کی مغفرت کا ذریعہ ہے اور تمام مسلمان جن کی

شفاعت کے امیدوار ہیں' وہ تم سے میرے اور میرے جاں نثاروں کے خونِ ناحق کا بدلہ چاہیں گے' تم میرے اہل وعیال' اعزہ واطفال' اصحاب وموالی میں سے ستّر سے زیادہ کو شہید کر چکے اور اب میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہو تو مجھے موقع دو کہ میں عرب کو چھوڑ کر دنیا کے کسی اور حصہ میں چلا جاؤں' اگر یہ کچھ منظور نہ ہو اور اپنی حرکت سے باز نہ آؤ تو ہم اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مرضی پر صابر وشاکر ہیں ''اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ وَرَضِیْنَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ''۔

(روضۃ الشہداء (مترجم) باب نہم' ص ۳۴۷۔۳۴۴ ملخصاً)

حضرت امام رضی اللہ عنہ کی زبانِ گوہر فشاں سے یہ کلمات سن کر کوفیوں میں سے بہت سے لوگ رو پڑے' دل سب کے جانتے تھے کہ وہ برسرِ ظلم وجفا ہیں اور حمایتِ باطل کیلئے انہوں نے دارین کی روسیاہی اختیار کی ہے اور یہ بھی سب کو یقین تھا کہ امام مظلوم رضی اللہ عنہ حق پر ہیں' امام رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک ایک جنبش دشمنانِ حق کیلئے آخرت کی رسوائی وخواری کا موجب ہے' اس لئے بہت سے لوگوں پر اثر اور ظالمانِ بدباطن نے بھی ایک لحہ کیلئے اس سے اثر لیا' اس کے بدنوں پر ایک پھریری سی آ گئی اور ان کے دلوں پر ایک بجلی سی چمک گئی' لیکن شمر وغیرہ بدسیرت وپلید طبیعت رذیل کچھ متاثر نہ ہوئے بلکہ یہ دیکھ کر کہ لشکریوں پر حضرت امام رضی اللہ عنہ کی تقریر کا کچھ اثر معلوم ہوتا ہے' کہنے لگے کہ آپ قصہ کوتاہ کیجئے اور ابن زیاد کے پاس چل کر یزید کی بیعت کر لیجئے تو کوئی آپ سے تعارض نہ کرے گا ورنہ بجز جنگ کے کوئی چارہ نہیں ہے' حضرت امام رضی اللہ عنہ کو انجام معلوم تھا لیکن یہ تقریر اقامتِ حجت کیلئے فرمائی تھی کہ انہیں کوئی عذر باقی نہ رہے' سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ نظر خاتونِ جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا لختِ جگر بے کسی بھوک پیاس کی حالت میں آل و اصحاب رضی اللہ عنہم کی مفارقت کا زخم دل پر لئے ہوئے گرم ریگستان میں بیس ہزار

کے لشکر کے سامنے تشریف فرما ہے' تمام حجتیں قطع کر دی گئیں' اپنے فضائل اور اپنی بے گناہی سے اعداء کو اچھی طرح آگاہ کر دیا اور بار بار بتا دیا ہے کہ میں بقصدِ جنگ نہیں آیا اور اس وقت تک ارادۂ جنگ نہیں ہے' اب بھی موقع دو تو واپس چلا جاؤں مگر بیس ہزار کی تعداد امام رضی اللہ عنہ کو بے کس و تنہا دیکھ کر جوشِ بہادری دکھانا چاہتی ہے۔

(روضۃ الشہداء (مترجم) باب نہم' ج ۲ ص ۳۴۴۔۵۴۷ ملخصاً)

جب حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اطمینان فرمایا کہ سیاہ دلانِ بد باطن کیلئے کوئی عذر باقی نہ رہا اور وہ کس طرح خونِ ناحق و ظلمِ بے نہایت سے باز آنے والے نہیں تو امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جو ارادہ رکھتے ہو پورا کرو اور جس کو میرے مقابلہ کیلئے بھیجنا چاہتے ہو بھیجو' مشہور بہادر یگانہ نبرد آزما جن کو سخت وقت کیلئے محفوظ رکھا تھا میدان میں بھیجے گئے' ایک بے حیا' ابن زہراء کے مقابل تلوار چمکاتا آتا ہے' امام تشنہ کام رضی اللہ عنہ کو آبِ تیغ دکھاتا ہے' پیشوائے دین کے سامنے اپنی بہادری کی ڈینگیں مارتا ہے' غرور و قصرت میں سرشار ہے' کثرتِ لشکر اور تنہائی امام رضی اللہ عنہ پر نازاں ہے' آتے ہی حضرت امام رضی اللہ عنہ کی طرف تلوار کھینچتا ہے' ابھی ہاتھ اُٹھا ہی تھا کہ امام رضی اللہ عنہ نے ضرب فرمائی' سر کٹ کر دور جا پڑا اور غرور و شجاعت خاک میں مل گیا' دوسرا بڑھا اور چاہا کہ امام رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں ہنرمندی کا اظہار کر کے سیاہ دلوں کی جماعت میں سرخروئی حاصل کرے' ایک نعرہ مارا اور پکار کر کہنے لگا کہ بہادرانِ کوہ شکن شام و عراق میں بہادری کا غلغلہ ہے اور مصر و روم میں' میں شہرہ آفاق ہوں' دنیا بھر کے بہادر میرا لوہا مانتے ہیں' آج تم میرے زور و قوت کو اور داؤ پیچ کو دیکھو۔ ابن سعد کے لشکری اور متکبر و سرکش کی تعلیوں سے بہت خوش ہوئے اور سب دیکھنے لگے کہ کس طرح امام رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرے گا' لشکریوں کو یقین تھا کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ پر بھوک و پیاس کی تکلیف حد سے گزر چکی ہے' صدموں نے ضعیف کر دیا

ہے' ایسے وقت امام رضی اللہ عنہ پر غالب آ جانا کچھ مشکل نہیں ہے' جب سپاہِ شام کا گستاخ جفا جو' سرکشانہ گھوڑے کو دوڑاتا سامنے آیا' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو مجھے جانتا نہیں جو میرے مقابل اس دلیری سے آتا ہے' ہوش میں ہو۔ اس طرح ایک ایک مقابل آیا تو تیغِ خون آشام سے سب کا کام تمام کر دیا جائے گا' جس رضی اللہ عنہ کو بے کس و کمزور دیکھ کر حوصلہ مندیوں کا اظہار کر رہے ہو' نامردو! میری نظر میں تمہاری کوئی حقیقت نہیں۔

شامی جوان یہ سن کر اور طیش میں آیا اور بجائے جواب کے حضرت امام رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا' حضرت امام رضی اللہ عنہ اس کا وار بچا کر کمر پر تلوار ماری' معلوم ہوتا تھا کھیرا تھا کاٹ ڈالا' اہل شام کو اب یہ اطمینان تھا کہ حضرت رضی اللہ عنہ کے سوا اب اور تو کوئی باقی ہی نہ رہا' کہاں تک نہ تھکیں گے' پیاس کی حالت' دھوپ کی تپش مضمحل کر چکی ہے' بہادری کے جوہر دکھانے کا وقت ہے' جہاں تک ہو' ایک ایک مقابل کیا جائے کوئی تو کامیاب ہوگا' اس طرح نئے نئے دم بدم شیر صولت' پیل پیکر تیغ زن حضرت امام رضی اللہ عنہ کے مقابل آتے رہے مگر جو سامنے آیا یک ہی ہاتھ میں اس کا قصہ تمام فرمایا' کسی کے سر پر تلوار ماری تو زین تک کاٹ ڈالا' کسی کے حمائلی ہاتھ مارا تو قلمی تراش دیا' خود و مغفر کاٹ ڈالے' جوشن و آئینے قطع کر دیئے' کسی کو نیزہ پر اٹھایا اور زمین پر پٹخ دیا' کسی کے سینے میں نیزہ مارا اور پار نکال دیا' زمین کربلا ہی بہادرانِ کوفہ کو کھیت بو دیا' نامورانِ صف شکن کے خونوں سے کربلا کے تشنہ ریگستان وک سیراب فرما دیا' نعشوں کے انبار لگ گئے' بڑے بڑے خیز روزگار بہادر کام آ گئے' لشکر اعداء میں شور برپا ہو گیا کہ جنگ کا یہ انداز رہا تو حیدر کا شیر کوفہ کے زن و اطفال کو بیوہ و یتیم بنا کر چھوڑے گا اور اس کی تیغ بے پناہ سے کوئی بہادر جان بچا کر نہ جا سکے گا' موقع مت دو اور چاروں طرف سے گھیر کر یکبارگی حملہ کرو۔

فرومایگان روباہ سیرت حضرت امام رضی اللہ عنہ کے مقابلہ سے عاجز آئے اور یہی صورت اختیار کی اور ماہِ چرغ حقانیت پر جور و جفا کی تاریک گھٹا چھا گئی اور ہزاروں جوان دوڑ پڑے اور حضرت امام رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا اور تلوار برسانی شروع کی اور حضرت امام رضی اللہ عنہ کی بہادری کی ستائش ہو رہی تھی' اور آپ خونخواروں کے ابنوہ میں اپنی تیغِ آبدار کے جوہر دکھا رہے تھے' جس طرح گھوڑا بڑھا دیا پَرے کے پَرے کاٹ ڈالے' دشمن ہیبت زدہ ہو گئے اور حیرت میں آ گئے کہ امام رضی اللہ عنہ کے حملہ جانشیان سے رہائی کی کوئی صورت نہیں' ہزاروں آدمیوں میں گھرے ہوئے ہیں اور دشمنوں کا سر اس طرح اُڑا رہے ہیں' جس طرح بادِ خزاں کے جھونکے درختوں سے پتے گراتے ہیں' ابن سعد اور اس کے مشیروں کو بہت تشویش ہوئی کہ اکیلے امام رضی اللہ عنہ کے مقابل ہزاروں کی جماعتیں ہیچ ہیں' کوفیوں کی عزت خاک میں مل گئی' تمام نامورانِ کوفہ کی جماعتیں ایک حجازی جوان کے ہاتھ سے جان نہ لے سکیں' تاریخِ عالم میں ہماری نامردی کا واقعہ اہل کوفہ کو ہمیشہ رسوائے عالم کرتا رہے گا' کوئی تدبیر کرنا چاہیے' تجویز یہ ہوئی کہ دست بدست جنگ میں ہماری ساری فوج بھی اس شیرِ حق سے مقابلہ نہیں کر سکتی بجز اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ ہر چار طرف سے امام رضی اللہ عنہ پر تیروں کا مینہ برسایا جائے اور جب خوب زخمی ہو چکیں تو نیزوں کے حملوں سے تن نازنین کو مجروح کیا جائے' تیز اندازوں کی جماعتیں ہر طرف سے گھر آئیں اور امامِ تشنہ کام رضی اللہ عنہ کو گردابِ بلا میں گھیر کر تیر برسانے شروع کر دیئے' گھوڑا اس قدر زخمی ہو گیا کہ اس میں کام کرنے کی قوت نہ رہی' ناچار حضرت امام رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ ٹھہرنا پڑا' ہر طرف سے تیر آ رہے ہیں اور امام مظلوم کا تنِ ناز پرور نشانہ بنا ہوا ہے' نورانی جسم زخموں سے چکنا چور اور لہولہان ہو رہا ہے' بے شرم کوفیوں نے سنگدلی سے محترم مہمان کے ساتھ یہ سلوک کیا' ایک تیر پیشانی اقدس پر لگا' یہ پیشانی مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بوسہ گاہ تھی' یہ سیمائے نورِ حبیب خداعزوجل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آرزومندانِ جمال کا قرارِ دل ہے' بے ادبانِ کوفہ نے اس پیشانی مصفّا اور اس جبینِ پُرضیا کو تیر سے گھائل کیا' حضرت رضی اللہ عنہ کو چکر آ گیا اور گھوڑے سے نیچے آئے' اب نامردانِ سیاہ باطن نے نیزوں پر رکھ لیا' نورانی پیکر خون میں نہا گیا اور آپ شہید ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

ظالمانِ بدطینت نے اس پر اکتفاء نہیں کیا اور حضرت امام رضی اللہ عنہ کی مصیبتوں کا اسی پر خاتمہ نہیں ہو گیا' دشمنانِ ایمان نے سرِ مبارک کو تنِ اقدس سے جدا کرنا چاہا اور نصر ابن فرشہ اس ناپاک ارادہ سے آگے بڑھا مگر امام رضی اللہ عنہ کی ہیبت سے اس کے ہاتھ کانپ گئے اور تلوار چھوٹ پڑی' خولی ابن یزید پلید نے یا شبل ابن یزید نے بڑھ کر آپ کے سرِ اقدس کو تنِ مبارک سے جدا کیا۔

(روضۃ الشہداء (مترجم) باب نہم ج ۲ ص ۳۴۷۔۳۵۶ ملخصاً)

صادق جانباز نے عہدِ وفا پورا کیا اور دینِ حق پر قائم رہ کر اپنا کنبہ' اپنی جان راہِ خدا میں اس اولوالعزمی سے نذر کی' سوکھا گلا کاٹا گیا اور کربلا کی زمین سید الشہداء کے خون سے گلزار بنی' سروتن کو خاک میں ملا کر اپنے جد کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کی حقانیت کی عملی شہادت دی اور ریگستانِ کوفہ کے ورق پر صدق وامانت پر جان قربان کرنے کے نقوش ثبت فرمائے۔

اَعْلَى اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهٗ وَاَسْكَنَهٗ مَحْبُوْمَةَ جِنَانِهٖ وَاَمْطَرَ عَلَيْهِ شَابِيْبَ رَحْمَتِهٖ وَرِضْوَانِهٖ ۔

کربلا کے بیابان میں ظلم و جفا کی آندھی چلی' مصطفائی چمن کے غنچہ وگل بادِ سموم کی نظر ہو گئے' خاتونِ جنت رضی اللہ عنہ کا لہلہاتا باغ دوپہر میں کاٹ ڈالا گیا' کونین کے متاع بے دینی وبے حمیتی کے سیلاب سے غارت ہو گئے' فرزندانِ آلِ رسول کے

سر سے سردار کا سایہ اٹھا' بچے اس غریب الوطنی میں یتیم ہوئے' بیبیاں بیوہ ہوئیں' مظلوم بچے اور بے کس بیبیاں گرفتار کیے گئے' محرم ۶۱ھ کی دسویں تاریخ جمعہ کے روز ۵۶ سال ۵ ماہ ۵ دن کی عمر میں حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اس دارِ ناپائیدار سے رحلت فرمائی اور داعی اجل کو لبیک کہی' ابن زیاد بدنہاد نے سرِ مبارک کو کوفہ کے کوچہ و بازار میں پھروایا اور اسی طرح اپنی بے حمیتی و بے حیائی کا اظہار کیا' پھر حضرت سید الشہداء اور ان کے تمام جانباز شہداء علیہم الرضوان کے سروں کو اسیرانِ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ شمر ناپاک کی ہمراہی میں یزید کے پاس دمشق بھیجا' یزید نے سرِ مبارک اور اہل بیت کو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا اور وہاں حضرت امام رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا یا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون ہوا۔

(الکامل فی التاریخ' سنۃ احدی وستین' مقتل آل بنی ابی طالب الخ' ج ۳ ص ۴۴۲-۴۴۳۔ سیر اعلام النبلاء ومن صغار الصحابۃ' الحسین الشہید الخ' ج ۴ ص ۴۲۹۔ روضۃ الشہداء (مترجم) دسواں باب' فصل اوّل' ج ۲ ص ۳۸۰۔ ۴۴۰ ملخصاً۔ البدایۃ والنہایۃ' سنۃ احدی وستین' فصل فی یوم مقتل الحسین رضی اللہ عنہ' ج ۵ ص ۷۱۲)

اس واقعۂ ہائلہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رنج پہنچا اور قلب مبارک کو جو صدمہ ہوا' اندازہ اور قیاس سے باہر ہے۔ امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک روز دوپہر کے وقت حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا' میں نے دیکھا کہ سنبل معبرو گیسوئے معطر بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں' دست مبارک میں ایک خون بھرا شیشہ ہے' یہ حال دیکھ کر دل بے چین ہو گیا' میں نے عرض کیا: اے آقا! ''قربانت شوم'' یہ کیا حال ہے؟ فرمایا: حسین اور ان کے رفیقوں علیہم الرضوان کا خون ہے' میں اسے آج صبح سے اٹھاتا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں

نے اس تاریخ و وقت کو یاد رکھا' جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ اسی وقت شہید کیے گئے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل' مسند عبداللہ بن العباس الخ' الحدیث: ۲۵۵۳۔ ج ۱ ص ۶۰۶)

حاکم نے بیہقی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی' انہوں نے بھی اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ مبارک وریشِ اقدس پر گردوغبار ہے' عرض کیا: ''جان ما کنیزان نثار تو باد'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیا حال ہے؟ فرمایا: ابھی امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل میں گیا تھا۔

دلائل النبوۃ للبیہقی' جماع ابواب من رأی فی ضاحہ الخ' باب ماجاء فی رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام' ج ۷ ص ۴۸' بیہقی وابونعیم نے بصرہ ازدیہ سے روایت کی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جس روز شہید کئے گئے تو آسمان سے خون برسا' صبح کو ہمارے مٹکے گھڑے اور تمام برتن خون سے بھرے ہوئے تھے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی' جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکوائن الخ' باب ماروی فی اخبارہ بقتل ابن ابنتہ ابی عبداللہ الحسین الخ' ج ۹ ص ۴۷۱۔ الصواعق المحرقۃ' الباب الحادی عشر فی فضائل اہل البیت الخ' الفصل الثالث' ص ۱۹۴)

بیہقی وابونعیم نے زہری سے روایت کی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جس روز شہید کیے گئے' اس روز بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا' اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی' جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکوائم الخ' بابماروی فی اخبارہ بقتل ابن ابنتہ ابی عبداللہ الحسین الخ' ج ۶ ص ۴۷۱)

بیہقی نے ام حبان سے روایت کی یہ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے اندھیرا ہوگیا اور تین روز کامل اندھیرا رہا اور جس شخص نے منہ پر زعفران (غازہ)

ملا اس کا منہ جل گیا اور بیت المقدس کے پتھروں کے نیچے تازہ خون پایا گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ، سنۃ احدی وستین، فصل فی یوم مقتل الحسین رضی اللہ عنہ، ج۵ ص۷۱۰ ملتقطاً)

بیہقی نے حمید بن مرہ سے روایت کی کہ یزید کے لشکریوں نے لشکر امام رضی اللہ عنہ میں ایک اونٹ پایا، اور امام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز اس کو ذبح کیا اور پکایا تو اندرائن کی طرح کڑوا ہو گیا اور اس کو کوئی نہ کھا سکا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکوائن الخ، باب ماروی فی اخبارہ بقتل ابن ابنتہ ابی عبداللہ الحسین الخ، ج۶ ص۴۷۲)

ابونعیم نے سفیان سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو میری دادی نے خبر دی کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں نے دیکھا ورس (کسم) راکھ ہو گیا اور گوشت آگ ہو گیا۔

(الخ باب ماروی فی اخبارہ بقتل ابن ابنتہ ابی عبداللہ الحسین الخ، ج۶ ص۴۷۲)

بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی کہ میں نے اپنی دادی سے سنا، وہ کہتی تھیں کہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانہ میں جوان لڑکی تھی، کئی روز آسمان رویا یعنی آسمان سے خون برسا۔ (باب ماروی فی اخبارہ بقتل ابن ابنتہ ابی عبداللہ الحسین الخ، ج۶ ص۴۷۲) بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ سات روز تک آسمان خون رویا، اس کے اثر سے دیواریں اور عمارتیں رنگین ہو گئیں اور جو کپڑا اس سے رنگین ہوا، اس کی سرخی پرزے پرزے ہونے تک نہ گئی۔

(الصواعق المحرقۃ، الباب الحادی عشر فی فضائل اہل البیت الخ، الفصل الثالث، ص۱۹۴)

ابونعیم نے حبیب بن ابی ثابت سے روایت کی کہ میں نے جنوں کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اس طرح نوحہ خوانہ کرتے سنا:

اس جبیں کو نبی نے چوما تھا ہے وہی نور اس کے چہرہ پر
اس کے ماں باپ برترین قریش اس کے نانا جہان سے بہتر

(معرفۃ الصحابۃ، باب العاء، ۵۶۱ من اسمہ ابو عبداللہ الحسین بن علی الخ، الحدیث: ۱۸۰۳، ج۲ ص۱۳)

ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت کی کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سے سوائے آج کبھی جنوں کو نوحہ کرتے اور روتے نہ سنا تھا مگر آج سنا تو میں نے جانا کہ میرا فرزند حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گیا، میں نے اپنی لونڈی کو باہر بھیج کر خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، جن اس نوحہ کے ساتھ زاری کرتے تھے:

ہو سکے جتنا رو لے تو اے چشم! کون روئے گا پھر شہیدوں کو
پاس ظالم کے کھینچ کر لائی موت ان بیکسوں غریبوں کو

(مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب مناقب الحسین بن علی، الحدیث: ۱۵۱۸۱)

ابن عساکر نے منہال بن عمرو سے روایت کی، وہ کہتے ہیں: واللہ! میں نے بچشم خود دیکھا کہ جب سر مبارک امام حسین رضی اللہ عنہ کو لوگ نیزے پر لئے جاتے تھے، اس وقت میں دمشق میں تھا، سر مبارک کے سامنے ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا، جب وہ اس آیت پر پہنچا:

اِنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۔

اصحابِ کہف ورقیم ہماری نشانیوں میں سے عجب تھے۔ (پ۱۵، الکہف: ۹)

اس وقت اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی دی، بزبانِ فصیح فرمایا:

اَعْجَبَ مِنْ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ ۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، باب حرف الھمزۃ، ج ۱، ص ۲۶۵)

اصحابِ کہف کے واقعہ سے میرا قتل اور میرے سر کو لیے پھرنا عجیب تر ہے۔

اور درحقیقت بات یہی ہے کیونکہ اصحابِ کہف پر کافروں نے ظلم کیا تھا اور حضرت امام رضی اللہ عنہ کو ان کے جد کی امت نے مہمان بنا کر بلایا، پھر بے وفائی سے

پانی تک بند کر دیا' آل و اصحاب کو حضرت امام رضی اللہ عنہ کے سامنے شہید کیا' پھر خود حضرت امام رضی اللہ عنہ کو شہید کیا' اہل بیت علیہم الرضوان کو اسیر کیا' سر مبارک شہر شہر پھرایا' اصحابِ کہف سالہا سال کی طویل خواب کے بعد بولے' یہ ضرور عجیب ہے مگر سر مبارک کا تن سے جدا ہونے کے بعد کلام فرمانا اس سے عجیب تر ہے۔

ابونعیم نے بطریق ابن لہیعہ ابن قبیل سے روایت کی کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب بدنصیب کوفی سر مبارک کو لے کر چلے اور پہلی منزل میں ایک پڑاؤ پر بیٹھ کر شربت پینے لگے' اس وقت ایک لوہے کا قلم نمودار ہوا' اس نے خون سے یہ شعر لکھا:

اَتَرْجُوْ اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

(المعجم الکبیر للطبرانی' مسند الحسین بن علی الخ' الحدیث: ۲۸۷۳' ج ۳ ص ۱۲۳)

یہ بھی منقول ہے کہ ایک منزل میں جب اس قافلہ نے قیام کیا' وہاں ایک دیر تھا' دیر کے راہب نے ان لوگوں کو اسّی ہزار درہم دے کر سر مبارک کو ایک شب اپنے پاس رکھا' غسل دیا' عطر لگایا' ادب و تعظیم کے ساتھ تمام شب زیارت کرتا اور روتا رہا اور رحمتِ الٰہی عزوجل کے جو انوار سر مبارک پر نازل ہو رہے تھے' ان کا مشاہدہ کرتا رہا' حتیٰ کہ یہی اس کے اسلام کا باعث ہوا' اشقیا نے جب دراہم تقسیم کرنے کیلئے تھیلیوں کو کھولا تو دیکھا سب میں ٹھیکریاں بھری ہوئی ہیں اور ان کے ایک طرف لکھا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ (پ۱۳' ابراہیم: ۴۲)

خدا کو ظالموں کے کردار سے غافل نہ جانو۔

ترجمہ کنزالایمان: اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔

اور دوسری طرف یہ آیت مکتوب ہے:

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۔ (پ۱۹ الشعراء:۲۲۷)

اور ظلم کرنے والے عنقریب جان لیں گے کہ کس کروٹ بیٹھتے ہیں۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

غرض زمین و آسمان میں ایک ماتم برپا تھا' تمام دنیا رنج و غم میں گرفتار تھی' شہادتِ امام رضی اللہ عنہ کے دن آفتاب کو گرہن لگا' ایسی تاریکی ہوئی کہ دوپہر میں تارے نظر آنے لگے' آسمان رویا' زمین روئی' ہوا میں جنات نے نوحہ خوانی کی' راہب تک اس حادثہ قیامت نما سے کانپ گئے اور رو پڑے' فرزندِ رسول جگر گوشہ بتول سردارِ قریش امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک ابن زیاد متکبر کے سامنے تشت میں رکھا جائے اور وہ فرعون کی طرح مسند تکبر پر بیٹھے اہل بیت الرضوان علیہم اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھیں' ان کے دلوں کا کیا حال ہوگا' پھر سر مبارک اور تمام شہداء کے سروں کو شہر شہر نیزوں پر پھرایا جائے اور وہ یزید پلید کے سامنے لاکر اسی طرح رکھے جائیں اور وہ خوش ہو' اس کو کون برداشت کرسکتا ہے' یزید کی رعایا بھی بگڑ گئی اور ان سے یہ نہ دیکھا گیا' اس پر اس نابکار نے اظہارِ ندامت کیا مگر یہ ندامت اپنی جماعت کو قبضہ میں رکھنے کیلئے تھی' دل تو اس ناپاک کا اہل بیت کرام کے عناد سے بھرا ہوا تھا' حضرت امام رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور آپ نے اور آپ کے اہل بیت رضی اللہ عنہ نے صبر و رضا کا امتحان دیا جو دنیا کو حیرت میں ڈالتا ہے' راہِ حق میں وہ مصیبتیں اٹھائیں جن کے تصور سے دل کانپ جاتا ہے' یہ کمال شہادت و جانبازی ہے اور اس میں امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حق و صداقت پر استقامت و استقلال کی بہترین تعلیم ہے۔

(الصواعق المحرقۃ' الباب الحادی عشر فی فضائل اہل البیت الخ' الفصل الثالث' ص ۱۹۰۔۲۰۸ ملخصا)

واقعات بعدِ شہادت

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا وجودِ مبارک یزید کی بے کلیدیوں کیلئے ایک زبردست محتسب تھا' وہ جانتا تھا کہ آپ کے زمانہ مبارک میں اس کو بے مُہاری کا موقع میسر نہ آئے گا اور اس کی کسی کج روی اور گمراہی پر حضرت امام رضی اللہ عنہ صبر نہ فرمائیں گے' اس کو نظر آتا تھا کہ امام رضی اللہ عنہ جیسے دیندار کا تازیانہ ہر وقت اس کر سر پر گھوم رہا ہے' اسی وجہ سے وہ اور بھی زیادہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کی جان کا دشمن تھا اور اسی لیے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی شہادت اس کیلئے باعث مسرت ہوئی' حضرت امام رضی اللہ عنہ کا سایہ اُٹھنا تھا' یزید کھل کر کھیلا اور انواع و اقسام کے معاصی کی گرم بازاری ہوگئی' زنا' لواطت' حرام کاری' بھائی بہن کا بیاہ' سود' شراب' دھڑا دھڑے سے رائج ہونے' نمازوں کی پابندی اُٹھ گئی' تمرد و سرکشی انتہا کو پہنچی' شیطنت نے یہاں تک زور کیا کہ مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار کا لشکر گراں لے کر مدینہ طیبہ کی چڑھائی کیلئے بھیجا' یہ ۶۳ھ کا واقعہ ہے' اس نامراد لشکر نے مدینہ طیبہ میں وہ طوفان برپا کیا کہ العظمۃ اللہ قتل غارت اور طرح طرح کے مظالم ہمسائیگانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کیئے' وہاں کے ساکنین کے گھر لوٹ لیے' سات سو صحابہ علیہم الرضوان کو شہید کیا اور دوسرے عام باشندے ملا کر دس ہزار سے زیادہ کو شہید کیا' لڑکوں کو قید کیا' ایسی ایسی بدتمیزیاں کیں جن کا ذکر کرنا ناگوار ہے' مسجد نبوی شریف کے ستونوں میں گھوڑے باندھے' تین دن تک مسجد شریف میں لوگ نماز سے مشرف نہ ہو سکے' صرف حضرت سعید ابن میسّب رضی اللہ عنہ مجنوں بن کر وہاں حاضر رہے' حضرت عبداللہ ابن حنظلہ ابن غسیل رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یزیدیوں کے ناشائستہ حرکات اس حد پر پہنچے ہیں کہ ہمیں اندیشہ ہونے لگا کہ ان کی بدکاریوں کی وجہ سے کہیں آسمان سے پتھر نہ

برسیں، پھر یہ لشکر شرارت کا اثر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں امیر لشکر مر گیا اور دوسرا شخص اس کا قائم مقام کیا گیا، مکہ مکرمہ پہنچ کر ان بے دینوں نے منجنیق سے سنگ باری کی (منجنیق پتھر پھینکنے کا وہ آلہ ہوتا ہے جس سے پتھر پھینک کر مارا جاتا ہے، اس کی زد بڑی زبردست اور دور کی مار ہوتی ہے) اس سنگ باری سے حرم شریف کا صحن مبارک پتھروں سے بھر گیا اور مسجد حرام کے ستون ٹوٹ پڑے اور کعبہ مقدسہ کے غلاف شریف اور چھت کو ان بے دینوں نے جلا دیا، اسی چھت میں اُس دنبہ کے سینگ بھی تبرک کے طور پر محفوظ تھے جو سیدنا حضرت اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدیہ میں قربانی کیا گیا تھا، وہ بھی جل گئے، کعبہ مقدسہ کئی روز تک بے لباس رہا اور وہاں کے باشندے سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔

(البدایۃ والنہایۃ، سنۃ ثلاث وستین سنۃ اربع وستین، ترجمہ یزید بن معاویہ ج ۵ ص ۴۹۷۔۵۰۷، ملتقطاً)

آخر کار یزید پلید کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرمایا اور وہ بدنصیب تین برس سات مہینے تخت حکومت پر شطینت کر کے ۱۵ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو جس روز اس پلید کے حکم سے کعبہ معظّمہ کی بے حرمتی ہوئی تھی، شہر حمص ملک شام میں انتالیس برس کی عمر میں ہلاک ہوا، ہنوز قتال جاری تھا کہ یزید ناپاک کی ہلاکت کی خبر پہنچی، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ندا فرمائی کہ اہل شام! تمہارا طاغوت ہلاک ہو گیا، یہ سن کر وہ لوگ ذلیل وخوار ہوئے اور وہ لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور وہ گروہِ ناحق شیروہ خائب وخاسر ہوا، اہل مکہ کو ان کے لشکر سے نجات ملی، اہل حجاز، یمن وعراق وخراسان نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دست مبارک پر بیعت کی اور اہل مصر وشام نے معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر ربیع الاوّل ۶۴ھ میں یہ معاویہ اگرچہ یزید پلید کی اولاد سے تھا مگر آدمی نیک اور صالح تھا، باپ کے ناپاک افعال کو برا جانتا تھا، عنان حکومت ہاتھ میں لیتے وقت سے تادم مرگ بیمار ہی رہا اور کسی کام کی طرف نظر نہ ڈالی اور چالیس دن یا دو تین ماہ کی

کے اس کارنامہ پر اظہارِ فرح کیا اور اس کو دشمنانِ امام سے بدلہ لینے پر مبارکباد دی۔[1]

اے ابن سعد! رے کی حکومت تو کیا ملی ظلمو جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی
اے شمر نابکار! شہیدوں کے خون کی کیسی سزا تجھے ابھی اے ناسزا ملی
اے تشنگانِ خون جوانانِ اہل بیت دیکھا کہ تم کو ظلم کو کیسی سزا ملی
کتوں کی طرح لاشے تمہارے لڑائے گھوڑے پہ بھی نہ گور کو تمہاری جا ملی
رسوائے خلق ہو گئے برباد ہو گئے مردودو! تم کو ذلت ہر دو سرا ملی
تم نے اُجاڑا حضرتِ زہرا کا بوستاں تم خود اُجڑ گئے تمہیں یہ بددعا ملی
دنیا پرستو! دین سے منہ موڑ کر تمہیں دنیا ملی نہ عیش و طرب کی ہوا ملی
آ کر دکھایا رنگ شہیدوں کے خون نے سر کٹ گئے امان نہ تمہیں اک ذرا ملی
پائی ہے کیا نعیم انہوں نے ابھی سزا دیکھیں گے وہ جحیم میں جس دم سزا ملی

اس کے بعد مختار نے ایک حکم عام دیا کہ کربلا میں جو جو شخص عمر بن سعد کا شریک تھا، وہ جہاں پایا جائے مار ڈالا جائے، یہ حکم سن کر کوفہ کے جفا شعار وسورما بصرہ بھاگنا شروع ہوئے، مختار کے لشکر نے ان کا تعاقب کیا جس کو جہاں پایا ختم کر دیا، لاشیں جلا ڈالیں، گھر لوٹ لئے۔ خولی بن یزید وہ خبیث ہے جس نے حضرت امام عالی رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک تنِ اقدس سے جدا کیا تھا، یہ روسیاہ بھی گرفتار کر کے مختار کے پاس لایا گیا، مختار نے پہلے اس کے چاروں ہاتھ پیر کٹوائے، پھر سولی چڑھایا، آخر آگ میں جھونک دیا، اس طرح لشکر ابن سعد کے تمام اشرار کو طرح طرح کے عذابوں کے ساتھ ہلاک کیا، چھ ہزار کوفی جو حضرت امام رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے، ان کو مختار نے

---

[1] تاریخ الخلفاء، بعد اللہ بن الزبیر، ص ۱۶۹
والکامل فی التاریخ، سنہ ست وستین، ج ۴، ص ۲۷۔۴۹ ملخصا

ہلاک پر جشن منایا جا رہا ہے۔(۱)

ترمذی شریف کی صحیح حدیث میں ہے کہ جس وقت ابن زیاد اور اس کے سرداروں کے سر مختار کے سامنے لا کر رکھے گئے تو ایک بڑا سانپ نمودار ہوا' اس کی ہیبت سے لوگ ڈر گئے' وہ تمام سروں پر پھرا جب عبید اللہ ابن زیاد کے سر کے پاس پہنچا' اس کے نتھنے میں گھس گیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر اس کے منہ سے نکلا' اس طرح تین بار سانپ اس کے سر کے اندر داخل ہوا اور غائب ہو گیا۔

(سنن الترمذی' کتاب المناقب' باب مناب ابی محمد الحسن الخ' الحدیث: ۳۸۰۵' ج ۵ ص ۴۳۱)

ابن زیاد' ابن سعد' شمر' قیس ابن اشعث کندی' خولی ابن یزید' سنان بن انس نخعی' عبداللہ بن قیس' یزید بن مالک اور باقی تمام اشقیا جو حضرت امام رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے اور ساعی تھے' طرح طرح کی عقوبتوں سے قتل کی گئے اور ان کی لاشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرائی گئیں۔

(روضۃ الشہداء (مترجم) دسواں باب' فصل دوم' ج ۲ ص ۴۵۵' ماخوذاً)

حدیث شریف میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ خونِ حضرتِ امام رضی اللہ عنہ کے بدلے ستّر ہزار شقی مارے جائیں گے۔

(المستدرک للحاکم' کتاب تواریخ المتقد مین الخ' قصۃ قتل یحییٰ علیہ السلام الحدیث: ۴۲۰۸' ج ۳ ص ۴۸۵)

وہ پورا سہرا دنیا پرستارانِ سیاہ باطن اور مغرورانِ تاریک دلوں کیا امیدیں باندھ رہے تھے اور حضرت امام علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت سے ان دشمنانِ حق کو کیسی توقعات تھیں' لشکریوں کو گراں قدر انعاموں کے وعدے دیئے گئے تھے' سرداروں کے عہدے اور حکومت کا لالچ دیا گیا تھا' یزید اور ابن زیاد وغیرہ کے دماغوں میں جہانگیر سلطنت کے نقشے کھنچے ہوئے تھے' وہ سمجھتے تھے کہ فقط امام رضی اللہ عنہ ہی کا

۱ الکامل فی التاریخ' سنہ سبع وستین' ذکر مقتل ابن زیاد' ج ۴ ص ۲۰ ملخصاً۔ البدایۃ والنہایۃ' سنہ سبع وستین وترجمۃ ابن زیاد' ج ۶ ص ۳۷۔۴۳ ملخصاً۔ روضۃ الشہداء (مترجم) دسواں باب' فصل دوم' ج ۲ ص ۴۵۷

وجود ہمارے لیے عیش دنیا سے مانع ہے' یہ نہ ہوں تو تمام کرۂ زمین پر یزیدیوں کی سلطنت ہو جائے اور ہزاروں برس کیلئے ان کی حکومت کا جھنڈا گڑ جائے' مگر ظلم کے انجام اور قہر الٰہی عزوجل کی تباہ کن بجلیوں وردر رسیدگانِ اہل بیت کی جہاں برہم کن آہوں کی تاثیرات سے بے خبر تھے' انہیں نہیں معلوم تھا کہ خونِ شہداء رنگ لائے گا اور سلطنت کے پرزے اُڑ جائیں گے' ایک ایک شخص جو قتلِ حضرتِ امام رضی اللہ عنہ میں شریک ہوا ہے' طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگا' وہی فرات کا کنارا ہوگا وہی عاشورہ کا دن' وہی ظالموں کی قوم ہوگی اور مختار کے گھوڑے انہیں روندتے ہوں گے' ان کی جماعتوں کی کثرت ان کے کام نہ آئے گی' ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے' گھر لوٹے جائیں گے' سولیاں دی جائیں گی' لاشیں سڑیں گی' دنیا میں ہر شخص تف تف کرے گا' اس ہلاکت پر خوشی منائی جائے گی' معرکہ جنگ میں اگرچہ ان کی تعداد ہزاروں کی ہوگی مگر وہ دل چھوڑ کر ہیجڑوں کی طرح بھاگیں گے اور چوہوں اور کتوں کی طرح انہیں جان بچانی مشکل ہوگی' جہاں پائے جائیں گے مار دیئے جائیں گے' دنیا میں قیامت تک ابن پر نفرت و ملامت کی جائے گی' حضرت امام رضی اللہ عنہ کی شہادت حمایتِ حق کیلئے ہے' اس راہ کی تمام تکلیفیں عزت ہیں اور پھر وہ بھی اس شان کے ساتھ کے اس خاندان کا بچہ بچہ شیر بن کر میدان میں آیا' مقابل سے اس کی نظر نہ جھپکی' دمِ آخر تک مبارز طلب کرتا رہا اور جب نامردوں کے ہجوم نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا تب بھی اُس کے پائے ثبات و استقلال کو لغزش نہ ہوئی' اُس نے میدان سے باگ نہ موڑی' حق وصداقت کا دامن ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دعوے سے دست برداری کی' مردانہ جانبازی کا نام دنیا میں زندہ کر دیا' حق وصداقت کا ناقابل فراموش درس دیا اور ثابت کر دیا کہ فیضِ نبوت کے پرتو سے حقانیت کی تجلیاں اُن کے پاک باطنوں کے رگ و پے میں ایسی جاگزیں ہوگئی ہیں کہ تیر و تلوار اور تیر و سناں کے

ہزار ہا گہرے گہرے زخم بھی اُن کو گزند نہیں پہنچا سکتے' آخرت کی زندگی کا دلکش منظر اُن کی چشمِ حق بیں کے سامنے اس طرح روشن ہے کہ آسائشِ حیاتِ دنیوی کو وہ بے التفاتی کی ٹھوکروں سے ٹھکرا دیتے ہیں۔

حجاج ابن یوسف کے وقت میں جب دوبارہ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ اسیر کئے گئے اور لوہے کی بھاری قید و بند کا بارِ گراں ان کے تنِ نازنین پر ڈالا گیا اور پہرہ دار متعین کر دیئے گئے' زہری علیہ الرحمہ اس حالت کو دیکھ کر رو پڑے اور کہا کہ مجھے تمنا تھی کہ میں آپ کی جگہ ہوتا کہ آپ پر یہ بارِ مصائب دل پر گوارا نہیں ہے' اس پر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تجھے یہ گمان ہے کہ اس قید و بندش سے مجھے کرب و بے چینی ہے' حقیقت یہ ہے کہ اگر میں چاہوں تو اس میں سے کچھ بھی نہ رہے مگر اس میں اجر ہے اور تذکر ہے اور عذابِ الٰہی عزوجل کی یاد ہے' یہ فرما کر بیڑیوں میں سے پاؤں اور ہتھکڑیوں میں سے ہاتھ نکال دیئے۔

(المنتظم' سنۃ اربع وتسعین' ۵۴۰' علی بن الحسین الخ' ج ۶ ص ۳۳۰)

یہ اختیارات ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کرامۃً انہیں عطا فرمائے گئے اور وہ صبر و رضا ہے کہ اپنے وجود اور آسائشِ وجود' گھر بار' مال و متاع سب سے رضائے الٰہی عزوجل کیلئے ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں اور اس میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے' اللہ تعالیٰ ان کے ظاہری و باطنی برکات سے مسلمانوں کو متمتع اور فیض یاب فرمائے اور ان کی اخلاص مندانہ قربانیوں کی برکت سے اسلام کو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے۔ آمین!

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

اگر آپ رضائے الٰہی پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے' اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنّتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ بن

جائے گا۔

الحمد للہ! دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا رہی ہیں، آپ بھی نیکی کی دعوتِ عام کرنے میں لگ جایئے، سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنایئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنایئے اور دونوں جہانوں میں عزت پایئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت و ریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رکھے۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنَ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

ماہِ صفرالمظفر کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

فضیلت دورد پاک

اللہ عزوجل کے حبیب، انبیاء، دو جہاں کے طبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو۔ کیونکہ تمہارا دُرود بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہوگا۔ (جامع صغیر، جلد۲ص ۲۸)

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند اُس دل اَفروز ساعت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

میری پیاری اسلامی بہنو! اللہ کریم جل شانہ نے اپنے مقدس کلام قرآن کریم میں جنوں کی گنتی بارہ (۱۲) بیان فرمائی ہے، یہ ذکر سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۶ میں ہے، بارہ ماہ کے مجموعے کو برس یا سال کہتے ہیں اور یہ چاند کے حساب سے شمار ہوتے ہیں، اسی لئے اسے قمری تقویم (کیلنڈر) کہا جاتا ہے، چاند کے حوالے سے شمار کا بیان سورۃ

بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۹ میں ہے' اسلام میں یہ قمری تقویم ہی رائج ہے اور اس کے با قاعدہ رواج اور ترتیب و نفاذ کا سلسلہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے اہم واقعہ سے اس تقویم کو شمار کیا' اس لئے اسے ہجری تقویم کہا جاتا ہے' اس تقویم میں مہینوں کے نام عربی میں ہیں اور ہر ایک مہینے کی وجہ تسمیہ (نام رکھنے کی وجہ) الگ ہے جو دینی عبادات واحکام کی ادائیگی' موسم یا اہل عرب کی روایت وغیرہ کے حوالے سے ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! اس تقویم میں پہلا مہینہ محرم ہے اور آخری یا بارہواں ذی الحج یا ذوالحجہ ہے' زیر نظر تحریر میں ماہ صفر کے بارے میں ہے' کیوں کہ اس ماہ کے نام اور ایام کے حوالے سے کچھ نامناسب اور غلط باتیں عوام میں پھیلا دی گئی ہیں اور عوام پوری طرح علم نہ ہونے کی وجہ سے چند غلط خیالات وتوہمات کا شکار ہو گئے ہیں' اس لئے ضروری سمجھتی ہوں کہ حقائق لوگوں تک پہنچائے جائیں' ''صفر'' اسلامی تقویم میں ترتیب کے لحاظ سے دوسرا مہینہ ہے' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے ماہِ محرم میں جنگ کیلئے نکلتے اور گھروں کو خالی چھوڑ دیتے' صفر کے ایک معنیٰ ''خالی'' کے ہیں اور عرب والوں کا اس ماہ میں اپنے گھروں کو خالی چھوڑنا اس ماہ کے نام کی وجہ ہو گیا۔

میری پیاری اسلامی بہنو! صفر کے ایک معنیٰ لغت میں پیٹ کے اندر ایک بیماری ہوتی ہے جس سے درد ہوتا ہے' اس بیماری میں پیٹ کے اندر کوئی کانٹا یا کیڑا ہوتا ہے جو کاٹتا ہے' شاید اسی حوالے سے لوگوں نے صفر کو بیماری کا مہینہ کہنا شروع کر دیا' جبکہ احادیث میں اس کی ممانعت بیان ہوئی ہے' برصغیر میں اہل علم کے سرتاج شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کے بارے میں دیوبندی مکتب

فکر کے مشہور عالم اشرف علی تھانوی نے بھی افاضات الیومیہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ محقق کو روزانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی وہ صاحبِ حضوری تھے انہوں نے بارہ مہینوں کے بارے میں ایک عمدہ تحقیقی کتاب "مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ" عربی میں تحریر فرمائی جس کا اُردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے' ماہِ ایام کے موضوع پر اردو میں بھی کئی تحریریں طبع ہو چکی ہیں لیکن میں اپنی اس تحریر میں حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ کی کتاب میں سے خلاصہ پیش کر رہی ہوں کیونکہ اُن پر اہل علم متفق ہیں اور ان کی علمی مرتبت اور ان کا اعتبار مسلم ہے' حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ ماہ صفر کے بیان میں بحوالہ مسلم شریف پہلی حدیث نقل فرماتے ہیں' جس کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے:

عدویٰ (ایک کی بیماری کا دوسرے کو لگ جانا) صفر (براشکون لینا) غول (دیوی' بھوت) نہیں ہے۔

یعنی یہ باتیں مسلم و مؤمن کو ماننی اور کرنی نہیں چاہئیں۔ بخاری و مسلم کے حوالے سے ایک اور حدیث میں ہے جس کی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں: "نہ بیماری کا کسی اور کو لگنا ہے اور نہ نحوست ہے اور نہ ہی اُلو کی نحوست ہے' ایک اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر یہ کیا ہے کہ دوڑتا جھپٹتا خارش زدہ اونٹ دوسرے اونٹوں میں آ گھستا ہے' تو سب کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے' رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی؟"۔

میری پیاری اسلامی بہنو! اس سے معلوم ہوا کہ صفر کے ایک معنی بدشگونی' بدخیالی کے کئے گئے ہیں' مگر جو لوگ ماہِ صفر کو بیماری یا نحوست وغیرہ کا مہینہ سمجھتے ہیں وہ غلط ہیں' واضح رہے کہ جہاں کہیں کوڑھ یا شدید مرض کے مریضوں سے اجتناب کی تعلیم ہے' وہ صرف اس لئے کہ دوسروں کو کراہت اور تکلیف نہ ہو' چنانچہ شیخ محقق نے مسند احمد کے

حوالے سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

''کوئی شے کسی دوسرے شے کو بیماری نہیں لگاتی ورنہ پہلی کو کس نے بیماری لگائی؟ (یعنی یہ اعتقاد نہ رکھے) نہ بیماری لگنا ہے یعنی نہ تعدی (وائرس' پھیلنے والی وباء) ہے جو ایک سے دوسرے کو لگے اور نہ صفر' اللہ نے ہر جان کو پیدا کیا پھر اس کی عمر اور روزی اور اس کو پہنچنے والی آفتیں لکھ دیں''۔

کرمانی نے بخاری کی شرح میں اور علامہ ابن اثیر نے نہایہ میں لکھا ہے کہ عرب کے لوگوں کے گمان میں صفر سے مراد یہ ہے کہ پیٹ کے اندر سانپ ہوتا ہے جو انسان کو بھوک کی حالت میں کاٹتا ہے اور ستاتا ہے اور یہی مرض میں تجاوز کرتا ہے یعنی مرض بڑھاتا اور پھیلاتا ہے اور کہتے ہیں کہ صفر وہ مہینہ ہے کہ اس میں آفتیں' مصیبتیں اور فتنے بہت ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفر سے مراد پیٹ کے وہ کیڑے ہیں جو بھوک کے وقت پھدکتے ہیں اور بعض اوقات مار ڈالتے ہیں یا صفر وہ کیڑا ہے جو جگر اور پسلیوں کی ہڈیوں کے کنارے میں پیدا ہوتا ہے تو اس سے آدمی نہایت زرد ہوتا ہے اور بعض وقت اس کو مار ڈالتا ہے' پس اسلام نے ان باتوں کو باطل یعنی بالکل غلط قرار دیا ہے اور مؤمن و مسلم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین رکھے اور ماہِ صفر کو بیماری لگنے یا بدشگونی یا نحوست وغیرہ کے حوالے سے نہ جانے اور یہی یقین رکھے کہ میرے لئے وہی ہے جو میرے رب نے لکھا ہے اور توبہ کرتا رہے' عدویٰ (تعدی) یعنی وبائی بیماریاں طبیبوں کے گمان میں حربیں ان کا بیان مصابیح کی شرح میں ہے' وہ لکھتے ہیں کہ عدویٰ کا معنی بیماری اور عادت کا کسی اور میں اثر کر دینا ہے' طبیبوں کے مطابق جذام (کوڑھ) خارش' سرخ بخار' چیچک' دین کی گندگی' آشوبِ چشم اور تمام وبائی امراض میں ایسا ہوتا ہے لیکن اہل ایمان کو یہ اعتقاد

نہیں کرنا چاہیے' رہے تعدی تو اللہ کی قضا سے ہو سکتی ہے یعنی خیال کرے اور وہ یہ اعتقاد رکھے کہ متعدی بیماریاں اسی وقت مؤثر ہو سکتی ہیں جب اللہ کی مشیت ہو ورنہ نہیں' یعنی امراض بالطبع متعدی نہیں ہوتے' خلاصہ یہ ہے کہ ماہ صفر کو بدشگونی کرتے ہوئے بیماری اور آفت کا مہینہ نہ جانے اور نہ ہی ایسا اعتقاد رکھے اور ہر حال میں اللہ کی رضا چاہے اور اپنے معاصی سے توبہ کرتا رہے اور گھر کے بوڑھوں یا عورتوں کی غلط کہاوتوں کو حقائق پر ترجیح نہ دے۔

میری پیاری اسلامی بہنو! برصغیر میں ماہِ صفر و تیزہ تیزی کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے' ایسا کہنے والوں کا گمان یا خیال ہے کہ اس ماہ کے پہلے ۱۳ دن بہت منحوس ہوتے ہیں' ان دنوں میں جادوگر' جنات اور بدروحیں کھلے تمام آفات چاہتی ہیں اور کام بگاڑتی ہیں' ایک کہاوت یہ بھی ہے کہ ان دنوں میں کوئی بیماری ہو جائے تو وہ مریض مشکل سے بچتا ہے یا اس ماہ میں لگنے والی بیماری مہلک یا شدید ثابت ہوتی ہے' کہتے ہیں کہ اس ماہ میں شادی بیاہ کرنا' کوئی کاروبار' یا نیا کام کرنا' یا سفر شروع کرنا راس نہیں آتا' یہ سب محض توہمات ہیں اور گھڑی ہوئی غلط باتیں ہیں جنہیں کچھ لوگوں نے اعتقاد کا سا درجہ دے دیا ہے' تین تیرہ کا عدد بھی لوگ اچھا نہیں سمجھتے حالانکہ یہ محض اسلام دشمن پروپیگنڈا ہے کیونکہ تین سو تیرہ اصحاب بدر کی تعداد ہے' جنہوں نے حق و باطل کے پہلے معرکے میں فتح پائی تھی' علاوہ ازیں کچھ یہی تعداد رسولوں کی بتائی جاتی ہے' اس طرح دیکھا جائے تو جانے کتنی غلط باتیں رائج ہو چکی ہیں' ضروری ہے کہ اہل علم اس بارے میں لوگوں کو حقائق سے آگاہ کریں۔

ماہِ صفر کے بارے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس ماہ کا آخری بدھ کچھ لوگ بہت مناتے ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ اس روز آپ نے غسل صحت فرمایا تھا اور گھر سے نکل کر سیر کیلئے تشریف لے گئے

تھے‘ کچھ یہ کہتے ہیں کہ اس دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیماری نے شدت اختیار کرلی تھی یہ بلاؤ آفت کا دن ہے‘ کچھ کہتے ہیں کہ ماہ صفر کا آخری عشرہ بلاؤں اور آفتوں کا ہے۔ حضرت خواجہ خواجگان معین بے کساں‘ والیٔ ہندوستان سیدنا معین الدین حسنی چشتی سرکار غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قول منسوب ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ صفر کا مہینہ بڑا بھاری اور سخت مہینہ ہے‘ اللہ تعالیٰ ہر سال دس لاکھ اسّی ہزار بلائیں نازل فرماتا ہے جس میں سے صرف ماہ صفر میں نو لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں‘ اس لئے اس ماہ کو دعا اور اطاعت میں بسر کرنا چاہیے‘ ایک قول یہ ہے کہ ماہ صفر میں تین لاکھ بتیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور آخری چہار شنبہ نہایت بھاری ہے جو بھی شخص بلا میں گرفتار ہوتا ہے اسی ماہ میں ہوتا ہے۔ ایک حدیث راحت القلوب میں نقل کی گئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے ماہ صفر کے گزرنے کی خوش خبری دے گا‘ میں اُسے بہشت میں جانے کی نوید دوں گا۔

میری اسلامی بہنو! راحت القلوب‘ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سلطان الزاہدین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے سلطان المشائخ حضرت سیدنا نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمایا‘ اس میں ماہ صفر کی آفات سے بچنے کی دعائیں اور اعمال بھی درج ہیں‘ ایسی مقتدر اور مقدس ہستیوں کے حوالے کسی شک وشبے کی گنجائش نہیں رہنے دیتے کیونکہ ان ہستیوں کی عظمت ومرتبت میں کسی کو کلام نہیں‘ لیکن واضح رہے کہ اس بات کی تحقیق وتصدیق ضروری ہے کہ ان ہستیوں سے منسوب جو بات کی جارہی ہے وہ قرآن و حدیث سے بالکل متصادم نہ ہو اور ان بزرگوں سے ثابت ہو یعنی ان بزرگوں کی کہی ہوئی ہو اور صحیح ہو کیونکہ کچھ اقوال ایسے بھی ہیں جو ان ہستیوں سے منسوب کردیئے گئے

ہیں لیکن وہ تحقیقی طور پر ثابت نہیں۔ علاوہ ازیں محدثین کے طریق پر ان بزرگوں سے سنی ہوئی کچھ احادیث پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتیں مگر اُن میں تاویل کی گنجائش ہو تو ان کا یکسر انکار بھی نہیں کیا جا سکتا' راحت القلوب میں درج اس حدیث کا مفہوم کچھ اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ظاہری دنیوی حیات میں صفر آخری مہینہ تھا اور اس کا آخری بدھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ظاہری حیات میں آخری تھا' چونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے معبودِ کریم کے لقا کا شوق غالب تھا' اس لئے آپ نے اس ماہ کے تمام ہونے کی خبر کو خوش خبری فرمایا' راحت القلوب میں درج ماہِ صفر کے بارے میں فرمودات کا مفہوم شاید کچھ یہ ہوگا کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور عبادت و طاعت میں بسر کرنے والے لوگ اس ماہ میں کسی طرح غفلت و سستی نہ کریں اور ہر مسلم و مؤمن یہی دعا کرے کہ اگر اس ماہ میں کوئی بلا نازل ہوتی ہے تو اللہ اُسے اُس بلا سے محفوظ رکھے!

میری پیاری اسلامی بہنو! واضح رہے کہ ان مقدس اولیائے کرام نے ماہ صفر کو ہرگز منحوس یا بُرا نہیں کہا ہے' اس لئے ان بزرگوں کا کلام کسی حدیث شریف سے متصادم نہیں ہے' وہ لوگ جو اس ماہ میں خوشی کی کوئی تقریب نہیں کرتے' نہ ہی کوئی ایسی تقریب منعقد کرنا اچھا گردانتے ہیں وہ اگر اس ماہ میں کوئی تقریب منعقد نہ کریں تو یہ ان کی صوابدید پر ہے لیکن وہ اس ماہ کو منحوس یا بُرا خیال نہ کریں' البتہ کچھ لوگ اہل بیت رسول رضوان اللہ علیہم سے محبت و عقیدت کا یہ بھی تقاضا سمجھتے ہیں کہ شہدائے کربلا کے چہلم تک کوئی خوشی کی تقریب نہ کی جائے' اُن لوگوں کا ایسا کرنا یا سمجھنا شرعی طور پر نہیں ہے محض یہ ان کی عقیدت و محبت ہے اور ایسی صورت میں انہیں یہ محض کسی طعن و تشنیع وغیرہ کا ہدف نہیں بنایا جائے گا' تاہم ان لوگوں کو اہل بیت رسول رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت کے اُن تقاضوں کو بھی پورا کرنا چاہیے جو بہت اہم ہیں' آخری چہار شنبہ کے

دن چھٹی کرنا اور کام نہ کرنا غلط روایت ہے' البتہ اس دن صدقہ و خیرات کرنا اور عبادت و دعا کرنا چاہیے اور بزرگوں نے جو نوافل اور دعائیں وغیرہ تعلیم کی ہیں وہ کرنا چاہیے اور اللہ کی عبادت سے کسی لمحے بھی روگردانی نہیں کرنا چاہیے' ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اپنے خالق و مالک اللہ کریم کو اس صورت میں راضی کر سکتے ہیں کہ جب ہم اللہ کریم کی فرماں برداری کریں' اس کے ارشادات اور تعلیمات کی پابندی و پیروی کریں اور شریعت و سنت کے مقابلے میں اپنی نفسی خواہشات یا طبیعت کو ترجیح نہ دیں' ہمیں اللہ کے فرامین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی ہی میں فوز و فلاح حاصل ہو سکتی ہے' عاشق رسول حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کن اور قطعی بات فرمائی ہے کہ

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید
میندار سعدی کہ راہ صفا — تواں رخت جز در پے مصطفیٰ

الحمدللہ! تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں' آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے' عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کیلئے قریہ قریہ' شہر شہر' ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں' آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں' آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول

بنایئے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل! اُس کی برکت سے پابندِ سنت بننے' گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل!

اپنی اصلاح کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلام کی سربلندی کیلئے نیکی کی دعوتِ عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے!

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں: نگاہیں نیچی کئے' توجہ کے ساتھ درس و بیان سننے کی عادت بنائیے' کہ باتیں کرتے ہوئے' کچھ وِرد پڑھتے ہوئے' لاپرواہی کے ساتھ' اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے' زمین پر اُنگلی کے ساتھ کھیلتے ہوئے' لباس یا بالوں کو سہلاتے ہوئے' سننے سے اس کی برکتیں زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔

فضیلت دورد پاک

سرکارِ مدینہ' راحتِ قلب وسینہ' فیض گنجینہ' صاحبِ معطر و معنبر پسینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کے بے شمار فضائل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: جس نے میری محبت اور میری طرف شوق کی وجہ سے صبح وشام مجھ پر تین تین بار درودِ پاک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اُس بندے کے اُس دن

اور اُس رات کے گناہ معاف فرمادے۔

(القول البدیع، ص ۱۱۷)

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ: صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (پ ۱۱، رکوع ۱۶)

اے میری اسلامی بہنو! ربیع الاوّل شریف کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ علماءِ اسلام نے تصریح فرمائی ہے کہ ماہِ ربیع الاوّل کا مرتبہ باقی تمام مہینوں سے زیادہ ہے حتیٰ کہ رمضان المبارک کی شان بھی اس مہینہ کی شان سے کم ہے، وجہ یہ ہے کہ رمضان مبارک میں قرآن کریم اترا، اعلانِ باری تعالیٰ ہے:

- شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ ۔

رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔

اور ربیع الاوّل میں صاحبِ قرآن تشریف لایا، اس میں قرآن آیا تو اس میں قرآن والا تشریف لایا، ہماری حقیقی عید تو اسی ماہ میں ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا پیارا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں عطا فرمایا، اگر وہ محبوب تشریف نہ لاتا تو رمضان، قرآن، ایمان غرضیکہ کوئی چیز بھی ہمیں نہ ملتی، یہ سب انہیں کا صدقہ ہے بلکہ اگر وہ پیدا نہ کئے جاتے تو ہم کیا کائنات کا کوئی ذرہ بھی معرضِ وجود میں نہ آتا۔

حبِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اس آیہ کریمہ کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوہِ طور پر نوازا گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: الٰہی! تو نے مجھے ایسی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے کہ مجھ سے

پہلے کسی کو ایسا مقام عطا نہیں ہوا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! ہم نے تیرے دل کو متواضع پایا تو اس مقام سے نواز دیا۔

فَخُذْ مَا اٰتَیْنٰكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ وَقْتُ عَلٰی تَوْحِیْدِ وَحُبِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ۔

جو آپ کو دیا گیا اس پر شکر کرو اور زندگی کے آخری لمحات تک توحید اور محمد کی محبت پر رہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! محمد کی محبت تیری توحید کے ساتھ ضروری ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اگر محمد اور اس کی اُمت نہ ہوتی تو میں جنت' دوزخ' سورج' چاند' رات' دن' فرشتے' انبیاء کسی کو پیدا نہ کرتا اور اے موسیٰ! تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

حدیثِ قدسی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّةَ ۔

اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ کرتا۔

احسانِ عظیم

اے میری اسلامی بہنو! آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے ہمیں اپنا پیارا محبوب عطا فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ نے بے پناہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں' ہم اپنے جسم کو ہی دیکھیں' آنکھ' کان' بازو' پاؤں وغیرہ ایسی نعمتیں ہیں کہ ساری کائنات ان کی قیمت نہیں بن سکتی' اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں' اس کی نعمتوں کا شمار نہیں ہو سکتا' قرآن کریم کا ارشاد ہے:

اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔

اور پھر کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت پر یہ نہیں فرمایا کہ اے انسان! میں نے تجھے یہ نعمت دے کر تجھ پر بڑا احسان کیا ہے' یعنی نعمتیں تو دی ہیں مگر احسان نہیں جتلایا اور جب کائنات میں اپنا پیارا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجا تو ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ۔

اللہ نے مؤمنین پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں بڑی عظمت والا رسول بھیجا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ وہ نعمتِ عظمٰی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان جتلایا ہے' احسان اس نعمت پر ہوتا ہے جس پر دینے والے کو خود بھی ناز ہو۔

تشریح آیت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا اعلان اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے فرمایا ہے جس آیت کو میں نے عنوانِ تقریر بنایا ہے' اب اس کی مختصر تشریح سماعت فرمایئے' ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۔

بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول تشریف لائے۔

اگر وہ ہم میں سے تشریف نہ لاتے تو ہم کبھی فیض حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

''اَنْفُسِكُمْ'' کی دو قراءتیں ہیں' ایک ''ف'' پر پیش اور دوسری میں ''ف'' پر زبر یعنی ''اَنْفَسِكُمْ'' اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ بے شک تم میں سے نفیس ترین اور بہترین جماعت سے آئے' تمام دنیا میں عرب افضل' عرب میں قریش افضل اور قریش میں بنو ہاشم افضل' حضور علیہ السلام بنو ہاشم میں پیدا ہوئے وہ جس مہینہ میں تشریف لائے وہ مہینہ افضل' جو کتاب لائے وہ تمام کتابوں سے افضل' جو دین لائے وہ تمام دینوں سے افضل' جس شہر میں آئے وہ تمام شہروں سے افضل اور جس زمانے میں

آئے وہ تمام زمانوں سے افضل' ان کے صحابہ تمام کائنات سے افضل' ان کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل' ان کا قانون قانونِ الٰہی' ان کا کلام کلامِ الٰہی' ان کا دیکھنا خدا کا دیکھنا' ان کا بولنا خدا کا بولنا' ان کا ہاتھ خدا کا ہاتھ' ان کا پھینکنا خدا کا پھینکنا' ان کی بیعت خدا کی بیعت' ان کا گھر خدا کا گھر ہے۔

بخدا! خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مَفر مقر!
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

یہاں لفظ "رَسُوْلٌ" کی تنوین تعظیم کیلئے یعنی بڑی عظمت والا رسول "عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ" تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے وہ تمہاری تکلیف نہیں دیکھ سکتے' یہ درحقیقت ہے کہ تکلیف ہمیں ہوتی ہے اور بے چینی حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

تین مقام

حشر کو بھی جو مشکل مقام ہوگا ہمارے حضور علیہ السلام وہاں پر جلوہ افروز ہوں گے' ایک صحابی نے عرض کیا: "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِدَاکَ اُمِّیْ وَاَبِیْ" میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں! اگر ہم نے آپ کو حشر میں تلاش کرنا ہو تو کہاں تلاش کریں؟
حضور علیہ السلام نے فرمایا: تین مقام ہوں گے جہاں مل سکوں گے' جہاں میری اُمت کے عمل تولے جا رہے ہوں گے' میں پاس کھڑا ہوں گا' اگر امتی کا عمل کم ہو جائے تو اس کی کمی کو پورا کردوں' صحابی نے عرض کیا: آقا! اگر ہم آپ کو وہاں نہ پائیں تو!
حضور علیہ السلام نے فرمایا: حوضِ کوثر پر ہوں گا' اُمت پیاسی ہوگی' میں آبِ کوثر کے جام پلاتا ہوں گا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ — دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
اِنَّـا اَعْـطَيْـنٰكَ الْـكَـوْثَـرْ — ساری کثرت پاتے یہ ہیں
قصر دنیٰ تک کس کی رسائی — جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم وہاں بھی نہ پائیں' تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پل صراط پر کھڑا ہوں گا' جبریل کے پَر بچھے ہوں گے اور میں دعا کرتا ہوں گا۔

''رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ'' اے میرے رب! میری امت کو سلامتی سے گزار دے!

آپ اندازہ فرمائیں جب دعا فرمانے والے سید الانبیاء ہوں تو غم کس چیز کا؟

رضا پل سے اب وجہ کرتے گزریئے — کہ ہے ''رَبِّ سَلِّمْ'' صدائے محمد

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

تمہاری بھلائی کے چاہنے والے مؤمنوں پر رحم کرنے والے مہربان ہیں۔

کوئی اپنی اولاد پر حریص ہوتا ہے' کوئی دولتِ دنیا کا حریص ہوتا ہے' کوئی اپنے آرام کا حریص ہے مگر ہمارے حضور علیہ السلام صرف ہمارے ہی حریص ہیں' انہیں جتنا پیارا اپنی اُمت سے ہے اور کسی چیز سے نہیں' اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں حضور علیہ السلام کی شان میں ''رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ'' فرمایا ہے' حالانکہ ''رَؤُفٌ'' اور ''رَحِيْمٌ'' اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔

صفاتِ الٰہی

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ'' ثابت ہوا کہ رؤف اور رحیم اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں مگر یہی صفتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا

فرمائی ہیں، حضور علیہ السلام کی یہ صفات عطائی ہیں، اللہ تعالیٰ بھی رؤف رحیم ہے اور اس کا حبیب بھی رؤف رحیم ہے، قرآن کریم ایک آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی شان بیان فرماتا ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔

اس آیت کے متعلق حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوۃ کے ابتداء میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت حمد خدا بھی ہے اور یہی آیت نعتِ مصطفےٰ بھی ہے، یہ صفاتِ الٰہی بھی ہیں اور صفاتِ رسول بھی ہیں، علامہ اقبال نے اس کا یوں ترجمہ کیا ہے:

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ
وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

اوّل و آخر

حضور علیہ السلام اوّل بھی ہیں اور آخر بھی ہیں، سب سے پہلے تخلیق کئے گئے اور سب سے آخر بھیجے گئے۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۵۶ پر ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ معراج کی رات حضور علیہ السلام کو کچھ احباب ملے، انہوں نے آپ پر اسلام پڑھا، الفاظ یہ تھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ ۔

جبریل نے عرض کیا: حضور! یہ سلام کرنے والے حضرات ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے، معلوم ہوا کہ انبیائے سابقہ بھی آپ کو اوّل اور آخر کہہ

کر پکارتے تھے۔

حدیث

اے میری اسلامی بہنو! یہ حدیث بہت مشہور ہے اور اس حدیث کو امام بخاری کے استاد سید عبدالرزاق نے اپنی مسند میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ '' مجھے فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس کو پیدا کیا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءَ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ ۔

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

پھر وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں اللہ کو منظور تھا' سیر کرتا رہا' اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھی' نہ جنت تھی نہ دوزخ' نہ فرشتے تھے نہ آسمان' نہ چاند تھا نہ سورج' نہ جن تھے نہ انسان' نہ مٹی نہ پانی' نہ آگ تھی اور نہ ہوا' غرضیکہ کائنات کی کسی شے کا وجود نہ تھا' پھر جب اللہ تعالیٰ نے باقی مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے' ایک سے قلم' دوسرے سے لوحِ محفوظ' تیسرے سے عرش اور چوتھے سے باقی سب چیزیں پیدا فرمائیں' یہ حدیث کافی طویل ہے' اس کو امام قسطلانی نے مواہب الدنیہ' امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں درج فرمایا ہے۔

ایک شبہ

اس حدیث میں کسی کو کلام نہیں' صرف بعض حضرات کو ''نُوْرَ نَبِیِّکَ '' کی تشریح میں غلط فہمی ہو گئی ہے' ان کا کہنا ہے کہ یہاں لفظ ''نُـــوْرَ'' لفظ ''نَبِیِّکَ'' کی طرف

مضاف ہے اور مضاف ومضاف الیہ میں تغایر ہوتا ہے' جیسے زید کی ٹوپی' زید اور ہے ٹوپی اور' تو معلوم ہوا کہ نبی اور ہے نور اور۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اضافت بیانیہ ہے اور یہ کہنا کہ مضاف اور مضاف الیہ الخ میں ہمیشہ تغایر ہوتا ہے صحیح نہیں' اگر یہ دعویٰ تسلیم کرلیا جائے تو نفسہ' عینہ' ذاتہ' وجودہ کا کیا جواب ہوگا؟ امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اگر یہاں اضافتِ بیانیہ نہ لی جائے بلکہ نور سے وہی مشہور یعنی روشنی (کہ عرض و کیفیت) مراد ہو تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مخلوق نہ ہوئے بلکہ ایک عرض و صفت' پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیسے ممکن ہے' لاجرم حضور خود ہی وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہیں۔

''مِنْ نُوْرِہٖ''

یونہی ''من نورہٖ'' میں بھی اضافت بیانیہ ہے' اس میں لفظ ''مِنْ'' سے دھوکہ کھانے والوں کو ''وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُوْحِیْ'' پر غور کرنا چاہیے۔

بشریت

اسی طرح لباسِ بشریت ہی نور کی نفی نہیں کرتا ورنہ ''فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا'' کا کیا جواب ہوگا؟ جبریلِ امین نور ہیں مگر لباسِ بشریت میں حضرت مریم کے پاس آئے۔

عبدیت

یونہی عبدیت بھی نور کے منافی نہیں ہے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کیلئے ''بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ'' فرمایا ہے' معلوم ہوا کہ عبد اور بشر' نور کے متضاد چیزیں نہیں کہ جمع نہ ہوسکیں۔

عبادتِ نور

پھر یہ مخلوقِ اوّل نورِ کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہزار ہا برس تک خاص مقامِ قرب میں عبادتِ الٰہی کرتا رہا' ستر ہزار سال تک قیام فرمایا' پھر ستر ہزار سال رکوع میں رہا' تب سجدہ کیا تو صبح کی نماز فرض ہوگئی' سجدہ میں گئے تو ظہر اور عصر کی نماز' پھر قیام اور سجدہ ہو تو مغرب کی نماز اور چوتھی بار عشاء کی نماز فرض ہوگئی۔ حضرت شیخ فرید الدین عطاء رحمۃ اللہ علیہ منطق الطیر میں لکھتے ہیں:

قرن ہا اندر رکوع استادہ بود — عمر ہا اندر سجود افتادہ بود

از نماز نور آں دیہائے راز — فرض شہ بر جملہ رمتا نماز

اُمت کیلئے استغفار

پھر اس نور نے دو نفل ادا کئے' ایک ہزار برس قیام' ہزار سال رکوع' ہزار سال قومہ' ہزار سال سجدہ' ہزار برس جلسہ' ہزار برس دوسرے سجدہ میں رہے' اسی طرح دوسری رکعت بھی ادا کی' جب فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب! تو نے میری عبادت کا حق ادا کر دیا ہے' میں نے تیری عبادت قبول کر لی ہے اب جو چاہے مانگ لے! حضور علیہ السلام نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ایک قوم کا رہنما بنا کر روانہ فرمائے گا بہ تقاضائے بشریت ان سے غلطیاں سرزد ہوں گی' میں آج اپنی اُمت کیلئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی' اس مضمون کو علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں' علامہ عبدالباقی نے زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں' ملا معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے معارج النبوۃ میں' علامہ یوسف نبہانی نے جواہر البحار میں تفصیلاً بیان فرمایا ہے' یہ نور مقامِ خاص میں کئی ہزار برس تک چمکتا رہا' انسان العیون' روح البیان' سیرتِ حلبیہ' جواہر البحار کے علاوہ کئی کتابوں میں ہے کہ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل! تیری عمر کتنی ہے؟ عرض کی: حضور! اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب میں ہر ستّر ہزار برس بعد ایک ستارہ چمکتا تھا' اس کو میں بہتّر ہزار مرتبہ دیکھا ہے' حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اپنے رب کے عزت وجلال کی قسم! ''اَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ'' وہ ستارہ میں ہی تھا''۔

خاکِ پاک

ایک دن جبریل کو حکم ہوا کہ زمین پر جا اور مزارِ مقدس کی جگہ سے ایک مثقال خاکِ پاک لے آ' جبریل نے آ کر زمین کو حکم سنایا' زمین ذوق سے وجد میں آ گئی اور مثل کافور کے خاکِ پاک ظاہر ہوئی' جبریل اس خاک کو لے کر اپنے مقام پر پہنچے تو حکم ہوا کہ ماءِ معین کوثر و تسنیم میں ملائی جائے' اب وہ خاک کا ذرہ نور کے کان میں پہنچا اور ہزار برس رہا تو اس کی ماہیت بدل گئی۔

یہ امر مسلم ہے کہ جب کوئی چیز کان میں جاتی ہے تو اس کی ہیئت واحکام بھی بدل جاتے ہیں تو وہ خاک کا ذرہ خاک کہاں رہا نور ہو گیا' اس کیلئے بے شمار نظائر موجود ہیں مگر یہ مختصر مضمون نہیں' اب نیا دور شروع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ''خَلِيْفَةُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ'' کی پیدائش ہو' چنانچہ آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کیا گیا' سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ'' ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے تو میری نبوت چمک رہی تھی۔

نورِ آدم کے پاس

اب وہ نورِ مقدس حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پشت پرندے کی سی آواز سنی' عرض کیا: یا اللہ! یہ آواز کیا ہے؟ جواب آیا کہ یہ محمد مصطفیٰ میرے محبوب کی تسبیح کی آواز ہے' میرا عہد پکڑو اور اسے پاک رحموں اور مقدس پشتوں میں امانت رکھنا' اب وہ نور

چمکا، فرشتوں کو حکم ہوا سجدہ کیجئے، سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا اور انکار کی سات دلیلیں پیش کیں، حکم ہوا کہ نکل جاؤ! تو میری بارگاہ سے دور کر دیا گیا ہے، تجھ پر قیامت تک میری لعنت برستی رہے گی، ادھر سجدہ کرنے والوں کو مراتبِ رفیعہ عطا کیے گئے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ آدم کو سجدہ اس لیے ہوا کہ

كَانَ فِيْ جَبْهَتِهٖ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ان کی پیشانی میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔

انگوٹھوں کا چومنا

حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ فرشتے ان کے پیچھے پیچھے پھرتے رہتے ہیں اور سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتے ہیں، عرض کیا: یا اللہ! یہ فرشتے میرے پیچھے کیوں پھرتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ یہ میرے حبیب کے نور کی زیارت کرتے ہیں، عرض کی: یا اللہ! یہ نور میری پیشانی میں ہونا چاہیے تاکہ فرشتے میرے آگے کھڑے ہوں، لہٰذا وہ نور پیشانی میں رکھ دیا گیا، وہ نور پیشانیٔ آدم میں آفتاب کی طرح چمکتا رہا اور فرشتے صفیں باندھے اس کی زیارت کرتے رہے، حضرت آدم نے خواہش ظاہر کی کہ میں بھی دیکھوں تو نور ان کی انگلی میں ظاہر ہوا، انہوں نے چوم کر آنکھوں پر رکھا اور کہا:

قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ (روح البیان)

اب آدم علیہ السلام بھی زیارت کرتے اور کہتے: تم ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ ہو۔

ظہار میں میرے پھول حقیقت میں میری نخل
یہ صدا ان کی یاد میں ابوالبشر کی ہے!

پھر وہ نور حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا، آپ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے زیادہ حسین وجمیل تھے، جب حدِ بلوغ کو پہنچے تو اب سے اس نور کی حفاظت کا

عہد لیا گیا کہ اس مقدس نور کو نہایت پاکیزہ طریقہ سے ارحامِ طاہرات و اصلابِ طیبات تک پہنچائیں، چنانچہ عہد نامہ قرن بعد ایک دوسرے تک وصول ہوتا رہا، اب وہ نورِ پاک جناب انوش، قینا، مہلائیل یارو سے ہوتا ہوا حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچا، آپ تین سو پینسٹھ سال کی عمر میں زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے، پھر وہ نور متوشلخ لامک سے منتقل ہو کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آیا، اسی نور کے صدقے کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

جناب متوشلخ کے پاس ۹۶۹ سال، مالک کے پاس ۷۷۰ سال، حضرت نوح علیہ السلام کے پاس ایک ہزار سال، اس کے بعد جناب سام ارفخشد، حضرت ہود علیہ السلام، جناب شالخ، فالج، اشروع، ارعونا جوز سے ہوتا ہوا جناب تارخ کے پاس تشریف لایا، تارخ حضرت ابراہیم علیہ السلام واکے والد تھے، نہایت عابد زاہد نیک فال تھے، کئی کئی مہینے پہاڑوں میں تنہا عبادت کرتے تھے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے، آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے، آپ کی وفات کے بعد آپ کے دادا نے کفالت اپنے ذمہ لی! جب دادا بھی فوت ہو گئے تو آذر (جو حضرت ابراہیم کا چچا تھا) کی پرورش میں آ گئے، یہ بت تراش تھا، آذر آپ کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا جس نے پرورش کی، جب آپ جوان ہوئے تو اپنے چچا کو کہا: ''لَا تَعْبُدُ الشَّیْطٰنَ'' شیطان کی پیروی نہ کرو! آیت کی ابتداء یوں ہوتی ہے:

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ اٰذَرَ ۔

جب اپنے اَب آذر کو کہا!

یہاں لفظ ''اَب'' سے بعض احباب کو سخت غلط فہمی ہوتی ہے! انہوں نے ''اَب'' کا ترجمہ والد کیا ہے حالانکہ ''اَب'' عام ہے باپ، چچا، دادا سب کیلئے بولا جاتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو فرمایا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے باتفاق جواب دیا:

''ہم عبادت کریں گے آپ کے خدا اور آپ کے اَب ابراہیم' اسماعیل' اسحاق علیہم السلام کی''۔

اس آیت میں لفظ ''اٰبَــا''، ''اَب'' کی جمع ہے یہاں لفظ ''اب'' اسحاق علیہ السلام پر بولا گیا ہے' وہ آپ کے باپ ہیں' اسماعیل علیہ السلام کو بھی ''اَب'' کہا گیا ہے! حالانکہ وہ آپ کے چچا ہیں' ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا ہے حالانکہ وہ دادا ہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ ''اَب'' باپ' چچا' دادا سب کیلئے پذیر ہوئے! آپ فرماتے ہیں: میں بطحاء مکہ سے چل کر کوہِ ثبیر پر چڑھ جاتا تو میری پشت سے ایک نور نکل کر دو حصے ہو جاتا' ایک حصہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں پھیلتا چلا جاتا اور بصورت بادل مجھ پر سایہ کر دیتا' پھر آسمان کا دروازہ کھل جاتا اور جب میں زمین پر بیٹھتا تو زمین سے آواز آتی: اے وہ ذات جس کی پشت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مقدس ہے' آپ پر میرا اسلام ہو! اور جب میں کسی خشک درخت اور کسی خشک جگہ پر بیٹھتا تو وہ فوراً سرسبز ہو جاتے اور اپنی ہری بھری ٹہنیاں مجھ پر ڈال دیتے اور جب میں لات وعزیٰ اور دوسرے بتوں کے پاس سے گزرتا تو بت چیخنا شروع کر دیتے اور کہتے کہ ہم سے دور ہو جا! تیرے اندر وہ چیز ہے جس کے ہاتھوں پر ہماری اور تمام دنیا کے بتوں کی ہلاکت ہوگی! آپ کے یہ عجائبات دور دور تک مشہور ہو گئے تو ستر یہودیوں نے آپس میں عہد و پیمان کیا کہ جب تک عبداللہ کو قتل نہ کریں' ہم اپنی قوم کو منہ نہیں دکھائیں گے!

ستر یہودی

اس غرض سے وہ مکہ میں آئے اور موقعہ تلاش کرتے رہے' ایک دن حضرت عبداللہ شکار کی غرض سے شہر کے باہر جا رہے تھے کہ انہی ستر یہودیوں نے اپنی

زہر آلود تلواروں کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا' ایک رنگا رنگ فوج گھوڑوں پر سوار اچانک آسمان سے اتری اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے یہودیوں کو ختم کر دیا!

اس واقعہ کو عبد مناف کے بیٹے حضرت واہب دیکھ رہے تھے' یہ کرامت دیکھ کہ انہوں نے مکمل ارادہ کرلیا کہ اپنی لڑکی آمنہ خاتون کو عبداللہ کے نکاح میں دیں گے' فوراً گھر آئے اور اپنی بیوہ برّہ بنت عزیٰ کو اس عجیب واقعہ کی خبر دے کر کہا کہ عبداللہ قریش میں سب سے زیادہ خوبصورت نوجوان ہے' میں اپنی بیٹی آمنہ کیلئے اس سے زیادہ اچھا کوئی رشتہ نہیں پاتا' پھر حضرت برّہ کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ اپنے بیٹے کیلئے میری لڑکی آمنہ خاتون کو قبول کر لیں' حضرت عبدالمطلب نے اس کو پسند فرمایا اور حضرت آمنہ حضرت عبداللہ کے نکاح میں آ گئیں!

اُمِ قتال!

یوں وہ نور حضرت آمنہ کی طرف منتقل ہو گیا! سینکڑوں وہ عورتیں جو حضرت عبداللہ سے شادی کی خواہش رکھتی تھیں' مایوس ہو گئیں' ان میں سے ایک عورت اُمِ قتال نے جو سب سے زیادہ خواہش مند تھی' صبح سویرے حضرت عبداللہ کو دیکھ کر منہ پھیر لیا' آپ نے فرمایا کہ تو نے اعراض کیوں کیا؟ بولی: جس نور کی میں طلب گار تھی وہ آج تیری پیشانی سے غائب ہے' اب مجھے تیری کوئی حاجت نہیں' یہ واقعہ سیرت ابن ہشام میں ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب حضور میرے پاس تشریف لائے تو مجھے اپنے جسم سے پیاری پیاری خوشبو آیا کرتی تھی!

جانوروں کی مبارکبادیاں!

سیرتِ حلبیہ میں ہے: جب وہ نور حضرت آمنہ کے پاس تشریف لایا تو قریش کے مویشیوں نے اور چار پائیوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی' قسم ہے کعبہ کے

رب کی کہ آج رات دنیا کا سردار اپنی والدہ کے پاس آ گیا' اسی رات تمام دنیا کے بادشاہوں کے تخت الٹ دیئے گئے' سب بت سرنگوں ہو گئے' روئے زمین کے تمام بادشاہ گونگے ہو گئے' ایک اعلان ہو رہا تھا کہ ابوالقاسم کا ظہور قریب ہو گیا ہے۔

نبیوں کی مبارک بادیاں!

آپ فرماتی ہیں کہ پہلا مہینہ گزرا تو میں نے بلند قد والا دیکھا جس نے بڑی تسلی کے لہجہ میں فرمایا کہ آمنہ! تجھے خوشخبری ہو! تو نبیوں کے سردار کی حاملہ ہے! میں نے عرض کی: آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: میں آدم علیہ السلام ہوں! دوسرے مہینے حضرت شیث علیہ السلام کی زیارت ہوئی انہوں نے بھی مبارکباد دی' تیسرے مہینے نوح علیہ السلام' چوتھے مہینے حضرت ادریس علیہ السلام' پانچویں مہینے حضرت ہود علیہ السلام' چھٹے مہینے حضرت ابراہیم علیہ السلام' ساتویں مہینے حضرت اسماعیل علیہ السلام' آٹھویں مہینے حضرت موسیٰ علیہ السلام' نویں مہینے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارتیں دیں!

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے ان نو ماہ میں کچھ بوجھ محسوس نہ ہوا' نہ کوئی چیز جو عورتوں کو پیش آتی ہے' میں ان سے بالکل مبرا اور صاف رہی!

ابرہہ کا حملہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے صرف باون دن پہلے ابرہہ جو شاہِ حبش نجاشی کی طرف سے یمن کا گورنر تھا' کعبہ شریف کی عظمت کو برداشت نہ کر سکا' ایک بڑا جنگی لشکر ہاتھیوں سمیت لے کر کعبہ شریف کو گرانے کی غرض سے حملہ آور ہوا' جب کعبہ شریف سے تین میل دور وادیٔ محسنہ میں پہنچا تو اس کے ہاتھی نے آگے جانے سے انکار کر دیا' آخر مجبوراً اسی جگہ لشکر کا پڑاؤ ڈال دیا! عرب والوں کا ہاتھی ایک عجیب چیز تھی' انہوں نے اس سے قبل ہاتھی کبھی نہیں دیکھے تھے' اس بڑے لشکر کی سطوت وشوکت سے گھبرا کر اہل مکہ پہاڑوں میں جا چھپے' صرف حضور علیہ السلام کے دادا حضرت

عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے چند افراد جن کی تعداد بمشکل بارہ افراد تک پہنچتی تھی باقی رہ گئے اور ابرہہ کے اس عظیم لشکر سے مقابلہ کیلئے تیار ہو گئے!

ابرہہ کے ساتھی اور اونٹ!

اس دوران میں ابرہہ کے کچھ لشکری اہل مکہ کے مویشیوں کے ساتھ حضرت عبدالمطلب کے چند اونٹ بھی لے گئے، حضرت عبدالمطلب اکیلے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر ابرہہ کے پاس پہنچ گئے، ابرہہ نے جب اس پیکرِ شرافت کو اپنی طرف آتے دیکھا تو استقبال کیلئے خیمے سے نکل آیا اور نہایت احترام سے پیش آیا، اس نے کہا: آپ کیسے تشریف لائے؟ آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے اہل عرب عبدالمطلب کے نام سے پکارتے ہیں اور یہاں آنے کی وجہ یہ ہے کہ تیرے لشکری میرے اونٹ لے آئے ہیں وہ واپس دے دو، ابرہہ نے تکبر آمیز قہقہہ لگایا اور کہا: عبدالمطلب! اپنے کعبہ کی فکر کرو اونٹ تو ایک حقیر چیز ہے، میں تمہارا کعبہ گرانے آیا ہوں میں نے تو سمجھا تھا کہ کعبہ کو بچانے کی کوشش کیلئے آئے ہو گے اور اسے نہ گرانے کی درخواست کرو گے تمہیں تو اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔

تعجب ہے کہ ایک ناچیز شی کا ذکر کرتے ہو
نہیں کعبہ کی فکر اونٹوں کی فکر کرتے ہو

ابرہہ کی بات سن کر حضرت عبدالمطلب نے کیا نفیس جواب دیا، فرمایا۔

صداقت ہے یہی میں اپنی شی پر فکر کرتا ہوں
کہ میرا مال ہیں اونٹ اس لیے فکر کرتا ہوں
کرے گا فکر اپنے گھر کی جو اس گھر کا مالک ہے
جو اس گھر کا مالک ہے وہ بحر و بر کا مالک ہے

''اے ابرہہ! مجھے کعبہ کی فکر کیوں ہو؟ کعبہ جانے، کعبے والا جانے، مجھے میرے

اونٹ واپس کر دے'' ابرہہ آپ کا یہ صداقت انگیز جواب سن کر خاموش ہو گیا' اونٹ واپس کر دیئے' آپ اونٹوں کو لے کر گھر واپس تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کی والدہ حضرت آمنہ کو ساتھ لے کر کعبہ شریف میں حاضری دی اور دعا کی: ''اے کعبہ کے مالک! اے چودہ طبق کی کائنات کے خالق! تو سمیع و بصیر ہے' تو علیم و خبیر ہے' تو جانتا ہے کہ دشمن تیرے مقدس گھر کو گرانے کی نیت سے آیا ہے' الٰہی تو نے مجھے بشارت دی تھی کہ تیرے گھر میں ایک نور چمکے گا' الٰہی! اگر وہ نور آمنہ کے پیٹ میں ہے تو: اُس کے واسطے سے ہم دعا کرتے ہیں' اے مالک اسوا تیرے ہم کسی سے نہیں ڈرتے' اے مالک! بچالے یوں دشمن سے اپنے گھر کی حرمت کو بچالے' آلِ اسماعیل کے سامانِ عزت کو صبح سورج کے طلوع کے ساتھ ہی ابرہہ کعبہ پر حملہ کی تیاری کرنے لگا' اُدھر حضور علیہ السلام کے وسیلے سے مانگی ہوئی دعا فوراً قبول ہو گئی' پروردگارِ عالم نے ابابیلوں کے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دے دیا' لشکرِ ابرہہ کی کعبہ پر چڑھائی کا منظر حضرت عبدالمطلب اپنے خاندان سمیت ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے' جونہی لشکر کے ہاتھی کعبہ کے قریب آئے تو سب کے سب عظمت کعبہ کے سامنے سجدے میں گر گئے' بہت ہاتھیوں کو مارتے ہیں' اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں' مگر

پڑے ہیں اس طرح ہاتھی کہ جنبش تک نہیں کرتے
خدا کا ڈر ہے دل میں آج شیطاں سے نہیں ڈرتے

اور ابرہہ کا ہاتھی جس کا نام محمود تھا' وہ تو بالکل اُٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا' ابرہہ یہ صورت دیکھ کر بہت گھبرایا اور فوج پیدل کو حملہ کرنے کا حکم دیا' ابھی اس نے یہ حکم دیا ہی تھا کہ پروردگارِ عالم کا لشکر جدہ کی طرف سے نمودار ہوا' چھوٹے چھوٹے ہزاروں ابابیل منہ میں تین تین کنکریاں اور ایک ایک کنکری پنجوں میں لے کر ابرہہ کے لشکر پر آ گئے اور سنگریزوں کی بارش شروع کر دی' قدرتِ خداوندی کہ ہر کنکر پر اس شخص کا نام

لکھا ہوا تھا جس سے وہ مارا جاتا تھا' جب کنکر جسم پر پڑتا تو جسم کو چیر کر پاؤں کی طرف نکل جاتا' دیکھتے ہی دیکھتے یہ عظیم الشان لشکر چند منٹوں میں تباہ برباد کر دیا گیا' قرآن پاک نے اس واقعہ کو کتنے شاندار طریقہ پر بیان فرمایا ہے' ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ''اے محبوب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کیا؟ کیا ان کا داؤ تباہی میں نہ ڈالا اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں کہ انہیں پتھر کے کنکر سے مارتے تھے تو ان کو کر ڈالا جیسے کوئی کھائی ہوئی کھیتی ہوتی ہے''۔

اسی لیے عرب والے اس سال کو عام الفیل اور سنۃ الفتح والا بتہاج بھی کہتے ہیں۔

ظہورِ نور

جب نور کے ظہور کا وقت آیا' رات جا رہی تھی اور صبح آ رہی تھی' پیر کا دن تھا' سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مختصر جماعت کو آسمان سے اترتے دیکھا جن کے پاس تین سفید جھنڈے تھے' اس جماعت نے ایک جھنڈا میرے گھر کے صحن میں گاڑ دیا' ایک کعبہ کی چھت پر اور ایک بیت المقدس پر کھڑا کر دیا' اس سہانی رات میں آسمان کے ستارے قریب آ رہے تھے' ان ستاروں کی روشنی نے تمام دنیا کو نور سے بھر دیا' میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل رہے تھے' میں گھر میں اکیلی تھی' عبدالمطلب طوافِ کعبہ کو گئے ہوئے تھے' اچانک میں نے سفید پرندے کے بازو کو دیکھا' جو میرے دل پر مَل رہا تھا' اس کے اثر سے میری بے چینی زائل ہو گئی' پھر میں نے غور سے دیکھا کہ میرے سامنے شربت کا ایک پیالہ ہے جس کا رنگ بالکل سفید تھا' میں اسے دودھ سمجھ کر پی گئی وہ شہد سے زیادہ شیریں تھا' پھر میرے پاس چند عورتیں آئیں' میں نے ان سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ ان میں سے ایک بولی: میں مریمؑ عیسیٰ کی والدہ ہوں' دوسری بولی کہ میں آسیہ فرعون کی بیوی ہوں' تیسری نے کہا: میں ہاجرہ

ہوں، باقی سب حوریں ہیں، ہم سب آپ کی خدمت کیلئے آئی ہیں، پھر ایک آواز آئی جس سے میں پریشان ہوگئی، دیکھا تو ایک سفید ریشم کی چادر آسمان اور زمین کے درمیان لٹک گئی، ایک پکارنے والے نے کہا کہ اس کو دنیا کی نگاہوں سے چھپا لو، آسمان سے عورتیں اتر رہی تھیں، جن کے ہاتھوں میں سفید آفتابے تھے، پھر بادل کا سفید ٹکڑا جس میں سبز رنگ کی چڑیاں جن کی چونچیں یاقوت کی مانند سرخ نظر آئیں، یہ دیکھ کر میرا بدن پسینہ پسینہ ہوگیا جو قطرہ ٹپکتا تھا اس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی، کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق و مغرب زمین و آسمان ایک دم روشن ہوگئے، حتیٰ کہ شام کے محلات اور بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں، اس نور کا منبع میرا وجود تھا، اطرافِ عالم میں اعلان ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوگئے، حضرات یہ وقت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کا ہے تمام حضرات مل کر کھڑے ہو کر سلام پڑھیے۔

سلام بحضور سیّدالانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان — کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں — اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام
جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑے — اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی — ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں — اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اعلانِ الٰہی

پروردگار نے فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۔

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔

تمام مفسرین کرام اس پر متفق ہیں کہ اس آیت میں لفظ ''نــور'' سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے' بعض حضرات کہتے ہیں کہ نور سے مراد بھی قرآنِ کریم ہے' یہ صحیح نہیں۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ نور اور کتاب دونوں سے قرآن مراد لینا ضعیف ہے کیونکہ عطف سے معطوف علیہ میں مغایرت کا ہونا ضروری ہے' حضور کا نام نور ہے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)۔

فضیلت شبِ ولادت کی تین وجوہ

اے میری اسلامی بہنو! علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں کہ شبِ ولادت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شبِ قدر سے افضل ہے' آپ فرماتے ہیں کہ اس کی تین وجوہ ہیں:

اوّل: شبِ ولادت آپ کی ذاتِ گرامی کے ظہور کی رات ہے اور شبِ قدر آپ کو عطا کی گئی اور اس مسئلہ میں کسی کو بھی نزاع نہیں ہے' اس اعتبار سے شبِ ولادت شبِ قدر سے افضل ہے۔

دوم: یہ کہ شبِ قدر نزولِ ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہے اور شبِ ولادت آپ کے ظہور کی وجہ سے مشرف اور وہ ذات جس کی وجہ سے شبِ ولادت کو فضیلت دی گئی ہے' یقیناً ان صفات سے افضل ہے جن کی وجہ سے شبِ قدر کو فضیلت دی گئی' لہٰذا شبِ

ولادت شبِ قدر سے افضل ہوئی۔ علامہ فرماتے ہیں:

تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں صرف امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضل واقع ہوا اور شبِ ولادت میں تمام موجودات پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہوا ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔

لہٰذا آپ کی وجہ سے تمام مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عام ہوئی ہیں' لہٰذا شبِ ولادت کا نفع زیادہ ہے اور یہی افضل ہے۔

دُرِ یتیم

ظہور سے پہلے ہی والد صاحب وصال فرما گئے' ابھی چھ سال بھی نہیں ہوئے تھے کہ بیکرِ شفقت ومحبت والدہ کا بھی انتقال ہو گیا' اب دادا عبدالمطلب ہیں' دادا کو اس مقدس پوتے سے بے حد پیار تھا' تھوڑی دیر کیلئے آنکھوں سے جدا نہیں کرتے تھے' اب دو سال بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ دادا بھی داغِ مفارقت دے گئے' اب شفیق چچا ابو طالب ہیں' عبدالمطلب کے انتقال کے بعد لوگوں نے سمجھا کہ ابو طالب کثیر العیال ہیں' اپنی اولاد کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا بھی مشکل ہے چہ جائکہ یتیم عبداللہ کی نگرانی کرسکیں مگر ابو طالب کے دل میں اللہ تعالیٰ نے وہ محبت پیدا کردی کہ اتنی محبت اپنے صلبی بچوں سے بھی نہیں تھی۔

پیدا ہوئے تو باپ کا سایہ اُٹھا لیا — پڑھنے لگے تو مادر وعم ہو گئے جدا
چلنے لگے تو دادا عدم کو رواں ہوا — ایک ایک سایہ یونہی اٹھتا چلا گیا
سائے پسند نہ آئے پروردگار کو — بے سایہ کر دیا اس سایہ دار کو

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

عرب کے رواج کے مطابق قبیلہ بنی سعد کی دائیاں مکہ شریف پہنچ گئی تھیں' ان

میں ایک حلیمہ بھی تھی' اس کی سواری کمزور تھی' اس لیے وہ پیچھے رہ گئی تھی جب وہ پہنچی تو امراء کے سب بچے تقسیم ہو چکے تھے' اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ میں مایوس ہی واپس چلی جاؤں گی' غیب سے آواز آئی: اے حلیمہ! غم نہ کر آج تیری گود میں کونین کی دولت آ رہی ہے' حلیمہ! آج تیری قسمت پر حوریں رشک کریں گی' آواز آ رہی تھی:

واہ واہ حلیمہ تیرے تے اج کرم کمایا جانا ایں!
اَج یکتا تیری جھولی دیوچہ گوہر پایا جانا ایں
ایہہ تیرے حق پچھانے گا نالے چارے گا تیریاں بکریاں نوں
ایسے نوں اِک دن عالم و مختار بنایا جانا ایں

حلیمہ جب حضور علیہ السلام کو گود میں لے کر واپس جا رہی تھی تو وہ سواری جو چلنے کا نام نہیں لیتی تھی' اب اس کی حالت یہ تھی کہ حلیمہ روکتی ہے تو رکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی' حلیمہ کے گھر کی برکت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے' حلیمہ کی بکریاں جنہوں نے حدت سے دودھ دینے کا نام نہیں لیا تھا' اب اتنا دودھ دیتی ہیں ختم ہی نہیں ہوتا۔

چاند کا رقص

رات ہو چکی تھی' اندھیرے آہستہ آہستہ گہرے ہوتے چلے گئے' حلیمہ سعدیہ نے ایک عجیب منظر دیکھا' چاند نکل آیا تھا اور ستارے چھپتے نظر آ رہے تھے' اس نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پنگھوڑے میں لیٹے ہوئے ہیں' حلیمہ نے دیکھا کہ جس طرف حضور کا مبارک ہاتھ اُٹھتا چاند بھی اُدھر ہی پھر جاتا تھا' امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ فرماتے ہیں:

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اُٹھاتے' مہد میں کیا ہی چلتا تھا' اشاروں پر کھلونا نور کا مٹی کو کھلونے بھی مٹی ہی کے ملتے ہیں اور نور کو اللہ تعالیٰ نے کھلونا بھی نور کا ہی عطا فرمایا۔

حضور کی تلاش

ایک دفعہ حلیمہ‘ حضور علیہ السلام کو چھوڑ کر آبِ زمزم پینے گئی‘ واپس آئی تو حضور کو وہاں نہ پایا‘ تلاش کرتے کرتے عاجز آ گئی‘ کعبہ شریف میں گئی تو تمام بت حضور کا نام مبارک سنتے ہی سجدے میں گر گئے‘ حلیمہ حضور کو تلاش کر رہی تھی تو ایک آواز آئی

تم مخو ریا دہ نہ گردد او زتو ۔۔۔ بلکہ عالم پاوہ گردد اندر او

”حلیمہ کائنات اس میں گم ہو سکتی ہے مگر وہ غم نہیں ہو سکتا“۔

پنجابی کے ایک شاعر نے حلیمہ کی شان میں ایک شعر لکھا ہے:

دیکھو وائی حلیمہ دے بھاگ جگے نبی پاک نوں گود کھیڈاوندی اے

جس دی پیراں دی خاک نوں نبی ترسن اوہدیاں لباں تے لباں رُکاوندی اے

حجرِ اسود کا نصب کرنا

وقت گزرتا گیا‘ اہل مکہ حجرِ اسود کو نصب کرنے لگے تو یہ جھگڑا شدت اختیار کر گیا کہ کون نصب کرے؟ دیر تک جھگڑا ہوتا رہا‘ آخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ صبح کے وقت جو سب سے پہلے کعبۃ اللہ میں آئے‘ وہی نصب کرے‘ چنانچہ صبح ہوئی تو سب سے پہلے کعبۃ اللہ میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے‘ فیصلہ کے مطابق پتھر حضور ہی نے رکھنا تھا مگر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا شاندار فیصلہ فرمایا‘ تمام اہل مکہ کے خاندان کے سربراہوں کو بلایا اور ایک چادر بچھائی اور اس پر پتھر کو رکھ دیا اور سب کو فرمایا کہ ایک ایک کونہ پکڑو یونہی کیا گیا اور حضور علیہ السلام نے پتھر اپنے مبارک ہاتھوں سے نصب فرمایا‘ سیّد عالم کے اس فیصلہ سے تمام قبائل خوش ہو گئے اور آپ کی ذہانت کی بے پناہ داد دینے لگے اور یوں ایک بہت بڑا خون خرابہ رُک گیا۔

پتھروں کے سجدے

ابھی تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف ۱۲ برس کی تھی کہ ابو طالب کو

پتہ چلا' ایک قافلہ تجارت کیلئے ملک شام جا رہا ہے ابو طالب بھی تیار ہو گئے' حضور علیہ السلام کے قلبِ اقدس میں بھی خیال آیا کہ چچا کے ساتھ ملک شام جائیں' آپ کا ارادہ دیکھ کر چچا شش و پنج میں مبتلا ہو گیا' سفر کی صعوبتیں' راہ کی دشواریاں ان کے سامنے تھیں' خیال آیا کہ تپتے ہوئے ریگستان کا سفر اور گرم ہوا کے سخت جھونکے میرے اس پھول کو کملا نہ دیں لیکن اپنے پیارے بھتیجے کی دل شکنی بھی گوارا نہ تھی' اس لیے چچا ساتھ لے جانے پر راضی ہو گئے' کئی دن بعد جب یہ قافلہ ایک راہب کی خانقاہ میں اترا تو اس کی نظریں حضور علیہ السلام کے چہرۂ مبارک پر رُک گئیں اور فوراً پکار اُٹھا:

هٰذَا سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۔

ابو طالب یہ سن کر خاموش رہے لیکن دوسرے ساتھیوں نے راہب سے پوچھا کہ آپ کو کیسے علم ہوا کہ یہ سیّد المرسلینؐ ہیں؟ راہب نے کہا: جب تم لوگ پہاڑ سے اتر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ پتھر ان کو سجدے کر رہے تھے۔

حدیث

اے میری اسلامی بہنو! شفاء شریف میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے' راوی کہتے ہیں کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم' آپ فرماتے ہیں کہ مجھے وہ پتھر ابھی تک یاد ہیں جن کے پاس سے میں حضور کے ساتھ گزرا کرتا تھا اور پتھر بلند آواز سے کہتے تھے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ

اس راہب کی بات سن کر ابو طالب کے دل میں اور زیادہ محبت پیدا ہو گئی' سرکارِ دو عالم جوں جوں عالمِ شباب کی طرف قدم رکھتے گئے' آپ کے اخلاق و محاسن' صدق و صفا سے ابو طالب کی مسرتوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا' حتیٰ کہ ابو طالب کوئی کام

حضور علیہ السلام کے مشورے کے بغیر نہ کیا کرتے تھے۔

اعلانِ نبوت

نیکی پاکبازی کا یہ عالم تھا کہ دنیا آپ کو صادق الامین کہہ کر پکارتی رہی' حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا تمام مال راہِ خدا میں تقسیم ہو چکا ہے اور خود پیوند لگی کملی پہنے غاروں اور پہاڑوں میں مصروفِ عباداتِ الٰہی ہیں' فرش پر سوتے ہیں' ستوؤں اور کھجوروں پر گزر ہوتا ہے' چالیس برس پورے ہو چکے ہیں' غارِ حراء ہے ۲۲ فروری ۶۱۰ء کی عظیم ساعت میں جبریل امین پہلی بار سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں' عرض کرتے ہیں: ''اقــرأ'' پڑھیے! حضور نے فرمایا: ''مـــا انـــا بقاری ء'' جبریل نے حضور علیہ السلام کو سینے سے لگایا' دوبارہ عرض کی: ''اقرأ'' حضور علیہ السلام نے نہیں پڑھا' تیسری بار جبریل نے عرض کی: ''اقرأ باسم ربلك الذی خلــق'' تو حضور علیہ السلام نے پوری پانچ آیتیں آگے تلاوت فرما دیں' سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وحیٔ الٰہی سے متاثر ہو کر گھر تشریف لاتے ہیں تو پاکباز بیوی مسلمانِ عالم کی مقدس ماں ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا واقعہ سن کر بشارت دیتی ہیں کہ آپ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں۔

ورقہ بن نوفل

پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضور کو اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں' ورقہ بہت بڑا عالم تھا' اس نے یہ واقعہ سن کر کہا کہ یہ دنیا کے نجات دہندہ ہیں' کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب دنیا اسے مکہ سے نکال دے گی۔

اس طرح سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ' حضرت ابوبکر' حضرت علی رضی اللہ عنہم نے رسالت کی تصدیق کی' عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ ہیں' مردوں میں سب سے پہلے ایمان

لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

نزولِ قرآن

پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔

''اگر ہم اس قرآن کو پہاڑوں پر نازل کرتے تو پہاڑ خوفِ الٰہی سے ریزہ ریزہ ہو جاتے''۔

سبحان اللہ! یہ قلبِ مصطفیٰ ہی تھا جو بوجھ کوئی نہ اُٹھا سکے وہ حضور اُٹھاتے ہیں' یونہی جس کا بوجھ کوئی نہ اُٹھا سکے اس کا بوجھ بھی حضور ہی اٹھاتے ہیں جس کا جہاں میں کوئی نہ ہو اس کے آپ ہیں' بے کسوں کے بے کس ہیں' بے بسوں کے بے بس ہیں' بے سہاروں کے سہارا ہیں اور بے آسروں کے آسرا آپ ہی ہیں۔

غلط خیالی

اے میری اسلامی بہنو! بعض حضرات کہتے ہیں کہ نبوت چالیس سال بعد ملتی ہے' یہ بالکل غلط ہے۔ نبی پر ایسا کوئی وقت نہیں گزرتا کہ اس کا وجود اور نبوت نہ ہو' اللہ تعالیٰ خلقت کے ساتھ نبی کو نبوت عطا فرما دیتا ہے' نبوت کسبی نہیں وہبی ہوتی ہے' یہ عبادت کا ثمرہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ جس پر چاہے فضل فرما دے۔

دلیلِ قرآن

اس کے لئے قرآن پاک کی دلیل موجود ہے' نصِ قطعی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہا السلام نے والدہ کی گود میں ابھی عمر تین دن کی بھی نہیں تھی کہ کہا:

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۔

بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔

آپ غور فرمائیں کہ ''جَعَلَنِیْ'' ماضی کا صیغہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرما دی ہے یہ نہیں فرمایا کہ جب چالیس سال پورے ہو جائیں گے تو مجھے نبوت عطا فرمائی جائے گی۔

دوسری دلیل

عالمِ ارواح میں پروردگارِ عالم نے تمام روحوں کو جمع فرما کر فرمایا: ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تمام روحوں نے بیک زبان اقرار کیا اور کہا: ''بَلٰی'' کیوں نہیں تو ہمارا خالق و مالک ہے اس اقرار کے بعد ایک اور وعدہ لیا گیا اس اجلاس میں صرف انبیاء اور رسل علیہم السلام تھے ان سے جو اقرار لیا گیا وہ قرآن کریم کی زبانی سنئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ ۔

اور جب کیا اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پکا وعدہ۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی روحوں کو بھی نبی کہا ہے معلوم ہوا کہ خلقتِ روح کے ساتھ ہی نبوت ثابت ہو جاتی ہے۔

لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ۔

میں تمہیں کتاب اور حکمت دے دوں۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ ۔

پھر آ جائے تمہارے پاس بڑی عظمت والا رسول تمہاری تصدیق کرتا ہو تو

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۔

تم ضرور ضرور اس پر ایمان لے آنا اور اس کی امداد کرنا۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے دو جگہ پر نون تاکید تقلید لاکر اس وعدہ کو مضبوط فرما دیا ہے'
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ۔

کیا تم نے اقرار کرلیا ہے۔

قَالُوْا

سب بولے

اَقْرَرْنَا

ہم نے اقرار کرلیا

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء بھی ہمارے حضور علیہ السلام کے امتی ہیں' آپ نبی الانبیاء ہیں' انبیاء اور رسل نے آپ کی سرداری کا اقرار کرلیا تو پروردگارِ عالم نے فرمایا:

فَاشْهَدُوْا ۔

ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ

وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۔

اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ نبیوں سے وعدہ لے رہا ہے اور خود فرماتا ہے کہ میں بھی گواہ ہوں' بات یہاں ہی ختم نہیں ہوجاتی' اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تو صرف یہی کہا:

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۔

روحوں نے کہا: ''بَلٰی'' بات ختم ہوگئی مگر جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت آتا ہے تو تاکیدیں ہیں کہ ختم ہونے میں آتی ہی نہیں' جب تمام انبیاء ایک

دوسرے کے گواہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔

پس جو اقرار کے بعد پھر جائے وہی لوگ حکم سے ہٹنے والے ہیں۔

پہلی محفلِ میلاد

اے میری اسلامی بہنو! یہ پہلی محفل تھی جو حضور علیہ السلام کے ذکر کیلئے قائم کی گئی تھی، منعقد کرنے والا خالقِ کائنات ہے، معلوم ہوا کہ حضور کی آمد کے سلسلے میں محفل قائم کرنا سنتِ الٰہیہ ہے اور جس جلسہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا ذکر ہو وہ جلسہ میلاد کہلاتا ہے، گویا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور علیہ السلام کا میلاد پڑھا، میلاد پڑھنا سنتِ الٰہی، میلاد سننا سنتِ انبیاء و رسل علیہم السلام ہے۔

دلیلِ قرآنی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔

اے محبوب! دوسرے انبیاء کو میں نے رحمتیں دے کر بھیجا ہے اور آپ کو سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے، یونہی باقی انبیاء معجزات لے کر آئے اور ہمارے حضور علیہ السلام کو معجزہ بنا کر بھیجا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کیلئے رحمت ہیں، اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا رب ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

وہ رب العالمین ہے اور جو قرآن لے کر تشریف لائے ہیں وہ "لِلْعٰلَمِيْنَ

نذیرًا''۔

اللہ تعالیٰ نور ہے ''اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ '' یہ نور بمعنی منور اسم فاعل روشن کرنے والا ہے اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نور ہیں ''قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ '' اور جو کتاب لے کر آئے وہ بھی نور ہے ''وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا '' اور جو اسلام لے کر آئے وہ بھی نور۔ میں عرض کر رہی تھی کہ حضور کے میلاد کی خوشی کیلئے قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجے اور ''قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ وَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا '' اللہ کے فضل اور رحمت کے ساتھ خوشیاں مناؤ ''فَلْیَفْرَحُوْا '' فرحت سے ہے یعنی خوشی، تو رحمت کی آمد پر خوشی منانا حکمِ الٰہی کے عین مطابق ہے۔

امام قسطلانی کی تصریح:

امام قسطلانی شارح صحیح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: آپ کی ولادتِ مبارک کے پاک مہینے میں تمام اہل اسلام ہمیشہ محفلِ میلاد مناتے چلے آرہے ہیں اور اسی خوشی میں کھانا پکا کر کھاتے رہے ہیں اور دعوتِ طعام کرتے آرہے ہیں اور اظہارِ سرور وفرحت کرتے چلے آئے ہیں اور اس نیک کام میں حتی الوسع زیادہ کوشش کرتے آئے ہیں اور آپ کا میلاد پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں، جن کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ظاہر ہوتا رہا ہے اور ولادت باسعادت کے ایام میں محفلِ میلاد منانے کے خواص میں سے یہ امر مجرب ہے کہ اس سال میں امن امان رہتا ہے اور ہر مقصود اور مراد پانے میں جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں فرمائے کہ جس نے ماہِ ولادت کی راتوں کو عید بنالیا تاکہ یہ عید سخت مصیبت ہو جائے، اس شخص پر کہ جس شخص کے دل میں مرض ہے اور بیماری کی کمزوری ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی

خوشی میں محافلِ میلاد کا انعقاد ہمیشہ سے علمائے سلف کا طریقہ چلا آ رہا ہے۔

آمد سے پہلے اور بعد

اے میری اسلامی بہنو! ہادیٔ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اس جہان کا منظر ہی عجیب تھا' ہر طرف تاریکی کا دور دورہ تھا' شراب نوشی' قمار بازی' زنا' حرام کاری لوگوں کی عادتِ ثانیہ بن چکی تھی' ان کی عیاشیوں کا باب بڑا طویل ہے' معصوم بچیوں کو زندہ درگور کرنا ان کا کام تھا' ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی کہ میں اپنی چھوٹی معصوم بچی کو کنوئیں پر لے گیا وہ میرے ساتھ پیاری پیاری باتیں کرتی جارہی تھی' جب کنوئیں پر پہنچے تو میں نے اس کو کنوئیں میں اسے دھکا دے دیا اس نے گرتے ہوئے مجھے پکارا: ''یَـا اَبَتَـاہُ اَدْرِکْنِیْ'' اے بابا! مجھے پکڑ لے! اور میری طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا' یہ سن کر حضور علیہ السلام کی مبارک آنکھوں میں آنسو آ گئے' پھر وہی عرب جو خصائل و عادات کے لحاظ سے ارذل الخلائق تھے' دنیا کے افضل ترین انسان بن گئے۔

جس طرف چشمِ محمد کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرّے سامنے آئے ستارے ہو گئے

الحمدللہ! تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں' آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے' عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنّتوں کی تربیت کیلئے قریہ قریہ' شہر شہر' ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں' آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں، آپ بھی 63 مدنی انعامات کا رسالہ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمّہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاءاللہ عزوجل اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاءاللہ عزوجل!

اپنی اصلاح کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے گھر کر مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاءاللہ عزوجل!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلامی کی سربلندی کیلئے نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنَ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

سیرت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں: نگاہیں نیچی کیے توجہ کے ساتھ درس و بیان سننے کی عادت بنائیے کہ باتیں کرتے ہوئے، کچھ وِرد پڑھتے ہوئے، لاپرواہی کے ساتھ، اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، زمین پر انگلی کے ساتھ کھیلتے ہوئے، لباس یا بالوں کو سہلاتے ہوئے ٹیک لگا کر سنتے ہوئے یا اُدھورا بیان چھوڑ کر چلے جانے سے اِس کی برکتیں زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔

فضیلت درود پاک

سرکارِ مدینہ، سُلطانِ باقرینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر و معنبر پسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کے بے شمار فضائل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: جو مسلمان مجھ پر روزانہ پچاس 50 بار دُرودِ پاک پڑھے، بروزِ قیامت

میں اس کے ساتھ مصافحہ کروں گا۔ (القولِ البدیع، ص ۱۳۶)

اوہدی ذات تے ہر ویلے پھل چڑھدے دُروداں دے
چرچا میرے سوہنے دا پیا شام و سحر ہووے

اے میری اسلامی بہنو! حضور غوث اعظم کا اسم شریف: عبدالقادر رضی اللہ عنہ

کنیت: ابو محمد رضی اللہ عنہ

القاب: محی الدین محبوب سبحانی غوث الثقلین غوث الاعظم وغیرہ

ولادت باسعادت: ۴۷۰ھ کو قصبہ جیلان نزد بغداد شریف

سنِ انتقال: ۵۶۱ھ، ایک شاعر نے عربی کے شعر میں آپ کی کل عمر سن ولادت اور سنِ انتقال ظاہر کیا ہے۔

حسب ونسب!

میری اسلامی بہنو! آپ والد ماجد کی نسبت سے حسنی ہیں، سیّد محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سیّد عبداللہ بن سیّد یحییٰ ابن سیّد داؤد بن سیّد موسیٰ ثانی بن جواد بن امام سیّد علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام زین العابدین بن امام ابو عبداللہ حسین بن امیر المؤمنین علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم!

خاندان

آپ کا خاندان اولیاء اللہ کا گھرانہ تھا، آپ کے نانا جان، دادا جان، والد ماجد، والدہ محترمہ، پھوپھی جان، بھائی اور صاحبزادگان سب اولیاء الرحمان تھے اور صاحبِ کرامات ظاہرہ وباہرہ اور مالک مقامات عُلیا تھے! اسی وجہ سے لوگ آپ کے خاندان کو اشراف کا خاندان کہتے ہیں!

سیّد و عالی نسب در اولیاء است! نور چشم مصطفیٰ و مرتضیٰ است!

شبِ ولادت' بشارات اور مشاہدات!

میری پیاری اسلامی بہنو! محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوصالح سید موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شبِ ولادت مشاہدہ فرمایا کہ سرورِ کائنات' مفخر موجودات' منبع کمالات' باعث تخلیق کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات بمعہ صحابہ کرام' ائمۃ الہدیٰ اور اولیاء عظام علیہم الرضوان ان کے گھر جلوہ افروز ہیں اور فرمارہے ہیں:

اے ابوصالح! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا صاحبزادہ عطا فرمایا ہے جو ولی ہے' وہ میرا بیٹا ہے' وہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور عنقریب اس کی اولیاء اللہ میں وہ شان ہوگی جو انبیاء اور مرسلین میں میری شان ہے!

غوثِ اعظمؓ درمیانِ اولیاء چوں محمد ﷺ درمیان انبیاء

حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ کو خواب میں شہنشاہِ عرب وعجم سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے یہ بشارت دی اور تمام اولیاء اللہ تمہارے صاحبزادے فرمانبردار ہوں گے اور ان کی گردنوں پر ان کا قدم مبارک ہوگا۔

جس کی منبر بنیں گردن اولیاء اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

جس رات حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی' اس رات جیلان شریف کی جن عورتوں کے ہاں بچہ پیدا ہوا ان سب کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا ہی عطا فرمایا اور وہ ہر نومولود لڑکا اللہ کا ولی بنا۔

غوث اعظم امام التقاء والنقاء جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

آپ کے شانہ مبارک کے درمیان سرکارِ دو عالم شہنشاہِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان تھا' آپ کی ولادت مبارک ماہ رمضان المبارک میں ہوئی اور پہلے دن ہی سے روزہ رکھا' سحری سے لے کر افطاری تک آپ والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔

غوثِ اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں

(تفریح الخاطر لشیخ عبدالقادر الاربلی' ص ۱۲۔۱۳' مطبوعہ مصر)

سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میرا فرزندِ ارجمند عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان شریف میں دن بھر دودھ نہ پیتا تھا' موسم اَبر آلود ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رمضان شریف کا چاند دکھائی نہ دیا' اس لئے لوگوں نے میرے پاس آ کر سیدنا عبدالقادر جیلانی کے متعلق دریافت کیا کہ انہوں نے دودھ پیا ہے کہ نہیں؟ تو میں نے اُن کو بتایا کہ میرے فرزند نے آج دودھ نہیں پیا' بعدازیں تحقیقات کرنے پر اُس حقیقت کا انکشاف ہو گیا کہ اُس دن رمضان کی پہلی تاریخ تھی یعنی اُس دن روزہ تھا' ہمارے شہر میں اس وقت مشہور ہو گیا کہ سیّدوں کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان شریف میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔

(طبقات الکبریٰ ج ۱ص ۱۲۶' سطر ۲۴ تا ۲۷۔ بہجۃ الاسرار ص ۸۹' قلائد الجواہر ص ۳' سطر ۱۸ تا ۲۱۔ نفحات الانس فارسی ص ۳۵۱۔ جامع کرامات الاولیاء ج ۲ص ۲۰۳۔ نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۳۲۔ اخبار الاخیار فارسی ص ۲۲۔ سفینۃ الاولیاء ص ۶۳)

پیدائش سے پہلے ولایت کی شہرت

آپ کی ولادت سے عرصہ بعید پہلے مشائخ کبار علیہم الرحمۃ نے آپ کی ولادت شان وشوکت' مقام اور جلالت کی خبریں دیں' ایک درج کی جاتی ہے:

امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ

امام ہمام غوثِ سیدنا حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنا سجادہ (معلہ) حضرت

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچانے کیلئے اپنے ایک مرید کو دیا اور وصیت فرمائی کہ اس کو بہت حفاظت سے رکھنا اور اپنے مرنے کے وقت کسی معتمد اور معتبر شخص کو دے دینا اور اس کو وصیت کرنا کہ وہ بھی مرتے وقت کسی دوسرے شخص کو دے دے اسی طرح پانچویں صدی کے درمیان تک یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ غوثِ اعظم جن کا نامِ مبارک شیخ عبدالقادر الحسنی الجیلانی ہوگا' ظاہر ہوں گے یہ ان کی امانت ہے ان کو پہنچانا اور میرا اسلام کہنا۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے عالمِ غیب سے معلوم ہوا ہے کہ پانچویں صدی کے وسط میں سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولادِ اطہار میں سے ایک قطب عالم ہوگا جن کا لقب محی الدین اور اسم مبارک سید عبدالقادر ہے اور وہ غوثِ اعظم ہوگا اور گیلان میں پیدائش ہوگی! ان کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار میں سے آئمہ کرام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ اوّلین و آخرین کے ہر ولی اور ولیہ کی گردن پہ میرا قدم ہے' کہنے کا حکم ہوگا۔

(تفریح الخاطر ص ۲۶۔۲۷)

اپنی ولایت کا چھوٹی عمر میں علم ہونا!

حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: ''حَتّٰی عَلِمْتَ اَنَّكَ وَلِیُّ اللّٰهِ تَعَالٰی! '' آپ کو کب سے معلوم ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اَنَ ابْنَ عَشَرِ سِنِیْنَ فِیْ بَلَدِنَا اَخْرُجُ مِنْ دَارِنَا وَاَذْهَبُ اِلَی الْمُكْتَبِ نَارِیَ الْمَلَائِكَةَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ تَمْشِیْ حَوْلِیْ فَاِذَا وَصَلْتُ اِلَی الْمَكْتَبِ سَمِعْتُ الْمَلَائِكَةَ یَقُوْلُوْنَ اِفْسَحُوْا لِوَلِیِّ اللّٰهِ حَتّٰی یَجْلِسُ!

میں بارہ برس کا تھا کہ اپنے شہر کے مدرسہ میں پڑھنے کیلئے جایا کرتا تھا تو میں اپنے ارد گرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا اور جب مدرسہ میں بیٹھتا تو میں انہیں یہ کہتے ہوئے سنتا کہ ہٹ جاؤ! اللہ تعالیٰ کے ولی کو بیٹھنے کے لیے جگہ دو۔

(بہجۃ الاسرار ص ۲۱۔ قلائد الجواہر ص ۹۔ اخبار الاخیار فارسی ص ۲۱۔ سفینۃ الاولیاء ص ۶۳۔ تحفہ قادریہ)

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں صغرسنی کے عالم میں مدرسہ کو جایا کرتا تھا تو روزانہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آتا اور مجھے مدرسہ لے جاتا' خود بھی میرے پاس بیٹھتا' میں اس کو مطلقاً نہ پہچانتا تھا کہ یہ فرشتہ ہے' یک روز میں نے اس سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: میں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں' اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں مدرسہ میں آپ کے ساتھ رہا کروں۔ (قلائد الجواہر ص ۱۳۵ تا ۱۳۶)

آپ کا علمی مقام

میری پیاری اسلامی بہنو! امام ربانی شیخ عبدالوہاب الشعرانی شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ محمد بن یحیٰی حلبی علیہم الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ غوث الاغیاث رضی اللہ عنہ "یَتَکَلَّمُ فِیْ ثَلَاثَۃَ عَشَرَ عِلْمًا" تیرہ علموں میں تقریر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

(طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۷' مطبوعہ مصر۔ قلائد الجواہر ص ۳۸)

پیش او جملہ فصیحانِ عرب عجمی شدند　　کہ بسے نازگی و لُطف و فصاحت وارد

علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے مدرسہ عالیہ میں لوگ آپ سے تفسیر' حدیث' فقہ اور کلام کے علم پڑھتے تھے' دوپہر سے پہلے اور بعد دونوں وقت تفسیر' حدیث' کلام' فقہ' اصول اور نحو لوگوں کو پڑھاتے تھے اور ظہر کے بعد

قرأتوں کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھاتے تھے۔

(طبقات الکبریٰ ج ا ص ۱۲۷۔ قلائد الجواہر ص ۳۸' مطبوعہ مصر)

ایک آیت کی تفسیر

میری قابل قدر بہنو! شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کے علمی کمالات کے متعلق ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک روز کسی قاری نے آپ کی مجلس شریف میں قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی تو آپ نے اس آیت کی تفسیر میں پہلے ایک معنی پھر دوسرے' اس کے بعد تیسرے معنی یہاں تک کہ حاضرین کے علم کے مطابق آپ نے اس آیت کے گیارہ معانی بیان فرمائے' بعدازیں دیگر وجوہات بیان فرمائیں جن کی تعداد چالیس تھی اور ہر وجہ کی تائید میں دلائل قاطعہ بیان فرمائے' ہر معنی کے ساتھ سند بیان فرمائی' آپ کے علمی دلائل کی تفصیل سے سب حاضرین متعجب ہوئے۔ (اخبار الاخیار فارسی ص ۱۶۔ ۱۷۔ قلائد الجواہر ص ۳۸)

فتاویٰ مبارکہ

میری اسلامی بہنو! حضور پُرنور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ سیّدی عبدالوہاب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ نے ۵۲۸ھ تا ۵۶۱ھ تینتیس سال درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیئے۔ (اخبار الاخیار ص ۱۵۔ قلائد الجواہر ص ۱۸) علماء عراق اور گردونواح کے علماء اور دنیا کے گوشے گوشے سے آپ کے پاس فتوے آتے' "آنحضرت بے سبق مطالعہ و تفکر جواب برصواب ثبت' قزودی وہیچکس را از مذاق علماء و بحار عظما و جمال خلاف تکلم دراں ضعور نبودے" یعنی آپ بغیر مطالعہ تفکر اور غوروخوض کے جواب باصواب دیتے' ماذق علماء اور بہت بڑے فضلاء میں سے کسی کو بھی آپ کے فتوے کے خلاف کلام کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہوئی۔

(اخبار الاخیار فارسی ص ۱۷' مطبوعہ دیوبند۔ تحفہ قادریہ ص ۸۶)

علامہ شعرانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں: علماء عراق کے سامنے آپ کے فتاویٰ پیش ہوتے تو ان کو آپ کی علمی قابلیت پر سخت تعجب ہوتا تھا اور وہ یہ پکار اُٹھتے تھے کہ وہ ذات پاک ہے جس نے ان کو ایسی علمی نعمت سے نوازا ہے۔

(طبقات الکبریٰ عربی ج ۱ ص ۱۲۷، مطبوعہ مصر)

ایک عجیب مسئلہ

بلادِ عجم میں سے آپ کے پاس ایک سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلاقوں کی قسم اس طور پر کھائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے گا کہ جس وقت وہ عبادت میں مشغول ہوگا تو لوگوں میں سے کوئی شخص بھی عبادت نہ کرتا ہوگا، اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی تو اس صورت میں اسے کون سی عبادت کرنی چاہئے؟ علماء عراقین اس سوال سے حیران اور ششدر رہ گئے اور اس کا جواب نہ دے سکنے کا اعتراف کرنے لگے اور اس مسئلہ کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں انہوں نے پیش کیا تو انہوں نے فوراً اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مکہ مکرمہ چلا جائے اور طواف کی جگہ صرف اپنے لئے خالی کرائے اور تنہا سات مرتبہ طواف کر کے اپنی قسم کو پورا کرے، بس اس شافعی جواب سنے علماء عراق کو نہایت ہی تعجب ہوا کیونکہ وہ اس سوال کے جواب سے عاجز ہو گئے تھے۔

(طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۷۔ اخبار الاخیار فارسی ص ۱۷۔ قلائد الجواہر ص ۳۸۔ تحفہ قادریہ ص ۸۷)

مجلسِ وعظ میں ہجوم

میری میٹھی اسلامی بہنو! شیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ابتداء میں میرے پاس دو یا تین آدمی بیٹھا کرتے تھے، پھر جب شہرت ہوئی تو میرے پاس خلقت کا ہجوم آنے لگا، اس وقت میں بغداد شریف کے محلّہ حلبہ کی عیدگاہ میں بیٹھا کرتا تھا، لوگ رات کو مشعلیں اور لالٹینیں

لے کر آتے' پھر اتنا اجتماع ہونے لگا کہ یہ عیدگاہ بھی لوگوں کیلئے ناکافی ہوگئی' اس وجہ سے باہر بڑی عیدگاہ میں منبر رکھا گیا' لوگ دور دراز سے کثیر التعداد میں گھوڑوں' خچروں' گدھوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر آتے' تقریباً ستر ہزار کا اجتماع ہوتا تھا۔

(بہجۃ الاسرار ص ۹۲۔ قلائد الجواہر ص ۲۱۔۱۳۔ سفینۃ الاولیاء ص ۶۴۔ تحفہ قادریہ ص ۸۳)

حضرت کے صاحبزادہ والاشان سید عبدالوہاب رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ آپ کی مبارک مجلس میں علماء' فقہاء اور مشائخ وغیرہم بکثرت تعداد حاضر ہوتے تھے اور آپ کی مجلس میں فاضل علماء جن کی تعداد چار سو تھی' قلم اور دوات لے کر حاضر ہوتے تھے۔

(قلائد الجواہر ص ۱۸۔ بہجۃ الاسرار ص ۹۵۔ اخبار الاخیار ص ۱۸)

پانچ ہزار یہود اور نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا

میری عزیز بہنو! محبوبِ سبحانی' قطب ربانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں: بے شک میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود اور نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکوؤں' قزاقوں' فساق' فجار' مفسد اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔

(قلائد الجواہر ص ۱۹۔ اخبار الاخیار فارسی ص ۱۹)

ساٹھ ڈاکوؤں کا تائب ہونا

میری محترم اسلامی بہنو! حضور شاہِ جیلان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب علم دین حاصل کرنے کی غرض سے جیلان سے بغداد شریف کو قافلہ کے ہمراہ روانہ ہوا تو جب ہمدان سے آگے پہنچے تو ساٹھ راہزن قافلے پر ٹوٹ پڑے اور سارا قافلہ لوٹ لیا' کسی نے مجھ سے تعرض نہ کیا' ایک ڈاکو میرے پاس آ کر پوچھنے لگا: او لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟

غوث اعظم رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہوئے: ہاں!

ڈاکو: کیا ہے؟

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ: چالیس دینار

ڈاکو: کہاں ہیں:

غوث اعظم رضی اللہ عنہ: گودڑی کے نیچے۔

ڈاکو آپ کی راست گوئی کو مذاق تصور کرتا ہوا چلا گیا' بعدازیں دوسرا ڈاکو آیا' اُس نے بھی آپ سے اسی طرح کے سوالات کئے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے یہی جواب ارشاد فرمائے اور وہ بھی اُسی طرح مذاق سمجھتے ہوئے چلتا بنا' جب سب ڈاکو اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سردار کو میرے متعلق بتایا اور مجھے وہاں بُلایا گیا' وہ مال کو تقسیم کرنے میں مصروف تھے' ڈاکوؤں کا سردار مجھ سے مخاطب ہوا۔

ڈاکوؤں کا سردار: تمہارے پاس کیا ہے؟

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ: چالیس دینار۔

ڈاکوؤں کا سردار (ڈاکوؤں کو حکم دیتے ہوئے): اس کی تلاشی لو۔

تلاشی لینے پر آپ کی سچائی کا اظہار ہوا تو اس نے تعجب سے سوال کیا کہ تمہیں کس چیز نے سچ بولنے پر آمادہ کیا:

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ (جواب دیتے ہوئے): والدہ ماجدہ کی نصیحت نے۔

ڈاکوؤں کا سردار: وہ نصیحت کیا ہے؟

غوث اعظم رضی اللہ عنہ: میری والدہ محترمہ نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین فرمائی ہے اور میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔

ڈاکوؤں کا سردار (رو کر کہنے لگا): یہ بچہ اپنی ماں سے کئے ہوئے وعدہ سے منحرف نہیں ہوا اور میں نے ساری عمر اپنے رب تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف گزار دی' اُسی وقت وہ ان ساٹھ ڈاکوؤں سمیت آپ کے دستِ حق پرست پر تائب

ہوااور قافلہ کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔

کلام ولی میں یہ تاثیر دیکھی! بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

(قلائد الجواہر ص ۹۔ نفحات الانس ص ۳۵۲۔ نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۳۲۔ سفینۃ الاولیاء ص ۶۳۔ بہجۃ الاسرار ص ۸۷)

چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنا

ابوالفتح ہروی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں چالیس سال تک رہا اوراس مدت میں میں نے آپ کو ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

(بہجۃ الاسرار ص ۵۹۔ قلائد الجواہر ص ۷۶۔ اخبار الاخیار ص ۱۷۔ جامع کرامات الاولیاء ج ۲ ص ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ نفحات الانس۔ طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۸۔ محفل نامہ گیارہویں شریف ص ۳۹)

ایک رات میں قرآنِ پاک ختم فرمانا

حضرت غوثِ الثقلین رضی اللہ عنہ پندرہ سال رات بھر میں ایک قرآن پاک ختم کرتے رہے۔ (اخبار الاخیار فارسی ص ۱۷، شیخ عبدالحق الدہلوی۔ جامع کرامات الاولیاء ج ۲ ص ۲۰۲۔ تحفہ قادریہ ص ۳۰۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۹۸)

شیخ ابوعبداللہ نجار سے مروی ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بڑی بڑی سختیاں برداشت کیں اگر وہ کسی پہاڑ پر گزرتیں تو وہ پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔

(قلائد الجواہر ص ۱۰۔ طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۶)

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

میری محترم اسلامی بہنو! حافظ ابوالفرعبدالمغیث بن حرب البغدادی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اس مبارک مجلس میں حاضر تھے، جس میں آپ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمایا تھا، یہ مجلس محلّہ حلبہ میں جہاں آپ کا مہمان خانہ تھا، منعقد تھی اس مقدس مجلس میں جلیل المرتبت

پچاس مشائخ عظام موجود تھے، عراق کے عموماً تمام مشائخ موجودہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں، ان کے شاگرد شیخ داؤد (جو مکہ میں پنجگانہ نماز ادا فرماتے تھے)، شیخ ابوعبداللہ محمد اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ موجود تھے اور آپ ان سب حضرات کے سامنے وعظ فرما رہے تھے کہ اُسی وقت آپ نے ''قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ'' یعنی میرا یہ قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے فرمایا، یہ سن کر حضرت شیخ علی بن الہیتی علیہ الرحمۃ اُٹھے اور منبر شریف کے پاس جا کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا، بعد ازیں تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں جھکا دیں۔

(بہجۃ الاسرار ص ۱۷۔ قلائد الجواہر ص ۲۳۔ نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۳۵۔ سفینۃ الاولیاء ص ۲۷۔ نفحات الانس فارسی ص ۳۵۴)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا — اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا — اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

آپ کی کرامات

آپ کی بے شمار کرامات ہیں:

کبوتری اور قمری

حضرت ابوالحسن علی الازجی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے اور ان کی عیادت کیلئے حضرت غوث الکونین شہنشاہِ بغداد قدس سرہ العزیز تشریف لے گئے، آپ نے ان کے گھر ایک کبوتری اور قمری کو بیٹھے ہوئے دیکھا، ابوالحسن نے عرض کیا: حضور والا! یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی اور یہ قمری نو ماہ سے نہیں بولتی، تو حضرت نے کبوتری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: اپنے مالک کو فائدہ پہنچاؤ، اور قمری کو فرمایا: اپنے خالق کی تسبیح بیان کرو تو قمری نے اسی دن سے بولنا شروع کر دیا جس کو سن کر اہل بغداد محظوظ ہوتے اور کبوتری عمر بھر انڈے دیتی رہی۔

(بہجۃ الاسرار ص ۷۹۔ قلائد الجواہر ص ۳۴۔ نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۶۵۔ تحفہ قادریہ ص ۶۹)

رزق میں برکت

حضرت کے رکابدار ابوالعباس احمد بن محمد القرشی البغدادی رحمۃ اللہ الباری سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت نے قحط سالی میں مجھے دس بارہ سیر گندم عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اسے ایسے برتن میں بند رکھنا جس کے دو منہ ہوں (پڑولی)' جب ضرورت پڑے تو ایک منہ کھول کر حسب ضرورت نکال لیا کرنا اور تولنا بالکل نہیں' نیز اس برتن میں جھانک کر گیہوں کی مقدار کو نہ دیکھنا' چنانچہ ہم اُس گندم کو پانچ سال تک کھاتے رہے' ایک دفعہ میری بیوی نے اس پڑولی کا منہ کھول کر دیکھا کہ اس میں کتنی برکت ہے تو معلوم ہوا کہ جتنی گندم ڈالی تھی' اُتنی مقدار میں ہی موجود ہے' پھر یہ گندم سات دنوں میں ختم ہو گئے' میں نے اس واقعہ کا آپ کی خدمت میں تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم ان کو اسی طرح رہنے دیتے (یعنی ان کی تعداد کو نہ دیکھتے) تو تم ان میں سے مرتے دم تک کھاتے رہتے۔ (قلائد الجواہر ص ۳۰۔۳۱)

پانی پر حکومت' دریائے دجلہ میں طغیانی

میری پیاری اسلامی بہنو! ایک دفعہ دریائے دجلہ میں زوردار سیلاب آ گیا' دریا کی طغیانی کی شدت کی وجہ سے لوگ ہراساں اور پریشان ہو گئے اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ''یَسْتَغِیْثُوْنَ بِہٖ'' آپ سے استغاثہ کرنے لگے اور مدد طلب کرنے لگے' حضرت نے اپنا عصاء مبارک پکڑا اور دریا کی طرف چل پڑے اور دریا کے کنارہ پر پہنچ کر آپ نے عصاء مبارک کو دریا کی اصلی حد پر نصب کر دیا اور دریا کو فرمایا کہ بس یہیں تک' آپ کا فرمانا ہی تھا کہ اسی وقت پانی کم ہونا شروع ہو گیا اور آپ کے عصاء مبارک تک آ گیا۔

(بہجۃ الاسرار ص ۷۵' سطر ۲۲ تا ۲۴۔ قلائد الجواہر ص ۲۶)

پانی پر چلنا

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اہل بغداد کی نظر سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کافی عرصہ غائب رہے، ہم لوگوں نے آپ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کو دجلہ کی جانب جاتے دیکھا تھا، جب اُن کو تلاش کرتے ہوئے دریائے دجلہ پر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آپ پانی پر چلتے ہوئے ہماری طرف آرہے ہیں، بکثرت تعداد مچھلیاں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتی ہیں اور ہم نے مچھلیوں کو آپ کا دست مبارک چومتے دیکھا، اُس وقت نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا، اسی اثناء میں ہمیں ایک سبز رنگ کا سونے اور چاندی سے مرصع مصلہ دکھائی دیا جو تختِ سلیمانی کی طرح ہوا میں دریائے دجلہ کے اوپر معلق تھا، اُس مصلہ کے اوپر دو سطریں تھیں، ایک سطر میں "اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" اور دوسری سطر پر "سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" لکھا ہوا تھا، جب وہ مصلہ بچھ گیا تو بہت سے لوگ آئے اور مصلہ کے برابر کھڑے ہو گئے، ان لوگوں کے چہروں سے بہادری اور شجاعت عیاں تھی، سب لوگ خاموش اور سرنگوں تھے، جیسا کہ ان کی قدرتِ گویائی ہی نہیں، ان کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے، ان حضرات کے آگے ایک پروقار اور عظیم المرتبت شخصیت تھی، تکبیر کہی گئی اور ان سب حضرات کی امامت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی رضی اللہ عنہ نے کرائی۔

(قلائد الجواہر ص ۱۲۔ تفریح الخاطر ص ۲۵۔۲۶، مطبوعہ مصر)

میری اسلامی بہنو! امام الوہابیہ والدیابنہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل لکھتے ہیں کہ ان مراتبِ عالیہ اور مناصبِ رفیعہ کے صاحبان (اولیاء الرحمٰن) عالمِ مثال اور عالمِ شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگوں کو حق

پہنچتا ہے کہ تمام کلیات اپنی طرف نسبت کریں' مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے' اس کلام کا معنی یہ ہے کہ عرش سے فرش تک ہمارے مولا کی سلطنت ہے۔ (صراطِ مستقیم فارسی ص ۱۰۱' سطر ۲ تا ۵' مطبوعہ دہلی)

حاضر و ناظر

ستر گھروں میں افطاری

میری اسلامی بہنو! ایک دن رمضان شریف میں ستر آدمیوں نے فرداً فرداً آپ کو اپنے گھر میں برکت کی خاطر روزہ افطار کرنے کی دعوت دی' آپ نے ہر ایک کی دعوت قبول کر لی' ہر دعوت دینے والے کو کسی دوسرے کے بھی مدعو کرنے کا قطعاً علم نہ تھا' آپ نے ایک ہی وقت میں ہر ایک کے گھر ان کے ہمراہ روزہ افطار کیا' نیز آپ نے اپنے آستانہ عالیہ پر بھی اُس روز روزہ افطار فرمایا' صبح ہر مدعو کرنے والے نے آپ کی اپنے گھر تشریف آوری اور افطاری کی سعادت حاصل کرنے کا تذکرہ کیا تو یہ خبر بغداد شریف میں خوب پھیلی' آپ کے خدام میں سے ایک خادم کے دل میں خیال آیا کہ حضرت اپنے آستانہ عالیہ سے باہر بھی تشریف نہیں لے گئے تو یہ لوگ آپ کے بیک وقت تشریف آوری اور کھانا تناول فرمانے کا تذکرہ کیسے کرتے ہیں' تو اُس نے حضرت کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا: وہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں' میں نے ان میں سے ہر ایک کی دعوت قبول کی اور بیک وقت ہر آدمی کے گھر جا کر کھانا کھایا۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(تفریح الخاطر ص ۳۸' سطر ۱۳ تا ۱۹' مطبوعہ مصر)

مُردوں کو زندہ کرنا

مرغی کو زندہ کرنا

میری اسلامی بہنو! شیخ محمد بن قائد الادانی اور شیخ ابوعبداللہ علیہما الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے اس لڑکے کو آپ سے بہت زیادہ محبت اور اُلفت ہے' لہٰذا میں اسے اپنا حق معاف کر کے بوجہ اللہ آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں' آپ نے لڑکے کو قبول فرمایا اور اُس کو سلوک اور مجاہدہ کی منزلیں طے کرانی شروع فرمادیں' چنانچہ ایک روز وہ عورت حاضرِ خدمت ہوئی تو اپنے بچے کو بہت کمزور اور اُس کے رنگ کو بھوک کی وجہ سے زرد پایا جب وہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ مرغی کے سالن کے ساتھ روٹی کھا رہے ہیں اور ایک برتن میں ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ دیکھ کر اُس نے عرض کیا: حضور والا! ''اَنْتَ تَاْكُلُ الدَّجَاجَ وَوَلَدِيْ يَاْكُلُ خُبْزَ الشَّعِيْرِ '' آپ مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ان مرغی کی ہڈیوں پر رکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے' آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مرغی اُٹھ کھڑی ہوئی تو آپ نے اس عورت سے ارشاد فرمایا: جب تمہارا لڑکا اس مقام پر پہنچ جائے گا تو وہ جو چاہے گا سو کھائے گا۔

(بہجۃ الاسرار ص ۶۵' سطر ۲۰ تا ۲۷۔ قلائد الجواہر ص ۳۷۔ سفینۃ الاولیاء ص ۴۷۔ فتاوٰی حدیثیہ للعلامۃ ابن حجر المکی ص ۹۳۔ تحفہ قادریہ)

اس واقعہ کو دیوبندی حضرات کے مشہور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب التذکیر حصہ سوم ص ۱۱۸۔۱۱۹' اور اضافات الیومیہ ج ۱ ص ۲۲۳' پر درج کیا جس سے اظہر من الشمس ہے کہ آپ بھی حضرتِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے مردہ زندہ

کرنے کے قائل تھے۔

مُردہ زندہ کرنا

میری بہنو! اسرار الطالبین میں ہے کہ ایک دن غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک محلّہ سے گزر رہے تھے کہ ایک مسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے تھے' آپ نے جھگڑے کی وجہ پوچھی تو مسلمان نے عرض کیا کہ حضور والا! یہ عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں اور میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے بلکہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں' یہ سن کر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عیسائی سے فرمایا کہ تمہارے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے افضل ہونے کی کیا دلیل ہے؟ تو عیسائی نے جواب دیا کہ ہمارے نبی مردوں کو زندہ کردیا کرتے تھے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نبی نہیں ہوں بلکہ سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع اور غلام ہوں' اگر میں مُردہ زندہ کردوں تو کیا تم ہمارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آؤ گے؟ تو عیسائی نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے فرمایا: مجھے بہت ہی پُرانی قبر دکھاؤ تاکہ تم کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت کا یقین ہوجائے تو اس نے آپ کو کہنہ قبر دکھائی' آپ نے اس کو فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ زندہ کرتے وقت کیا کلام فرماتے تھے؟ تو اُس نے عرض کیا: ''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ'' آپ نے فرمایا: یہ صاحب قبر دنیا میں گویا تھا اگر تو چاہے تو یہ قبر سے گاتا ہوا ہی اُٹھے' میں تمہارے لئے یہ بھی کرسکتا ہوں' تو عیسائی نے جواب دیا: ٹھیک ہے' میں بھی یہی چاہتا ہوں پس آپ قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میرے حکم سے اُٹھ! پس قبر شق ہوئی اور مُردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا باہر نکل آیا' جب عیسائی نے آپ کی یہ کرامت اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت دیکھی تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک

پر مشرف باسلام ہوا۔ (تفریح الخاطر ص ۱۶ مطبوعہ مصر)

عیسیٰ کے معجزوں نے مردے جلا دیئے ہیں
محمد ﷺ کے معجزوں نے مسیحا بنا دیئے ہیں

دیوبندی حضرات کے مولوی اشرف علی تھانوی اولیاء کرام کے مُردوں کو زندہ کرنے کے ثبوت میں رقمطراز ہیں کہ علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔

مُردوں کو زندہ کرنا: اور دلیل میں ابوعبیدہ بصری کا قصہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرما دیں' حق تعالیٰ نے (اس کو اُن کی دعا سے) زندہ فرما دیا تھا اور مفرج و مامینی کے قصہ کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بھنے ہوئے پرندوں کے بچوں کو فرمایا تھا کہ اُڑ جاؤ! تو وہ اُڑ گئے تھے اور شیخ اول کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آ گئی اور شیخ عبدالقادر کی حکایت لکھی ہے کہ آپ نے گوشت کھا لینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اُس خدا کی اجازت سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتے ہیں تو مرغ اُٹھ کھڑا ہوا' اور شیخ ابویوسف دھمانی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اُٹھ جاؤ تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جس کے متعلق علامہ سبکی کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو اُن کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین یحییٰ سے سنا ہے کہ ان کے گھر میں ایک چھوٹا بچہ چھت سے گر گیا اور مر گیا تھا' انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اُسے زندہ کر دیا تھا۔ (جمال الاولیاء ص ۲۲' مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی' مطبوعہ تھانہ بھون)

امام الوہابیہ والدیانبہ ابن تیمیہ نے بھی اولیاء کرام کی دعا سے مردہ زندہ ہونے

کے واقعات اپنی کتاب الفرقان بین الاولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان ص ۶۳ میں درج کئے ہیں۔

سات لڑکے

میری اسلامی بہنو! منتخب جواہر القلائد میں ہے کہ ایک دن ایک عورت حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی "وَالْتَمَسَتْ مِنْ حَضْرَتِهِ الدُّعَا لِيُعْطِيَهَا اللّٰهُ وَلَدًا" اور عرض کیا کہ بندہ نواز! دعا فرمائیں کہ اللہ کریم مجھے اولاد عطا فرمائے تو آپ نے مراقبہ فرما کر لوحِ محفوظ کا مشاہدہ فرمایا تو اس عورت کی قسمت میں اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دو بیٹوں کی دعا کی تو آپ کو ندا آئی کہ اس کیلئے تو لوحِ محفوظ میں ایک بھی بیٹا نہیں لکھا ہوا، آپ دو بیٹوں کا سوال کرتے ہیں، آپ نے تین بیٹوں کیلئے عرض کیا تو وہی جواب ملا، آپ نے چار بیٹوں کا سوال کیا، پھر وہی جواب ملا، آپ نے پانچ بیٹوں کیلئے سوال کیا تو پھر پہلے جیسے جواب ملا، آپ نے چھ بیٹوں کا سوال کیا تو پھر وہی جواب ملا، آپ نے سات بیٹوں کا سوال کیا تو ندا آئی: اے غوث! اتنا ہی کافی ہے اور یہ بشارت بھی مل گئی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے گا۔ (تفریح الخاطر ص ۴۲، مطبوعہ مصر)

فائدہ: شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی کی ولادت با سعادت بھی اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کی دعا سے ہوئی جس کا تذکرہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی نے اس طرح فرمایا ہے کہ شیخ ابن حجر عسقلانی علیہما الرحمۃ کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی، وہ ایک سن شکستہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو کر شیخ مناقبری علیہ الرحمۃ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو شیخ مناقبری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو اپنے علم سے دنیا کو مالا مال کر دے گا۔

(بستان المحدثین فارسی ص ، مطبوعہ دہلی)

انتقال

میری اسلامی بہنو! ۵۶۱ء کو آپ بیمار ہو گئے' علالت کے دوران آپ کے صاحبزادہ والا شان حضرت سیدہ شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ نے آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا: حضور والا! مجھے کچھ وصیتیں ارشاد فرمایئے جس پر آپ کے انتقال کے بعد عمل کروں تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے برخوردار! اللہ کے تقویٰ کو اپنے پر لازم کرو' اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرو' توحید کو لازم پکڑو کہ اس پر سب کا اتفاق ہے' نیز فرمایا کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جائے تو اس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اس کے احاطۂ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی' بعد ازیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ کیونکہ میں ظاہراً تمہارے ساتھ مگر باطناً تمہارے سوا کے ساتھ یعنی اللہ کریم کے ساتھ' نیز فرمایا: بے شک میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں' ان کیلئے جگہ فراخ کر دو اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آؤ' اس جگہ بہت بڑی رحمت ہے' ان پر جگہ کو تنگ نہ کرو' بار بار آپ یہ الفاظ فرماتے تھے: یعنی ملائکہ جماعت اور ارواحِ مقربین کے آنے پر اُن کے سلام کا جواب بار بار دے رہے تھے اور فرما رہے تھے: بسم اللہ! آؤ تم وَداع نہیں کیے گئے' آپ ایک دن اور ایک رات برابر یہی فرماتے رہے اور فرمایا: افسوس ہے تم پر! مجھے کسی چیز کی پروا نہیں ہے نہ فرشتہ کی اور نہ ہی ملک الموت کی' اے ملک الموت! ہمیں اس نے عطا فرمایا ہے جس نے ہمیں دوست رکھا ہے اور ہمارے کام بنائے وہ اللہ تعالیٰ ہے' پھر آپ نے ایک بلند آواز سے نعرہ لگایا' یہ اُس دن کی بات ہے جس شام کو آپ نے وصال فرمایا تھا کہ آپ کے صاحبزادگان ذیشان سیدنا عبدالرزاق اور سیدنا موسیٰ علیہما الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ آپ بار بار ہاتھ مبارک اُٹھاتے تھے اور ان کو دراز فرماتے اور زبان مبارک سے فرماتے: ''وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ'' توبہ کرو

اور صف میں داخل ہو جاؤ' میں ابھی تمہاری طرف آتا ہوں' نیز آپ فرماتے تھے: نرمی کرو' بعدازیں آپ کے پاس حق آیا اور موت کے آثار شروع ہو گئے اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہو گئے: میں مدد چاہتا ہوں کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ" کے ساتھ جو پاک اور برتر ہے اور ایسا زندہ ہے جسے موت کا خوف نہیں' پاک ہے وہ جو قدرت کے ساتھ غالب ہے اور بندوں کو موت کے ساتھ مجبور کیا' "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پھر آپ نے اللہ اللہ اللہ کہا' پھر آپ کی آواز مبارک مخفی ہو گئی اور آپ کی زبان مبارک آپ کے تالو سے مل گئی' پھر آپ کی روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ "رِضْوَانُ اللّٰـهِ عَلَيْهِ وَاَعَادَ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِهٖ وَخَتَمَ لَنَا بِخَيْرٍ وَجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَلْحَقَنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ آمِيْنَ آمِيْنَ آمِيْنَ"۔

اولادِ اطہار

آپ کی اولاد کثرتِ تعداد میں تھی جن میں سے زیادہ مشہور آپ کے مندرجہ ذیل صاحبزادگان تھے:

سیدنا شیخ عبدالوہاب' سیدنا شیخ عیسیٰ' سیدنا شیخ عبدالعزیز' سیدنا شیخ عبدالجبار' سیدنا عبدالرزاق' سیدنا شیخ محمد' سیدنا شیخ عبداللہ' سیدنا شیخ یحییٰ' سیدنا شیخ موسیٰ' سیدنا شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

تصانیف مبارکہ

آپ کی تصانیف مبارکہ جو کہ آپ کی یادگار ہیں' کے مطالعہ سے عجیب سرور' لذتِ اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے نیز عجیب قسم کے دقائق' حقائق اور معارف کا انکشاف ہوتا ہے' ہر مسلمان کو آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ غنیۃ الطالبین' فتوح الغیب' الفتح الربانی والفیض الرحمانی یواقیت الحکم' جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر'

دیوان غوث الاعظم۔

گیارہویں شریف

حضرت سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کی مبارک تقریب صرف پاکستان میں مروج نہیں بلکہ اس کا اہتمام عرصہ دراز سے بزرگانِ دین علیہم الرحمۃ کرتے آئے ہیں جس کی شہادت ہندوستان میں سب سے پہلے علمِ حدیث کی اشاعت کرنے والے محدث شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ دیتے ہیں' بے شک ہمارے ملک (ہندوستان) میں آج کل (عرس پاک غوثِ اعظم یعنی گیارہویں شریف کی) گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ساری اولاد و مشائخ میں متعارف ہے' اسی طرح ہمارے شیخ ابوالمحانی سید شیخ موسیٰ الحسینی نے نقل کر کے لکھا ہے' شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ کے اُستاد اور پیر امام عبدالوہاب مفتی مکی علیہ الرحمۃ بھی اسی تاریخ کو گیارہویں شریف کا ختم دلایا کرتے تھے اور ان کے مشائخ بھی۔

(ماثبت من السنۃ ص ۱۲۴)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو کہ کل ہندوپاک کے علماء کے حدیث کے استاد ہیں گیارہویں شریف بسرکاری طور پر منائے جانے کا ثبوت پیش فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے' نمازِ عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوثِ اعظم کی مدح میں قصائد اور منقبت پڑھتے' مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکرِ جہر کرتے' اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی' اُس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی' تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔

(ملفوظات عزیزی' ص ۶۲' فارسی)

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول آپ کے سامنے ہے، ہماری اسلامی بہنیں اپنے کام کاج سے فرصت نکال کر، شرعی پردہ کر کے پیارے پیارے مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنتوں کی اشاعت کر رہی ہیں۔ آپ بھی اس کارِ خیر میں ہمارا ساتھ دیجئے۔ اپنے گھر میں درسِ فیضانِ سنت روزانہ کا معمول بنا لیجئے۔ اپنے علاقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کیجئے۔ غیر مسلموں کا طریقہ چھوڑیئے۔ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے رشتہ جوڑیئے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے بارگاہِ رب العزت میں اعلیٰ مقام اور بلندیٔ درجات کا اہتمام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کی فریب کاریوں سے محفوظ فرمائے۔ نیک اعمال سے محبت اور بُرے اعمال سے نفرت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن ۔

ایصالِ ثواب اور گیارھویں کی شرعی حیثیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

پیاری پیاری اسلامی بہنو!

نگاہیں نیچی کیے توجہ کے ساتھ درس و بیان سننے کی عادت بنایئے۔ ہو سکے تو دوزانو بیٹھ جایئے کہ لاپرواہی کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، لباس یا بالوں کو سہلاتے ہوئے یا ادھورا بیان چھوڑ کر چلے جانے سے اِس کی برکتیں زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔

فضیلت دورد پاک

سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ معظم ہے: تین قسم کے لوگ میری زیارت سے محروم رہیں گے:

(۱) والدین کا نافرمان (۲) میری سنت کا تارِک (۳) جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (فیضانِ سنت، ص ۲۰۸، بحوالہ القول البدیع)

خدا کا ذِکر کرے ذِکرِ مصطفیٰ ﷺ نہ کرے

ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کونین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد نہایت ہی قابل قدر سامعین حضرات! آج کی تقریب چراغ بزم ولایت حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں انعقاد پذیر ہے' خالق کائنات جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوبوں کے ذکر کا صدقہ حق بات پہنچانے اور حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے' آمین!

پیاری اسلامی بہنو! گیارہویں شریف کی تقریبات کے سلسلہ میں متعدد مقامات پر مختلف موضوعات پر گفتگو ہو چکی ہے' آج کی گفتگو گیارہویں شریف اور ایصالِ ثواب کی شرعی حیثیت کے موضوع پر ہے' اہل سنت و جماعت جو اس کائنات پر مسلمانوں میں غالب اکثریت کے حامل ہیں' جمہور مسلمانانِ عالم کی حیثیت رکھتے ہیں' دنیا میں جہاں کہیں بھی اہل سنت آباد ہیں' ان کے معمولات میں سے ایصالِ ثواب کی تقاریب ان کا شعار شمار ہوتی ہیں' ان تقاریب کے مختلف علاقوں میں مختلف نام ہیں لیکن حیثیت اور حقیقت کے لحاظ سے ساری تقریبات تمام محافل ایک ہی حقیقت پر مبنی ہیں' اسے حلقۂ ذکر کہا جائے' محفل ذکر کہا جائے' ختم گیارھویں شریف کہا جائے' ختم قل شریف کہا جائے' ختم چہلم شریف کہا جائے' یہ مختلف نام اور عنوان اس ایک ہی بات کے ہیں' ہمارے نزدیک وہ ارواح جو ہم سے جدا ہو چکی ہیں اور حالت ایمان میں اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں' ہمارے نیک کاموں کا ثواب' قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب' صدقہ وخیرات کا ثواب' پھلوں کے صدقہ نافلہ کا ثواب' نفلی عبادات کا ثواب' ہم اللہ

تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم، سید نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ان نیک ارواح کو بطور تحفہ پہنچاتے ہیں اور وہ ثواب ان ارواح کو پہنچ جاتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے نیک کام کا ہماری نیت اور خلوص کے مطابق کم یا زیادہ ثواب فوراً عطا فرما دیتا ہے اور جب ہم اس ثواب کو بطور تحفہ اپنے عزیز واقارب کو پہنچاتے ہیں تو وہ ثواب ان کو پہنچتا ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! گیارھویں شریف اور ایصالِ ثواب کی دوسری تقاریب میں چند باتیں نہایت ضروری ہیں، ان کے جواز کے دلائل کا سمجھنا بہت ضروری ہے، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کیا ایک مسلمان کے عمل سے دوسرے مسلمان کو فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ جس کے فائدے کیلئے کوئی مسلمان کوئی عمل کر رہا ہے، وہ اس دنیا سے جا چکا ہے، وفات پا چکا ہے، عالمِ برزخ میں تشریف لے جا چکا ہے، اس دوسرے مسلمان کے عمل سے، اس کی تلاوت قرآن مجید سے، اس کی نفلی عبادت سے، اس کی صدقہ وخیرات سے اس کا فائدہ اس کا ثواب جس کو یہ پہنچانا چاہتا ہے کیا پہنچا سکتا ہے؟ کیا یہ کسی زندہ مسلمان کا فوت شدہ مسلمان کو فائدہ پہنچانا، قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت ہے کیونکہ ایصالِ ثواب، گیارھویں شریف اور جتنی بھی ایصالِ ثواب کی دیگر تقاریب ہیں، ان سب کا دارو مدار اس بات پر ہے کہ ایک مسلمان کا عمل دوسرے مسلمان کو فائدہ دے سکتا ہے، ایسی محافل میں اکثر وبیشتر قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے، ذکر اذکار کیا جاتا ہے، کلمہ شریف پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، طعام (کھانے) پر ختم پڑھا جاتا ہے، یعنی قرآن مجید کی زیادہ فضائل وثواب والی سورتیں اور آیات تلاوت کی جاتی ہیں، بزرگوں کے نام پر نیاز پکائی جاتی ہیں، پھر یہ مسئلہ بھی زیر بحث آئے گا کہ یہ جو بزرگوں کے نام پر مختلف جانور منسوب کئے جاتے ہیں مثلاً یہ بکرا غوث پاک کی گیارھویں کا بکرا ہے، یہ بکرا حضرت داتا گنج بخش کے عرس کا ہے یہ جو اللہ کے ولیوں کے نام سے جانور

منسوب کیے جاتے ہیں' ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

اس کے بعد تیسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ کوئی دن مقرر کر کے جگہ وقت معین کر کے ایصالِ ثواب کی محفل منعقد کرنا جیسے گیارھویں شریف کی محفل فلاں دن فلاں جگہ ہوگی' یہ دن کا تعین کر کے اس محفل کا انعقاد کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

یہ تین باتیں اس موضوع میں زیادہ اہم ہیں اور میں مختصر وقت میں ان تینوں کی آپ کے سامنے وضاحت کرنے کی کوشش کروں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن و سنت کے واضح دلائل آپ کے سامنے رکھوں گی' پہلی بات یہ ہے کہ کیا ایک مسلمان کا عمل دوسرے مسلمان کو فائدہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر فائدہ دے سکتا ہے تو ایصالِ ثواب کرنا صحیح ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! قرآن مجید' برہان رشید کی متعدد آیات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ ایک مسلمان کا عمل دوسرے مسلمان کو فائدہ دے سکتا ہے' وہ دوسرا مسلمان جو اس دنیا سے جا چکا ہے' اس کے وصال کے بعد اس کے وفات پا جانے کے بعد بھی کسی دوسرے مسلمان کے عمل سے اس کو فائدہ پہنچ سکتا ہے' اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید برہان رشید میں بعد آنے والے مسلمانوں کا یہ عمل بیان کیا ہے:

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ۔(پارہ ۲۸' سورۃ الحشر' آیت:۱۰)

اور ان (فوت شدہ مسلمانوں) کے بعد (میں آنے والے) وہ (مؤمن مسلمان) عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہم سے پہلے ایمان لانے والے (فوت شدہ مسلمان) بھائیوں کو بھی بخش دے۔

ایک ہمارے اسلاف ہیں اور ایک اخلاف' یعنی کچھ کا زمانہ ہم سے پہلے کا ہے

اور کچھ ہمارے بعد آئیں گے' بعد میں آنے والے مسلمانوں میں سے اچھے لوگ کون ہیں؟ ان بعد میں آنے والے اچھے مسلمانوں کے بارے میں اُن کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ان کا شعار یہ ہوگا:

''یَقُوْلُوْنَ'' وہ یہ کہتے ہیں:

''رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا'' اے اللہ! ہمیں بھی بخش دے!

وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ۔(سورہ حشر' آیت:۱۰)

اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو حالت ایمان میں اس دنیا سے جا چکے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اچھے مؤمنوں کا یہ شعار بتایا ہے' ان کی یہ علامت بتائی ہے کہ وہ بعد میں آئیں گے' پہلوں کو بھولیں گے نہیں' جتنے بھی مؤمنین جا چکے ہیں' اولیاء جا چکے ہیں' صدیقین جا چکے ہیں' مجتہدین جا چکے ہیں' وہ ان سب کو بھولنے والے نہیں وہ نہ صرف اپنے لئے مغفرت کی دعائیں مانگیں گے بلکہ اپنے سابقین کیلئے بخشش و مغفرت کی دعائیں مانگیں گے' قرآن مجید برہان رشید کی اس آیت سے ایک قانون ثابت ہو رہا ہے' دیکھیں یہاں دعا مانگنے کا وصف کن لوگوں کا بیان ہوا ہے؟ ان کا جو بعد میں آ رہے ہیں' یہ فعل ان بعد میں آنے والوں کا ہے لیکن دیکھیں فائدہ کن کن کو ہو رہا ہے' فائدہ ان کو خود بھی ہے اور انہیں بھی ہے جو دنیا سے جا چکے ہیں' اگر ان بعد میں آنے والے مسلمانوں کے فعل کا فائدہ پہلے والے فوت شدہ مسلمانوں کو نہ ہوتا تو خالق کائنات ہرگز ان کی تعریف نہ فرماتا' اللہ تعالیٰ کسی لغو کام کی تعریف کیسے کر سکتا ہے جس کام کا کوئی فائدہ نہ ہو' جس کام پر کوئی اثر مرتب نہ ہو' جس کام کا کوئی ثواب نہ ہو' خالق کائنات ان لوگوں کیلئے ایک مستقل آیت نازل فرما دے' یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو قرآن مجید برہان رشید میں اپنا موضوع بنایا ہے' ان کی

تعریف کی ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ یقیناً اس عمل سے انہیں فائدہ پہنچا ہے اور پہلے والوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے' دعا مانگنا ان کا کام ہے لیکن اس کا فائدہ وفات پا جانے والوں کو پہنچ رہا ہے۔

''رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا'' یا اللہ! ہمیں بخش دے!

''وَلِاِخۡوَانِنَا'' ہمارے بھائیوں کو بھی بخش دے!

کون سے بھائی؟ ''اَلَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ'' جو حالتِ ایمانی میں ہم سے سبقت کر چکے ہیں' زندہ لوگوں کی بات نہیں' ان لوگوں کی بات نہیں جو اب دنیا میں موجود ہیں بلکہ ان کی بات ہے جو فوت ہو چکے ہیں' دنیا سے جا چکے ہیں' یہ وصال پانے والے پہلی صدی' دوسری صدی' تیسری صدی' چوتھی صدی یا بعد والی کسی بھی صدی میں وصال پا چکے ہوں' ان تمام صدیوں میں وصال پانے والے اہلِ ایمان اولیاء اللہ اور صدیقین سب کا ذکر ہو رہا ہے' اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ بعد میں آنے والے ہر دور میں بعد میں آنے والے اچھے مسلمان وہ ہوں گے جو پہلے فوت شدہ مسلمانوں کو بھولیں گے نہیں' بلکہ ان کا ذکر کرتے رہیں گے' ان کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں گے' جب لوگوں کی ترجیحات بدل گئیں جب لوگوں نے اپنی فکر کو اندھا کر لیا اور دعا سے منہ موڑ لیا' دعا پر شرک اور بدعت کا فتویٰ لگا دیا' اب وہ لوگ جو ان محافل کا انعقاد کرتے ہیں وہ لوگ کتنے عظیم لوگ ہیں کہ ایسی آندھیوں میں بھی حق کا پرچم بلند کئے ہوئے ہیں اور یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ تیرے قرآن مجید کی اس آیت کے مصداق لوگ قیامت تک موجود رہیں گے جو اپنے لئے بھی دعا کریں گے اور پہلے مسلمانوں کیلئے بھی دعا کرتے رہیں گے کہ یا اللہ! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے' ہمارے ان اولیاء' صدیقین' شہداء' صالحین کو بھی بخش دے جو حالت ایمان میں اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں' ہم کسی بے ایمان کیلئے دعا کرنے کو

تیار نہیں، دعا ایمان والوں کیلئے ہوتی ہے، اسی لئے ایمان والے ہی اپنے سابقین کے لیے دعا کرتے ہیں، یا اللہ! ہمیں (ایمان والے) بھی بخش دے اور ہم سے پہلوں کو بھی بخش دے، یہ قرآن مجید برہان رشید سے ایک دلیل ہوئی۔

دوسری دلیل!

پیاری اسلامی بہنو! اب دوسری دلیل سنیں! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حقوق اللہ، حقوق العباد کا کئی مقامات پہ ذکر فرمایا ہے، وہ ایک مقام دیکھیں جہاں ان حقوق کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو!

اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے والدین کے بڑے حقوق کی دو قسمیں بیان کیں!

ایک وہ حقوق جو والدین زندہ ہوں تو اولاد پر فرض ہیں اور دوسرے وہ حقوق جو والدین وفات پا جائیں لیکن پھر بھی اولاد پر برقرار رہتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳، اگر تیرے سامنے ماں باپ میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے 'ہوں' بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب واحترام سے بولو اور ان کیلئے عاجزی واطاعت کا بازو محبت ونرم دلی سے بچھا دو!

کتنے اثر آفرین الفاظ ہیں، جامعیت کے ساتھ زندہ والدین کے حقوق بیان فرمائے گئے ہیں، فرمایا: وہ تیرے والدین، دونوں یا ان میں سے ایک، اگر بوڑھے ہو

جائیں بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور تو نوجوان ہے‘ اب تم پر فرض ہے کہ ان کی خدمت کر‘ خدمت کرتا رہ‘ خدمت کرتے کرتے اُکتا کر اُف تک نہ کہنا‘ ان سے گفتگو کرنا چاہو تو ان کو بلند آواز سے نہ بلانا‘ ان سے سخت لہجہ میں نہ بولنا‘ ان کو جھڑکی نہ دینا‘ ان سے اچھے طریقے سے نرم اور محبت بھرے لہجہ میں گفتگو کرنا‘ ان کے قدم دباؤ‘ ان کیلئے ہر طرح کی سہولت بہم پہنچاؤ! اگر بیمار پڑیں تو علاج و معالجہ اور تیمارداری میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھو‘ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے وہ فرائض ہیں جن کا تعلق والدین کی زندگی کے ساتھ ہے‘ پھر دوسرے حقوق بھی بیان فرمائے ہیں کہ وہ وقت آتا ہے کہ جب تو والد یا والدہ یا دونوں میں سے کسی کے بھی قدم دبا کر ثواب حاصل نہیں کر سکتا‘ ان کو اچھا کھانا کھلا کر ثواب حاصل نہیں کر سکتا‘ ان کو اچھے کپڑے پہنا کر ثواب حاصل نہیں کر سکتا‘ ان کی ضروریات کو پورا کر کے ثواب حاصل نہیں کر سکتا‘ اس لئے کہ اب وہ اس دنیا سے جا چکے ہیں وہ قبر میں جا چکے ہیں‘ اب تجھ پر کیا حق باقی ہے؟ اسلام ایک ایسا کامل دین ہے کہ جس میں وفات پا جانے والے والدین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے کا ایک قابل طریقہ موجود ہے‘ کون سا؟ فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا .

(پارہ ۱۵‘ سورہ بنی اسرائیل‘ آیت ۲۴)

اور عرض کرو: اے میرے پروردگار! ان دونوں (میرے والدین) پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے (بچپن میں بڑے پیار اور محبت سے پالا) تھا۔

اے مسلمان والدین کی اچھی بیٹی! تو اپنی زبان سے مجھ سے مانگ!

یا اللہ! میرے والدین پر یوں رحم فرما جس طرح چھوٹی عمر میں وہ مجھ پر شفقت فرماتے تھے‘ یہ دعا کرنے کا طریقہ کون سکھا رہا ہے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ! اگر اس دعا سے اللہ کی طرف سے ان فوت شدہ اور زندہ والدین کو کوئی فائدہ نہ ہوتا تو خالق کائنات ہرگز اپنے والدین کیلئے یوں بخشش کی دعا کرنے کیلئے نہ فرماتا۔

''قُلْ'' تو کہیے:

تو مجھ سے مانگ تو سہی!

اللہ خود ہی مانگنے کا طریقہ بھی بتلا رہا ہے۔

''رَبِّ ارْحَمْهُمَا'' یا اللہ! میرے والد اور والدہ دونوں پر اپنی رحمت فرما!

کیسی رحمت فرما؟

''كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا'' جس طرح کہ میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا اور انہوں نے بڑی شفقت سے مجھے پروان چڑھایا۔

میری والدہ خود بھوک برداشت کر لیتی تھی لیکن میری بھوک اس سے برداشت نہیں ہوتی تھی، وہ خود پیاسی رہ کے مجھے پانی پلاتی تھی، وہ میرے گیلے بستر پر خود سو جاتی تھی اور مجھے خشک بستر پر سلاتی تھی، وہ اپنے کپڑوں کی پرواہ کئے بغیر مجھے اچھے کپڑے پہناتی تھی، میں بیمار پڑتا تو میرے علاج معالج میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتی تھی، میری تعلیم و تربیت کیلئے دن رات کوشاں رہتی تھی، کچھ دیر کیلئے لیٹ ہو جاتی تو پریشان ہو جاتی تھی، کھیل کود سے تھک جاتی تو مجھے دباتی تھی۔

اور میرا والد صبح سے شام تک محنت کرتا اور میرے لئے اچھی سے اچھی سہولتیں مہیا کرتا، وہ خود تو ہر طرح کی مشقتیں تکلیفیں برداشت کرتا لیکن میری ذرا سی تکلیف اس سے برداشت نہ ہوتی۔

یا اللہ میرے والدین نے اپنی ساری زندگی مجھ پر اپنی شفقت کا سائبان تانے رکھا، آج جب وہ وفات پا چکے ہیں تو میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! میرے

والدین پر اتنی رحمتیں نازل فرما جس طرح کہ میرے بچپن میں وہ مجھ پر کرتے تھے' یہ عمل والدین کے ان حقوق سے ہے جو والدین کی وفات کے بعد بھی برقرار رہتا ہے جب وہ زندہ ہوں تب بھی ان کیلئے دعائیں مانگو اور جب وہ فوت ہو جائیں تو ان کو بھول جاؤ کہ اب یہ اپنی قبر میں چلے گئے ہیں' میرا ان سے رابطہ ختم ہو گیا ہے' نہیں! اسلام ایک جامع دین ہے کہ وہ قبروں میں چلے جانے والوں کے ساتھ بھی تعلق برقرار رکھتا ہے' ان کے حقوق بھی برقرار رکھتا ہے' اچھی بیٹی والدین کی نیک اور فرمانبردار بیٹی وہ ہے جو والدین کو دفن کرنے کے بعد بھی نہیں بھولتی بلکہ وہ ہر وقت ان کیلئے دعائیں کرتی رہتی ہے' اس آیت سے بھی یہ قانون ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے' دعا بیٹا مانگ رہا ہے' دعا مانگنا بیٹے کا عمل ہے اور اس دعا کا فائدہ اس کے والدین کو ہو رہا ہے' اگر بیٹے کے مانگنے پر والدین کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو خالق کائنات کیوں فرماتا کہ مجھ سے دعا مانگو' اس نے خود ہی دعا مانگنے کو کہا ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ تو اس کی جو بغیر دعوت کے مانگے اس کی جھولیاں بھر دیتا ہے۔

اور یہاں تو وہ خود ہی مانگنے کیلئے فرما رہا ہے' لہٰذا اب جب مانگا جائے گا تو اللہ تعالیٰ مانگنے والے کے والدین کو بخش دے گا' ان کی خطائیں معاف فرما دے گا۔

قرآن مجید برہانِ رشید کی متعدد آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی زندہ آدمی کے عمل سے ان کو فائدہ پہنچ سکتا ہے جو دنیا سے جا چکے ہیں' یہاں صرف دو آیات پیش کرنے پر اکتفا کرتی ہوں' اب حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حدیث شریف سے ثبوت

سید عالم' نورِ مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِى الْجَنَّةِ ۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۹ ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶ ۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰/۳۹۷)

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں عبد صالح (نیک بندے) کے درجہ کو بلند فرماتا ہے جس وقت وہ اپنا بلند مقام دیکھتا ہے۔

فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ ۔

تو وہ عرض کرتا ہے: یارب العالمین! میرا درجہ بلند کیسے ہوگیا؟ یا اللہ! مجھے اتنا بلند مقام کیسے مل گیا؟

میرے اعمال میں سے تو مجھے اپنا کوئی عمل ایسا نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے میرا درجہ اتنا بلند یا گیا' جانتے ہیں کہ جنت کے ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں کتنا فرق ہے؟ ایک درجے سے دوسرے درجے تک کتنی مسافت ہے؟ یہ ایک دو فٹ کی بلندی کی بات نہیں ہے' وہ فرق پانچ سو سال کی مسافت کا ہے' ایک انسان پانچ سو سال تک چلتا رہے جتنا سفر طے کرتا ہے' اتنا دو درجوں کے درمیان فاصلہ ہے' جب بندے کو اتنی بلندی جنت میں ملے گی تو وہ بندہ اللہ سے پوچھے گا کہ یا اللہ! یہ میرا مقام اتنا بلند کیسے ہوگیا ہے' مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میرے کون سے عمل کی وجہ سے مجھے یہ مقام دیا گیا ہے۔ پیاری اسلامی بہنو!

سید عالم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب دیا جائے گا:

بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ۔ (مشکوٰۃ' باب الاستغفار التوبۃ' تیسری فصل)

اے میرے بندے! تیری بیٹی نے تیرے لئے دعائے مغفرت کی ہے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَهٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ ۔ (النہایۃ فی الفتن والملاحم ص ۴۰۷)

اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے۔

اے میرے بندے! تو ایک بیٹا چھوڑ کر آیا تھا جو تیرے لئے استغفار کرتا رہا' یہ

اس بیٹے کے متعلق ہے جو سنی بیٹا ہوگا' خدا اس کے بیٹوں کو سنی رکھے۔ (آمین!)

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اے میرے بندے! تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار کی ہے' وہ تیرے لئے دعائیں مانگتا رہا' وہ جب بھی نماز پڑھتا تیرے لئے دعائیں مانگتا' اس طرح روزانہ تیرے لئے ایصالِ ثواب کرتا' وہ تیرے ایصالِ ثواب کیلئے محافل کا انعقاد کرتا' جس میں شامل تمام لوگ تیرے لئے ایصالِ ثواب کرتے۔

یہ اس کا تیرے لیے استغفار کرنا' تیرے ایصالِ ثواب کیلئے محافل کا اہتمام کرنا' یہ عمل تیری بیٹی کا ہے' لیکن اس کا فائدہ تجھے یہ ہوا کہ جنت میں تیرے درجے کو بلند کر دیا گیا ہے' اس سے بھی یہ قانون ثابت ہوا کہ ایک کے عمل سے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے' جو دنیا میں ہے اسے تو ویسے بھی فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے لیکن ہمارا موضوع اس فائدہ کے متعلق ہے جو اس دنیا دار انسان اس دوسرے انسان کو پہنچائے جو اس دنیا سے چلا گیا ہے اور جس کا آج کے خارجی لوگ انکار کرتے ہیں۔

ہمارے وہ عزیز و اقارب جن کو ہم قریبی قبرستان میں داخل قبر کر آئے ہیں دفن کر آئے ہیں' ہمارے وہ عزیز و اقارب بظاہر قریبی قبرستان میں دفن ہیں لیکن اب وہ عالم برزخ میں چلے گئے ہیں' ان کے اور ہمارے درمیان کروڑوں میل کی مسافت ہے' اتنی مسافت ہے کہ جس کے متعلق صرف سوچا ہی جا سکتا ہے لیکن پھر بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

آپ نے مذکورہ بالا حدیث ملاحظہ فرمائی کہ کتنا فائدہ ہے؟ بچے نے استغفار کی ہے اور اللہ نے جنت میں اس کے باپ کو بلند مقام عطا فرما دیا ہے' یہ نہیں کہ سارا فائدہ والد کو ہو گیا اور بچے کو کچھ نہیں ملے گا جس کی دعا سے اوروں کو فائدہ ہو رہا ہے اس کا اپنا فائدہ ہونا تو یقینی ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

سید عالم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بیٹے کو دعا مانگنے پر اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ اگر اس سے اپنے والدین کی خدمت میں کوتاہی رہ گئی ہو گی' اگر وہ زندگی میں عاق ٹھہرا تھا' والدین کا نافرمان ٹھہرا تھا' وہ اگر ہمیشہ دعا مانگتا رہے گا تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ میدانِ محشر میں جب ان لوگوں کی لسٹ تیار ہوگی جو والدین کی عزت کرتے تھے اور فرمانبردار تھے' یہ شخص جس نے ہمیشہ دعا مانگی ہے' قیامت کے دن فرمانبرداروں میں شمار کیا جائے گا۔

مشکوٰۃ شریف' کتاب الآداب کے باب البر والصلہ کی تیسری فصل میں ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک بندے کے والدین فوت ہو جاتے ہیں یا اُن میں سے ایک اور وہ اُن کا نافرمان لیکن ہمیشہ اُن دونوں کیلئے دعا اور استغفار کرتا رہے تو آخرکار اسے نیک لوگوں میں لکھ لیتا ہے۔ (بیہقی)

حدیث نمبر۲

یہ حدیث بخاری شریف باب العمرہ کے باب ''بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ'' میں ہے:

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی:

اِنَّ اُمِّيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى وَانْتَ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا ۔

میری والدہ ماجدہ نے حج کرنے کی نیت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکیں یہاں تک کہ فوت ہوگئیں' کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟

سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گفتگو کا انداز یہ تھا کہ جب کوئی سوال کرتا تو اکثر سوال کرنے والے سے سوال کر کے اسی سے مسئلے کا جواب دلوا دیتے تھے' اس

میں دوہرا فائدہ ہوتا تھا' ایک تو اس کا جواب آ جاتا تھا' دوسرا اُمت کو یہ طریقہ بتادیا کہ قیاس سے مسائل ثابت ہوسکتے ہیں' قیاس سے مسائل حل کرنا ہمارا مذہب ہے جبکہ غیر مقلد تو قیاس کو مانتے ہی نہیں ہیں۔

سرکار نے خود اپنے صحابہ اور صحابیہ سے قیاس کروایا ہے' فرمایا کہ جب ایک بات تمہیں معلوم ہے تو اس سے دوسری کو سوچ لو' اگر علت ایک ہے تو دونوں کا حکم بھی ایک ہی ہوگا' آپ نے فرمایا: یہ تو بتا:

لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ ۔

اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتیں!

کیا تیرے قرض ادا کرنے سے تیری والدہ کا قرض ادا ہوتا یا نہ ہوتا؟ جب آپ نے یہ سوال کیا تو وہ صحابیہ کہنے لگیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ضرور ادا ہو جائے گا' آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسئلہ تو تم نے خود ہی حل کر دیا ہے ''اِقْضُوا اللّٰهِ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ'' اللہ کا قرض بھی ادا کرو یہ قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کو پورا کیا جائے۔ یہاں سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حقوق مالیہ پر عبادت کو قیاس کروایا ہے' فرمایا کہ جس طرح تیرے قرض ادا کرنے سے تیری والدہ کا قرض ادا ہو جائے گا' ایسے ہی جب تو حج کرے گی تو اس کی نیت سے حج کرنے سے نذر اس کی پوری ہو جائے گی' لہٰذا یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ایک کے عمل سے دوسرے کو فائدہ پہنچ سکتا ہے کیونکہ ان کی والدہ تو دنیا چھوڑ کر جا چکی تھی' اب ان کی طرف سے حج تو اس کی بیٹی کرے گی' صفا مردہ کی سعی' طواف' وقوفِ عرفہ تو بیٹی کرے گی لیکن نذر والدہ کی پوری ہو جائے گی۔

حدیث نمبر ۳

پیاری اسلامی بہنو! ایصالِ ثواب کی محافل میں قرآن پڑھا جاتا ہے' یہ قرآن

پڑھنا تو اشرف المخلوقات کا عمل ہے' انسان قرآن پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت! میں اس کا ثواب حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچاتا ہوں' میں اس کا ثواب حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچاتا ہوں' یہ تو پھر اشرف المخلوقات ہے اور اپنی زبان سے افضل کلام پڑھ رہا ہے' دوسری طرف یہ دیکھیں کہ اسلام نے تو یہاں تک اس ایصالِ ثواب کے مسئلہ کو واضح کیا کہ درختوں کی تسبیح سے بھی عذاب دور ہو جاتا ہے' قبر کے مکینوں کو ان کی تسبیح سے بھی سکون ملتا ہے تو پھر قرآن مجید کی تلاوت کرنے' تسبیحات پڑھنے' آیت کریمہ پڑھنے' کلمہ شریف پڑھنے سے جو ثواب حاصل ہوتا ہے' وہ فوت شدگان کیلئے تسکین اور عذاب سے نجات کا باعث کیوں نہ ہوگا؟

صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے: حضرت مجاہد' طاؤس سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں:

مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذِّبَانِ ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے جن پر عذاب ہو رہا ہے' چشمِ نبوت کی بصیرت اور بصارت دیکھیں کہ قبروں کے قریب سے گزرتے گزرتے دیکھ لیا کہ ان قبروں کے مکینوں کو عذاب ہو رہا ہے' ہم کسی قبر کے قریب سے گزریں تو ہمیں کچھ پتا نہیں چلتا کہ قبر میں کیا ہو رہا ہے؟ اور کیا نہیں ہو رہا؟ مگر جن کی نگاہ کے سامنے کائنات ہتھیلی طرح ہے' انہوں نے گزرتے دیکھ لیا کہ قبر کے مدفونین کو عذاب ہو رہا ہے' کتنا علم ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تھا' معاذ اللہ! ہمارے محبوب تو وہ ہیں جن کی نگاہِ نبوت نے گزرتے گزرتے منوں مٹی کے نیچے سے دیکھ لیا کہ ان قبروں میں مدفونین کو عذاب ہو رہا ہے' پھر ایک ہی غیب کی خبر نہیں دی' اس کے ساتھ یہ بتایا کہ

وَمَا يُعَذِّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ۔

میرے صحابہ! ان دونوں کو کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا' یوں بتایا کہ میرے سامنے ان کی پوری زندگی موجود ہے' میں ان کی زندگی کا ہر عمل جانتا ہوں' ان کو عذاب کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا بلکہ دو صغیرہ گناہ ہیں' جن کی وجہ سے ان کو عذاب ہو رہا ہے' کس طرح؟ فرمایا:

اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ ۔

ان میں سے ایک تو پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچا کرتا تھا' پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے اس کو عذاب ہو رہا ہے' لہٰذا پیشاب سے چھینٹوں سے بچو اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا' دوسرے کے متعلق فرمایا کہ وہ چغل خور تھا' چغلی کرتا تھا' یہ وہ دو صغیرہ گناہ ہیں' جن کی وجہ سے ان کو عذاب ہو رہا ہے' نگاہِ نبوت کا فیضان دیکھئے کہ گزرتے گزرتے ان قبروں میں عذاب ہوتا دیکھ لیا' صرف قبروں کا ہی حال نہیں بلکہ ان کی ساری زندگی کا حال بھی بیان کر دیا کہ ان کے نامہ اعمال میں کوئی کبیرہ گناہ نہیں ہے' دو صغیرہ گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔

پھر کیا ہوا؟ صحابہ کرام کی جماعت ساتھ ہے' پھر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کی تر ٹہنی لی' اس ٹہنی کے پتے ہرے بھرے تھے' اس کو بیچ میں سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے' پھر سرکار نے دونوں قبروں پر نصف نصف ٹہنی گاڑ دی' چشم فلک گواہ ہے' صحابہ کی آنکھیں گواہ ہیں جس وقت سرکار نے اپنے ہاتھ سے ٹہنی کو توڑا اور قبر پر لگایا تو صحابہ کرام نے سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟

آپ نے ایسا کیوں کیا؟

آپ یہ بھی بیان فرما دیں کہ یہ فعل کیوں فرمایا ہے؟

یہ عام آدمی کا فعل نہیں ہے' یہ تو اللہ کے رسول کا فعل ہے' امام الانبیاء کا فعل ہے جب آپ ایسے کر رہے ہیں تو یہ تو سنت بن گیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بیان فرما دیجئے کہ یہ ٹہنی لگانے کا فائدہ کیا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا ۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۲)

میرے صحابہ! اُمید ہے کہ جب تک یہ شاخیں سرسبز رہیں گے' ان کا عذاب ہلکا رہے گا' جب تک اس ٹہنی کے پتے ہرے بھرے رہیں گے مردے عذاب سے محفوظ رہیں گے' میں یہ کسی داستان یا دیوان کا حوالہ نہیں دے رہی بلکہ یہ صحیح بخاری کی حدیث کے الفاظ ہیں' سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فعل نے قیامت تک کیلئے اس بات کو ثابت کر دیا کہ مسلمان کی زبان تو زبان رہی' پتوں کی تسبیح سے بھی عذاب ختم ہو جاتا ہے' قبر میں مردے کو تسکین ہوتی ہے' وہ تسبیح کو سنتا ہے تو اس کی تسکین ہوتی ہے۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے: (ج ۱ ص ۱۷۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ ۔

بے شک بندہ کو جب قبر میں رکھ کر اس کے ساتھی واپس ہوتے ہیں۔

اِنَّهٗ يَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ ۔

وہ ان کے قدموں کی آہٹ بھی سنتا ہے۔

پھر دیکھیں مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے کہ پتوں کی تسبیح سے قبر کا مکین خوش ہوتا ہے اور اس کا عذاب پتوں کے تسبیح کرنے تک دور رہے گا' اب پتوں کی تسبیح تو پتوں کی تسبیح رہی' دوسری طرف اشرف المخلوقات کا فرد ہو' ایک عظیم انسان ہو' اللہ کا قرآن پڑھ رہا ہو' یہ ذکر کلامِ الٰہی کا ذکر ہے' پتوں کی تسبیح سے ہزار درجہ بہتر ہے' مسئلہ

روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ اگر پتوں کی تسبیح سے قبر کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے تو جب ایک مسلمان اپنے والدین کی قبر پر بیٹھا قرآن پاک پڑھتا ہے تو اللہ کے فضل سے بطریق اولیٰ عذابِ قبر دور ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

حضرت مجاہد' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ .

(مشکوٰۃ' باب الاستغفار والتوبۃ' تیسری فصل)

میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے' اللہ کے انبیاء' صدیق' شہداء' اولیاء کرام کی تو بڑی اعلیٰ شان ہے' یہ تو قبر کے اندر ہم جیسے عام آدمی کی حالت ہو گی ایسی حالت ہو گی کہ جس طرح کوئی شخص ڈوب رہا ہو اور کسی دستگیر کا منتظر ہو' وہ شخص پانی میں ڈوب رہا ہے اور ہاتھ بلند کر رہا ہے کہ کوئی میرا ہاتھ پکڑے' جو حالت اس ڈوبنے والے شخص کی ہوتی ہے قبر کے مکین کی حالت بھی اسی شخص جیسی ہی ہوتی ہے' وہ ڈوبنے والا شخص کتنا بے چین ہو گا' کتنی اس کو تڑپ ہو گی کہ کاش! کوئی میرا ہاتھ پکڑے' سرکار فرماتے ہیں کہ قبر کے اندر مردے کی یہ حالت ہوتی ہے اور وہ انتظار کرتا ہے۔

''يَنْتَظِرُ'' وہ انتظار کرتا ہے۔

''يَنْتَظِرُ دَعْوَةً'' اس کو دعا کا انتظار ہے۔

کون سی دعا کا انتظار ہے؟ فرمایا: ''تلحقہ من اب او ام او اخ او صدیق'' وہ باپ' ماں' بھائی یا دوست کی طرف سے دعا پہنچنے کا منتظر ہے' وہ مردہ اپنے سنی ورثاء سے کتنا خوش ہو گا جب یہ اس کیلئے دعا مانگیں گے' جب یہ ختم پڑھ کر ایصالِ

ثواب کریں گے' پیچھے سے ورثاء ایصالِ ثواب کے مخالف ہوں گے تو نہ وہ دعا مانگیں گے نہ ایصالِ ثواب کی محافل کا اہتمام کریں گے' تو وہ کتنا غصہ میں ہوگا کہ میں ڈوبتا جا رہا ہوں اور میرے ورثاء دعا کیلئے ہاتھ نہیں اُٹھا' تے' ہاتھ نیچے کئے بیٹھے ہیں' کہتے ہیں: اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ ہر انسان کو صرف اپنے عمل کا فائدہ پہنچتا ہے' دوسرے کے کسی نیک عمل کا فائدہ اس کے مرنے کے بعد اس کو نہیں پہنچتا' وہ قبر میں دعا کا انتظار کر رہا ہے' اپنے عزیز و اقارب' دوست احباب کی طرف سے ایصالِ ثواب کے تحائف کا منتظر ہے' لیکن یہاں اس کے ورثاء اس کے منکر ہیں' وہ ہاتھ ہی نہیں اُٹھاتے' منہ ہی نہیں کھولتے' ان پر شرک و بدعت کے پہرے لگ گئے ہیں' اس قبر کے مکین کو انتظار ہے کہ کب میرا باپ دعا مانگتا ہے' کب میری ماں دعا مانگتی ہے' کب میرا بھائی دعا مانگتا ہے' اور کب میرا دوست دعا مانگتا ہے' ان چار کا ذکر سرکار نے فرمایا اور عموم بیان فرمادیا ہے کہ جتنا کسی کے ساتھ اس مردے کا قریبی تعلق ہے' اتنا ہی اس کی دعا کا اس کو زیادہ انتظار ہوتا ہے۔

پیاری بہنو! مرنے والا سنی العقیدہ ہے اور پچھلے عزیز و اقارب' دوست احباب بھی اللہ کے فضل سے صحیح العقیدہ سنی ہیں تو فوراً فاتحہ شریف شروع ہو جائے گی' فوراً قل شریف ہے' فوراً صدقہ و خیرات ہے' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب دعا پہنچتی ہے تو کیا ہوتا ہے' پھر جب میت کو یہ دعا پہنچتی ہے تو یہ اس کو ساری دنیا اور پوری دنیا کے سارے ساز و سامان سے بھی پیاری ہوتی ہے' یہ اس زبان کے الفاظ ہیں جس سے کبھی جھوٹ نہیں نکلا' جب تک اُدھر سے تار نہیں ملتی اس وقت تک محبوب کی زبان نہیں ہلتی' اس زبان سے یہ الفاظ نکلے ہیں:

كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا .

اگر اس دنیا کی زندگی میں پوری کائنات کی حکومت اس بندے کو دے دی جاتی

تب بھی وہ اتنا خوش نہ ہوتا جتنا آج اس کیلئے مانگی گئی دعا سے خوش ہو گیا ہے۔

كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ۔

پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے وہ ایک طرف اور اس کے باپ' ماں' بھائی یا دوست کی طرف سے مانگی گئی دعا دوسری طرف' اتنا فائدہ ہے بعد والوں کی دعاؤں کا' یہ ایصالِ ثواب ہے' یہ وہی ختم شریف ہے' سرکار فرماتے ہیں کی دنیا کی حکومت بھی اگر ملتی پھر بھی اتنا خوش نہ ہوتا جتنا آج ایصالِ ثواب پر خوش ہو گیا ہے' پھر فرمایا: اور بے شک اللہ عزوجل زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور زندوں کا مردوں کیلئے تحفہ ان کیلئے دعاءِ مغفرت ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶۔ شعب الایمان للبیہقی ۱۶/۷)

قرآن مجید برہان رشید میں ہے:

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔(المؤمن' آیت ۶۰)

تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ ۔

(مشکوٰۃ' کتاب الدعوات' ص ۱۹۵۔ ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵۔ ابن ماجہ ص ۲۷۱)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے' ہم سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود فرمایا کہ مجھ سے مانگو' ہم مانگیں گے ہم جتنا زیادہ مانگیں گے وہ اتنا زیادہ عطا فرمائے گا' فرمایا: تم نے تھوڑا مانگا ہے' میں اپنے فضل سے ''اَمْثَالُ الْجِبَالِ'' پہاڑوں کے برابر ثواب دے رہا ہوں' الغرض! خالق کائنات کی طرف سے پہاڑوں جتنی رحمتیں ان قبروں میں داخل ہو جاتی ہیں۔

نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں: اے مجھے ماننے والو! یہ موت تمہارے تحائف پہنچانے کا ذریعہ ختم نہیں کر سکتی' دنیا میں تم اپنے دوستوں' عزیز و

اقارب کو تحائف دیتے تھے' اب موت آ گئی تو یوں نہ سمجھو کہ اب تم تحفہ نہیں دے سکتے' فرمایا: اسلام میں اس کا بندوبست موجود ہے' یہ سرکار کے الفاظ ہیں:

ان ھدیۃ الاصباء الی الاموات الاستغفار لھم ۔

زندوں کا مردوں کیلئے تحفہ ان کے لئے دعا مغفرت ہے۔

اگر آج تم اپنے فوت شدہ والدین کو تحفہ پہنچانا چاہتے ہو'

آج تم اپنے فوت شدہ بھائی کو تحفہ پہنچانا چاہتے ہو'

آج تم اپنے غوث کی طرف تحفہ بھیجنا چاہتے ہو'

فرمایا: اسلام میں اس کا بندوبست ہے۔

''الاستغفار لھم '' تم ان کیلئے استغفار کرتے رہو' تم ان کیلئے بلندی درجات کی دعا کرتے رہو' تمہارا یہ ان کیلئے دعا مانگنا ان کیلئے سب سے بڑا تحفہ قرار پائے گا' لہٰذا یہ ساری احادیث اس بات کو ثابت کر رہی ہیں کہ ایک کے عمل سے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے اور مردہ ایسا خوش ہوتا ہے کہ اگر پوری دنیا کی حکومت بھی مل جاتی پھر بھی اتنا خوش نہ ہوتا جتنا آج دعا کا تحفہ جو آج اسے پہاڑوں کی مثل ملا ہے' اس سے خوش ہو گیا ہے۔

موضوع کا دوسرا حصہ

پیاری اسلامی بہنو! اب موضوعِ زیرِ بحث کے دوسرے حصے کو دلائل کی روشنی میں پرکھتے ہیں' یہ جو کچھ چیزوں کو بزرگوں کی طرف موسوم کر دیا جاتا ہے کہ یہ بکرا غوثِ پاک کا بکرا ہے' یہ جانور فلاں بزرگ کا جانور ہے' اس طرح جو کسی بزرگ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے' اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں کچھ لوگ غلط بحث کرتے ہیں اور اس مسئلے کو غلط رنگ دیتے ہیں' کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لینے سے اس کی شرعی حیثیت میں کچھ فرق نہیں آتا' آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ جانور غوثِ پاک کا

ہے تو اس سے اس کے اندر برکت آئے گی' نحوست نہیں آئے گی۔ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ چھری چلاتے وقت اللہ جل جلالہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام نہ لیا جائے' صرف اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بسم اللہ' اللہ اکبر کہہ کر جانور ذبح کیا جائے' چھری چلاتے وقت اگر اس نام کے ساتھ کسی اور کا نام یا صرف علیحدہ بھی لیا جائے گا تو وہ جانور حرام ہو جائے گا' ہم کسی جانور کو ذبح کرتے ہیں تو کسی ولی کی عبادت کیلئے جانور ذبح نہیں کرتے' عبادت اللہ تعالیٰ کی ہے اور ثواب اس کا کسی ولی کو پہنچانا مقصود ہوتا ہے' جس کو ثواب پہنچانا مقصود ہوتا ہے جس کو ثواب پہنچانا مقصود ہوتا ہے' اگر ذبح سے پہلے یا ذبح کے بعد اس کا نام اس پر آتا ہے تو اس سے وہ حرام نہیں ہوتا' ولی کو ثواب کی ضرورت ہے۔

محترم اسلامی بہنو!

اللہ کو ثواب کی کوئی ضرورت نہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ تو ثواب دیتا ہے' لیتا نہیں۔ لہٰذا فرق ہی بڑا ہے' ولی وہ ہے جس کو ثواب کی ضرورت ہے اور خدا وہ ہے جس کو ثواب کی کوئی ضرورت نہیں ہے' شرک تو تب ہوتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی معاذ اللہ ثواب کی ضرورت ہوتی اور ہم وہ ثواب کسی ولی کی طرف بھیج دیتے' یعنی جو کام خدا کیلئے تھا وہ غیر خدا کیلئے کر دیتے' ان ظالموں نے ظلم کیا کہ خدا کو بھی محتاجِ ثواب بنا دیا' جب اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہے تو اس کی بندگی کا اقرار کیا ہے' جو کچھ بھی ذبح کیا جا رہا ہے اس خدائے واحد کی عبادت کیلئے کیا جا رہا ہے' عبادت اس کے سوا کسی اور کی نہیں اور اس ذبح کئے جانے والے جانور کے ثواب کی نیت اپنے کسی بزرگ' ولی اور غوث کی ہے' اس فرق کو سمجھیں اگر کوئی بسم اللہ وغوث اعظم کہہ کر ذبح کرتا ہے' اگر کوئی بسم اللہ واسم محمد کہہ کر ذبح کرتا ہے تو وہ شریعت کی خلاف ورزی ہوگی اور اس کا کوئی قائل نہیں ہے کیونکہ یہ اس حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی ہے کہ مسلمانو! تم پر وہ جانور حرام ہیں

جن کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو' ذبح کرتے وقت صرف اللہ کا نام لیا جائے گا' اس سے پہلے اور اس کے بعد اگر غیر کا نام ہزار بار بھی لیا جائے تو اس سے اس جانور میں کوئی فرق نہیں آئے گا' اس کی ایک مثال دیکھیں آپ قربانی کیلئے جانور خریدتے ہیں اور ایک دو ماہ پہلے خرید لیتے ہیں' اب جو بھی آپ سے پوچھتا ہے کہ یہ کس لئے خریدا ہے؟ تو آپ جواب دیتے ہیں کہ یہ میں نے اپنی قربانی کیلئے اور یہ میں نے اپنے والدین کی قربانی کیلئے جانور خریدا ہے اور یہ جانور میں نے اپنے فلاں بھائی کی قربانی کیلئے خریدا ہے' اب یہ جانوروں پر غیر اللہ کا نام بولا جارہا ہے' ہم ہی نہیں منکر بھی بولتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ قربانی کا جانور میرے لئے ہے' یہ میرے والد کیلئے ہے' میں ان سے پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ حرام کیوں نہ ہوا؟ اگر محض غیر اللہ کا نام آنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے تو پھر قربانی کا گوشت بھی نہ کھایا کرو' یا پھر کہا کرو کہ قربانی اللہ کی ہے' ہماری نہیں ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! یہ ان لوگوں کیلئے لمحہ فکر یہ ہے جو اس مسئلہ کو جان بوجھ کر بگاڑ کر پیش کرتے ہیں' وہ مانیں کہ اس طرح ہماری طرف سے کوئی قربانی نہیں ہوتی کیونکہ یہ ہماری طرف منسوب ہوگئی ہے' یہ بکرا' گائے' اونٹ اپنی طرف منسوب کرنے سے حرام نہیں ہوتے' حالانکہ ان پر غیر خدا کا نام بار بار آیا ہے' جب تمہارا نام بار بار لینے سے قربانی کا جانور حرام نہیں ہوتا تو غوثِ پاک کا نام تو تمہارے نام سے کہیں زیادہ برکت والا ہے' قربانی کا گوشت برکت والا ہوتا ہے' جائز ہوتا ہے' زیادہ رکھو کم رکھو جائز ہے' اسی سے گیارہویں شریف کے جانور کا مسئلہ ثابت ہورہا ہے' منکرین اس مسئلہ کو مانیں گے کہ اس طرح گیارہویں شریف کے جانور صحیح ہیں حرام نہیں' اگر وہ اس قاعدہ کو تسلیم نہیں کرتے تو وہ اپنی قربانیاں دینا بھی بند کردیں' کیونکہ اگر تم قربانی کے بارے میں کہو گے کہ خدا کی قربانی ہے' خدا تعالیٰ کو ثواب پہنچانے کیلئے ہے تو یہ معاذ اللہ

کفر ہو جائے گا کہ خدا کو ثواب پہنچانا چاہتے ہو ثواب تو ہم خدا سے لینا چاہتے ہیں' اُلٹا ہم نے اس کو ثواب عطا فرمانے کی حیثیت رکھ لی ہے کہ اللہ کی قربانی ہے' کیا اپنی طرف سے ثواب اللہ کو دینا چاہتے ہو؟ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

دوسری طرف یہ ہے کہ قربانی یہ ہے کہ قربانی پر تمہارا اپنا نام بولا جائے کہ یہ میری قربانی ہے اور یہ سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ اور سنت محبوب علیہ السلام کی ہے' سنت میں اللہ کے سوا نام آئے گا اور پھر ثواب میں بھی غیر خدا کا نام آئے گا' صرف بندگی اور عبادتِ محض خدا تعالیٰ کیلئے ہے' لہٰذا ''وما اهل به لغير الله '' کا مفہوم یہ نہیں کہ غیر خدا کا نام کسی چیز پر آنے سے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے' یہ حرام تب ہو گی جب ذبح کے وقت غیر کا نام اللہ کے نام کی جگہ پر آئے گا' یا اللہ کے نام کے ساتھ غیر خدا کا نام بھی مل کر آئے گا تو وہ جانور حرام ہو جائے گا' جس طرح کہ مشرکین مکہ اپنے جانور ذبح کرتے وقت کہتے: ''بسم اللہ بسم المنات'' یعنی جانوروں کو ذبح کرتے وقت چھری چلاتے وقت بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جانور جس کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہے یہ حرام ہے' غیر اللہ یعنی بتوں وغیرہ کی عبادت کیلئے جو بھی جانور ذبح کیا جائے گا وہ بھی حرام ہو گا' مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ مشرکین مکہ جب اپنے معبودانِ باطلہ کیلئے جانور ذبح کرتے تھے تو اس وقت بلند آواز میں ان معبودانِ باطلہ کا نام لیتے تھے' یہی ان کی عبادت تھی اگر مطلقاً غیر کا نام آنے سے کوئی چیز حرام ہو جاتی ہے تو بہت سی حلال چیزیں حرام ہو جائیں گی۔

آپ اپنی گائے کیلئے کہتے ہیں کہ یہ میری گائے ہے'
آپ اپنے مکان کیلئے کہتے ہیں کہ یہ میرا مکان ہے'
آپ اپنی بیوی کیلئے کہتے ہیں کہ یہ میری بیوی ہے'

آپ اپنے بچوں کیلئے کہتے ہیں کہ یہ میرے بچے ہیں'
آپ اپنی گاڑی کیلئے کہتے ہیں کہ یہ میری گاڑی ہے'

اگر روزوں پر غیر اللہ کا نام آ جائے جیسے داؤدی روزے رمضان کے روزے تو کیا یہ حرام ٹھہریں گے؟ اگر مساجد پر غیر اللہ کا نام آ جائے جیسے مسجد نبوی' مسجد اقصیٰ' مسجد عمر' مسجد عثمان تو کیا یہ حرام جگہیں ٹھہریں گی؟ کتب حدیث پر جو غیر اللہ کا نام آتا ہے جیسے بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی وغیرہ تو کیا اس سے کتب حدیث حرام ٹھہریں گی؟ المختصر ہمارا مؤقف جمہور مسلمین' جمہور علماء اہل سنت' جمہور مفسرین کے مطابق ہے' اللہ کے فضل وکرم سے ہمارا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہے''وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ '' کی تفسیر پر اُمت کا اتفاق ہے' اگر جمہور کی رائے نہیں مانی جائے گی تو ساری کی ساری چیزیں معاذ اللہ حرام ہو جائیں گی' اللہ کے فضل سے ہمارا عقیدہ جمہور اہلسنّت اور جمہور مسلمانوں کا عقیدہ ہے' ہم میں سے کوئی کتنا ہی جاہل کیوں نہ ہو' وہ چھری چلاتے وقت بسم اللہ' اللہ اکبر کہہ کر جانور ذبح کرتا ہے' مسلمان اگر بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے مشرکین کے جانور بسم اللہ' اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں تو وہ جانور کس طرح حرام قرار دیئے جا سکتے ہیں جو کسی ولی اللہ کو ثواب پہنچانے کیلئے اللہ کا نام لے کر ذبح کئے جاتے ہیں' ذبح کرنے سے پہلے محض نام آنے سے وہ جانور حرام نہیں ہو جاتا' اختصار ملحوظ خاطر ہے ورنہ بیسیوں مفسرین اور جلیل القدر علماءِ اہل سنت عبارات اپنے مؤقف کی حمایت میں پیش کرتی ہوں' اب احادیث سے اس مسئلہ کی وضاحت کرتی ہوں:

حدیث نمبر ۱

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہو گئیں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم!''ان ام سعد ماتت ''(میری والدہ محترمہ) اُم سعد کا انتقال ہو گیا ہے''فای الصدقة افضل ''ان کیلئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ میں صدقہ کروں تو فائدہ میری والدہ محترمہ کو پہنچے' یہاں بھی وہی قانون ثابت ہے کہ صدقہ کرنا تو حضرت سعد کا فعل ہے لیکن اس سے فائدہ ان کی والدہ محترمہ کو بھی ہو جائے گا' سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''الماء''پانی' پانی کا صدقہ بڑا اچھا ہے۔

فحضر بئرا وقال هذه لام سعد ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ اُم سعد کیلئے ہے' کنواں کھدوا کر کیا کہا:''هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ''یہ کنواں اُم سعد کا کنواں ہے۔غور فرمائیں! اگر غیر کی طرف نیاز منسوب کرنے سے وہ حرام ہو جاتی ہے جیسے ان کے مطابق غیر کا نام لینے سے گیارھویں کی کھیر حرام ہو جاتی ہے' گیارھویں کا لنگر حرام ہو جاتا ہے تو یہ غیر کا نام اس کنویں پر بھی لیا گیا ہے اور نسائی شریف میں ہے:(ج۲ص۱۳۲)

فتلك سقاية سعد بالمدينة ۔

تو ابھی تک مدینہ منورہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی کی سبیل ہے' اُم سعد فوت ہو چکی ہے اور ان ایصالِ ثواب کیلئے پورے کنوئیں پر اُن کا نام لیا گیا' یعنی غیر اللہ کا نام لیا گیا'

یہ وہ کنواں ہے جس سے سرکار کے صحابہ پانی پیتے رہے'

یہ وہ کنواں ہے جس سے سرکار کے صحابہ نے اپنے کھیتوں کو سیراب کیا'

یہ صرف پانی کے پینے ہی کی دلیل نہیں ہے' اس کنوئیں کے پانی سے باغات بھی اُگے' پھل بھی اُگے' کھجوریں بھی اُگیں' یہ وہ لنگر ہے جو اُم سعد کا لنگر ہے' صحابہ کرام نے اپنی زبان سے کھانے پینے والی چیزوں پر غیر اللہ کے نام بولے اور انہیں حرام نہیں

سمجھا، اگر غیر اللہ کی طرف منسوب ہونے سے کھانے پینے کی چیزیں حرام ہو جائیں تو یہ صحابہ کرام پر بہت بڑا الزام ہوگا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جب یہ کہا کہ "یہ کنواں اُم سعد کا ہے" یہ کنواں اُن کے ایصالِ ثواب کیلئے ہے، اگر یہ شرک و بدعت ہوتا تو سرکار منع فرما دیتے کہ میرے صحابہ! اس طرح شرک ہو گیا ہے، یہ پانی پینا حرام ہو گیا ہے، ہرگز اس سے پانی نہ پینا کیونکہ اس پر غیر کا نام بول دیا گیا ہے، خدا کی قسم! کوئی ضعیف روایت بھی تمہیں نہ ملے گی کہ جس سے ثابت ہو کہ سرکار نے صحابہ کو منع فرمایا ہو، سارے صحابہ اس کنوئیں سے پانی پیتے رہے، اس طرح انہوں نے ان سارے لنگروں کو جن کا کسی کے ایصالِ ثواب کیلئے اہتمام کیا جاتا ہے ان کو جائز قرار دیا، یہ عام روزمرہ زندگی میں کسی چیز پر غیر کا نام نہیں آیا ہے بلکہ خاص طور پر ایصالِ ثواب کیلئے نام لیا جاتا ہے، خاص اس حیثیت میں نام لیا گیا ہے، اس کے باوجود سارے صحابہ اس پانی کو برکت والا سمجھتے رہے، اسے پیتے رہے اور کسی نے ایسا مفہوم نہ نکالا جس طرح آج چند کور فکروں نے نکالا ہے، سب اس بات کو مانتے رہے کہ اگرچہ اُم سعد آ گیا ہے، مگر ان کا نام تو ثواب پہنچانے کیلئے آیا ہے، ایسے ہی حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی گیارھویں شریف کیلئے کہا جاتا ہے کہ یہ گیارھویں کا لنگر ہے، اس سے مراد بھی یہی ہوتی ہے کہ اس میں ایصالِ ثواب ان کی روح کو پہنچانا مقصود ہے۔

حدیث نمبر ۲

پیاری اسلامی بہنو! پھر دیکھئے بخاری و مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث شریف ہے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا، سرکار اکثر ان کا ذکر فرماتے اور "وربما ذبح الشاۃ"، کبھی کبھی سرکار اپنے ہاتھ سے بکری ذبح فرمائے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۷۳، کتاب الفتن باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پھر سرکار اپنے ہاتھ سے اس کا گوشت بناتے اور گوشت بنا کے اس کا ٹکڑا کاٹ کر سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی کسی سہیلی کو بھیج دیتے' سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد سرکار بکری ذبح کرتے ہیں اور گوشت تقسیم کر رہے ہیں' ان کی سہیلیوں کو گوشت بھیج دیتے ہیں' مجھے بتائیں جب یہ گوشت تقسیم ہو رہا تھا اور کسی نے پوچھا: یہ کیسا گوشت ہے؟ تو جواب یہی دیا جاتا تھا: یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کیلئے ذبح کیا گیا ہے' اس کا اور کوئی نام نہیں' یہ بکری یہ گوشت کسی کے نکاح یا ولیمہ کیلئے ذبح نہیں کی گئی' یہ بکری کسی دوست یا مہمان کی ضیافت کیلئے ذبح نہیں کی گئی' سرکار نے خود بکری ذبح فرمائی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے تعلق کی نسبت سے ان کی سہیلیوں کو گوشت بھیجا' یہ سارے کا سارا عمل ثابت کر رہا ہے کہ دنیا سے جو چلے گئے ہیں ان کے ثواب کیلئے یہ کام ہو سکتا ہے۔ محترم اسلامی بہنو! دلائل بہت زیادہ ہیں لیکن وقت محدود ہے' اس لیے اس موضوع کے اگلے حصے کی طرف بڑھتی ہوں' یعنی کسی اچھے کام کیلئے کوئی دن متعین کرنا۔

موضوع کا تیسرا حصہ

کسی بھی اچھے کام کیلئے دن متعین کرنے میں کوئی قباحت نہیں' نکاح مسنون ہے' اس کیلئے دن مقرر کیا جاتا ہے' مدارس' سکولوں' کالجوں' دفتروں کے اوقات مقرر کیے جاتے ہیں' تقریبات' محافل' اجلاس کیلئے دن اور اوقات مقرر کیے جاتے ہیں' مختلف قومی یادگاری تقریبات متعین دنوں میں سرکاری سرپرستی میں منائی جاتی ہیں' حاجیوں کی پروازیں متعین دنوں میں آتی اور جاتی ہیں' المختصر زندگی کے ہر شعبہ میں اس طرح کی پابندیاں سہولت کیلئے رائج ہیں۔

ختم قرآن اچھی بات ہے' اس کیلئے دن متعین کیا جاتا ہے'

ختم بخاری شریف اچھی بات ہے' اس کیلئے دن متعین کیا جاتا ہے'

گیارہویں شریف پر اعتراضات کرنے والے لوگ اپنے مدارس میں ختم بخاری شریف کرواتے ہیں' باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے'

مہینہ ڈیڑھ پہلے ہی دن متعین ہو جاتا ہے کہ فلاں دن ختم بخاری شریف ہو گا' یہ ختم بخاری شریف ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے' عبادت سمجھ کے کیا جاتا ہے' ہم ان سے پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا صحابہ کرام نے ختم بخاری شریف کیا تھا؟ ہر ہر جزی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام سے قرونِ اولیٰ سے ثابت نہیں ہو سکتی' یہ کوئی قانون نہیں ہے کہ ہر ہر چیز ثابت کرو۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم بخاری شریف کیا تھا؟

کیا خلفائے راشدین نے ختم بخاری شریف کیا تھا؟

کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ختم بخاری شریف کیا تھا؟

تم ختم بخاری شریف ثواب سمجھ کر کرتے ہو' ہم سے تقاضا کرنے والو جواب دو' کیا یہ کام سرکار نے کیا تھا؟ کیا صحابہ کرام نے یہ کام کیا تھا؟ جب بخاری شریف ہی نہیں تھی تو ختم بخاری شریف کہاں سے آجاتا' ہم تو ختم قرآن مجید کرتے ہیں اور ہمارا قرآن مجید تو اس وقت بھی موجود تھا' ہم بخاری شریف کے مخالف نہیں ہم تو ختم قرآن مجید بھی کرتے ہیں اور ختم بخاری شریف بھی کرتے ہیں' ہم غوثِ پاک کا بھی ختم شریف پڑھتے ہیں اور حضور داتا صاحب کا بھی ختم شریف پڑھتے ہیں اور ہر اہل ایمان کا ختم شریف پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں' جب ہم اولیاء کرام اور عام مؤمنین کے ایصالِ ثواب کیلئے ختم شریف کا اہتمام کرتے ہیں تو اسی وقت تمہارے پیٹ میں مروڑ اُٹھنے شروع ہو جاتے ہیں' تم کہتے ہو کہ ہم وہ کام کرتے ہیں جو خدا نے کیا ہے یا مصطفےٰ نے کیا ہے' بتاؤ سرکار نے کہاں ختم بخاری شریف کیا ہے یا حکم دیا ہے؟ یہ ختم بخاری شریف تو قرونِ اولیٰ میں بھی موجود نہ تھا' لہٰذا اگر تم اس انداز میں آؤ گے تو ہم

تمہاری طرف بیسیوں ایسی باتیں ثابت کریں گے جو عبادت کے طور پر تم میں رائج ہیں، تم پوری طرح ان پر عمل کرتے ہو اپنے ہاں رائج کیے ہوئے ہو لہٰذا سیدھے سیدھے چلو اور قرآن و حدیث سے اخذ شدہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہمارے ساتھ چلو اللہ کے فضل سے ہمارا مسلک قرآن و سنت سے واضح، روشن ستاروں کی طرح ثابت ہے۔ عرس، میلاد، گیارھویں شریف، ہماری ہر تقریب اسی ضابطے سے ثابت ہو گی جو گنبد خضریٰ کے مکین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عطا فرمایا، بخاری شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، درج ذیل حدیث میں دن متعین کرنا ثابت ہے، آپ فرماتے ہیں: ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوا کرتے تھے کیونکہ ایک بڑھیا مائی ہمارے لیے چقندر کی جڑیں لیتیں جس کو ہم اپنی کیاریوں میں لگاتے ہیں۔

ان جڑوں کو ایک ہنڈیا میں ڈالتی اور اس میں چند جو کے دانے بھی ڈال دیتی، اس میں چربی یا چکنائی نہ ہوتی تھی، جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تو مائی صاحبہ کے پاس ہم جاتے تو وہ ہمارے سامنے مذکورہ پکوان رکھ دیتی، اس لئے جمعہ کے دن کی بڑی خوشی ہوتی تھی۔ (صحیح بخاری شریف، ج ا ص ۳۱۶)

ان مائی صاحبہ نے لنگر تیار کرنے کیلئے جمعہ کا دن خاص کر رکھا تھا نہ وہ دن جمعرات ہوتا تھا اور نہ بدھ ہوتا ہے، وہ لنگر جمعہ کو ہی ملتا تھا، سرکار کے صحابہ سے بھی اچھے کام کیلئے دن متعین کرنے کی جو مثالیں موجود ہیں، یہاں تک کہ دروس کیلئے صحابہ نے دن متعین کر رکھے تھے، صحیح بخاری شریف میں ہے:

كَانَ عَبْدُ اللهِ بِذِكْرِ النَّاسِ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ ۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہر جمعرات کے روز لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے، ضابطہ یہ بنا کہ ہر نیک کام کیلئے دن متعین کیا جا سکتا ہے، لہٰذا

گیارھویں شریف کیلئے بھی دن متعین کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

پیاری اسلامی بہنو! یاد رکھیں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم گیارھویں شریف کو گیارھویں تاریخ کے ساتھ مختص نہیں سمجھتے کہ اگر گیارھویں دن ہوگی تو گیارھویں ہو گی' ایصالِ ثواب ہوگا' اگر گیارھویں دن نہیں ہے تو گیارھویں نہیں ہوگی' ہرگز نہیں بلکہ ہمارے نزدیک ایسی کوئی تخصیص نہیں ہے جب بھی ہو جائے' گیارھویں دن ہو جائے اسی کے ایک ان پہلے ہو جائے' ایک دن بعد ہو جائے' کسی بھی دن کسی بھی وقت ہو جائے' ہم اس کو جائز سمجھتے ہیں اور اسے کارِ ثواب سمجھتے ہیں' کس حد تک مطلقاً تعین کی بات ہے تو بیسیوں ایسے شرعی اُمور ہیں کہ جن کے نادر تعین کو وقت مقرر کرنے پوری اُمت نے ہمیشہ جائز سمجھا ہے' آخری بات ختم کے متعلق بیان کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتی ہوں' دلائل تو بہت سے ہیں لیکن ایک حدیث شریف کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتی ہوں' ہم ختم کیوں دلاتے ہیں؟ گیارھویں شریف کا ختم ہے' ایصالِ ثواب کی کوئی بھی محفل ہو' ختم شریف پڑھا جاتا ہے' اصل میں ختم شریف کے پیچھے بھی ایک فلسفہ ہے' اسی فلسفہ کی وجہ سے ہمارے اسلاف نے ختم شریف پڑھا ہے اور ہم بھی پڑھتے ہیں۔

یہ حدیث صحیح مسلم شریف' کتاب الذکر والدعاء کے "بَابُ فَضْلِ الْاِجْتِمَاعِ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَی الذِّکْرِ" کی حدیث شریف ہے:

نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے' آپ نے فرمایا:

وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ۔

جب کچھ مسلمان بندے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکھٹے جاتے ہیں' کہا کرتے ہیں: "یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ" اللہ کے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں' "وَیَتَدَارَسُوْنَ بَیْنَهُمْ" مجلس واعظ ہوتی ہے' وعظ ونصیحت کیا جاتا ہے' یہ گیارھویں

شریف کو پورا نقشہ ہے تو کیا ہوتا ہے؟ سرکار ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پروگرام کیلئے چار اہتمام فرما دیئے ہیں:

(۱) سب سے پہلے فرمایا:

اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ .

اللہ کی سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے۔

سکون کی بارش ان لوگوں کے دلوں کو سیراب کرتی ہے۔

(۲) وَغَشِيَتهم الرحمة .

اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔

چاروں طرف سے رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے' رحمت ان پر کور چڑھا دیتی ہے' ''وحفتهم الملائكة'' اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں' فرشتوں کا ہر کام بندگی ہے' آج بھی جہاں قرآن پڑھا جاتا ہے' آج بھی جہاں ذکر کی محفل منعقد ہوتی ہے' فرشتے اس مکان کو گھیر لیتے ہیں' ''وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهٗ'' اور جو فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں' اللہ تعالیٰ ان فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے' اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر بندے کا ذکر اپنی بارگاہ میں فرشتوں کے سامنے کرتا ہے کہ اے فرشتو! دیکھو! لوگ کتنی مصروفیات والے ہیں' لوگوں کی ترجیحات بدل گئی ہیں' لوگوں کے ذہن کے فکر کے زاویے بدل گئے ہیں' مگر دیکھو میرے بندے آج بھی ذکر سے منسلک ہیں' قرآن سے منسلک ہیں' قرآن پڑھ رہے ہیں' قرآن سن رہے ہیں' درس و تدریس' وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری ہے۔ اس حدیث شریف کے بہت سے نکات ہیں' ان کا وقت نہیں ہے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہم جو ختم شریف پڑھتے ہیں تو اس لئے پڑھتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی تلاوت ہوگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوگا' سکون کی بارش برسے گی' فرشتے وہاں حاضر ہو جائیں گے اور جو

فرشتے مکان کو گھیرتے ہیں وہ دعا میں تو ضرور شریک ہو جائیں گے' جب یہ ہاتھ اُٹھائے اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہوں گے تو رحمتوں کی برسات میں دعا جلد قبول ہو جائے گی۔

لہٰذا اجتماعی طور پر بیٹھ کر یوں محفل گیارہویں شریف منعقد کرنے' ختم شریف پڑھنے' ایصالِ ثواب کرنے' قل دسویں چالیسویں کے ختم کی تقاریب کے اندر یہ فلسفہ کارفرما ہے۔

الحمدللہ! دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں پردہ کرنے اور فیشن کی نحوست سے بچنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کے ذریعے کلمۂ حق بلند کر رہی ہیں۔ آپ بھی اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاءاللہ! اس کی برکت سے آپ کو بھی غفلت بھری زندگی سے بیداری کا ذہن ملے گا۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْبِ: صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

پیاری پیاری اسلامی بہنو!

الحمدللہ! دعوتِ اسلامی کے مُشکبار مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں۔ کیونکہ سنتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ہی ہماری بھلائی ہے۔

رسولِ اکرم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری سنت سے محبت کی' اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف' ص ۳۰)

پس جو اسلامی بہنیں فیشن کی نحوست چھوڑ کر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ جوڑ لیں گی' تو ان شاءاللہ! بارگاہِ رب العزت میں سرخرو ہو جائیں گی' جنتِ

رسول سیّدہ زہرا بتول رضی اللہ عنہا کے نقشِ قدم پر چلیں گی تو دونوں جہان میں عزت پائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو غفلت بھری زندگی سے بیدار فرمائے' اور دعوتِ اسلامی کے ساتھ مل کر گلی گلی گھر گھر نیکیاں پھیلانے اور بُرائیاں مٹانے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنَ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت درود پاک

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز سرکارِ نامدار، رسولوں کے سردار، شفیعِ روزِ شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ پُر انوار سے باہر تشریف لائے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! آج چہرۂ انور پر خوشی کے آثار معلوم ہو رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی ابھی جبریلِ امین میرے پاس آئے تھے اور کہہ رہے تھے: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جس نے آپ پر ایک بار درود پڑھا اللہ (عزوجل) اُس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا، اُس کے دس گناہ مٹائے گا اور اُس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔

(القول البدیع ص ۱۱۸، مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت)

کر اہتمام بھی ایمان کی روشنی کے لئے
دُرود شرط ہے ذکرِ محمدی ﷺ کے لئے
میرے تو آپ ﷺ ہی سب کچھ ہیں رحمتِ عالم ﷺ
مَیں جی رہی ہوں زمانے میں آپ ﷺ ہی کے لئے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

میری پیاری اسلامی بہنو! ایک باکمال استاد کہ جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہوتا ہے' اپنے جس شاگرد میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پاتا ہے' اسی خوبی میں اس کو باکمال بناتا ہے جس میں فقیہ بننے کی زیادہ صلاحیت پاتا ہے اسے فقیہ بناتا ہے' جس میں مقرر بننے کی صلاحیت واقع ہوتی ہے اسے کامیاب مقرر بناتا ہے اور جس میں مصنف بننے کی صلاحیت غالب ہوتی ہے اسے باکمال مصنف ہی بناتا ہے' تو ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جس صحابی میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پائی اسی وصف خاص میں اسے کامل بنایا' لہٰذا اپنے پیارے صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں صدیق بننے کی صلاحیت کو واضح طور پر محسوس فرمایا تو اسی وصف میں ان کو ممتاز و کامل بنایا اور صدیق ہونا ایسا وصف ہے جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہے اور اس وصف خاص کے سبب سے زیادہ مستحق صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی تھی' اسی لئے وہ اس سے سرفراز فرمائے گئے۔

اصدق الصادقیں سیّد المتقیں! چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام!

آپ کی خلافت

میری پیاری اسلامی بہنو! آقائے عالمیان نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کا نائب اور خلیفہ کس کو مقرر کیا جائے؟ حدیث شریف کی مشہور کتاب بیہقی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

خلافت کے معاملہ کو حل کرنے کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر جمع ہوئے‘ جن میں حضرت ابوبکر صدیق‘ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور دوسرے بہت سے اجلہ صحابہ موجود تھے ا

سب سے پہلے ایک انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا کہ اے مہاجرین! آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حضرات میں سے کسی شخص کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تھے تو انصار میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کے معاملہ میں بھی ایک شخص مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصار میں سے ہو‘ پھر ایک دوسرے انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اسی قسم کی تقریر فرمائی! ان لوگوں کی تقریروں کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے! انہوں نے فرمایا: حضرات! کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین میں سے تھے‘ لہٰذا ان کا نائب اور خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہوگا اور جس طرح ہم لوگ پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاون و مددگار رہے‘ اب اسی طرح خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار رہیں گے‘ یہ فرمانے کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اب یہ تمہارے والی ہیں اور پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ سے بیعت کی‘ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اور پھر تمام انصار و مہاجرین نے آپ سے بیعت کی!

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور ایک نگاہ ڈالی تو اس مجمع میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا‘ فرمایا کہ ان کو بلایا جائے‘ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے صاحبزادے اور حضور انور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص صحابیوں میں سے ہیں، مجھے اُمید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف نہیں پیدا ہونے دیں گے، یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کوئی فکر نہ کریں، یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور آپ سے بیعت کر لی!

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجمع پر ایک نظر ڈالی تو اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ تھے، فرمایا کہ علی بھی نہیں ہیں، ان کو بھی بلایا جائے! جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو طالب کے صاحبزادے! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں ہماری مدد کریں گے، انہوں نے بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کچھ فکر نہ کریں، یہ کہہ کر انہوں نے بھی بیعت کر لی! اور مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو آگے بڑھایا تو پھر کون شخص آپ کو پیچھے کر سکتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں اس واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھایا اور آپ ہی کو تمام صحابہ کا امام بنایا!

یہاں تک کہ ابن زمعہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ وہ ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھیں، مگر اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا سکیں لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لا لا لا یابی اللہ والمسلمون الا ابا بکر یصلی بالناس ابوبکر ''یعنی نہیں نہیں نہیں! اللہ اور مسلمان ابوبکر ہی سے راضی ہیں، وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۳)

بہر حال اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ تسلیم کر لیا گیا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اور اللہ کے محبوب دانائے خفایا و عیوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حرف بحرف صحیح ہوا کہ میرے بعد خلافت کے بارے میں خدائے تعالیٰ اور مؤمنین، ابوبکر کے علاوہ کسی کو قبول نہ کریں گے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اللہ کے پیارے محبوب ہیں تو ندی کا بہتا ہوا دھارا رک سکتا ہے، درخت اپنی جگہ سے کھسک سکتا ہے، بلکہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے مگر اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں ٹل سکتا، ایک بار سب لوگ مل کر بلند آواز سے درود شریف پڑھیں!

آپ کی خلافت پر آیاتِ قرآنی!

میری پیاری اسلامی بہنو! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت کا استدلال علمائے کرام کی ایک جماعت نے اس آیت کریمہ سے کیا ہے: اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں اور اللہ ان کا پیارا ہے، وہ لوگ جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (پ۶ ع۱۲) مفسرین کرام اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جب کچھ عرب اسلام سے برگشتہ ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہی نے مرتدوں سے جہاد کیا اور پھر ان کو مسلمان بنایا اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد جب عرب کے کچھ لوگ مرتد ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انس سے قتال فرمایا تو اس وقت ہم زمانہ لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور پ ۲۶ ع ۱۰ میں ہے: ان گنواروں سے فرماؤ جو کہ پیچھے رہ گئے کہ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں!

میری محترم اسلامی بہنو! حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس قوم سے بنی حنیفہ یمامہ کے رہنے والے جو مسیلمہ کذاب کی قوم کے لوگ ہیں وہ مراد ہیں، جن سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ نے جنگ فرمائی اور ایسا ہی طبرانی میں زہری سے مروی ہے، اسی لئے حضرت ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر محبت پر واضح دلیل ہے، اس لئے کہ آپ ہی نے مرتدوں سے قتال کی طرف دعوت دی ہے!

اور حضرت شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عباس بن شریح کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے، اس لئے تمام علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد جن لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا، یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہو گئے تھے اور جو لوگ مرتد ہو گئے تھے، صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان سے قتال کی دعوت دی اور ان سے جنگ کی، لہٰذا یہ آیت کریمہ آپ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے اور آپ کی اطاعت کو لوگوں پر فرض کرتی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ کے آخر میں واضح الفاظ کے ساتھ فرما دیا ہے کہ جو کوئی اس کو نہیں مانے گا وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو گا۔

آپ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں، علیہم الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ عنہ

میری اسلامی بہنو! علمائے اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے

کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیائے کرام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبیا ۔

یعنی سوائے نبی کے اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نبی کے بعد ان سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا اور ایک دوسری حدیث میں آقائے عالمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا:

ابو بکر الصدیق خیر الناس الا ان یکون نبیا ۔

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں، علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں، ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الناس یعنی لوگوں میں سب سے افضل ہیں، اگر شخص نے اس کے خلاف کیا تو وہ مفتری اور کذاب ہے، اس کو وہ سزا دی جائے گی جو افتراء پردازوں کیلئے شریعت نے سزا مقرر کی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”قد ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر و عمر “یعنی اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ان سے تواتر کے ساتھ مروی ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۱) اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون سب سے افضل ہے؟“ قال

ابو بکر ''فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، میں نے عرض کیا کہ پھر ان کے بعد؟ ''قال عمر'' فرمایا کہ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں: ''خشیت ان یقول عثمان ''یعنی میں ڈرا کہ اب اس کے بعد آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا کہ اس کے بعد آپ سب سے افضل ہیں؟ ''قال ما انا الا رجلا من المسلمین ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں، یعنی ازراہِ انکساری فرمایا کہ میں ایک معمولی مسلمان ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵) اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہم لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، یعنی وہی سب سے افضل و بہتر قرار دیئے جاتے تھے، پھر حضرت عمر کو اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہما پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہم صحابہ کرام کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کے درمیان کسی کو فضیلت نہیں دیتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵)

اور حضرت ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر امت مسلمہ کا اجماع اور اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور پھر عشرۂ مبشرہ کے باقی حضرات سب سے افضل ہیں، ان کے بعد باقی اصحاب بدر، پھر باقی تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۰) ایک بار سب لوگ مل کر بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آیاتِ قرآنی

محترم اسلامی بہنو! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں

قرآن مجید کی بہت سی آیاتِ کریمہ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں' خدائے عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۔

یہ آیت مبارکہ چوبیسویں پارہ کے پہلے رکوع کی ہے' جس کی تلاوت کا شرف ہم آج کی شروع تقریر میں پہلے کر چکے ہیں' اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سچائی لایا' یعنی سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی' یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہی لوگ متقی ہیں۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے' یعنی ''وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ'' سے مراد رسول اللہ ہیں اور ''صَدَّقَ'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' جنہوں نے سب سے پہلے حضور کی تصدیق کی' ایسا ہی تفسیر مدارک میں بھی ہے اور اسی کو حضرت رازی علیہ الرحمہ والرضوان نے ترجیح دی ہے اور تفسیر روح البیان نے بھی۔ لہٰذا ان مفسرین کرام کے بیان سے ثابت ہوا کہ خدائے عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی متقی فرمایا ہے' معلوم ہوا کہ وہ اس امت کے سب سے پہلے متقی ہیں اور قیامت تک پیدا ہونے والے سارے متقیوں کے سردار اور سید المتقین ہیں' اسی لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

اصدق الصادقین سید المتقین چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

اور پ ١٠ ع ١١ ہے کہ تمام مفسرین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی' اب اس آیت کریمہ کا مطلب ملاحظہ فرمائیں' خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ

اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ۔

یعنی اے مسلمانو! اگر تم لوگ میرے رسول کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں تھے ''اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے'' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا '' تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اپنا سکینہ اتارا، یعنی ان کے دل کو اطمینان عطا فرمایا اور ایسی فوجوں سے اس کی مدد کی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور وہ ملائکہ تھے جنہوں نے کفار کے رخ پھیر دیئے یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کو دیکھ ہی نہ سکے۔

''وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى '' اور کافروں کی بات نیچے کر دی' یعنی ان کی دعوت کفر و شرک کو پست کر دیا'' وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ '' اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

محترم اسلامی بہنو! اس آیت کریمہ سے جو آقائے عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا '' یعنی غم مت کرو کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے' تو اسی موقع مبارک پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا غم نہیں تھا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم تھا' آپ فرماتے تھے:'' ان اقتل فانا رجل واحد وان قتلت هلكت الامة '' یعنی اگر میں قتل کر دیا گیا تو صرف ایک فرد ہلاک ہوگا اور اے اللہ کے رسول! اگر آپ قتل کر دیئے گئے تو پوری امت ہلاک ہو جائے گی۔ بہرحال یہ

آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف میں بالکل واضح ہے اور آپ کے صحابہ ہونے پر نص قطعی ہے کہ اللہ عزوجل نے "اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ" فرمایا' اسی لئے حضرت حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "من قال ان ابا بکر لم یکن صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو کافر لا نکارہ نص القرآن "یعنی جو شخص کہے کہ حضرت ابوبکر' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی نہیں تھے تو وہ نص قرآنی کے انکار کرنے کے سبب کافر ہے۔

اور تیسویں پارہ' سورۃ والیل کی آیت کریمہ ہے: "وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی "یعنی اور جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا وہ شخص جو کہ سب سے بڑا پرہیزگار ہے جو کہ اپنا مال دیتا ہے خدائے تعالیٰ کے نزدیک ستھرا ہونے کیلئے نہ کہ رِیا سمعہ یا ان کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کیلئے خرچ کرتا ہے۔

یہ آیت مبارکہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے' حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کردیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کیا؟ شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا' جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا اور آزاد کیا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرمادیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہے' کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا کوئی احسان ہے' اس آیت کریمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "اَتْقٰی" یعنی سب سے بڑا پرہیزگار فرمایا گیا ہے اور پ ۲۶ ع ۱۴ کی آیت مبارکہ ہے: "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ "یعنی بے شک اللہ کے یہاں تم میں سب سے زیادہ

مکرم اور عزت والا وہ ہے جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔ تو ان دونوں آیاتِ کریمہ کے ملانے سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خدائے عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور عزت والے ہیں۔

صدیق اکبر اور احادیث کریمہ

میری پیاری اسلامی بہنو! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی عظمت کے اظہار میں بہت سی احادیث وارد ہیں، ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر'' یعنی کسی شخص کے مال نے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵)

اور یہ حدیث شریف بھی ترمذی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض'' یعنی غارِ ثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوضِ کوثر پر بھی تم میرے ساتھ رہو گے، اور ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور انور نے فرمایا: ''انت عتیق اللّٰہ منا لنار'' یعنی تجھے اللہ نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی روز سے میرے والد محترم کا نام عتیق ہو گیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶) اور ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اما انك یا ابو بکر اول من یدخل الجنة من امتی'' یعنی اے ابوبکر! سن لو کہ میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چاندنی رات میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا کسی شخص کی نیکیاں اتنی بھی ہیں جتنی کہ آسمان پر ستارے ہیں' آپ نے فرمایا: ہاں! عمر کی نیکیاں اتنی ہی ہیں' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے پوچھا: اور ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ حضور انور نے فرمایا: عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں' رضی اللہ عنہما۔

(مشکوۃ شریف ص ۵۶۰)

اور حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ باتیں ہوگئیں' پھر میں نے نادم ہو کر ان سے معذرت طلب کی لیکن انہوں نے معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا' یہ سن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائے! تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آ گئے' ان کو دیکھتے ہی حضور انور کا چہرۂ اقدس بدل گیا' حضور انور کو رنجیدہ دیکھ کر حضرت عمر دوزانو بیٹھے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان سے زیادہ قصوروار ہوں' تو حضرت انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت وواسانی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکونی صاحبی'' یعنی جب اللہ نے مجھے تمہاری جانب مبعوث فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا مگر ابوبکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے میری غمخواری' مدد کی تو کیا آج تم لوگ میرے ایسے دوست کو چھوڑ دو گے اور اس جملہ کو حضور انور نے دو بار

فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۷)

اور حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عقیل بن ابی طالب نے کچھ سخت کلامی کی مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور کی قرابت داری کا خیال رکھتے ہوئے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں کہا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کیا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پورا ماجرا سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! سن لو میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو' تمہاری حیثیت کیا؟ اور ان کی حیثیت کیا ہے؟ تمہیں کچھ معلوم ہے خدا کی قسم تم لوگوں کے دروازوں پر اندھیرا ہے مگر ابوبکر کے دروازہ پر نور کی بارش ہو رہی ہے' خدائے عزوجل کی قسم! تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے میری تصدیق کی ہے' تم لوگوں نے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا' ابوبکر نے میرے لئے اپنا مال خرچ کیا اور تم لوگوں نے میری مدد نہیں کی مگر ابوبکر نے میری غمخواری کی اور میری اتباع کی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۷)

اور مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶ میں ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دن رات میں جو عمل اور بہترین کام کئے ہیں' کاش کہ میری پوری زندگی کا عمل ان کی ایک دن رات کے عمل کے برابر ہوتا' ان کی ایک ایک رات کا عمل تو یہ ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی رات غار ثور پر پہنچے (جو تقریباً اڑھائی کلومیٹر بلند ہے) تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: ''واللّٰہ لا تدخله حتی ادخل قبلك ''یعنی خدا کی قسم! آپ غار میں داخل نہیں

ہوں گے جب تک کہ آپ کے پہلے میں نہ داخل ہو جاؤں' تا کہ اگر کوئی موذی چیز سانپ وغیرہ ہو تو اس سے تکلیف مجھ کو پہنچے اور آپ محفوظ رہیں' پھر آپ غار کے اندر داخل ہوئے اور اس کو خوب صاف کیا اور جب غار میں ان کو کچھ سوراخ نظر آئے تو انہوں نے اپنی لنگی میں سے کپڑا پھاڑ کر بھر دیا اور دو سوراخوں پر اپنی ایڑیاں لگا دیں' اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اب آپ اندر تشریف لائے' حضور غار ثور کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے' ابھی حضور آرام فرما رہے تھے کہ اسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سوراخ کے اندر سے سانپ نے کاٹ لیا مگر آپ نے حرکت نہیں کی اور اسی طرح بیٹھے رہے' اس لئے کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ نہ کھل جائے' لیکن سانپ کے زہر کی انتہائی تکلیف کے سبب آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جو حضور اقدس کے چہرے پر گر گئے' حضور کی آنکھ کھل گئی اور آپ سے دریافت فرمایا: ابوبکر کیا ہوا؟

''قال لدغت مداك ابی وامی'' عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! مجھ کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا تو فوراً ان کی تکلیف جاتی رہی' مگر عرصہ دراز کے بعد سانپ کا وہی زہر پھر لوٹ آیا جو آپ کے وصال کا سبب بنا' یعنی اسی زہر کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک دن کا بہترین عمل یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے' یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہا گر اونٹ کی رسّی جو لوگوں پر واجب ہو

گی اس کے دینے سے بھی انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے ان سے عرض کیا: ''فلبغة رسول اللہ تالف الناس وارفق بهم ''یعنی لوگوں کے ساتھ الفت سے پیش آئیں اور نرمی سے کام لیجئے' تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ایام جاہلیت میں تو بڑے سخت اور غضب ناک تھے' کیا اسلام میں داخل ہو کر ذلیل وخوار اور پست ہو گئے؟ ''انہ قد انقطع الوحی وتم الدین اینقصی وانا حی ''یعنی وحی کا آنا بند ہو گیا ہے اور دین اسلام کامل ہو چکا ہے تو کیا میری زندگی میں وہ کمزور و ناقص ہو جائے گا' مطلب یہ ہے کہ میں دین اسلام کو اپنی زندگی میں کمزور و ناقص ہرگز نہیں ہونے دوں گا اور جو لوگ کہ زکوٰۃ دینے سے انکار کر رہے ہیں' میں ان سے ضرور جہاد کروں گا (ایک بار ہم سب مل کر بلند آواز سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحابِ کبار پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں)۔ یہ چند حدیثیں ہم نے آپ کے سامنے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں پیش کی ہیں' ان کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں اسی قسم کے مضمون کی حضرت صدیق اکبر کی تعریف وتوصیف میں وارد ہوئی ہیں' جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سارے صحابہ میں سب سے زیادہ مقرب سب سے زیادہ پیارے اور سب سے زیادہ فضیلت وعظمت والے حضرت صدیق اکبر ہی ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کے سب سے پہلے شخص وہی ہیں۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا وعن سائر المسلمین ۔

آپ کا نام ونسب

میری محترم اسلامی بہنو! آپ کا نام عبداللہ ہے اور ابو بکر سے جو آپ مشہور ہیں یہ آپ کی کنیت ہے اور صدیق وعتیق آپ کا لقب ہے' آپ کے والد کا نام عثمان اور

کنیت ابوقحافہ ہے اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام سلمٰی ہے جن کی کنیت اُم الخیر ہے' آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں مرہ بن کعب پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے' آپ واقعہ فیل کے تقریباً اڑھائی برس بعد مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔

عہد طفل میں بت شکنی

زمانہ جاہلیت میں بھی آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی ہے' آپ ہمیشہ اس کے خلاف رہے یہاں تک کہ آپ کی عمر شریف جب چند برس کی ہوئی تو اس زمانہ میں آپ نے بت شکنی فرمائی' جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے رسالہ مبارکہ تنزیہ المکانۃ الحیدریہ' ص ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ (کہ وہ بھی صحابی ہوئے) زمانہ جاہلیت میں انہیں بت خانہ لے گئے اور بتوں کو دکھا کر ان سے کہا: ''ھذہ الھتك اسم العلی فاسجد لھا ''یعنی یہ تمہارے بلند و بالا خدا ہیں' انہیں سجدہ کرو' وہ تو یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قضائے مبرم کی طرح بت کے سامنے تشریف لائے اور برائے اظہارِ عجزِ صنم وجہلِ صنم پرست ارشاد فرمایا: ''انی جائع فاطعمنی ''میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دو' وہ کچھ نہ بولا' فرمایا: ''انی عار فاکسنی ''یعنی میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا' وہ کچھ نہ بولا' صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ میں تجھ پر پتھر مارتا ہوں ''فان کنت الھا فامنع نفسك '' اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا' وہ اب بھی نرا بت بنا رہا' آخر آپ نے بقدرت صدیق اس پتھر مارا تو وہ خدا سے گمریاں منہ کے بل گر پڑا' اسی وقت آپ کے والد ماجد واپس آ رہے تھے' یہ ماجرا دیکھ کر فرمایا کہ اے میرے بچے! تم نے یہ کیا کیا؟ فرمایا: وہی کیا جو آپ نے دیکھا' آپ کے والد انہیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت

ام الخیر رضی اللہ عنہا کے پاس (وہ بھی صحابیہ ہوئیں) لے آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا' انہوں نے فرمایا: اس بچے سے کچھ نہ کہو کہ جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا' میں نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے:

''یا امة اللّٰہ علی التحقیق البشری لولدا العتیق اسمہ فی السماء الصدیق لمحمد صاحب ورفیق''

یعنی اے اللہ کی سچی باندی! تجھے خوشخبری ہو اس آزاد بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یار ورفیق ہے۔

(رواہ القاضی ابوالحسن احمد بن محمد الزبیدی بسندہ فی معالی الفرش الی عوالی العرش)

آپ عہد جاہلیت میں

زمانہ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی برادری میں سب سے زیادہ مالدار تھے' مروت واحسان کا مجسمہ تھے' قوم میں بہت معزز سمجھے جاتے تھے' گم شدہ کی تلاش آپ کا شیوہ رہا اور مہمانوں کی آپ خوب میزبانی فرماتے تھے' آپ کا شمار روسائے قریش میں ہوتا تھا' وہ لوگ آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے' آپ قریش کے ان گیارہ لوگوں میں سے ہیں جن کو ایامِ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں عزت و بزرگی حال رہی کہ آپ عہد جاہلیت میں ''خوں بہا'' اور جرمانے کے مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے' جو اس زمانہ کا بہت بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا' آپ نے عہد جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پی' ایک بار صحابہ کرام کے مجمع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں شراب پی ہے؟ آپ نے فرمایا: خدا کی پناہ! میں نے کبھی شراب نہیں پی' لوگوں نے کہا: کیوں؟ فرمایا: ''کنت امسون عرضی وامقظفرونی'' یعنی میں اپنی عزت وآبرو کو بچاتا تھا اور حرمت کی حفاظت کرتا تھا' اس لئے کہ جو شخص شراب پیتا

ہے اس کی عزت و ناموس اور مروت جاتی رہتی ہے، جب اس بات کی خبر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے دو بار فرمایا: ابو بکر نے سچ کہا، ابو بکر نے سچ کہا، رضی اللہ عنہ۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ کا حلیہ مبارک

میری پیاری اسلامی بہنو! ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ ہم سے حضرت ابوبکر صدیق کا سراپا اور حلیہ بیان فرمائیں، تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کا رنگ سفید تھا، بدن اکہرا تھا، دونوں رخسار اندر کو دبے ہوئے تھے، پیٹ اتنا بڑا تھا کہ آپ کی لنگی اکثر نیچے کھسک جایا کرتی تھی، پیشانی پر ہمیشہ پسینہ رہتا تھا، چہرہ پر زیادہ گوشت نہیں تھا، ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے تھے، پیشانی بلند تھی، انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں، یعنی گھائیاں رہتی تھیں، حنان اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے بال سیاہ سفید ملے ہوئے کھچڑی نہیں تھے، آپ ان کھچڑی بالوں پر حنا یعنی مہندی اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۲)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو بیان کیا گیا کہ آپ کتم کا خضاب لگاتے تھے، اس سے آپ کے متعلق سیاہ خضاب کا گمان کرنا یا اس سے نیل اور منا ملے ہوئے کہ مطلقاً جائز سمجھ لینا محض غلطی ہے، تفصیل کیلئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے رسالہ مبارکہ مک العیب فی حرمۃ تسوید الشیب کا مطالعہ کریں۔

آپ کا قبولِ اسلام

میری محترم اسلامی بہنو! بہت سے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم فرماتے

ہیں کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ثبوت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے وہ اشعار پڑھے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف میں ہیں اور ان میں سب سے پہلے آپ کے اسلام لانے کا ذکر ہے اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' انہوں نے فرمایا: ''اول من اسلم من الرمال ابوبکر ''یعنی سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے' اور ابن سعد نے صحابی رسول حضرت ابواروی دوسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''اول من اسلم ابوبکر الصدیق ''یعنی سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں' یہاں تک کہ میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق پہلے مسلمان ہوئے یا حضرت علی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''واللہ لقد امن ابوبکر بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم زمن بعیری الراھب ''یعنی قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ حضرت ابوبکر صدیق بحیریٰ راہب ہی کے زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لا چکے تھے جبکہ حضرت علی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۳) اور محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمٰن تمیمی نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب میں نے کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی تو اس کو تردد ہوا' علاوہ ابوبکر کے کہ جب میں نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے بغیر تردد کے اسلام قبول کیا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کے سابق الاسلام ہونے اک سبب یہ ہے کہ آپ نبوت ورسالت کی نشانیاں قبل از اسلام ہی معلوم کر چکے تھے' اس لئے

جب ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

اور بعض محدثین یوں فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت کے قبل ہی سے حضرت ابوبکر صدیق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست تھے اور آپ کے اخلاق کی عمدگی، عادات کی پاکیزگی اور آپ کی سچائی و دیانت داری پر یقین کامل رکھتے تھے، تو جب سرکارِ اقدس نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا، اس لئے کہ جو شخص زندگی کے عام حالات میں جھوٹ نہیں بولتا اور نہ غلط بات کہتا ہے تو بھلا وہ خدائے ذوالجلال کے بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے کہ اس نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اسی بنیاد پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً بلا تامل مسلمان ہو گئے، ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں، اسی لئے بعض حضرات نے یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ آپ کے سب سے پہلے مسلمان ہونے پر اجماع ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تو ان تمام اقوال میں ہمارے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح تطبیق فرمائی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق، عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کا کمال ایمان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان سارے صحابہ میں سب سے زیادہ کامل تھا جس کا ثبوت بہت سے واقعات سے ملتا ہے، حدیبیہ میں جن شرطوں پر صلح ہوئی، ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکہ کے مسلمانوں یا کافروں میں سے اگر کوئی شخص

مدینہ چلا جائے تو وہ واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ چلا جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا' ابھی صلح نامہ پر طرفین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ ابوجندل رضی اللہ عنہ جو مسلمان ہو چکے تھے' مکہ معظّمہ سے گرتے پڑتے اور اپنی ایڑیاں گھسیٹتے ہوئے حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کے درمیان ہو گئے' سہیل بن عمرو جو ابوجندل رضی اللہ عنہ کا باپ تھا اور کفار مکہ کی طرف سے صلح کی گفتگو کرنے کیلئے حدیبیہ آیا ہوا تھا جب اس نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو کہا کہ ابوجندل کو آپ میری طرف واپس کر دیں' حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو صلح نامہ پر فریقین کے دستخط ہی نہیں ہوئے ہیں' لہٰذا یہ معاہدہ تمہارے اور ہمارے دستخط ہوئے جانے کے بعد ہی نافذ ہوگا' اس نے کہا: تو جایئے ہم آپ سے صلح نہیں کریں گے' حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے سہیل! ابوجندل کو میرے پاس رہنے کی تم اپنی طرف سے اجازت دے دو' اس نے کہا: میں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا' جب حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اب میں پھر مکہ لوٹا دیا جاؤں گا تو انہوں نے صحابہ کرام سے فریاد کی اور کہا: اے مسلمانو! دیکھو میں کافروں کی طرف لوٹایا جا رہا ہوں حالانکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور آپ لوگوں کے پاس آ گیا ہوں اور حضرت ابوجندل کے بدن پر کافروں کی مار کے جو نشانات تھے' آپ مسلمانوں کو وہ نشان دکھا دکھا کر رونے لگے تو مسلمانوں کو بڑا جوش پیدا ہو گیا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محبوب دانائے قضایا و غیرب جناب احمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ گئے اور عرض کیا: کیا آپ اللہ کے رسول سچے نہیں ہیں؟ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں؟ حضور نے فرمایا: کیوں نہیں! یعنی بے شک ہم حق پر اور کفار باطل پر ہیں' اس جواب پر حضرت عمر نے کہا: تو پھر ہم دین کے معاملہ میں دب کر کیوں صلح کریں؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! بے شک میں اللہ کا

رسول ہوں' میں اس کی نافرمانی کبھی نہیں کر سکتا اور میرا مددگار وہی ہے' پھر حضرت عمر نے کہا: کیا آپ یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ شریف کا طواف کریں گے؟ حضور نے فرمایا: ٹھیک ہے مگر ہم نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے' حضرت عمر نے کہا کہ ہاں یہ سچ ہے کہ آپ نے اسی سال کیلئے نہیں فرمایا تھا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بھی اس قسم کی گفتگو کی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''الـزم عـذره'' یعنی ان کی تھامے رہو اور ان کے دامن سے لگے رہو' بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ان کا معاون و مددگار ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ میری محترم اسلامی بہنو! حدیبیہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس طرح صلح فرمائی' اس سے مسلمانوں کی ناگواری اور رنج کا یہ عالم رہا کہ تکمیل معاہدہ کے بعد تین بار حضور انور نے فرمایا کہ اٹھو! قربانی کرو اور سر منڈا کر احرام کھول دو مگر کوئی اُٹھنے کو تیار نہ تھا' یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوش میں آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایسی گفتگو کہ جس پر وہ زندگی بھر افسوس کرتے رہے اور معافی کیلئے بہت سی نیکیاں کرتے رہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر بالکل مطمئن تھے کہ حضور اللہ کے رسول ہیں' وہ جو کچھ کر رہے ہیں سب حق ہے' ہر حال میں اللہ ان کی مدد فرمائے گا۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کی رسالت و نبوت پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان سارے صحابہ میں سب سے زیادہ کامل و اکمل تھے' جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جوش کو بھی ٹھنڈا کر دیا اور شب معراج کی صبح بہت سے مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو کچھ خبر ہے؟ آپ کے دوست نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ رہے ہیں کہ انہیں رات کو بیت المقدس اور آسمان وغیرہ کی سیر

کرائی گئی ہے' آپ نے کہا: کیا واقعی وہ ایسا فرما رہے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا: ہاں! وہ ایسا ہی کہہ رہے ہیں' تو آپ نے فرمایا: ''انی لا صدقة بابعد من ذلك ''یعنی اگر وہ اس سے بھی زیادہ بعید از قیاس اور حیرت انگیز خبر دیں گے تو بے شک میں اس کی بھی تصدیق کروں گا اور غزوۂ بدر میں آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن کفار مکہ کے ساتھ تھے' اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ جنگ بدر میں کئی بار میری زد میں آئے لیکن میں نے آپ سے صرفِ نظر کی اور آپ کو قتل نہیں کیا' اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لو اهدفت لی لم انصرف عنك ''یعنی اے عبدالرحمٰن! کان کھول کر سن لو کہ اگر تم میری زد میں آ جاتے تو میں صرف نظر نہ کرتا بلکہ تم کو قتل کر کے موت کے گھاٹ اتار دیتا' ان واقعات سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان سب سے زیادہ سارے صحابہ میں سب سے زیادہ اکمل تھا بلکہ درجہ کمال کی انتہا کو پہنچا تھا' یہاں تک کہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ پوری زمین کے مسلمانوں کا ایمان اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان اگر وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا' رضی اللہ عنہ۔ (تاریخ الخلفاء ص ۴۰)

ایک بار ہم سب مل کر سرکارِ مدینہ اور ان اصحاب پر بلند آواز سے درود و سلام کی ڈالیاں پیش کریں۔

آپ کی شجاعت

میری محترم اسلامی بہنو! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے صحابہ میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر بھی تھے' علامہ بزار رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو ہمیشہ اپنے جوڑ سے لڑتا ہوں'

پھر کیسے میں سب سے زیادہ ہوا' تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضرت ہم کو نہیں معلوم ہے' آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' سنو! جنگ بدر میں ہم لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک عریش یعنی جھونپڑا بنایا تھا تا کہ گرد و غبار اور سورج کی دھوپ سے حضور محفوظ رہیں' تو ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی حملہ کر دے" **فواللہ ماونا منا احد لا ابو بکر** "یعنی تو خدا کی قسم! اس کام کیلئے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے کوئی نہیں بڑھا' آپ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے' پھر کسی دشمن کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہو سکی اور اگر کسی نے جرأت بھی کی تو آپ اس پر ٹوٹ پڑے' اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۵)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار کا واقعہ ہے کہ کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو قسم خدا کی اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی حضور کے قریب نہیں گیا' آپ آگے بڑھے اور کافروں کو مارا اور انہیں دھکے دے دے کر ہٹایا اور فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ تم لوگ ایسی ذات کو تکلیف پہنچا رہے ہو جو یہ کہتے ہیں کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے' اس لئے آپ سب سے زیادہ بہادر تھے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۵)

اور علامہ ہیثم اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ "لما کان یوم احدا انصرف الناس کلھم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فکنت اول من فاء "یعنی اُحد کے دن سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تنہا چھوڑ کر ادھر ادھر ہو گئے تو سب سے پہلے میں نے حضور کے پاس پہنچ کر ان کی حفاظت کی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۵)

ان شواہد سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے صحابہ میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر بھی تھے! رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا!

آپ کی سخاوت

میری اسلامی بہنو! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے راستے میں خرچ کرنے اور سخاوت کرنے کے بارے میں بھی سارے صحابہ پہ فوقیت رکھتے تھے۔ حدیث شریف کی دو مشہور کتابیں ترمذی اور ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا! میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جانے کا کسی دن میرے لئے ممکن ہوگا تو وہ آج کا دن ہوگا' میں کافی مال خرچ کر کے آج ان سے سبقت لے جاؤں گا' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو میں آدھا مال لے کر خدمت میں حاضر ہوا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: "ابقیت لاھلك "یعنی اپنے گھر والوں کیلئے تم نے کتنا چھوڑا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آدھا مال ان کیلئے چھوڑ دیا ہے' پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا' سب لے آئے! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے پوچھا: "ابقیت لاھلك "

یعنی اے ابوبکر! اپنے اہل وعیال کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو؟'' قال ابقیت لھم اللّٰہ ورسولہ ''یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان کیلئے میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں' مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل وعیال کیلئے اللہ ورسول کافی ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''قلت لا اسبقہ الی شیء ابدا ''یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی چیز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہ میں کبھی سبقت نہیں لے جا سکوں گا! (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے' اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار درہم تھے' آپ نے یہ سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر خرچ کر دیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور جب آپ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آئے تو اس مال میں سے آپ کے پاس صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے' مکہ معظمہ میں آپ نے ۳۵ ہزار درہم مسلمان غلاموں کے آزاد کرانے اور اسلام کی مدد میں خرچ کر ڈالے تھے! حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے راہِ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کئے' دس ہزار رات میں' دس ہزار دن میں' دس ہزار چھپا کر اور دس ہزار علانیہ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل

فرمائی:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔

(پ۳ع۶)

جو لوگ اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں' دن میں' چھپا کر اور علانیہ تو ان کیلئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ ان کو کچھ خوف اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں۔

ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی میرے ساتھ احسان کیا تھا' میں نے ہر ایک کا احسان اتار دیا علاوہ ابوبکر کے احسان کے' انہوں نے میرے ساتھ ایسا احسان کیا ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن ان کو خدائے تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا'

وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر ۔

اور ہرگز کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا ہے جتنا فائدہ کہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵)

ایک بار ہم سب مل کر سرکار مدینہ اور ان کے اصحاب پر بلند آواز سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت چاہتے تھے اور ان سے بے انتہا محبت فرماتے تھے' شروع زمانہ اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ حتی الامکان اپنے اسلام کو چھپائے رکھتا تھا اور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چھپانے کی تلقین فرماتے تھے تاکہ کافروں سے اذیت نہ پہنچے' جب

مسلمانوں کی تعداد تقریباً چالیس ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ اب اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا اور علی الاعلان کی جائے، پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمایا لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے قبول فرمالیا اور سب لوگوں کو ساتھ لے کر مسجد حرام میں تشریف لے گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ شروع فرمایا اور یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا، حضور کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسی روز اسلام لائے، خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت و شرافت مکہ معظّمہ میں مسلم تھی، اس کے باوجود آپ کو اس قدر مارا کہ پورا چہرہ اور کان و ناک سب لہولہان ہو گئے اور خون سے بھر گئے اور ہر طرح سے آپ کو بہت مارا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنو تیم کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ آپ کو وہاں سے اٹھا کر لائے اور کسی کو بھی یہ امید نہیں تھی کہ مشرکین کی اس مار کے بعد آپ زندہ بچ سکیں گے، آپ کے قبیلہ کے لوگ مسجد کعبہ میں آئے اور اعلان کیا کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس حادثہ میں انتقال کر گئے تو ہم ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کردیں گے کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مارنے میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا، شام تک آپ بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے آپ کو بہت ملامت کی کہ انہی کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اور دن بھر بے ہوش رہنے کے بعد بات کی تو سب سے پہلے انہی کا نام لیا، اور سب سے پہلے ان کا نام کیوں نہ لیں کہ ان کے خون کے ایک ایک قطرے میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت موجزن تھی، کچھ لوگ بددلی کے

سبب اور بعض لوگ اس خیال سے اٹھ کر چلے گئے کہ جب بولنے لگے ہیں تو اب آپ کی جان بچ جائے گی' جاتے ہوئے لوگ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کہ بعد میں وہ بھی مسلمان ہوئیں' ان سے کہہ گئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کھانے پینے کیلئے کسی چیز کا انتظام کر دیں' وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے کیلئے بہت کہا مگر عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے اور ان پہ کیا گزری؟ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ ان کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت اُم جمیل رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر دریافت کرو کہ حضور کا کیا حال ہے؟ وہ اپنے صاجزادہ کی اس بے تابانہ درخواست کو پوری کرنے کیلئے دوڑتی ہوئی حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دریافت کیا' وہ بھی اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں' انہوں نے ٹال دیا' کوئی واضح جواب نہیں دیا اور کہا کہ اگر تم کہو تو میں چل کر تمہارے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھوں کہ ان کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں چلو! حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا ان کے گھر گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر برداشت نہ کر سکیں' بے تحاشا رونے لگیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا نے آپ کی والدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں' آپ نے فرمایا کہ ان سے نہ ڈرو' تو ام جمیل نے کہا کہ حضور بخیر وعافیت ہیں' آپ نے دریافت فرمایا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف رکھتے ہیں' فرمایا: قسم ہے خدائے ذوالجلال کی کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

زیارت نہیں کرلوں گا۔ آپ کی والدہ محترمہ تو بہت زیادہ بے قرار تھیں کہ آپ کچھ کھا پی لیں مگر آپ نے قسم کھالی کہ جب تک حضور انور کی زیارت نہیں کرلوں گا کچھ نہیں کھاؤں گا تو آپ کی والدہ نے لوگوں کی آمدورفت کا بند ہو جانے کا انتظار کیا تاکہ ایسا نہ ہو کوئی آپ کو دیکھ کر پھر اذیت پہنچادے' جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا اور لوگوں کی آمدورفت بند ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ محترمہ لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضور سے لپٹ گئے اور حضور بھی اپنے عاشق صادق سے لپٹ کر روئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر سب رونے لگے۔ (تاریخ الخلفاء وغیرہ)

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ آقائے عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غایت درجہ محبت تھی اور کیوں نہ ہو۔

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارا
محمد کی محبت دین حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اور حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ کی تنفید کی جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عہد مبارک کے آخر میں شام کی طرف روانہ فرمایا تھا' ابھی یہ لشکر تھوڑی ہی دور پہنچا تھا اور مدینہ طیبہ کے قریب مقام ذی خشب ہی میں تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عالم سے پردہ فرمایا' یہ خبر سن کر اطرافِ مدینہ کے عرب اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو

گئے‘ صحابہ کرام نے مجتمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر زور دیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلالیں‘ اس وقت اس لشکر کا روانہ کرنا کسی طرح مصلحت نہیں۔ مدینہ کے گرد عرب کے طوائف کثیرہ مرتد ہو گئے اور لشکر شام کو بھیج دیا جائے؟ اسلام کیلئے یہ نازک ترین وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے کفار کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور ان کی مردہ ہمتوں میں جان پڑ گئی تھی‘ منافقین سمجھتے تھے کہ ان کھیل کھیلنے کا وقت آ گیا‘ ضعیف الایمان دین سے پھر گئے‘ مسلمان ایک ایسے صدمہ میں شکستہ دل اور بے تاب وتواں ہو رہے ہے جس کی مثل دنیا کی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا‘ ان کے دل گھائل ہیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں‘ کھانا پینا برا معلوم ہوتا ہے‘ زندگی ایک ناگوار مصیبت نظر آتی ہے‘ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین کو نظم قائم کرنا‘ دین کا سنبھالنا‘ مسلمانوں کی حفاظت کرنا‘ ارتداد کے سیلاب کو ر: ‌ نا کس قدر دشوار تھا‘ باوجود اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روانہ کئے ہوئے لشکر کو واپس کرنا اور مرضی مبارک کے خلاف جرأت کرنا صدیق سراپا صدق کا رابطہ نیازمندی گوارا نہ کرتا تھا اور اس کو وہ ہر مشکل سے سخت تر سمجھتے تھے‘ اس پر صحابہ کا اصرار کہ لشکر واپس بلالیا جائے اور خود حضرت اسامہ کا لوٹ کر آنا اور حضرت صدیق سے عرض کرنا کہ قبائل عرب آمادہ جنگ اور درپے تخریب اسلام ہیں‘ اور کارآزما بہادر میرے لشکر میں ہیں‘ انہیں اس وقت روم بھیجنا اور ملک کو ایسے دلآور مردانِ جنگ سے خالی کر دینا کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے اور مشکلات تھیں۔ میری اسلامی بہنو! صحابہ کرام نے اعتراف کیا ہے کہ اس وقت اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ دوسرا ہوتا تو ہرگز مستقل نہ رہتا اور مصائب و افکار کا یہ ہجوم اور اپنی جماعت کی پریشان حالت مبہوت کر ڈالتی‘ مگر اللہ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پائے ثبات کو ذرہ بھر لغزش نہ ہوئی اور ان کے استقلال

میں ایک شمہ فرق نہ آیا' آپ نے فرمایا کہ اگر پرندے میری بوٹیاں نوچ کھائیں تو مجھے یہ گوارا ہے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی مبارک میں اپنی رائے کو دخل دینا اور حضور کے روانہ کیے ہوئے لشکر کو واپس کرنا گوارا نہیں' یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا' چنانچہ ایسی حالت میں آپ نے لشکر کو روانہ فرمادیا' اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حیرت انگیز شجاعت ولیاقت اور کمال دلیری وجواں مردی کے علاوہ ان کے توکل صادق کا بھی پتا چلتا ہے اور دشمن بھی انصافاً یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت وجانشینی کی اعلیٰ قابلیت و اہلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی' اب یہ لشکر روانہ ہوا اور جو قبائل مرتد ہونے کیلئے تیار تھے اور یہ سمجھ چکے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام کا شیرازہ ضرور درہم برہم ہو جائے گا اور اس کی سطوت وشوکت باقی نہ رہے گی' انہوں نے دیکھا کہ لشکر اسلام رومیوں کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوگیا' اسی وقت ان کے خیالی منصوبے غلط ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عہد مبارک میں اسلام کیلئے ایسا زبردست نظم فرمادیا ہے' جس سے مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم نہیں ہوسکتا اور وہ ایسے غم واندوہ کے وقت میں بھی اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے سامنے اقوامِ عالم کو سرنگوں کرنے کیلئے ایک مشہور اور زبردست قوم پر فوج کشی کرتے ہیں' لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام مٹ جائے گا اور اس میں قوت باقی نہ رہے گی بلکہ ابھی صبر کے ساتھ دیکھنا چاہیے کہ یہ لشکر کس شان سے واپس ہوتا ہے' فضل الٰہی سے یہ لشکر ظفر پیکر فتح یاب ہوا' رومیوں کو ہزیمت وشکست ہوئی' جب یہ فاتحہ لشکر واپس آیا' اس وقت وہ تمام قبائل جو مرتد ہونے کا ارادہ کر چکے تھے' اس ناپاک قصد سے باز آئے اور اسلام پر سچائی کے ساتھ قائم ہو گئے' بڑے بڑے جلیل القدر صائب الرائے صحابہ جو اس لشکر کی روانگی کے وقت نہایت شدت سے

اختلاف فرما رہے تھے' اپنی فکر کی خطا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے مبارک کے صائب اور ان کے علم کی وسعت کے معترف ہوئے۔ (سوانح کربلا) اور بیہقی وابن عساکر میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے ہوتے تو روئے زمین پر خدائے تعالیٰ کی عبادت باقی نہ رہ جاتی' اسی طرح قسم کے ساتھ آپ نے تین بار فرمایا' لوگوں نے آپ سے عرض کیا: اے ابوہریرہ! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امیر لشکر مقرر کر کے شام کی طرف روانہ فرمایا تھا اور وہ ابھی ذی خشب مقام پر تھے کہ حضور انور کا وصال ہو گیا' اس خبر کو سن کر اطراف مدینہ کے عرب مرتد ہو گئے' صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات پر زور دیا کہ اسامہ کے لشکر کو واپس بلا لیں' آپ نے فرمایا: ''والذی لا الٰہ الا ھو لو جرت الکلاب یا رجل ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ ما رددت جیشا وجھاد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم'' یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں کے پاؤں کتے پکڑ کر گھسیٹیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا' جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا اور نہ میں اس پرچم کو سرنگوں کروں گا جس کو میرے حضور نے لہرایا تھا۔

پس حضرت اسامہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا' وہ روانہ ہوئے تو مرتد قبیلے دہشت زدہ ہو گئے' یہاں تک کہ وہ سلطنت روم کی حد میں پہنچ گئے' طرفین میں جنگ ہوئی' مسلمانوں کا لشکر فتح یاب ہو کر واپس ہوا تو اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۱)

محبوبِ عالمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ عنہ کو جو بے انتہا اور غایت درجہ محبت تھی' اسی محبت کا یہ اثر ہے کہ ایسے نازک وقت میں صحابہ کرام کے زور ڈالنے کے باوجود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو واپس بلانا اور پیارے مصطفیٰ لہراتے ہوئے جھنڈا کو سرنگوں کرنا آپ کو گوارا نہ کیا' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے اور اسلام کا پھر سے بول بولا ہو گیا' اسے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضور سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت نے اسلام کو زندہ جاوید بنا دیا۔ (ایک بار بلند آواز سے درود شریف پڑھیں)

مانعین زکوٰۃ

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرمانے پر بعض لوگ تو اسلام کے احکام سے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہو گئے اور زکوٰۃ کی فرضیت چونکہ نص قطعی سے ثابت ہے تو اس کے منکر ہو کر وہ بھی مرتد ہو گئے' اسی لئے شارحین حدیث وفقہائے کرام مانعین زکوٰۃ کو مرتدین میں شمار کرتے ہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ کرام نے ان سے کہا کہ اس وقت منکرین زکوٰۃ سے جنگ کرنا مناسب نہیں' آپ نے فرمایا: خدائے ذوالجلال کی قسم! اگر وہ لوگ ایک رسّی یا بکری کا ایک بچہ بھی حضور کے زمانے میں زکوٰۃ دیا کرتے تھے اور اب اس کے دینے سے انکار کریں تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

(تاریخ خلفاء ص ۵۱)

پھر آپ مہاجرین وانصار کو ساتھ لے کر اعراب کی طرف نکل پڑے اور جب وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو آپ امیر لشکر بنا کر واپس آ گئے' انہوں نے اعراب کو جگہ جگہ گھیرا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر جگہ فتح عطا فرمائی' اب صحابہ کرام خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی رائے کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا

اور کہا کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ حق ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اگر اس وقت مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی نہ کی جاتی اور انہیں چھوٹ دے دی جاتی تو پھر کچھ لوگ نماز کے بھی منکر ہو جاتے اور بعض لوگ روزہ سے بھی انکار کر دیتے اور کچھ لوگ بعض دوسری ضروری چیزوں کا انکار کر دیتے تو اسلام اپنی شان و شوکت کے ساتھ باقی نہ رہتا بلکہ کھیل بن جاتا اور اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا' مانعین زکوٰۃ اور ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جہاد کے نتیجہ میں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: یہاں سے مسلمانوں کو سبق لینا چاہیے کہ ہر حالت میں حق کی حمایت اور ناحق کی مخالفت ضروری ہے اور جو قوم ناحق کی خالفت میں سستی کرے گی وہ جلد تباہ ہو جائے گی' آج کل بعض سادہ لوح باطل فرقوں کے ردّ کرنے کو بھی منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس وقت آپس کی جنگ موقوف کرو' انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے طریق عمل سے سبق لینا چاہیے کہ آپ نے ایسے نازک وقت میں بھی باطل کی سرکشی میں توقف نہ فرمایا' جو فرقے اسلام کو نقصان پہنچانے کیلئے پیدا ہوئے ہیں' ان سے غفلت برتنا یقیناً اسلام کی نقصان رسانی ہے۔

(سوانح کربلا)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف کلمہ اور نماز مسلمان ہونے کیلئے کافی نہیں بلکہ اسلام کی ساری باتوں کو ماننا ضروری ہے' لہٰذا اگر کوئی شخص اسلام کے سارے احکام پر ایمان رکھتا ہو لیکن ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کرتا ہو تو وہ کافر و مرتد ہے جیسے کہ مانعین زکوٰۃ ایک بات کا انکار کر کے کافر و مرتد ہوئے۔ نعوذ باللہ من ذلک! اور مسیلمہ کے ساتھی مانعین زکوٰۃ کے مرتد ہونے سے بھی ثابت ہوا کہ ''عرب میں کافر و مرتد ہوں گے'' یہ کہنا غلط ہے۔

غلط الزام

رافضی لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باغِ فدک کو غصب کر لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے وہ جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں سب صدقہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''لا نورث ما ترکناہ صدقۃ ''یعنی ہم گروہِ انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۵۰) اور مسلم شریف، جلد دوم، ص ۹۱ پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال فرما جانے کے بعد ازواجِ مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضور کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کروائیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''الیس قد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ لا نورث ما ترکناہ صدقۃ ''یعنی کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ اور بخاری، جلد دوم، ص ۵۷۵، مسلم جلد دوم، ص ۹۰ میں حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجمع صحابہ جن میں حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم موجود تھے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سب کو قسم دے کر فرمایا: کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے، تو سب نے اقرار کیا کہ ہاں! حضور نے ایسا فرمایا ہے، ان احادیث کریمہ کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور حضور انور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ خیبر اور فدک وغیرہ ان کے قبضہ میں ہوا اور پھر ان کے بعد حسنین کریمین وغیرہ کے اختیار میں دیا' مگر ان میں سے کسی نے ازواجِ مطہرات حضرت عباس اور ان کی اولاد کو باغِ فدک وغیرہ سے حصہ نہ دیا' لہٰذا ماننا پڑے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی' اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باغ فدک نہیں دیا نہ کہ بغض وعداوت کے سبب جیسا کہ رافضیوں کا الزام ہے' اور آیت کریمہ ''وَوَرِثَ سُلَیْمَانَ دَاوٗدَ'' یا اس کے علاوہ قرآن مجید وحدیث شریف میں جہاں بھی کہیں انبیائے کرام کی وراثت کا ذکر ہے' اس سے علمِ شریعت ونبوت ہی مراد ہے نہ کہ درہم ودینار۔

علالت ووفات

میری اسلامی بہنو! واقدی اور حاکم میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی علالت کی ابتداء یوں ہوئی کہ آپ نے ۷ جمادی الاخریٰ پیر کے روز غسل فرمایا' اس روز سردی بہت زیادہ تھی جو اثر کر گئی' آپ کو بخار آگیا اور پندرہ دن تک آپ علیل رہے' اس درمیان میں آپ کو نماز کیلئے بھی گھر سے باہر تشریف نہیں لا سکے' آخر کار اس بخار کے سبب ۶۳ سال کی عمر میں ۲ سال ۲ ماہ سے کچھ زائد اُمورِ خلافت انجام دینے کے بعد جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو آپ کی وفات ہوئی اور آقائے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک پہلو میں مدفن ہوئے۔ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''

آپ کی کرامتیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کئی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں' جن میں سے چند کرامتوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ میں سے تین آدمیوں کو اپنے گھر لائے اور ان کو کھانا کھلانے کا حکم فرمایا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے رات کا کھانا حضور ہی کے یہاں کھالیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد اپنے مکان پر تشریف لائے' ان کی بیوی نے کہا کہ مہمانوں کے پاس آنے سے آپ کو کس چیز نے روک رکھا؟ آپ نے فرمایا: کیا تم نے ابھی تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا' انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا' یہ سن کر آپ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر سخت ناراض ہوئے اور ان کو بہت برا بھلا کہا کہ اس نے مجھ کو مطلع کیوں نہیں کیا' پھر کھانا منگا کر مہمانوں کے ساتھ کھانے کیلئے بیٹھ گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ ''ایم اللّٰہ ما کنا ناخذ من اللقمۃ الا ربا من اسفلھا ابشر منھا'' یعنی خدا کی قسم! ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے اس کے نیچے کھانا اسی سے زیادہ ہو جاتا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے اور جتنا کھانا پہلے تو اس سے بھی زیادہ بچ رہا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر اپنی بیوی سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زیادہ نظر آتا ہے؟ آپ کی بیوی نے قسم کھا کر کہا کہ بلاشبہ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے' پھر وہ کھانا اٹھا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے' صبح تک کھانا بارگاہِ رسالت میں رہا' مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس کی مدت ختم ہو گئی تھی تو اس روز صبح کے وقت ایک لشکر تیار کیا گیا جس میں بہت کافی آدمی تھے' پوری فوج نے اس کھانے کو شکم سیر ہو کر کھایا' پھر بھی اس برتن میں کھانا کم نہیں ہوا۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۶)

مہمانوں کے کھانے کے بعد پہلے سے بھی کھانے کا تین گنا زیادہ ہو جانا اور صبح کے وقت پوری فوج کا اس کھانے کو شکم سیر ہو کر کھانا' پھر بھی برتن میں کھانے کا کم نہ ہونا' یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظیم کرامت ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرضِ موت میں مجھے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! میرے پاس جو کچھ مال تھا آج وہ مال وارثوں کا ہو چکا ہے' میری اولاد میں تمہارے دو بھائی عبدالرحمٰن و محمد ہیں اور تمہاری دو بہنیں ہیں' لہٰذا میرے مال کو تم لوگ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان! میری تو ایک ہی بہن بی بی اسماء ہیں' یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے' اس کے پیٹ میں لڑکی ہے وہی تمہاری دوسری بہن ہے' چنانچہ آپ کے وصال فرمانے کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق حبیبہ بنت خارجہ کے پیٹ سے لڑکی اُم کلثوم ہی پیدا ہوئیں۔ (موطأ امام محمد' باب النحلی' ص ۳۴۸)

اس حدیث شریف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوتی ہیں' پہلی کرامت یہ کہ وفات سے پہلے آپ کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ میں اس مرض میں انتقال کر جاؤں گا' اسی لئے آپ نے وصیت کے وقت یہ فرمایا کہ آج میرا مال میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور دوسری کرامت یہ ثابت ہوتی ہے کہ حاملہ کے پیٹ میں لڑکی ہے' آپ یقین کے ساتھ جانتے تھے' اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے' اس کے پیٹ میں لڑکی ہے' وہی تمہاری بہن ہے اور ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے' جو بے شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں۔

آپ کی خصوصیات

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بہت سی خصوصیات پائی جاتی ہیں' جن میں سے چند خصوصیات کو ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ابن عساکر' حضرت امام شعبی سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خدائے عزوجل نے ایسی چار خصلتوں سے مختص فرمایا' جن سے کسی کو سرفراز نہیں فرمایا' اوّل آپ کا نام صدیق رکھا اور کسی دوسرے کا نام صدیق نہیں' دوسرے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غارِ ثور میں رہے' تیسرے آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت میں رفیق سفر رہے' چوتھے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو حکم فرمایا کہ آپ صحابہ کرام کو نماز پڑھائیں اور دوسرے لوگ آپ کے مقتدی بنیں' ایک بہت بڑی خصوصیت آپ کی یہ بھی ہے کہ آپ صحابی' آپ کے والد ابو قحافہ صحابی' آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن صحابی اور ان کے صاحبزادے ابو عتیق محمد صحابی یعنی آپ کی چار نسل صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفا عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

دعا ہے کہ خدائے عزوجل ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی عطا فرمائے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

الحمد للہ! تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں' آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے' عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کیلئے قریہ قریہ' شہر شہر' ملک بملک سفر

رتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے ورانہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں، آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنایئے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل! اُس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل!

اپنی اصلاح کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلام کی سربلندی کیلئے نیکی کی دعوتِ عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے!

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

رجب المرجب کے فضائل و برکات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

فضیلت دورد پاک

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ کا اُستاذ جو بہت بڑا عالم تھا‘ اُسے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ اُس نے سر پر مجوسیوں والی ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔ اِس کا سبب پوچھا تو اُس نے جواب دیا: جب کبھی امام الانبیاء سیّدنا محمد مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کا نامِ مبارک آتا‘ میں درود شریف نہ پڑھتا تھا‘ اِس گناہ کی نحوست کے سبب مجھ سے معرفت اور ایمان سلب کرلیا گیا۔

(بُرے خاتمے کے اسباب‘ ص ا‘ بحوالہ سبع سنابل)

اللہ عزوجل ہمارا ایمان سلامت رکھے اور ہمیں ہر آن مکّی مدنی سلطان‘ رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وشان کا بیان کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

اے دینِ حق کے راہبر تم پر سلام ہر دم　　میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم
دُنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت　　پیارے پڑھوں نہ کیونکر تم پر سلام ہر دم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

رجب کے ابتدائی تین روزوں کی فضیلت

رجب المرجب کی قدر دانو! تعلیم و تعلم اور کسبِ حلال میں رکاوٹ نہ ہو، ماں باپ بھی منع نہ کریں تو جلدی جلدی اور بہت جلدی مسلسل تین ماہ کے یا جس سے جتنے بن پڑیں اتنے روزوں کیلئے کمربستہ ہو جائے، سحری اور افطار میں کم کھا کر پیٹ کو قفل مدینہ بھی لگائے، کاش ہر گھر میں اور میرے جملہ مدارس المدینہ اور تمام جامعۃ المدینہ میں روزوں کی بہاریں آ جائیں، بس پہلی رجب شریف سے ہی روزوں کا آغاز فرما دیجئے، رجب کے ابتدائی تین روزوں کے فضائل کی بھی کیا بات ہے! حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے چین دلوں کے چین، رحمتِ دارین، تاجدار حرمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت شان ہے: رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سال کا کفارہ ہے اور دوسرے دن کا روزہ دو سالوں کا اور تیسرے دن کا ایک سال کا کفارہ ہے، پھر ہر دن کا روزہ ایک ماہ کا کفارہ ہے!

(الجامع الصغیر، ص ۳۱۱، حدیث: ۵۰۵۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

میں گنہگار گناہوں کے سوا کیا لاتا نیکیاں ہوتی ہیں سرکار نِکوکار کے پاس

نفلی روزوں کی بھی کیا خوب بہاریں ہیں، اس ضمن میں دو احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے!

(۱) فرشتے دُعائے مغفرت کرتے ہیں

حضرت سیدنا ام عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا برکت میں کھانا پیش کیا تو ارشاد فرمایا: تم بھی کھاؤ، میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں، تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تک روزہ دار

کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے' فرشتے اس روزے دار کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۵ ص ۱۸۱' حدیث: ۳۴۲۱' دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(۲) روزہ دار کی ہڈیاں کب تسبیح کرتی ہیں!

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ' نبی اکرم رحمتِ عالم رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت معظم میں حاضر ہوئے' اُس وقت حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناشتہ کر رہے تھے' فرمایا: اے بلال! ناشتہ کرلو' عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں روزہ دار ہوں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم اپنی روزی کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں بڑھ رہا ہے' اے بلال! کیا تمہیں خبر ہے کہ جب تک روزے دار کے سامنے کچھ کھایا جائے تب تک اُس کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں' اسے فرشتے دعائیں دیتے ہیں۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۲۹۷' حدیث: ۳۵۸۶' دار الکتب العلمیہ' بیروت)

میری پیاری اسلامی بہنو! مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کھانا کھاتے میں' کوئی آ جائے تو اُسے بھی کھانے کیلئے بلانا سنت ہے' مگر دلی ارادہ سے بُلائے' جھوٹی تواضع نہ کرے' اور آنے والا بھی جھوٹ بول کر یہ نہ کہے کہ مجھے خواہش نہیں' تاکہ بھوک اور جھوٹ کا اجتماع نہ ہو جائے' بلکہ اگر نہ کھانا چاہے یا کھانا کم دیکھے تو کہہ دے: ''بَارَكَ اللّٰهُ'' یعنی اللہ عزوجل برکت دے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سرورِ کائنات' شاہِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی عبادت نہیں چھپانی چاہئیں' بلکہ ظاہر کر دی جائیں تاکہ حضور پرنور' شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر گواہ بن جائیں' یہ اظہارِ ریاء نہیں (حضرت سیدنا بلال کے روزے کا سن کر جو کچھ فرمایا گیا' اُس کی شرح یہ ہے) یعنی

آج کی روزی ہم تو اپنی یہیں کھائے لیتے ہیں اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے عوض جنت میں کھائیں گے وہ عوض (یعنی بدلہ) اس سے بہتر بھی ہوگا اور زیادہ بھی۔ حدیث بالکل اپنے ظاہری معنی پر ہے، واقعی اُس وقت روزہ دار کی ہر ہڈی و جوڑ بلکہ رگ رگ تسبیح (یعنی اللہ عزوجل کی پاکی) کرتی ہے جس کا روزہ دار کو پتا نہیں ہوتا مگر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں، یہ تسبیح اگرچہ بغیر اختیار ہے مگر اس پر ثواب بے شمار، جب سبزہ کی تسبیح سے میت کو فائدہ پہنچ جاتا ہے تو ان ہڈیوں کی تسبیح سے خود روزہ دار بلکہ اس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔ (مراٰۃ ج ۳ ص ۲۰۲)

مطالعہ کرلیا ہو تب بھی دونوں رسالے کفن کی واپسی مع رجب کی بہاریں اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہینہ کا پڑھ لیجئے، نیز ہر سال شعبان المعظم میں فیضانِ سنت کا باب فیضانِ رمضان بھی ضرور پڑھ لیا کریں، ہو سکے تو عید معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ۱۲۷، یا ۲۷ رسالے یا حسبِ توفیق فیضانِ رمضان بھی تقسیم فرمایئے اور ڈھیروں ڈھیر ثواب کمایئے۔ تمام اسلامی بھائیوں، بہنوں سے بالعموم جامعات المدینہ اور مدارس المدینہ کے جملہ قاری صاحبان، اساتذہ، ناظمین اور طَلَبہ کی خدمتوں میں بالخصوص تڑپتی ہوئی مدنی عرض ہے کہ برائے کرم! (میرے جیتے جی اور مرنے کے بعد بھی) زکوٰۃ، فطرہ، قربانی کی کھالیں اور دیگر عطیات جمع کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کیجئے (اسلامی بہنیں دیگر اسلامی بہنوں اور محارم کو ترغیب دلائیں) خدا کی قسم! مجھے اُن اساتذہ اور طلبہ کے بارے میں سن کر بہت خوشی ہوئی ہے، جو اپنے گاؤں یا شہر میں جانے کی خواہش کو قربان کر کے رمضان المبارک جامعات میں گزارتے اور اپنی مجلس کی ہدایات کے مطابق چندے کے بستوں پر ذمہ داریاں سنبھالتے ہیں جو اساتذہ اور طَلَبہ بغیر کسی عذر کے محض سستی یا غفلت کے باعث عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کی وجہ سے میرا دل روتا ہے۔ (آہ! جیتے جی یہ حال ہے

تو سگِ مدینہ کے مرنے کے بعد کیا بنے گا؟)

یا اللہ عزوجل! رمضان المبارک میں چندے اور بقر عید میں کھالوں کیلئے کوشش کر کے جو عاشقانِ رسول میرا دل خوش کرتے ہیں تو ان سے ہمیشہ کیلئے خوش ہو جا اور ان کے صدقے مجھ پاپی و بدکار گنہگاروں کے سردار سے بھی سدا کیلئے راضی ہو جا' یا اللہ عزوجل! جو اسلامی بھائی اور اسلامی بہن (عذر نہ ہونے کی صورت میں) ہر سال تین ماہ کے روزے رکھنے اور ہر برس جمادی الآخر میں رسالہ کفن کی واپسی اور رجب المرجب میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہینہ اور شعبان المعظم میں فیضانِ رمضان (مکمل) پڑھ یا سُن لینے کی سعادت حاصل کریں' مجھے اُس دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرما اور ہمیں بے حساب بخش کر جنت الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس میں اکھٹا رکھ۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنَ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

جشنِ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دعوتِ اسلامی کی طرف سے رجب المرجب کی ۲۷ ویں شب جشنِ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں ہونے والے اجتماع ذکر و نعت میں تمام اسلامی بہنیں از ابتداء تا انتہاء شرکت فرمایا کیجئے' نیز ۲۷ رجب شریف کا روزہ رکھ کر ۶۰ ماہ کے روزوں کے ثواب کی مقدار بنئے۔

رجب کی بہاروں کا صدقہ بنا دے ہمیں عاشقِ مصطفٰے یا الٰہی!

آنکھوں کی حفاظت کیلئے

پانچوں وقت نماز کے بعد سیدھا ہاتھ پیشانی پر رکھ کر ''یا نور'' گیارہ مرتبہ ایک سانس میں پڑھے اور دونوں ہاتھوں کی تمام انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیجئے۔

ان شاء اللہ عزوجل! نابینائی، خاطر کی کمزوری اور آنکھوں کے جملہ امراض سے تحفظ حاصل ہوگا، اللہ عزوجل کی رحمت سے اندھاپن بھی دور ہو سکتا ہے۔

کفن کی واپسی

بصرہ کی ایک بی بی نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مجھے اُس کپڑے کا کفن پہنانا جسے، پہن کر میں رجب المرجب میں عبادت کیا کرتی تھی، بعد از انتقال بیٹے نے کسی اور کپڑے میں دفنا دیا، جب قبرستان سے گھر آیا تو یہ دیکھ کر حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ اُس نے جو کفن دیا تھا وہ گھر میں موجود ہے اور مصیبت کہ وہ کپڑے اپنی جگہ سے غائب تھے، اتنے میں غیب سے آواز آئی: اپنا کفن واپس لے لو، ہم نے اُس کو اُسی کفن میں کفنایا ہے (جس کی اُس نے وصیت کی تھی) جو رجب کے روزے رکھتا ہے ہم اُس کو اُسکی قبر میں غمگین نہیں رہنے دیتے۔

(نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۵۵، مطبوعہ مکتبۃ القدس، کوئٹہ)

رجب کی بہاریں

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں: رجب دراصل ''ترجیب'' سے مشتق (یعنی نکلا) ہے، اس کے معنی ہیں: ''تعظیم کرنا''، اس کو ''الاحب'' (یعنی سب سے تیز بہاؤ) بھی کہتے ہیں، اس لئے اس ماہ مبارک میں توبہ کرنے والوں پر رحمت کا بہاؤ تیز ہو جاتا ہے اور عبادت کرنے والوں پر قبولیت کے انوار کا فیضان ہوتا ہے، اسے ''الاصم'' (یعنی سب سے زیادہ بہرا) بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں جنگ وجدل کی آواز بالکل سنائی نہیں دیتی، اسے رجب بھی کہا جاتا ہے کہ جنت کی ایک نہر کا نام رجب ہے، جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے، اس نہر سے وہی پئے گا جو رجب کے مہینے میں روزے رکھے گا۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت) غنیۃ الطالبین میں

ہے کہ اس ماہ کو ''شہر رجم'' بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں شیطانوں کو رجم یعنی سنگسار کیا جاتا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو ایذاء نہ دیں' اس ماہ کو ''اصم'' (یعنی خوب بہرا) بھی کہتے ہیں' کیونکہ اس ماہ میں کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نازل ہونے کے بارے میں نہیں سنا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں کو ہر مہینے میں عذاب دیا اور اس ماہ میں کسی قوم کو عذاب نہ دیا۔

(غنیۃ الطالبین ص ۲۲۹' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

رجب کے تین حروف

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! ماہ رجب المرجب کی بہاروں کی تو کیا بات ہے! مکاشفۃ القلوب میں ہے: بزرگانِ دین رحمہم اللہ فرماتے ہیں: رجب میں تین حروف ہیں: ر' ج' ب۔ ر سے مراد رحمت الٰہی عزوجل' ج سے مراد بندے کے جرم' ب سے مراد بر یعنی احسان و بھلائی' گویا اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے کے جرم کو میری رحمت اور بھلائی کے درمیان کرو۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۱)

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تجویز لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

بیج بونے کا مہینہ

حضرت سیدنا علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رجب المرجب بیج بونے کا' شعبان المعظم آبپاشی کا اور رمضان المبارک فصل کاٹنے کا مہینہ ہے' لہٰذا جو رجب المرجب میں عبادت کا بیج نہیں بوتا' شعبان المعظم میں آنسوؤں سے سیراب نہیں کرتا' وہ رمضان المبارک میں فصلِ رحمت کیوں کر کاٹ سکے گا۔ مزید فرماتے ہیں: رجب المرجب جسم کو' شعبان المعظم دل کو اور رمضان المبارک روح کو پاک کرتا ہے۔

(نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۵۵)

جنتی نہر

میری پیاری اسلامی بہنو! حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ غیب نشان ہے: بے شک جنت میں ایک نہر جس کا نام رجب ہے' اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' جو ماہِ رجب میں ایک روزہ رکھے گا' اللہ عزوجل اُسے اِس نہر سے سیراب فرمائے گا۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۳۶۸' رقم الحدیث: ۳۸۰۰' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

عظیم الشان جنتی محل

تابعی بزرگ سیدنا ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رجب کے روزے داروں کیلئے جنت میں ایک عظیم الشان محل ہے۔

(لطائف المعارف ابن رجب حنبلی' ص ۲۲۸' مطبوعہ دار ابن کثیر' بیروت)

پانچ بابرکت راتیں

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظیم ہے: پانچ راتیں ایسی ہیں جس میں دعا ردّ نہیں کی جاتی: (۱) رجب کی پہلی رات (۲) پندرہ شعبان (۳) جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات (۴) عید الفطر کی رات (۵) عید الاضحیٰ کی رات۔

(الجامع الصغیر ص ۲۴۱' رقم الحدیث: ۳۹۵۲' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

میری اسلامی بہنو! حضرت سیدنا خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سال میں پانچ راتیں ایسی ہیں جو ان کی تصدیق کرتے ہوئے بہ نیتِ ثواب ان کو عبادت میں گزارے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا: (۱) رجب کی پہلی رات کہ اس رات میں عبادت کرے اور اس کے دن میں روزہ رکھے (۲'۳) عیدین

(یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتیں کہ ان راتوں میں عبادت کرے اور دن میں روزہ نہ رکھے (عیدین کے دن روزہ رکھنا ناجائز ہے) (۴) شعبان کی پندرھویں رات کہ اس رات میں عبادت کرے اور دن میں روزہ رکھے (۵) شب عاشورہ (یعنی محرم الحرام کی دسویں شب) کہ اس رات میں عبادت کرے اور دن میں روزہ رکھے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۲۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

پہلا روزہ تین سال کے گناہوں کا کفارہ

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے چین دلوں کے چین، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سال کا کفارہ ہے اور دوسرے دن کا روزہ دو سالوں کا اور تیسرے دن کا ایک سال کا کفارہ ہے، پھر ہر دن کا روزہ ایک ماہ کا کفارہ ہے۔

(الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۵۰۵۱، ص ۳۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

رحمتیں لوٹ لو!

حضرت سیدنا عثمان بن مطر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، پروردگار عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ خوشبودار ہے: رجب بہت عظمت والا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اس ماہ میں نیکیاں دگنی کر دیتا ہے جس نے رجب کا ایک روزہ رکھا، گویا اُس نے ایک سال کے روزے رکھے اور جس نے رجب کے سات روزے رکھے تو دوزخ کے ساتوں دروازے اُس پر بند کر دیئے جائیں گے اور اگر کسی نے آٹھ روزے رکھے تو اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جو دس روزے رکھے تو اللہ عزوجل سے جس چیز کو مانگے وہ اسے عطا کرے گا اور جو پندرہ روزے رکھے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے: تمہارے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے، اب اپنے اعمال دوبارہ شروع کرو اور جو اس سے بھی زائد

روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس پر مزید کرم فرمائے گا اور ماہ رجب ہی میں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کروایا تو نوح علیہ السلام نے خود بھی روزہ رکھا اور اپنے ہم نشینوں کو بھی روزر کھنے کا حکم دیا۔

(طبرانی کبیر ج ۶ ص ۶۹، رقم الحدیث: ۵۵۳۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ایک روزے کی فضیلت

میری پیاری اسلامی بہنو! محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی نقل کرتے ہیں کہ سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ماہ رجب حرمت والے مہینوں میں سے ہے اور چھٹے آسمان کے دروازے پر اس مہینے کے دن لکھے ہوئے ہیں، اگر کوئی شخص رجب میں ایک روزہ رکھے اور اُسے پرہیزگاری سے پورا کرے تو وہ روزہ اور وہ دن (روزہ والا) اس بندے کیلئے اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کریں گے اور عرض کریں گے: یا اللہ عزوجل! اس بندے کو بخش دے اور اگر وہ شخص بغیر پرہیزگاری کے روزہ گزارتا ہے تو پھر وہ روزہ اور دن اُس کی بخشش کی درخواست نہیں کریں گے اور اُس شخص سے کہتے ہیں: اے بندے! تیرے نفس نے تجھے دھوکا دیا۔ (ماثبت بالسنۃ ص ۳۴۲) معلوم ہوا کہ روزہ سے مقصود صرف بھوک پیاس نہیں، تمام اعضا کو گناہوں سے بچانا بھی ضروری ہے، اگر روزہ رکھنے کے باوجود بھی گناہوں کا سلسلہ جاری رہا تو پھر سخت محرومی ہے۔

۲۷ ویں کا روزہ دس برس کے گناہوں کا کفارہ

امام اہل سنت مجدد دین وملت، پروانہ شمعِ رسالت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ فوائدِ ہناد میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ستائیس رجب کو مجھے نبوت عطا ہوئی جو اس دن کا روزہ رکھے اور افطار کے وقت دعا کرے، دس برس کے گناہوں

کا کفارہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۵۸ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

ساٹھ مہینوں کا ثواب

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو رجب کی ستائیسویں کا روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُس کیلئے ساٹھ مہینوں (پانچ سال) کے روزوں کا ثواب لکھے گا اور یہ وہ دن ہے جس میں جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے پیغمبری لے کر نازل ہوئے۔ (تنزیہ الشریعۃ ج ۲ ص ۱۶۱ مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ، مصر)

سو سال کے روزے کا ثواب

میری پیاری بہنو! حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے: رجب میں ایک دن اور رات ہے جو اُس دن روزہ رکھے اور رات کو قیام (عبادت) کرے تو گویا اُس نے سو سال کے روزہ رکھے اور یہ رجب کی ستائیس تاریخ ہے، اسی دن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۳۷۴، رقم الحدیث: ۳۸۱۱)

حاجت روائی کی فضیلت!

حضرت سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو ماہ رجب میں کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں ایک ایسا محل عطا فرمائے گا جو حد نظر تک وسیع ہوگا، تم رجب کا اکرام کرو اللہ تعالیٰ تمہارا ہزار کرامتوں کے ساتھ اکرام فرمائے گا۔ (غنیۃ الطالبین ص ۲۳۴)

دعا قبول ہونے کا نسخہ!

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سالار، بے

کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان مُشکبار ہے: رجب میں ایک رات ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والے کو سو برس کی نیکیوں کا ثواب ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں شب ہے جو اس میں بارہ رکعت پڑھے' ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور ایک سورت ہر دو رکعت پر التحیات اور آخر میں سلام پھیرنے کے بعد سو بار "سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" سو بار استغفار اور سو بار درود پاک پڑھے اور اپنی دنیا و آخرت سے جس چیز کی چاہے دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی سب دعائیں قبول فرمائے گا' سوائے اس دعا کے جو گناہ کیلئے ہو۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۳۷۴' رقم الحدیث: ۳۸۱۲)

میری اسلامی بہنو! اللہ عزوجل کے نزدیک چار مہینے خصوصیت کے ساتھ حرمت والے ہیں' چنانچہ سورۃ التوبہ میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

(سورہ توبہ' پ ۱۰' آیت: ۳۶)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں' اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے' ان میں سے چار حرمت والے ہیں' یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ عزوجل پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

آیت بالا میں قمری مہینوں کا ذکر ہے جن کا حساب چاند سے ہوتا ہے' احکامِ شرع

کی بنا بھی قمری مہینوں پر ہے مثلاً رمضان المبارک کے روزے' زکوٰۃ' مناسکِ حج شریف وغیرہ' نیز اسلامی تہوار مثلاً عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم' عید الفطر' عیدالاضحیٰ' شب معراج' شب برأت' گیارہویں شریف' اعراسِ بزرگانِ دین رحمہم اللہ وغیرہ بھی قمری مہینوں کے حساب سے منائے جاتے ہیں' افسوس! آج کل جہاں مسلمان بے شمار سنتوں سے دور جا پڑا ہے' وہاں اسلامی تاریخوں سے بالکل ناآشنا ہوتا جا رہا ہے' غالباً ایک لاکھ مسلمانوں کے اجتماع میں اکثر سوال کیا جائے کہ بتاؤ! آج کس ہجری سن کے کون سے مہینے کی کتنی تاریخ ہے؟ تو شاید بمشکل سو مسلمان ایسے ہوں گے جو صحیح جواب دے سکیں گے' آیت گزشتہ کے تحت حضرت سیدنا صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ خزائن العرفان میں فرماتے ہیں: (چار حرمت والے مہینوں سے مراد) تین متصل (یعنی یکے بعد دیگرے) ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور ایک جدا رجب' عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان میں قتال (یعنی جنگ) حرام جانتے تھے' اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ ہوگئی۔

ایمان افروز حکایت

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور کا واقعہ ہے کہ اک شخص مدت سے کسی عورت پر عاشق تھا' ایک بار اُس نے اپنی معشوقہ پر قابو پالیا' لوگوں کی ہلچل سے اُس نے اندازہ لگایا کہ لوگ چاند دیکھ رہے ہیں' اُس نے اُس عورت سے پوچھا: لوگ کس ماہ کا چاند دیکھ رہے ہیں؟ اُس نے کہا: رجب کا' یہ شخص حالانکہ کافر تھا مگر رجب شریف کا نام سنتے ہی تعظیماً فوراً الگ ہوگیا اور زنا سے باز رہا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا کہ ہمارے فلاں بندے کی زیارت کو جاؤ! آپ تشریف لے گئے اور اللہ عزوجل کا حکم اور اپنی تشریف آوری کا سبب ارشاد فرمایا' یہ سنتے ہی اُس کا دل نور اسلام سے جگمگا اُٹھا اور اُس نے

فوراً اسلام قبول کرلیا۔ (انیس الواعظین ص ۱۷۷ مطبوعہ مکتبہ عربیہ کوئٹہ)

میری اسلامی بہنو! دیکھی آپ نے رجب کی بہاریں! رجب المرجب کی تعظیم کر کے ایک کافر کو ایمان کی دولت نصیب ہوگئی تو جو مسلمان ہو کر رجب المرجب کا احترام کرگیا اُس کو نہ جانے کیا کیا انعام ملے گا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ رجب شریف کا خوب احترام کیا کریں، قرآن پاک میں بھی حرمت والے مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے روکا گیا ہے۔

نور العرفان میں: ''فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ'' تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو، کے تحت ہے یعنی خصوصیت سے ان چار مہینوں میں گناہ نہ کرو کہ ان میں گناہ کرنا اپنے اوپر ظلم ہے، یا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

دو سال کا ثواب

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سالار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مشکبار ہے: جس نے ماہِ حرام میں تین دن جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھا اس کیلئے دو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

(مجمع الزوائد ج۳ ص ۴۳۸، رقم الحدیث ۵۱۵۱، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

یہاں ماہِ حرام سے مراد یہی چار ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب ہیں، چاروں مہینوں میں سے جس ماہ میں بھی ان تین دنوں کا روزہ رکھ لیں گے تو ان شاء اللہ عزوجل دو سال کی عبادت کا ثواب پائیں گے۔

تیرے کرم سے اے کریم! مجھے کون شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

نورانی پہاڑ

ایک بار حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ایک

جگمگاتے نورانی پہاڑ پر ہوا' آپ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی عزوجل میں عرض کی: یااللہ عزوجل! اس پہاڑ کو قوتِ گویائی عطا فرما' وہ پہاڑ بول پڑا: یا روح اللہ! علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اپنا حال بیان کرنا؟ پہاڑ بولا: میرے اندر ایک آدمی رہتا ہے' سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں عرض کی: یااللہ عزوجل! اُس کو مجھ پر ظاہر فرمادے' یکایک پہاڑ شق ہو گیا اور اُس میں سے چاند سا چہرہ چمکاتے ہوئے ایک بزرگ برآمد ہوئے' اُنہوں نے عرض کیا: میں حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی ہوں' میں نے اللہ عزوجل سے یہ دعا کی ہوئی ہے کہ وہ مجھے اپنے پیارے محبوب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ تک زندہ رکھے تاکہ میں اُن کی زیارت بھی کروں اور ان کا اُمتی بننے کا شرف بھی حاصل کروں' الحمد للہ عزوجل! میں اس پہاڑ میں چھ سو سال سے اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول ہوں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: یااللہ عزوجل! کیا روئے زمین پر کوئی بندہ اس شخص سے بڑھ کر بھی تیرے یہاں مکرم ہے؟ ارشاد ہوا: اے عیسیٰ علیہ السلام! اُمت محمدی میں سے جو ماہِ رجب کا ایک روزہ رکھ لے وہ میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ مکرم ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ا ص ۱۵۵)

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

اگر آپ رضائے الٰہی پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے' اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنّتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ بن جائے گا۔

الحمد للہ! دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی جا ور

سکھائی جاتی ہیں' خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچارہی ہیں' آپ بھی نیکی کی دعوتِ عام کرنے میں لگ جائیے' سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنائیے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنائیے اور دونوں جہانوں میں عزت پائیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت وریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پرکاربند رکھے۔

اٰمِیۡنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیۡنَ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۔

ماہِ شعبان المعظم کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

پیاری پیاری اسلامی بہنو!

نگاہیں نیچی کئے، توجہ کے ساتھ بیان سماعت فرمائیں۔ ہو سکے تو دوزانو بیٹھ جائیں، پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھیں، خاموشی کے ساتھ الفاظِ بیان پر غور کرتی جائیں، نہ کہ باپرواہی کے ساتھ بیان سننے سے اس کی برکتیں زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔

فضیلت دورد پاک

حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک مالدار شخص تھا، جس کے اعمال اچھے نہ تھے مگر اُسے دُرود شریف پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اُٹھتے بیٹھتے دُرود شریف پڑھتا رہتا۔

جب اُس کی موت کا وقت قریب آیا تو بداعمالیوں کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا اور اس قدر خوفناک ہو گیا کہ جو کوئی بھی دیکھتا، خوفزدہ ہو جاتا۔ اس بے کسی کے

عالم میں اُس نے شہنشاہِ بحر و بر، حبیب ربّ اکبر، شفیعِ روزِ محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کی: یا حبیب اللہ! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ پر کثرت سے درود وسلام پڑھتا ہوں، آقا! میری خبر لیجئے! مجھ پر کیا بیت رہی ہے؟

ابھی اُس نے یہی عرض کیا تھا کہ اچانک آسمان سے ایک سفید پرندہ

سبز پرچہ

میری پیاری اسلامی بہنو! امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ شعبان المعظم کی پندرہویں شب عبادت میں مصروف تھے، سر اُٹھایا تو ایک سبز پرچہ ملا، جس کا نور آسمان تک پھیلا ہوا تھا، اُس پر لکھا تھا: "ھٰذہ براءۃ من النار من الملك العزیز لعبدہ عمر بن عبد العزیز "یعنی خدائے مالک و غالب اللہ عزوجل کی طرف سے یہ جہنم کی آگ سے برأت نامہ ہے جو اُس کے بندے عمر بن عبدالعزیز کو عطا ہوا ہے۔ سبحان اللہ عزوجل!

(تفسیر روح البیان ج ۸ ص ۴۰۲، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

اس حکایت میں جہاں امیر المؤمنین سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت کا اظہار ہے، وہیں شبِ برأت کی عظمت و شرافت کا ظہور بھی ہے۔ الحمد للہ عزوجل! یہ مبارک شب جہنم کی بھڑکتی آگ سے برأت (یعنی چھٹکارا) پانے کی رات ہے، اسی لئے اس رات کو شبِ برأت کہا جاتا ہے۔

یہ عظیم رات ہی کیا بلکہ سارے کا سارا شعبان ہی برکتوں اور رحمتوں کی کان ہے، اس کی عظمت و شان کے بیان کیلئے تو اتنا ہی کافی ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہینہ

میری پیاری اسلامی بہنو! رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعبان کے بارے میں فرمانِ مکرم ہے:

شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔

(الجامع الصغیر، رقم الحدیث: ۴۸۸۹، ص ۳۰۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شعبان کی تجلیات و برکات

لفظ شعبان میں پانچ حروف ہیں: ش، ع، ب، ا، ن۔ سیدنا غوثِ اعظم محبوبِ سبحانی، قندیل نورانی، شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الربانی نقل فرماتے ہیں: ش سے مراد شرف یعنی بزرگی، ع سے مراد علو یعنی بلندی، ب سے مراد بر یعنی بھلائی واحسان، ا سے مراد اُلفت اور ن سے مراد نور ہے تو یہ تمام اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس مہینے میں عطا فرماتا ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں نیکیوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، برکات کا نزول ہوتا ہے، خطائیں ترک کر دی جاتی ہیں اور گناہوں کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے اور خیر البریہ سید الوریٰ جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک کی کثرت کی جاتی ہے اور یہ نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا مہینہ ہے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۲۴۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ماہِ شعبان کا چاند نظر آتے ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان تلاوتِ قرآن پاک میں مشغول ہو جاتے، اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتے، تاکہ کمزور و مسکین لوگ ماہِ رمضان کے روزوں کیلئے تیاری کر سکیں، حکام قیدیوں کو طلب کر کے جس پر حد (سزا) قائم کرنا ہوتی، اُس پر حد قائم کرتے، بقیہ کو آزاد کر دیتے، تاجر اپنے قرضے ادا کر دیتے، دوسروں سے اپنے قرضے وصول کر لیتے (یوں ماہ رمضان المبارک کا چاند نظر آنے سے قبل ہی اپنے آپ کو فارغ کر لیتے) اور رمضان شریف کا چاند نظر آتے ہی غسل کر کے اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۲۴۶)

موجودہ مسلمانوں کا جذبہ

میری پیاری اسلامی بہنو! سبحان اللہ عزوجل! پہلے کے مسلمانوں کو عبادت کا کس قدر ذوق ہوتا تھا مگر افسوس! آج کل کے مسلمانوں کو زیادہ تر حصولِ مال ہی کا شوق ہے، پہلے کے مدنی سوچ رکھنے والے مسلمان متبرک ایام میں ربُ الانام عزوجل کی زیادہ سے زیادہ عبادت کر کے اُس کا قرب حاصل کرنے کی کوششیں کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان مبارک ایام خصوصاً ماہِ رمضان المبارک میں دنیا کی ذلیل دولت کمانے کی نئی نئی ترکیبیں سوچتے ہیں، اللہ عزوجل اپنے بندوں پر مہربان ہو کر نیکیوں کا اَجر وثواب خوب بڑھا دیتا ہے لیکن بدنصیب لوگ رمضان المبارک میں اپنی اشیاء کا بھاؤ بڑھا کر اپنے ہی مسلمان بھائیوں میں لوٹ مچا دیتے ہیں۔

اے خاصِ خاصان رُسل وقتِ دعا ہے اُمت پہ تیری آ کے عَجب وقت پڑا ہے
فریاد ہے اے کشتی اُمت کے نگہبان بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

میری اسلامی بہنو! ہمارے دلوں کو چین سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماہِ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنا پسند فرماتے۔

نفلی روزوں کا پسندیدہ مہینہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اُم المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا: میرے سرتاج صاحبِ معراج اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پسندیدہ مہینہ شعبان المعظم تھا کہ اس میں روزے رکھا کرتے، پھر اسے رمضان المبارک سے ملا دیتے تھے۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۹، رقم الحدیث: ۲۴۳۱، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں دیکھتا ہوں کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

شعبان میں روزے رکھتے ہیں، اِس طرح کسی بھی مہینے میں نہیں رکھتے، فرمایا: رجب اور رمضان کے بیچ میں یہ مہینہ ہے، لوگ اس سے غافل ہیں، اس میں لوگوں کے اعمال اللہ رب العالمین عزوجل کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ محبوب ہے کہ میرا عمل اس حال میں اٹھایا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔

(نسائی رقم الحدیث: ۲۳۵۳، ج ۴، ص ۲۰۷، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہ رکھا کرتے، بلکہ پورے شعبان ہی کے روزے رکھ لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو کہ اللہ عزوجل اُس وقت بھی اپنا فضل نہیں روکتا جب تک تم اُکتا نہ جاؤ۔

(صحیح البخاری ج ۲، ص ۲۹۸، رقم الحدیث: ۱۹۷۰، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

پورے شعبان کے روزے رکھنا سنت ہے

میٹھی اسلامی بہنو! پورے شعبان المعظم کے روزے رکھنا سنتِ مبارکہ ہے، جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں گزرا، اس لئے ہو سکے تو ہر سال ورنہ زندگی میں کم از کم ایک بار پورے ماہ شعبان المعظم کے روزے رکھ کر اس سنت پر بھی عمل کر لینا چاہیے۔

مرنے والوں کے نام

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے، فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا سب مہینوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک زیادہ پسندیدہ شعبان کے روزے رکھنا ہے؟ تو محبوبِ رب العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اس سال مرنے والی ہر جان کو لکھ دیتا ہے اور

مجھے یہ پسند ہے کہ میرا وقت رخصت آئے اور میں روزہ دار ہوں۔

(مسند ابو یعلی ج ۴ ص ۲۷۷ رقم الحدیث: ۴۸۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

بھلائیوں والی رات

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ عزوجل (خاص طور پر) چار راتوں میں بھلائیوں کے دروازے کھول دیتا ہے: (۱) بقرعید کی رات (۲) عید الفطر کی رات (۳) شعبان کی پندرہویں رات کہ اس رات میں مرنے والوں کے نام اور لوگوں کا رزق اور (اس سال) حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں (۴) عرفہ (نوذوالحجہ) کی رات اذان (فجر) تک۔ (الدر المنثور ج ۷ ص ۴۰۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

نازک فیصلے

میری پیاری اسلامی بہنو! پندرہ شعبان المعظم کی رات کتنی نازک ہے، نہ جانے قسمت میں کیا لکھ دیا جائے؟ آہ! بعض اوقات بندہ غفلت میں پڑا رہ جاتا ہے اور اُس کے بارے میں کچھ کا کچھ ہو چکا ہوتا ہے، چنانچہ غنیۃ الطالبین میں ہے: بہت سے کفن دُھل کر تیار رکھے ہوتے ہیں مگر کفن پہننے والے بازاروں میں گھوم پھر رہے ہوتے ہیں، بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کی قبریں کھدی ہوئی تیاری ہوتی ہیں مگر اُن میں دفن ہونے والے خوشیوں میں مَست ہوتے ہیں، بہت سے لوگ ہنس رہے ہوتے ہیں حالانکہ اُن کی ہلاکت کا وقت قریب آچکا ہوتا ہے، بہت سے مکانات کی تعمیر کا کام مکمل ہونے والا ہوتا ہے مگر مالکِ مکان کی موت کا وقت قریب آچکا ہوتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۲۵۱)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

گناہگاروں پر کرم

سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سراپا نور، فیضِ گنجور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور (ٹخنوں سے نیچے) کپڑا دکھانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔

(شعب الایمان ج۳ ص۳۸۳، رقم الحدیث ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت سیدنا امام احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر ابن زید رضی اللہ عنہما سے جو روایت کی، اُس میں قاتل کا بھی ذکر ہے۔

(مسند امام احمد ج۲ ص۵۸۹، رقم الحدیث: ۶۶۵۳، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

حضرت سیدنا مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل شعبان کی پندرہویں شب میں تمام زمین والوں کو بخش دیتا ہے سوائے کافر اور عداوت والے کے۔

(المتجر الرابح ص۳۸۶، رقم الحدیث: ۶۹۷، مطبوعہ دار حضر، بیروت)

حضرت داوٗد علیہ السلام کی دعا!

امیر المؤمنین حضرت مولیٰ مشکل کشا سیّدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم پندرہویں شعبان المعظم کی رات اکثر باہر تشریف لاتے، ایک بار اسی طرح شبِ برأت میں باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا: ایک مرتبہ اللہ کے نبی حضرت سیدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے پندرہویں شعبان کی رات آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی اور فرمایا: یہ وہ وقت ہے کہ اس وقت میں جس شخص نے جو

بھی دعا اللہ عزوجل سے مانگی' اُس کی مغفرت فرمادی بشرطیکہ دعا کرنے والا عشار (ظلماً ٹیکس لینے والا)' جادوگر' کاہن' نجومی (ظالم)' پولیس والا' حاکم کے سامنے چغلی کھانے والا' باجا بجانے والا نہ ہو' پھر یہ دعا کی:

اللّٰهم رب داوٗد اغفر لی من دعاك فی هذه الملئكة اوستغفرك فيها .

اے اللہ عزوجل! اے داؤد علیہ السلام کے رب! جو اس رات میں تجھ سے دعا کرے یا مغفرت طلب کرے تو اُس کو بخش دے۔

(ماثبت بالسنۃ ص ۳۵۴)

محروم لوگ!

میری اسلامی بہنو! شب برأت بے حد اہم رات ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کی قسمت میں کیا لکھ دیا گیا' لہٰذا کسی صورت میں بھی اس رات کو غفلت میں نہیں گزارنا چاہیے' اس رات خصوصیت کے ساتھ رحمتوں کی چھما چھم بارشیں ہوتی ہیں' اس مبارک رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ امتیوں کی مغفرت فرماتا ہے' کتابوں میں لکھا ہے کہ قبیلہ بنی کلب قبائل عرب میں سب سے زیادہ بکریاں پالتا تھا' آہ! کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں جن پر اس شب برأت یعنی چھٹکارا پانے کی رات بھی نہ بخشے جانے کی وعید ہے' چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(۱) شراب کا عادی (۲) زنا کا عادی (۳) ماں باپ کا نافرمان (۴) قطع تعلق کرنے والا (۵) فتنہ باز (۶) چغل خور کی اس رات بخشش نہیں۔ ایک روایت میں فتنہ باز کی جگہ تصویریں بنانے والا آیا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۴' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

اسی طرح کاہن، جادوگر، تکبر کے ساتھ پاجامہ یا تہبند ٹخنوں کے نیچے لٹکانے والے، دو مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے والے اور کسی مسلمان سے کینہ رکھنے والے پر بھی اس رات مغفرت کی سعادت سے محرومی کی وعید ہے، چنانچہ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ متذکرہ گناہوں میں سے اگر معاذ اللہ کسی گناہ میں ملوث ہوں تو وہ اس شب برأت کے آنے سے پہلے ہی سچی توبہ کر لیں اور تمام معاملات صاف کر لیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانہ شمع رسالت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے اپنے ایک ارادت مند کو مکتوب شریف روانہ کیا جس کا مضمون من وعن پیش کیا جاتا ہے:

پیامِ امام اہل سنت رضی اللہ عنہ

میری اسلامی بہنو! شب برأت قریب ہے، اس رات تمام بندوں کے اعمال حضرتِ عزت عزوجل میں پیش ہوتے ہیں، مولا عزوجل بطفیل حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے ذنوب (گناہ) معاف فرماتا ہے مگر چند ان میں وہ دو مسلمان جو باہم دنیوی وجہ سے رنجش رکھتے ہیں، فرماتا ہے: ان کو رہنے دو، جب تک آپس میں صلح نہ کریں، ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں یا معاف کرالیں کہ باذنِ تعالیٰ حقوق العباد سے صحائفِ اعمال (یعنی اعمال نامے) خالی ہو کر بارگاہِ عزت عزوجل میں پیش ہوں، حقوق مولیٰ تعالیٰ کیلئے توبہ صادقہ کافی ہے۔ ''التائب من الذنب کمن لا ذنب له'' (یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہیں) ایسی حالت میں باذنِ تعالیٰ ضرور اس شب میں اُمیدِ مغفرتِ تامہ ہے، بشرطِ صحتِ عقیدہ ''وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ'' یہ سنتِ مصالحتِ اخوان (یعنی بھائیوں میں صلح کروانا) و معاضی حقوق بحمدہٖ تعالیٰ یہاں سالہائے دراز سے جاری ہے، اُمید ہے کہ آپ بھی وہاں کے مسلمانوں میں اجراء کر کے ''من سن فی الاسلام سنة حسنة فله

اجرھا واجر من عمل بھا الٰی یوم القیمۃ لا ینفق من اجورھم شیء''
یعنی جو اسلام میں اچھی راہ نکالے' اُس کیلئے اس کا ثواب ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہمیشہ اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی آئے' کے مصداق اور اس فقیر کیلئے عفو و عافیت دارین کی دعا فرمائیں' فقیر آپ کے لئے دعا کرتا رہے اور کرے گا' ان شاء اللہ عزوجل سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے کہ وہاں نہ خالی زبان دیکھی جاتی ہے نہ نفاق پسند ہے' صلح و معافی سب سچے دل سے ہو۔ والسلام!

فقیر احمد رضا قادری از بریلی

پندرہ شعبان کا روزہ

میری پیاری اسلامی بہنو! حضرت سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمانِ عظیم ہے: جب پندرہ شعبان کی رات آئے تو اس میں قیام (یعنی عبادت) کرو اور دن میں روزہ رکھو' بے شک اللہ تعالٰی غروبِ آفتاب سے آسمانِ دنیا پر خاص تجلی فرماتا اور کہتا ہے: ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا کہ اُسے بخش دوں! ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں! ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اُسے عافیت عطا کروں! ہے کوئی ایسا! اور یہ اُس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔

(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۶۰' رقم الحدیث: ۱۳۸۸' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

فائدے کی بات

شبِ براءت میں اعمال نامے تبدیل ہوتے ہیں' لہٰذا ممکن ہو تو چودھویں شعبان المعظم کو بھی روزہ رکھ لیا جائے تاکہ اعمال نامے کے آخری دن میں بھی روزہ ہو۔ ۱۴ شعبان کو عصر کی نماز پڑھ کر مسجد میں نفلی اعتکاف کی نیت سے ٹھہرا جائے تاکہ اعمال

نامہ تبدیل ہونے کے آخری لمحات میں مسجد کی حاضری اور اعتکاف لکھا جائے۔

مغرب کے چھ نوافل

معمولاتِ اولیائے کرام رحمہم اللہ سے ہے کہ مغرب کے فرض وسنت وغیرہ کے بعد چھ رکعت نفل دو دو رکعت کر کے ادا کئے جائیں، پہلی دو رکعتوں سے پہلے یہ نیت کریں: یا اللہ عزوجل! ان کی برکت سے درازیٔ عمر بالخیر عطا فرما! اس کے بعد دو رکعت میں یہ نیت کریں: یا اللہ عزوجل! ان کی برکت سے بلاؤں سے حفاظت فرما! اور اس کے بعد والی دو رکعتوں کیلئے یہ نیت کریں: یا اللہ عزوجل! ان کی برکت سے اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کر! ہر دو رکعت کے بعد اکیس بار "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" (پوری سورت) یا ایک بار سورۂ یٰسین شریف پڑھیں بلکہ ہو سکے تو دونوں ہی پڑھ لیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک اسلامی بہن یٰسین شریف بلند آواز سے پڑھیں اور دوسرے خاموشی سے سنیں، اس میں یہ خیال رکھیں کہ دُوسرا اس دوران زبان سے یٰسین شریف بلکہ کچھ بھی نہ پڑھے، ان شاء اللہ عزوجل! رات شروع ہوتے ہی ثواب کا انبار لگ جائے گا، ہر بار یٰسین شریف کے بعد دعائے نصف شعبان بھی پڑھیں۔

سال بھر جادو سے حفاظت

شعبان المعظم کی پندرہویں رات بیری (یعنی بیر کے درخت) کے سات پتے پانی میں جوش دے کر (جب نہانے کے قابل ہو جائے تو) غسل کریں، ان شاء اللہ العزیز عزوجل! تمام سال جادو کے اثر سے محفوظ رہیں گے۔

(اسلامی زندگی ص ۱۱۳، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

شب برأت اور قبروں کی زیارت

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات سرورِ کائنات شاہِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا تو بقیعِ پاک میں مجھے

مل گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہاری حق تلفی کریں گے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے' تو آقائے دو جہان' رحمتِ عالمیان' مدینے کے سلطان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات آسمانِ دنیا پر تجلی فرماتا ہے' پس قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گنہگاروں کو بخش دیتا ہے۔

(ترمذی ج ۲ ص ۱۸۳' رقم الحدیث: ۷۳۹' مطبوعہ دارالفکر' بیروت)

قبر پر موم بتیاں جلانا

شب برأت میں اسلامی بھائیوں کا قبرستان جانا سنت ہے (اسلامی بہنوں کو شرعاً اجازت نہیں)' قبروں پر موم بتیاں نہیں جلا سکتے' ہاں! اگر تلاوت وغیرہ کرنا ہو تو ضرورۃً اُجالا حاصل کرنے کیلئے قبر سے ہٹ کر موم بتی جلا سکتے ہیں! اسی طرح حاضرین کو خوشبو پہنچانے کی نیت سے قبر سے ہٹ کر اگربتیاں جلانے میں حرج نہیں مزاراتِ اولیائے کرام رحمہم اللہ پر چادر چڑھانا اور اُس کے پاس چراغ جلانا جائز ہے کہ اس طرح لوگ متوجہ ہوتے اور ان کے دلوں میں عظمت پیدا ہوتی ہے اور وہ حاضر ہو کر اکتسابِ فیض کرتے ہیں' اگر اولیاء اور عوام کی قبریں یکساں رکھی جائیں تو بہت سارے دینی فوائد ختم ہو کر رہ جائیں۔

آتش بازی کا موجد کون؟

میری اسلامی بہنو! الحمد للہ عزوجل! شب برأت جہنم کی آگ سے برأت یعنی چھٹکارا پانے کی رات ہے مگر آج کل کے مسلمانوں کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے کہ وہ آگ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بجائے خوف پیسے خرچ کر کے اپنے لئے آگ یعنی

آتش بازی کا سامان خریدتے ہیں اور اس طرح خوب آتش بازی چلا کر اس مقدس رات کا تقدس پامال کرتے ہیں۔ اسلامی زندگی میں حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان فرماتے ہیں: آتش بازی نمرود بادشاہ نے ایجاد کی جبکہ اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہوگئی تو اُس کے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر ان میں آگ لگا کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی طرف پھینکے۔

آتش بازی حرام ہے

افسوس! آتش بازی کی ناپاک رسم اب مسلمانوں میں زور پکڑتی جارہی ہے، مسلمانوں کروڑہا کروڑ روپیہ ہر سال آتش بازی کی نذر ہو جاتا ہے اور آئے دن یہ خبریں آتی ہیں کہ فلاں جگہ آتش بازی سے اتنے گھر جل گئے اور اتنے آدمی جل کر مر گئے وغیرہ وغیرہ، اس میں جان کا خطرہ، مال کی بربادی اور مکان میں آگ لگنے کا اندیشہ ہے، پھر یہ کام اللہ عزوجل کی نافرمانی بھی ہے، حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان فرماتے ہیں: آتش بازی بنانا، بیچنا، خریدنا اور لے کر دینا، چلانا اور چلانے کے لئے دینا سب حرام ہے۔ (اسلامی زندگی ص ۶۲)

تجھ کو شعبان معظم کا خدایا واسطہ
بخش دے ربِ عزوجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو میری ہر اک خطا

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

اگر آپ رضائے الٰہی پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنّتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ بن جائے گا۔

الحمد للہ! دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا رہی ہیں، آپ بھی نیکی کی دعوتِ عام کرنے میں لگ جایئے، سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنایئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنایئے اور دونوں جہانوں میں عزت پایئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادت و ریاضت میں مصروف رکھے اور اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رکھے۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنَ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

فیضانِ رمضان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

نگاہیں جھکائے توجہ کے ساتھ بیان سُنئے' بات چیت اور ذِکرو اَذکار موقوف کر دیجئے کہ لاپرواہی کے ساتھ' اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے' لباس یا بالوں کو سہلاتے ہوئے سننے سے اس کی برکتیں زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔

فضیلت دورد پاک

اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ تقرب نشان ہے: بے شک بروزِ قیامت لوگوں میں سے قریب تر وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ دُرود بھیجے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۷' حدیث: ۴۸۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

پیاری اسلامی بہنو! خدائے رحمٰن عزوجل کا کروڑ ہا کروڑ احسان کہ اُس نے ہمیں

ماہِ رمضان جیسی عظیم الشان نعمت سے سرفراز فرمایا' ماہِ رمضان کے فیضان کے کیا کہنے! اس کی تو ہر گھڑی رحمت بھری ہے' اس مہینے میں اجر وثواب بہت ہی بڑھ جاتا ہے' نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا کر دیا جاتا ہے بلکہ اس مہینے میں تو روزہ دار کا سونا بھی عبادت میں شمار کیا جاتا ہے' عرش اُٹھانے والے فرشتے' روزہ داروں کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور ایک حدیث پاک کے مطابق رمضان کے روزہ دار کیلئے دریا کی مچھلیاں افطار تک دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۵۵' حدیث: ۶)

عبادت کا دروازہ

روزہ باطنی عبادت ہے کیوں کہ ہمارے بتائے بغیر کسی کو یہ علم نہیں ہوسکتا کہ ہمارا روزہ ہ اور اللہ عزوجل باطنی عبادت کو زیادہ پسند فرماتا ہے' ایک حدیث پاک کے مطابق روزہ عبادت کا دروازہ ہے۔ (الجامع الصغیر ص ۱۴۶' حدیث: ۲۴۱۵)

نزولِ قرآن

اس ماہ مبارک کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس میں قرآن پاک نازل فرمایا ہے' چنانچہ مقدس قرآن میں خدائے رحمٰن عزوجل کا نزولِ قرآن اور ماہ رمضان کے بارے میں فرمانِ عالیشان ہے:

ترجمہ کنزالایمان: کہ صفات کا مہینہ جس میں قرآن اُترا لوگوں کیلئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اُتنے روزے اور دنوں میں' اللہ عزوجل تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ عزوجل کی بڑائی بولو اس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔ (پ ۲' البقرہ: ۱۸۵)

رمضان کی تعریف

اس آیت مقدسہ کے ابتدائی حصہ ''شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ '' کے تحت مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں:

رمضان یا تو رحمٰن عزوجل کی طرح اللہ عزوجل کا نام ہے چونکہ اس مہینے میں دن رات اللہ عزوجل کی عبادت ہوتی ہے' لٰہذا اسے ''شَھْرُ رَمَضَانَ ''یعنی اللہ عزوجل کا مہینہ کہا جاتا ہے جیسے مسجد کعبہ کو اللہ عزوجل کا گھر کہتے ہیں کہ وہاں اللہ عزوجل کے ہی کام ہوتے ہیں' ایسے ہی رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے کہ اس مہینے میں اللہ عزوجل کا ہی کام ہوتے ہیں' روزہ تراویح وغیرہ تو ہیں ہی اللہ عزوجل کے مگر بحالت روزہ جو جائز نوکری اور جائز تجارت وغیرہ کی جاتی ہیں وہ بھی اللہ عزوجل کے کام قرار پاتے ہیں' اس لیے اس ماہ کا نام رمضان یعنی اللہ عزوجل کا مہینہ ہے یا یہ ''رَمْضَاءَ'' سے مشتق ہے' ''رَمْضَاءَ'' موسم خریف کی بارش کو کہتے ہیں جس سے زمین دُھل جاتی ہے اور ربیع کی فصل خوب ہوتی ہے' چونکہ یہ مہینہ بھی دل کے گرد و غبار دھو دیتا ہے اور اس سے اعمال کی کھیتی ہری بھری رہتی ہے' اس لئے اسے رمضان کہتے ہیں۔ ساون میں روزانہ بارشیں چاہیں اور بھادوں میں چار' پھر اَساڑھ میں ایک' اِس ایک سے کھیتیاں پک جاتی ہیں تو اسی طرح گیارہ مہینے برابر نیکیاں کی جاتی رہیں' پھر رمضان کے روزوں نے اِن نیکیوں کی کھیتی کو پکا دیا یا یہ ''رمض '' سے بنا' جس کے معنی ہیں: گرمی یا جلنا' چونکہ اس میں مسلمان بھوک پیاس کی تپش برداشت کرتے ہیں' یا یہ گناہوں کو جلا ڈالتا ہے' اس لئے اسے رمضان کہا جاتا ہے۔ (کنز العمال کی) آٹھویں جلد کے صفحہ نمبر دو سو سترہ پر حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس مہینے کا نام رمضان رکھا گیا ہے' یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

مہینوں کے نام کی وجہ

حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں: بعض مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب مہینوں کے نام رکھے گئے تو جس موسم میں جو مہینہ تھا اُس سے اُس کا نام ہوا' جو مہینہ گرمی میں تھا اُسے رمضان کہہ دیا گیا اور جو موسم بہار میں تھا اُسے ربیع الاوّل اور جو سردی میں تھا جب پانی جم رہا تھا اُسے جمادی الاولیٰ کہا گیا' اسلام میں ہر نام کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے اور نام کام کے مطابق رکھا جاتا ہے' دوسری اصطلاحات میں یہ بات نہیں' ہمارے یہاں بڑے جاہل کا نام ''محمد فاضل'' اور بزدل کا نام ''شیر بہادر'' ہوتا ہے اور بدصورت کو ''یوسف خان'' کہتے ہیں! اسلام میں یہ عیب نہیں' رمضان بہت خوبیوں کا جامع ہے' اس لئے اس کا نام رمضان ہوا۔
(تفسیر نعیمی ج ۲ ص ۲۰۵)

سونے کے دروازے والا محل

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی سلطان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان رحمت نشان ہے: جب ماہ رمضان مبارک کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آخر رات تک بند نہیں ہوتے' جو کوئی بندہ اس ماہ مبارک کی کسی بھی رات میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل اُس کے ہر سجدے کے عوض (یعنی بدلہ میں) اُس کیلئے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اُس کیلئے جنت میں سرخ یاقوت کا گھر بناتا ہے جس میں ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے پٹ سونے کے بنے ہوں گے' جن میں یاقوت سرخ جڑے ہوں گے' بس جو کوئی ماہ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ عزوجل مہینے کے آخر دن تک اُس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اُس کیلئے صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں' رات اور دن میں جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے اُس کے

ہر سجدہ کے عوض (یعنی بدلے) اُسے (جنت میں) ایک ایک ایسا درخت عطا جاتا ہے کہ اُس کے سائے میں گھڑسوار پانچ سو برس تک چلتا رہے۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۳۱۴ حدیث: ۳۶۳۵)

سبحان اللہ عزوجل! میری اسلامی بہنو! خدائے منان وحنان عزوجل کا کس قدر عظیم احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے حبیبِ ذیشان، رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طفیل ایسا ماہِ رمضان عطا فرمایا کہ اس ماہ مکرم میں جنت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اور نیکیوں کا اجر خوب بڑھ جاتا ہے، بیان کردہ حدیث کے مطابق رمضان المبارک کی راتوں میں نماز ادا کرنے والے کو ہر ایک سجدہ کے بدلے میں پندرہ سو نیکیاں عطا کی جاتی ہیں، نیز جنت کا عظیم الشان محل مزید برآں۔ اِس حدیث مبارک میں روزہ داروں کیلئے یہ بشارتِ عظمیٰ بھی موجود ہے کہ صبح تا شام ستّر ہزار فرشتے اُن کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ پیاری اسلامی بہنو! تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ عاشقانِ رسول کی محبت حاصل ہونے کی صورت میں ماہِ رمضان المبارک کی برکتیں لوٹنے کا بہت ذہن بنتا ہے، ورنہ بُری صحبتوں میں رہ کر اس مبارک مہینے میں بھی اکثر لوگ گناہوں میں پڑے رہتے ہیں۔ آیئے! گناہوں کے دلدل میں دھنسے ہوئے ایک فنکار کا واقعہ پڑھئے، جسے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول نے مدنی رنگ چڑھا دیا، چنانچہ:

میں فنکار تھا

اورنگی ٹاؤن (بابُ المدینہ، کراچی) کے ایک اسلامی بھائی کے بیان کا لب لباب ہے: افسوس! صد کروڑ افسوس! میں ایک فنکار تھا، میڈیکل پروگرامز اور فنکشنز کرتے ہوئے زندگی کے انمول اوقات برباد ہوئے جا رہے تھے، قلب و دماغ پر غفلت کے کچھ ایسے پردے پڑے ہوئے تھے کہ نہ نماز کی توفیق تھی نہ ہی گناہوں کا

احساس، صحرائے مدینہ ٹول پلازہ، سُپر ہائی وے باب المدینہ، کراچی میں بابُ الاسلام سطح پر ہونے والے تین روزہ سنتوں بھرا اجتماع (۲۴-۳-۲۰۰۳) میں حاضری کیلئے ایک حصہ دار اسلامی بھائی نے انفرادی کوشش کر کے ترغیب دلائی، زہے نصیب! اُس میں شرکت کی سعادت مل گئی، تین روزہ اجتماع کے اختتام پر رقت انگیز دعا میں مجھے اپنے گناہوں پر بہت زیادہ ندامت ہوئی، میں اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکا، پھوٹ پھوٹ کر رو دیا، بس رونے نے کام دکھا دیا! الحمد للہ عزوجل! مجھے دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول مل گیا اور میں نے رقص و سرود کی محفلوں سے توبہ کر لی اور مدنی قافلوں میں سفر کو اپنا معمول بنا لیا۔ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۴ء کو میں جب مدنی قافلے میں سفر پر روانہ ہو رہا تھا کہ چھوٹی ہمشیرہ کا فون آیا، بھرائی ہوئی آواز میں انہوں نے اپنے یہاں ہونے والی نابینا بچی کی ولادت کی خبر سنائی اور ساتھ ہی کہا: ڈاکٹروں نے کہہ دیا ہے کہ اس کی آنکھیں روشن نہیں ہو سکتیں! اتنا کہنے کے بعد بند ٹوٹا اور چھوٹی بہن صدمے سے بلک بلک کر رونے لگی، میں نے یہ کہہ کر ڈھارس بندھائی کہ ان شاء اللہ عزوجل مدنی قافلے میں دعا کروں گا، میں نے مدنی قافلے میں خود بھی بہت دعائیں کیں اور مدنی قافلہ والے عاشقانِ رسول سے بھی دعائیں کروائیں، جب مدنی قافلے سے پلٹا تو دوسرے ہی دن چھوٹی بہن کا مسکراتا ہوا فون آ گیا اور انہوں نے خوشی خوشی یہ خبر حرمت اثر سنائی کہ الحمد للہ عزوجل! میری نابینا بیٹی مہک کی آنکھیں روشن ہو گئی ہیں اور ڈاکٹرز تعجب کر رہے ہیں کہ یہ کیسے ہو گیا! کیوں کہ ہماری ڈاکٹری میں اس کا کوئی علاج ہی نہیں تھا، یہ بیان دیتے وقت الحمد للہ! مجھے باب المدینہ، کراچی میں علاقائی مشاورت کے ایک رکن کی حیثیت سے دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کیلئے کوششیں کرنے کی سعادتیں حاصل ہیں۔

آفتوں سے نہ ڈر رکھ کرم پر نظر
روشن آنکھیں ملیں قافلے میں چلو

آپ کو ڈاکٹر نے گو مایوس کر
بھی دیا مت ڈریں قافلے میں چلو

میری پیاری اسلامی بہنو! دیکھا آپ نے کہ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول کتنا پیارا ہے، اس کے دامن میں آ کر معاشرہ کے نہ جانے کتنے ہی بگڑے ہوئے افراد باکردار بن کر سنتوں بھری باعزت زندگی گزارنے لگے، نیز مدنی قافلوں کی بہاریں بھی آپ کے سامنے ہیں، جس طرح مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے بعضوں کی دنیوی مصیبت رخصت ہو جاتی ہے، ان شاء اللہ عزوجل! اس طرح تاجدارِ رسالت سراپا رحمت، شفیع امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے آخرت کی آفت بھی راحت میں ڈھل جائے گی۔

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

پانچ خصوصی کرم

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمتِ عالمیان حبیبِ رحمٰن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذی شان ہے: میری امت کو ماہِ رمضان میں پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہ ملیں:

(۱) جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ عزوجل ان کی طرف رحمت کی نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ عزوجل نظرِ رحمت فرمائے، اُسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا۔

(۲) شام کے وقت ان کے منہ کی بو (جو بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔

(۳) فرشتے ہر رات اور دن ان کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے

ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ جنت کو حکم فرماتا ہے: میرے (نیک) بندوں کیلئے مزین (یعنی آراستہ) ہو جا' عنقریب وہ دنیا کی مشقت سے میرے گھر اور کرم میں راحت پائیں گے۔

(۵) جب ماہِ رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ عزوجل سب کی مغفرت فرما دیتا ہے' قوم میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ لیلۃ القدر ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں! کیا تم نہیں دیکھتے کہ مزدور جب اپنے کاموں سے فارغ ہو جاتے ہیں تو انہیں اُجرت دی جاتی ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۵۶' حدیث: ۷)

صغیرہ گناہوں کا کفارہ

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پُرسرور ہے: پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور ماہِ رمضان اگلے ماہِ رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہیں' جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

(صحیح مسلم ص ۱۵۵' حدیث: ۲۳۳)

توبہ کا طریقہ

سبحان اللہ عزوجل! رمضان المبارک میں رحمتوں کی چھما چھم بارشیں اور گناہِ صغیرہ کے کفارے کا سامان ہو جاتا ہے' گناہ کبیرہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں' توبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو گناہ ہوا خاص اُس گناہ کا ذکر کر کے دل کی بیزاری اور آئندہ اُس سے بچنے کا عہد کر کے توبہ کرے' مثلاً جھوٹ بولا تو بارگاہِ خداوندی عزوجل میں عرض کرے: یا اللہ! میں نے یہ جھوٹ بولا اس سے توبہ کرتی ہوں اور آئندہ نہیں بولوں گی' توبہ کے دوران دل میں جھوٹ سے نفرت ہو اور آئندہ نہیں بولوں گی' کہتے

وقت دل میں یہ ارادہ بھی ہو کہ جو کچھ کہہ رہی ہوا ایسا ہی کروں گی، جبھی توبہ ہے، اگر بندے کی حق تلفی کی ہے تو توبہ کے ساتھ ساتھ اُس بندے سے معاف کروانا بھی ضروری ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! ماہ رمضان کے فضائل سے کتب احادیث مالا مال ہیں، رمضان المبارک میں اس قدر برکتیں اور رحمتیں ہیں کہ ہمارے پیارے پیارے آقا مکے مدینے والے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں تک ارشاد فرمایا:

اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ کاش! پورا سال رمضان ہی ہو۔ (صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۱۹۰ حدیث: ۱۸۸۶)

آقا کا بیان جنت نشان

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوبِ رحمٰن، سرورِ ذیشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ شعبان کے آخری دن بیان فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات (ایسی بھی ہے جو) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس (ماہ مبارک) کے روزے اللہ عزوجل نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام تطوع (یعنی سنت) ہے جو اس میں نیکی کا کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے، یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، اور یہ مہینہ فوائدات (یعنی غمخواری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مؤمن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کیلئے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا، بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں کوئی کمی ہو۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا

جس سے روزہ افطار کرائے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب (تو) اُس (شخص) کو دے گا جو ایک گھونٹ دودھ' ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کروائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا' یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے گا' یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اوّل (یعنی ابتدائی دس دن) رحمت ہے اور اس کا اوسط (یعنی درمیانی دس دن) مغفرت ہے اور آخر (یعنی آخری دس دن) جہنم سے آزادی ہے' جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے (یعنی کام کم لے) اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا' اس مہینے میں چار باتوں کی کثرت کرو' ان میں سے دو ایسی ہیں جن کے ذریعے تم اپنے رب عزوجل کو راضی کرو گے اور بقیہ دو سے تمہیں بے نیازی نہیں' بس وہ دو باتیں جن کے ذریعے تم اپنے رب عزوجل کو راضی کرو گے' وہ یہ ہیں: (۱) لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینا (۲) استغفار کرنا بلکہ وہ دو باتیں جن سے تمہیں غنا (بے نیازی) نہیں وہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرنا (۲) جہنم سے اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرنا۔ (صحیح ابن خزیمہ ج۳ ص ۱۸۸۷)

پیاری اسلامی بہنو! ابھی جو حدیث پاک بیان کی گئی' اس میں ماہ رمضان المبارک کی رحمتوں' برکتوں اور عظمتوں کا خوب تذکرہ ہے' اس ماہ مبارک میں کلمہ شریف زیادہ تعداد میں پڑھ کر اور بار بار استغفار یعنی خوب توبہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی سعی کرنی ہے اور ان دو باتوں سے تو کسی صورت میں بھی لاپرواہی نہیں ہونی چاہیے' یعنی اللہ تعالیٰ سے جنت میں داخلہ اور جہنم سے پناہ کی بہت زیادہ التجائیں کرنی ہیں۔

رمضان المبارک کے چار نام

اللہ اکبر عزوجل! ماہِ رمضان بھی کیا خوب فیضان ہے! مفسر شہیر حکیم الامت

حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں: اس ماہ مبارک کے کل چار نام ہیں: (۱) ماہِ رمضان (۲) ماہِ صبر (۳) ماہِ خواہشات اور (۴) ماہِ وسعت رزق۔ مزید فرماتے ہیں: روزہ صبر ہے جس کی جزا رب عزوجل ہے اور وہ اسی مہینے میں رکھا جاتا ہے' اس لئے اسے ماہِ صبر کہتے ہیں' خواہشات کے معنی ہیں: بھلائی کرنا' چونکہ اس مہینے میں سارے مسلمانوں سے خاص کر اہل قرابت سے بھلائی کرنا زیادہ ثواب ہے' اس لئے اسے ماہِ خواہشات کہتے ہیں' اس میں رزق کی فراخی بھی ہوتی ہے کہ غریب بھی نعمتیں کھالیتے ہیں' اس لئے اس کا نام ماہِ وسعتِ رزق بھی ہے۔

(تفسیر نعیمی ج ۲ ص ۲۰۸)

ماہِ رمضان مبارک کے تیرہ حروف کی نسبت سے ۱۳ مدنی پھول

(۱) کعبہ معظّمہ مسلمانوں کو بلا کر دیتا ہے اور یہ آ کر رحمتیں بانٹتا ہے' گویا وہ (یعنی کعبہ) کنواں ہے اور یہ (رمضان) دریا' یا وہ (یعنی کعبہ) دریا ہے اور یہ (رمضان شریف) بارش۔

(۲) ہر مہینے میں خاص تاریخیں اور تاریخوں میں بھی خاص وقت میں عبادت ہوتی ہے' مثلاً بقر عید کی چند (مخصوص) تاریخوں میں حج' محرم کی دسویں تاریخ افضل' مگر ماہِ رمضان میں ہر دن اور ہر وقت عبادت ہوتی ہے' روزہ عبادت' افطار عبادت' افطار کے بعد تراویح کا انتظار عبادت' تراویح پڑھ کر سحری کے انتظار میں سونا عبادت' پھر سحری کھانا بھی عبادت' الغرض ہر آن میں خدا عزوجل کی شان نظر آتی ہے۔

(۳) رمضان ایک بھٹی ہے جیسے کہ بھٹی گندے لوہے کو صاف اور صاف لوہے کو مشین کا پرزہ بنا کر قیمتی کر دیتی ہے اور سونے کو زیور بنا کر استعمال کے لائق کر دیتی ہے' ایسے ہی ماہِ رمضان گنہگاروں کو پاک کرتا اور نیک لوگوں کے درجے بڑھاتا

ہے۔

(۴) رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔

(۵) بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو رمضان میں مرجائے اُس سے سوالاتِ قبر بھی نہیں ملتے۔

(۶) اس مہینے میں شبِ قدر ہے' گزشتہ آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن رمضان میں آیا اور دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۔(پ۳۰' سورۃ القدر)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک ہم نے اسے شبِ قدر میں اُتارا۔

دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ شبِ قدر رمضان میں ہی ہے اور وہ غالباً ستائیسویں شب ہے کیونکہ لیلۃ القدر میں نو حروف ہے اور یہ لفظ سورہ قدر میں تین بار آیا' جس سے ستائیس حاصل ہوئے' معلوم ہوا کہ وہ ستائیسویں شب ہے۔

(۷) رمضان میں ابلیس قید کر لیا جاتا ہے' دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں' جنت آراستہ کی جاتی ہے' اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' اسی لیے ان دنوں میں نیکیوں کی زیادتی اور گناہوں کی کمی ہوتی ہے' جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ نفسِ امارہ یا اپنے ساتھی شیطان (قرین) کے بہکانے سے کرتے ہیں۔

(۸) رمضان کے کھانے پینے کا حساب نہیں۔

(۹) قیامت میں رمضان وقرآن روزہ دار کی شفاعت کریں گے کہ رمضان تو کہے گا: مولیٰ عزوجل! میں نے اسے دن میں کھانے پینے سے روکا تھا اور قرآن عرض کرے گا کہ یارب عزوجل! میں نے اسے رات میں تلاوت وتراویح کے ذریعے سونے سے روکا۔

(۱۰) حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رمضان المبارک میں ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے اور ہر سائل کو عطا فرماتے تھے، رب عزوجل بھی رمضان میں جہنمیوں کو چھوڑتا ہے، لہٰذا چاہیے کہ رمضان میں نیک کام کیے جائیں اور گناہوں سے بچا جائے۔

(۱۱) قرآن کریم میں صرف رمضان شریف ہی کا نام لیا گیا اور اسی کے فضائل بیان ہوئے، کسی دوسرے مہینے کا نہ صراحتاً نام ہے نہ ایسے فضائل، مہینوں میں صرف ماہِ رمضان کا نام قرآن شریف میں لیا گیا، عورتوں میں صرف بی بی مریم رضی اللہ عنہا کا نام قرآن میں آیا، صحابہ میں صرف حضرت سیدنا زید ابنِ حارثہ رضی اللہ عنہ کا نام قرآن میں لیا گیا، جس سے ان تینوں کی عظمت معلوم ہوئی۔

(۱۲) رمضان شریف میں افطار اور سحری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، یعنی افطار کرتے وقت اور سحری کھا کر یہ مرتبہ کسی اور مہینے کو حاصل نہیں۔

(۱۳) رمضان میں پانچ حروف ہیں، ر، م، ض، الف، ن۔ ر سے مراد رحمت الٰہی عزوجل، میم سے مراد محبت الٰہی عزوجل، ض سے مراد ضمانِ الٰہی عزوجل، الف سے امان الٰہی عزوجل، ن سے نورِ الٰہی عزوجل اور رمضان میں پانچ عبادت خصوصی ہوتی ہیں: روزہ، تراویح، تلاوتِ قرآن، اعتکاف، شبِ قدر میں عبادات، تو کوئی صدقِ دل سے یہ پانچ عبادت کرے وہ اُن پانچ انعاموں کا مستحق ہے۔ (تفسیر نعیمی ج ۲ ص ۲۰۸)

جنت سجائی جاتی ہے

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! رمضان المبارک کے استقبال کیلئے سارا سال جنت کو سجایا جاتا ہے، چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: بے شک جنت

ابتدائی سال سے آئندہ سال تک رمضان المبارک کیلئے سجائی جاتی ہے اور فرمایا: رمضان شریف کے پہلے دن جنت کے درختوں کے پیچھے سے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں پر ہوا چلتی ہے اور وہ عرض کرتی ہیں: اے پروردگارِ عزوجل! اپنے بندوں میں سے ایسے بندوں کو ہمارا شوہر بنا جن کو دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور جب وہ ہمیں دیکھیں تو اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۳۱۲، حدیث: ۳۶۲۳)

الحمدللہ عزوجل! جنت کی عظمت کی تو کیا بات ہے! کاش! ہمیں بے حساب بخش دیا جائے اور جنت الفردوس میں مدینے والے آقا، مکی اور مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پڑوس نصیب ہو جائے۔ الحمدللہ عزوجل! تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی اہلِ حق کی مدنی تحریک ہے، دعوتِ اسلامی والوں پر کیسی کیسی کرم نوازیاں ہوتی ہیں، اس کی ایک مدنی جھلک ملاحظہ ہو:

جنت میں آقا کے پڑوس کی بشارت

اسلامی بہنوں اور بھائیوں کو مفت درسِ نظامی (یعنی عالم کورس) کروانے کیلئے الحمدللہ عزوجل! دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام متعدد جامعات بنام جامعۃ المدینہ قائم ہیں۔

دو اندھیرے دُور

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ میں نے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دو نور عطا کئے ہیں تاکہ وہ دو اندھیروں کے ضرر (یعنی نقصان) سے محفوظ رہیں، سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: یا اللہ عزوجل! وہ دو نور کون کون سے ہیں؟ ارشاد ہوا: نورِ رمضان اور نورِ قرآن۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی:

دو اندھیرے کون کون سے ہیں؟ فرمایا: ایک قبر کا اور دوسرا قیامت کا۔

(دُرۃ الناصحین ص ۹)

پیاری اسلامی بہنو! دیکھا آپ نے خدائے حنان و منان عزوجل ماہِ رمضان کے قدر دان پر کس درجہ مہربان ہے، پیش کردہ دونوں روایتوں میں ماہِ رمضان کی کس قدر عظیم رحمتوں اور برکتوں کا ذکر کیا گیا ہے، ماہِ رمضان کا قدر دان روزے رکھ کر خدائے رحمٰن عزوجل کی رضا حاصل کر کے جنتوں کی ابدی اور سرمدی نعمتیں حاصل کرتا ہے، نیز دوسری حکایت میں دو نور اور دو اندھیروں کا ذکر کیا گیا ہے، اندھیروں کو دور کرنے کیلئے روشنی کا وجود ناگزیر ہے، خدائے رحمٰن عزوجل کے اس عظیم احسان پر قربان کہ اس نے ہمیں قرآن و رمضان کے دو نور عطا کر دیئے تاکہ قبر و قیامت کے ہولناک اندھیرے دور ہوں اور نور ہی نور ہو جائے۔

روزہ و قرآن شفاعت کریں گے

روزہ اور قرآن روزِ محشر مسلمان کیلئے شفاعت کا سامان بھی فراہم کریں گے، چنانچہ مدینے کے سلطان سردارِ دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: روزہ اور قرآن بندے کیلئے قیامت کے دن شفاعت کریں گے، روزہ عرض کرے گا: اے رب کریم عزوجل! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما! قرآن کہے گا: میں نے اسے رات کو سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اس کیلئے قبول کر، پس دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔

(مسند امام احمد ج ۲ ص ۵۸۶، حدیث: ۶۶۳۷)

بخشش کا بہانہ

امیر المؤمنین حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: اگر اللہ عزوجل کو امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عذاب کرنا مقصود

ہوتو ان کو رمضان اور سورہ قل ھو اللہ شریف ہر گز عنایت نہ فرماتا۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۲۱۶)

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روزِ جزا
دی اُن کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

لاکھ رمضان کا ثواب

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: جس نے مکہ مکرمہ میں رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسر آیا قیام کیا تو اللہ عزوجل اُس کیلئے اور جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور ہر دن میں نیکی اور ہر رات میں نیکی لکھے گا۔

(ابن ماجہ ج ۳ ص ۵۲۳ حدیث: ۳۱۱۷)

کاش! عید مدینے میں ہو!

پیاری اسلامی بہنو! اللہ کے حبیب، حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیارِ ولادت مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں کس قدر لطف و کرم فرمایا ہے کہ شاہِ انام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی غلام اگر ماہِ رمضان مکہ مکرمہ میں گزار لے اور وہیں روزے رکھے اور رات کو حسبِ توفیق نوافل وغیرہ ادا کرے وُہ سے دوسرے مقامات کے ایک لاکھ رمضان کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا اور ہر روز و شب ایک ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ایک ایک عظیم الشان نیکی مزید برآں۔ اے کاش! ہمیں بھی مکہ مکرمہ میں ماہِ رمضان گزارنے کی عظیم سعادت نصیب ہو جائے اور اُس میں خوب عبادت کرنے کی توفیق ملے اور پھر ماہِ رمضان گزار کر فوراً ہی عید منانے کیلئے اپنے میٹھے میٹھے آقا مکی و مدنی

مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ ضیابار پر حاضر ہو جائیں اور وہاں پر رو رو کر عیدی کی بھیک مانگیں اور سبز سبز گنبد کے مکین سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامت پرانوار سے ہم گنہگار عیدی پائیں، تو یہ سب کچھ اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرم ہی سے ممکن ہے۔

آقا عبادت پر کمربستہ ہو جاتے

پیاری اسلامی بہنو! ماہِ رمضان میں ہمیں اللہ عزوجل کی خوب خوب عبادت کرنی چاہیے اور ہر وہ کام کرنا چاہیے جس میں اللہ عزوجل اور اس کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا ہو، اگر اس پاکیزہ مہینے میں بھی کوئی اپنی بخشش نہ کرواسکا تو پھر کب کروائے گا؟ ہمارے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس مبارک مہینے کی آمد کے ساتھ ہی عبادتِ الٰہی عزوجل میں بہت زیادہ مگن ہو جایا کرتے تھے، چنانچہ ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب ماہ رمضان آتا تو میرے سرتاج صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ عزوجل کی عبادت کیلئے کمربستہ ہو جاتے اور سارا مہینہ اپنے بسترِ منور پر تشریف نہ لاتے۔

(الدرالمنثور ج ا ص ۴۴۹)

آقا مہینے میں خوب دعائیں مانگتے تھے

مزید فرماتی ہیں کہ جب ماہِ رمضان شریف آتا تو حضورِ اکرم نورِ مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز کی کثرت فرماتے اور خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگتے اور اللہ عزوجل کا خوف آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر طاری رہتا۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۳۱۰، حدیث: ۳۶۲۵)

آقا رمضان میں خوب خیرات کرتے

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! اس ماہِ مبارک میں خوب صدقہ و خیرات کرنا بھی سنت ہے، چنانچہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب ماہِ رمضان آتا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قیدی کو رہا کر دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۴۴۹)

سب سے بڑھ کر سخی

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی ہیں اور سخاوت کا دریا سب سے زیادہ اس وقت جوش پر ہوتا ہے جب کہ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ملاقات کیلئے حاضر ہوتے، جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام (رمضان المبارک کی) ہر رات میں ملاقات کیلئے حاضر ہوتے اور رسولِ کریم، رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان کے ساتھ قرآنِ عظیم کا دور فرماتے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ خیر کے معاملے میں سخاوت فرماتے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۹، حدیث: ۶)

ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

ہزار گنا ثواب

پیاری اسلامی بہنو! رمضان المبارک میں نیکیوں کا اجر بہت بڑھ جاتا ہے، لہٰذا کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ نیکیاں اس ماہ میں جمع کر لینی چاہئیں، چنانچہ حضرت سیدنا ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ماہ رمضان میں ایک دن کا روزہ رکھنا ایک ہزار دن کے روزوں سے افضل ہے

اور ماہِ رمضان میں ایک مرتبہ تسبیح کرنا (یعنی سبحان اللہ) کہنا اس ماہ کے علاوہ ایک ہزار مرتبہ تسبیح کرے (یعنی سبحان اللہ کہنے) سے افضل ہے اور ماہِ رمضان میں ایک رکعت پڑھنا غیر رمضان کی ایک ہزار رکعتوں سے افضل ہے۔ (الدر المنثور ج ا ص ۴۵۴)

جنتی دروازہ

حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہِ نبوت، مہر رسالت، شافعِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو رَیان کہا جاتا ہے، اس سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا، کہا جائے گا: روزے دار کہاں ہیں؟ پس یہ لوگ کھڑے ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور اس دروازے سے داخل نہ ہوگا، جب یہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا، بس پھر کوئی اس اس دروازے سے داخل نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۶۲۵، حدیث: ۱۸۹۶)

پیاری اسلامی بہنو! سبحان اللہ! روزہ داروں کا بھی خوب مقدر ہے بروزِ قیامت ان کا خصوصی اعزاز ہوگا، جانا جنت میں ہی ہے دیگر خوش قسمت بھی جوق در جوق داخل جنت ہو رہے ہوں گے مگر روزہ دار خصوصی طور پر باب الریان سے داخل ہوں گے۔

ایک روزے کی فضیلت

حضرت سیدنا سلمہ بن قیصر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولوں کے سالار، نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ خوشبودار ہے: جس نے ایک دن روزہ اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کیلئے رکھا، اللہ عزوجل اُسے جہنم سے اِتنا دور کر دے گا جتنا کہ ایک کوا جو اپنے بچپن سے اُڑنا شروع کرے یہاں تک کہ وہ بوڑھا ہو کر مر جائے۔ (مسند ابی یعلیٰ ج ا ص ۳۸۳، حدیث: ۹۱۷)

کوے کی عمر!

پیاری اسلامی بہنو! کوا لمبی عمر پانے والا پرندہ ہے غنیۃ الطالبین میں ہے: کہا جاتا ہے کہ کوے کی عمر پانچ سو سال تک ہوتی ہے۔

سرخ یاقوت کا مکان

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمانِ عظیم ہے: جس نے ماہِ رمضان کا ایک روزہ بھی خاموشی اور سکون سے رکھا، اس کے لئے جنت میں ایک گھر سرخ یاقوت یا سبز زبرجد کا بنایا جائے گا۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۴۶، حدیث: ۴۷۹۳)

جسم کی زکوٰۃ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان پُر سرور ہے: ہر شے کیلئے زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۴۷، حدیث: ۱۷۴۵)

سونا بھی عبادت ہے

حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مدینے کے تاجدار، دلبروں کے دلبر، محبوبِ ربِ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ منور ہے: روزہ دار کا سونا عبادت اور اس کی خاموشی تسبیح کرنا اور اس کی دعا قبول اور اس کا عمل مقبول ہوتا ہے۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۴۱۵، حدیث: ۳۹۳۸)

سبحان اللہ عزوجل! روزہ دار کس قدر بختور ہے کہ اُس کا سونا بندگی، خاموشی تسبیح خداوندی عزوجل، دعائیں اور اعمالِ حسنہ مقبولِ بارگاہِ الٰہی عزوجل ہیں۔

تیرے کرم سے اے کریم! کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہماری تنگ ہے تیرے یہاں کرم کی کمی نہیں

اعضاء کا تسبیح کرنا

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے سرتاج، صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو بندہ روزہ کی حالت میں صبح کرتا ہے اُس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے اعضاء تسبیح کرتے ہیں اور آسمانِ دنیا پر رہنے والے (فرشتے) اس کیلئے سورج ڈوبنے تک مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں، اگر وہ ایک یا دو رکعتیں پڑھتا ہے تو یہ آسمانوں میں اس کیلئے نور بن جاتی ہیں اور حُور عین (یعنی بڑی آنکھوں والی حوروں) میں سے اُس کی بیویاں کہتی ہیں: اے اللہ عزوجل! تو اسے ہمارے پاس بھیج دے ہم اس کے دیدار کی بہت زیادہ مشتاق ہے اور اگر وہ لا الٰہ الا اللہ یا سبحان اللہ یا اللہ اکبر پڑھتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اُس کا ثواب سورج ڈوبنے تک لکھتے ہیں ہیں۔

(شعب الایمان ج۳ ص۲۹۹، حدیث:۳۵۹۱)

سبحان اللہ عزوجل! سبحان اللہ عزوجل! سبحان اللہ عزوجل! روزہ دار کے تو وارے ہی نیارے ہیں کہ اس کیلئے آسمان کے دروازے کھلیں، اس کے جسم کے اعضاء اللہ عزوجل کی تسبیح کریں، آسمانِ دنیا پر رہنے والے ملائکہ غروبِ آفتاب تک اس کیلئے دعائے مغفرت مانگیں، نماز پڑھے تو اس کیلئے آسمان میں روشنی ہو اور حورِ عین یعنی بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جو اس کیلئے مقرر ہوئی ہیں وہ جنت میں اس کی آمد کا انتظار کریں، لا الٰہ الا اللہ یا سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہے تو ستّر ہزار فرشتے غروبِ آفتاب تک اس کا ثواب لکھیں۔

جہنم سے دوری

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولوں کے سالار، نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مُشکبار ہے: جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ عزوجل اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دے گا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۶۵، حدیث: ۲۸۴۰)

میٹھی اسلامی بہنو! جہاں روزہ رکھنے کے بے شمار فضائل ہیں وہیں بغیر کسی مجبوری کے رمضان المبارک کا روزہ ترک کرنے پر سخت وعیدیں بھی ہیں، رمضان شریف کا ایک روزہ جو بلا کسی عذر شرعی جان بوجھ کر ضائع کر دے تو اب عمر بھر بھی اگر روزے رکھتا رہے تب بھی اُس چھوڑے ہوئے ایک روزے کی فضیلت کو نہیں پا سکتا۔

ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والاتبار دو جہاں کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت وبغیر مرض افطار کیا (یعنی نہ رکھا) تو زمانہ بھر کا روزہ بھی اُس کی قضا نہیں ہوسکتا، اگرچہ بعد میں رکھ بھی لے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۳۸، حدیث: ۱۹۳۴)

یعنی وہ فضیلت جو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی تھی، اب کسی طرح نہیں پا سکتا، لہٰذا ہمیں ہرگز ہرگز غفلت کا شکار ہو کر روزہ رمضان جیسی عظیم الشان نعمت نہیں چھوڑنی چاہیے، جو لوگ روزہ رکھ کر بغیر صحیح مجبوری کے توڑ ڈالتے ہیں، اللہ عزوجل کے قہر وغضب سے خوب ڈریں۔

اُلٹے لٹکے ہوئے لوگ

حضرت سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ مدینہ، سلطانِ

باقرینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرماتے ہوئے سنا: میں سویا ہوا تھا تو خواب میں دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ پر لے گئے، جب میں پہاڑی کے درمیان حصے پر پہنچا تو وہاں بڑی سخت آوازیں آرہی تھیں، میں نے کہا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں، پھر مجھے اور آگے لے جایا گیا تو میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا کہ اُن کو اُن کے ٹخنوں کی رگوں میں باندھ کر (اُلٹا) لٹکایا گیا تھا اور اُن لوگوں کے جبڑے پھاڑ دیئے گئے تھے جن سے خون بہہ رہا تھا، تو میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ لوگ روزہ افطار کرتے تھے قبل اس کے کہ روزہ افطار کرنا حلال ہو۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج۹ص۲۸۶، حدیث: ۷۴۴۸)

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! رمضان کا روزہ بلا اجازتِ شرعی توڑ دینا بہت بڑا گناہ ہے، وقت سے پہلے جان بوجھ کر کسی صحیح مجبوری کے بغیر توڑ ڈالا۔ اس حدیث پاک میں جو عذاب بیان کیا گیا ہے وہ روزہ رکھ کر توڑ دینے والے کیلئے اور جو بلا عذرِ شرعی روزہ رمضان ترک کر دیتا ہے، وہ بھی سخت گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہے۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں اپنے قہر وغضب سے بچائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

روزہ نہ رکھنے کی مجبوریاں

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! بعض مجبوریاں ایسی ہیں جن کے سبب رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر یہ یاد رہے کہ مجبوری میں روزہ معاف نہیں، وہ مجبوری ختم ہو جانے کے بعد اس کی قضاء کرنا فرض ہے، البتہ قضاء کا گناہ نہیں ہوگا جیسا کہ بہارِ شریعت میں دُرِ مختار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سفر و حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوفِ ہلاکت و اِکراہ (یعنی اگر کوئی جان سے مار ڈالنے یا کسی عضو

کے کاٹ ڈالنے یا سخت مار مارنے کی صحیح دھمکی دے کر کہے کہ روزہ توڑ ڈال' اگر روزہ دار جانتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کہتا ہے وہ کر گزرے گا تو ایسی صورت میں روزہ فاسد کر دینا یا ترک کرنا گناہ نہیں' اِکراہ سے مراد یہی ہے) ونقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے عذر ہیں' ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔

(درمختار' ردالمحتار ج۳ ص۴۰۲)

سفر کی تعریف

دورانِ سفر بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے' سفر کی مقدار بھی ذہن نشین کر لیجئے' سیدی ومرشدی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت' مولٰینا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی تحقیق کے مطابق شرعاً سفر کی مقدار ساڑھے ستاون میل (یعنی تقریباً بانوے کلومیٹر) ہے جو کوئی اتنی مقدار کا فاصلہ طے کرنے کی غرض سے اپنے شہر یا گاؤں کی آبادی سے باہر نکل آیا وہ اب شرعاً مسافر ہے' اُسے روزہ قضاء کر کے رکھنے کی اجازت ہے اور نماز میں بھی وہ قصر کرے گا' مسافر اگر روزہ رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے مگر چار رکعت والی فرض نمازوں میں اُسے قصر کرنا واجب ہے' نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا اور جہالتاً (یعنی علم نہ ہونے کی وجہ سے) پوری (چار) پڑھی تو اس نماز کا پھیرنا بھی واجب ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ تخریج شدہ ج۸ ص۲۷۰)

یعنی معلومات نہ ہونے کی بناء پر آج تک جتنی بھی نمازیں سفر میں پوری پڑھی ہیں' ان کا حساب لگا کر چار رکعتی فرض قصر کی نیت سے دو دو لوٹانے ہوں گے' ہاں مسافر کو مقیم امام کے پیچھے فرض چار پورے پڑھنے ہوتے ہیں' سنتیں اور وتر لوٹانے کی ضرورت نہیں' قصر صرف ظہر' عصر اور عشاء کی فرض رکعتوں میں کرنا ہے یعنی ان میں چار رکعت فرض کی جگہ دو رکعت ادا کی جائیں گی' باقی سنتوں اور وتر کی رکعتیں پوری ادا کی جائیں گی' دوسرے شہر یا گاؤں وغیرہ پہنچنے کے بعد جب تک پندرہ دن سے کم

مدت تک قیام کی نیت تھی مسافر ہی کہلائے گا اور مسافر کے احکام رہیں گے اور اگر مسافر نے وہاں پہنچ کر پندرہ دن یا اُس سے زیادہ قیام کی نیت کرلی تو اب مسافر کے احکام ختم ہو جائیں گے اور وہ مقیم کہلائے گا' اب اسے روزہ بھی رکھنا ہوگا اور نماز بھی قصر نہیں کرے گا' سفر کے متعلق ضروری احکام کی تفصیلی معلومات حاصل کرنے کیلئے بہارِ شریعت حصہ چہارم کے باب: نمازِ مسافر کا بیان' کا مطالعہ فرمائیں۔

معمولی بیماری کوئی مجبوری نہیں

کوئی سخت بیمار ہو اور اُسے روزہ رکھنے کی صورت میں مرض بڑھ جانے یا دیر میں شفایابی کا گمان غالب ہو تو ایسی صورت میں بھی روزہ قضاء کرنے کی اجازت ہے' مگر آج کل دیکھا جاتا ہے کہ معمولی نزلہ' بخار یا سر درد کی وجہ سے لوگ روزہ ترک کر دیا کرتے ہیں' یا معاذ اللہ عزوجل رکھ کر توڑ دیتے ہیں' ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے' اگر کسی صحیح شرعی مجبوری کے بغیر کوئی روزہ چھوڑ دے اگرچہ بعد میں ساری عمر بھی روزے رکھے' اُس ایک روزے کی فضیلت کو نہیں پاسکتا۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! اس سے قبل کہ روزہ نہ رکھنے کے اَعذار (یعنی مجبوریوں) کا تفصیلی بیان کیا جائے' لفظ کرم کے تین حروف کی نسبت سے تین احادیثِ مبارکہ بیان کی جاتی ہیں:۔

سفر میں چاہے روزہ رکھو' چاہے نہ رکھو

(۱) اُم المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں: حضرت سیدنا حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بہت روزے رکھا کرتے تھے' انہوں نے تاجدارِ رسالت' محبوب رب العزت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: سفر میں روزہ رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاہے رکھو چاہے نہ رکھو۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۴۰' حدیث: ۱۹۴۳)

(۲) حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سولھویں رمضان المبارک کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم جہاد میں گئے، ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا، نہ تو روزہ داروں نے غیر روزہ داروں پر عیب لگایا اور نہ انہوں نے ان پر۔ (صحیح مسلم ص ۵۶۴، حدیث: ۱۱۱۶)

(۳) حضرت سیدنا انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے کے تاجدار، غریبوں کے غمگسار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان خوشگوار ہے: اللہ عزوجل نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھے) اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرما دیا (کہ اجازت ہے اُس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں)۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۷۰، حدیث: ۷۱۵)

فیضانِ اعتکاف

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ دلنشیں ہے:

جس نے مجھ پر صبح وشام دس دس مرتبہ دُرود پاک پڑھا، وہ قیامت کے دن میری شفاعت کو پائے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۳، حدیث: ۱۷۰۲۲)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! رمضان المبارک کی برکتوں کے کیا کہنے! یوں تو اس کی ہر گھڑی رحمت بھری اور ہر ساعت اپنے جلو میں بے پایاں برکتیں لئے ہوئے ہیں مگر اس ماہِ محترم میں شب قدر سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے، اسے پانے کیلئے ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ رمضان پاک کا پورا مہینہ بھی اعتکاف فرمایا اور آخری دس دن کا بہت زیادہ اہتمام تھا، یہاں تک کہ ایک بار کسی خاص عذر کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں

اعتکاف نہ کر سکے تو شوال المکرّم کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا۔
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۷۱، حدیث: ۲۰۳۱)

ایک مرتبہ سفر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعتکاف رہ گیا تو اگلے رمضان شریف میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۲، حدیث: ۸۰۳)

اعتکاف پُرانی عبادت ہے

پچھلی امتوں میں بھی اعتکاف کی عبادت موجود تھا، چنانچہ پارہ پہلا سورۃ البقرہ کی آیت: ۱۲۵ میں اللہ عزوجل کا فرمانِ عالی شان ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل (علیہما السلام) کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو، طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کیلئے۔

(پ ۱، البقرہ: ۱۲۵)

مسجدوں کو صاف رکھنے کا حکم ہے

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! نماز و اعتکاف کیلئے کعبہ مشرفہ کی پاکیزگی اور صفائی کا خود ربِ کعبہ عزوجل کی طرف سے فرمان جاری کیا گیا ہے۔ مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ مسجدوں کو پاک صاف رکھا جائے، وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے، یہ سنت انبیاء ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف عبادت ہے اور پچھلی امتوں کی نمازوں میں رکوع اور سجود دونوں تھے، یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں کا متولی ہونا چاہیے اور متولی صالح (پرہیزگار) انسان ہونا چاہیے، مزید آگے فرماتے ہیں: طواف و نماز و اعتکاف بڑی پرانی عبادتیں ہیں جو زمانہ ابراہیمی میں بھی تھیں۔ (نور العرفان ص ۲۹)

دس دن کا اعتکاف

اس کے بعد اللہ کے پیارے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول ہو گیا

کہ ہر رمضان شریف کے عشرۂ آخری (یعنی آخری دس دن) کا اعتکاف فرمایا کرتے اور اسی سنتِ کریمہ کو زندہ رکھتے ہوئے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن بھی اعتکاف فرماتی تھیں، چنانچہ ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میرے سرتاج، صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ (یعنی آخری دس دن) کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وفات (ظاہری) عطا فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اعتکاف کرتی رہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۶۴، حدیث: ۲۰۲۶)

عاشقوں کی دُھن

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! یوں تو اعتکاف کے بے شمار فضائل ہیں مگر عشاق کیلئے تو اتنی ہی بات کافی ہے کہ آخری عشرہ کا اعتکاف سنت ہے، یہ تصور ہی ذوق افزا ہے کہ ہم پیارے سرکار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک پیاری پیاری سنت ادا کر رہے ہیں، عاشقوں کی تو دھن ہی ہوتی ہے کہ فلاں فلاں کام ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا ہے بس اسی لئے ہمیں بھی کرنا ہے، مگر عمل کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے لئے کوئی شرعی ممانعت نہ ہو، مثلاً اعتکاف میں چارپائی بچھانا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے مگر ہم نہیں بچھا سکتے کہ نمازیوں کیلئے جگہ کی تنگی بھی ہوگی اور مسلمانوں کیلئے تشویش کا باعث بھی۔

اونٹنی کے ساتھ پھیرے لگانے کی حکمت

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت زیادہ متبعِ سنت تھے، انہیں جب بھی کوئی سنت معلوم ہو جاتی تو اس کی بجا آوری میں کسی قسم کی پس و پیش کا مظاہرہ نہ فرماتے، چنانچہ ایک بار کسی مقام پر آپ رضی اللہ عنہ اونٹنی کے ساتھ پھیرے لگا رہے

تھے، یہ دیکھ کر لوگوں کو تعجب ہوا، پوچھنے پر ارشاد فرمایا: ایک بار میں نے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہاں اسی طرح کرتے دیکھا تھا، لہٰذا آج میں اس مقام پر اُس ادائے مصطفےٰ کو ادا کر رہا ہوں۔ (الشفاء ج ۲ ص ۳۰)

بتاتا ہوں تم کو میں کر رہا ہوں میں پھیرے جو ناقے کو لگوا رہا ہوں
مجھے شادمانی اس بات کی ہے میں سنت کا اُن کی مزا پا رہا ہوں

ایک بار تو اعتکاف کر ہی لیں!

آقا کی سنتوں کے دیوانو! ہو سکے تو ہر برس ورنہ زندگی میں کم از کم ایک بار تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کر ہی لینا چاہیے اور یوں بھی مسجد میں پڑا رہنا بڑی سعادت ہے اور معتکف کی تو کیا بات ہے کہ رضائے الٰہی عزوجل پانے کیلئے اپنے آپ کو تمام مشاغل سے فارغ کر کے مسجد میں ڈیرے ڈال دیتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: اعتکاف کی خوبیاں بالکل ہی ظاہر ہیں کیونکہ اس میں بندہ اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کیلئے کلیۃً (یعنی مکمل طور پر) اپنے آپ کو اللہ عزوجل کی عبادت میں منہمک کر دیتا ہے اور ان تمام مشاغلِ دنیا سے کنارہ کش ہو جاتا ہے جو اللہ عزوجل کے قرب کی راہ میں حائل ہوتے ہیں اور معتکف کے تمام اوقاتِ حقیقۃً یا حکماً نماز میں گزرتے ہیں (کیونکہ نماز کا انتظار کرنا بھی نماز کی طرح ثواب رکھتا ہے) اور اعتکاف کا مقصودِ اصلی جماعت کے ساتھ نماز کا انتظار کرنا ہے اور معتکف ان (فرشتوں) سے مشابہت رکھتا ہے جو اللہ عزوجل کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ انہیں حکم ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیں اور ان کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو شب و روز اللہ عزوجل کی تسبیح (پاکی) بیان کرتے رہتے ہیں اور اس سے اُکتاتے نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۲)

ایک دن کے اعتکاف کی فضیلت

جو رمضان المبارک کے علاوہ بھی صرف ایک دن مسجد کے اندر اخلاص کے ساتھ اعتکاف کرے اُس کیلئے بھی زبردست ثواب کی بشارت ہے' چنانچہ اعتکاف کی ترغیب دلاتے ہوئے سرکارِ نامدار دوجہاں کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی کیلئے ایک دن کا اعتکاف کرے گا' اللہ عزوجل اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل کر دے گا' جن کی مسافت مشرق ومغرب کے فاصلے سے بھی زیادہ ہوگی۔ (الدرالمنثور ج ا ص ۴۸۶)

سابقہ گناہوں کی بخشش

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے:

من اعتكاف ايمانا وحسابا غفرله ما تقدم من ذنبه .

ترجمہ: جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اعتکاف کیا' اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(جامع صغیر ص ۵۱۶' حدیث: ۸۴۸۰)

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے اعتکاف

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مدینے کے سلطان' رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے' حضرت سیدنا نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے مسجد میں وہ جگہ دکھائی جہاں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم ص ۵۹۷' حدیث: ۱۱۷۱)

پیاری اسلامی بہنو! مسجد نبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جس جگہ ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مکی و مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اعتکاف کیلئے کھجور شریف کی لکڑی وغیرہ سے بنی ہوئی مبارک چارپائی بچھاتے تھے، وہاں بطور یادگار ایک مبارک ستون بنام ''استطوانۃ السریر'' آج بھی قائم ہے، خوش نصیب عشاق اُس کی زیارت کرتے اور حصولِ برکت کیلئے یہاں نوافل ادا کرتے ہیں۔

سارے مہینے کا اعتکاف

ہمارے پیارے اور رحمت والے آقا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ عزوجل کی رضا جوئی کیلئے ہر وقت کمربستہ رہتے تھے اور خصوصاً رمضان شریف میں عبادت کا خوب ہی اہتمام فرمایا کرتے، چونکہ ماہِ رمضان ہی میں شبِ قدر کو بھی پوشیدہ رکھا گیا ہے، لہٰذا اس مبارک رات کو تلاش کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک بار پورے ماہ مبارک کا اعتکاف فرمایا، چنانچہ حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک مرتبہ سلطان دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یکم رمضان سے بیس رمضان تک اعتکاف کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: میں نے شبِ قدر کی تلاش کیلئے رمضان کے پہلے عشرہ اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا پھر مجھے بتایا گیا کہ شبِ قدر آخری عشرہ میں ہے، لہٰذا تم میں سے جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے وہ کرلے! (صحیح مسلم ص ۵۹۴، حدیث: ۱۱۶۷)

تُرکی خیمے میں اعتکاف

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ترکی خیمے کے اندر رمضان المبارک کے پہلے عشرے کا اعتکاف فرمایا، پھر درمیانی عشرے کا، پھر سرِ اقدس باہر نکالا اور فرمایا: میں نے پہلے عشرے کا اعتکاف شبِ قدر تلاش کرنے کیلئے، پھر اسی مقصد کے تحت دوسرے عشرے کا اعتکاف

بھی کیا' پھر مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی کہ شبِ قدر آخری عشرے میں ہے' لہٰذا جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے وہ آخری عشرے کا اعتکاف کرے' اس لئے کہ مجھے پہلے شبِ قدر دکھادی گئی تھی پھر بھلادی گئی' اور اب میں نے یہ دیکھا ہے کہ شب قدر کی صبح کو گیلی مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں' لہٰذا اب تم شبِ قدر کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو' حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شب بارش ہوئی اور مسجد شریف کی چھت مبارک ٹپکنے لگی' چنانچہ اکیس رمضان المبارک کی صبح کو میری آنکھوں نے میٹھے میٹھے آقا مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشانی مبارک پہ پانی والی گیلی مٹی کا نشان عالی شان تھا۔ (مشکوۃ ج ۱ص ۳۹۲' حدیث: ۲۰۸۶)

اعتکاف کا مقصدِ عظیم!

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! ہمیں بھی اگر ہر سال نہ سہی کم از کم زندگی میں ایک بار اس ادائے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ادا کرتے ہوئے پورے ماہ رمضان المبارک کا اعتکاف کر لینا چاہئے' رمضان المبارک میں اعتکاف کرنے کا سب سے بڑا مقصد شبِ قدر کی تلاش ہے اور راجح (یعنی غالب) یہی ہے کہ شبِ قدر رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں ہوتی ہے' اس حدیث مبارک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس بات شبِ قدر اکیسویں شب تھی' مگر یہ فرمانا کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرو' اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ شب قدر بدلتی رہتی ہے یعنی کبھی اکیسویں' کبھی تیئیسویں' کبھی پچیسویں' کبھی ستائیسویں' کبھی انتیسویں شب' مسلمانوں کو شب قدر کی سعادت حاصل کرنے کیلئے آخری عشرہ کے اعتکاب کی ترغیب دلائی گئی ہے' کیوں کہ معتکف دسوں دن مسجد میں ہی پڑا رہتا ہے اور ان دس دنوں میں کوئی بھی ایک رات شب قدر ہوتی ہے' لہٰذا وہ یہ شب مسجد میں گزارنے میں کامیاب ہو

جاتا ہے' ایک اور نکتہ اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسولِ پاک' صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خاک پر سجدہ ادا فرمایا' جبھی تو خاک کے خوش نصیب ذرات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانی پیشانی سے بے تابانہ چمٹ گئے تھے۔

بلا حائل زمین پر سجدہ کرنا مستحب ہے

اللہ اکبر عزوجل! ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کس قدر سادگی پسند ہیں' یقیناً اللہ عزوجل کے حضور سجدہ میں اپنی پیشانی خاک پر رکھنا اور پیشانی سے خاکِ پاک کے ذرات کا چمٹ جانا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بہت بڑی عاجزی ہے۔ فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: زمین پر بلا حائل (یعنی مصلّی' کپڑا وغیرہ نہ ہوئیوں) سجدہ کرنا مستحب ہے۔ (مراقی الفلاح حصہ ۳ ص ۸۵) مکاشفۃ القلوب میں ہے: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ صرف مٹی ہی پر سجدہ کرتے تھے۔

(مکاشفۃ القلوب ص ۱۸۱)

دو حج اور دو عمروں کا ثواب

امیر المؤمنین حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ محمد مصطفیٰ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ خوشنما ہے:

مَن اعتکاف فی رمضان کان حجتین و عمرتین ۔

ترجمہ: جس نے رمضان المبارک میں (دس دن کا) اعتکاف کرلیا وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔

گناہوں سے تحفظ

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلطانِ ذی شان رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ تحفظ نشان ہے:

هو یعتکف الذنوب الذی له من الحسنات لعامل الحسنات کلها ۔

ترجمہ: اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کیلئے تمام نیکیاں لکھی جاتی ہیں جیسے ان کے کرنے والے کیلئے ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۶۵، حدیث: ۱۷۸۱)

بغیر کئے نیکیوں کا ثواب

پیاری اسلامی بہنو! اعتکاف کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جتنے دن مسلمان اعتکاف میں رہے گا، گناہوں سے بچا رہے گا اور جو گناہ وہ باہر رہ کر کرتا، ان سے بھی محفوظ رہے گا لیکن یہ اللہ عزوجل کی خاص رحمت ہے کہ باہر رہ کر جو نیکیاں وہ کیا کرتا تھا، اعتکاف کی حالت میں اگرچہ وہ ان کو انجام نہ دے سکے گا مگر پھر بھی وہ اس کے نامہ اعمال میں بدستور لکھی جاتی رہیں گی اور اسے ان کا ثواب بھی ملتا رہے گا، مثلاً کوئی اسلامی بھائی مریضوں کی عیادت کرتا تھا اور اعتکاف کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکا تو وہ اس کے ثواب سے محروم نہیں ہوگا بلکہ اس کو ویسا ہی ثواب ملتا رہے گا جیسے وہ خود اس کو انجام دیتا رہا ہو۔

روزانہ حج کا ثواب

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: معتکف کو ہر روز ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۴۲۵، حدیث: ۳۹۶۸)

اعتکاف کی تعریف

مسجد میں اللہ عزوجل کی رضا کیلئے بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا اعتکاف ہے، اس کیلئے مسلمان کا عاقل اور جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے، بلوغ شرط نہیں، نابالغ بھی جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیتِ اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو اُس کا اعتکاف صحیح

ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۱)

اعتکاف کے لفظی معنیٰ

اعتکاف کے لغوی معنیٰ ہیں: دھرنا مارنا' مطلب یہ ہے کہ معتکف اللہ رب العزت عزوجل کی بارگاہِ عظمت میں اُس کی عبادت پر کمربستہ ہوکر دھرنا مار کر پڑا رہتا ہے' اس کی یہی دُھن ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کا پروردگار عزوجل اس سے راضی ہوجائے۔

اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

حضرت سیدنا عطاء خراسانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

معتکف کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کے در پر آپڑا ہو اور یہ کہہ رہا ہو: یا اللہ رب العزت عزوجل! جب تک تو میری مغفرت نہیں فرمادے گا میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۴۲۶' حدیث: ۳۹۷۰)

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

(حدائق بخشش)

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اعتکافِ واجب (۲) اعتکافِ سنت (۳) اعتکافِ نفل۔

اعتکافِ واجب

اعتکاف کی نذر (یعنی منت) مانی یعنی زبان سے کہا: میں اللہ رب العزت عزوجل کیلئے فلاں دن یا اتنے دن کا اعتکاف کروں گی' تو اب جتنے بھی دن کا کہا اُتنے دن کا اعتکاف کرنا واجب ہوگیا' یہ بات خاص کر یاد رکھئے کہ جب کبھی کسی بھی قسم کی منت مانی جائے اُس میں یہ شرط ہے کہ منت کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں'

صرف دل ہی دل میں منت کر لینے سے منت صحیح نہیں ہوتی (ایسی منت کا پورا کرنا واجب نہیں ہوتا)۔ (ردُالمحتارج ۳ص ۴۳۰)

اعتکافِ سنت

سنت کا اعتکاف مرد مسجد میں کرے اور عورت مسجد بیت میں، اس میں روزہ بھی شرط ہے (عورت گھر میں جو جگہ نماز کیلئے مخصوص کر لے، اسے مسجد بیت کہتے ہیں)۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

(دُرمختار وردالمحتارج ۳ص ۴۳۰)

یعنی پورے شہر میں سے کسی ایک نے کرلیا تو سب کی طرف سے ادا ہو گیا اور اگر کسی ایک نے بھی نہ کیا تو سبھی مجرم ہوئے۔ (بہارِ شریعت، حصہ پنجم ص ۱۵۲)

اس اعتکاف میں یہ ضروری ہے کہ رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے مسجد کے اندر بہ نیت اعتکاف موجود ہو اور انتیس کے چاند کے بعد یا تیس کے غروبِ آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔ (بہارِ شریعت، حصہ پنجم ص ۱۵۱)

اگر ۲۰ رمضان المبارک کو غروبِ آفتاب کے بعد مسجد میں داخل ہوتے تو اعتکاف کی سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی بلکہ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو چکے تھے مگر نیت کرنا بھول گئے تھے یعنی دل میں نیت ہی نہیں تھی (نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں) تو اس صورت میں بھی اعتکاف کی سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی، اگر غروبِ آفتاب کے بعد نیت کی تو نفلی اعتکاف ہو گیا، دل میں نیت کر لینا ہی کافی ہے، زبان سے کہنا شرط نہیں، البتہ دل میں نیت حاضر ہونا ضروری ہے، ساتھ ہی زبان سے بھی کہہ لینا زیادہ بہتر ہے۔

اعتکاف کی نیت اس طرح کیجئے:

میں اللہ عزوجل کی رضا کیلئے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے سنتِ

اعتکاف کی نیت کرتا ہوں!

اعتکافِ نفل

نذر اور سنت مؤکدہ کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب (یعنی نفلی) وسنت غیر مؤکدہ ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۵ ص ۱۵۲)

اس کیلئے نہ روزہ شرط ہے نہ کوئی وقت کی قید' جب بھی مسجد میں داخل ہوں اعتکاف کی نیت کر لیجئے' جب تک مسجد میں رہیں گے کچھ پڑھیں یا نہ پڑھیں' اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا' جب مسجد سے باہر نکلیں گے اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذہب مفتیٰ بہ پر (نفلی) اعتکاف کیلئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے' جب سے داخل ہو باہر آنے تک (کیلئے) اعتکاف کی نیت کرے' انتظارِ نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ تخریج شدہ ج ۵ ص ۶۷۴)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: جب مسجد میں جائے اعتکاف کی نیت کر لے جب تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ (ایضاً ج ۸ ص ۹۸)

اعتکاف کی نیت کرنا کوئی مشکل کام نہیں' نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں اگر دل ہی میں آپ نے ارادہ کر لیا کہ میں سنتِ اعتکاف کی نیت کرتی ہوں' یہی کافی ہے اور اگر دل میں نیت حاضر ہے اور زبان سے بھی یہی الفاظ ادا کر لیں تو زیادہ بہتر ہے' مادری زبان میں بھی نیت ہو سکتی ہے اور اگر عربی میں نیت یاد کر لیں تو زیادہ مناسب ہے' ہو سکے تو آپ یہ عربی نیت یاد کر لیں جیسا کہ الملفوظ حصہ ۲ ص ۲۷۲ پر ہے:

نَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَافِ ۔

مسجد نبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے قدیم اور مشہور دروازہ "باب الرحمت" سے داخل ہوں تو سامنے ہی ستون مبارک ہے اُس پر یاد دہانی کیلئے قدیم

زمانے سے نمایاں طور پر "نَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَافِ" لکھا ہوا ہے۔

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! جب بھی آپ کسی عبادت مثلاً نماز' روزہ' احرام' طوافِ کعبہ وغیرہ کی عربی میں نیت کریں تو اس بات کا خاص خیال رکھئے کہ اس عربی عبارت کے معنی بھی آپ سمجھ رہے ہوں' کیونکہ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں' اگر آپ نے رٹی ہوئی عربی نیت کے الفاظ ادا کر لئے یا کتاب میں دیکھ کر پڑھ لئے اور دھیان کسی اور طرف لگا ہوا تھا اور ارادہ دل میں موجود نہ تھا تو نیت سرے سے ہوگی ہی نہیں' مثلاً آپ مسجد میں داخل ہو کہ "نَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَافِ" کہیں تو دل میں بھی ارادہ ہونا لازمی ہے کہ میں یہ اعتکاف کی نیت کر رہا ہوں' یہ بات خاص طور پر ذہن نشین کر لیں کہ یہ آخری عشرہ رمضان المبارک کا اعتکاف نہیں یہ نفلی اعتکاف ہے اور ایک لمحہ کیلئے بھی کیا جاسکتا ہے' آپ جب بھی مسجد میں باہر نکلیں گے' یہ نفلی اعتکاف اُسی وقت ختم ہو جائے گا۔

الحمدللہ! دعوتِ اسلامی کے مُشکبار مدنی ماحول میں پردہ کرنے اور فیشن کی نحوست سے بچنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کے ذریعے کلمۂ حق بلند کر رہی ہیں۔ آپ بھی اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجئے۔ ان شاء اللہ! اس کی برکت سے آپ کو بھی غفلت بھری زندگی سے بیداری کا ذہن ملے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

پیاری پیاری اسلامی بہنو!

الحمدللہ! دعوتِ اسلامی کے مُشکبار مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں۔ کیونکہ سنتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ہی ہماری بھلائی ہے۔

رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے میری سنت سے محبت کی، اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰)

پس جو اسلامی بہنیں فیشن کی نحوست چھوڑ کر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے رشتہ جوڑ لیں گی، تو ان شاء اللہ! بارگاہِ رب العزت میں سرخرو ہو جائیں گی، بنتِ رسول سیّدہ زہرا بتول رضی اللہ عنہا کے نقشِ قدم پر چلیں گی تو دونوں جہان میں عزت پائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو غفلت بھری زندگی سے بیدار فرمائے، اور دعوتِ اسلامی کے ساتھ مل کر گلی گلی گھر گھر نیکیاں پھیلانے اور برائیاں مٹانے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن۔

سیرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

قریب قریب تشریف رکھئے، ہوسکے تو دوزانو بیٹھ جائیے، نگاہیں نیچی کئے، توجہ کے ساتھ درس و بیان سننے کی عادت بنائیے، کہ باتیں کرتے ہوئے، کچھ وِرد پڑھتے ہوئے، لاپرواہی کے ساتھ، اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، زمین پر اُنگلی کے ساتھ کھیلتے ہوئے، لباس یا بالوں کو سہلاتے ہوئے، سننے سے اس کی برکتیں زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔

فضیلت دورد پاک

سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر و معنبر پسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود وسلام پڑھنے کے بے شمار فضائل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: جس نے مجھ پر شبِ جمعہ (یعنی جمعرات) اور جمعہ کے دن ۱۰۰ بار دُرود پڑھا، اللہ عزوجل اُس کی ۱۰۰ حاجات پوری فرمائے گا۔ (تفسیر در منثور ج ۲ ص ۶۰۴)

اوہدی ذات تے ہر ویلے پھل چڑھدے دُروداں دے
چرچا میرے آقا ﷺ دا پیا شام و سحر ہووے

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۔(الاحزاب پ۲۲)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ ۔

ترجمہ! اے نبی کی بیویو! تم تمام عورتوں میں بے مثل ہو۔

شمع تاباں عرش آستاں نبی غمگساران نبی طبع دان نبی
راحت قلب و روح روان نبی بنت صدیق آرام جان نبی
اس مریم برأت پر لاکھوں سلام

عظمتِ حسنِ معمور جن کی گواہ عفت ذات مشور جن کی گواہ
شانِ رب چشم بددور جن کی گواہ یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پرنور صورت پہ لاکھوں سلام

جن سے اپنی نگاہیں ہوائیں چرائیں دیکھنے کا تصور بھی دل میں نہ لائیں
جن کے پردے کا پرتو فرشتے نہ پائیں جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
ان سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام

میری قابل صد احترام اور لائقِ آداب وسلام بہنو!

آج آپ کی خدمت میں حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت سیدنا ابوبکر صدیق خلیفہ بلافصل رضی اللہ عنہ کی شانِ ارفع واعلیٰ میں سے چند باتیں عرض کرنے کیلئے حاضر ہوں، یہ میری خیرو بختی اور خوش نصیبی ہے کہ آج کی محفل پاک میں مجھے تمام مؤمنین ومؤمنات، مسلمین ومسلمات کی اس عظمت نشان ماں کی بارگاہِ نفاست وطہارت میں اپنی قلبی محبت کو الفاظ وکلمات کی صورت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے، جن کے فضائل وشمائل، عادات وخصائل، محامد ومحاسن اور مناقب کا شمار ممکن نہیں، آپ بھی بڑی خوش قسمت اور بلند بخت ہیں کہ اپنی حقیقی ماؤں

سے بھی زیادہ حقیقی، پیاری اور لاکھوں آداب و احترام کے لائق ماں کی محفل پاک کو سجائے بیٹھی ہیں۔

وہ ماں جسے اللہ تعالیٰ نے از خود تمام مؤمنین و مؤمنات کی ماں ہونے کا اعلان قرآن مجید میں فرمایا!

وہ ماں جس کی تصویر، مصورِ حقیقی نے سبز ریشمی دوپٹے پہ سجا کر قبل از نکاح بدست جبریل امین بارگاہِ رسالت مآب میں بھیجی!

وہ ماں جس کا نکاح آسمان پر ربِ جلیل نے اپنے محبوب سے فرمایا!

وہ ماں جس نے صداقت کی گود میں آنکھ کھولی!

وہ ماں جسے اسلام و ایمان نے اپنے جلو میں پایا!

وہ ماں جس پر رسالت کو ناز تھا!

وہ ماں جس پر شرافت کو ناز تھا!

وہ ماں جس پر طہارت کو ناز تھا!

وہ ماں جس پر نجابت کو ناز تھا!

وہ ماں جس پر سخاوت کو ناز تھا!

وہ ماں جس پر عدالت کو ناز تھا!

وہ ماں جس پر شجاعت کو ناز تھا!

وہ ماں جس پر صحابیات کو ناز تھا!

وہ ماں جس پر امہات المؤمنین کو ناز تھا!

وہ ماں جس پر ازواج رحمۃ للعلمین کو ناز تھا،

وہ ماں جو حبیبہ حبیبِ خدا ہے!

وہ ماں جو نازشِ عرشِ علیٰ ہے!

وہ ماں جس کی عصمت پر سورہ نور گواہ ہے!

وہ ماں جس کا حجرہ مبارک پر گنبد خضراء ہے!

وہ ماں جس کا کاشانۂ اقدس آرامگاہ مصطفیٰ ہے!

وہ ماں جس کا گھر روضة من ریاض الجنۃ ہے!

وہ ماں جس کا در بلند تر سدرۃ المنتہیٰ ہے!

وہ ماں جو بیک وقت عالمہ فاضلہ عابدہ صالحہ زاہدہ متقیہ موقفہ مؤمنہ محسنہ طاہرہ مطہرہ ساجدہ مجتہدہ محدثہ مفسرہ سیدہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا!

سبحان اللہ! اس بے مثل ماں کی شان و رفعت کے کیا کہنے جب امہات المؤمنین بے مثل اور بے مثال ہیں تو جن کی نسبت قدسیہ سے کائنات میں نبی کریم کی ازواجِ مطہرات کو بے مثلیت کی شان عطا ہوئی وہ از خود کیسے بے مثل ہوں گے آج تک دنیا بھر میں کسی خاتون نے کسی عورت نے کسی بچی نے کسی دوشیزہ نے کسی عروسہ نے کسی دلہن نے کسی بڑھیا نے ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین کو اپنی مثل نہ جانا نہ مانا نہ کہا صنفِ نازک کا اس سلسلہ میں عقیدہ کتنا ٹھوس مستحکم اور مضبوط ہے کہ نبی کریم کی بیویوں کی مثل کائنات میں کوئی بھی عورت نہیں خواہ کتنی حسینہ ہو جمیلہ ہو حسن و جمال کی پیکر ہو نہ صورت میں ان کی مثل نہ سیرت میں ان کی مثل نہ کردار میں ان کی مثل نہ وقار میں ان کی مثل تو اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ وہ اس بے مثل محبوب حضور پُر نور سیّد عالم نبی کریم رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل و مثال کون ہو سکتا ہے عورتیں اس سلسلہ میں مردوں سے نمبر لے گئیں کہ آج تک کسی خاتون نے عائشہ صدیقہ کے مثل ہونے کا دعویٰ نہ کیا

کسی خاتون نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو اپنی مثل نہ کہا

اُم حبیبہ کی طرح کوئی خاتون نہ بن سکی

حفصہ کی مثال بننے کا کسی کو یاد نہ ہو!

الغرض! خواتین اسلامیہ اس بات پر نہایت ثابت قدمی سے قائم ہیں کہ جہان بھر کی کوئی بھی عورت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج کی نہ مثل ہے نہ ہو سکتی ہے، مگر اس کے برعکس کتنے ہی ایسے بدنصیب مرد بر شکل انسان شیطانی راگ الاپ رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو ہماری ہی طرح بشر تھے' وہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی بڑا بھائی یا گاؤں کا چودھری' انہیں تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں' بس وہ عام بشروں کی طرح ایک بشر ہی تھے' فرق صرف اتنا ہے کہ ان پر وحی نازل ہوتی تھی' بس وہ ہماری طرح بشر تھے اور ہم ان کی مثل وہ ہماری مثل۔

ڈب ڈب مر جاؤ مردو سارے زناں گیاں لنگ اگے
ایس بھلیائی دے شہزادے داغ اجے نہ گئے

ایسے کمینے مردوں سے تو عورتیں ہی اچھی نہیں جو اپنے حبیب لبیب جناب محمد مجتبیٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت رکھنے والی بیویوں کو بھی اپنی مثل کہنا دائرۂ ایمان واسلام سے باہر ہو جانا تصور کرتی ہیں' وہ مرد کتنے بدنصیب ہیں' وہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں' رسول و نبی ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں اور پھر اسی رسول و نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی مثل محض ایک بشر ہونے کا شد و مد سے اعلان و اظہار کرتے رہتے ہیں' بلکہ اس کی تبلیغ کرنے میں ہلکان ہیں' بات ذرا طول پکڑ گئی' حضرت سیدہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے سے قبل ہم مؤمنین و مؤمنات کی اس مقدس ماں سے عرض کرتے ہیں: امی جان! ذرا آپ ہی رہنمائی فرمایئے' براہ کرم! امی جان! آپ ہی ہمیں اپنے سرتاج آقا و مولیٰ احمد مختار سید و سردار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق فرمایئے' وہ کیسے تھے؟ مبارک ہو میری بہنو! لیجئے آپ کی گزارش کو شرفِ قبولیت کا شرف عطا ہوا اور ہماری درخواست نے قبولیت کا شرف

عطا ہوا اور ہماری درخواست نے قبولیت کا جامہ پہن لیا' سنئے سنئے! آپ کی مقدسہ مطہرہ عائشہ صدیقہ والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں:

ایک آسمانی آفتاب ہے اور ایک میرا دل جانی آفتاب ہے' لیکن آسمانی آفتاب سے میرا دل جانی آفتاب کہیں احسن واجمل ہے'

لوگوں کا آفتاب تو بعد از فجر طلوع ہوتا ہے مگر میرا وہ آفتاب ہے جو بعد از عشاء جلوہ فرما ہوتا ہے' یعنی آفتابِ رسالت مصطفویہ کی جلوہ گری ضوفشانی نورافگنی رات اپنے عروج پر ہوتی ہے' بالفاظِ دیگر آفتابِ رسالت کبھی غروب ہوتا ہی نہیں' نیز حضرت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے کسی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا ذکر کیا اور حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کا حسنِ یوسفی پر فریفتہ ہو جانے کی بات کی تو آپ سے رہا نہ کیا اور یہ نفیس شعر فی البدایہ ارشاد فرمایا:

لوافی زلیخا لو داتین حیینہ

لاثرن بالقنع القلوب علی الیہ

حضرت زلیخا کو ملامت کرنے والی (مصر کی) عورتیں اگر حسنِ محمدی کی ایک جھلک دیکھ پاتیں تو اپنے ہاتھ کاٹنے کے بجائے دلوں کو چیر کر رکھ دیتیں۔

مل لیندی نہ یوسف نوں خود آپ ہی کو جاندی
کر لیندی زلیخا جے دیدار محمد ﷺ دا
جتن دی وی خواہش نہیں مولیٰ یہ تمنا اے
اک وار میں ویکھ لواں رخسار محمد ﷺ دا
کدی خواب چ ہو جاوے دیدار محمد ﷺ دا
دن رات میں کردی رہواں اظہار محمد دا
پر ہوون تے اڈ جاواں اک پل نہ رہواں ایتھے

جا ویکھاں مدینے وچ دربار محمد ﷺ دا
بے مثل نبی سوہنے رکھے جو عقیدہ ایہہ
اوہ بخشیا جاوے گا حب دار محمد ﷺ دا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ

میری بہنو! کیا عرض کروں! رواں جان کے ذکر نے مجھے اتنا سرشار کر دیا کہ تمہیدی کلمات میں ہی مست ہو کر رہ گئی' اب ایک بار پھر وہی آیت کریمہ سماعت فرمایئے جسے میں نے اپنی تقریر کا عنوان بنایا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۔

اے نبی کی بیویو! تم تمام جہان کی عورتوں سے بے مثل ہو۔

میری بہنو! آیئے ہم سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اور غلامی پر جتنا فخر و ناز کریں کم ہے' ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ کس آقا کی کنیزیں ہیں' کس مخدوم کی خادمائیں' کس مالک و دانا کے در کی مانگت ہیں' کس مولیٰ کی نیازمند ہیں' کس شہنشاہ کے در کی بھکارن ہیں' کس محبوب کی محب ہیں اور کسی معشوق کی پرستار ہیں۔

سبحان اللہ! ہم اس محبوب کی مدح خواں ہیں جس کی نسبت اور تعلق سے حبشی عربی بنے' کانٹے پھول ہوئے تھے' خربوزے اور زہر شہد سے بدل گئے' جن کی نگاہِ لطف سے مشرک مؤمن کافر مسلم ہوئے' جن کی نظر کرم سے ادنیٰ' اعلیٰ اور اعلیٰ اولیٰ کی منزل تک جا پہنچے' اس لئے کہ جس کو بھی حضور پرنور سے ہوئی وہ بے مثال و بے مثل ہوتا گیا' کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ہر چند کہ میں نقش کف پا بھی نہیں ہوں
نازاں ہوں کہ نسبت ہے مجھے نام سے تیرے

میری بہنو! غور سے تلاوت کردہ آیت کریمہ پر نظر رکھئے اور نسبت خاص کے کمال و جمال کی لذت چکھئے! خداوند قدس اپنے حبیب پاک کی ازواجِ مطہرات کو نہایت پیار سے خطاب فرماتا ہے: ''یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ'' یعنی اے نبی کی بیویو! تم تمام جہان کی عورتوں میں بے مثل ہو، تمہاری عورتوں میں کوئی بھی عورت نہیں ہے، اوّل سے آخر تک کسی ایک عورت کی کیا مجال ہے کہ آپ کی ہمسری و مثلیت کا دم بھر سکے۔

کوئی شہزادی ہو، کوئی ملکہ ہو — کوئی صفیہ ہو کوئی جمیلہ ہو
کوئی محبوبہ ہو کوئی مطلوبہ ہو — کوئی عابدہ ہو کوئی زاہدہ ہو
کوئی حافظہ ہو کوئی عالمہ ہو — کوئی محدثہ ہو کوئی مفسرہ ہو

الغرض! کوئی کیسی ہی نسبت رکھتی ہو مگر جس نسبت سے خاص سے تمہیں مخصوص کر دیا گیا ہے، یہ نسبت کسی خاتون کو نہ حاصل ہوئی نہ ہی ہو سکے گی کیونکہ تمہاری نسبت اس خاص ذات صفات سے ہے جو ہر اعتبار، ہر لحاظ، ہر بات اور ہر وصف میں ہر ایک سے منفرد و ممتاز ہے، جو بے مثل بھی ہیں اور بے مثال بھی، ایک بار اس بے مثال محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کیجئے!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میری بہنو! یہ بات اپنے دل پر نقش کر لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام حرم، اہل بیعت ہیں کیونکہ اہل بیعت کا معنی ہے: گھر والے، اور حضور پرنور کی تمام بیویاں گھر والی ہیں، لہٰذا روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام بیویوں اہل بیت نبوت و رسالت ہیں، اب آیت کریمہ کے پہلے کلمات کی طرف

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ'' اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویو! اندازِ تخاطب پر غور کریں یا صرف ندا ہے اور اسی حرف ندا سے اللہ تعالیٰ یہاں ازواجِ مطہرات مصطفیٰ کو خطاب فرما کر انہیں بے مثل قرار دے دیا ہے اور کہیں براہِ راست اپنے پیارے حبیب کو اسی ندا سے پکارتا ہے:

''یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ، یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ، یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ، یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ، یٰسٓ''

جس سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ ایسے اندازِ خطاب سے لوازمات نبوت کو اپنانے کی تاکید کی جارہی ہے، پتہ چلا کہ محبوب اور محبوب کی نسبت پانے والوں کو کلمہ یا سے پکارنا سنتِ الٰہیہ اور منشائے خداوندی ہے، اس لئے جملہ سنی مرد و زن اپنے پیارے نبی کو یا نبی اللہ! یا حبیب اللہ! یا رسول اللہ! یا محبوب اللہ! کہتے ہوئے پکارتے ہیں اور اپنے ایمان وایقان کی دولت میں اضافہ کرتے ہیں، بعض لوگ ان محبت بھرے کلمات ندائیہ سے انکار کرتے ہیں اور آتشِ بغض وحسد سے جلتے رہتے ہیں، اسی بناء پر امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اہل عشق ومحبت سے فرماتے ہیں:

غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے!

اسی لئے میری تو بارگاہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہی گزارش ہے، یہی التماس، خواہش اور التجا ہے:

کراں میں تیریاں تھاتھاں تے باتاں یا رسول اللہ!
گزاراں اس وظیفے وچ میں راتاں یا رسول اللہ!
میں ہر محفل سجاواں، پڑھدی نعتاں یا رسول اللہ!
کراں میں پیش انجو ای سوغاتاں یا رسول اللہ!

القصہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت وتعلق کے صدقے امہات

المؤمنین، ازواجِ مطہرات، سیّد المرسلین کے اس قدر مدارج ومراتب ہیں کہ قرآن مجید ان کی عفت وعصمت اور طہارت وپاکیزگی کا اعلان فرماتے ہوئے انہیں مؤمنین کی مائیں قرار دیتا ہے: ''مَا اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں، خاص کر حضرت سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، تو وہ اُم المؤمنین ہیں جن کی شان میں سورہ نور نازل ہوئی جن کے گھر کو رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک اپنا مستقل مسکن بنایا ہے، حضور پرنور آج بھی صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کے گھر جلوہ فرما ہیں، جہاں ستّر ہزار فرشتے ہر دن اور ستّر ہزار فرشتے ہر رات کو صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کیلئے حاضر ہوتے رہتے ہیں اور جس گھر کی زیارت سے زائرین کو جنتی ہونے کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے، جسے روضۃ من ریاض الجنۃ کی سعادت ابدی سے متعارف کرایا۔

اس طرح روضہ نور، اس طرف منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی کیاری پیاری پیاری واہ واہ

میری بہنو! یہ وہ بے مثل، پاکباز، پاکیزہ خیال محبوبِ خدا کی محبوب بیویاں اور ایمان والوں کی مقدس مائیں ہیں، جنہیں ہر دم، ہر لحہ، ہر ساعت، ہر گھڑی دامن محبوب سے وابستگی حاصل تھی اور ہے انہیں محبوبِ اکرم کا وہ قرب مطلق حاصل ہے جو انہیں کا ازلی، ابدی، سرمدی حصہ بنا، روزِ حشر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہا حضور پُرنور کی معیت میں ہوں گی، وہ وہی ہوں گی جہاں شافع محشر ہوں گے، اللہ اللہ! سبحان اللہ! حضور پُرنور کی ازواجِ مطہرات کی کس قدر شان ورخصت اور عظمت ومرتبت ہے، جہاں کسی کا وہم وگمان اور تصور وخیال تک نہ پہنچ پائے، وہاں محبوب خوالجال پہنچے اور جہاں مصطفیٰ ومجتبیٰ کی ذات پہنچے وہاں ازواج مطہرات پہنچیں۔

سیدہ صدیقہ! سیدی شان کے کیا کہنے، شمار ازواج مطہرات کی صف میں کچھ

اس انداز سے ہوا کہ اکثر امہات المؤمنین تو اپنے اشتیاق سے حضور پرنور کے نکاح میں آئیں، لیکن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ تیرے لئے تو خود قادر مطلق کو اشتیاق تھا کہ میرے محبوب پاک کے ساتھ خاص الخاص نسبت ہو اور نکاح میں آئیں، سب کے نکاح فرش پر ہوا کرتے ہیں، لیکن تیرا نکاح عرش پر کیا گیا۔ پیاری پیاری اسلامی بہنو! یہ حدیث شریف میں ہے کہ جب اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں اور حضور پُرنور غمناک ہوئے تو حضرت جبریل فوراً ایک سبز ریشمی جنتی دوپٹے پر حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تصویر پر سجائے بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''هذه زوجتك فی الدنیا والاخرة یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سے ایسی محبت ومودت، الفت اور پیار تھا جس کی مثال نہیں، چنانچہ آپ کی رفیقہ وحبیبہ دنیا وآخرت نے ایک دن دریافت کر ہی لیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کس سے زیادہ محبت رکھتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے ساختہ فرمایا: عائشہ صدیقہ سے! سیدہ پھر عرض کرتی ہے: مردوں میں کس سے زیادہ محبت ہے؟ ارشاد فرمایا: ''ابوھا'' عائشہ کے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں، غرضیکہ یہاں محبت کی مرکزیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے، اسی کی نسبت سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے محبت کا اظہار فرمایا گیا ہے اور پھر اس سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے شدتِ محبت کا حقیقی سبب یہ ہے کہ ذاتِ حقیقی کا مشاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس صورتِ مقدسہ میں ہوا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مشاہدۂ حق آتشی درخت کی صورت میں ہوا، سیّدِ عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیدہ عائشہ صدیقہ سے محبت حقیقت میں عین ذات

پاک سے محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ ام المؤمنین استراحت فرما ہوتیں اور حضور پرنور نماز تہجد ونوافل میں مشغول ہوتے تو بسا اوقات ایسی صورت پیش آ جاتی کہ آپ عین حالت نماز میں عائشہ صدیقہ کے پاؤں کو ہاتھ مبارک لگاتے تو آپ اپنے قدم مبارک سمیٹ لیتیں اور حضور پُرنور امام الساجدین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں سجدہ فرما ہو جاتے، سبحان اللہ! کسی نے کیا خوب کہا:

جی چاہتا ہے قدرتِ صانع پہ ہوں نثار
تجھ کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کروں

یہ وہ خاص الخاص خصوصیات ہیں جو کسی نبی ورسول کی بیوی کو حاصل نہ ہوئیں، آپ خود ارشاد فرماتی ہیں: تین نعمتیں جو مجھے عطا ہوئیں وہ کسی اور نبی ورسول کی بیوی کے نصیب میں نہ آئیں، ایک یہ کہ محبوبِ خدا شفیع روزِ جزا نے میرے حجرہ مبارک میں وصال حق فرمایا، وہی حجرہ مقدسہ منورہ جسے گنبد خضراء سے سجایا گیا، جہاں ہر وقت ملائکہ کی قطاریں لگی رہتی ہیں، عشاقِ خدا کارانہ انداز میں نثار ہوتے رہتے ہیں جو عشقِ حقیقی کا صغریٰ اور عرشِ معلیٰ سے افضل واعلیٰ ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ جب حضور پرنور شفیع یوم نشور نے وصال باکمال فرمایا تو آپ کا سر اقدس میری گود میرے سینے پر تھا اور میری ٹھوڑی آپ کے سر مبارک کو چھو رہی تھی، اللہ اکبر! سبحان اللہ! ماشاء اللہ!

میری پیاری بہنو! دونوں عالم کو سہارا دینے والے نے بوقت وصال حضرت صدیقہ کا سہارا لے رکھا ہے جن کے نقوشِ پا کو چوم کر جبریل سید الملائکہ، افضل الملائکہ کہلائے، قربان جاؤں حضرت عائشہ صدیقہ نے اسی ہستی لاجواب اور وجود عدیم المثال کو کلاوے میں لے رکھا تھا بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ محبّ اور محبوب کے قرب مطلق کا نقشہ کھینچ رکھا تھا، تیسری خصوصیت یہ ہے کہ بوقت وصال محبوبِ رب ذوالجلال

میرے لعاب دہن کا آپ کے لعاب دہن سے اتصال تام ہوا' یعنی دوئی کامل اختتام ہوا' وہ یوں کہ طاہرہ اطہر و مطہر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کا بکثرت التزام فرماتے' بوقتِ وصال حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حاضر بارگاہِ رسالت مآب ہوئے ان کے پاس مسواک تھی' حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسواک دیکھتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: مجھے اشارہ فرمایا فوراً میری سمجھ میں آیا' میں نے مسواک اپنے ہاتھ میں دبایا' منہ میں رکھ کر اچھی طرح چبایا اور پھر محبوبِ کریم کے ہاتھ تھمایا جسے آپ نے استعمال فرمایا' ان آخری لمحات نے قدرتِ کاملہ نے میرے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعابِ دہن کو ملایا' گویا کہ مجھے جملہ ازواجِ مطہرات میں سرفراز فرمایا' حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ رب العزت میں عرض گزار رہتے' خدایا جہاں تک ازواجِ مطہرات کے مساوی حقوق کی ادائیگی کا معاملہ ہے وہ میں پوری طرح ادا کرتا رہتا ہوں مگر میری دلی کیفیت کا یہ عالم ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا دم بھرتا ہوں' کئی بار آپ نے صدیقہ سے فرمایا: جب سے میرے پاس تیری جلوہ نمائی ہوئی ہے ہر حال میں ترقی میرے حصے میں آئی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیدہ عائشہ صدیقہ سے نہایت محبت و مودت سے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ جھن فریف بھی اقتداء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحب الٰہی یعنی اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے محبت فرض ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع و پیروی ہے اور بہ عین محبت الٰہی ہے۔

میری بہنو! جب ہمیں اپنے ماں باپ سے محبت و مودت کا حکم ہے تو جو ہماری ماؤں اور باپوں کی بھی مائیں ہیں' ان سے محبت و مودت تو بشرطِ اولیٰ لازم و واجب ہے یعنی ان کی تعظیم و تکریم اور ان کے حالات و واقعات کو ادب و احترام سے بیان

کرتے رہنا' ان کی یاد تازہ رکھنا' ان کے ارشادات وہدایات پر عمل کرنا۔

خلقِ عظیم

میری بہنو! فی زمانہ عورتیں اکثر اپنے خاوندوں کے گلے' شکوے کرتی رہتی ہیں' ان کے اطوار وکردار پر انگلیاں اُٹھاتی ہیں' ان کی جانب سے دکھ' درد اور تکلیف کو اجاگر کرتی ہیں' گویا کہ ان میں کسی قسم کی نرمی اور پیار پایا ہی نہیں جاتا' ان کی تنگی' ترشی کا اظہار' ان کا معیار بناتی ہیں مگر امہات المؤمنین ازواج مطہرات نے حضور پرنور کی ذات ستودہ صفات کو خوب پہچانا' آپ کی شانِ ارفع واعلیٰ اور آپ کے شمائل جمیلہ اور فضائل حمیدہ کو خوب سمجھا اور مانا' پھر آپ کی ایک ایک صفت کو قرآن گردانا' چنانچہ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دن پوچھا گیا' سید المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلق کیسا تھا؟ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ فرمایا:

''کان خلقه القرآن'' آپ کا خلق قرآن ہے' سبحان اللہ!

رب العلمین نے حضور پرنور کے اخلاق کو عظیم فرمایا۔

''وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ'' توام المؤمنین نے آپ کے خلق کو قرآن کریم قرار دیا' خلق ایک صفت ہے اور قرآن نور ہے۔

''وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا'' اگر اس میں ذرا غور وفکر اور تدبر کیا جائے تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک صفت نور ہوئی اور ذاتِ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے متعلق ان کا کیا عقیدہ ہوگا۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے ۔۔۔ دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

میری بہنو! اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو اس لئے بھی بے مثل فرمایا کہ ان کی نسبت بے مثل' ان کے احوال بے مثل' ان کے

تصورات بے مثل، ان کے خیالات بے مثل، ان کے عقائد و نظریات بے مثل، کیونکہ ان کے سرتاج بے مثل، اللہ کے یار بے مثل، حبیب غفار بے مثل، انبیاء کے تاجدار بے مثل تھے۔

اللہ کے محبوب کو بے مثل بنایا ہاں جسم نہیں ہے تو واں سایہ نہیں ہے

آیت تیمّم اور سیدہ عائشہ صدیقہ

ہوں میرے ماں باپ قرباں اس مقدس نام پر
عائشہ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر
رتبہ ہے بڑا تیرا تیری شان بڑی ہے
اے مادرِ اُمت میرا ایمان یہی ہے

میری بہنو! مختار دو عالم، رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی غزوہ سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے کہ ایک جگہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ٹھہرنے کا حکم فرمایا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی معیت میں تھیں، اسی اثناء میں سیدہ کا ہار گم گیا، تلاش کے باوجود دستیاب نہ ہوا، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھے استراحت فرماتے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام نے عرض کیا: نماز میں تاخیر واقع ہو رہی ہے اور خدشہ ہے کہ کہیں نماز قضا نہ ہو جائے اور یہاں تو قرب و جوار میں پانی کا نشان بھی نہیں ہے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پریشانی سے بے تاب حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آ کر ان کی پسلی میں زور سے ہاتھ مارا اور نہایت غصے سے کہا: بڑی عجیب بات ہے تمہاری وجہ سے کوئی نہ کوئی پریشانی لاحق ہو جاتی ہے، یہ فرماتے ہوئے صدیق ہاتھ سے دباتے جا رہے تھے مگر سیدہ عائشہ صدیقہ بے حس و حرکت باپ کی تکلیف کو برداشت کر رہی تھی تا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام

میں خلل واقع نہ ہو۔

مقامِ غور

معاملہ نماز کا ہے،

نماز فرض خدا ہے،

اس کی چابی وضو ہے،

وضو نہیں تو نماز نہیں،

گویا کہ آج نماز جاتی ہے،

صدیق اپنی بیٹی سے ناراض ہو رہے ہیں،

تیرے سبب آج صحابہ پریشان ہیں،

پانی نہیں نماز کیسے ادا کریں،

نماز والا یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے،

ارشاد فرماتا ہے: جبریل!

جبریل عرض گزار ہے:

یارب جلیل! حکم فرمایئے! جبریل صدیق سے کہیے! عائشہ پر ناراضگی کیوں؟ پانی نہیں ملتا تو نہ ملے، مگر ہمیں عائشہ کی تکلیف برداشت نہیں، سنیئے:

آج کے بعد ایسے نازک مراحل میں

تیمّم سے نماز ادا کرنا تمہارا کام

اور نمازیں قبول کرنا ہمارا کام

سبحان اللہ!

سیدہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کے وسیلے سے وضو کا نعم البدل تیمّم، امت کو عطا فرما دیا گیا پوری امت کیلئے اب ضابطہ حیات بن گیا۔

بیمار ہیں تو تیمّم کریں'

معذور ہیں تو تیمّم کریں'

پانی نہیں تو تیمّم کریں'

خدا قرآن مجید کا اعلان تو سماعت فرمائیے (سورۃ النساء)

جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا مسافر یا قضائے حاجت سے فراغت کے بعد آئے یا اپنی بیویوں سے قربت حاصل کریں اور پانی نہ پائیں تو پاکیزہ مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کو مَس کریں' بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مغفرت فرمانے والا ہے۔

اس آیت کے نزول کے وقت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہا خوشی سے پھولے نہ سمائے تھے اور نہایت جذبات کے عالم میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو با آوازِ بلند پکار رہے تھے: مبارک ہو! مبارک ہو! سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی برکات و ثمرات سے قیامت تک کیلئے تیمّم ایسی بے مثال نعمت کی شکل میں انعام عطا ہو گیا اور یوں خراجِ تحسین وتبریک پیش کر رہے تھے: "ما ھی باول برکتکم یا آل ابی بکر" اے آل ابو بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت ہی نہیں ہے' بلکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آل واولاد کی بے شمار برکات ہیں جن سے امت مسلمہ کا دامن ہمیشہ بھرا رہے گا۔

سند تکمیل

میری قابل صد احترام اور لائق تعظیم وتکریم بہنو! ایک دن نبی مکرم محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کمل من الرجال کثیرا ولم مکمل من النساء الا مریم بنت عمران وآسیه امراۃ فرعون وفضل عائشه علی النساء کفصل الثرید سائر الطعام ۔(بخاری شریف)

مردوں میں تو بہت سے کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں حضرت مریم بنت
عمران، حضرت آسیہ زوجہ فرعون اور عائشہ، نیز عائشہ کو تمام عورتوں پر ایسی
فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر۔

آج کل اسناد کا بڑا رواج ہے، ہر کالج، سکول، یونیورسٹی، مدارسِ دینیہ کے نصاب کی تکمیل پر سندیں تقسیم کی جاتی ہیں مگر کسی سند کے حاصل کر لینے پر بھی طالبات اپنے آپ کو مکمل تصور نہیں کرتیں، ایک سند کے بعد دوسری سند کیلئے تگ ودو ہے، دوسری کے بعد تیسری کیلئے پاپڑ بیلے جا رہے ہیں، جیسے جیسے اسناد حاصل کرتی جاتی ہیں ویسے ویسے اور ناقص ہوتی جاتی ہیں یہاں تک کہ جن خواتین کے پاس یونیورسٹی، کالج کے ڈپلومے اور اسناد ہیں ان میں اتنی ہی بے حیائی، بے حجابی بڑھتی جا رہی ہے، شرافت کو تارتار کیا جاتا ہے، سر پر دوپٹہ ہی نہیں، غیروں سے ملنا، ہاتھ ملانا گویا کہ معراجِ نسوانیت ہی یہی ہے، بال بھی بوجھ بن رہے ہیں، منہ اور سینہ کھلا رکھنے میں فخر محسوس کرتی ہیں، اس کے برعکس یہ جدید تعلیم سے آراستہ نہ ہوتیں تو کتنا اچھا تھا، عصمت وعفت، عزت آبرو محفوظ رہتی، انہیں تو امہات المؤمنین ازواجِ مطہرات سے سبق سیکھنا چاہیے تھا مگر

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

میری بہنو! جذبات کے عالم میں میری بات خاصی طویل ہوتی جا رہی ہے، آیئے اس عظیم ماں کے حضور گردنیں خم کر دیں جنہیں سندِ تکمیل امام المرسلین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرما رہے ہیں، وہ کون ہے وہی جو میری اور تمام مؤمنین ومؤمنات کی باعظمت باوقار ماں عائشہ صدیقہ ہے، رضی اللہ عنہا۔

سیدہ عائشہ اور سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مابین نورانی مکالمہ

میری بلند مرتبت اسلامی بہنو! خواتین میں بعض اوقات اپنی اہمیت وحیثیت،

قدر و منزلت، عزت و رخصت کے باعث عموماً مکالمات ہو جایا کرتے ہیں، ایسے ہی ایک دن ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے مابین نہایت ایمانی، روحانی اور نورانی مکالمہ ہوا، جس کو نباض فطرت شاعر دانش و حکمت، تلمیذ الرحمٰن رحمۃ للعلمین حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب مستطاب مثنوی شریف میں منظوم فرمایا، آپ فرماتے ہیں:

گفتگوئے رفت در خانہ رسول　　　درمیان صدیقہ و زہرا بتول

ایک دن نبی اکرم رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہما کے مابین یوں مکالمہ ہوا:

گفت مادر من از تو افضلم　　　زانکہ من وصفہ از جسم مرسلم

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت محبت سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض گزار ہوئیں: اے میری والدہ محترمہ! میں آپ سے افضل ہوں کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور کا ایک نوری ٹکڑا ہوں۔

تو از صدیقی تو با انصاف باشی　　　فرق در صدیق و مصدوق است فاشی

آپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کی نورِ نظر اور لخت جگر ہیں جبکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورِ نظر اور لخت جگر ہوں، صدیق اور رسول میں جو فرق ہے وہ بالکل واضح ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا: بیٹی ہمارے اس مکالمے کا فیصلہ آج نہیں کل بروزِ قیامت ہوگا۔

چوں بود روز جزا اے نیک کیش　　　ہر یکے را پایۂ بر مقدر ود خویش

اے نیک سیرت شہزادی! جب یومِ جزاء آئے گا تو ہر ایک کا مرتبہ اس کے مقدر کے مطابق ہوگا' میری پیاری بیٹی فاطمہ! یہ بات تو آپ نے اپنے والد محترم سے کئی بار سنی ہوگی کہ قیامت کے دن نیک بیویاں نیک خاوندوں کے ساتھ جنت میں جائیں گی۔ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا گویا ہوئیں: ہاں امی جان! بات تو سہی ہے ایسے ہی میں نے اپنے ابا جان' محبوب وانس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماعت فرمایا ہے' اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب محشر کے دن اللہ رب العزت کی طرف سے فیصلہ ہوگا' عائشہ جایئے جنت میں اور فاطمہ آپ بھی جنت میں جایئے تو بیٹی! جنت میں آپ بھی جائیں گی اور جنت کی طرف میں بھی روانہ ہوں گی لیکن جنت میں جانے کا ایک انفرادی وامتیازی فرق بھی ہوگا۔

امی جان! وہ امتیازی فرق کیا ہوگا؟ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں:

من یا احمد ہاشم و تو با علیؓ فرق کن در ایں و آں گر عاقلی

بیٹی فاطمہ! جنت میں آپ بھی جائیں گی اور جنت میں میں بھی جاؤں گی لیکن آپ جنت کی طرف روانہ ہوں گی تو تیرے ہاتھ میں علی کا ہاتھ ہوگا اور میرے ہاتھ میں نبی کا ہاتھ ہوگا' سبحان اللہ! کیا روح پرور' ایمان افروز مکالمہ ہے' ذرا آگے سماعت فرمائیں:

جوں شنیہ ایں فاطمہ بگریست زار خواست صدیقہ گرفتش در کنار

یہ سنتے ہی سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا رو پڑیں' حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فوراً گلے سے لگایا اور نہایت شفقت و پیار اور محبت سے فرمایا: بیٹی! یہ تو دلیل کا دلیل سے جواب تھا۔

اے نشانی روئے احمد روئے تو من کجا ہاشم ازیں یک موئے تو

پیاری فاطمہ! آپ تو میرے محبوب کے رخِ زیبا کی یادگار نشانی ہیں' میں کون

ہوں! میں تو آپ کے موئے مبارک پر قربان!!

سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ جانِ احمد کی راحت پر لاکھوں سلام

حبیبۂ حبیبِ خدا حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

پیاری اسلامی بہنو! حضرت عائشہ صدیقہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری زوجہ محترمہ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں' ام العبداللہ کنیت پائی کیونکہ انہوں نے بارگاہِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا تھا کہ ہر خاتون نے کنیت پائی ہے' مجھے بھی کنیت عطا فرمایئے' چنانچہ آپ نے فرمایا: اپنے بھانجے کے نام پر اُم عبداللہ رکھ لیں' یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کی ہمشیرہ کے ہاں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرزند پیدا ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال کر فرمایا: یہ عبداللہ ہیں اور تم اُم عبداللہ! حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد جس خاتون کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زوجیت میں اوّل ہونے کا شرف نصیب ہوا وہ آپ ہی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار صد درہم آپ کا حق مہر ادا فرمایا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا ''(الایۃ) نازل ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکماً فرمایا: اپنے والدین سے اس اختیار کے بارے میں مشورہ کریں کیونکہ آپ کو ان سے محبت تھی اور اختیار میں یہ احتمال تھا کہ جوانی کے باعث کہیں علیحدگی کو اختیار نہ کریں! مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اللہ و رسول کو اختیار فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اسی طرح تمام امہات المؤمنین کو اختیار کا حکم دیں! حالانکہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ کے والدین بھی ان کی حضور سے علیحدگی کو برداشت نہیں کریں گے' حضور نے فرمایا: اگر امہات المؤمنین نے اس سلسلہ میں آپ کے عمل کو دریافت کیا تو ضرور آگاہ کروں گا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم کتاب وحکمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے' مجھے نرم دل تخلیق فرمایا ہے' جب ان تمام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق ہی عمل کیا تو ان کی حوصلہ افزائی کیلئے یہ آیت نازل فرمائی اور جاہلیت کا اختیار ختم کر کے رکھ دیا۔ عطاء بن ابی رباح کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے زیادہ فقیہہ' عالمہ اور حسین تھیں' رضی اللہ عنہا۔

فائدہ

فقہ ایک ایسا علم ہے جس میں غالب حصہ ظن کا ہوتا ہے جو عموم پر دلالت کرتا ہے کوئی شخص جس علم میں کمال پاتا ہے اسے اسی علم کا عالم کہا جاتا ہے' لہٰذا ہر فقہ علم ہے مگر ہر علم رکھنے والا فقیہ نہیں ہوسکتا اور انبیاء کرام کو فقیہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کا علم ظنی نہیں یقینی ہوتا ہے' جو منجانب اللہ ہے! حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امہات المؤمنین کے علوم ومعارف کو اور جہاں کی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے اعلیٰ وافضل ہوگا۔

صورت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور پیغام سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کا نکاح آپ سے فرمادیا ہے' ان کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک تصویر تھی' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میں جنت میں حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی زوجہ ہوں تو تو میں ہر قسم کے غم سے بے نیاز ہوگئی!

تصدیق صورت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال پر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغموم رہا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے آپ کا نکاح آسمان پر ایک کنواری خاتون سے فرمادیا جس کی صورت اس تصویر کے مشابہ ہے اور اس خاتون سے زمین پر نکاح فرمالیں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام پہنچانے والی خاتون کو بلایا اور تصویر دکھا کر فرمایا: کیا تو اس صورت کے مشابہ عورت کو جانتی ہے' وہ عرض گزار ہوئی: ہاں! یہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کی صورت ہے! چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: یہ دیکھئے! کیا آپ کی بیٹی کی صورت ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یہ عائشہ کی صورت ہے! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عائشہ سے میرا نکاح آسمان پر فرمادیا اور حکم دیا: زمین پر آپ نکاح فرمالیں' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ تو ابھی کمسن ہے' آپ نے فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ کو بھی معلوم ہے پھر بھی اس نے میرے ساتھ نکاح فرمایا' اس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کر دیا' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب گھر آئے تو ایک پرات چھواروں کی انہیں کے ہاتھوں بھیج دی اور فرمایا: بیٹی! عرض کرنا میں وہی ہوں جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہوئی اور میں نہیں جانتی کہ میں آپ کے ہاں قابل ہوں یا نہیں' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح عرض کر دیا' آپ نے فرمایا: عائشہ ہم نے آپ کو قبول فرمالیا ہے! جب وہ نو سال کی تھیں' حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نو سال تک رہیں' جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے تو

آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ روضہ میں ہے کہ ماہِ شوال میں نکاح کرنا مستحب ہے۔ تحفۃ العروس نزہۃ النفوس میں ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن نکاح کرنا باعث برکت ہے جب کسی خاتون سے نکاح کا ارادہ ہو تو پیغام نکاح سے قبل اسے دیکھ لینا مسنون ہے' اگرچہ عورت اجازت نہ بھی دے حالانکہ اسے دوبارہ دیکھنا بھی جائز ہے' اگر دیکھنے کا موقع میسر نہ ہو تو کسی خاتون کو بھیج کر اس کی کیفیت کو معلوم کرائیں۔

اگر کسی باکرہ خاتون نے کسی شخص کو نکاح کا پیغام دیا مگر اس کے والد نے قبول نہ کیا' پھر اس عورت نے ازخود اس شخص سے نکاح کر لیا لیکن باپ نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر دیا تو پہلا نکاح ہی صحیح و درست تسلیم کیا جائے گا' یہ شوافع کے نزدیک ہے اور حنفیہ کے نزدیک پہلا نکاح ہی درست قرار دیا جائے گا (بشرطیکہ کوئی اور صورت درپیش نہ ہو)۔

خصوصی دعا کی درخواست

ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خصوصی دعا کی درخواست کی تو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دعا فرمائی: الٰہی! عائشہ بنت ابوبکر کو ظاہری و باطنی مغفرت سے بہرہ مند فرما! اس سے کسی قسم کی خطاء ولغزش واقع نہ ہو!

پھر آپ نے دریافت فرمایا: عائشہ! کیا اس دعا پر خوش ہو!

عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نیز فرمایا: عائشہ! اس ذاتِ اقدس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں اپنی تمام امت کیلئے شب و روز دعائے مغفرت و بخشش کرتا رہتا ہوں! اور فرشتے میری دعا پر آمین کہتے رہتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر' حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دن حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' دیکھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑی فراخی سے باتیں کررہی ہیں' اس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیشہ نیازمندی اختیار کرو! جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے آئے تو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کی رضا کے مطلق باتیں کرنے کی اجازت عطا فرمائی' اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پھر آنا ہوا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہت خوش پایا تو آپ بھی بہت خوش ہوئے۔

آپ جائیے یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے!

ایک دفعہ کسی بات پر طرفین کے درمیان شکر رنجی ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا' انہوں نے حصور سے اتنی ہی بات کو بھی ناپسند کیا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سختی سے ہدایت فرمانے لگے' حضور نے فرمایا: آپ جائیے یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے' اور مسکرا دیئے۔

تقسیم شیرینی یا تبرک

ایک مرتبہ کسی معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے شکر رنجی ہوئی تو جرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: عائشہ کو راضی کیجئے! چنانچہ آپ آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خوش ہو گئیں' چنانچہ اس صلح پر حضرت جبرائیل علیہ السلام شیرینی لے کر آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب آپ نے ہماری طرف سے صلح کو قبول فرمایا تو خوشی و مسرت کے لئے شیرینی بھی ہماری طرف سے قبول کریں۔

کتاب الحقائق میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آسمانوں پر میرا نکاح فرمایا، فرشتوں کو گواہ بنایا تو چالیس روز تک دوزخ کے دروازے بند کر دیئے اور جنت کے دروازے کھول دیئے۔

آپ نے فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اخلاق میں ریشم کی طرح اور اخلاص میں خوشبو کی مانند ہیں، تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلقیس جہان بھر کی خواتین میں نہایت حسین وجمیل تھیں وہ جنت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ازواج میں سے ہے، اس پر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وہ مجھ سے بھی زیادہ حسین وجمیل تھیں، آپ نے فرمایا: تم جنت میں ان سے زیادہ حسن کی مالک ہوں گی!

عرائس البیان میں ہے: جب حضرت بلقیس رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمالیا!

دعوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامہ محب طبری علیہ الرحمۃ، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کھانا تیار کیا اور آپ کو دعوت دی، آپ نے فرمایا: کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی مدعو کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! آپ نے تین بار دریافت فرمایا: کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی دعوت ہے، وہ عرض گزار ہوئے: ہاں! تو پھر آپ دونوں اس کے گھر تشریف لے گئے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ میرا باہر جانا ہوا تو حضور نے تفریحاً

فرمایا: آیئے دوڑ لگایئے! چنانچہ میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے حضور نے مجھے آگے نکل جانے کا موقع فراہم کیا' پھر جب میرے بدن نے قدرے موٹاپا پکڑ لیا تو دوڑ میں میں پیچھے رہ گئی' آپ نے فرمایا: اس دن کا بدلہ ہوا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخار میں مبتلا پایا' فرمایا: بخار کو برا نہ کہو میں تجھے ایک وظیفہ فرماتا ہوں اسے پڑھو' بخار اتر جائے گا' چنانچہ آپ نے یہ وظیفہ مرحمت فرمایا: ''اللّٰھم ارحم جلدی الرقیق وعظمی الدقیق من شدة الحریق یا ام مارم ان کنت امنت باللّٰہ العظیم فلا تصاعی الراس ولا تغیری الغم ولا تاکلی الرحم ولا تشرجی الدم وتحول عنی الٰی من اتخذ مع الٰہ الٰھا آخرا '' آپ فرماتی ہیں: جب میں نے یہ کلمات پڑھے تو بخار اتر گیا' صحت بحال ہوگئی۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت مجھے شدید درد تھا' حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اپنے ہاتھ سے سات بار مقام درد پر مسح کرو اور یہ کلمات پڑھو: ''اعوذ بعزة اللّٰہ وقدرتہ من شرما اجد''۔

میں نے جیسے ہی ان کلمات کو پڑھا' درد رفع ہوگیا' پھر میں ان کو اپنے اہل وعیال اور دوسروں کو پڑھنے کی تاکید کی۔ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرض کا جوش رات کو کم ہوجاتا ہے کیونکہ رات دن سے سرد ہے اور غذارات کو ہضم ہوتی ہے' نیز یہ بھی کہا کہ رات کو مریض اپنے مرض کو اس لئے زیادہ محسوس کرتا ہے کہ اس کا دل بہلانے والا نہیں ہوتا۔

خصوصیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے دیگر عورتوں کی بہ نسبت چند خصوصیتیں حاصل ہیں' شکم مادر میں میری تصویر بننے سے قبل ہی نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری صورت دکھائی گئی' مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے زیادہ پیار عطا فرمایا' اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں میری برأت کا اعلان فرمایا' حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے علانیہ فرمایا: ام المؤمنین پر افتراء کرنے والے جھوٹے اور منافق ہیں' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور پر مکھی بیٹھنے سے محفوظ فرمایا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کا تو سایہ زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ کسی کا پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سائے پر نہ پڑ جائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وآبرو کی حفاظت کیونکر نہ فرماتا! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کے نعلین شریف کو جب نجاست لگ جاتی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آ کر مطلع فرمائیں' اگر ایسی بات ہوتی تو حضرت عائشہ کو الگ کر دینے کا حکم بھی نازل ہو جاتا' جب آیاتِ برأت نازل ہوئیں تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر بجالائیں' اسی اثناء میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صدیق عائشہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور شکر ایسے کیا ہے جیسے کرنے کا حق ہوتا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آپ کی فضیلت میں کیا خوب کہا:

حصان رزان ما تزن بريئتك   ونصبح عزتي من لحوم الغوافل

آپ پارسا' عصمت مآب اور صاحب عز و وفا ہیں' کسی مکروہ بات سے متہم نہیں اور غافل عورتوں کے گوشت سے بے نیاز صبح کرتی ہیں یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں۔

اور وہ اندھا ہو گیا

الزہر االقائح میں ہے کہ کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ کوئی شخص سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا کلمات کہہ رہا تھا' میں نے سنا اور خاموش رہا' رات کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی' آپ نے فرمایا: تیرے

سامنے میری اہلیہ محترمہ کی فلاں شخص نے تنقیص کی تو خاموش رہا! تو نے اس کی مذمت کیوں نہ کی؟ وہ کہنے لگا: مجھے قدرت نہیں تھی، آپ نے فرمایا: تو جھوٹا ہے، پھر آپ نے شہادت کی انگلی سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا، جب بیدار ہوا تو اندھا ہو چکا تھا۔

اعتراض اور خوبصورت جواب

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر روافض نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو سامنے رکھتے ہوئے اعتراض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وقرن فی بیوتکن" "تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو" تو جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے عراق کی طرف کیوں نکلیں؟ علمائے کرام جواباً فرماتے ہیں: آپ نے "وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا" "اگر ایمان دار دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان مصالحت کرادو" کو سامنے رکھتے ہوئے یہ عمل فرمایا کیونکہ یہ آیت مرد اور عورت کیلئے عام ہے، پس آپ کا صلح کیلئے نکلنا حق تھا۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا جو حضرت لوط علیہا السلام کی ہمشیرہ ہیں اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے، جب ہجرت کے دوران جابر بادشاہ نے انہیں پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تمام حجاب اُٹھا دیئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھ رہے تھے کہ اس ظالم کی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا تک رسائی نہیں ہوئی، دیواریں آئینہ بن گئیں یہاں تک کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا دل مطمئن رہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اس معاملہ میں کیوں حجاب نہ اُٹھائے گئے، جب وہ جماعت سے پیچھے رہ گئی تھیں یہاں تک کہ منافقین کو اتہام کا موقع ملا!

اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حجاب اُٹھا دیئے جاتے تب بھی منافقین یہی کہتے کہ وہ اپنی زوجہ کی پردہ پوشی کرتے

ہیں اور لوگ کسی شک میں پڑے رہتے' پس اس لئے اللہ تعالیٰ نے از خود برأت فرماتے ہوئے اعلان کیا:

سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۔

آپ بالکل طیب طاہر اور پاک ہیں' یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

آپ اس بات سے بلاشبہ بری ہیں جو کچھ منافق کہتے ہیں' یہ برأت حجاب اُٹھانے سے بھی افضل ہے یہاں تک کہ آپ کے باعصمت ہونے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب اطمینان تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کوئی ظالم غالب نہ ہوا' نیز کسی کو آپ کی طرف ہاتھ اُٹھانے کی جرأت تک نہ ہوئی !! اگر کہا جائے کہ یوسف علیہ السلام کی برأت بچے کی زبان سے ہوئی جب کہ وہ خود نبی تھے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح ان کی برأت خدا تعالیٰ کی طرف سے کیوں نہ ہوئی؟ حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ تو نبی نہیں تھیں؟ پہلا جواب یہ ہے کہ مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور نبی نہیں تھا کہ اس کی زبان سے برأت کا اعلان کرایا جاتا اور یہ مناسب نہیں تھا کہ اپنی برأت کا اعلان وہ از خود فرماتے' اس لئے بچے کی زبان سے ان کی پاکدامنی کا اظہار کرایا گیا' جسے ابھی تک بولنے کی بھی طاقت نہیں تھی اور حضرت عائشہ کی برأت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے کرائی گئی جس کی کائنات میں مثال ہی نہیں' ہاں! آپ کہاں اور کہاں بچہ؟ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام پر وحی کا نزول بند تھا کیونکہ آپ کو ابھی اعلانِ نبوت کا حکم ہی نہیں ہوا تھا' جیسے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے زمانے میں نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع تھا چنانچہ ان کی برأت بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے بچے سے کرائی! جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے وقت تو وحی کا نزول باقاعدہ جاری تھا' چنانچہ بچوں کی زبانی برأت سے ابلغ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے آپ

کی طہارت و پاکیزگی اور عصمت کا اعلان ہو۔

سخاوت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں کہ سائل آیا اور آپ نے ایک روٹی اسے عطا فرمائی' اس لئے کہ آپ کے پاس اس وقت صرف ایک ہی روٹی تھی۔ عیون المجالس میں ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ کوئی درہم صدقہ و خیرات کرتیں تو اسے اچھی طرح صاف کر لیتیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا سبب دریافت فرمایا تو عرض گزار ہوئیں: اس لئے کہ میرا درہم فقیر کے ہاتھ میں جانے سے قبل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جاتا ہے (جیسے اس کی شان ہے)' اس پر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے مزید توفیق عطا فرمائے! حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ رب العالمین میں عرض کیا: الٰہی! میری امت کا حساب میرے سپرد کیجئے' پھر ایک شخص فوت ہوا' جس پر چند درہم قرض تھے' آپ نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھنے سے اعراض فرمایا تو ارشاد فرمایا: آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور میرے ایک بندے سے اعراض کر رہے ہیں' میں رب العالمین ہوں' لہٰذا یہ معاملہ مجھ پر ہی چھوڑ دیئے کیونکہ میری رحمت کی کوئی حد ہی نہیں' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب افتراء کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم اپنے والدین کے پاس چلی جاؤ بلکہ گھر میں ہی رکھا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ محض افتراء ہے' اگر اپنے گھر سے انہیں والدین کے گھر بھیج دیا جاتا تو افتراء کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوتی جو شانِ رسالت کے خلاف تھی۔

چشم فراست

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ سورۂ نور کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ'' ایمان دار کی فراست فراست سے ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حق میں آپ کیلئے چشم فراست سے کام لینا اولیٰ تھا' اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی آزمائش کیلئے چشم فراست بند کر دیتا ہے۔

نوادر الملح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حاجت کا علم آپ سے پوشیدہ رکھا' حالانکہ آپ اکرم الخلق ہیں' اس لئے کہ نجومی اور کاہن کی بات غلط ہو' ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں جانتے تھے؟ عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: پھر تم نے مجھے کیوں اطلاق نہ دی! جبرائیل عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا تھا اور حکم ہوا: جبرائیل امتحان میری طرف سے ہے تو برأت کا اعلان بھی میری طرف سے ہی ہوگا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے چار سال بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں بعمر ۶۸ سال ۵۸ھ میں وصال فرمایا' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ بقول امام نووی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ایک ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں۔

الحمد للہ! تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں' آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے' عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کیلئے قریہ قریہ' شہر شہر' ملک بملک سفر

کرتے رہتے ہیں، آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں، آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور وزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنایئے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل! اُس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل!

اپنی اصلاح کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلام کی سربلندی کیلئے نیکی کی دعوتِ عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے!

اٰمِیۡن بِجَاہِ النَّبِیِّ الۡاَمِیۡن

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۔

با ادب بانصیب ٗ بے ادب بے نصیب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

قریب قریب تشریف رکھئے ٗ ہو سکے تو دو زانو بیٹھ جایئے ٗ نگاہیں نیچی کئے ٗ توجہ کے ساتھ درس و بیان سننے کی عادت بنایئے ٗ کہ باتیں کرتے ہوئے ٗ کچھ وِرد پڑھتے ہوئے ٗ لاپرواہی کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے ٗ زمین پر اُنگلی کے ساتھ کھیلتے ہوئے ٗ لباس یا بالوں کو سہلاتے ہوئے ٗ سننے سے اس کی برکتیں زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔

فضیلت دورد پاک

سرکارِ مدینہ ٗ سُرورِ قلب و سینہ ٗ صاحبِ معطر و معنبر پسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود و سلام پڑھنے کے بے شمار فضائل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب وہ مسلمان ہوگا جس نے مجھ پر سب سے زیادہ دُرود پڑھا ہوگا۔

(فیضانِ سنت ص ۱۲۶ ٗ بحوالہ افضل الصلوۃ علی سید السادات)

ایک اور روایت میں ہے: ہمارے پیارے سرکار، سرکارِ نامدار، ہم غریبوں کے غمخوار، شفیعِ روزِ شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: حوضِ کوثر پر مجھے ایسے گروہ ملیں گے جنہیں میں کثرتِ دُرود کی وجہ سے پہچانوں گا۔

(فیضانِ سنت ص ۱۴۶، بحوالہ افضل الصلوٰۃ علیٰ سید السادات)

عادت بنا لو ہر دم دُرود و سلام کی
تُربت میں ہوگی دید خیرُ الانام ﷺ کی

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ: صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

ادب کی اہمیت

پیاری اسلامی بہنو! ادب سراسر دین ہے، ادب چراغِ راہِ مبین ہے، ادب رضاءِ رب العالمین ہے، ادب ہے تو دین ہے، ادب نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ مخدوم الاولیاء سیدی سید محمد بہاؤالدین شاہ نقشبندی بخاری قدس سرہ نے فرمایا: ''الطریق کلہ ادب'' دین سارے کا سارا ادب ہے۔ نیز سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا: ''الطریق کلہ ادب'' مثل مشہور است ہیچ بے ادب باخدا نہ سد۔

(حالات مشائخ نقشبندیہ ص ۱۹۰)

ادب سارے کا سارا راہِ حق ہے اور یہ مثال مشہور ہے کہ کوئی بے ادب خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو باادب رکھے اور بے ادبی سے بچائے، وہی حامی وناصر ہے اور وہی کارساز ہے ''عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ''۔

ادب کا ثبوت

میری پیاری اسلامی بہنو! جب سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہِ طور پر جاتے ہوئے وادیٔ مقدس میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى'' (قرآن مجید)

اے میرے کلیم! اپنا جوتا اتار لو کیونکہ یہ وادی مقدس ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حکم

وادی کے ادب کیلئے دیا گیا تھا۔ حواشی جلالین میں ہے: ''طوی اسم واد بالشام واجر بخلع النعلین لان الحفوة ادخل التواضع وحسن الادب'' (سورۂ طٰہٰ) یعنی طویٰ ملک شام میں ایک وادی کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم اس لئے دیا کہ ننگے پاؤں چلنا یہ تواضع میں داخل ہے اور یہ بہت اچھا ادب ہے' اور تفسیر ضیاء القرآن میں ہے: یہ طویٰ کی مقدس وادی ہے' ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ جوتے اتاردو۔ (تفسیر ضیاء القرآن' سورۂ طٰہٰ' پارہ ۹/۱۶)

نیز قرآن مجید میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (سورۂ حجرات' پارہ ۲۶)

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو میرے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ زور سے بولو' جیسے تم ایک دوسرے کو زور سے آواز دے کر بلاتے ہو' کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اس بے ادبی کی وجہ سے ملیامیٹ ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے: اگر تم سے آواز اونچا کرنے کی بے ادبی ہو گئی تو اس کا انجام یہ ہو گا کہ تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔

نیز قرآن مجید میں ہے: ''وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ'' یعنی میرے حبیب کی تعظیم و توقیر کرو' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ادب کرنے والے

میری پیاری اسلامی بہنو! حیدر کرار حضرت علی شیر خدا باب المدینۃ العلم رضی اللہ عنہ نے کبھی اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کی کیونکہ اس نظر سے جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے۔

ولم یقع نظر علی رضی اللّٰہ عنہ الٰی عورتہ حذرا من ان یراھا بالعین التی یرای بھا جمال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔

(تفسیر روح البیان' سورۂ اعراف)

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے جب سے رحمت کائنات سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بازو مبارک پر بیعت کی' کبھی دایاں ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہ لگایا کیونکہ یہ ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کے ساتھ لگ چکا ہے اور یہ سب براہِ ادب تھا' رضی اللہ عنہ۔ (تفسیر روح البیان)

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ جب کبھی نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک کرتے یا آپ کے پاس ذکر کیا جاتا تو آپ کا رنگ مبارک بدل جاتا اور آپ (امام مالک) جھک جاتے' ایک دن کسی نے پوچھ لیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو فرمایا: ''لو رایتیم ما رایت لما انکرتم '' جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ لو تو تم کبھی انکار نہ کرو۔ (شفاء' قاضی عیاض)

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ہاں جب بھی کبھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو آپ کا رنگ مبارک زرد ہو جاتا' نیز سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کبھی بھی بے وضو حدیث پاک بیان نہ کی۔ (شفاء شریف)

سیدنا عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ جب کبھی جان جہان رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک کرتے تو یوں معلوم ہوتا' گویا آپ کے جسم سے خون نچوڑ لیا گیا ہے۔ (شفاء شریف)

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ جب کبھی محدث ابن حازم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

میں آتے اور حضرت ابن حازم حدیث پاک بیان کر رہے ہوتے تو اگر بیٹھنے کی جگہ نہ ہوتی' امام مالک قدس سرہ آگے گزر جاتے' پوچھنے پر فرماتے: چونکہ بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی اور میں کھڑے کھڑے حدیث پاک سننا پسند نہیں کرتا' اس لئے گزر جاتا ہوں۔

(شفاء شریف)

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب کوئی آتا تو آپ خادمہ کو بھیجتے' جاؤ پوچھو کوئی مسئلہ پوچھنا ہے یا حدیث پاک سننا ہے' اگر آنے والا کہتا کہ میں مسائل پوچھنے آیا ہوں تو آپ باہر تشریف لاتے اور مسائل بتا دیتے' اور اگر آنے والا کہتا کہ میں حدیث پاک سننے آیا ہوں تو آپ غسل کرتے' خوشبو لگاتے' لباس تبدیل کرتے' جبہ پہنتے' عمامہ باندھتے' پھر باہر تشریف لاتے اور جب تک حدیث پاک بیان کرتے رہتے' اگر بتی سلگتی رہتی اور اس تخت پر آپ حدیث پاک بیان کرنے کے سوا کبھی نہ بیٹھے اور جب آپ سے سوال کیا جاتا کہ آپ یہ اتنا اہتمام کیوں کرتے ہیں تو فرماتے: یہ سب حدیث پاک کی تعظیم کیلئے ہے۔ (شفاء شریف)

دعا

اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کو جو ہمیں ادب کا سبق سکھا گئے' کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے' آمین!

تنبیہ

عزیزم قاری جاوید اقبال سلمہ' ساکن گوجرانوالہ نے بیان کیا کہ جب میں غیر مقلد وہابی تھا تو ہم ادب کو کوئی اہمیت نہ دیتے' حتیٰ کہ جب بیت الخلاء سے نکلتے' حدیث پاک کی کتاب بخاری شریف ہاتھ میں لے لی' نہ وضو کیا نہ تیمم' اس سے پتہ چلا کہ ادب والی جماعت (اہل سنت و جماعت) ہی ادب کرتی ہے۔ (فَاعْتَبِرُوْا يَا

اُولِی الْاَلْبَابِ)

پیاری اسلامی بہنو! سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک دن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک پڑھا رہے تھے' پیچھے سے بچھو آیا' اس نے ڈنگ مار دیا جس سے آپ کا رنگ متغیر ہو گیا' لیکن حدیث پاک پڑھاتے رہے حتیٰ کہ بچھو نے سولہ بار آپ کو ڈسا لیکن آپ نے پرواہ نہ کی اور مسلسل حدیث پاک پڑھاتے رہے اور جب فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: حضور! جب آپ حدیث پاک پڑھا رہے تھے تو آپ کا چہرۂ انور متغیر ہوتا رہا' رنگ بدلتا رہا' اس کی کیا وجہ تھی؟ تو سیدنا امام مالک قدس سرہ نے فرمایا: جب میں حدیث پاک پڑھا رہا تھا تو بچھو آیا' اس نے ڈنگ مارا میں نے براہِ ادب توجہ نہ کی لیکن بچھو ڈنگ مارتا رہا حتیٰ کہ اس نے سولہ بار ڈسا اور پھر خود ہی چلا گیا اور میں حدیث پاک بیان کرتا رہا۔ (شفاء' قاضی عیاض)

حضرت ابن صدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دن میں سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ وادیٔ عتیق کی طرف جا رہا تھا تو میں نے چلتے ہوئے ایک حدیث پاک پوچھی تو آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: میں تجھے بڑا با ادب جانتا تھا لیکن تو نے چلتے چلتے حدیث پاک پوچھی ہے (ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے)۔ (شفاء شریف)

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے قاضی جریر نے کھڑے کھڑے حدیث پاک کے متعلق سوال کیا تو سیدنا امام مالک نے فرمایا: اسے قید کر دیا جائے' عرض کیا گیا: حضور! یہ تو قاضی صاحب ہیں' یہ سن کر فرمایا: اسی لئے تو قید کرنے کا حکم دیا ہے کہ قاضی ہو کر اس نے ادب کیوں نہیں کیا' اس نے کیوں کھڑے کھڑے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کے متعلق سوال کیا ہے؟

ہشام بن غازی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے کھڑے کھڑے حدیث پاک پوچھی تو آپ نے اسے بیس دُرے لگائے اور پھر بعد میں اس پر شفقت فرمائی

اور اسے (ادب و تعظیم کے ساتھ) بیس احادیث مبارکہ سنائیں' احادیث مبارکہ سن کر ہشام مذکور نے کہا: کاش کہ امام مالک مجھے زیادہ دُرے لگاتے اور زیادہ حدیث مبارکہ سناتے۔ (شفاء شریف)

میری پیاری بہنو! اُم المؤمنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں' ان کا باپ ابوسفیان جو کہ ابھی حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے تھے' مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور جب وہ اپنی بیٹی اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ملنے کیلئے ان کے گھر گئے' وہاں ایک بستر بچھا ہوا تھا' اس پر بیٹھنے لگے تو ان کی بیٹی ام المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ بستر اٹھا لیا' باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے اچھا بستر بچھانے کے اس بچھے ہوئے کو بھی اٹھا لیا ہے' باپ نے براہِ تعجب پوچھا: بیٹی! یہ بتا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں یا میں اس بستر کے قابل نہیں کہ تو نے یہ بستر اٹھا لیا ہے؟ بیٹی نے جواب دیا: ابا! یہ بستر اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے اور تو مشرک ہے' اس لئے میں تجھے کیسے اس بستر پر بٹھا سکتی ہوں' باپ کو یہ سن کر سخت رنج ہوا' مگر ام المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس رنج کی پرواہ نہ کی اور براہِ ادب اس عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لحاظ کیا جو ان کے دل میں تھا۔ (طبقات بحوالہ حکایاتِ صحابہ)

سیدنا خالد بن ولید صحابی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رحمت کائنات سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک سلے ہوئے تھے' جنگ کے دوران جب کہ آپ سپہ سالار تھے' گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی' اسی دوران آپ کی وہ ٹوپی گر گئی' آپ نے سخت کوشش کی اور ٹوپی تلاش کر کے اس کو اٹھایا' اتنے میں کافی جاں نثارانِ اسلام شہید ہو گئے' جنگ ختم ہونے کے بعد بعض حضرات نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا' آپ کے ایسا کرنے سے کتنے شہید ہو گئے ہیں' یہ سن کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے صرف ٹوپی کی خاطر ایسا نہیں کیا بلکہ ان موئے مبارکہ

کی خاطر کیا ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے تھے۔

(شفاء شریف' عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری' نسیم الریاض)

سبق

پیاری اسلامی بہنو! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمیں یہ سبق دے گئے ہیں کہ ادب کے راستے میں نہ باپ کی پرواہ کی جاتی ہے' نہ جان کی پرواہ کی جاتی ہے' نہ عزت و آبرو کی۔ حضرت ابومحذورہ صحابی رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کا ایک جوڑا تھا' بیٹھے ہوئے اگر ان کو کھولتے تو وہ زمین تک پہنچ جاتے' کسی نے آپ سے کہا کہ آپ ان بالوں کو منڈا کیوں نہیں دیتے؟ یہ سن کر فرمایا: یہ وہ بال ہیں جن کو رحمت کائنات کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے' اس لئے میں ان کو منڈانا گوارا نہیں کرتا۔

(شفاء شریف' سیرت رسولِ عربی)

حضرت خداش رضی اللہ عنہ نے ایک دن رسول اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک پیالہ میں کھانا کھاتے دیکھا تو انہوں نے وہ پیالہ بطور تبرک لے لیا اور جب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت خداش کے گھر تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے اور اس میں آبِ زمزم ڈال کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھڑک لیتے۔ (اصابہ' سیرتِ رسول عربی)

حضرت سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس میں سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا پانی پیا تھا' وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بطور وراثت کسی کو ملا' پھر کسی محبت والے نے وہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم دے کر خرید لیا کیونکہ اس پیالہ کو حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونٹ مبارک لگے ہوئے ہیں' سبحان اللہ! یہ ادب اور محبت کا تقاضا ہے کہ لکڑی کا بوسیدہ پیالہ

آٹھ لاکھ کا خریدا جائے۔ "اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضی"۔

(شرح شمائل بحوالہ سیرت رسول عربی)

جب عربی شاعر حضرت کعب بن زہیر ایمان لانے اور قصیدہ بانت سعاد سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پڑھا اور جب حضرت کعب نے یہ شعر پڑھا:

ان الرسول لنور یستفاد بہ فھدس من سیوف اللہ مسلول

تو والی امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک حضرت کعب کو عطا فرمائی' بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم دے کر وہ چادر مبارک خریدنا چاہی تو حضرت کعب نے فرمایا: یہ چادر مبارک کسی کو نہ دوں گا' پھر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے وارثوں سے بیس ہزار درہم دے کر خرید لی۔

(شرح قصیدہ بانت سعاد بحوالہ سیرت رسول عربی)

جنگ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جحش صحابی رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو جانِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک ٹہنی پکڑائی اور وہ تلوار بن گئی' وہ تلوار حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے خاندان میں رہی اور ان کے وارثوں سے بفاتر کی دوسو دینار دے کر خرید لی۔

(زرقانی شرح مواہب اللدنیہ بحوالہ سیرت رسول عربی)

حضرت اسد بن زرارہ صحابی رضی اللہ عنہ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک چارپائی بطور ہدیہ پیش کی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرمایا کرتے تھے' وہ چارپائی تبرکاً منتقل ہوتی آئی' پھر وہ چارپائی عبداللہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم دے کر خرید لی۔ (زرقانی بحوالہ سیرت رسول عربی)

غازی احمد بن فضلویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا کہ رحمت دوعالم والیٔ امت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمان ہاتھ میں لی تھی تو اس دن سے غازی احمد بن فضلویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ادب کی وجہ سے کبھی کمان کو بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔ مندرجہ بالا واقعات سارے کے سارے ادب کا سبق دے رہے ہیں' اللہ تعالٰی ہم سب کو ادب کرنے کی توفیق عطا کرے' آمین!

میری محترم اسلامی بہنو! سلطنت عثمانی یعنی ترکی حکومت نے جب مسجد نبوی کی تعمیر کا منصوبہ بنایا تو اسلامی ممالک سے کچھ خاندان منگائے گئے اور ان کیلئے قسطنطنیہ کے پہلو میں ایک شہر آباد کیا' وہاں ان کو ٹھہرایا اور ترکی حکومت نے ان سب خاندانوں کا خرچہ اپنے ذمہ لے کر اور ان خاندانوں سے ایک ایک بچہ لے کر ان کو قرآن مجید حفظ کرایا' ان کو تعمیر کے فنون سکھائے اور یوں پچیس سال تک عثمانی حکومت نے ان پانچ سو خاندانوں کا سارا خرچہ برداشت کیا' پھر جب پچیس سال کے بعد وہ نوجوان فنِ تعمیر کے ماہر' عالم' فاضل اور قرآن پاک کے حافظ بن گئے تو ان کو مسجد نبوی شریف کی تعمیر کی خدمت میں لگا دیا اور پھر مدینہ منورہ سے باہر دور ایک سنگ تراشی کا کارخانہ لگایا تا کہ سنگ تراشی کرتے وقت نبی اکرم جانِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آہٹ سے تکلیف نہ ہو اور ان حفاظ نوجوانوں کو حکم جاری کیا کہ پتھر تیار کر کے مسجد شریف میں لے جاؤ' وہاں دو دو پتھر جوڑ کر ستون بنایا جائے' اگر دونوں پتھروں میں معمولی سا فرق ہو تو کپڑے کا موٹا سا پتھر بنا کر لکڑی کے ہتھوڑے کے ساتھ چوٹ اس انداز سے لگاؤ کہ آواز پیدا نہ ہو' اگر دو پتھروں میں زیادہ فرق ہو تو ان کو واپس کارخانہ میں لا کر درست کیا جائے' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے قریب پتھروں کو رگڑنے کی اجازت نہیں اور یہ سب احکام اس لئے دیئے گئے تھے تا کہ حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے' نیز ان معمارانِ مسجد نبوی شریف کو حکم تھا کہ یہ سارے کام باوضو کیے جائیں اور کام کرتے وقت تلاوتِ قرآن مجید جاری

رکھیں اوران نوجوانوں نے پندرہ برس میں مسجد شریف مکمل کر لی' نیز حکومتِ عثمانی نے وہ پتھر وہ شیشے جو مسجد نبوی شریف میں استعمال ہوئے' عام پہاڑوں سے نہیں لئے' یہ تھے وہ لوگ جن کے دلوں میں محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجزن تھی اور محبت ہی ادب سکھاتی ہے۔

ادب کرنے والوں کو انعامات

میری پیاری اسلامی بہنو! رونق المجالس میں ہے کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو کہ صاحبِ ثروت مالدار تھا' اس کے دو بیٹے تھے اور اس کی خوش نصیبی کہ اس تاجر کے پاس رحمت کائنات سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تین بال مبارک تھے' جب وہ تاجر فوت ہوا تو اس کے دونوں بیٹوں نے باپ کی جائیداد آدھی آدھی لے لی اور جب موئے مبارک کی تقسیم کی باری آئی تو ایک بال مبارک بڑے بھائی نے لے لیا اور ایک چھوٹے کو دے دیا' تیسرے بال مبارک کے متعلق بڑے بھائی نے کہا: ہم اس کو آدھا آدھا کر لیتے ہیں' یہ سن کر چھوٹے بھائی نے جو کہ بڑا ہی خوش عقیدہ' خوش نصیب اور ادب میں رنگا ہوا تھا' اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں ہرگز اس موئے مبارک کو توڑنے نہیں دوں گا کیونکہ حبیبِ خدا سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ عظیم اس سے بالاتر ہے کہ آپ کے بال مبارک کو توڑا جائے اور جب بڑے بھائی نے چھوٹے کی عقیدت دیکھی تو اس نے کہا: یوں کریں کہ یہ تینوں بال مبارک تو لے لے اور باپ کی باقی ساری جائیداد مجھے دے دے' یہ سن کر چھوٹا جو کہ خوش بخت اور خوش نصیب تھا' اس نے کہا: مجھے اور کیا چاہیے' اور اس نے دنیا فانی کی ساری دولت (جائیداد) بڑے بھائی کو دے دی اور ابدی دولت یعنی تینوں بال مبارک خود لے لئے' پھر ان موئے مبارک کو ایک محفوظ جگہ میں ادب کے ساتھ رکھ دیا اور جب کبھی شوق آتا' موئے مبارکہ کی زیارت کرتا اور سامنے کھڑا ہو کر درود پاک پڑھتا' پھر اللہ تعالیٰ بے نیاز کے

دربار میں ایسی غیرت آئی کہ بڑے بھائی کا سارا مال ساری دولت چند دنوں میں ختم ہو گئی اور وہ کنگال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اس چھوٹے بھائی کو موئے مبارک کی برکت سے دنیا کا مال بھی کثرت سے دیا اور جب وہ چھوٹا بھائی فوت ہوا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ شانِ کونین' رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا: تو لوگوں میں اعلان کر دے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو' وہ اس (چھوٹے بھائی) کی قبر پر آئے اور یہاں آ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے' چنانچہ اس اعلان کے بعد لوگ قصد کر کے اس کی قبر پر آتے اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ جو کوئی اس قبر کے علاقے میں آتا' سواری سے اتر کر پیدل چلتا۔ (رونق المجالس' القول البدیع' سعادۃ الدارین)

فائدہ

یہ سارے انعامات موئے مبارک کا دب کرنے کی وجہ سے عطا ہوئے۔ امام الاولیاء سید علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ نے کشف المحجوب میں تحریر فرمایا کہ حضرت خواجہ مہدی سیاری رحمت اللہ علیہ شہر مرو کے کھاتے پیتے خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے' باپ کے فوت ہونے پر آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دولت ملی' پھر آپ کو پتہ چلا کہ فلاں شخص کے پاس رحمت دو عالم حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو بال مبارک ہیں' آپ نے وہ دونوں بال مبارک دنیا کی دولت دے کر خرید لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان موئے مبارک کی برکت سے مہدی سیاری کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ولی بنا لیا' پھر آپ نے حضرت خواجہ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کر لی اور ان کی خدمت میں رہ کر وہ مقام پایا کہ اولیاء کرام کے ایک گروہ کے امام بن گئے' پھر جب ان کا (خواجہ مہدی سیاری رحمۃ اللہ علیہ کا) وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ یہ دونوں بال مبارک میرے منہ میں رکھ

دیئے گئے' اب ان کا مزار مرو میں مشہور ہے:

وامروز گوراو بمرو ظاہر است مردماں بحاجت خواستن آنجا روند و مہمات از آنجا طلبند و مجرب است۔ (کشف المحجوب)

یعنی حضرت خواجہ مہدی سیاری کی قبر مبارک مرو میں مشہور ہے اور لوگ اپنی حاجتیں لے کر ان کے مزار پر جاتے ہیں اور وہاں سے اپنی حاجتیں پاتے ہیں' یہ مجرب ہے۔

فائدہ

یہ ساری بہاریں ادب کی ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں بھی باادب رکھے' آمین! میری پیاری اسلامی بہنو! ابوسعید عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم بغداد کے دینی مدرسہ نظامیہ میں علم دین پڑھتے تھے' ان ایام میں ایک غوث بغداد شریف وارد ہوئے (سید یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ) وہ جب چاہتے ظاہر ہو جاتے اور جب چاہتے غائب ہو جاتے' ایک دن میں اور ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی جو اس وقت نوجوان تھے' ہم تینوں اس غوث کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے' راستہ میں ابن سقا نے کہا: میں تو اس غرض سے غوث کے پاس جا رہا ہوں تا کہ اس سے ایسا سوال کروں جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا' اس کے بعد میں بولا' میں نے کہا: میں بھی ایک سوال کروں گا اور دیکھوں گا کہ کیا جواب دیتے ہیں' پھر شیخ عبدالقادر بولے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں غوث سے کوئی سوال کروں (ہرگز کوئی سوال نہیں کروں گا)' میں تو ان کی خدمت میں زیارت کیلئے جا رہا ہوں' الغرض! ہم تینوں وہاں پہنچے تو ایک گھڑی کے بعد ہمیں اس غوث کی زیارت نصیب ہوئی تو وقت کے غوث نے ابن سقا کی طرف جلال کی نظر سے دیکھا اور فرمایا: اے ابن سقا! تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے سوال کرنے آیا ہے' میں اس کا جواب نہ دے سکوں گا' اے بن سقا! تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے' اے ابن

سقا! سن لے میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تجھ پر بھڑک رہی ہے' اس کے بعد وقت کے غوث نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے عبداللہ! تو بھی مجھ سے ایک سوال کرنے آیا ہے تاکہ تو دیکھے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں' لے تیرا یہ سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا تیرے کانوں تک چڑھی ہوئی ہے' اس کے بعد اس غوثِ زماں نے شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور ان کو اپنے قریب کر لیا پھر عزت افزائی کرتے ہوئے فرمایا: اے صاحبزادے! اے عبدالقادر! تو نے حسن ادب سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کو راضی کر لیا ہے' گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد میں منبر پر چڑھ کر بھرپور مجمع میں وعظ کریں گے اور یوں فرمائیں گے: میرا یہ قدم جملہ اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے' اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے زمانہ میں تمام اولیاء اللہ نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا لیا ہے' اس کے بعد وہ غوث زماں غائب ہو گئے' پھر شیخ عبدالقادر پر اس غوث کے کہنے کے موافق آثارِ قرب خداوندی ظاہر ہوئے اور ہر خاص و عام نے آپ کی ولایت پر اتفاق کیا اور آپ نے حسب ارشاد فرمایا: میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور اولیائے کرام نے آپ کیلئے اس کا اعتراف (اقرار) کیا اور ابن سقا کا قصہ یہ ہوا کہ وہ علومِ شرعیہ (دینی علم حاصل کرنے میں) مشغول رہا یہاں تک کہ کمال حاصل کر لیا اور بہت سے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا اور تمام علوم میں نیز فنِ مناظرہ میں مشہور ہو گیا' زبان کے اعتبار سے بڑا فصیح' شکل کے اعتبار سے بڑا حسین' لہٰذا بادشاہ نے اسے اپنا مقرب بنا لیا اور پھر قاصد (سفیر) بنا کر شام و روم کی طرف بھیجا' رومی بادشاہ نے ابن سقا کو صاحبِ فنون اور فصیح پایا تو بہت حیران ہوا' پھر عیسائی مذہب کے علماء کو ابن سقا کے ساتھ مناظرہ کیلئے بلایا تو ابن سقا نے سب علماء کو لاجواب کر دیا اور عیسائی علماء ہار گئے اور یہی کامیابی ابن سقا کیلئے فتنہ کا سبب بنی' ازاں بعد ایک دن سقا کی رومی بادشاہ کی شہزادی پر نظر پڑ گئی اور وہ اس

شہزادی پر فریفتہ ہوگیا' پھر بادشاہ سے شہزادی کے رشتہ کی درخواست کر دی' شاہِ روم نے کہا: صرف ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ تو بھی عیسائی مذہب قبول کر لے' اس پر ابن سقا نے اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی مذہب قبول کر لیا تو شاہ روم نے اپنی بیٹی کا نکاح ابن سقا سے کر دیا' پھر تھوڑے عرصہ کے بعد ابن سقا بیمار ہو گیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اسے کوئی پوچھتا نہیں تھا' لوگوں نے اسے ایک کوچہ میں ڈال دیا اور وہ گزر اوقات کیلئے دربدر بھیک مانگا کرتا تھا' اس کو کوئی منہ نہ لگاتا' ابن سقا کو حد درجہ کی پریشانی اور روسیاہی پیش آئی' ایک دن اس کے دوستوں میں سے کسی کا اس پر گزر ہوا تو اس نے ابن سقا سے پوچھا: کیا حال ہے؟ یہ سن کر ابن سقا نے جواب دیا: یہ ایک فتنہ ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے' اس دوسرے نے ابن سقا سے پوچھا: تجھے قرآن پاک سے بھی کچھ یاد رہ گیا ہے یا نہیں؟ ابن سقا نے کہا: ایک آیت یاد رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے:

''رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ''۔

اس دوست کا بیان ہے: پھر ایک دن میں اس کی طرف گیا اور ابن سقا کو دیکھا وہ اتنا سیاہ ہو چکا ہے جیسے جلا ہوا کوئلہ ہوتا ہے اور وہ نزع یعنی جانکنی کی حالت میں تھا' جس نے اس کی قبلہ کی طرف کروٹ بدلی تو وہ پھر مشرق کی طرف پھر گیا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی' ابن سقا اس غوث کی بات یاد کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا: میں اسی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوا ہوں۔

عبداللہ بن عصرون نے کہا: میرا قصہ یوں ہوا کہ میں دینی علوم پڑھ کر فارغ ہوا اور دمشق میں آ گیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھے بلا کر اوقات کا محکمہ میرے سپرد کر دیا اور میں اوقات کا متولی بن گیا تو دنیا مجھ پر برسی' ہر طرف سے دنیا ہی دنیا آ رہی تھی اور میں غوث وقت کو یاد کیا کرتا تھا' الحاصل ہم تینوں پر غوث کی بات ثابت ہوئی۔

(انوار المصین' مصنفہ اشرف علی تھانوی' ص ۳۱' فتاویٰ حدیثیہ)

تنبیہ

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ صرف علم پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا' انسان بے شک چودہ علم پڑھ لے' اگر ادب نہیں تو سب کچھ لا حاصل ہے اور اگر ادب ہے تو سب کچھ ہے''الطریق کلہ ادب ''۔قابل غور بات ہے کہ ابن سقا ایک ولی ایک غوث کی شان میں معمولی سی بے ادبی کر کے ایمان ضائع کر بیٹھا تو جو شخص نبیوں کے نبی' رسولوں کے امام حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرے' اس کا حشر کیا ہوگا؟ الامان الحفیظ!

اس واقعہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اگر مگر کے چکر چلا کر بے ادبی کر بیٹھتے ہیں' جی! اگر نبی کو علم ہوتا تو یوں کیوں ہوتا' اگر نبی کو اختیار ہوتا تو اپنے نواسوں کو کیوں نہ بچالیا''فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارُ''۔

میری پیاری اسلامی بہنو! خواجہ خواجگان بابا فریدالدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا: ایک بار ایک نوجوان بڑا فاسق وفاجر تھا' ملتان میں فوت ہوا' مرنے کے بعد کسی کو خواب میں ملا' دیکھنے والے نے پوچھا: تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے رب کریم نے بخش دیا ہے' خواب دیکھنے والے نے پوچھا: معافی کس وجہ سے ہوئی؟ تو اس نے کہا: ایک دن حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے تو میں نے براہِ محبت آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا' اللہ تعالیٰ نے اسی عمل کی وجہ سے مجھے بخش دیا ہے۔ (خلاصۃ العارفین) یہ اس ذاتِ والا صفاتِ والا کا فضل ہے جس نے قرآن میں فرمایا ہے:

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ۔

یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرے کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا کہ یہ کیوں کیا اور وہ حقِ تعالیٰ ہر کسی سے پوچھ سکتا ہے۔

سیدنا خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ کے زمانہ میں ایک شخص تھا جسے لوگ اس کی غلط روش کی بنا پر شقی (بدبخت دوزخی) کہا کرتے تھے، ایک دن وہ شخص خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اٹھ کر چلا گیا، راستہ میں کسی نے اس کو شقی کہہ کر پکارا تو غیب سے آواز آئی: اب اس کو شقی مت کہو کیونکہ یہ ہمارے ولی جنید کی خدمت میں بیٹھ چکا ہے اور جو بھی ان کی خدمت میں ایک گھڑی بیٹھ جائے وہ شقی (بدنصیب) نہیں رہ سکتا۔ (ذکر خیر)

ایک شخص جو کہ نہایت ہی بدکردار، فاسق و فاجر تھا، ایک دن وہ دریائے دجلہ پر ہاتھ دھونے گیا، اتفاقاً وہاں نیچے بہاؤ کی طرف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے وضو کر رہے تھے، اس کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول اور امام وقت وضو کر رہا ہو اور میرے جیسا نالائق انسان اوپر کی طرف بیٹھ کر منہ دھوئے، یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے، یہ خیال آتے ہی وہ اُٹھا اور نیچے کی طرف آ بیٹھا اور ہاتھ پاؤں دھو کر چلا گیا، پھر جب وہ شخص فوت ہوا تو ایک بزرگ کو خواب میں ملا، آپ نے پوچھا: بتا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش ہوا؟ اس نے دجلہ والا واقعہ سنایا اور کہا: مجھے میرے رب کریم نے سیدنا امام احمد بن حنبل کا ادب کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ذکر خیر)

مولانا حمید الدین بنگالی اپنے ملک بنگال سے باہر علم دین حاصل کرنے گئے، علم دین حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن کو واپس جا رہے تھے، جب آگرہ پہنچے تو مفتی آگرہ کے ہاں قیام کیا، حسن اتفاق کہ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ آگرہ تشریف لائے، مولانا حمید بنگالی چونکہ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے بداعتقاد تھے، لہٰذا حضرت امام ربانی قدس سرہ کی آگرہ میں تشریف آوری کی خبر سن کر مولانا بنگالی نے اپنے وطن کو روانگی کا پروگرام بنایا تو مفتی آگرہ نے مولانا بنگالی

سے دریافت کیا کہ آپ اتنی جلدی کیوں تیار ہو گئے؟ مولانا بنگالی نے بتایا: شیخ سرہندی چونکہ یہاں قریب ہی آ کر ٹھہرے ہیں اور میں ان سے ملنا نہیں چاہتا' اس لئے جا رہا ہوں۔ مفتی نے استفسار کیا: مولانا! آپ کیوں ملنا نہیں چاہتے وہ تو عالم دین بھی ہیں اور بزرگ بھی ہیں' بنگالی صاحب نے فرمایا: میرا دل نہیں چاہتا' آخرکار مولانا بنگالی نے اپنا سامان اٹھایا اور بنگال کی طرف روانہ ہو گئے اور تین دن کے بعد بنگالی صاحب پھر آ گئے' مفتی صاحب نے کہا: مولانا! کیا ہوا کہ آپ واپس آ گئے؟ مولانا بنگالی بولے. میں آپ کے ہاں ایک کتاب بھول گیا تھا وہ لینے آیا ہوں' مفتی صاحب نے فرمایا: تلاش کر لو' بنگالی صاحب اندر کتاب تلاش کر ہی رہے تھے کہ کسی نے مفتی صاحب کو بتایا کہ حضرت امام ربانی دروازے پر جلوہ افروز ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں' مفتی صاحب نے کہا: مرحبا تشریف لائیں' یہ سن کر مولانا بنگالی گھبرا گئے اور کہا: میں کہاں جاؤں' مفتی صاحب نے فرمایا: اس جگہ کوٹھڑی میں چھپ کر بیٹھے رہو' پھر سیدنا امام ربانی قدس سرہ اندر تشریف لائے تو مفتی صاحب سے عرض کیا: حضور کیسے تشریف لانا ہوا؟ فرمایا: ایک مسئلہ کے متعلق تبادلہ خیال کرنا ہے' مفتی صاحب نے عرض کیا: حضور! آپ سے کون سا مسئلہ پوشیدہ ہے؟ تو فرمایا: آخر آپ اس علاقہ کے مفتی ہیں' لہٰذا تبادلہ خیال کرنے میں کون سا حرج ہے۔

(فقیر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ایک بہانہ تھا' حقیقت میں وہ بحکم الٰہی مولانا بنگالی کو شکار کرنے آئے تھے) اسی اثناء میں سیدنا امام ربانی قدس سرہ کی نظر مولانا بنگالی کی نظر سے دوچار ہو گئی' پھر تھوڑی دیر کے بعد جب سیدنا امام ربانی قدس سرہ حجرہ سے باہر نکلے اور مفتی صاحب بھی الوداع کرنے کو نکلے تو مفتی صاحب نے دیکھا کہ مولانا حمیدالدین بنگالی دست بستہ حضرت امام ربانی کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں اور زار و قطار رو رہے ہیں' مفتی صاحب نے تعجب کیا اور کسی کو فرمایا: پیچھے جاؤ اور دیکھوں کہاں تک

جاتے ہیں' پھر اس نے آ کر بتایا کہ حضرت امام ربانی مکان میں جلوہ گر ہو گئے ہیں اور بنگالی صاحب دروازے پر کھڑے رو رہے ہیں' پھر حضرت نے شفقت فرمائی اور مولانا بنگالی کو اندر بلا لیا اور پھر سلوک مجددی طے کرانا شروع کر دیا اور جب سلوک پورا ہو گیا اور مولانا بنگالی کو جانے کی اجازت مل گئی تو حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا: دستار لاؤ تا کہ مولانا کی دستار بندی کی جائے' یہ سن کر مولانا بنگالی نے عرض کیا: حضور! اگر تبرک عطا کرنا ہے تو آپ اپنا استعمالی جوتا مبارک عطا کر دیں' آپ نے سمجھایا کہ کوئی اور چیز لے لو مگر وہ بار بار یہی عرض کرتے رہے کہ جوڑا مبارک عطا ہو جائے اور جب جوڑا مبارک عطا ہوا اور مولانا بنگالی روانہ ہوئے تو اس جوتا مبارک کو اپنے دانتوں میں دبائے تین کوس پچھلے پاؤں چلنے لگے' ازاں بعد اس جوتا مبارک کو سر پر باندھا اور بنگال پہنچ گئے اور اپنے گھر میں چبوترا بنایا' اس پر وہ جوڑا مبارک بڑے ادب سے رکھ دیا اور جو کوئی بیمار یا دعا کا خواستگار آتا' مولانا فرماتے: پیالے میں پانی لاؤ اور آپ اس جوتا مبارک کی نوک اس پیالہ میں پھیر دیتے تو وہ مریض اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہو جاتا اور اگر کسی کی قسمت میں شفا نہ ہوتی تو وہ پیالہ ٹوٹ جاتا اور زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر جب مولانا بنگالی کا وصال ہوا تو وہ پاپوش مبارک ان کی قبر میں سر کی طرف ایک خاص جگہ رکھ دی گئی۔

(ملفوظات خواجہ خواجگان غلام نبی سہی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۶)

فائدہ

میری پیاری اسلامی بہنو! ایک ولی کے جوتے مبارک کا ادب کرنے سے مولانا حمید الدین بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کا گھر باذن اللہ دار الشفا بن گیا اور جن کے وسیلہ سے ولی' ولی بنتے ہیں ان کا ادب کرنے سے کیا کچھ عطا ہوگا' انشاء اللہ جنت ملے گی۔

اللّٰھم ارزقنا ھذا بجاہ حبیبك الکریم صلی اللہ علیہ وعلٰی

آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔

سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا' ان کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی گنہگار اور کردار کا گندہ تھا' اس نے سو سال ایک قول کے مطابق دو سو سال نافرمانیوں میں گزار دیئے اور جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اس کا غسل و کفن کو ادا نہ کیا بلکہ اسے ٹانگ سے پکڑ کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا' ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کلیم موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ہمارا ایک دوست مر گیا ہے اور اسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے' آپ اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس کو اٹھائیں اور عزت واحترام کے ساتھ اس کی تجہیز و تکفین کریں اور پھر آپ اس کا جنازہ پڑھائیں' یہ سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام قوم کو لے کر وہاں پہنچے' اسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی پاپی ہے لیکن مامور تھے' اسے اعزاز کے ساتھ اٹھا کر تجہیز و تکفین کر کے جنازہ پڑھایا اور دفن کر دیا' بعد میں موسیٰ علیہ السلام نے دربارِ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ! یہ شخص اتنا بڑا مجرم و گنہگار ایسے اعزاز کا حقدار کیسے ہو گیا؟ رب ذوالجلال نے فرمایا: اے میرے نبی! تھا تو یہ بڑا گنہگار اور سخت سزا کا حقدار مگر ہوا یوں کہ ایک دن اس نے تورات کھولی اور اس میں میرے حبیب کریم کے نام مبارک محمد پر اس کی نظر پڑی اور اس کے دل میں میرے حبیب کی محبت نے جوش مارا' اس نے نامِ محمد کو بوسہ دیا' آنکھوں پر رکھ کر اس نے درود پاک پڑھا تو میں نے اس کے اس تعظیم و ادب کرنے سے اس کے گناہ معاف کر دیئے اور اس کو اپنے بندوں میں شامل کر لیا ہے۔

(مقاصد السالکین' القول البدیع' حلیۃ الاولیاء' سیرتِ حلبیہ)

میری پیاری اسلامی بہنو! سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نشہ میں مست کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر نظر پڑی' اس کو اٹھایا' دیکھا تو اس پر لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

خواجہ بشر نے اس کاغذ کو صاف کیا' عطر لگایا اور اونچی جگہ رکھ دیا کیونکہ اس پر ذوالجلال کا نام پاک لکھا ہوا تھا' اسی رات کسی اللہ والے کو حکم ہوا کہ بشر کو خوش خبری سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کو معطر کر کے بلند مقام پر رکھا ہے' لہٰذا ہم بھی بشر کو بلند مقام عطا کریں گے' اس اللہ والے نے یہ سوچ کر کہ بشر تو شرابی کبابی ہے' کہیں میرا الہام غلط نہ ہو' پھر دوسری بار حکم الٰہی ملا' پھر تیسری بار یہی فرمان ملا' وہ بشر کے گھر گئے تو وہاں پتا چلا کہ بشر شراب خانے گیا ہوا ہے اور جب وہ اللہ والے شراب خانہ گئے تو کسی نے بتایا کہ بشر تو شراب کے نشہ میں بدمست لیٹا ہوا ہے' اس اللہ والے نے فرمایا: بشر کو پیغام دو کہ میں تیرے لئے ایک خاص پیغام لایا ہوں' جب بشر نے پیغام سنا تو ڈرتے ہوئے ننگے پاؤں دوڑے اور پیغامِ الٰہی سن کر ہمیشہ کیلئے تائب ہو گئے' اسکے بعد خواجہ بشر حافی نے کبھی جوتا نہیں پہنا' اسی لئے آپ کا لقب حافی ہوا' حافی کا معنی ہے: پابرہنہ' پھر اللہ تعالیٰ نے اس بشر کو جو شرابیوں کا سردار تھا' اللہ تعالیٰ کے نام پاک کا ادب کرنے کی وجہ سے ولیوں کا سردار بنا دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ سلطنت عثمانیہ کا مورث اعلیٰ عثمان غازی ایک دن کہیں جا رہا تھا' رات ایک جگہ قیام کیا تو دیکھا کہ قرآن مجید معلق ہے' پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ مصحف (قرآن مجید) ہے' اس نے کہا: قرآن مجید کے سامنے بیٹھنا بے ادبی ہے' دست بستہ کھڑا ہو گیا اور رات کھڑے کھڑے گزار دی' صبح ہوئی تو وہاں سے روانہ ہوا' راستے میں ایک شخص ملا' اس نے کہا: میں آپ کی تلاش میں تھا' پوچھا: کیوں؟ اس آنے والے نے کہا: چونکہ آپ نے قرآن مجید کا ادب و تعظیم کی ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری اولاد کیلئے سلطنت عطا کر دی ہے' "ان اللّٰہ اعظمك واعطاك و ذریتك السلطنة بسبب تعظیمك لكلامه" الحاصل اسے سلطنت

عطا ہوگئی، قرآن پاک کی تعظیم کے سبب۔ (روح البیان، سورہ انبیاء، پارہ ۱۷)

ملکہ زبیدہ خاتون زوجہ ہارون رشید سہیلیوں میں بیٹھی تھی کہ اذان شروع ہوگئی، ان خواتین میں سے کسی عورت نے اذان کے دوران کوئی بات کرنا چاہی تو ملکہ زبیدہ نے اشارہ سے منع کر دیا، پھر جب ملکہ زبیدہ کا وصال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: کیا حال ہے؟ ملکہ نے بتایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے، پوچھا: کس سبب سے؟ تو بتایا کہ اذان کا ادب کرنے کی وجہ سے بخشش ہوگئی۔ (تعظیم الانام)

بے ادبی کا وبال

میری اسلامی بہنو! شیطان (ابلیس) نے لاکھوں سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، ایک قول کے مطابق شیطان نے چھ لاکھ سال عبادت کی اور وہ صرف ایک بے ادبی کی وجہ سے چھ لاکھ سالہ عبادت ضائع کر بیٹھا اور وہ بے ادبی تھی، خلیفۃ اللہ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنا "فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارُ"۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تنبیہ کی ہے:

فَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔

خبردار کہیں میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں آواز اُونچی کر کے (بے ادبی) نہ کر بیٹھنا ورنہ تمہاری ساری نیکیاں ملیامیٹ کر دی جائیں گی۔

دمشق میں ایک عالم فاضل محدث جو کہ حدیث پاک پڑھایا کرتا تھا، اس کی خدمت میں ایک طالب علم حدیث پاک پڑھنے کیلئے حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ استاد ہر وقت چہرہ کے سامنے پردہ رکھتا ہے، کبھی اپنا چہرہ نہ دکھاتا، جب کچھ عرصہ گزرا تو اس طالب علم کو تعجب ہوا کہ یہ استاد (محدث) ہر وقت چہرہ پر نقاب کیوں رکھتا ہے، زیارت

کیلئے اصرار کیا تو محدث نے نقاب الٹ دیا' طالب علم نے دیکھا:

''فرای وجهه وجه حمار'' اُس استاد کا چہرہ گدھے جیسا ہے۔

سبب پوچھنے پر استاد نے بتایا کہ جب میں نے یہ حدیث پڑھی: ''اما یخش الذی یرفع رأسه قبل الامام ان یحول الله راسه راس حمار'' یعنی وہ شخص جو امام سے پہلے (رکوع سے) سر اٹھا لے وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ گدھے جیسا کر دے' میں نے یہ حدیث پاک پڑھ کر کہا: کب ایسا ہوتا ہے' میں کر کے دیکھتا ہوں اور جب میں نے امام کے پیچھے نماز پڑھی اور تو قصداً رکوع سے امام سے پہلے سر اٹھا لیا' اس دن سے میرا چہرہ گدھے کا سا ہو گیا ہے (اس لئے چھپائے رکھتا ہوں)۔ (حواشی مشکوٰۃ)

تنبیہ

سید دو عالم حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے سامنے کسی امام کسی ولی غوث' کسی استاد' کسی محدث کی وقعت ہی کیا ہے جیسے کہ مذکورہ بالا محدث کا چہرہ گدھے کا سا ہو گیا' اے میرے بھائی! بے ادبی سے بچ اور ہمیشہ باادب رہ' اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے ادبی سے بچائے!

سیدنا ابو ہریرہ صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وزغہ (گرگٹ) کو ایک چوٹ میں مارے اس کیلئے سو نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسری چوٹ میں مارنے والے کو اس سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے والے کو اس سے کم۔ (مسلم شریف) اور جب پوچھا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! گرگٹ کو یہ سزا کس وجہ سے ملی؟ تو فرمایا: ''کان ینفخ علی ابراھیم''۔

(بخاری و مسلم' مشکوٰۃ شریف' عن اُم شریک رضی اللہ عنہا)

جب نمرودیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کیلئے آگ

جلائی تو یہ گرگٹ آگ بھڑکانے کیلئے پھونکیں مارتا تھا' اس وجہ سے اس کو یہ سزا ملی کہ جو اسے ایک چوٹ میں مارے سونیکی حاصل کرے۔ (درسِ عبرت)

میری اسلامی بہنو! قابل غور بات ہے کہ ایک غیر مکلّف کو اتنی سی بےادبی پر یہ سزا ملی کہ اس کی ساری نسل ہی اس وبال کی زد میں آ گئی تو جو مکلّف (جن و انسان) بےادبی کرے' اس کی کیا سزا ہوگی۔ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ"

اور پھر اسی کے ساتھ ملتا جلتا مندرجہ ذیل واقعہ ہے' پڑھیں اور عبرت حاصل کریں' خواجہ خواجگان سیدنا خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ لیٹے ہوئے تھے ایک منچلہ آیا' اس نے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک پر پاؤں رکھا اور آگے گزر گیا' کسی خادم نے کہا: ارے یہ تو نے کیا کیا؟ وہ بولا: کیا ہوا؟ خادم نے فرمایا: یہ حضرت خواجہ بسطامی ہیں' اس نے کہا: خواجہ بسطامی ہیں تو پھر کیا ہوا؟ ازاں بعد جب اس بےادبی کرنے والے کا آخری وقت آیا تو اس کو وہ پاؤں سیاہ ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس کی اولاد میں سے جس کسی کا آخری وقت آتا' اس کا پاؤں سیاہ ہو جاتا۔ (رونق المجالس)

مولانا ابوبکر لکھتے ہیں: میرے دادا جان مولانا عبدالجبار غزنوی نے امرتسر میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا' اس میں ایک طالب علم اہل حدیث جو کہ اس مدرسہ میں پڑھتا بھی تھا اور امرتسر کی ایک مسجد تیلیانوالی میں خطیب بھی تھا' ایک دن اس نے دورانِ تعلیم یہ کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ سے تو میں بہتر ہوں کیونکہ ابوحنیفہ کو صرف سترّ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے اس سے زیادہ یاد ہیں اور پھر جب مولانا عبدالجبار کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: اس عبدالعلی کو میرے مدرسہ سے نکال دیا جائے' وہ عنقریب مرتد ہو جائے گا' اس کو مدرسہ غزنویہ سے خارج کر دیا گیا اور پھر ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ

قادیانی ہوگیا' پھر اس کو مسجد والوں نے بھی ذلیل کر کے نکال دیا' پھر کسی نے مولانا عبدالجبار سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا تھا کہ یہ کافر ہو جائے گا؟ یہ سن کر فرمایا: جب میں نے اس عبدالعلی کی یہ بے ادبی والی بات سنی تو میرے سامنے بخاری شریف کی حدیث پاک آگئی:

من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب (او کمال قال)

یعنی جس کسی نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی' میری طرف سے اس کیلئے اعلانِ جنگ ہے' اور میری نظر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں' اس لئے ان کی شان میں بے ادبی کرنے والے کا ایمان کیسے رہ سکتا ہے۔

(کتاب سیدی وابی' مصنفہ ابوبکر غزنوی)

سلطان الہند خواجہ خواجگان سیدنا غریب نواز سید معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا: ایک مراد تھا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے متعلق بغض تھا' جب کبھی کوئی اللہ کا بندہ سامنے آتا تو وہ منہ پھیر کر گزر جاتا' جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اس قبر میں اتارا اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کیا تو فوراً اسکا منہ قبلہ سے پھر گیا اور بارہا ایسا ہی ہوا' لوگ بڑے حیران ہوئے' پھر اچانک ہاتف سے آواز آئی: اے بندو! کیوں تکلیف اُٹھاتے ہو' اسے یوں ہی رہنے دو کیوں کہ یہ وہ بندہ ہے جو دنیا میں میرے ولیوں سے منہ پھیر لیا کرتا تھا اور جو شخص میرے ولیوں سے منہ پھیر لے' اس سے میری رحمت بھی منہ پھیر لیتی ہے اور ایسا شخص راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے۔ (دلیل العارفین)

تنبیہ

پیاری اسلامی بہنو! اسی لئے حضرت خواجہ شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: جو شخص ولیوں کی شان میں بے ادبی کرے "یخشی علیہ سوء الخاتم" ڈر ہے کہ اس کا انجام برا ہو' جو شخص اپنے دل میں ولی کے متعلق بغض رکھے'

وہ بے ایمان مرتا ہے تو جو نبیوں کے نبی' رسولوں کے امام' اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دل میں بغض رکھے جیسے کہ بعض لوگ ہر مسئلہ میں منفی پہلو اختیار کرتے ہیں' ان کا کیسے ایمان پر خاتمہ ہوگا' اے میری مسلمان بہنو! جس دل میں محبت وہ تو بے چون وچرا مان لیتا ہے لیکن جو شخص سینکڑوں احادیث مبارکہ کی موجودگی میں انکار کرتا جائے اس کے دل میں یقیناً بغض ہے' پڑھ کر دیکھیں: کتاب خلیفۃ اللہ' اللہ تعالیٰ ہمیں عشق ومحبت سے وافر حصہ عطا کرے' آمین!

سنجار میں ایک شخص جو کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر طعن وتشنیع کیا کرتا تھا' جب وہ بیمار ہو کر قریب المرگ ہوا تو وہ ہر قسم کی باتیں کرتا مگر کلمہ شہادت نہیں پڑھ سکتا تھا' بار ہا لوگوں نے اسے کلمہ شہادت سنایا مگر وہ کسی طرح کلمہ طیبہ نہیں پڑھ سکتا تھا' لوگ پریشان ہو گئے اور پھر حضرت خواجہ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لائے' آپ تشریف لا کر اس مرنے والے کے پاس بیٹھے اور مراقبہ کیا اور جب آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو اس مرنے والے نے کلمہ شہادت پڑھا اور کئی بار پڑھا' پھر حضرت خواجہ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چونکہ یہ شخص اولیاء کرام کی شان میں بے ادبی کیا کرتا تھا' اس لئے اس کی زبان کو کلمہ شریف پڑھنے سے روک دیا گیا تھا اور جب میں نے مراقبہ کیا اور مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں نے دربارِ الٰہی میں اس کی طرف سے سفارش کی اور مجھے فرمایا گیا: اے پیارے! ہم نے تیری سفارش قبول کی لیکن شرط یہ ہے کہ جن میرے ولیوں کی شان میں یہ بے ادبی کیا کرتا تھا وہ بھی راضی ہو جائیں' یہ ارشاد سن کر میں حضرت الشریفہ میں داخل ہوا اور جن اولیاء کرام کی شان میں یہ نکتہ چینی کیا کرتا تھا' مثلاً خواجہ معروف کرخی' خواجہ سری سقطی' خواجہ جنید بغدادی' خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم' ان حضرات سے میں نے اس شخص کی طرف سے معافی چاہی تو ان حضرات نے میری سفارش کی وجہ سے اسے معاف کر دیا اور اس نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا'

پھر اس شخص نے بتایا کہ جب میں کلمہ شریف پڑھنا چاہتا تھا' ایک سیاہ چیز میری زبان کو پکڑ لیتی تھی اور کہتی تھی: میں تیری بدزبانی ہوں' میں تجھے کلمہ نہیں پڑھنے دوں گی' ازاں بعد ایک چمکتا ہوا نور آیا اس نے آتے ہی بلا کو دفع کر دیا اور کہا: میں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی رضا ہوں' پھر اس شخص نے بتایا کہ اب میں زمین و آسمان کے درمیان نورانی گھوڑے دیکھ رہا ہوں' جن کے سوار بھی نورانی ہیں اور سب پڑھ رہے ہیں: ''سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ'' اور پھر وہ شخص کلمہ شہادت پڑھتے پڑھتے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (قلائد الجواہر و درسِ عبرت)

اے میری مسلمان بہنو! بے ادبی سے بچو ورنہ پچھتانے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا' نیز غور کریں کہ اس مرنے والے کی قسمت اچھی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ولی خواجہ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ پہنچ گئے اور اس کی قسمت اچھی ہو گئی ورنہ ہر بے ادب گستاخ کیلئے کون آئے گا جو اسے معافی لے دے۔

پیاری اسلامی بہنو! حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص نے نماز پڑھائی اور اس نے قبلہ رو تھوک دیا حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ رہے تھے اور جب نماز ختم ہوئی تو والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازیوں کو بلایا اور فرمایا: آئندہ اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں' پھر جب وہ دوسری نماز کیلئے آگے بڑھا تو نمازیوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور اسکے استفسار پر نمازیوں نے بتایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے' وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! آپ نے منع فرمایا ہے' تو شاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میں نے منع کیا ہے اور فرمایا: ''قد اذیت اللہ ورسولہ'' (رواہ ابوداؤد' مشکوٰۃ) یعنی تو نے قبلہ رو تھوک کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔ (درسِ عبرت) جو شخص جہت قبلہ کا ادب نہ کرے اس کے پیچھے تو نماز سے منع کیا جائے اور

جو شخص کعبہ کے کعبہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب نہ کرے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہونا چاہیے' آج کل کا ہر زبان دراز کہہ دیتا ہے کہ ایک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے' سب قرآن ہی پڑھتے ہیں' سوال یہ ہے کہ جس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا تھا' کیا وہ قرآن نہیں پڑھتا تھا' اللہ تعالیٰ ہدایت دے' آمین!

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

اگر آپ رضائے الٰہی پانا چاہتی ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے' اپنے حلقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے سنّتوں بھرے اجتماع میں پابندی کے ساتھ شرکت کیجیے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ کا سینہ مدینہ بن جائے گا۔

الحمد للہ! دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں' خوش نصیب اسلامی بہنیں گھر گھر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا رہی ہیں' آپ بھی نیکی کی دعوتِ عام کرنے میں لگ جائیے' سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنائیے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نورانی سیرت اپنائیے اور دونوں جہانوں میں عزت پائیے۔

حج کی شرائط و فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ . وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو!

نگاہیں نیچی کئے، توجہ کے ساتھ درس و بیان سننے کی عادت بنایئے، کہ باتیں کرتے ہوئے، کچھ وِرد پڑھتے ہوئے، لاپرواہی کے ساتھ، اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، زمین پر اُنگلی کے ساتھ کھیلتے ہوئے، لباس یا بالوں کو سہلاتے ہوئے، سننے سے اس کی برکتیں زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔

فضیلت دورد پاک

اللہ عزوجل کے حبیب، انبیاء کے خطیب، دو جہاں کے طبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دن بھر میں مجھ پر ایک ہزار بار دُرودِ پاک پڑھا، وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے۔ (الترغیب والترہیب ص ۵۱)

دل مضطرب ہو جب تُو نبیؐ پر درود پڑھ تسکین کا ہے سبب تُو نبیؐ پر درود پڑھ
روضے پہ حاضری کی تمنا ہے گر تجھے اے بہن! روز و شب تُو نبیؐ پر درود پڑھ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ: صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

حج کا بیان

حج اسلام کا پانچواں یا نماز' روزہ اور زکوٰۃ کے بعد چوتھا فریضہ ہے جو اُمت محمدیہ کے ہر فرد پر خواہ وہ دنیا کے کسی علاقے کا رہنے والا ہو' عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے مگر صرف ان پر جو وہاں جانے کی استطاعت (Power) رکھتے ہوں' حج ۹ھ میں فرض کیا گیا' اس کی فرضیت قطعی ہے جو اس کے فرض ہونے کا انکار کرے' وہ کافر ہے۔ (درمختار ج۳ص ۶۶۹)

حج کی تعریف

حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظّمہ کے طواف کا اور اس کیلئے ایک خاص وقت مقرر ہے' اس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔

حج کا وقت

حج کا وقت شوال سے دسویں ذی الحجہ تک ہے کہ اس سے پہلے حج کے افعال نہیں ہوسکتے سوا احرام کے' احرام اس سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اگرچہ مکروہ ہے۔

(درمختار ج۳ص ۴۷۴)

نوٹ: حج کی فرضیت میں عورت ومرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے جو راہ کی طاقت رکھتا ہے اس پر حج فرض ہے اور اگر ادا نہ کرے تو جہنم کے مستحق ہیں' عورت کیلئے صرف اتنی بات زیادہ ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لئے سفر کو جانا حرام ہے۔

حج فرض ہونے کی شرائط

حج فرض ہونے کی چند شرطیں ہیں جب تک وہ سب نہ پائی جائیں' حج فرض

نہیں۔

اسلام

حج ہونے کی شرطوں میں سب سے پہلے حج کرنے والے کا مسلمان ہونا شرط ہے کہ کافر پر حج فرض نہیں۔

حج کرنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہو گیا یا ہو گئی، پھر اسلام لائی تو اگر استطاعت ہو تو پھر حج کرنا فرض ہے کہ مرتد ہونے سے حج وغیرہ سب اعمال باطل ہو گئے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۷)

دارالحرب

اگر دارالحرب میں ہو تو بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے اور دارالسلام میں ہے تو اگرچہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو تو بھی حج فرض ہو جائے گا کیونکہ دارالسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۷)

بلوغ

حج کرنے کیلئے مرد و عورت کا بالغ ہونا بھی شرط ہے اور اگر نابالغ نے حج کیا یعنی اپنے آپ سمجھ دار ہو یا اس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہو جب کہ ناسمجھ ہو، بہر حال وہ حج نفل ہوا۔ حجۃ الاسلام یعنی حج فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

(ردالمحتار ج ۳ ص ۴۶۷)

عاقل

حج کرنے والے یا والی کیلئے عاقل ہونا بھی شرط ہے کہ مجنون پر حج فرض نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۷)

آزاد ہونا

باندی غلام پر حج فرض نہیں، اگر ان کے مالک نے حج کرنے کیا جازت دے دی

ہو اگر وہ مکہ معظمہ ہی میں ہوں۔ (فتاویٰ عالمگیری ج اص ۲۱۷)

سفر خرچ اور سواری پر قدرت

سفر خرچ کا پاکی مالک ہو اور سواری پر قادر ہو' خواہ سواری اس کی ملک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج اص ۲۱۷)

وقت

یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائی جائیں اور اگر شرائط ایسے وقت پائی گئیں کہ اب نہیں پہنچے گا تو فرض نہ ہوا۔ (ردالمحتار ج۳ص ۴۶۶)

اے خواتین! مجھے ضرور پڑھئے!

عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے' خواہ جوان ہو یا بڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جا سکتی ہے' محرم سے مراد وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کیلئے اس عورت کا نکاح حرام ہے خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے باپ' بیٹا' بھائی وغیرہ یا دودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت ہو جیسے رضائی بھائی' باپ' بیٹا وغیرہ یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی' جیسے خسر' شوہر کا بیٹا وغیرہ' شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل' بالغ' غیر فاسق ہونا شرط ہے' مجنون یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جا سکتی' آزاد مسلمان ہونا شرط نہیں' البتہ مجوسی کے اعتقاد سے محارم کے ساتھ نکاح جائز ہے' اس کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتی' مراہق اور مراہقہ یعنی وہ لڑکا اور لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہوں' بالغ کے حکم میں ہیں' یعنی مراہق کے ساتھ جا سکتی ہیں اور مراہقہ کو بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر کی ممانعت ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج اص ۲۱۹)

محرم کے ساتھ جائے تو اس کا نفقہ عورت کے ذمہ ہے' لہٰذا اب شرط یہ ہے کہ اپنے اور اس کے دونوں کے نفقہ پر قادر ہو۔ (درمختار ج ۳ ص ۴۶۴' فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۹)

حاجیوں کے فضائل اور اُن پر انعام کا بیان

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں پر حج بیت اللہ فرض فرمایا تو انہوں نے اپنی سواریوں کو تیار کر لیا' ان کو اپنے قرب میں بلایا تو انہوں نے اس کی محبت میں دُوری کو دُور نہ سمجھا اور نہ ہی مصائب کی پرواہ کی' ان کے چہرے رات کی تاریکی میں چمکتے ہیں' پاک ہے وہ ذات جس نے خانہ کعبہ کو رُکنِ اسلام (یعنی حج) سے مشرف فرمایا تو جس نے اس رکن کو ادا کیا وہ غم اور تنگی سے نجات پا گیا' جو اس کے دروازے سے داخل ہوا وہ امان پا گیا' بھلائی کرنے اور سیدھے راستے پر چلنے والوں پر اس کے میزاب سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور حجرِ اسود اُس شخص کی گواہی دے گا جو اسے صدق وصفا کے ساتھ بوسا دے' اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ ۴' آل عمران: ۹۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔[1]

---

[1] مفسرِ شہیر خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: مسئلہ اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے' حدیث شریف میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی تفسیر زاد و راحلہ سے فرمائی' زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے کہ جا کر واپس آنے تک اس کیلئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہیے' راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر استطاعت ثابت نہیں ہوتی' اس (ومن کفر) سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرضِ قطعی کا منکر کافر ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: سبیل کا معنی یہ ہے کہ بدن تندرست ہو، زادِ راہ موجود ہو اور ایسی سواری پر ہو جو اس کو ہلاک نہ کرے اور ''وَمَنْ کَفَرَ'' کا مطلب یہ ہے کہ جو حج کرنے کو نیکی نہ سمجھے اور نہ کرنے کو گناہ نہ جانے۔

حج کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزمِ وجود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: میں نے حج کیا اور فحش کلامی نہ کی اور فسق نہ کیا تو وہ (گناہوں سے پاک ہو کر) ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرۃ، الحدیث: ۱۳۸۰، ص ۱۹۰۲)

یومِ عرفہ جہنم سے آزادی کا دن

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: یومِ عرفہ سے زیادہ کسی دن جہنمیوں کو آزاد نہیں کیا جاتا، پھر اللہ عزوجل قریب (یعنی اپنی رحمت کے ساتھ متوجہ) ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور استفسار فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا چاہتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: یا رب عزوجل! یہ عفو و مغفرت چاہتے ہیں، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا! ان سب سے درگزر کیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل یوم عرفہ، الحدیث: ۱۳۴۸، ص ۹۰۲، شعب الایمان للبیہقی باب فی المناسک، فضل الوقوف بعرفات، الحدیث: ۴۰۶۸، ج ۳، ص ۴۶۰)

اللہ عزوجل ان لوگوں کو بھلائی عطا فرماتا ہے جنہوں نے دنیا میں اس کی عبادت کو نفع اور غنیمت خیال کیا اور جنہوں نے یہ دیکھا کہ نافرمانیوں میں سراسر وقت برباد کرنے سے بہت زیادہ نقصان ہے تو ان کو اللہ عزوجل نے عرفہ کے دن اپنے قریب کیا جنہوں نے اس کی محبت کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیا تو اللہ عزوجل نے ان کے گناہوں سے درگزر فرما کر ان کی مغفرت فرمادی اور ان کے سبب علم کو پھیلایا تاکہ وہ سعادت مند ہو جائیں۔

فضول سوالات سے بچو!

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ عزوجل نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو، ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی، اس نے پھر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور اگر (ہر سال) واجب ہو جاتا تو تم استطاعت نہ رکھتے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، حدیث ۱۳۳۷، ص ۹۰۱)

حج وعمرہ اکٹھا کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج وعمرہ اکٹھا کرو کہ یہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کی میل کو۔

(سنن نسائی، کتاب مناسک الحج، باب فضل المتابعۃ بین الحج والعمرۃ، الحدیث: ۲۶۳۱، ص ۲۲۵۸)

دوسری روایت یوں کہ حج وعمرہ کرنے والے اللہ عزوجل کا گروہ ہیں، اگر وہ اس

سے کوئی چیز مانگیں تو وہ عطا فرماتا ہے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو وہ انہیں معاف فرما دیتا ہے، اگر وہ اس سے دعا کریں تو قبول فرماتا ہے، اگر سفارش کریں تو بھی قبول فرماتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاوّل، الفصل الاوّل فی فضائل الحج، ج ۱ص ۳۲۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے اور حجِ مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب العمرۃ، باب وجوب العمرۃ وفضلہا، الحدیث: ۱۷۷۳، ص ۱۳۹)

حج مبرور کی تعریف

علماء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حج مبرور وہ ہے جس کے بعد گناہ نہ ہو، جیسا کہ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حاجی سے فرمایا: اے حاجی! بلاشبہ اللہ عزوجل حاجی کے عمل پر نور کی مہر لگا دیتا ہے، لہٰذا تو اس سے بچ کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کر کے اس مہر کو توڑ دے۔

والدین کی طرف سے حج کرو

حضرت سیدنا ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ قرار قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے والد بوڑھے ہیں اور حج کی استطاعت نہیں رکھتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرلو۔ (جامع ترمذی، ابواب الحج، باب منہ ۸۷، الحدیث: ۹۳۰، ص ۱۷۴۰)

حج اور عمرہ عورتوں کا جہاد ہے

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ رضی

اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں (یعنی) حج وعمرہ۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب المناسک، باب الحج جہاد النساء، الحدیث: ۲۹۰۱، ص ۲۶۵۲)

اے میری محترم اسلامی بہنو! تم کیسے حج سے پیچھے رہ جاتی ہو حالانکہ اللہ عزوجل نے تم پر حج فرض کیا ہے اور تم اس میں رغبت کیوں نہیں رکھتیں، حالانکہ یہ تمہارے لیے روزِ محشر کا ذخیرہ ہے اور کیونکر اس کا اہتمام نہیں کرتیں حالانکہ منقول ہے کہ صرف ایک حج کی برکت سے تین افراد جنت میں داخل ہوں گے: (۱) حج کی وصیت کرنے والا (۲) وصیت پوری کرنے والا (۳) مرنے والے کی طرف سے حج کرنے والا۔

علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک انصاری نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! چند اشیاء کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے کیلئے حاضرِ خدمت ہوا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹھ جاؤ، تھوڑی دیر میں قبیلہ ثقیف سے بھی ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! چند اشیاء کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصاری تجھ پر سبقت لے گیا ہے، تو اس نے عرض کی: یہ شخص مسافر ہے اور مسافر زیادہ حقدار ہے، آپ اس سے ابتداء کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثقفی کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں ہی تمہیں بتا دوں کہ کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو تم ہی سوال کرو میں جواب دیتا ہوں، اس

نے عرض کی: یارسول اللہ! میں پوچھنے آیا ہوں آپ خود ہی فرما دیجئے کیونکہ یہ زیادہ حیران کن ہے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم مجھ سے رکوع وسجود اور نماز' روزے کے متعلق پوچھنے آئے ہو' تو اس نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بتانے میں کچھ بھی خطا نہ کی جو میرے دل میں تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم رکوع کرو تو ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھ کر انگلیوں کو کشادہ کرو' پھر اتنا ٹھہرو کہ ہر عضو اپنی جگہ قرار پکڑ لے' سجدہ کرتے وقت پیشانی کو اچھی طرح جماؤ اور چونچ نہ مارو اور دن کے اوّل و آخر میں نماز ادا کرو' عرض کی: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں ان کے درمیان (وقت) پاؤں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اس وقت نماز پڑھ لو اور ہر مہینے کی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو' رات کے پہلے حصے میں آرام' درمیانے میں قیام اور آخری میں پھر سو جاؤ' اگر تم درمیان سے آخر تک جاگتے رہو تو بھی نماز پڑھتے رہو۔ وہ ثقفی اُٹھ کھڑا ہوا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصاری کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے بھی ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں ہی تمہیں بتا دوں کہ کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو تم ہی سوال کرو میں جواب دیتا ہوں' اس نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں جو پوچھنے آیا ہوں آپ خود ہی فرما دیجئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ حاجی کیلئے کیا اجر وثواب ہے جب وہ گھر سے نکلے؟ وقوفِ عرفہ کا ثواب کیا ہے؟ رمی جمار کرنے (یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے) کا اجر کیا ہے؟ سر کا حلق کروانے کا کیا اجر ہے؟ اور آخری ثواب طواف کا کیا ثواب ملے گا؟ تو اس نے عرض کی: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! آپ نے میرے دل کی بات بتانے میں کچھ خطا نہ کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حاجی گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم

کے عوض ایک حسنہ (نیکی) لکھ دی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے' وقوفِ عرفہ کے وقت اللہ عزوجل آسمانِ دنیا پر خاص تجلی فرما کر ارشاد فرماتا ہے: میرے غبار آلود اور پراگندہ سر بندوں کو دیکھو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کے گناہوں کو بخش دیا اگرچہ بارش کے قطروں اور ریت کے ذروں کے برابر ہوں' اور جب وہ جمروں پر کنکریاں مارتا ہے تو کوئی نہیں جانتا کہ اس کا کیا اجر ہے؟ یہاں تک کہ روزِ قیامت اس کو پورا بدلہ دیا جائے گا اور جب آخری طواف کرتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسے اس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان' کتاب الصلوٰۃ' باب صفۃ الصلوٰۃ' الحدیث: ۱۸۸۴' ج ۳ ص ۱۸۱)

یہی حدیث حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ سے مروی ہے کہ ایک انصاری حضور نبی کریم' رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ پوچھنے کیلئے حاضر ہوا' اسی اثناء میں ایک ثقفی بھی اس غرض سے حاضر ہوا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ثقفی بھائی! انصاری تجھ پر سبقت لے گیا' لہٰذا تم بیٹھ جاؤ' ہم پہلے انصاری کی حاجت سے ابتداء کریں گے' اس ثقفی کا چہرہ متغیر ہو گیا تو انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے اس ثقفی کی حاجت پوچھ لیجئے کیونکہ میں اس کے چہرے کو بدلتا ہوا دیکھ رہا ہوں' مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسی بات نہ کہہ دے جو مجھے ناگوار گزرے' سرکارِ والا تبار' ہم بے بیکسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری کیلئے بھلائی کی دعا فرمائی' پھر ارشاد فرمایا: اے ثقفی بھائی! تم سوال کرو جو چاہو اور اگر چاہو تو میں تمہارا سوال بتا کر اس کا جواب دوں' اس نے عرض کی: مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی ارشاد فرمائیں' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ تم

کس ماہ روزے رکھو؟ کس رات قیام کرو؟ رکوع کس طرح کرو؟ اور سجدے میں تمہاری حالت کیسی ہو؟ اس نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں انہی چیزوں کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے کی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو' رات کے پہلے اور تیسرے حصے میں آرام اور دوسرے حصے میں قیام کرو اور اگر دوسرے سے آخر تک تم بیدار رہو تو بھی نماز پڑھ سکتے ہو' رکوع کے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر انگلیاں کشادہ رکھو' سجدے کے وقت پیشانی کو زمین پر جما کر رکھو اور ٹھونگیں نہ مارو۔

پھر ارشاد فرمایا: اے انصاری! اب تم سوال کرو اور اگر چاہو تو میں خود تمہارا سوال بتا کر جواب دوں' تو اس نے بھی عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی بتا دیجئے' جس طرح میرے رفیق کو بتایا ہے مجھے بھی یہی پسند ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم گھر سے مسجد حرام کے ارادے سے نکلنے کا اجر پوچھنے آئے ہو اور وقوفِ عرصہ' رمی جمار' سر منڈوانے اور طواف وغیرہ کا اجر وثواب پوچھنا چاہتے ہو' انصاری صحابی نے بھی اس طرح عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں انہی چیزوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے مسجد حرام کیلئے گھر سے نکلنے پر ہر قدم پر ایک حسنہ (نیکی) لکھی جائے گی' ایک گناہ مٹا دیا جائے گا اور ایک درجہ بلند کر دیا جائے اور تیرا طواف کی دو رکعتیں پڑھنا غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی ستر غلام آزاد کرنے کی طرح ہے اور تیرے عرفات میں ٹھہرنے کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ عزوجل اہل عرفات پر خاص تجلی فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے دور دور سے پراگندہ سر اور

غبار آلود میری بارگاہ میں حاضر ہوئے، پس اللہ عزوجل اپنے فرشتوں کے سامنے ان پر فخر فرماتا اور ارشاد فرماتا ہے: اگرچہ تمہارے گناہ ریت کے ذروں، آسمان کے ستاروں، سمندر اور بارش کے قطروں کے برابر بھی ہوں، تب بھی میں انہیں بخش دوں گا، اور رمی جمار تیرے رب عزوجل کے ہاں تیرے لئے ذخیرہ، جس کی تجھے سب سے زیادہ بروزِ قیامت حاجت ہوگی، سر کا حلق کروانے میں ہر بال کے عوض قیامت کے دن نور ہوگا اور اس کے بعد طوافِ صدر (یعنی طوافِ زیارت جو عرفات سے واپسی کے بعد کیا جاتا ہے) اس حال میں کرے گا کہ تجھ پر کوئی گناہ باقی نہ ہوگا اور ایک فرشتہ آ کر اپنا ہاتھ تیرے کندھوں کے درمیان رکھ دے گا، پھر کہے گا: اللہ عزوجل نے تیرے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا ہے پس آئندہ دنوں میں اچھے اعمال کر اور واپس لوٹ جا کیونکہ تجھے بھی بخش دیا گیا اور اسے بھی بخش دیا جائے گا جس کی تو شفاعت کرے گا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۵۶۶، ج۱۲ص۳۲۵، الترغیب والترھیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الحج والعمرۃ، الحدیث ۱۷۱۷۔ ج۲ ص۱۸، مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب فضل الحج، الحدیث: ۵۶۵۰، ج۳ص۶۰۱)

حج کے دو حروف سے مراد

حضرت سیدنا شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حج کے دو حروف ہیں، پہلا حاء اور دوسرا میم، حاء سے مراد حلم اور جیم سے مراد جرم ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ گویا بندہ کہتا ہے: اے میرے رب عزوجل! میں تیرے حلم اور تیری رحمت کی امید لے کر تیری بارگاہ میں اپنے جرم کے ساتھ حاضر ہوں، اگر تو بھی میرے جرم نہ بخشے گا تو کون بخشے گا؟

کن لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی

منقول ہے کہ تین قسم کے لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی: (۱) روزہ دار یہاں تک کہ

افطار کرے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوتہ، الحدیث ۱۷۵۲، ص ۲۵۸۱) (۲) مریض یہاں تک کہ تندرست ہو جائے اور (۳) حاجی یہاں تک کہ واپس آ جائے۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی الرجاء من اللہ، الحدیث: ۱۱۲۵، ج ۲ ص ۴۶)

نیکیاں کمانے اور گناہ دھونے کا نسخہ

منقول ہے کہ جو اچھی طرح وضو کرے پھر رُکن یمانی کے پاس آئے اور بوسہ دے کر کہے: "بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے اور جب وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کیلئے ہر قدم کے عوض ستّر ہزار نیکیاں لکھتا اور ستّر ہزار گناہ مٹا دیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الطواف الخ، الحدیث: ۱۷۷۳، ج ۲ ص ۹۲)

افعالِ حج کی حکمتیں

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے افعالِ حج کی حکمتوں اور مناسکِ حج کے باریک معانی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: افعالِ حج اور لوازمِ حج میں سے ہر ایک میں حکمتِ بالغہ، نعمتِ کاملہ اور کئی راز ہیں جن کی تعریف کرنے سے ہر زبان عاجز ہے، احرام کے وقت (سلا ہوا) لباس نہ پہننے کی حکمت یہ ہے کہ لوگوں کی عادت ہے کہ جب مخلوق کے پاس جاتے ہیں تو عمدہ اور فخریہ لباس زیب تن کر لیتے ہیں، گویا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: میری بارگاہ میں حاضری کا ارادہ مخلوق کے پاس جانے کے ارادے کے خلاف ہوتا ہے کہ میں ان کیلئے اجر و ثواب بڑھا دوں اور اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندہ احرام کے وقت کپڑوں کی کمی سے موت کے وقت دنیا سے رخصتی کی حالت کو یاد کرے، جیسا کہ پہلے دن تھا جب ماں کے پیٹ سے برہنہ پیدا ہوا تھا اور اس حالت میں حساب کے دن

برہنہ کھڑا ہونے سے مشابہت بھی ہے (اور یہ کوئی ظلم نہیں)' چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ'' (پ۵'النساء:۴۰)۔

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا۔

اور محشر کے دن اُٹھنے کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

''وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ'' (پ۷'الانعام:۹۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا احرام کے وقت (یعنی باندھنے سے پہلے)۔

غسل کرنے کی حکمت بالکل ظاہر اور واضح ہے کہ اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ حجاج کو ملائکہ پر ظاہر کرے تاکہ ان کے سبب فخر کرے' لہٰذا حجاج ملائکہ کرام کے سامنے گناہوں ورمیل کچیل سے پاک وصاف کرکے پیش کئے جاتے ہیں' اس میں دوسری حکمت یہ ہے کہ حجاج انبیاء کرام علیہم السّلام کے قدموں کی جگہ اپنے قدم رکھتے ہیں تو اس سے پہلے غسل کر لیتے ہیں تاکہ ان آثار کی برکات حاصل کرلیں جیسا کہ اصدق الصادقین (یعنی سب سے زیادہ سچا)

رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔(پ۲'البقرہ:۲۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

تنبیہ کہنے میں حکمت

تنبیہ کہنے میں حکمت یہ ہے کہ ایک انسان کو جب کوئی معزز انسان بلاتا ہے تو وہ اس کو لبیک اور اچھے کلام سے جواب دیتا ہے' لہٰذا اس شخص کا جواب کیا ہونا چاہیے جس کو خود ملک العلاء عزوجل پکارے اور اسے اپنی جانب بلائے' تاکہ اس کے گناہ اور

برائیاں مٹا دے' جب بندہ لبیک کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: ہاں! میں تیرے قریب ہوں اور تجھ پر تجلی فرمانے والا ہوں' پس تو جو چاہتا ہے مانگ لے' میں تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

قیام عرفات میں حکمت

مزدلفہ سے کنکریاں لینے اور عرصہ میں ٹھہرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس میں صاحب علم و معرفت کیلئے پوشیدہ باتیں ہیں' اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا بندہ عرض کرتا ہے: میرے مولیٰ عزوجل میں نے گناہوں اور خطاؤں کی کنکریاں اُٹھائیں اور تیرے حکم پر عمل کرتے ہوئے جمروں کو کنکریاں ماریں' بے شک تو کرم و بخشش والا ہے' مشعرِ حرام کے پاس ذکر کی حکمت اور اجرِ عظیم کے متعلق گویا اللہ عزوجل فرما رہا ہے: تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا' جو مجھے اکیلا یاد کرے میں بھی اسے اکیلا یاد کرتا ہوں اور جو مجھے کسی اجتماع میں یاد کرے تو میں اُسے اس سے بہتر اجتماع میں یاد کرتا ہوں' پس جب تم مشعر حرام کے پاس مجھے یاد کرتے ہو تو میں تمہیں معزز فرشتوں میں یاد کرتا ہوں اور تمہارے لئے انتقام کے بدلے امان کی مہر لگا دیتا ہوں' منٰی میں سر منڈوانے میں ایسی حکمت ہے جس سے بندے کی تمام اُمیدیں پوری ہوتی ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیداری اور نعمت ہے جسے صرف عالم ہی سمجھ سکتا ہے کیونکہ حاجی جب عرفہ میں ٹھہرتا ہے' مشعر حرام کے پاس اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے' منٰی میں قربانی کر کے حلق کرواتا ہے اور اپنے بدن کو میل کچیل اور گناہوں سے پاک وصاف کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسکے لئے ثواب لکھ دیتا ہے' درجے بڑھا دیتا ہے اور جہنم سے پناہ دے دیتا ہے اور بروزِ قیامت اسکے ہر بال کے عوض ایک بنائے گا اور اسے امن کا پروانہ عطا فرمائے گا' جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ۔(پ۲۶،الفتح:۲۷)

ترجمہ کنزالایمان: اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔

طواف میں کئی حکمتیں اور لطیف اشارے ہیں، بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والا گڑگڑاتے اور دعا کرتے وقت زبانِ حال سے کہتا ہے: اے میرے مولیٰ عزوجل! تو ہی مقصود ہے، تو ہی مرتبہ کمال تک پہنچانے والا معبودِ حقیقی ہے، میں تمام لوگوں کے ساتھ تیری بارگاہ میں حاضر ہوا، تیرے گھر کا طواف کیا اور تیری رحمت کے دروازے پر جودوکرم کی امید لئے کھڑی ہوں اور تو خود اپنے خلیل حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی لاریب کتاب میں فرما چکا ہے:

وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۔(پ۱۷،الحج:۲۶)

ترجمہ کنزالایمان: اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کیلئے۔

وقوفِ عرفات میں حکمت اور انوکھے معانی ہیں، بلاشبہ اس میں بندے کیلئے تنبیہ ہے اور یہ کہ بندے بروزِ قیامت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور برہنہ سر، حسرت وندامت کے قدموں پر کھڑے ہوں گے، گریہ زاری کرتے ہوں گے اور اپنے مولیٰ عزوجل سے اس طرح دعا کرتے ہوں گے جس طرح ایک ذلیل غلام دعا کرتا ہے، سبحان اللہ عزوجل! ان لوگوں کو دیکھو جنہیں ان کے مولا عزوجل نے اپنے گھر کی طرف بلایا تو انہوں نے وجد وشوق کے عالم میں اس کی دعوت پر لبیک کہا اور تصدیق کے قدموں پر اس کی طرف پیدل چل پڑے اور اونٹنی پر دودھ اسے حاضر ہوگئے۔

حضرت سیدنا علی بن موافق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کا حج کیا، کعبہ مشرفہ کے گرد سات چکر لگائے، حجر اسود کو بوسہ دیا، دو رکعت نماز پڑھی، کعبہ کی

دیوار کے ساتھ لگائی اور روتے ہوئے عرض کی: میں نے اس بیت اللہ کے کتنے چکر لگائے لیکن معلوم نہیں کہ قبول ہوئے یا نہیں، پھر مجھ پر ہلکی سی نیند غالب آ گئی، میں نے سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا کہ میں نے ایک غیبی آواز سنی: اے علی بن موفق! ہم نے تیری بات سن لی ہے، کیا تو اپنے گھر میں اسی کو نہیں بلاتا جس سے تو محبت کرتا ہے۔

وقوفِ عرفات کرنے والوں کی مغفرت ہوگئی

حضرت سیدنا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے تینتیس (۳۳) حج کئے، جب آخری حج کیا تو عرفات پر مقام پر عرض کی: یا اللہ عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نے عرفات میں تینتیس بار وقوف کیا، ایک مرتبہ اپنی طرف سے ایک مرتبہ اپنے باپ کی طرف اور ایک مرتبہ اپنے ماں کی طرف سے، یا رب عزوجل! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے باقی تیس اس شخص کو ہبہ کر دیئے جو یہاں عرفات میں ٹھہرا، لیکن اس کا وقوفِ عرفات قبول نہ کیا گیا، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ عرفات سے مزدلفہ پہنچے تو خواب میں ندا دی گئی: اے ابن منکدر! کیا تو اس پر کرم کرتا ہے جس نے کرم کو پیدا کیا؟ کیا تو اس پر سخاوت کرتا ہے جس نے سخاوت کو پیدا کیا؟ حالانکہ اللہ عزوجل تو تجھ سے فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں نے وقوفِ عرفات کرنے والوں کو عرفات پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ہی بخش دیا تھا۔

چھ کے صدقے چھ لاکھ کا حج قبول کرلیا گیا

حضرت سیدنا علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد میں مسجد خیف ومنٰی کے درمیان سو گیا، میں نے آسمان سے اترتے ہوئے دو فرشتے دیکھے، ایک نے دوسرے سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا

تو جانتا ہے کہ اس سال کتنے لوگوں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا؟ تو اس نے کہا: نہیں! پھر پہلے نے خود ہی بتایا: چھ افراد ہے' پھر اس نے پوچھا: کیا تو جانتا ہے کہ کتنے افراد کا حج قبول ہوا؟ اس نے جواب دیا: نہیں! تو اس نے بتایا کہ اس بار صرف چھ افراد کا حج قبول ہوا ہے' پھر وہ دونوں فضا میں پرواز کر گئے' میں بیدار ہوا اس حال میں کہ میں ڈر رہا تھا' میں نے کہا: ہائے افسوس! میں ان چھ میں سے کہاں ہوں گا؟ جب میں نے عرفات میں وقوف کیا اور مزدلفہ میں رات گزاری تو انہی دو فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حسب عادت آسمان سے نازل ہوئے' ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو جانتا ہے کہ تیرے رب عزوجل نے اس رات کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! تو پہلے نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چھ مقبولین میں سے ہر ایک کی وجہ سے ایک' ایک لاکھ کو بخش دیا اور تمام کا حج قبول فرما لیا ہے' پھر میں بیدار ہو گیا اور مجھے اتنی خوشی تھی کہ جس کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ تمام حجاج کا حج قبول فرما لیا گیا اور جود و کرم سے نوازا گیا اور کسی کو بد بخت و محروم نہ کیا گیا۔

ایک محبوب بندی کے طفیل سب کا حج قبول ہو گیا

حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے ننگے پاؤں پیدل بیت اللہ شریف کا حج کیا' اللہ عزوجل ان کو جو بھی کھانا عطا فرماتا اس کو ایثار کر دیتیں' کعبہ مشرف پہنچتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں' ہوش میں آنے کے بعد اپنے رخسار کو بیت اللہ شریف پر رکھ کر عرض کی: یہ تیرے بندوں کی پناہ گاہ ہے اور تو ان سے محبت کرتا ہے' اب تو آنکھوں میں آنسو ختم ہو گئے ہیں' پھر طواف کیا' سعی کرنے کے بعد جب وقوفِ عرفہ کا ارادہ کیا تو حائضہ ہو گئیں' روتے ہوئے عرض گزار ہوئیں: اے میرے مالک و مولیٰ! اگر یہ معاملہ تیرے غیر کی طرف سے ہوتا تو میں ضرور تیری

بارگاہ میں شکایت کرتی' اب جبکہ یہ سب کچھ تیری مشیت سے ہوا ہے تو اب کیسے شکایت کرسکتی ہوں؟ پس انہوں نے ہاتف غیبی کو یہ کہتے سنا: اے رابعہ! ہم نے تیرے سبب تمام حاجیوں کا حج قبول کرلیا اور تیری اس کمی کی وجہ سے ان کے نقائص بھی پورے کردیئے۔

الحمدللہ! تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں' آپ سے بھی اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی مدنی التجاء ہے' عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدنی قافلے بھی سنتوں کی تربیت کیلئے قریہ قریہ' شہر شہر' ملک بملک سفر کرتے رہتے ہیں' آپ بھی اپنے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر پر آمادہ کیجئے اور انہیں تیار کر کے مدنی مرکز بھیج دیجئے۔ آپ کے شفقت فرمانے سے اگر آپ کا کوئی عزیز مدنی قافلے کا مسافر بن گیا تو اُس کے ساتھ ساتھ آپ کا سینہ بھی مدینہ بن جائے گا۔

خوش نصیب اسلامی بہنیں فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات پر عمل کرتی ہیں' آپ بھی ۶۳ مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کیجئے اور روزانہ اُسے پُر کرنے کا معمول بنائیے اور ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنی حلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروا دیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل! اُس کی برکت سے پابندِ سنت بننے' گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بہن اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل!

اپنی اصلاح کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے گھر کے مردوں کو مدنی قافلوں میں سفر کروانا ہے۔ ان شاء اللہ

عزوجل!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلام کی سربلندی کیلئے نیکی کی دعوتِ عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے!

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنَ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

ہماری چند دیگر مطبوعات



ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022

طرح طرح کے عذابوں کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ [1]

ابن زیاد کی ہلاکت

عبید اللہ ابن زیاد یزید کی طرف سے کوفہ کا والی (گورنر) کیا گیا تھا' اسی بدنہاد کے حکم سے حضرت امام اور آپ کے اہل بیت علیہم الرضوان کو یہ تمام ایذائیں پہنچائی گئیں' یہی ابن زیاد موصل میں تیس ہزار فوج کے ساتھ اترا۔ مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو اس کے مقابلہ کیلئے ایک فوج کو لے کر بھیجا' موصل سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر دریائے فرات کے کنارے دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا اور صبح سے شام تک خوب جنگ رہی' جب دن ختم ہونے والا تھا اور آفتاب قریبِ غروب تھا' اس وقت ابراہیم کی فوج غالب آئی' ابن زیاد کو شکست ہوئی' اس کے ہمراہی بھاگے۔ ابراہیم نے حکم دیا کہ فوجِ مخالف میں سے جو ہاتھ آئے' اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے' چنانچہ بہت سے ہلاک کیے گئے' اسی ہنگامہ میں ابن زیاد بھی فرات کے کنارے حرم کی دسویں تاریخ ۶۷ ھ میں مارا گیا اور اس کا سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس بھیجا گیا' ابراہیم نے مختار کے پاس کوفہ بھی بھجوایا۔ مختار نے دار الامارت کوفہ کو آراستہ کیا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے ابن زیاد کا سرِ ناپاک اسی جگہ رکھوایا جس جگہ اس مغرورِ حکومت و بندۂ دنیا نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک رکھا تھا' مختار نے اہل کوفہ کو خطاب کر کے کہا کہ اے اہل کوفہ! دیکھ لو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خونِ ناحق نے ابن زیاد کو نہ چھوڑا' آج اس نامراد کا سر اس ذلت و رسوائی کے ساتھ یہاں رکھا ہوا ہے' چھ سال ہوئے ہیں وہی تاریخ ہے' وہی جگہ ہے' خداوندِ عالم نے اس مغرور' فرعون خصال کو ایسی ذلت و رسوائی کے ساتھ ہلاک کیا' اسی کوفہ اور اسی دار الامارت میں اس بے دین کے قتل و

[1] الکامل فی التاریخ' سنہ ست وستین' ج ۴ ص ۲۷۔ ۲۹ ملخصاً

اسلامی بہنوں کے سُنّتوں بھرے
اصلاحی بیانات کا نایاب تحفہ

مُبلّغات کی ضرورت

جلد سوم

مؤلفہ
زوجۂ اقبال عطّاریہ

زیرِ نگرانی
علامہ محمد اقبال عطّاری



ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

اسلامی بہنوں کے
سنتوں بھرے اصلاحی بیانات کا نایاب تحفہ

مُبلّغات کی ضرورت

جلد سوم

مؤلفہ
زوجہ اقبال عطاریہ

زیرِ نگرانی
علامہ محمد اقبال عطاری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب	.... مبلغات کی ضرورت (جلد سوم)
موضوع	.... اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اصلاحی بیانات
مؤلفہ	.... زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری
باہتمام	.... علامہ محمد اقبال عطاری
صفحات	 352
کمپوزنگ	.... عبدالسلام، قمرالزمان
اشاعت	.... 2011ء
ناشر	.... محمد اکبر قادری
قیمت	.... 200/- روپے

ملنے کے پتے

☆ کراچی اسلامی ورائٹی ہاؤس بوچڑ خانہ روڈ سیالکوٹ

☆ حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ

☆ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی

☆ مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف

☆ الرضا کیسٹ ہاؤس، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

انتساب

بانی دعوتِ اسلامی، مجدد دین وملت، ریحان ملت

عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخ شریعت، شیخ طریقت

امیر دعوتِ اسلامی، امیرِ اہل سنت مرشدی حضرت علامہ

مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ

کے نام

زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری

عرضِ مصنفہ

اللہ رب العزت عزوجل کا ہم پر کتنا کرم ہے کہ ہمیں اللہ عزوجل نے ہمیں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وغلامی سے بہرہ مند فرمایا۔اور سب سے بڑی نعمت علم عطا فرمایا اور اس کی اشاعت کا بھی موقع عطا فرمایا۔اللہ عزوجل کی توفیق سے جو بیانات میں نے جمع کیے اس میں میری خصوصی معاونت محترمہ عالمیہ قاریہ تنزیلہ عطاریہ مدرس جامعہ صفیہ عطاریہ پکی کوٹلی اور ان کی چھوٹی بہن باجی رضیہ صاحبہ نے فرمائی ہے۔اللہ عزوجل ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ہمارے قارئین کو میری یہ کتاب مبلغات کی ضرورت انشاء اللہ بڑی پسند آئے گی۔اللہ عزوجل میرے تمام معاونین خصوصاً اکبر بک سیلرز لاہور اور محترمہ عالمہ قاریہ باجی فوزیہ بتول پرنسپل جامعہ غوثیہ رضویہ پکا گڑھا اور محترمہ باجی بنتِ فقیر حسین عطاریہ پرنسپل جامعہ منڈیر شریف سیالکوٹ اور تمام دوسرے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔

کنیزِ درِ مرشد

زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری

مدرس جامعہ صفیہ عطاریہ للبنات پکی کوٹلی

(سیالکوٹ)

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عرضِ مصنفہ	۴	محبت روحیہ:	۳۸
تقریظ	۱۳	عالم ارواح کے حوالے سے محبت رسول ﷺ:	۳۹
تقریظ	۱۵	الحاصل:	۴۰
تقریظ	۱۶	رسول اللہ ﷺ سے محبت کے اسباب	۴۱
تقریظ	۱۷	آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔	۴۵
ثبوت محبت اور اقسام	۱۸	ہمارے ساتھ نیکی کرنے کا صلہ	۴۶
والد، ولد، مال اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت	۲۷	تقابل	۴۷
محبت کی اقسام	۳۱	دعوتِ فکر	۴۷
محبت کا لغوی معنی:	۳۱	ہر تعلق والی شے کا احترام و مقام	۴۸
محبت فردیہ:	۳۱	لمحہ فکریہ	۴۹
محبت جبلیہ:	۳۲	اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خصائص اور معجزات سے نوازا ہے	۵۰
جبلیہ اور محبت رسول ﷺ میں تطبیق:	۳۲		
محبت شہوانیہ:	۳۳	دعوتِ فکر	۵۲
محبت فطریہ:	۳۳	آپ ﷺ کی صفات جمال اور کمال کا ذکر خیر	۵۲
فطریہ کی تطبیق محبت رسول ﷺ سے:	۳۴		
محبت شاکلہ:	۳۴	دعوت فکر	۵۵
محبت رسول ﷺ شاکلہ کے آئینہ میں:	۳۵	آپ ﷺ کا اُمت سے محبت فرمانا	۵۵
محبت و مصلحت و منفعت:	۳۵	دعوتِ فکر	۵۷
انسان کی ذاتی منفعت	۳۶	آپ میں آپ ﷺ کا لطف و کرم	۵۸
محبت رسول ﷺ منفعت کے پیش نظر:	۳۶	دعوت فکر	۶۱

عنوان	صفحہ
اُمت کی خاطر آپ ﷺ کے دل انور کا اضطراب	۶۲
دعوت فکر	۶۴
آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سراپا رحمت بنایا	۶۵
دعوتِ فکر	۶۷
اُمت پر آپ ﷺ کا حریص ہونا	۶۷
دعوت فکر	۷۰
دعوت فکر	۷۱
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کا حکم دے رکھا ہے	۷۲
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عشقِ رسول ﷺ	۷۴
صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جانِ عالم ﷺ سے محبت کا انوکھا انداز	۷۴
محبت کا حق ادا کر دیا	۷۵
ادب و احترام کا حق ادا کر دیا	۷۵
صحابہ کرام علیہم الرضوان کی دیوانگی	۷۶
صحابہ کی محبت کو غیروں نے بھی مان لیا	۷۷
وضو کا بچا ہوا پانی جسموں پر ملنا	۷۸
حضرت عمرو بن العاص کا عمل مبارک	۷۹
کائنات میں سب سے زیادہ محبوب	۷۹
بال مبارک دیوانوں کے ہاتھوں پر	۸۰
جان کا نذرانہ دینا	۸۱
آقا ﷺ سے سبقت نہیں کرتے تھے	۸۲
ساری زندگی نسبت کا خیال	۸۲
سب سے پہلے آقا ﷺ کی زیارت	۸۳
چہرہ اقدس کی تکریم	۸۳
ادب کی وجہ سے رات بھر نہ سونا	۸۴
جانِ عالم ﷺ کی زیارت کے لیے دیر سے جانے پر ڈانٹ	۸۵
جھنڈے کی تکریم	۸۵
بستر کی تعظیم	۸۶
تلوار کی تعظیم	۸۶
ساری زندگی بال نہ منڈوائے	۸۶
تعظیم کی وجہ سے سر نہ اُٹھایا اور پرندوں کا سروں پر بیٹھ جانا	۸۷
آواز بلند نہ کرنا	۸۸
مرتے وقت خوشی کا اظہار	۸۸
جان جاتی ہے تو جائے	۸۹
محبت کا انداز تصور سے بالاتر	۸۹
بول مبارک بھی پی لیا	۹۰
خون مبارک پی لیا	۹۱
عاشقوں کے سالار نے مصلیٰ امامت چھوڑ دیا	۹۲
کعبہ کا طواف چھوڑ دیا	۹۳
وقت وصال صحابہ علیہم الرضوان کی کیفیت	۹۴
محبت ہو تو کیسی ہو؟	۹۴
وضاحت	۹۵

عنوان	صفحہ
جنت میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ..	۹۷
سرمایہ آخرت	۹۹
جمادات، نباتات وانسانوں کی	۹۹
حضور ﷺ سے محبت	۱۰۱
عشق رسول ﷺ کے چند واقعات	۱۰۱
جمادات کی حضور ﷺ سے محبت وعقیدت کے واقعات	۱۰۱
جبلِ اُحد کی محبت	۱۰۲
ایک وہم کا ازالہ	۱۰۳
غور وفکر	۱۰۳
کھجور کا فراق میں رونا	۱۰۴
تنبیہ	۱۰۶
سبق آموز اقوال	۱۰۶
پتھروں کا عشقِ نبی ﷺ میں وجد کرنا	۱۰۸
درسِ حدیث	۱۰۸
پتھروں کا دشمن کے ہاتھ میں گواہی دینا	۱۰۹
فیصلہ	۱۱۰
درخت کا عشقِ رسول ﷺ میں جھومنا	۱۱۱
فائدہ	۱۱۲
درختوں کا سجدہ کرنا	۱۱۲
مدینہ طیبہ کا عشقِ رسول	۱۱۴
بکری کا عشقِ رسول ﷺ	۱۱۷
شیر کا عشقِ رسول	۱۲۰
رحمتوں کی برسات	۱۲۲
ناقہ کا عشقِ رسول	۱۲۵
یعفور کی محبت	۱۲۶
انسان کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کے واقعات	۱۲۷
سوال	۱۲۸
جواب	۱۲۸
توجہ طلب بات	۱۲۹
سب کچھ سرکار علیہ السلام کے قدموں میں ..	۱۳۲
اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی	۱۳۵
محبت میں تلوار بے نیام	۱۳۷
ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کی بے قراری	۱۴۰
اُم شریک دوسی رضی اللہ عنہا کا عشقِ رسول ﷺ	۱۴۱
سرکار علیہ السلام کا اُمت پر سایہ	۱۴۳
عاشقوں کے سالار	۱۴۵
صدیق کون؟	۱۴۵
زخموں سے چور پھر بھی پروانہیں	۱۴۶
بھنے ہوئے کلیجہ کی بُو	۱۴۹
تیری عظموں کو سلام	۱۵۱
صدیق رضی اللہ عنہ کون؟	۱۵۲
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کون؟	۱۵۴
یارِ غار کی جانثاری	۱۵۴

عنوان	صفحہ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عاشقانہ فیصلہ	۱۵۹
سرکار علیہ السلام کی محبت نے رُلا دیا	۱۶۰
ذکرِ خدا ذکرِ مصطفیٰ ﷺ سے جدا نہیں	۱۶۲
حضور ﷺ کا اسم مبارک بھی مٹانا گوارا نہ کیا	۱۶۴
سرکار علیہ السلام کو جگانا گوارا نہ کیا؟	۱۶۵
اعتراض	۱۶۸
جواب	۱۶۸
دوسرے حصے کا جواب	۱۷۰
عشق کے رنگ	۱۷۱
حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا عشقِ رسول ﷺ	۱۷۴
تاجدارِ عشق و محبت	۱۷۵
عشقِ رسول ﷺ نے رشکِ قمر بنا دیا	۱۸۱
ثمراتِ محبتِ رسول ﷺ	۱۸۷
ثمراتِ محبت	۱۸۷
حلاوتِ ایمان کا پانا	۱۸۷
محبِ نبی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے	۱۹۱
آخرت میں سرکار علیہ السلام کی رفاقت	۱۹۳
حضور ﷺ کا اپنے عشاق سے ملاقات کا شوق	۱۹۶
سعادتِ دارین کا حصول	۱۹۸
صفتِ ایمان کا عطاء ہونا	۲۰۰
آپ ﷺ کا محب ارتکابِ معصیت سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا	۲۰۲
خبردار!	۲۰۷
عرش کا سایہ	۲۰۷
دخولِ جنت	۲۰۹
جنت میں آپ ﷺ کی معیت	۲۱۲
ثوبان پر کرم کی بارش	۲۱۲
تنبیہ	۲۱۳
محاسبہ اور گستاخوں کی مرمت	۲۱۴
حضرت خواجہ اویس قرنی	۲۱۷
قرنی کی وجہ تسمیہ	۲۱۹
حسب نسب	۲۱۹
دین حضرت اویس رضی اللہ عنہ	۲۲۰
حلیہ مبارک	۲۲۰
تعلیم و تربیت	۲۲۱
سادگی	۲۲۲
خوراک	۲۲۲
لباس	۲۲۲
بسر اوقات	۲۲۳
شتربانی	۲۲۴
شب و روز	۲۲۴
عبادت	۲۲۴
حکایت	۲۲۵
حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا احادیث مبارکہ	

عنوان	صفحہ
میں تذکرہ	۲۲۵
شانِ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ	۲۲۹
حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی انفرادیت	۲۳۰
سرکار علیہ السلام سے ملاقات	۲۳۲
ماں کی خدمت	۲۳۲
عہدہ قطبیت مانع تھا	۲۳۲
غلبۂ استغراق مانع تھا	۲۳۲
صورتِ ظاہری کا قصد نہ تھا	۲۳۳
حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا مستجاب الدعوات ہونا	۲۳۳
بروزِ قیامت ستر ہزار فرشتے	۲۳۴
شب معراج اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ	۲۳۴
فرشتوں کا بے ہوش ہونا	۲۳۵
والدہ ماجدہ کی زندگی میں سفرِ مدینہ	۲۳۹
والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد سفر مدینہ	۲۴۱
جبہ مبارک اور حضرت اویس رضی اللہ عنہ	۲۴۱
دو عاشق آمنے سامنے	۲۴۱
صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے ملاقات	۲۴۲
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ایک روایت	۲۴۶
جنتی آنکھ	۲۴۸
آنکھ ایک عظیم نعمت ہے	۲۴۸
آنکھ کا پلڑا بھاری ہوگیا	۲۵۰
آنکھ کی حفاظت	۲۵۱
آنکھ کی حفاظت پر جنت	۲۵۳
مگر قدر دان کم	۲۵۴
نظر کی حفاظت	۲۵۵
غیر محرم کو دیکھنے کی ممانعت	۲۵۶
آنکھ کا زنا	۲۵۶
مجھے پہلی نظر معاف ہے	۲۵۷
اپنی نظر پھیر لے!	۲۵۸
نظر بازی کا فتنہ اور اس کے نتائج	۲۵۸
بدنگاہی کا انجام	۲۶۰
کسی کے گھر میں جھانکنا	۲۶۱
اگر آنکھ سے گھر کے اندر دیکھ ہی لیا تو اجازت کا کیا معنیٰ؟	۲۶۲
اللہ کے ڈر سے رونے والی آنکھ	۲۶۳
سایہ عرش پانے والے	۲۶۳
آگ سے محفوظ آنکھ	۲۶۴
آفاتِ نظر سے بچنے کا طریقہ	۲۶۵
عورت پر اسلام کے احسانات	۲۶۶
عورت پر اسلام کے احسانات	۲۶۶
نئی تہذیب کا ظلم	۲۶۹
نکاح کی اہمیت	۲۷۱
نکاح کی اہمیت وفضائل	۲۷۱

عنوان	صفحہ
مقاصد نکاح	۲۷۳
(1) افزائشِ نسل	۲۷۳
احادیث میں افزائشِ نسل کی تاکید	۲۷۶
جہیز اور آج کا ماحول	۲۷۹
جہیز کی حرص کیوں؟	۲۷۹
جہیز کا مالک کون؟	۲۸۰
بیوی کا خرچ شوہر پر!	۲۸۰
قلتِ جہیز کی وجہ سے عورت پر ظلم	۲۸۱
جہیز اور نام ونمود	۲۸۱
آخر علاج کیا ہے؟	۲۸۳
بڑی شے ہے نسبتِ مصطفیٰ ﷺ	۲۸۶
نسبت کی اثر انگیزیاں	۲۸۶
نسبت کی کرم نوازیاں	۲۸۶
بوجہ نسبت دس جانور جنت میں	۲۸۷
نسبت مصطفیٰ ﷺ	۲۸۸
آپ ﷺ کے والدین کریمین	۲۹۰
آپ کا سلسلۂ نسب	۲۹۱
آپ کے آباء کی قسم	۲۹۳
ارشاداتِ محبوب ﷺ	۲۹۴
حضرت جبریل علیہ السلام کی گواہی	۲۹۶
لمحۂ فکریہ	۲۹۶
پڑھتے جاؤ گنتے جاؤ!	۲۹۷
مخالفین کی تائید	۲۹۸
انفرادی کوشش اور اس کے فضائل	۲۹۹
اجتماعی طور پر پیش آنے والے نقصانات	۳۰۰
انفرادی طور پر ہونے والے نقصانات	۳۰۱
ان نقصانات سے بچنے کا طریقہ	۳۰۱
دعوتِ اسلامی کی بہاریں	۳۰۲
مدینہ	۳۰۳
دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے فوائد	۳۰۴
دینی معلومات میں اضافہ	۳۰۴
توبہ کی توفیق	۳۰۴
باعمل بننے کی سعادت	۳۰۴
عبادات اور گناہوں سے بچنے پر استقامت	۳۰۵
خوفِ خدا اور عشقِ رسول ﷺ کی دولت کا حصول	۳۰۵
نیکی کی دعوت عام کرنے کا جذبہ	۳۰۵
نیکی کی دعوت کے فضائل	۳۰۶
نیکی کی دعوت دینے کے دو طریقے	۳۰۸
اجتماعی کوشش	۳۰۸
انفرادی کوشش	۳۰۹
انفرادی کوشش کی اہمیت	۳۰۹
انفرادی کوشش کے فضائل	۳۱۰
انفرادی کوشش کے سلسلے میں اکابرین کے واقعات	۳۱۳

عنوان	صفحہ
سیّد المبلّغین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین ﷺ کی انفرادی کوشش کے واقعات	۳۱۳
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش	۳۱۳
حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش	۳۱۴
حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش	۳۱۵
حضرت سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش	۳۱۶
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پر انفرادی کوشش	۳۱۶
ادائیگی زکوٰۃ کیلئے انفرادی کوشش	۳۱۶
ایک کنیز کی انفرادی کوشش	۳۱۷
سونے کی انگوٹھی اور چھلے پہننے والے پر انفرادی کوشش	۳۱۷
عیسائی پادری پر انفرادی کوشش	۳۱۸
انفرادی کوشش کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹیں اور انہیں دور کرنے کا طریقہ	۳۱۸
شرم وجھجک	۳۱۹
اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ	۳۱۹
طریقہ نہیں آتا	۳۲۱
اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ	۳۲۱
کثرتِ مصروفیات	۳۲۱
اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ	۳۲۱
سُستی	۳۲۲
اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ	۳۲۲
مایوسی	۳۲۲
اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ	۳۲۲
استقامت نہیں ملتی	۳۲۳
اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ	۳۲۳
انفرادی کوشش کرنے کا طریقہ	۳۲۳
انفرادی کوشش کرنے والے کے اوصاف	۳۲۴
خوش اخلاقی	۳۲۴
خوش لباس	۳۲۷
معاملہ فہمی	۳۲۸
قدرتِ کلام (بولنے کا فن)	۳۳۰
مختلف زبانوں پر عبور	۳۳۱
مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ	۳۳۱
سنجیدہ مزاجی	۳۳۲
معاملات میں صفائی پسند واقع ہونا	۳۳۲
بقدرِ ضرورت علمِ دین کا حاصل ہونا	۳۳۲
باعمل ہونا	۳۳۳
انفرادی کوشش کیلئے کی جائے والی ملاقات میں نیت	۳۳۳
انفرادی کوشش کیلئے کی جانے والی ملاقات سے پہلے غور طلب اُمور	۳۳۳
ملاقات کی ابتداء کس طرح کریں؟	۳۳۴

عنوان	صفحہ
ملاقات کا دورانیہ	۳۳۵
دورانِ ملاقات پیشِ نظر رکھے جانے والے اُمور	۳۳۵
نشاط قائم رکھیں	۳۳۵
ٹھہر ٹھہر کر سوچ سمجھ کر گفتگو کریں	۳۳۶
جھوٹ میں مبتلا کروا دینے والے سوالات کرنے سے بچیں	۳۳۶
بات نہ کاٹیں	۳۳۶
سامنے والے کی نفسیات کے مطابق گفتگو کریں	۳۳۶
بھرپور خود اعتمادی سے ملاقات کریں	۳۳۷
آپ جناب سے بات کریں	۳۳۷
نگاہیں نیچی رکھیں	۳۳۷
اصطلاحات کا استعمال	۳۳۷
درمیانی آواز سے گفتگو کریں	۳۳۸
اظہارِ مسرت اور غم خواری	۳۳۸
اس کے ذاتی حلیے پر اعتراض نہ کریں	۳۳۹
اختلافی و سیاسی بحث میں نہ اُلجھیں	۳۳۹
محاسب نہیں خیرخواہ بنیں	۳۴۰
سب کے سامنے نہ سمجھائیں	۳۴۰
اعتراض یا تنقید کا جواب	۳۴۱
اس کی کوئی بات بُری لگے تو؟	۳۴۱
فضول گوئی سے بچتے رہیں	۳۴۱
نرم لہجہ اپنائیں	۳۴۱
سنجیدگی کا دامن تھامے رکھیں	۳۴۲
وہ کلمہ کفر کہہ دے تو؟	۳۴۲
مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں سفر کی دعوت ضرور دیں	۳۴۳
آئندہ رابطہ کیلئے ایڈریس ضرور لے لیں	۳۴۳
ملاقات کے اختتام پر تحفہ دیں	۳۴۳
ملاقات کے دورانیے کا خیال رکھیں	۳۴۳
بعد ملاقات کیے جانے والے کام	۳۴۴
اس سے رابطہ رکھیں	۳۴۴
احسان نہ لیں	۳۴۴
ذاتی معاملات میں دخل نہ دیں	۳۴۵
دعوتیں نہ اُڑائیں	۳۴۵
غم خواری کا سلسلہ جاری رکھیں	۳۴۵
اسکے دل میں دعوتِ اسلامی کی محبت پیدا کریں	۳۴۶
اس سے زیادہ بے تکلف نہ ہوں	۳۴۷
بیانات کی کیسٹ اور رسائل دیں	۳۴۷
اجتماع میں اپنے ساتھ شرکت کروائیں	۳۴۷
قافلے میں سفر کروائیں	۳۴۸
انفرادی کوشش کب تک جاری رکھی جائے؟	۳۴۸
غیر مسلم پر انفرادی کوشش کس طرح کی جائے؟	۳۴۸
ملاقات کی مثالیں	۳۴۹
مسجد میں درس کے بعد ملاقات	۳۴۹

تقریظ

یقیناً خواتین سوسائٹی کا اہم رکن ہیں اور اللہ رب العزت نے ان کے لئے باقاعدہ قرآن پاک میں احکامات نازل فرماتے ہیں، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے لئے اپنے خزاین میں ہدایات کا ایک جامع نصاب فراہم فرمایا ہے۔

اس حقیقت کا کوئی انسان انکارنہیں کرسکتا کہ ایک خاتون خانہ کی اصلاح سے پورے گھر کی اصلاح ہوتی ہے اور گھر کی اصلاح سے قوم کی اصلاح ہوتی ہے موجودہ حالات میں عورت کی تعلیم پر زور تو ہر طرف سے دیا جارہا ہے مگر یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ کون سی تعلیم ہے کہ جس سے عورت کا عورت ہونا محفوظ رہتا ہے اور وہ کون سی تعلیم ہے کہ جس سے عورت اپنے نام سے ہی عار محسوس کرتی ہے، اس کی ترجمانی حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمائی ہے۔

جس علم کی تاثیر سےزن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اس علم کو ارباب نظر موت

یعنی جو علم پڑھنے سے عورت عورت ہی نہ رہے تو اس علم کو علم نہیں کہا جاتا بلکہ اس کو موت کہا جاتا ہے عورت کیلئے علم وہ علم ہے کہ جس کو پڑھ لینے کے بعد اس کا کردار محفوظ ہوتا ہے اور ربّ ذوالجلال کی طرف سے جو اس کو نام و مقام دیا گیا ہے اس کیتقاضے پورے ہوتے ہیں۔

میں عظمت کی سلامی پیش کرتا ہوں وجہ جناب علامہ محمد اقبال قادری عطاری کو جنہوں نے ان حالات میں جہاں عورت اپنے مقام سے دور ہو چکی ہے۔ جس کو دیکھ کر ایک شریف انسان شرم کے مارے اپنی آنکھیں جھکا لیتا ہے اس کے لباس اور شکل و

صورت کو دیکھ کر افسوس صد افسوس تو اس بات پر ہے کہ وہ خواتین جو اپنے گھر کی چار دیواری میں پردے کی زینت بنتی ہوتی ہیں مگر بازار میں سودا سلف لانے کے لئے جاتے ہوئے اور دکان کے اندر داخل ہوتے ہی اس پردہ اور شرم کا جنازہ نکال دیتی ہے، تو محترمہ نے اپنی اور دوسروں کی اصلاح کیلئے قلم اٹھایا جس میں اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ عقائد کی بھی اصلاح کی میری مراد محترمہ کی لکھی ہوئی کتاب مبلغات کی ضرورت کی پہلی جلد ہوے جب وہ منظر عام پر آئی تو اپنی تمام تر خوبیوں کے ہوتے ہوئے عوام میں مقبولیت حاصل کی یہی وجہ ہے کہ تھوڑے عرصے کے بعد دوسری جلد بھی آپ لوگوں کے مطالعہ کی زینت بنی۔

اس دوسری جلد کو میں نے چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا تو اس کتاب کو ویسا ہی پایا جیسا ہونا چاہیے تھا یعنی زبان کے آسان اور سادہ الفاظ کے ساتھ ساتھ جو بات قابل ذکر اور خاص ہے وہ اس کے حوالہ جات میں ؟ نے مزید اس کتاب کے اندر حسن پیدا کر دیا، محترمہ کی یہ بڑی اچھی کاوش ہے اللہ ربّ العزت اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے اس سفر میں اور برکتیں عطا فرمائے یہاں اس بات کا بھی ذکر کرنا میں سمجھتا ہوں ضروری ہے کہ محترمہ کی اس کامیابی کے پیچھے جو محنت رنگ لائی ہے یا لا رہی ہے میری مراد حضرت علامہ اقبال قادری عطاری ہیں جو ایک فارغ التحصیل فاضل نوجوان ہیں جن کو اللہ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے کہ قلیل عرصے میں ہی انہوں نے تحریر کے میدان میں اپنا نام پیدا کیا اللہ تعالیٰ ان کے علم اور عمل میں برکتیں رحمتیں عطا فرمائے اور ان کو اور ان کی تصنیفات کو اس سے بھی زیادہ مقبولیت حاصل ہو۔ آمین ثم آمین

علامہ حسین قادری

مدرس جامعہ نعمانیہ للبنات، سیالکوٹ

خطیب جامع مسجد القریش سیالکوٹ

19 ذیقعدہ بمطابق 28-10-2010

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ! ادبی شائستگی، مفہوم کی وسعت، اصلاح احوال کی گہرائی، دل کی تڑپ کا عکس اگر کوئی ایک ہی جگہ یکجا دیکھنا چاہتا ہے تو زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری صاحب کی خوبصورت تالیف مبلغات کی ضرورت میں دیکھ سکتا ہے پہلی اور دوسری کی مقبولیت کے بعد اب تیسری جلد پیش نظر ہے امید ہے کہ یہ حصہ بھی پہلے کی طرح اپنی حیثیت کو ظاہر کرے گا محافل میلاد دینی و مذہبی اجتماعات، درس و بیان اصلاح قلب فروح کے لئے بہترین معاون و مددگار ان شاء اللہ تعالیٰ۔

موصوفہ نے "مبلغات کی ضرورت" تالیف فرما کر اسلامی بہنوں پر احسان فرمایا ہے اور اس تالیف میں ایسے ایسے بیانات ترتیب دیئے ہیں جن کی موجودہ دور میں شدید ضرورت تھی، اس کتاب کی موجودگی میں میری اسلامی بہنوں کو مختلف کتابوں کی ورق گردانی کرنے کی ضرورت نہیں، الحمد للہ موصوف نے جتنے اقوال، حکایات و احادیث نقل فرمائیں سب بحوالہ بلکہ متعلقہ کتب کے صفحات بھی لکھ دیئے اور سب بیانات کو نسوانی انداز میں بیان میں ڈھالا، بلاشبہ یہ کتاب مبلغات کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب صاحب مزار کی مدنی سرکاری انبیاء کے سردار ﷺ کے صدقے موصوف کو تحریر و تقریر میں زیادہ سے زیادہ فصاحت و بلاغت عطا فرمائے اور دین و دنیا کی ساری بھلائیاں و کامیابیاں نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ العظیم

محترمہ، حافظہ، قاریہ، عالمہ، فاضلہ بھیرہ شریف

بنت اللہ رکھا

پرنسپل جامع الکرم للبنات اڈا بڈیانہ پسرور روڈ سیالکوٹ

تقریظ

عالم نبیل، فاضل جلیل، مناظر اسلام، محقق اہلسنّت حضرت علامہ محمد خاور حسین نقشبندی

خطیب: جامع مسجد قادری صاحب محلہ نیکا پورہ، اعواناں سیالکوٹ

مدرس: جامعہ نعمانیہ رضویہ شہاب پورہ سیالکوٹ

ناظم: جماعت اہلسنّت سیالکوٹ

تحفۃ المبلغات یہ واقعات مبلغات کے لئے بڑا قیمتی، علمی، تحقیقی سرمایہ ہے جس کو قرآن پاک' احادیث طیبہ اور اکابرین کی کتابوں سے استفادہ کر کے ترتیب دیا گیا ہے۔ آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس کا تقاضا ہے کہ ہم مختصر جامع' پُر مغز اور جاندار مواد پیش کریں۔ کیونکہ بڑی بڑی کتابوں سے اہلِ علم تو استفادہ کرتے ہیں لیکن عوام مسائل سے اس قدر پریشان ہیں وہ ہمہ وقت فکر معاش میں لگے رہتے ہیں۔ اس لئے اہلِ قلم کو اہلِ علم اور عوام دونوں کو پیش نظر رکھ کر تصنیفات مرتب کرنی چاہیے۔ ات کتاب کی مؤلفہ موصوفہ مولانا محمد اقبال عطاری قادری عطاری سلمہ کی اہلیہ ہیں اور اپنے شوہر کے ساتھ مل کر قلمی جہاد میں شانہ بشانہ مصروفِ عمل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے عالمہ' فاضلہ' حافظہ' قاریہ اور صوم وصلوٰۃ شرعی پردہ کی پابند اور اس پر مزید یہ کہ ایک جامعہ میں خدمت دین متین میں مشغول' جہاں پر نئی نسل کی طالبات کو تعلیم دین کے ساتھ ساتھ ان کے سیرت و کردار کی طہارت اور عقائد و اعمال کی پختگی میں کوشاں ہیں۔

تقریظ

عالم نبیل، فاضل جلیل، استاذی واستاذ العلماء حضرت علامہ محمد ذوالفقار قادری محمدی سیفی مدرس، جامعہ نعمانیہ رضویہ شہاب پورہ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

حضرات گرامی! تبلیغ کا سلسلہ اتنا نازک ہے کہ ربّ ذوالجلال نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو خود اسلامی آداب کی تعلیم دی ارشاد فرمایا: ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة. اے محبوب! بلایئے لوگوں کو اپنے ربّ کی راہ کی طرف حکمت سے اور عمدہ نصیحت سے اس آیت کا ایک ایک لفظ غور طلب ہے دین اسلام کو سبیل ربک کے پیارے خطاب سے مزین کر کے بتایا جارہا ہے کہ یہ وہ دعوت حق ہے جو بندے کو اپنے مالک حقیقی کو طرف لے جاتی ہے اور موعظہ حسنہ اس بند و نصیحت کو کہتے ہیں جو خیر و فلاح کی یاد دیہاتی اس اسلوب سے کرائے کے پتھر دل بھی موم ہو جائیں۔ الحمد للہ عزیزم مولانا محمد اقبال صاحب کی زوجہ محترمہ کی تالیف (ملبغات کی ضرورت) کے چند مقامات کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا تو معلوم ہوا کہ ہر نسخہ کیمیا جس بہترین اسلوب کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے اصلاح معاشرہ اور پاک سرزمین کو مغربی تہذیب اور نام نہاد روشن خیالی کی یلغار سے محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدق سے مؤلفہ کی سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔

احقر

محمد ذوالفقار محمدی سیفی

ثبوت محبت اور اقسام

اتنی نسبت بھی دونوں جہانوں میں بس ہے
تو میرا مالک و مولیٰ ہے میرا بندہ تیرا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

اس ادنیٰ سی سعی کا موضوع سخن اور مقصد فقط اشاعت حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہی چیز ورثۂ اسلاف رہی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا سرمایہ حیات رہی ہاں ہاں یہی وہ چیز ہے جس کا مرنا اور جینا تھا یہی وہ پودا ہے جس کی انہوں نے ساری زندگی اپنے خون سے آبیاری کی۔ اس کے نشے میں مست ہو کر اپنے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ جس کے لیے سب کچھ نچھاور کر دیا۔ اسی کے حصول کے لیے اپنی زندگیاں ختم کیں اور بالآخر اسی راہ میں کھو گئے۔ اسی کو اپنی زندگی کا مرکز ومحور بنایا۔ اسی کو اپنا توشۂ آخرت بنایا۔ اس میں انہوں نے اپنے تن من کو جلا دیا۔ اگر سانس لیتے ہیں تو بھُنے ہوئے گوشت کی بُو آتی ہے اگر دیکھا جاتا ہے تو سینے میں جگر و دِل عشق رسول میں سُلگ رہے ہیں یہی وہ نور ہے جس سے ہر اندھیرے میں اُجالا ہوتا ہے وہ محبت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھی جس نے بلال رضی اللہ عنہ کو رشکِ قمر بنا دیا اور پوری دنیا سے یگانہ کر دیا۔ اسی نور کی روشنی نے کفرستان میں دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ جلایا۔ پھر اسی چراغ کی روشنی نے پوری کائنات کو لپیٹ میں لے لیا۔ جب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سینے میں بس جاتی ہے تو اس وقت دنیا کی خوبصورت چیز پر بھی نظر نہیں ٹھہرتی اس کا ثمرہ اسلاف کی زندگیوں میں روزِ روشن کی طرح عیاں نظر آتا ہے۔ اسی کی بدولت انسان پستی سے بُلندی کی انتہا تک پہنچتا ہے۔ جنہوں نے اسی نور کو اپنے سینے میں بسایا ہے تو ان کو اللہ رب العزت نے لاثانی مرتبہ و مقام عطاء فرمایا ہے۔ دیکھ لیں اگر سلطان العاشقین حضرت ابوبکر صدیق کو افضل الخلق بعد الانبیاء کا مقام ملا ہے تو فقط اسی کے سبب ہاں ہاں یہی وہ چیز ہے جس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں سے دنیا و مال کی محبت دور کر دی۔ یہی وہ شمع تھی جو 313 کے سینوں میں روشن تھی جنہوں نے بے سروسامانی کی حالت میں سرداران قریش کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور انہیں میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے صدقے قیصر و کسریٰ کی شان و شوکت ان کے فقر کے آگے ماند پڑ گئی۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اُجالا کر دے

وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھی جس نے ہر پست کو بالا کر دیا۔ اسی نے ہی ابوبکر کو صداقت کا تاج پہنایا، عمر کو عدالت کا سہرا سجایا، عثمان کو مجسمہ سخاوت بنایا اور مولائے کائنات، مولا مشکل کشاء، جناب علی علیہ السلام کو شجاعت و ولایت کا بادشاہ بنایا۔ یہی وہ چیز ہے جس نے گورے اور کالے میں فرق کو ختم کر کے ایک عَلَم تلے جمع کر دیا۔ یہی وہ نشہ ہے جب چھا جاتا ہے تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھنے والی انگلی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔ بھلے سے سگا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ بھلے سے باپ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے خلاف تلوار بے نیام ہو جاتی ہے۔ عرض کی جاتی ہے کہ یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجیے میں خود اپنے باپ عبداللہ بن ابی کا سر تن سے جدا کرتا ہوں اور بدر میں کیا خوب منظر تھا کہ باپ بیٹے پر تلوار اٹھا رہا ہے اور بیٹا باپ پر تلوار سے حملہ کر رہا ہے۔ ان میں وہ ولولہ، وہ جنون، وہ جذبہ، وہ حوصلہ فقط محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کرشمہ ہی تھا۔ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو مرتبہ صحابیت ملا ہے تو اسی کے سبب، اگر امام عالی مقام علیہ السلام کو مرتبہ سید الشہد ملا ہے تو اسی کے سبب، اگر کسی غوث کو غوثیت ملتی ہے تو اسی کے سبب، اگر کسی قطب کو قطبیت ملتی ہے تو اسی کے سبب، اگر کسی ابدال کو ابدالیت ملتی ہے تو اسی کے سبب، اگر کسی مومن کو ایمان ملتا ہے تو اسی کے سبب، اگر کسی کو جہنم سے چھٹکارا ملتا ہے تو اسی کے سبب، اگر کوئی جنت میں جائے گا تو اسی کے سبب۔ یہاں تک کہ اگر یہ کائنات معرضِ وجود میں آئی ہے تو اسی کے سبب۔ حدیث قدسی ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو کوئی چیز بھی پیدا نہ کرتا۔ یہاں تک کہ اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ (معارج النبوت) (بالفاظ دیگر محدثین کی ایک کثیر تعداد نے نقل کیا ہے مثلاً امام عبدالرزاق، امام احمد قسطلانی، ابوبکر احمد، عبدالعقو غیرھم رحمہم اللہ)

پتہ چلا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے سورج کو پیدا فرمایا تو فقط اسی کے سبب، اگر چاند بنایا تو وہ بھی اسی کے سبب، اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا ہے تو بھی اور اگر جنات کو پیدا فرمایا ہے تو بھی اور اگر آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا ہے تو بھی اسی کے سبب، الغرض کائنات کی ہر چیز کا سبب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ اگر اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ ہوتی تو اللہ قدوس نہ فرمایا کہ اے میرے محبوب میں اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو کوئی چیز نہ پیدا کرتا۔ اسی لیے کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ:

رب محفلاں سجائیاں نے سرکار واسطے　　کیہ کیہ نہ کیتا یار نے اِک یار واسطے

جب اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان کی نظر اٹھتی ہے تو آپ فرماتے ہیں:

زمین و زمان تمہارے لیے مکین و مکان تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے
دھن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے
فرشتے خدم، رسول حشم، تمام امم، غلام کرم
وجود و عدم، حدوث و قدم، جہاں میاں عیاں تمہارے لیے
کلیم ونجی، مسیح و صفی، خلیل و رضی، رسول و نبی
عتیق و وصی، غنی و علی، ثناء کی زباں تمہارے لیے
اصالت کُل، امامت کُل، سیادت کُل، امارت کُل
حکومت کُل، ولایت کُل، خدا کے یہاں تمہارے لیے
تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے
وہ کنز نہاں، یہ نور فشاں، وہ کن سے عیاں یہ بزم فکاں
یہ ہر تن و جاں یہ باغ جناں یہ سارا سماں تمہارے لیے
ظہور نہاں، قیام جہاں، رکوع جہاں، سجودِ شہاں
نیازیں یہاں، نمازیں وہاں یہ کس کے لیے ہاں تمہارے لیے
یہ شمس و قمر، یہ شام و سحر، یہ برگر و شجر، یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر، یہ تاج و قمر، یہ حکم رواں تمہارے لیے
یہ فیض دیئے وہ جود کیے کہ نام لیے زمانہ جئے

جہاں نے لئے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لیے
سحاب کرم روا نہ کئے کہ آپ نعم زمانہ پیئے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیئے یہ ستر بداں تمہارے لیے
عطائے ادب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمتِ رب ہے کس کے سب، برب جہاں تمہارے لیے
نہ روح امین نہ عرض بریں نہ لوح میں کوئی بھی کہیں
قبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے
جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دلہن
سزائے صحن پہ ایسے ملن، یہ امن و اماں تمہارے لیے
کمال جہاں جلال شہاں جمالِ مساں میں تم ہو عیاں
کہ سارے جہاں میں بروزِ فکاں ظل آئینہ سارے تمہارے لیے
یہ طور کجا سپر تو کہا کہ عرش علا بھی دور دیا
جہت سے ملاء وصال ملا یہ رخصتِ شان تمہارے لیے
قلیل و نجی، مسیح و منیجی سبھی سے کہی کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے
بضورا صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرض جھکا
صفوف سمانے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لیے
اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خز کو پھیر لیا
گئے ہوئے دِن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے
صباء وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوئے بھلے
لواکے تلے ثناء میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

111636

سبحان اللہ کیا خوب اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت رحمۃ اللہ علیہ نے عشق و محبت میں اسی حدیث قدسی کا نقشہ کھینچا ہے ان کے پورے نعتیہ اشعار میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن نظر آتی ہے۔ بلکہ پورے کلام میں یہی رنگ ہے۔ اس لیے کسی نے کیا خوب کہا ہے جو بندہ یہ چاہتا ہے کہ مجھے عشق رسول کی بھیک مل جائے اسے چاہیے کہ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام پڑھے اور سنا کرے۔ ان شاء اللہ اسے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرینہ مل جائے گا۔ کسی اور شاعر کی حدیث قدسی پر نظر پڑی تو اس نے یوں کہا:

جے خالق نے آقا نوں گھلنا نہ ہوندا قسم رب دی دنیا بنائی نہ جاندی
جے دنیا دے رہبر نے اوناں نہ ہوندا ایہہ رونق جہاں تے لائی نہ جاندی
جے امت دے والی اے نہ ہوندے ایہہ امت کدی بخشوائی نہ جاندی

اسی پر جب کسی اور کی نظر پڑھتی ہے تو وہ یوں کہتے ہیں

فرشتہ تھا نہ آدم تھے نہ ظاہر تھا خدا پہلے بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ ﷺ پہلے

قلندرِ لاہوری، شاعرِ مشرق، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اٹھتی ہے تو وہ یوں فرماتے ہیں:

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

پتہ چلا کہ کائنات کی ہر چیز کے معرض وجود میں آنے کا سبب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے یہاں تک کہ اگر جنت پیدا فرمائی تو وہ بھی اس کے لیے اور دوزخ بھڑکائی تو وہ بھی محبوب کے گستاخوں کے لیے اسی طرح اگر حشر قائم فرمائے گا تو وہ بھی انہیں کے علو کے اظہار کے لیے جس کے نقشہ ایک شاعر نے یوں کھینچا ہے:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزم محشر کا کہ اُنکی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

کائنات کی ہر چیز کا جب سبب تخلیق محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دخول

جنت کا سبب بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو یہی ورثہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے اسلاف سے ملا ہے اسی کا بیج صحابہ کرام علیہم رضوان نے اپنی اولادوں کے دلوں میں بویا پھر یہ سلسلہ چلتا ہوا آج ہم تک پہنچا اگر ہمارے دلوں میں بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پودا پروان چڑھے گا اور ہمارے سینوں میں بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن ہوگی تو پھر ہی عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے کے سارے پہلو ہماری آنکھوں کے سامنے اُجاگر ہوں گے جب ہماری آنکھوں میں عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نور روشن ہوگا تو ہم اپنے آئینہ دِل میں جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس دیکھ لیں گے اس سے کمالِ خلق اور کمال خُلق ہمارے دلوں کو موہ لے گا۔ اسی شمع محبت کو ہم اپنے ہاتھوں میں تھام کر کفر وضلالت کی ظلمتوں کا سینہ چیرتے ہوئے اپنی زندگی کی کٹھن راہوں کو طے کرلیں گے اور ہماری منزل ہمارے قریب تر ہوجائے گی اور پھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ کردار اور اسوہ حسنہ ہمارا مشعل راہ ہوگا اور سیرت طیبہ کو سامنے رکھ کر زندگی بسر کریں گے تو ہمارے سینے عشق، محبت میں سوزاں اور بریاں ہوں گے۔ پھر جب عشق ومحبت اپنے کمال کو پہنچے گا تو کمال ایمان کی دولت سے ہم اپنے دامن کو بھر لیں گے اور بلا شبہ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مصداق بن جائیں گے ''لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین '' اے مسلمانو! کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ آج ہم کیوں ذلیل وخوار ہورہے ہیں آج ہمارے دلوں میں دنیا کی محبت کیوں گھر کرچکی ہے۔ آج مسلمانوں کو کیوں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے مسلمان اپنی اکثریت ہونے کے باوجود بھی کیوں مغلوب ہیں انگریزوں کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتا ہے اور اللہ عزوجل کی نافرمانی کو اپنا شعار کیوں بنائے بیٹھا ہے تو جب ہم غور کرتے تو اس کا ایک ہی سبب ہماری آنکھوں کے سامنے گھومتا ہے وہ یہ ہے

کہ ہم نے اپنے محسن و غمخوار جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا تعلق توڑ دیا اور ہم اپنے محور سے ہٹ گئے تو جب کوئی چیز اپنے مرکز و محور سے ہٹ جاتی ہے تو ضلالت اور رسوائی اس کا مقدر ہوتی ہے اگر ہم بھی اپنے مرکز و محور، محبوبِ رب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہوں گے تو ضلالت و رسوائی ہی ہمارا مقصد بنے گی وہ بھی مسلمان ہی تھا جس کے نام سے کفار لرز جاتے تھے اور بے سروسامان بھی جب میدان جنگ میں اُتر آتا تھا تو کفار کے دلوں میں خوف و ہیبت کی گھٹا چھا جاتی تھی اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے لیکن اس کے برعکس اگر آج کے مسلمان کو دیکھا جائے تو وہ اس قدر حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ اس کو اپنا غلام بنا کر رکھا ہوا ہے۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو فقط ایک چیز سامنے آتی ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن تھا لیکن آج کے مسلمانوں کے دِلوں میں دنیا و مال و عورت کی محبت بس چکی ہے ان کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور قرآن تھا جس کو انہوں نے عمل کے ذریعے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا لیکن آج کے مسلمانوں کے سامنے انگریز کا طرزِ طریق ہے۔ جس پر چل کر اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والو اگر ہم آج بھی وہ دور دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرنا ہوگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا ہوگا پھر دیکھنا کہ دُنیا والے تمہارے قدموں میں ہوں گے اور تمہیں مالک و خالق کی رضا حاصل ہوگی پھر تم بھی اپنے آقا و مولیٰ، رحمتِ دو عالم، نورِ مجسم، شاہِ نبی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حق دار ٹھہرو گے اور جنت کی ابدی نعمتیں تیرے لیے ہوں گی۔ اگر اے مسلمان تو نے اپنے طرز

طریق کو نہ بدلا، اسی طرح بدستور غیروں کے آگے جھکتا رہا اپنے خالق و مالک حقیقی کے سامنے نہ جھکا، دُنیا کی محبت اور مال کی محبت اپنے دل میں پیدا کی، اس کے حصول میں زندگی گزار دی، اپنے دل کو اپنے محسن و غمخوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی رکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت سے منہ موڑے رکھا تو پھر تیرا اٹھکانہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔

اسی طرح نمازیں اور روزے اور دیگر ارکان اسلام کو تو ادا کرتا رہا اور دِل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوئی تو یہ نمازیں، یہ روزے اور تیری یہ عبادتیں تیرے کسی کام کی نہیں کیونکہ مومن بنتا ہی تب ہے جب دِل میں ہر چیز سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو اب ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کیوں شرط اوّل ہے۔

آ قا کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اسی کی طرف علامہ اقبال رحمہ اللہ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

مفسر قرآن، روحِ ایمان، جانِ دین ہست حب رحمۃ اللعالمین

اس سوال کا جواب قرآن و احادیث اور اقوال صحابہ اور افعال صحابہ علیہم الرضوان کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پیسہ کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا"۔

اسی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ جس آدمی کے دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے محبوب، دانائے غیوب، شہنشاہِ مخلوق صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کی محبت ہوگی وہی دُنیا ور آخرت میں کامیاب ہے اور اگر خدانخواستہ ان تینوں محبتوں پر کسی اور چیز کی محبت غالب آ گئی تو پھر ذلت اور رُسوائی اس انسان کی قسمت کا حصہ بن جائے گی۔ یاد رکھیں اگر ان میں سے کسی ایک محبت کا کوئی دعویٰ کرے کہ مجھے اللہ سے محبت ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میری محبت کا دعویٰ کیا اسے چاہیے کہ وہ آپ کی اتباع کرے اسی طرح اگر کوئی جہاد میں نکلتا ہے اور کہتا ہے میرے دل میں جہاد کی محبت ہے اور اللہ کی محبت ہے تو وہ بھی اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے کیونکہ اللہ کی محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اور اسی طرح جہاد کی محبت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ جو ایسا دعویٰ کرتا ہے وہ یہود ونصاریٰ کے طریقے پر ہے کیونکہ ایسا دعویٰ وہ کرتے تھے یا پھر منافقین کیا کرتے تھے لہٰذا ایسا دعویٰ کوئی مومن نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کا عمل یہی رہا ہے اگر انہوں نے دعویٰ کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ہی کیا ہے ہاں جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہے اس کے دل میں یقیناً تینوں محبتیں موجود ہیں بلکہ ایک مقام پر میرے آقا نامدار، محبوبِ پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہیں کرتا۔

والد، ولد، مال اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت

امام بخاری نے کتاب الایمان میں سے نقل فرمایا جس کے الفاظ یوں ہیں:

یامؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده و لده

والناس اجمعین

تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک میری ذات اس کے لیے اپنے مال، اولاد، اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

اسی حدیث مبارکہ کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح نقل فرمایا ہے

لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من مآلہ وولد ونفسہ والناس اجمعین

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے باپ، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہیں کرتا۔

سوال: جو شخص والد اور اولاد سے بڑھ کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا اس کے کامل ایمان کی نفی پر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اُٹھائی ہے۔ دوسری بات کا یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ والد کو ولد سے مقدم کیوں کیا؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ والد اصل ہے اور اولا فرع تو اصل ہونے کی وجہ سے والد کو مقدم کیا اور دوسری حکمت یہ ہوسکتی ہے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ تمام لوگوں کے والد تو ہیں لیکن اس کے برعکس تمام لوگوں کی اولاد نہیں اور تیسری وجہ تقدیم کی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ والد کا زمانہ ولد کے زمانہ سے مقدم ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں پر بھی تقدم زمانی کا لحاظ رکھا۔ اولاد والد سے اور والد اولاد سے بھی ضرور محبت رکھے لیکن ایمان کے لیے شرط یہ ہے کہ ان دونوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بڑھ کر محبت ہونی چاہیے۔

دوسرا سوال: صرف والد اور ولد کا تذکرہ ہوا ہے اہل واقرباء کا تذکرہ نہیں ہوا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہاں پر صرف والد اور ولد کا تذکرہ اس لیے ہے کہ عاقل آدمی کے لیے یہ اہل اور مال سے بڑھ کر ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات یہ نفس سے بھی بڑھ کر عزیز ہوتے ہیں۔ دیکھ لیں ماں اپنی اولاد کے لیے ہر تکلیف کو پسند کرتی ہے لیکن اپنی اولاد کو دُکھ اور مصیبت میں نہیں دیکھنا چاہتی خود تو بھوکا رہنا گوارا کرسکتی ہے لیکن اپنی اولاد کو بھوکا نہیں دیکھ سکتی۔ یاد رکھیں! یہاں پر والد اور ولد کا ذکر بطور تمثیل ہے اور اس سے مراد تمام اعزہ ہیں گویا کہ کہنا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہر عزیز سے بڑھ کر ہو، ہر محبوب سے محبوب چیز سے بڑھ کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے گا تب ہی وہ مومن ٹھہر سکتا ہے۔ ایک روایت میں کچھ اس طرح حدیث پاک میں الفاظ کی تبدیلی ہوئی ہے۔

حتی اکون احب الیه من اهله و ماله والناس اجمعین ۔

(مسلم، کتاب الایمان)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عام کو خاص پر مؤخر کیوں کیا؟ حالانکہ قائدہ اس کے برعکس ہے۔

جواب: یاد رکھیں ان دونوں روایات میں والد، ولد اور اہل، مال، الناس کا تذکرہ ہوا ہے یہاں یہ والد، ولد، اہل کے بعد الناس کا ذکر کرنا عام کا خاص پر عطف ہے اس لیے کہ یہ تمام انسان کو شامل ہے اور جن کا ذکر ہوا مثلاً والد، ولد تو یہ نفس پر جبلی اور فطری طور پر معزز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ولد کو والد پر مقدم کیا ہے؟ اس میں اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ اس میں مزید شفقت، احسان اور لطف ہوتا ہے۔ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہاں پر طبعی محبت مراد نہیں بلکہ اختیاری محبت مراد ہے۔ کیونکہ ہر انسان کو اپنے نفس سے محبت طبعی ہوتی ہے۔ اختیاری قلبی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم میری محبت میں اس وقت

تک سچے نہیں ہوسکتے جب تک تم اپنے نفس کو میری اطاعت میں فنا نہ کردو اور اپنی خواہش پر میری رضا کو ترجیح نہ دو۔ اگر چہ اس میں تمہارے نفس کی ہلاکت ہی کیوں نہ ہو۔ (شرح مسلم النووی 5:2)

احمد بن عمر اور قاضی عیاض علیہما الرحمۃ محبت کی تین اقسام بیان فرماتے ہیں:

1- محبت اجلال و اعظام جیسے والد کی محبت

2- محبت شفقت و رحمت جیسے ولد کی محبت

3- محبت مشاکلہ جیسے بقیہ لوگوں کی محبت

میرے آقائے دو جہاں، رحمت عالمیاں، والی بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت میں ان تمام کو جمع فرما دیا ہے۔ (نووی 5:2)

احمد بن عمر رحمۃ اللہ وضاحت فرماتے ہیں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا ایمان کامل ہوگا اس پر یہ واضح ہوگا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حق مجھ پر حق اب اور حق ابن اور تمام لوگوں کے حق سے بھی زیادہ ہے اس لیے کہ رحمت عالم، جان عالم، نورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہم سب کو دوزخ سے نجات ملی اسی طرح گمراہی سے ہدایت کی جانب راہ ملی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پیارے آقائے دو جہاں، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا دفاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری حیات میں ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مال و جان فدا کرنا محبت کے ہی مظاہر ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہماری گفتگو سے واضح ہوگیا کہ ایمان کی حقیقت اس محبت کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تب صحیح ہوگا جب بندے کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت والد، ولد اور برمحسن اور صاحبِ فضیلت سے بڑھ کر ہو۔ ہاں جو یہ اعتقاد نہیں رکھتا یا رکھتا تو

ہے لیکن برابر تصور کرتا ہے وہ مومن نہیں۔

(شرح النووی 16:2)

لہٰذا مذکورہ بالا احادیث اور قرآنی آیت سے اور اِن کی شروحات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ایمان کے لیے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کیوں ضروری ہے؟

رُخِ مصطفیٰ وہ کتاب ہے جو محبتوں کا نصاب ہے
میرے دل کی ہے یہی آرزو بس دن رات اسے پڑھا کروں

محبت کی اقسام

انسان کی تخلیق واصلاح فطرتاً محبت پر ہے اس لیے کسی عاقل انسان کا وجود محبت کے بغیر متصور نہیں ہوسکتا۔ خواہ وہ محبت جبلی ہو یا دینی یا کسی اور وجہ سے تاریخ میں مجازی مجبوریوں کے بارے میں بہت کچھ دیکھنے کو ملتا ہے۔ لیکن وہ محبت ناقص کا تصور ہے کیونکہ جس قدر بڑا ہوتا ہے اس کی تمنا اور آرزو بھی بڑی ہوتی ہے اور جس قدر انسان گھٹیا ہوتا ہے اس قدر اس کی سوچ اور خواہش گھٹیا ہی ہوگی۔

محبت کا لغوی معنیٰ:

اس کا لغوی معنیٰ ہے اُلفت، پیار، چاہت، دوستی، یارانہ۔ اس کا صحیح تلفظ بفتح میم ہے یعنی (م۔حب، بت) اور بضم پڑھنا غلط ہے۔ محبت کی درج ذیل اقسام ہیں:

1۔محبت فردیہ، 2۔محبت جبلیہ، 3۔محبت شہوانیہ، 4۔محبت فطریہ، 5۔محبت شاکلہ، 6۔محبت مصلحت وضفعت، 7۔محبت روحیہ

محبت فردیہ:

یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی قربانی نہیں کرتا مگر اس جگہ جو اس کے نفس سے زیادہ قیمتی ہو اور معزز ہو اس بناء پر جہاد پر اُبھارتے وقت نفس کو حال پر تقدیم ہوتی

ہے کیونکہ وہاں مقصد اس سے کہیں بلند و بالا ہوتا ہے۔ کبھی یہ محبت انحطاط کا شکار ہو کر نفس اپنے آپ کو غیر پر بلند سمجھنے لگے جاتا ہے اسے اپنا وجود سب سے معزز، سب سے قیمتی اور ارفع دکھائی دینے لگتا ہے۔

محبت جبلیہ:

(ج۔بل۔لی) یعنی اس سے مراد فطری پیدا نفس، خلقی، طبعی محبت ہے۔ یہ محبت تمام صاحب عقل لوگوں میں موجود ہے۔ مثلاً والد کی محبت اولاد کے ساتھ یا اولاد کی محبت والدین کے ساتھ یہ فطرتی محبت ہے۔ جس کی بناء پر والد، اولاد کے لیے کیا کچھ نہیں کرتا اگر انسان میں فطری محبت نہ ہوتی تو دنیا میں اتنے محلات تعمیر نہ ہوتے اور اتنی طویل دنیا نہ ہوتی۔ والد تمام زندگی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلتا ہے۔ ماں باپ اپنی اولاد کی بہتری چاہتے ہیں۔ خواہ اولاد چھوٹی ہو یا بڑی۔ اسی طرح انسان کو اہل، رشتہ دار اور خاندان سے محبت ہوتی ہے۔

جبلیہ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تطبیق:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت جبلیہ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے لیے بمنزلہ والد کے ہیں۔

(احزاب:4) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تمام اہل ایمان پر ان کے نفوس سے بھی زیادہ ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اس کی وضاحت مزید حدیث پاک سے ملاحظہ فرمائیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا لکم قتل الوالد ۔ (حمیدی، احمد، ابوداؤد، نسائی، بن ماجہ، دارمی)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے سک میں تمہارے لیے والد کی طرح ہوں۔

نیز اسی کو طحاوی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے یقیناً اولاد اپنے والد سے محبت کرتی ہے اس لیے کہ اس نے اسے پالا اور اس دنیا میں اس کے وجود کا سبب بنا اور اس کو طرح طرح کی پریشانیوں سے محفوظ رکھا۔ اگر ان اسباب کو دیکھا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت والد سے بھی زیادہ لازم ہے۔ اس لیے کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے اس کی تخلیق ہوئی اور دنیا و آخرت میں ہر پریشانی سے نجات انہیں کے سبب حاصل ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ صالح ہے تو (فبھا) بہت اچھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پائے گا۔

وہ جہنم میں گیا جو اِن سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ کی

محبت شہوانیہ:

وہ محبت جو صرف شہوت کے لیے ہوتی ہے۔ مثلاً خاوند اور بیوی کے درمیان محبت خصوصاً جب وہ جوان ہوتے ہیں اور نکاح کے بھی ابتدائی ایام تو اس وقت کس قدر محبت ہوتی ہے اس کا اندازہ ہر شادی شدہ انسان لگا سکتا ہے۔ جب کچھ مدت گزرتی ہے تو اس میں اکثر تبدیلی آجاتی ہے۔ وہ میاں بیوی کے درمیان تعلق شہوانی نہیں رہتا بلکہ پھر مروّت اور اشتراک میں بدل جاتا ہے۔ لہٰذا یہ محبت صرف دنیا ہی کے لیے ہے۔

محبت فطریہ:

فطرت کا معنی خلقت، قدرت، پیدائش ہے۔ لہٰذا اس سے مراد وہ محبت ہوتی ہے جو قدرتی طور پر ہو جائے یا وہ پیدائشی لحاظ سے ہو اس میں جانب عقل غالب ہوتی ہے۔ مثلاً حُسن سے محبت کیونکہ کوئی کم ہی ایسا ہو گا جو حُسن سے محبت نہ کرتا ہو خواہ وہ جمال حقیقی یا خیالی یا واقعی ہو۔ مثلاً خوبصورت فطرتی مناظر جیسے آبشاریں، نہریں،

سرسبز و شاداب پہاڑ وغیرہ۔ جب قدرتی مناظر کی تصویر ہو اسی طرح انسان کو حسین شکل وصورت میں دیکھ کر راحت محسوس ہوتی ہے۔

فطریہ کی تطبیق محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے:

یہ محبت چونکہ حسن و جمال کی وجہ سے ہوتی ہے تو حسن جمال میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بڑھ کر ہوسکتا ہے؟ جب کسی مخلوق سے ادنیٰ جمال کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے تو منبعِ حسن و جمال سے محبت کیا کیا عالم ہوگا؟ اللہ اکبر وہ حسن و جمال جو صورت میں سب سے بلند ہے اور صفات واخلاق میں ان سے بڑھ کر کوئی انسان ان کی نظیر ومثل نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح کی جانب جب اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی نظرِ محبت اٹھتی ہے تو آپ جھومتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

پھر عاشق صادق کی نظرِ الفت اٹھتی ہے تو فرماتے ہیں:

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زنان
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب

محبت شاکلہ:

شاکل کا معنی ہے مشابہت۔ اس سے مراد وہ محبت ہے جو کوئی کسی سے اپنی مشابہت کی وجہ سے کرتا ہے۔ مثلاً انسان اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے ساتھ کسی صفت میں اشتراک اور یکسانیت رکھتا ہو اس لیے شہروں میں بہت سے ایسے ادارے ہیں جن میں ایک صفت کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ بہت کم ہوتا ہے کہ مختلف صفات کے لوگ آپس میں جمع ہوں۔ منقول ہے کہ ایک کوا اور ایک کبوتر اکٹھے بیٹھتے اور اکٹھے

اُٹھتے یعنی اکٹھے رہتے تھے جب غور کیا تو دونوں لنگڑے تھے آپ نے غور کیا ہوگا کہ پرندے بھی اپنے ہم شکلوں میں زندگی بسر کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بخیل بخیل سے محبت کرتا ہے اور صالح آدمی صالح آدمی سے ہی محبت کرے گا۔ اسی طرح منافقین منافقین کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اور گونگے بہرے گونگے بہروں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں الغرض جنس اپنی جنس سے مانوس ہوتی ہے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاکلہ کے آئینہ میں:

1۔ جیسے جیسے صاحب ایمان کے دل میں ایمان قوت پاتا جاتا ہے تو وہ اصل ایمان میں شریک ہوجاتا ہے اور تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل ایمان کے سرتاج اور امام ہیں۔ جب دو آدمی آپس میں اللہ کی خاطر جمع ہوں اللہ ہی کی خاطر جدا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش عظیم کے سائے تلے جمع فرمائے گا اور اللہ ہی کی خاطر محبت کرنے والے اللہ کے جلال میں نور کے منبروں میں ہوں گے جب کسی بھی شخص سے اللہ کی خاطر محبت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ اتنی محبت فرماتا ہے تو اس آدمی کا کیا عالم ہوگا جسے تمام انسانوں کے سرو بے کسوں کے دلبر محبوب رب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی۔ اس پر پھر اللہ کریم کیسی کیسی کرم نوازیاں فرمائے گا۔

2۔ دوسری بات میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بشری لبادہ اوڑھ کر تشریف لائے۔ اس کے پسِ منظر ایک حکمت یہ بھی تھی کہ محبت و شاکلت ہو تمام انسان ہم جنس سمجھ کر ان سے مانوس ہوجائیں اور اسلام کو سمجھ سکیں۔

محبت و مصلحت و منفعت:

اس کی پھر آگے دو اقسام ہیں:

1- انسان کی ذاتی منفعت

2- غیر کی منفعت

انسان کی ذاتی منفعت

یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان اپنے اوپر احسان کرنے والے کے ساتھ محبت کرتا ہے خصوصاً کسی خاص وقت اور تکلیف کے وقت احسان کرنے والے کا انسان قیدی ہو جاتا ہے جب کوئی انسان پر مادی یا مصنوعی احسان بغیر طلب کے کرتا ہے اب اس کا نفس بغیر ارادے کے بھی محسن سے پیار کرنے لگ جاتا ہے اس کا ذکر خیر کرتا رہتا ہے اس کے بدلے احسان کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہ بات حقیقت ہے کہ جس قدر احسان بڑا ہوتا ہے اسی قدر اعتراف بھی بڑا ہوتا ہے۔ نفوس سلیمہ میں اہل خیر و اصلاح اور اہل استقامات کی محبت و ودیعت ہوتی ہے۔ خواہ وہ کسی اور شہر، علاقہ یا قرون سابقہ کے ہی کیوں نہ ہوں جب کسی انسان کو یہ بات پہنچتی ہے کہ فلاں جگہ ایک عالم دین ہے جو لوگوں کو حق کی جانب بلاتا ہے اور وہ اہل صلاح سے ہے مسلمان اس سے نفع پا رہے ہیں تو انسان کا دِل ضرور اس سے محبت کرے گا اور اس سے ملاقات کا اشتیاق رکھے گا۔ حالانکہ اس میں اسے ذاتی منفعت نہیں ہے اسی طرح ایک انصاف پسند بادشاہ ہے اپنی رعایا کے لیے علمی، دینی اور ثقافتی خدمات سرانجام دے رہا ہے ان کے لیے امن وتحفظ فراہم کرتا ہے الغرض ہر طرح کی دیکھ بھال کرتا ہے خود کو رعایا کا خادم سمجھتا ہے تو یقیناً ایسے انسان سے ہر کوئی محبت کرے گا اور خواہش کرے گا کہ میں بھی اس کی رعایا کا ایک فرد بن جاؤں۔ حالانکہ منفعت اسے حاصل تو ہو نہیں رہی یہی وجہ ہے کہ ہم زعماءِ اسلام، قائدین اُمت، علماء خلفاء مسلمین سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ہمارے زمانے میں نہیں اور نہ ہی ہم نے ان کے زمانہ میں کوئی منفعت حاصل کی۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم منفعت کے پیش نظر:

اوپر آپ نے محبت، مصلحت ومنفعت کی تعریف جانی اگر مصلحت ذاتی ہو تب

بھی اس کی زیادہ حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی صفات ہے اور اگر مصلحت غیر ذاتی ہے تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں کہ ان سے محبت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات میں کوئی بھی میرے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں جس کے مخلوق پر احسان، انعام، افضل اور منافع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہوں پھر یہ انعام و اکرام کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مخلوق کو شامل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ہدایت عطاء فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے گمراہی سے نکالا۔ شہنشاہِ مدینہ، قرار قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے سبب اللہ تعالیٰ نے تاریکی سے نکالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہی اس امت کو تمام اُمتوں سے افضل اُمت بنایا اور کرم بالا سے کرم کہ آخرت میں تمام کی تمام جنت میں جائے گی۔ ایسی خیر سے بلند خیر کون سی ہوسکتی ہے۔ ایسی نوازشوں اور عطاؤں سے بڑھ کر کون سی عطاء ہوسکتی ہے خدا کی قسم اس سے بڑھ کوئی بھی خیر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آقائے دو جہاں، رحمت عالمیاں کی بعثت پر اللہ تعالیٰ کا جو شکر لازم ہوتا ہے بندہ وہ شکر ادا ہی نہیں کرسکتا۔ اس قدر نوازشوں پر اور احسانات پر اور منافع پر بندہ کیوں نہیں سرورِ دو جہاں، رحمت عالمیان، والی بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے گا۔ بلکہ ضرور کرے گا اس پر فقیر کا ذوق کہتا ہے

ہزاروں احسان کر کے ہم پر نہ لائے زباں پر آقا
کوئی اور ہوتا تو مار دیتا احسان وہ ہمیں جتا کر

انہیں نوازشوں اور عطاؤں پر اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت، مجدد دین وملت، آقائی و مولائی وملجائی الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی نظر محبت اٹھتی ہے تو آپ فرماتے ہیں:

دین و دنیا دیے مال و زر دیا دامن مقصد زندگی بھر دیا
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

محبت روحیہ:

اس سے مراد روحوں کی آپس میں محبت مثلاً انسان کسی کو پہلی مرتبہ دیکھتا ہے تو اس کے دل میں اس کی محبت موجزن ہو جاتی ہے اس لیے وہ مانوس ہو جاتا ہے اس کی سنگت میں وہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ گویا کہ وہ صدیوں سے اسے جانتا ہے۔ اب وہ اپنے نفس سے ذرا پوچھے کہ یہ محبت کیوں ہے؟ یہ انس کیوں ہے؟ یہ خوشی اور سرور کیوں ہے؟ اس کا بظاہر کوئی سبب تو دکھائی نہیں دیتا ان کا آپس میں نہ رواسطہ نہ رابطہ نہ تعلق بلکہ ہوسکتا ہے یہی پہلی ملاقات ہو۔ ہاں ممکن ہے دونوں کا تعلق بھی ایک شہر سے نہیں، ایک قبیلہ سے نہیں، ایک علاقہ سے نہیں، ایک بستی سے نہیں، ایک گھرانہ سے نہیں۔ یہ بھی بعید نہیں کہ دونوں ہم جنس بھی نہ ہوں، ہم پلہ بھی نہ ہوں آخر کیوں؟ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ آپس میں ایک دوسرے کو کافی مدت سے جانتے ہیں ہاں اس کے برعکس بھی کچھ معاملہ ایسا ہی نظر آتا ہے وہ کیا؟ وہ یہ کہ پہلے اس شخص کو نہ دیکھا، نہ سُنا، نہ رابطہ، نہ میل جول، نہ جان پہچان، نہ کوئی تعلق، نہ کوئی یارانہ، نہ کوئی رشتہ داری، نہ کوئی قربت داری، نہ لین دین، آخر ایسا کیوں کہ پہلی نظر ہی میں اس سے نفرت پیدا ہوگئی، کراہت محسوس ہونے لگی۔ بغض نے جنم لیا، دِل نے بہت چاہا آنکھوں نے رُخ پھیر لیا اس کا سبب کیا ہے؟ ہاں اس کا سبب اس کی وجہ اس کی علت وہ پہلی ملاقات ہے جو عالم ارواح میں ہوئی اور وہ تعارف ہے جو اس دن ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ اس دن وہ اکٹھے تھے آپس میں محبت کرتے تھے ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے جو اس دن اکٹھے نہ تھے ملاقات نہ تھی چاہتے نہ تھے وہ اس کائنات میں بھی ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں اس بات پر بخاری شریف کی وہ روایت شاہد ہے جو سیدہ عائشہ سے منقول

ہے اور مسلم شریف کی روایت اس پر ناطق ہے جو ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

الارواح جنود و جندح فما تعارف فهها ائتلف ماتنا فر منها اختلف

روحیں ایک اجتماعی لنک کی مانند ہیں۔ آپس میں متعارف ارواح کا آپس میں اجتماع رہا ہوتا ہے جو نفرت کرتی ہیں وہ جدا رہی ہوتی ہیں۔

عالم ارواح کے حوالے سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

اوپر آپ نے محبت روحانی کو جانا اب دیکھنا یہ ہے کہ عالم ارواح میں کیا ہم نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جانا، پہچانا اور چاہا یا کہ نہیں۔ اس پر ہم حدیث پاک سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ جب حدیث پاک کی طرف رجوع کیا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسے ابن حیان اور بزاز نے رجال صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اناحظم من الانبیاء وانتم حظی من الاهم

انبیاء میں سے میں تمہارا اور اُمتوں میں سے تم میرا حصہ ہو۔

پتہ چلا اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے اس اُمت کو نبی پاک، صاحبِ لولاک، صاحبِ ادراک صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بننے کے لیے منتخب فرمایا جیسا کہ اپنے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونے میں اور اس امت کا امت ہونے میں تطابق پہلے ہی سے ہے۔ جب تطابق ازل ہی سے ہے عالم ارواح میں سے ہے تبھی تو میرا حق ان سے محبت کرنا ہے۔ بن دیکھے وہ چاہتا ہے کہ میرا سارا مال و اولاد اگر جاتا ہے تو چلا جائے مگر ایک مرتبہ والضحیٰ کا جلوہ نصیب ہو جائے جیسا کہ اس پر خود صاحبِ قرآن کا فرمان ناطق ہے۔ ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا میرے بعد میری اُمت میں کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے جو یہ خواہش کریں گے کہ ہم کو ایک بار ہی سرکار ابد قرار دو جہاں کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ نصیب ہو جائے بھلے سے ہمارا تمام مال و اولاد چلا جائے۔ اسی تطابق پر جب اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت کی نظر پڑھتی ہے تو جھومتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں۔

وہ ہمارے نبی ہم اُن کے اُمتی اے اُمتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

الحاصل:

پتہ چلا کہ فردیہ اور شہوانیہ کے علاوہ جس محبت کو بھی لیا جائے اس محبت کے اسباب کامل واکمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں ہی نظر آتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

کچھ اسباب تو اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرماتے ہیں اور کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں ان کے علاوہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب بہت زیادہ ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں کیونکہ ممکن نہیں؟ اس لیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر فضیلت، ہر منقبت، ہر خصوصیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے محبت کا تقاضا کرتی ہے یہ کیسے نہ ہو کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے اس عمل کا حکم دیا ہے اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کا عنوان بنادیا ہے اور اس دین اسلام کے لیے اور اپنی ذات اقدس کے لیے برہان قرار دیا کسی بھی جماعت کی طرف اپنی نسبت کرنے والا اس کے مؤسس کے لیے قائم ہو اگرچہ وہ لوگوں کو اذیت پہنچانے اور ان کے مال و عزت کو لوٹنے پر بنائی گئی ہو یا کسی سیاست کی وجہ سے بنائی گئی ہو تو اس وقت محبت کا عالم کیا ہوگا؟ جب جماعت ہدایت کے لیے قائم کی گئی ہو اور اس جماعت کے بانی کے ذریعے پوری جماعت کو ہدایت ملی

ہو اور پوری جماعت کو گمراہی و تاریکی سے نکلنے کی توفیق ملی ایک انصاف کی نظر اس کو بھی ذرا دیکھتے چلیئے کہ جب حضور پرُ نور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو اس وقت لوگ گمراہی، تاریکی اور ضلالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ طاقتور کمزور کو نگل رہا تھا۔ جہالت کا دور دورہ تھا ہر طرف گھپ اندھیرا تھا۔ شریعت غائب تھی۔ نیکی، نیکی نہ رہی تھی اور نہ برائی کو برائی سمجھا جاتا تھا لوگ افتراق و انتشار کا شکار تھے کوئی نظام نہ تھا، کوئی اُصول نہ تھا کوئی رہنے سہنے کا طرز طریق نہ تھا کوئی کسی کی فریاد رسی کرنے والا نہ تھا قبائل کا معاملہ ان کے بڑوں کے رحم و کرم پر تھا۔ چوری اور ڈاکہ کو قوت و طاقت کا سرچشمہ سمجھا جاتا تھا۔ پھر ایسے عالم میں ہادی برحق نے ان کو گمراہی و تاریکی سے نکال کر علم و عرفان کے مینارے اور آسمان نبوت کے درخشندہ ستارے بنا دیا تھا۔ جس طرح حدیث پاک مین آتا ہے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ راوی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم حنین میں مالِ غنیمت عطاء فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تالیف قلب کے لیے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ انصار کو اس میں سے حصہ نہ ملا اس بات کو انصار نے محسوس کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا اے انصاریو!

الم اجدکم ضلالا فھداکم اللہ بی و کنتم مقفرقین فالفکم اللہ بی و عالۃ فاغنا کم اللہ بی (البخاری، کتاب المغازی)

کیا تم گمراہ نہیں تھے اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت عطاء فرمائی اور تم متفرق تھے میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے محبت و اُلفت عطاء فرمائی تم محتاج تھے۔ میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنی کر دیا۔

یہ تو تھا ایک بانی و مونس ہونے کے اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب انسانیت کو ہدایت عطاء فرمائی اور گمراہی و تاریکی سے نکالا تو اس وقت محبت کا عالم کیا

ہونا چاہیے۔ جب کسی جماعت کے ذریعے اس جماعت کے ہر ہر فرد کو شان وعظمت ملے، عزت وتوقیر ملے، جینے کا قرینہ ملے، محبت کا نگینہ ملے، ہمدردی وغمگساری کے لیے دل کا آبگینہ ملے اور اس کو فضیلت کا سہرا سجایا جائے اور انعام واکرام کا تاج سجایا جائے اسے سب اُمتوں سے بہتر بنایا جائے تو پھر اس قائد اس بانی سے محبت کا عالم کیا ہوگا؟ اس نظر کی حقیقت کو یوں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے اس اُمت کو اکرام، فضیلت، شرف اور ایسے فضائل وخصائص عطاء فرمائے جو کسی اور اُمت میں نہیں اسے سب سے بہتر اُمت بنایا، اِن کا نام مسلمان رکھا، دین اسلام کے ساتھ اسے مخصوص رکھا یہ دین اس کا پسندیدہ ہے اس دین کو اُمت کے لیے مکمل فرمایا ان پر اپنی نعمت کا اتمام فرمایا اس اُمت کو سابقہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں ان کی اُمتوں کے خلاف گواہ بنایا اس میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا پُل صراط سے پہلے سب سے پہلے یہ اُمت گزرے گی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی دوسرے لوگوں کو اس کا فدیہ بنایا جائے گا۔ جنت میں اکثریت اسی کی ہوگی۔ جنت کے سربراہ اس میں سے ہوں، صدیقوں اور شہداء کی کثرت اس میں ہوگی اور کفار تمناء کریں گے۔ کاش ہم اس اُمت سے ہوتے اس اُمت کو یہ فضیلت جس کے سبب سے ملی ہے پھر خود فیصلہ کریں کہ اس پیارے پیارے غمخوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عالم کیا ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ کنزالایمان' سورہ آلِ عمران:100)

"تم بہتر ہوان سب اُمتوں سے جو لوگوں سے ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

(ترجمہ کنزالایمان، سورۃ بقرہ:123)

اتباع کا دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان کو باطل فرما دیا۔ ماسوائے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے اور وہ دین اسلام ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا دین ہے اس دین کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام کیا ہوگا؟ جس کی اتباع، اطاعت اور محبت کا حکم دیا گیا۔ انہیں وجوہات کی بناء پر ہمارے لیے تمام اسباب محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ ہم کرتے ہیں تاکہ ہمیں کچھ رہنمائی حاصل ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا خواہش مند ہے اس پر اس کے رسول، صفی اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا لازم ہے کیوں؟

1۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب بنا رکھا ہے محبت کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ محبوب کے محبوب سے بھی محبت کی جائے۔

2۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ایمان کی شرط محبت ہے اس لیے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تو مان لیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب نہ ہوں۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضروری ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر اور تعظیم کا خود حکم دیا ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں مخلوق پر سب سے بڑا احسان فرمایا ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ صلی

''اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب اُمتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہواور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہیں''

(ترجمہ کنزالایمان، سورہ مائدہ:3)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نحن الاٰخرون السابقون یوم القیامۃ (بخاری کتاب الجمعہ)

ہم دنیا میں آخری، قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے۔

مسلم شریف کی روایت میں یوں ہے:

نحن اوّل من یدخل الجنۃ

ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

ان کے طفیل خدا نے حج بھی کروادیا اصل مقصود حاضری اسی پاک در کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

کیا کیا بتائیں جو اس اُمت کو عطاء کیا گیا اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو یہ انعامات ہرگز اسے نہ ملتے۔

اب بتائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیوں نہ کی جائے! اللہ رب العالمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عزت و شرف سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

انسان دین، دنیا اور آخرت کی ہر عزت کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو اپنا کر ہی حاصل کر سکتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے تمام دروازے بند فرمادیئے اور اعلان فرمایا کہ کسی کو قبول نہیں کیا جائے گا مگر جو اس دروازے سے آئے گا اور وہ دروازہ نبی پارک صلی اللہ علیہ وسلم کی

اتباع کا دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان کو باطل فرما دیا۔ ماسوائے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے اور وہ دین اسلام ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا دین ہے اس دین کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام کیا ہوگا؟ جس کی اتباع، اطاعت اور محبت کا حکم دیا گیا۔ انہیں وجوہات کی بناء پر ہمارے لیے تمام اسباب محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ ہم کرتے ہیں تاکہ ہمیں کچھ رہنمائی حاصل ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا خواہش مند ہے اس پر اس کے رسول، صفی اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا لازم ہے کیوں؟

1۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب بنا رکھا ہے محبت کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ محبوب کے محبوب سے بھی محبت کی جائے۔

2۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ایمان کی شرط محبت ہے اس لیے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تو مان لیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب نہ ہوں۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضروری ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر اور تعظیم کا خود حکم دیا ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں مخلوق پر سب سے بڑا احسان فرمایا ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا ہے۔

6۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بلند، مقام کو اعلیٰ، قدر کو عظیم اور منزلت کو افضل بناتے ہوئے تمام مخلوق سے بہتر اور تمام رسولوں سے افضل بنایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیسے ہوگی؟ جو اللہ سے تو محبت کا دعویٰ کرے مگر اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب نہ بنائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہ کرے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو اپنی عبادت قرار دیا ہے اور اسے بعینہ اپنی ہی محبت بنا دیا ہے تو ایسا شخص جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تو ایمان لایا ہوں مگر اس کے رسول پر نہیں۔ اس طرح اس دعویٰ میں بھی جھوٹا ہے کہ میں اللہ سے تو محبت کرتا ہوں مگر اس کے رسول سے نہیں۔

ہمارے ساتھ نیکی کرنے کا صلہ

شرعاً اور عقلاً یہ بات فرض ہے کہ جو بھی تمہارے ساتھ نیکی کرے تم بھی اس کا اچھا بدلہ دو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من متع او اهدىٰ اليكم معروفا فكافوه فان لم تجدوا فادعوا الله له حتى تعلموا ان قد كافالموه (مسند احمد 68,2)

جو تمہیں ہدیہ یا تحفہ دے تم بھی اس کا بدل دو اگر تمہارے پاس نہیں تو دعا دو یہاں تک کہ وہ اس کا بدل بن جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(الرحمٰن:60) نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

جب دنیاوی اُمور کا معاملہ یہ ہے تو اس کا کیا مقام ہوگا جو ہدایت، نجات اور سعادت دارین میں سب سے عظیم ہے؟ ہر عاقل انسان چاہتا ہے کہ جس نے اس کے

ساتھ نیکی ہے اس احسان کرنے والے کو بہتر بدلہ دیا جائے اور اگر یہ ممکن نہیں تو اسے یاد رکھا جائے اور جیسے جیسے تحفہ عظیم ہوتا ہے اعتراف بڑھتا جاتا ہے کہ اس نے مجھ پر یہ احسان کیا وہ احسان کیا۔

تقابل

جب اُمورِ دُنیا کا یہ حال ہے تو اس ہستی کے ساتھ کیا جذبہ ہونا چاہیے جس کی وجہ سے جہنم سے چھٹکارا ہوگا، جس کے سبب ہدایت نصیب ہوئی، جس نے صراطِ مستقیم عطاء فرمایا جس کی وجہ سے دارین کی سعادتیں حاصل ہوں گی، دنیا میں بھی، قبر میں بھی، حشر میں بھی، پُل صراط پر بھی، حوضِ کوثر پر بھی، میزان پر بھی الغرض ہر حال میں تمہاری بہتری چاہنے والا ہو اور اس کا تعلق تم سے تمہاری ذات سے بھی بڑھ کر ہو جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا اور آگے ہمارے لیے بھیجا اس کا بدلہ کیسے دیا جا سکتا ہے؟ اس کا مقابلہ ثمن و دراہم سے نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے کوئی ترازو تول سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عقل اس کا احاطہ کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی شعور اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ جب اُمورِ دُنیا کا یہ حال ہے حالانکہ یہ تو ممکنات سے ہے تو اُمورِ آخرت مثلاً شفاعت، سعادت اور جنت کی ابدی نعمتیں جو کہ فقط سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کا صدقہ حاصل ہوں گی۔ ان کا تقابل کیسے کروایا جا سکتا ہے؟

دعوتِ فکر

جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ نہیں ادا کر سکتے تو ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا یعنی درود و سلام کا حکم دیا گیا ہے۔ اے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے سائے تلے پلنے والے ذرا سوچ کر ہم کیا بدلہ دے سکتے ہیں؟ کتنی دعا کر سکتے ہیں کیا ہماری دعا کا ان کے احسانات سے کوئی موازنہ ہے؟ ہم اس مقابلہ سے یقیناً عاجز ہیں محبت احترام اور توقیر و تعظیم ان احسانات کے مقابلے میں بہت کم

ہے۔ کم از کم ہم یہ تو کر ہی سکتے ہیں اور جو کر سکتے ہیں وہ تو ہمیں کرنا ہی چاہیے۔

ہر تعلق والی شے کا احترام و مقام

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر چیز کو تکریم بخشی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کو سب سے بہتر نسب بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام سے رجس کو دُور کیا اور پاکیزگی عطاء فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان پر بھی درود و سلام کا حکم دیا، قرابت داروں سے محبت کو لازم قرار دیا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

''تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت داروں کی محبت''

(شوریٰ:23)

جس قوم اور خاندان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے اس قوم اور خاندان کو شرف و بلندی بخشی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ (زخرف:44)

''اور بے شک وہ شرف ہے تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے''

یعنی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شرف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا نکاح حرام فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزاہرہ سلام اللہ علیہا کو تمام جنتی خواتین اور نساء العالمین کی سردار بنا دیا۔ ان کی والدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو جنت میں محل عطاء فرمایا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو جنتی نوجوانوں کے سردار بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کا درجہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو اہل تقویٰ اور تمام مخلوق پر فضیلت بخشی تاکہ وہ اس کے نبی کے عظیم ساتھی بنیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

پر نازل ہونے والی کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کو حرم بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کو تمام اوقات سے افضل فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کو پہلا گھر بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کی قسم قرآن میں اُٹھائی۔ شہر مدینہ کو حرم بنایا۔ منبر پاک کو حوض پر رکھا۔ ریاض الجنۃ عطاء فرمایا۔ اُمت کو جنتی قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو یہ عزت بخشی کہ اس میں ہر نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر قرار دیا۔ مسجد حرام بیت المقدس کے ساتھ ساتھ اس کی طرف سفر کی اجازت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو امت وسط، خیر الامم اور سابقہ تمام اُمتوں پر گواہ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمزاد مسلمان ہو گیا جو خیر کی طرف ہی دعوت دیا پھر شفاعت کا درجہ دیا تا کہ سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا علم ہو جائے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر چیز کو مکرم فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس انعام کو باقی رکھا۔ چنانچہ فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (والضحیٰ:5)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے کہ تم راضی ہو جاؤ گے

لمحہ فکریہ

جب اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ انعامات عطاء فرما رہا ہے اور یہ سب کچھ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم وعزت ہے تو ہم کیوں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر، عزت اور تعظیم کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہ محبت کریں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کو بے مثال مقام عطاء فرما رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چاہت کو پورا فرما رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے محبت کریں اور اس کی عزت و تکریم بھی کریں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خصائص اور معجزات سے نوازا ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی، حبیب اور صفی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے افضل، تمام رسولوں سے معزز بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کو عظیم، مقام کو بلند اور درجات کو اعلیٰ بنایا۔ ایسے ایسے خصائص سے بھی نوازا ہے جو دیگر انبیاء علیہم السلام میں بھی نہیں پائے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ابھی کیچڑ میں ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے۔ مخلوق میں سب سے پہلے اور خاتم النبیین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق انبیاء سے، اُن کی اُمتوں سے بھی بڑھ کے ہے۔ اہل ایمان کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو تمام مومنین کی مائیں بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بندوں پر سراپا احسان بنایا۔ تمام خلق سے بہتر اور اولادِ آدم کا سربراہ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور بیعت قرار دیا۔ اللہ پر ایمان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایمان کے ساتھ متصل فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو عام بنایا۔ آپ کی حفاظت وعصمت کا ذمہ خود اُٹھایا۔ آپ کی زندگی اور شہر کی قسم اُٹھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا بلکہ یوں پکارنے کا حکم دیا۔ یارسول اللہ، یا نبی اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر آواز کو بُلند کرنے سے منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا نور بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر فی الفور حاضر ہونا لازم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کو دائمی بنایا۔ السراء و معراج عطاء فرمایا۔ شق الصدر اور شق القمر کا معجزہ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاء نہیں کرسکتے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلوں اور پچھلوں کے معاملات پر بخشش کا

اعلان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم عطاء کیا۔ تمام خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ رعب کے ساتھ مدد کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اور مقرب فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری حیات کے وقت کو تمام ادوار سے افضل بنایا۔ بیت المقدس میں تمام انبیاء کا امام بنایا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے بھی آگے کی طرح دیکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب حق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء ان کی اُمتوں سمیت پیش کیے گئے۔ علوم غیبیہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا۔ دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوت رکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد، مبشر، نذیر، اللہ کی طرف سے داعی اور سراجِ منیر بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت عظمیٰ کا تاج پہنایا گیا۔ روزِ قیامت سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفد انبیاء کے امام اور خطیب ہوں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ پُل صراط سے گزر بھی سب سے پہلے ہوگا۔ جنت کے دروازے پر سب سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے اور پہلے داخل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطاء کیا گیا۔ مقام محمود، حوضِ کوثر اور حوضِ محشر پر بھی جلوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا۔ تمام انبیاء اور مرسلین کے سردار ہیں۔ سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیے جانے والے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ روزِ قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سب سے زیادہ ہوگی۔ حالت مایوسی میں خوشخبری و بشارت دینے والے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ اس کے علاوہ بھی کثیر فضائل و مناقب ہیں۔ جن کو احاطہ بیان میں لانا ممکن نہیں۔

دعوتِ فکر

جس مقدس و معزز ہستی کی ایسی اَن گنت شانیں ہوں اس سے محبت، اس کا احترام واکرام کیوں نہ کیا جائے؟ اور اس ہستی سے ملاقات اور دیدار کا شوق کیوں نہ رکھا جائے اور جان و دِل سے ان پر کیوں نہ فدا ہوں؟ دُنیا کا بھی یہ اصول ہے کہ جب کوئی محبّ کسی محبوب سے محبت کرتا ہے تو وہ اس کے محاسن کو دیکھ کر اس پر فدا ہوتا ہے تو جس ہستی کے اندر اَن گنت محاسن و خصائص ہوں پھر اس سے محبت کا عالم کیسا ہونا چاہیے؟ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن کے بارے میں اختصار سے ذکر خیر ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جمال اور کمال کا ذکر خیر

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے بارے میں کیا کہیں؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعت خواں یہی کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آتے ہیں اور بارگاہِ رسالت میں مجسمۂ ادب بن کر بیٹھتے ہیں۔ سرکار فرماتے ہیں بتاؤ جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کیسے ہیں ہم؟ جواب میں عرض کرتے ہیں:

میں نے مشارق و مغارب چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا
تجھے یک نہ یک بنایا اور حمد خدا سنایا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ پہلے کوئی دیکھا ہے اور نہ بعد میں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو حُسنِ صورت اور حُسنِ اخلاق سے نوازا ہے تو اس رسول کو کیسے نوازا ہوگا جو تمام صفات کا جامع ہے؟ جو تمام انبیاء و مرسلین کے آقا ہیں جو تمام مخلوق سے بڑھ کر اللہ عزوجل کی معرفت رکھتے ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سب سے زیادہ ہے۔ جو سب سے بہادر اور خلق میں سب سے اعلیٰ ہیں اور سخاوت کے میدان میں سب سے سبقت لینے والے اور تیز ہوا سے

بڑھ کر سخاوت فرمانے والے ہیں۔ جو سب سے بڑھ کر خوبصورت ہیں۔ بلکہ جن کے حُسن کی خیرات سارے جہان کو ملی۔ جنہوں نے کبھی کسی سوالی کو خالی نہیں لوٹایا اور نہ ہی کسی کے سوال کا انکار فرمایا۔ بلکہ قرآن کہتا ہے:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ. (والضحیٰ 10)

اے محبوب! کسی کو خالی نہیں لوٹانا

سلام میں سبقت فرمانے والے اور مصافحہ کے وقت دوسرے کے ہاتھ چھوڑنے سے پہلے ہاتھ نہ چھوڑتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ہم مجلس اپنے آپ کو یوں محسوس کرتا شاید سب سے بڑھ کر کرم کی نگاہ مجھ پر ہے۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان پردہ دار بچی سے بڑھ کر بھی صاحب حیا تھے۔ بلکہ پیکر حیاء تھے۔ خرچ کرتے وقت فقر کا کبھی خوف لاحق نہ ہوتا۔ بچوں اور عیال کے ساتھ ایسی شفقت ہوتی جیسی کوئی باپ اپنے بچوں کو نہیں دے سکتا۔ ہر حال میں صرف کلمہ حق ہی زبان اقدس سے صادر ہوتا اور فحش کلمہ کبھی زبان اطہر سے نہیں نکالا۔ کیونکہ یہ وہ زبان ہے جس کو قرآن کہتا ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (نجم: 4)

یعنی اپنی مرضی سے جنبش نہیں کرتی بلکہ حکم ربی سے ہی متحرک ہوتی ہے۔

کبھی کسی خادم کو برا بھلا نہ کہا۔ ہاں حدود شریعت میں سزا دی کبھی ذاتی وجہ سے ناراض نہ ہوئے کبھی کسی سے انتقام نہ لیتے مگر اس صورت میں جب کوئی اللہ کی حدود کو توڑتا، جب صحابہ گفتگو کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ شریک ہوتے جب وہ کلام کرتے ان کا کلام توجہ کے ساتھ سُنتے اور ہم مجلس کی طرف پوری طرح متوجہ ہوتے۔ جب تبسم فرماتے تو رحمت کے پھول جھڑتے جو دیکھ لیتا سب غم بھول جاتا۔ خواتین پر نہایت رحیم تھے۔ لوگوں میں شامل رہتے۔ بچے پانی لے کر دم کروانے آتے تو ٹھنڈا ہونے کے باوجود اس میں اپنا ہاتھ داخل فرماتے۔ جب خدمت اقدس

میں لونڈیاں اور بچیاں آتیں ان کی حاجت پوری کرنے تک کھڑے رہتے۔ اگر کوئی ظالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بدلا نہ لیتے بلکہ معاف فرمادیتے۔ جیسا کہ فتح مکہ کے وقت کسی ظالم سے بھی آپ نے بدلہ نہیں لیا بلکہ جو جان کے دشمن تھے انہیں بھی معاف فرمادیا جس کو شاعر یوں خراج تحسین پیش کرتا ہے:

سلام اس پر جس نے دشمنوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر جس نے گالیاں سُن کے دعائیں دیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم متواضع، بردبار، صبر والے، شفیق، نرم دِل اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک سوج جایا کرتے تھے۔ اپنے رب کے شکر گزار، صاحب حیاء، پردہ پوش، شدید خوف خدا رکھنے والے، اُمت کو نقصان سے باخبر فرمانے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک خوشبودار اور نہایت ہی ملائم تھا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے کوئی خوشبو اور کستوری آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہیں پائی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے بڑھ کر کسی حریر و دیباج کو نرم نہیں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ موتیوں کی طرح تھا اور ہر خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھا۔ حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ عنہا اسے شیشی میں بند کرلیا کرتیں پھر جب اسے خوشبو کے لیے لگاتیں تو مدینہ کی ہوا مہک جایا کرتی اور اگر کسی کے پاس دُلہن کو لگانے کے لیے خوشبو نہ ہوتی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اطہر استعمال کرتا تو نسلیں مہک جاتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک نہایت عمدہ، سفید اور منّھار تھا۔ اگر تاریکی میں تشریف لے جاتے تو وہ تاریکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی ضیاء سے نور میں بدل جاتی۔ جس طرح حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں کپڑے سی رہی تھی کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جس سے چراغ بجھ گیا اور

میرے ہاتھ سے سوئی بھی گر گئی۔ لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی ضیاء سے پورا کمرہ روشن ہو گیا۔ جس سے میں نے گم شدہ سوئی کو بھی تلاش کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثناء کرنا ہمارے لیے ممکن ہی نہیں کیونکہ اس عمل سے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زبانیں اور عبادت عاجز ہیں۔ جس عمل سے افضل الخلق بعد الرسل عاجز ہیں وہ ہم سے کیسے ممکن ہے؟ ہم اس ذات اقدس کی تعریف کر بھی کیسے سکتے ہیں؟ جسے مالک ومولا عزوجل نے صاحبِ کمال اور صاحب جمال بنایا۔ تمام مخلوق اور بندوں سے بہتر بنایا۔

دعوت فکر

جس ذات اقدس کی یہ شان ہو کہ سوائے خدا عزوجل کے کسی دوسرے سے اس کا بیان ممکن ہی نہ ہو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو اپنی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کی شان بیان کرنے کے لیے جبرئیل علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چاہیے۔

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا!

جس ہستی کی اس قدر عظیم وارفع واعلیٰ شانِ اقدس ہو پھر اسے کیوں نہ محبوب بنایا جائے؟ پھر کیوں نہ ان سے محبت کی جائے؟ بلکہ ہر عقلمندی اور باشعور ایسی شان و عظمت والی شخصیت کے قرب کا شوق رکھتا ہے اور اُن کی جناب میں حاضری کی تمنا رکھتا ہے اور یہی صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت سے محبت فرمانا

کامل وتام اور نافع محبت وہ ہوتی ہے جو دو ہم مرتبہ کے درمیان ہو لیکن شریف اور رذیل یا کامل اور ناقص کے درمیان یا بلند اور پست کے درمیان محبت کا ہونا یہ تو فضل وکرم ہے۔ اس شریف کامل، بلند، افضل کا جو نسبتہ، ناقص، رذیل، پست وغیرہ

سے محبت کرے تو کیا صورت ہو گی کہ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور دوسری طرف اُمت کا افراد؟ پھر اس وقت کیا حال ہو گا اور دوسری طرف اُمت کے افراد؟ پھر اس وقت کیا حال ہو گا جب ایک طرف خود خالق کائنات ہو اور دوسری طرف مخلوق ہو جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ رب العالمین کا فرمان عالی شان ہے:

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (مائدہ: 54)

''وہ اللہ عزوجل کے پیارے اور اللہ تعالیٰ ان کا پیارا''

دوسرے مقام پر فرمان عالی شان ہے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (مائدہ: 119)

''اللہ عزوجل ان سے راضی اور وہ اللہ عزوجل سے راضی''

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی محبت کو پہلے اور پھر بندوں کی محبت اور رضاء کا بیان فرمایا۔ جو کہ مالک کا مملوک پر کرم ہی کرم ہے۔ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں سے محبت فرماتا ہے۔ اسی طرح والی اُمت، قاسِم نعمت، شافع اُمت، ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے غلاموں سے محبت فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبت کروانے والوں کے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر فرماتے ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف میں کتاب الطہارۃ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لائے اور فرمایا۔ اے ایمان والو! تم پر سلام ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

''وحددت انا قدر أيا اخواننا''

میں اپنے بھائیوں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی:

''اولسنا اخوانك يارسول الله صلى الله عليه وسلم ؟

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی نہیں؟

ہمارے اس سوال پر نبی پارک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"انتم اصحابی و اخواننا الذین لم یأتوا بعد"

تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی ابھی آئے نہیں

ہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کیسے پہچانیں گے۔ جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے؟ فرمایا

کیا تم نہیں دیکھتے پانچ کلان گھوڑے کا مالک دوسرے گھوڑے میں اسے پہچان لیتا ہے؟

عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاں وہ پہچان لیا ہے۔ فرمایا

فانهم یاتون فدامعجلین من الوضوء افافه لعلهم علی الحوض

وہ آئیں گے تو پانچوں وضو والے اعضاء چمک رہے ہوں گے میں ان کا حوض پر انتظار کروں گا۔ (مسلم، کتاب الطہارۃ)

دعوتِ فکر

جب کامل، ناقص سے محبت میں پہل کر رہا ہے تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ناقص معذرت کرے یا محبت میں تاخیر کرے یا اکرم و افضل کی پرواہ کیے بغیر کسی اور سے محبت کرے بلکہ ہونا تو یوں چاہیے کہ اس ارفع و اعلیٰ سے محبت، شوق اور سعادت میں جلدی کی جائے کیونکہ یہ کس محبت کا بدلہ ہے جو برابر نہیں بلکہ نہایت بلند ہے۔ بالفرض اگر برابر ہوں دونوں محبت کرنے والے تب بھی محبت میں جلدی کی جائے کیونکہ ددوسرے کی محبت کے جواب میں تاخیر کرنا بلاوجہ تکلیف دینا ہے۔ جیسا کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ومن البلیة ان تحب ولا یحبك من وحبة

یہ بہت بڑی مصیبت ہے کہ تو محبت کرے اور تیرا محبوب تجھ سے محبت نہ کرے

وبعدعنك بوجهه و تكلع انت فلاتفيه

اور وہ اپنا چہرہ تجھے نہ دکھائے اور تو اس سے غیب ہی نہ ہو۔

لہٰذا محبت کرنے والے کی جزا اس سے محبت کرنا ہی ہے اور اشتیاق رکھنے والے کی جزا اس سے اشتیاق رکھنا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے پیارے اور محسن آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے فدا ہونا چاہیے اور ان سے محبت کو تمام محبتوں پر ترجیح دینی چاہیے۔ اسی کی طرف اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، آقائے نعمت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہم سے نکمے کمیں مہنگے ہیں کوڑی کے تین کون ہمیں پالتا تم پر کروڑوں درود

اگرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور بخش دو جرم و خطاء تم پر کروڑوں درود

دوسری جگہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف وکرم کا یوں نقشہ کھینچتے ہیں:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا ذکر اس کا اپنی عادت کیجیے

آپ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف وکرم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن شانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا ہے۔ ان میں شفاعت بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت شفاعت عظمیٰ کا درجہ عطاء فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد شفاعتیں بھی عطاء کی گئی ہیں۔ مثلاً جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے اس کو دوزخ سے نکالتے۔ اہل صغائر اور اہل کبائر کے لیے ایسی شفاعت جو رد نہ ہو میدان محشر میں مخلوق کی تکلیف کو رفع کرنے کے لیے اور دخول جنت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا اس موضوع پر کثیر احادیث اور واقعات ہیں۔ یہاں پر چند ایک کو بطورِ برکت ذکر کیا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطاء نہیں ہوئیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(اعطیت الشفاعة (بخاری، کتاب تیمم)

"مجھے شفاعت کا درجہ دیا گیا ہے"

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"انا سید الناس یوم القیامة"

میں روزِ قیامت تمام لوگوں کا سردار ہوں گے۔ آگے چل کر فرمایا

ضیاتونی فیقولون یامحمد انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء وقد غفرلک ماتقدم من ذنبک وماتاخر اشفع لنا الی ربک

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء)

لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے یا محمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول، خاتم النبین ہیں اور آپ کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف ہوئے۔ لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت میں سے ان لوگوں کی شفاعت بھی فرمائیں گے جو دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ ماسوائے ان لوگوں کے جن پر دوزخ دائمی (واجب) ہو چکی ہے۔ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

(بخاری، کتاب التفسیر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت محض اہل صغائر کے لیے ہی نہیں بلکہ اہل کبائر کے لیے بھی ہے جیسا کہ امام احمد داؤد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کر کے آگے گزرے تو وہ رو دیئے رونے کی وجہ

پوچھی گئی تو فرمایا۔

ابـکـی لان غلامابعث بعدی یوفل الجنة من اُمته اکثر ممن یدخلها من امتی (بخاری، باب المعراج)

میں اس لیے رویا ہوں یہ نوجوان میرے بعد دنیا میں گئے لیکن ان کی اُمت میری اُمت سے زیادہ جنت میں جائے گی۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں سب سے معزز ہوں۔ لہٰذا اکرم علی اللہ من اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے معزز ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انـی الارجـوان یـکـونـوا اشطر اھل الجنة (بخاری، کتاب الرقاق)

میں اُمیدوار ہوں تم اہل جنت کا نصف ہو گے ایک روایت میں تو یوں ہے کہ تم اہل جنت کا دوتہائی ہو گے (مسند احمد 347/5)

ہر اُمتی جنت میں داخل ہوگا البتہ جس نے نافرمانی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے گناہ یہود و نصاریٰ پر ڈال دیئے جائیں گے۔ جیسا کہ امام مسلم نے ابوموسیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی کافر ہے تو وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا اور اگر مسلمان ہے تو ابتدائی طور پر داخل ہونے والوں میں نہیں ہوگا۔ بعد میں داخل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اُمت کے بارے میں خوش فرمائے گا۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (والضحیٰ:5)

اور بے شک قریب ہے کہ تمارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جائے گا۔

دعوت فکر

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی رضا چاہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں اتنا عطاء کروں گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک راضی ہی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی جہنم میں ہوگا۔ ایک روایت میں تو یوں بھی آتا ہے کہ کل قیامت کے دن ہر اُمت کی دو صفیں ہوں گی۔ ایک صف نیکوں کی اور ایک گنہگاروں کی۔ ہر نبی نیکوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔ یہ نیک میرے ہیں اور گنہگار تیرے ان کو چاہے بخش دے چاہے دوزخ میں بھیج۔ لیکن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم گنہگاروں کی صف میں کھڑے ہوں گے عرض کریں گے۔ مولا نیک تیرے اور گنہگار میرے۔ گنہگاروں کو میری شفاعت کی وجہ سے جنت میں میرے ساتھ بھیج دے۔ اے مسلمان! ذرا سوچ کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارا اس قدر خیال فرمائیں، اس قدر محبت فرمائیں اور ہماری محبت کا مرکز مال و متاع ہو؟ بلکہ ہمیں بھی دل و جان سے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہمیں جو کچھ بھی ملا ہے یہ فقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو یہ عطائے عام اور فضل عظیم کہاں نصیب ہوتا؟ میرے آقائے نعمت، امام اہلسنّت، مجدد دین وملت، عاشق ماہ رسالت، پروانہ شمع رسالت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن کی نظر حشر کے اس منظر پر پڑی تو جھومتے ہوئے یوں فرمایا:

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
دل نکل جانے کی جا ہے آہ وہ کن آنکھوں سے
ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے

گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے
لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے
آنکھ کھولو غمزدہ دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوح دل سے نقش غم کو اب مٹاتے جائیں گے

دوسری جگہ پر حشر کا وہ نقشہ کھینچتے ہیں جب ہم بے بسوں پر خوف و ہراس چھایا ہوگا۔

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آ کر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

اُمت کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل انور کا اضطراب

کاش! مسلمان وہ جان لیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کبیر و رحیم پر اپنے غلاموں کے شوق و محبت میں گزرتی ہے۔ جو ان غلاموں کی ہدایت، نجات اور دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے ازالہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرص ہے اور دن رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر کیا گزرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی فکرمندی میں کس طرح بے چین رہتے ہیں ان کے دنیا اور آخرت میں لاحق ہونے والے خوف پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان و غمگین رہتے ہیں۔ ان کی کوتاہیوں، عدم اتباع اور ان کے اعراض و غفلت پر غم، حزن، افسوس اور جزع و فزع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل انور ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے۔ ان پر آنے والی مشقت کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزرتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کئی دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو خوش دیکھنا چاہتا ہے۔ کاش!

مسلمان مذکورہ کیفیت اور دیگر کیفیات سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ جوان سے کئی گنا بڑی ہیں تو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، شوق وجد میں پگھل جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہونے پر روتے اپنے اعراض اور قلت اتباع پر آنسو بہاتے اور یہ سوچتے کہ ہم کل مومن کوثر یا پل صراط یا محشر میں کس منہ سے ملاقات کریں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دردناک کیفیات سے آگاہ تھے۔ اس لیے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وہ شے فدا کر دی جوان کے پاس تھی اور جس کے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اہل تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب فرمایا اور اس کا انہیں اہل اور حق دار بنایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا (فتح:26)

اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے

قرآن پاک میں کئی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی تا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم غم، پریشانی، حزن کی وجہ سے ہلاکت میں نہ پڑ جائیں۔

ارشاد ہوتا ہے:

(کہف:6)

''تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اعراض پر غم، پریشانی اور افسوس پر اپنے آپ کو پریشانی میں نہ ڈالیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

(فاطر:8) ''تو تمہاری جان ان پر حسرتوں میں نہ جائے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ کرتے ہیں''

اللہ تعالیٰ نے کتنے پیارے انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی کو دور فرمایا

تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم دُور ہو اور ان کے اعراض پر بطورِ حسرت و افسوس اپنے آپ کو ہلاک نہ کریں۔ کیا مقام ہے اس قلب اقدس کا جسے اُمت کے غم کے ازالہ کے لیے اللہ تعالیٰ تسلی دلا رہا ہے۔ یاد رہے مذکورہ آیات میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم و ملال کار کے بارے میں ہے اہل ایمان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم و پریشانی کا کیا عالم ہو گیا؟ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

(توبہ:128)

''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان یعنی اُمت پر ہر شاق معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزرتا ہے بلکہ ہر معاملۂ اُمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نہایت آسان کامل اور آرام دہ ہے''

اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت، امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم پر نظر پڑتی و پکار اُٹھے:

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو پھر کیوں تمہارا دِل اضطراب میں ہے
میرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے اُمید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطاء کی قسم

دعوت فکر

اے مسلمان! ایسے کریم و شفیق آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ اور ایسے صاحب دِل کو کیا پیش کیا جا سکتا ہے؟ جنہوں نے دِن رات تجھے یاد رکھا اور تیرے لیے مضطرب رہے جب اضطراب بڑھتا ہے تو پہاڑوں میں نکل جاتے ہیں اور

ساری ساری رات قیام میں کھڑے گزر جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُمت کی بخشش کو موقوف ٹھہرایا۔ رات کے قیام پر جس طرح سورۂ مزمل میں اس کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ جب آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے کہ اس وقت تک کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک جہنم میں سے گزر ہے۔ یہ سُنا تو اُمت یاد آئی، دِل مضطرب ہوا، مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے، تین دِن مسلسل اپنا سر سجدے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ سے اُمت کی بخشش کا سوال کرتے رہے۔ اے مسلمان کاش! تم اس حقیقت کو جان لیتے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے کتنا پیار فرماتے ہیں اور ضرور تم بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرح ان پر جان و دِل سے فدا ہوتا۔ دُور رہنے پر روتا اور قلت اتباع پر آنسو بہاتا۔ کیونکہ وہ تو ایسے کریم ہیں جن کا دُنیا میں کوئی سہارا نہیں، اسے بھی وہ سینے سے لگاتے ہیں:

لگاتے ہیں اس کو بھی میرے آقا سینے سے ہوتا نہیں جو منہ لگانے کے قابل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراپا رحمت بنایا

دنیا کا یہ اُصول ہے کہ جب کوئی کسی پر احسان کرتا ہے تو محسن علیہ ساری زندگی اپنے محسن کا شکر گزار رہتا ہے اور اس کی تعریف کرتا رہتا ہے اور اس کے خلاف کسی زبان سے برائی سُننا بھی پسند نہیں کرتا۔ یہ تو دُنیاوی محسن کے احسان کا صلہ ہے تو محسن کائنات، محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا صلہ کیا ہونا چاہیے؟ جن کے صدقے میں ایمان ملا، اسلام ملا، قرآن ملا، رحمٰن ملا، جنت کی ابدی نعمتوں کا مژدہ ملا، جہنم کے عذاب سے چھٹکارے کی نوید ملی۔ الغرض دُنیا اور آخرت کی ہر بھلائی نصیب ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے سراپا رحمت ہی بنا دیا، اُمت کے لیے سراپا رؤف و رحیم اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء:107)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے

(توبہ: 128) ”بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے“

تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مبارک اسماء میں سے دو اسماء رؤف اور رحیم عطاء فرمائے اور اُمت کے حق میں ان دونوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موصوف فرمایا۔ اُمت کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک پہلے ہوگیا۔ تاکہ اُمت کے لیے پہلے جا کر انتظام فرماسکیں۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان اللہ عزوجل اذا ارادرحمہ امۃ من عبادہ قبض نبیھا قبلھا فجعلہ لعافرط و سلفابین یدیھا (مسلم، کتاب الفضائل)

جب اللہ تعالیٰ کسی اُمت سے رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے نبی علیہ السلام کو اس سے پہلے وصال عطاء فرماتا ہے تاکہ اسے ان کے لیے انتظام کرنے والا بنادے۔ دُنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں یہ کرتا۔ آخرت میں جب انبیاء ورُسل کرام جیسی ہستیاں نفسانفسی کے عالم میں ہوں گی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے معاملات کو حل کروا رہے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اللھم اُمتی اُمتی ہوگا۔ اُمت کی فکر میں ہوں گے اور اپنی ذات کو رب عزوجل کے سپرد کردیں گے۔ اُمت کی خاطر اللہ رب العالمین کی رحمت حاصل کرنے کے لیے سب سے آگے ہوں گے۔ اسی طرح حوضِ کوثر پر بھی

اُمت کے لیے دامن رحمت پھیلا کرانہیں سیراب فرما رہے ہوں گے۔ جس طرح حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حشر کے دن آپ کہاں ملیں گے۔ جواب ملتا ہے اے انس جس نے مجھے حشر کے دن ڈھونڈنا ہے وہ آجائے میزان پر یا پُل صراط پر یا حوضِ کوثر پر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وہاں کیا فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں میزان پر اُمتیوں کے اعمال کا وزن کروا کے جنت میں بھیج رہا ہوں گا اور پُل صراط پر رب سلّم اُمتی کہہ کہہ کے پار گزار رہا ہوں گا اور حوضِ کوثر پر پیاسے اُمتیوں کو سیراب کر رہا ہوں گا۔

دعوتِ فکر

جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر اس قدر رحمت و شفقت فرمائیں اور ہمارے لیے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالیں تو پھر اس محبوب کائنات سے محبت کیسی ہونی چاہیے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے شفقت ورحمت یہ بھی ہے کہ آپ نے وہ تمام بوجھ اور بیڑیاں کاٹ ڈالیں جو سابقہ اُمتوں کے پاؤں میں تھیں۔ اُمت کے لیے طیبات کو حلال اور خباثت کو حرام فرمایا۔ ہر خیر کی طرف اُمت کی رہنمائی فرمائی اور ہر شر سے اُمت کو بچنے کی تعلیم دی تو اس سے بے لوث رہبر اور خیر خواہ سے محبت کا انداز کیسا ہونا چاہیے؟ جب سابقہ قوموں کے کپڑے یا جسم پر پیشاب لگ جاتا تو اسے چاقو وغیرہ سے کاٹنا پڑتا جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ سے مروی ہے لیکن ہمارے لیے پانی سے دھولینا ہی کافی ہے جس ذات اقدس نے ایسی شریعت لا کر دی ہو اور سابقہ اُمتوں کے بوجھ ختم کر دیئے ہوں تو اس کی جزا سوائے محبت و احترام و وقار کے اور کیا ہو سکتی ہے؟

اُمت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حریص ہونا

جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کے غمخوار اور حریص ہیں اور کوئی نبی نہیں

اس پر خود اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمادیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔(توبہ:128)

''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے''

مسلمانوں پر کمال مہربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غمخواری میں سے اُمت پر رحمت و اُلفت کے ساتھ ساتھ اس کا جہنم سے نجات پانا ہے۔حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور میری اُمت کی مثال اس شخص کی ہے جس نے آگ روشن کی اور اس میں کیڑے مکوڑے گرنے شروع ہو گئے۔

فانا اخذ بعجز کم وانتم تقحمون فیه

(مسلم، کتاب الفضائل)

میں تمہیں پیچھے سے پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور تم اس میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔قربان جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے پکڑ رہیں ہیں تا کہ آگ سے بچ جائیں اور ہم خود اس میں گر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نجات چاہتے ہیں اور ہم اپنے آپ کو ہلاکت کے منہ میں دھکیل رہے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے دونوں جہانوں کی سعادت چاہتے ہیں اور ہم شقاوت کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامل و اکمل ہیں اور ہم ناقص والنقص ہیں، وہ بلند و بالاتر ہیں اور ہم پست و خاکستر ہیں، وہ ارفع و اعلیٰ ہیں اور ہم ادنیٰ ہیں، وہ تو شریف و جمیل ہیں اور ہم قبیح ورذیل ہیں۔اس کے باوجود سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر لُطف و کرم فرماتے ہوئے ہمیں ہر ہلاکت، شقاوت، نحوست سے بچا رہے ہیں جس کو اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت یوں فرماتے ہیں

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ تم کہو دامن میں آ، تم پر کروڑوں درود
اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو کون کرے یہ بھلا تم پر کروڑوں درود

ہم گنہگاروں کی غمخواری میں سے یہ بھی ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقبول دعا کو اُمت کی شفاعت کے لیے مؤخر رکھا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہوتی ہے۔ ہر نبی نے وہ دعا کر لی ہے جبکہ

وانی اختبأت دعوتی شفاعة لامتی یوم القیامة

(مسلم، کتاب الفضائل)

میں نے روز قیامت اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے دعا کو محفوظ کر لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر حرص کی صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُمت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی فرمائے گا اور پریشان نہیں ہونے دے گا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (والضحی:5)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے کہ تم راضی ہو جائے گے۔

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت تک راضی ہوں گا ہی نہیں جب تک میری ساری اُمت جنت میں نہ چلی جائے۔ دوسری جگہ حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہوئے کہا (ابراہیم:36)

"اے میرے رب! بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے"

حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: (مائدہ:118)

''اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے''

اس کے بعد اللہ کے پیارے، غمخوار ہمارے، بے کسوں کے سہارے، آمنہ علیہا السلام کے دُلارے صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گنہگار اُمت یاد آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت بھرے ہاتھ اُٹھا دیئے اور روتے ہوئے اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے اللہ! میری اُمت، اے اللہ! میری اُمت۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم دیا اے جبرئیل! عرض کی کہ یا ربِ جلیل حکم؟ فرمایا جلدی جاؤ اور پوچھو حالانکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اے میرے محبوب رونے کی کیا وجہ ہے؟ جبرئیل امین علیہ السلام آئے آ کر رونے کا سبب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کی غمخواری فرماتے ہوئے اُمت کا سوال کیا اتنے میں اللہ رب العالمین نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر خوشخبری سناؤ۔

انا سنرضیك فی امتك ولا نسوؤك (مسلم، کتاب الایمان)

ہم تمہیں اُمت کے بارے میں خوش کریں گے۔ ہم پریشان نہیں ہونے دیں گے۔

دعوتِ فکر

مذکورہ حدیث مبارکہ کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی فکر میں کس قدر بے قرار اور مضطرب رہتے تھے حالانکہ انہیں ہم سے کیا غرض بلکہ غرض ہمیں ہے کہ ہماری بخشش ہو جائے۔ ہمیں جہنم سے چھٹکارا مل جائے اور جنت کی ابدی نعمتیں مل جائیں۔ اے مسلمان ذرا غور و فکر کر۔ جس ذات اقدس کی اُمت پر شفقت رحمت اور رافت و غمخواری کا یہ عالم ہو اس سے محبت کیوں نہ کی جائے؟ ان پر جان و مال سے کیوں نہ فدا ہوں؟

تمام مسلمانوں کی جانوں کے مالک کون؟

جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں جن کی غلامی میں آنے کے لیے انبیاء علیہم السلام بھی دعائیں کرتے رہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کا سردار بنایا، جن کو انبیاء کا امام بنایا، جن کو مقصودِ کائنات بنایا، جن کی رضا کو اپنی رضا فرمایا، جن کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا، جن کو تمام جہانوں کے لیے سراپا رحمت اور تمام اُمت کے لیے سراپا رؤف ورحیم بنانا، جن کو تمام خزانوں کا مالک بنایا وہی تمام مسلمانوں کی جانوں کے مالک ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

(احزاب:6)

"یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اسکی بیویاں ان کی مائیں ہیں"

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العالمین نے صراحت فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت کے ساتھ تعلق ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا اولی بالمومنین من انفسھم (بخاری، کتاب الکفالہ)

میرا تعلق ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔

بخاری ومسلم کی ایک روایت میں یوں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مامن مؤمن الا وانا اولی به فی الدنیا والاخرۃ

ہر مومن کے ساتھ دُنیا وآخرت میں میرا تعلق ہر شے سے زیادہ ہے۔

دعوت فکر

جو ذاتِ اقدس تیری ذات سے بھی تیرے زیادہ قریب اور حقدار ہے اس کے ساتھ تیرا کیا تعلق ہونا چاہیے؟ اس محبت وتعلق کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے؟ جو ذات

نفس سے بھی زیادہ مقدار ہو وہ نفس پر مقدم ہوگی بلکہ نفس کو اس کی اطاعت و رضا میں فنا کر دینا چاہیے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا معمول یہی تھا کہ وہ اپنے ہر قیمتی متاع کو اپنے نبی پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں قربان کرتے اور جان کا نذرانہ پیش کرنا ان کے لیے حقیر سا تحفہ تھا۔ حتیٰ کہ حالت جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے سامنے کھڑے ہو جاتے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ ہر کوئی اس تمناء کا اظہار کرتا کہ اس حال میں میرے جسم کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے مگر ایسا نہ ہو کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے گھر آرام سے بیٹھا رہوں۔ کتب سیرت اور کتب مغازی کا مطالعہ کرنے والا شخص جان لے گا ایسی جماعت، کائنات میں ان کے سوا کوئی نہیں جن کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس نگاہوں نے فرمائی تھی۔ کاش! کہ آج کے مسلمانوں کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ وہی صحابہ کرام علیہم الرضوان والا جذبۂ ایمانی اور عشق رسول عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دے رکھا ہے

سابقہ تمام گفتگو سے ثابت ہو گیا کہ شرعاً وعقلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا لازم ہے۔ اگر اس کے ساتھ اللہ و رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی شامل کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے تو پھر اس محبت کا مقام کس قدر عظیم ہوگا؟ اس سے صرف محبت ہی لازم نہیں بلکہ ہر مخلوق سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت لازم ہوگی۔ لہٰذا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی مخلوق سے محبت کی وہ برباد ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ کیونکہ ایمان کی شرع محبت ہے جو ایمان لایا اور محبت نہ کی وہ مومن نہیں اس کی تائید میں پیچھے آیات واحادیث گزر چکی ہیں اور یہ جملہ بھی اسی کی تائید میں ہے ''المرء علی دین فلیہ'' ہر بندہ

اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے ایمان کا ذوق ومزہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے والا ہی چکھ سکتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہیاں دیں۔ مذکورہ اور اس کے علاوہ کثیر دلائل تقاضا کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی جائے اور ان تمام اسباب کو احاطہ بیان میں لانا ممکن ہی نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت، ہر کمال اور ہر مقام محبت کا تقاضا کرتا ہے۔ جب ایسا ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ رفیع، کمالِ عظیم اور صفتِ جمیل کو اللہ رب العالمین کے علاوہ کوئی دوسرا حقیقی معنوں میں نہیں جان سکتا۔

سرور کہوں کہ مالک ومولا کہوں تجھے　　باغِ خلیل کا گُلِ زیبا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کردیا　　خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اے اللہ عزوجل! ہمیں اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس درجہ پر محبت عطاء فرما جس سے تو اور تیرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوجائیں۔ آمین۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ۔ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا انوکھا انداز

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، توقیر، احترام، اطاعت، حکم کی بجا آوری، خیر خواہی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں سے محبت اور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے اِن حضرات قدسیہ کی نفرت اگرچہ وہ دشمن لوگوں کی نظروں میں بڑا معرکہ ہی کیوں نہ ہو، اگرچہ وہ عرب کا سردار ہی کیوں نہ ہو، اگرچہ وہ وقت کا بادشاہ ہی کیوں نہ، اگرچہ وہ سگا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، اگرچہ وہ باپ ہی کیوں نہ ہو، اگر وہ جانِ رحمت کا دشمن ہے تو اس کی سرکوبی کے لیے ان حضرات قدسیہ کی تلواریں بے نیام ہو جاتیں اور ان کا خون پی کر ہی اپنی پیاس بجھاتیں۔ ہاں ہاں یہ وہی لوگ تھے جو اپنے اوپر جانِ عالم، محبوب دو عالم، شاہ نبی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ کی تعظیم اور اس کا دفاع کرنا اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے اور آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا یہ پورا پورا مظہر تھے اور محبت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرنا اِن کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اس میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ اس میں ہر صحابی ایک دوسرے سے ممتاز نظر آتا ہے۔ یہاں پر تمام حضرات قدسیہ کے احوال کو ذکر کرنا ناممکن ہے لیکن یہاں پر بطور تمثیل اللہ تعالیٰ کے حبیب بیمار دِلوں کے طبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر واحترام اور قربانی میں ان حضرات قدسیہ کے بعض مظاہر کا ذکر کر رہی ہوتا کہ ہمارے اندر بھی اس لاثانی ہستی سے ایسی ہی والہانہ عقیدت ومحبت پیدا ہو۔

محبت کا حق ادا کردیا

حضرت عروۃ بن زبیر حضرت مسعود بن مخرمہ اور حضرت مروان سے بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ کے محبوب دانائے غیوب، منزہ العیوب صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو عروہ بن مسعود نے زبان درازی کرتے ہوئے اور اپنے اوپر قیام کرتے ہوئے کہا

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں دیکھ رہا ہوں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ جائیں گے اور بھاگ جائیں گے یہ منحوس آواز عاشقِ صادق، یارِ غار، یارِ مزار، حقیقوں کے رازدار، عاشقوں کے سالار، محبوبِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے کانوں میں پڑی، تو رہا نہ گیا اور فوراً جواب دیا۔

اصصص بظر اللات انحن نفر عنه و ندعه؟

''جا کر اپنے بُت لات کی شرمگاہ چُوم کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگنے والے ہیں''

ادب واحترام کا حق ادا کردیا

پھر اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی تو عروہ بن مسعود عرب

کی عادت کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک پر اپنا ناپاک ہاتھ مبارک رکھتا۔ عروہ کی یہ حرکت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہرگز پسند نہ آئی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ قریب ہی مجسمہ پیکر وفا بن کر کھڑے تھے اور تلوار ہاتھ میں سونپی ہوئی تھی اور انہوں نے خوض بھی پہنا ہوا تھا جب عروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس عاشقِ ماہِ رسالت کو یہ بات ہرگز پسند نہ آئی کہ ایک پلید ہاتھ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو لگے آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ پر اپنی تلوار کا دستہ مارا اور کہا

اخريدك عن لعية رسول الله صلى الله عليه وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سے اپنے ہاتھ کو پیچھے رکھ

عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟

جواب میں فرمایا میں مغیرہ بن شعبہ ہوں کہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ عروہ نے کہا اے دھوکہ باز میں تجھ سے بات نہیں کر رہا۔ قربان جائیں ان کے عشق نبی پر کہ جہاں پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی صفات ہوتی وہاں پر قریب سے قریب رشتہ دار بھی نظر نہ آیا دیکھیں۔ عروہ بن مسعود جو کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا سگا چچا ہے لیکن اس مجسمہ پیکر وفا کو اتنی بات بھی پسند نہ آئی کہ وہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو ہاتھ لگائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی دیوانگی

اس کے بعد عروہ بن مسعود نے اپنی آنکھوں سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے معاملات کو دیکھا اور یہ بات کہنے پر مجبور ہو گیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اندازِ محبت کو بیان کرنے لگا ''خدا کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناک مبارک چھنکتے تو ان کے ہاتھوں پر ہوتا یہ کوئی لے کر اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیتا

واذا امرھم ابتدروا امرہ جو

جب کوئی حکم دیتے تو بجالانے میں بہت جلدی کرتے

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضوفرماتے تو وضو کا بچا ہوا پانی حاصل کرنے کے لیے قریب ہوتا کہ آپ میں لڑ پڑیں جب وہ کلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آواز کو پست رکھتے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تعظیم کی وجہ سے آنکھیں اُٹھا کر نہ دیکھتے۔

صحابہ کی محبت کو غیروں نے بھی مان لیا

عروہ بن مسعود نے واپس اپنی قوم میں جا کر بتایا کہ میں بڑے بڑے بادشاہوں مثلاً قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی گیا ہوں لیکن

واللہ ان لایت ملیك قط یعظمہ اصحابہ مایعظم اصحاب محمد احمداً

اللہ کی قسم میں نے کبھی کسی ایسے بادشاہ کو نہیں دیکھا جس کے اصحاب اس کی تعظیم اس قدر کریں جس قدر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ان کی تعظیم کرتے ہیں

پھر وہ بیان کرنے لگا کہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے ساتھی وہ پانی کا قطرہ زمین پر نہیں گرنے دیتے، جب وہ ناک مبارک چھینکتے ہیں تو انہیں وہ اپنے ہاتھوں پر لے لیتے ہیں اور اس کو اپنے چہروں اور بدنوں پر ملتے ہیں۔ جب انہیں حکم دیا جاتا ہے تو وہ اس کی تکمیل میں بہت جلدی کرتے ہیں اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو ان کی آواز نہایت پست ہوتی ہے اور وہ تعظیم کی وجہ سے ان کے چہرہ مبارک کو بھی نہیں دیکھتے۔

(بخاری، کتاب الشروط) اس واقعہ پر اگر غور کیا جائے تو تعظیم صحابہ کے کئی مظاہر ہیں

عروہ کے دعویٰ کا رد حضرت ابوبکر نے کس انداز سے کیا اور واضح کیا کہ اسلام کی قربت رشتہ داری سے زیادہ ہے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عروہ کے ہاتھ پر ضرب لگائی حالانکہ وہ ان کا سگا چچا تھا اور پھر گفتگو کے دوران داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھانا عربوں کا طریقہ بھی تھا لیکن حضرت مغیرہ کو پھر بھی گوارا نہ ہوا کہ کوئی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا ہاتھ بڑھائے۔

اس کے بعد عروہ نے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعظیم کے مظاہر دیکھے، ان کا تبرک حاصل کر کے اپنے جسموں پر ملنا اور ان کی توقیر و احترام کرنا یہ سب کا سب ایسی محبت و تعظیم ہے جس کی مثال پیش ہی نہیں کی جاسکتی۔ مثلاً ناک مبارک سے تبرک لینا، وضو کے پانی کے حصول کے لیے قتال، خلعت اقدس میں آواز کا پست رکھنا وغیرہ۔ اسی طرح اس کے علاوہ بھی محبت و تعظیم کے ایسے ایسے اُمور ہیں جن میں سے چند ایک کو بیان کیا جاتا ہے۔

وضو کا بچا ہوا پانی جسموں پر ملنا

چنانچہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ رنگ کے خیمہ میں دیکھا۔

رأیت بلالا اخذ وضوء رسول اللہ ولأیت الناس یبتدرون ذالك الوضوء فمن اصاب منه شیأ تمسح به ومن لم یصب منه شیاء اخذ من بلل ید صاحبه

(بخاری، کتاب الصلوٰۃ)

میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی پکڑے ہوئے دیکھا لوگ اس سے پانی حاصل کر رہے تھے جسے کچھ ملتا وہ اسے جسم پر مل لیتا

ہے جسے نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھ سے اس کی تری حاصل کرتا۔ اس اس حدیث مبارکہ کو اس کے علاوہ بھی سندوں سے روایت کیا گیا ہے۔

حضرت عمر بن العاص کا عمل مبارک

حضرت عمرو بن العاص سے ہی روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی میرے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بڑا تھا۔ مزید فرماتے ہیں۔

ماکنت املأ ان املأعینی منه اجلا لاله و سئلت ان اصفه ما اطقت لا فی لم اکن املأعینی منه

(مسلم، کتاب الایمان)

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال واکرام کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر نہیں دیکھا اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کے بارے میں پوچھے تو میں نہیں بتا سکتا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کے دیکھا ہی نہیں۔ یہ حال اور کیفیت صرف حضرت عمر بن العاص ہی کی نہیں بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان فقط ادب کے پیش نظر والضحیٰ کے چہرے والے، یٰسین کے سہرے کو دیکھنے سے نظرین جھکا لیتے تھے ورنہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھنا ہی اصل عبادت ہے۔

جس طرح کوئی عاشق صادق، عاشقوں کے سالار، رشک قمر، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے میں کہتا ہے

ادائے دید حق سراپا نیاز تھی تیری　　کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

کائنات میں سب سے زیادہ محبوب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (الترمذی کتاب الادب)

لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہ تھا۔ بس یہی نہیں بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے قرض کی ادائیگی والا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

واللہ ان مجلس نبی سلمۃ لینظرون الیہ ھو احب الیھم من عیونھم ما یقربونہ مضافۃ ان یؤذوہ (دارمی)

اللہ کی قسم بنو سلمہ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تک رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات انہیں ان کی آنکھوں سے بھی محبوب تھی لیکن وہ اس خوف کی وجہ سے قریب نہ آئے کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہو۔ دارمی اور احمد نے اسے رجال صحیح سے روایت کیا اور حافظ ابن حجر نے بھی اسے حسن شمار کیا ہے۔ سبحان اللہ کس قدر ان حضرات قدسیہ میں طرز ادب ہوا کرتا تھا اور ایک ہم ہیں؟

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے
مانگیں گے مانگے جائیں گے اور منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

بال مبارک دیوانوں کے ہاتھوں پر

اس ضمن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

لقد رأیت رسول اللہ والحلاق یعلقہ واطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الافی ید رجل

(مسلم، کتاب الفضائل)

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ حجام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حجامت کر رہا ہے صحابہ علیہم الرضوان

حلقہ بنا کر اِرد گرد بیٹھے ہیں کوئی بال زمین پر نہیں گرنے دے رہے بلکہ اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔

قربان جائیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مظاہر محبت میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات صفاتِ عالی پر فدا ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کو اپنے اوپر لینا اور خدمت اقدس کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ہر بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہ کرنا ان کے لیے آسان تھا نہ صرف آسان تھا بلکہ اس کو اپنی زندگی کا مقصد حیات سمجھتے تھے۔

جان کا نذرانہ دینا

انہی مظاہر محبت میں سے احد کے دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے زبان حال سے یوں گویا ہوئے اور عرض کی

یا نبی اللہ بابی انت وامی لا تشرف لا یعیبك سهم من سهام القویم نصرمی دون نحرك (البخاری، کتاب المغازی)

اے اللہ عزوجل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ جھانکیں دشمن کا تیر نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے سامنے حاضر ہے۔ اللہ اکبر! اُحد کے میدان میں بھی کیا عجیب منظر تھا ایسا منظر چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد دیوانوں کی طرح جمع ہو کر اپنی جانیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر رہے تھے۔ دشمن کی جانب سے آنے والے ہر تیر کو اپنے جسموں پر لے رہے تھے۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے بھی اُحد کے دن اس قدر دفاع کیا

حتی صاد ظھرہ کالقنفذ من السھام

یہاں تک کہ ان کی پشت مبارک تیر لگنے کی وجہ سے چھلنی ہوگئی

ان کی طرح بہت سے انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم نے دفاع کرتے ہوئے جان دے دی۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت نہیں کرتے تھے

محبت و تعظیم کا ایک مظاہرہ یہ بھی تھا اور یہ ایک رنگ یہ بھی تھا کہ صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کھانا کھانے میں ابتداء نہ کرتے تھے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عدم ابتدائھم بالا کل قبلہ صلی اللہ علیہ وسلم (ب)

کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کھانا کھانے میں ابتدائی نہیں کرتے تھے۔

ساری زندگی نسبت کا خیال

محبت و تعظیم کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک لگ جاتا اُس کا بھی احترام کرتے تھے۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں

ماتصنیت ولا تمنیت ولامت ذکری بیمیی فذبایعت بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابن ماجہ، کتاب الطہارت)

نہ میں نے گانا گایا اور نہ میں نے زنا کیا اور نہ میں نے اس دائیں ہاتھ سے ذکر کو مس کیا جب سے میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔

ان حضرات قدسیہ کا نداز محبت کا ایک مظاہرہ یہ بھی تھا کہ اپنے والدین اور اپنی

جان کو نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرتے تھے مثلاً یوں کہتے

جعلنی اللہ فداك او فداك ابی وامی بابی انت وامی

مجھے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا فرمائے یا ہمارے والدین آپ پر فدا ہوں۔

سب سے پہلے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

حضور پُر نور شافع یوم نشور محبوب رب غفور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک رنگ یہ بھی تھا کہ جب کسی سفر سے یا کسی ملک سے یا کسی غزوہ سے یا کسی بھی شہر سے واپس اپنے شہر مدینہ طیبہ کی طرف لوٹتے تو سب سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں حاضری دیتے۔ اپنی تشنہ آنکھوں کو سب سے پہلے دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیراب کرتے۔ پھر اپنے گھروں کو لوٹتے۔ چنانچہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں

اذا قدموا من سفریدوہ بہ فنظر والیہ وسلموا علیہ قبل ان یذھبوا الی بیوتھم (المستدرک 3:111)

صحابہ کرام علیہم الرضوان جب کسی سفر سے واپس ہوتے تو اپنے گھر جانے سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں حاضر ہوتے اور زیارت کرتے سلام عرض کرتے پھر اپنے گھروں کو جاتے۔

چہرہ اقدس کی تکریم

آقائے دو جہاں، رحمت عالمیاں والی بے کساں کی ذاتِ عالی صفات سے محبت کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ جب کسی صحابی نے اپنے کسی قول کو پختہ کرنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی سُنت کو ادا کرتے ہوئے محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی قسم

اُٹھاتے اور یہ قسم تکریماً اور تعظیماً ہوتی کیونکہ قسم اس چیز کی اُٹھائی جاتی ہے جو جان کے نزدیک سب سے زیادہ معظم ومکرم ہو۔ چنانچہ حضرت سلمی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ہے۔

والذی کرم وجہ محمد (مسلم، کتاب الجھاد)

قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو بزرگی بخشی۔

ادب کی وجہ سے رات بھر نہ سونا

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و تعظیم کا ایک رنگ یہ بھی تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہونا بھی گستاخی سمجھتے اور محبت و تعظیم کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے ہوکر بیٹھتے چنانچہ جب ہجرت کے موقع پر رحمتِ دو جہاں، جانِ ایمان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو نوازا اور آپ کی سواری ان کے دروازے کے سامنے آ کر رُک گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف لائے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مہمان خصوصی بنے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر دومنزلہ تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نیچے والی منزل میں ٹھہرنا پسند فرمایا اور اوپر والی منزل میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور اُن کی بیوی کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ جب رات آئی تو لوگ اپنی اپنی خواب گاہوں پر پہنچے اور خوشی کی نیند سو گئے۔ ادھر عاشق صادق نے جب یہ دیکھا کہ میں اوپر ہوں اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نیچے والی منزل میں ہیں۔ قربان جاؤں اس عاشق صادق کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ساری رات دونوں میاں بیوی نے ٹانگیں نہیں پھیلائیں اور نہ ہی چھت کے اوپر چلے۔ بلکہ ایک کونے میں لگ کر بیٹھ گئے اور صبح کا انتظار کرنے لگے کہ کب صبح ہو۔ اسی طرح ساری رات جاگتے ہوئے گزاری۔ جب صبح ہوئی تو بڑی عاجزی وانکساری سے التجا کی

لاعلو سقیفۃ انت تحتھا متی نحول (مسلم، کتاب الاشربہ)

جس چھت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں وہاں اوپر نہیں رہ سکتا تو پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوپر جلوہ فرما ہوگئے۔

جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے دیر سے جانے پر ڈانٹ

اللہ اکبر! ان ماؤں کیا خوب جذبہ ہوا کرتا تھا کہ ان کی اولاد کی تربیت و پرورش بھی نظرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلے ہو اور انہیں کے سایہ عاطفت واُلفت میں ہو۔ اگر چہ زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چند دِن نہ جاتا تو اس کو ڈانٹ ڈپٹ کی جاتی اور اس سے ناراض ہوتیں۔ جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ نے ان کو ڈانٹا۔

لانہ لم یدر رسول اللہ عدۃ ایام (مسلم، کتاب الجہاد)

کیونکہ انہوں نے چند دن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف نہیں پایا تھا ان حضرات قدسیہ کے ان مظاہر کے علاوہ محبت کے انداز جن کی طرف اختصار کے ساتھ اشارہ ہی کروں گا کیونکہ اگر تفصیل میں جایا جائے تو اسی موضوع پر ایک ضخیم کتاب تیار ہوتی ہے۔

جھنڈے کی تکریم

چنانچہ جب حضرت ابوبکر نے خلافت سنبھالی مدینہ طیبہ اور گرد ونواح کے حالات کافی بدل چکے تھے۔ لوگ دین سے پھرنا شروع ہوگئے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر تیار کیا تھا۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ظاہری ہوا تو کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ جیشِ اُسامہ کو روک لیا جائے جب تک یہاں کے حالات ٹھیک نہیں ہوتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں اس جھنڈے کو ہرگز نہیں کھولوں گا جس کو نبی پاک صلی

اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔

بستر کی تعظیم

جس چیز کو بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جاتی اس کی بھی تعظیم کرتے۔ یہاں تک کہ کسی مشرک کو چھونے نہ دیتے۔ جیسا کہ حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لیے آپ کا باپ ابوسفیان فتح مکہ سے پہلے آیا اس وقت تک یہ مسلمان نہیں ہوا تھا۔ جب ابوسفیان آیا تو گھر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک بچھا ہوا تھا۔ ابوسفیان س پر بیٹھنے لگا تو حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اور بستر مبارک اکٹھا کر دیا تا کہ وہ اس بستر مبارک پر نہ بیٹھ جائے جو میرے سر کے تاج، صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

تلوار کی تعظیم

ابوسفیان کی بیوی ہندہ جو کہ اسلام لانے سے قبل اسلام کی سخت دشمن تھی اور اس نے ہی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ مبارک کچا چبایا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی نعش بارک کا مثلہ کیا تھا۔ ایک دِن یہ اسلام کی سخت دشمن حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی زد میں آ گئی اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مبارک تھی۔ اس تلوار سے حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے ہندہ کو قتل نہ کیا کیونکہ یہ عورت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تلوار سے اسے قتل کرنا مناسب نہیں۔ اسی نسبت کی پاسداری کرتے ہوئے ہندہ کو قتل نہ کیا بلکہ چھوڑ دیا۔

ساری زندگی بال نہ منڈوائے

یہ بھی ایک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کا ہی مظاہرہ تھا کہ جن صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سروں پر "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" والا دستِ مبارک (یعنی وہ دستِ مبارک جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب یہ تیرا ہاتھ نہیں بلکہ یہ میرا

ہاتھ ہے) رکھا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان بالوں کو ساری زندگی نہیں منڈوایا۔ جن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا تھا۔ تاکہ برکت ہمارے جسموں کے ساتھ قائم رہے اور ہم دُنیا و آخرت میں ہر مصیبت سے محفوظ رہ سکیں۔

نہ صرف یہی بلکہ جن بالوں کو دستِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لگے وہ عمر بھی اپنی اصلی حالت یعنی سیاہی میں ہی رہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صحابی کے سِن صغر میں شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا جس جگہ پر دستِ مبارک لگا تھا اتنے بال ساری زندگی سیاہ رہے۔ جبکہ باقی بال سفید ہو گئے۔ جب کبھی ان سے اس کی وجہ دریافت کی جاتی تو آگے سے جواب دیتے کہ یہ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کا معجزہ ہے۔

تعظیم کی وجہ سے سر نہ اُٹھایا اور پرندوں کا سروں پر بیٹھ جانا

ان حضرات قدسیہ کی محبت کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان تشریف فرماتے ہوئے تو

لم یدفعوا الیہ رؤسھم اعظاماً لہ (مستدرک)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سر نہ اُٹھاتے بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر حرکت کریں گے وہ اُڑ جائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جب سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ، سلطان باقرینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ مطہرہ میں حاضر ہوتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے اوپر سر نہیں اُٹھاتے تھے بلکہ یوں محسوس ہوتا گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

(ملخص از بخاری، کتاب الجہاد، نسائی، ابن ماجہ)

آواز بُلند نہ کرنا

یہ آفتاب نبوت کے مقتدیٰ ستارے جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں حاضر ہوتے تو آواز بالکل پست رکھتے۔ خصوصاً جب قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو تنبیہ فرمائی کہ اے ایمان والو! میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز کو بُلند نہ کرو اور نہ ہی اس طرح بات کرو جس طرح تم آپس میں کرتے ہو۔ اگر ایسا کیا تو تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ تمہیں اس بات کا شعور بھی نہ ہوگا تو صدیق اکبر اس قدر آہستہ بولتے کہ بڑی مشکل سے سمجھ آتی۔ اگر کسی صحابی کی آواز بلا اختیار بھی بلند ہو جاتی تو باقی اس کے ساتھ اُسے ملامت کرتے۔ جیسا کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے ابن حبان نے نقل کیا ہے اور امام ترمذی بھی اس حدیث کو ترمذی میں لائے ہیں۔

مرتے وقت خوشی کا اظہار

صحابہ کرام علیہم الرضوان وصال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موت کو اپنے لیے تحفہ جانتے تھے اور خوشی کا اظہار فرماتے تھے۔ چنانچہ جب عاشقِ زار، محبوبِ احمد، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ کی بیوی نے فرطِ غم سے پکارا ''واحذاناہ'' ہائے دُکھ کی بات یہ سُن کر عاشق صادق حضرت بلال نے فرمایا ''واطرباہ وا'' واہ خوشی کی بات کہ میں اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں سے ملاقات کرنے والا ہوں۔ (بخاری شریف) بس یہی نہیں بلکہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں نقل فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کا ہی یہ عمل ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

''غدا القی الاحبة وحمد اوحذبه'' (الشفاء 68:2)

کل ہم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں سے

ملنے والے ہیں اسی طرف اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت، مجددِ دین و ملت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان اشارہ کرتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار فرماتے ہیں۔

عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر آنکھیں اے ابرِ کرم تکتی ہیں رستا تیرا
جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرنا ہے نظارا تیرا

اور ایک عاشق جھومتا ہوا کہتا ہے

ان آنکھوں کا ورنہ کوئی مصرف ہی نہیں ہے سرکار ﷺ تمہارا رُخِ زیب نظر آئے

جان جاتی ہے تو جائے

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر انتہائی درجہ کی محبت تھی کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم دشمن کے ہاتھوں ریزہ ریزہ ہو جائیں مگر ایسا وقت نہ دیکھنا پڑے کہ ہم آرام سے اپنے گھر اپنی بیوی بچوں میں ہوں اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں میں کانٹا چُبھ جائے۔ یہ اس وقت حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا جب کفار آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ چھوڑ دے۔ کفار مکہ کی ہٹ دھرمی سُن کر آپ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا جواب دیا آپ رضی اللہ عنہ کا جواب سُن کر ابوسفیان بولا۔

(الشفاء 570:2)

اللہ کی قسم میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اصحاب محبت کرتے ہیں۔

محبت کا انداز تصور سے بالاتر

قربان جائیں ان حضرات قدسیہ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے وفاء کا حق ادا کر دیا وہ اس طرح کہ اگر ان کا کوئی عزیز رشتہ دار مثلاً والد، بھائی، خاوند یا

بیوی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے تو انہیں بھی واصل جہنم کرنے سے دریغ نہ کیا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کر کے دکھایا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی کہ مجھے اجازت دی جائے تاکہ میں اپنے باپ عبداللہ بن ابی بن سلول کو قتل کر کے واصل جہنم کروں۔ اسی طرح ابو بکر اپنے بیٹے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ بات چل پڑی۔ بیٹا کہنے لگا میدانِ بدر میں آپ کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے تھے مگر میں نے چھوڑ دیا کہ آپ میرے باپ ہیں۔ آپ نے دِلوں کو دہا دینے والا جواب دیا۔ فرمایا اگر تو میری تلوار کی زد میں ایک مرتبہ بھی آ جاتا تو میں تیری گردن تن سے جدا کر دیا۔ کیونکہ اس وقت تو نہیں بلکہ مجھے میرا اسلام عزیز تھا۔

بول مبارک بھی پی لیا

اللہ اکبر! ان حضرات قدسیہ کے دِلوں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر محبت تھی اس کا اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو اپنا بول مبارک کسی برتن میں عطاء فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو باہر گرا دو اور وہاں گرانا جہاں پر کسی کی نظر نہ پڑے۔ چنانچہ اس عاشقہ صادقہ رضی اللہ عنہا نے وہ بول مبارک لیا اور تنہائی میں جا کر وہ بول مبارک پی لیا۔ پی کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں حاضر ہوئیں۔ پوچھا گیا کہ کہاں گرایا۔ نہایت ادب میں عرض کی

"شربت بولك صلى الله عليه وسلم"

یارسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کا بول مبارک پی لیا ہے

یہ سُن کر نبی پاک صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیا کیا ہے؟ حرام کو پی لیا ہے بلکہ اس عاشقہ صادقہ حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کے اس محبت بھرے انداز کو سراہتے ہوئے دو جہاں کی خیر و برکت کا مژدہ سنایا اور

ارشاد فرمایا۔

فقال صلی اللہ علیہ وسلم لن یبلغ النار بطنك (دار قطنی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پیٹ کو ہرگز آگ نہیں چھوئے گی

ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب تجھے کبھی بھی پیٹ کی بیماری لاحق نہیں ہوگی

خون مبارک پی لیا

انسان کا خون اور پیشاب نجاست غلیظ ہے۔ اگر جسم پر یا کپڑے پر لگا ہو تو انسان اللہ کی بارگاہ میں بھی حاضر نہیں ہوسکتا۔ جبکہ آقائے دوجہان، رحمت عالمیاں، والی بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارک طاہر وطیب تھے نہ صرف طاہر و طیب تھے بلکہ جسے مِل گئے ان کی نسلیں بھی مطہر ومعزز ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ امام ابوجعفر ترمذی نے کہا (کتب کثیرہ)

دم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لان ابا الطیبة شربه و فصل مثل ذالك ابن الذبیر و هو غلام حین اعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دم صعامة لید فنه فشربه قال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم من خالد دمه دمی لم تمسه الناس

اس کو امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بھی ذکر کیا ہے اور فرمایا یہ بات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ غور فرمائیں! حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ابھی بچے ہیں لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے کہ اگر بول مبارک ملتا ہے تو اسے بھی نہیں چھوڑتے بلکہ پی جاتے ہیں اور اگر خون شریف ملتا تو بھی پی جاتے تھے۔

سبحان اللہ! قاسم دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا خوب نوازا۔ ایک صحابی

نے خون مبارک پی لیا تو اسے ابوالطیبہ بنادیا۔ جس کی نسل در نسل خوشبو چلتی رہی اور ساتھ ہی جنت کا مژدہ اور جہنم سے آزادی کی خوشخبری بھی عنایت فرمادی۔

عاشقوں کے سالار نے مصلیٰ امامت چھوڑ دیا

سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں تشریف لے جاتے یا بستر علالت پر ہوتے تو حضرت ابوبکر صحابہ کو نماز پڑھاتے۔ جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف قریب تھا اور آپ بستر علالت پر تھے تو تین دن مسلسل ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف نہیں لا رہے تھے اور حضرت ابوبکر نمازیں پڑھا رہے تھے۔ ایک دن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دِل مبارک میں خیال آیا کہ میں دیکھوں میرے غلام کس حالت میں ہیں۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ انور کی کھڑکی کھولی اور اپنے غلاموں کو دیکھا کہ وہ نماز کی حالت میں ہیں۔ قربان جاؤں صحابہ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ نماز کی حالت میں رُخِ قبلہ سے پھیر کر قبلہ کے قبلہ کی جانب پھیر لیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر رہے تھے۔ کیونکہ تین دِن سے زیارت نہیں ہوتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ سجدوں کی قضاء تو ادا ہو جائے گی لیکن نظروں کی قضاء ادا نہیں ہوگی بلکہ اصل تو نماز ہی یہی ہے۔

جس طرح کوئی شاعر اپنے رنگ میں نقشہ کھینچتا ہے

رکھا درِ مصطفیٰ پہ جو میں نے سر کہ غیب سے ندا یہ آئی او بے خبر!
تیرے وہ سجدے بھی ادا ہوئے جو قضاء ہوئے تھے نماز میں

اگر قلندرِ لاہوری کی نظر اٹھی تو انہوں نے یوں بیان کیا

اائے دیدِ حق سراپا نیاز تھی تیری کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قلم اُٹھا تو آپ نے فرمایا

ایسا گما دے ان کی ملا میں خدا ہمیں ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
اے شوق دل یہ سجدہ اگر ان کو روا نہیں اچھا وہ سجدہ کیجیے کہ سر کو خبر نہ ہو

یہ حال تو تھا مقتدیوں کا کہ ان چہرے قبلہ سے ہٹ کر کعبہ کے کعبہ کی جانب پھر گئے۔ ادھر امام کی یہ کیفیت کہ مصلیٰ امامت چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے کہ شاید آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں جب اپنے دیوانوں کو دیکھا تو طبیعت مبارکہ خوش ہوئی اور حکم فرمایا کہ اے صدیق آگے بڑھ کر نماز مکمل کرو۔ اب حضرت صدیق اکبر نے وہاں سے ہی ابتداء کی نہ کی دوبارہ سے شروع کیا۔ کیونکہ نماز کے دوران اگر نبی پارک صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فوراً حاضر ہو جاؤ۔ کیونکہ نماز بھی میرے لیے اور محبوب بھی میرا ہے۔ بلکہ فقہاء کرام فرماتے ہیں اگر کسی کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آواز دیں اور وہ نماز پڑھ رہے ہو تو وہ چھوڑ کر خدمت اقدس میں حاضر ہو جائے۔ اگر نبی پارک صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے لیے بھیج دیں تو وہ کام کر کے دوبارہ اس جگہ سے شروع کرے گا جہاں سے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ کیونکہ وہ نماز ہی میں ہے۔ محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کے اس طرح کے بے شمار واقعات ملتے ہیں جن کو ہم نے طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کیا۔

کعبہ کا طواف چھوڑ دیا

جب حضرت عثمان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر مکہ میں گئے تو ان سے کفارِ مکہ نے کہا اگر آپ طواف کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہیں دیں گے۔ جب کفار نے آپ کو طواف کی اجازت دے دی تو آپ نے یہ کہہ کر طواف کعبہ کرنے سے انکار دیا

ما کنت لا فصل حتیٰ یطوف بہ صلی اللہ علیہ وسلم

(مسند احمد 324:4)

جب تک اس کا طواف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرمائیں گے میں نہیں کرسکتا

وقت وصال صحابہ علیہم الرضوان کی کیفیت

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ظاہری ہوا تو صحابہ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ان میں سے کوئی تو بے ہوش تھا، کوئی بیٹھا ہی رہ گیا اور کسی کا ذہنی توازن چل بسا۔ بلکہ کوئی خود ہی چل بسا۔ کسی نے یہ کہا اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخِ زیبا نظر نہیں آتا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں۔ کیونکہ آنکھوں کی ساری بہار ہی ان میں ہے اور اپنی بینائی کھو بیٹھا یہ شدید محبت کی علامت تھی۔ آخر کار حضرت ابوبکر نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر دوسرے صحابہ کو خطبہ دیا اور سمجھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت میں ان کا یہ حال تھا خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے یا غائب ظاہری حیات میں تھے یا وصال ہو جانے کے بعد

محبت ہو تو کیسی ہو؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان وعظمت پر قربان جائیں۔ جنہوں نے حضور پُر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر بات کی وضاحت کروالی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ دربارِ رسالت مآب میں یارِ مزار حقیقتوں کے راز دار حضرت عمر فاروق حاضر ہوئے سلام عرض کرنے کے بعد سراپا ادب بن کر بیٹھ گئے۔ رحمت دوعالم، حبیبِ مکرم، شاہ نبی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی وما ینطق عن الھوی والی زبان اطہر جنبش میں آئی اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اے میرے لاڈلے صحابی عمر فاروق بتلاؤ! تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے؟ غلام نے بڑی سوچ و بچار کے بعد عرض کیا لانت یارسول اللہ احب الی من کُل شئ الا نفسی یارسول اللہ آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ سننے کے

بعد میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک جنبش کرتے ہیں پھر رحمت کے پھول جھڑتے ہیں اور ارشاد فرمایا ہرگز نہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب تک میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (تم ایمان میں کامل نہیں ہو سکتے) یارسول اللہ الان احب الی من نفسی یارسول اللہ اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔ یہ سُن کر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی سند دیتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں اے عمر! اب تیرا ایمان مکمل ہوا ہے (البخاری، کتاب الایمان)

وضاحت

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ محبت کی علامت یہ ہے کہ کبھی انسان کو اختیار دیا جائے کہ تیرے سامنے دو چیزیں ہیں ایک تیرا ذاتی فائدہ، ایک زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان میں سے جن کو تو چاہے حاصل کرے اگر وہ کہتا ہے کہ مجھے ذاتی فائدہ سے کوئی غرض نہیں اور نہ ہی اس کے عدم حصول پر مجھے کوئی افسوس ہے مجھے تو بس محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی چاہیے۔ کیونکہ اس کے عدمِ حصول پر مجھے دُکھ بھی ہے اور قلق بھی تو اس صورت کو محبت کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

(فتح الباری 59:1)

امام قرطبی فرماتے ہیں ہر وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو اس کا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لامحبہ سے خالی نہ ہوگا۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ اس کے درجات میں تفاوت ہو سکتا ہے کچھ تو ایسے ہوں گے جنہوں نے اس سے حصہ وافر پالیا کچھ نے بہت کم حصہ پایا۔ مثلاً جو شخص خواہشات میں متفرق ہوا اور اکثر اوقات غفلت کا شکار رہتا ہے جیسا کہ اکثر اہل ایمان کا حال یہ ہے کہ جب حضور کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق ان میں اس قدر پیدا ہوتا کہ

ابھی اولاد اور مال پر اسے ترجیح دیتے ہیں۔ بلکہ اہم اُمور میں جان بھی دے دیتے ہیں۔ نیز نفس کے اندر ایسا وجدان پاتے ہیں جسے رَد نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ حالت غلفت میں پڑھنے کی وجہ سے زائل ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ! قربان جائیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان پر کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادیا کہ کتنا ہی بلند مرتبہ ومقام والا کیوں نہ ہو، کتنا ہی عبادت گزار کیوں نہ ہو، کتنا ہی زہد وتقویٰ والا کیوں نہ ہو، کتنا ہی اللہ اللہ کرنے والا کیوں نہ ہو فرمایا کوئی بھی اس وقت تک مومن ہی نہیں ہو سکتا جب تک جان ومال، اولاد، والدین وغیرہ سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرے۔ حالانکہ انسان کو سب سے زیادہ محبوب اپنی جان ہوتی ہے۔ جس کی خاطر وہ دنیا کا ہر رشتہ چھوڑ سکتا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جان سے بھی بڑھ کر مجھ سے محبت کا نام ہی ایمان ہے۔ یاد رکھیں اس اُمت میں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سے زیادہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگیاں محبت کے رنگ میں اس قدر مستغرق تھیں کہ اس کی خاطر ان کے ہاں دنیوی زندگی سے موت کو ترجیح ہوتی تھی۔ وہ موت جس میں رسول اللہ کی رضا ہو۔ اس لیے تو جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ ابرو پر اپنی، مال اور اولاد قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ جہاں کہیں جان کی ضرورت پڑتی تو ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر جان نچھاور کرتے تھے جہاں کہیں مال کی ضرورت پیش آتی تو ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتے۔ یہ محبت ہی کا رنگ تھا کہ اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں تو اسے ہاتھوں میں اُٹھا کر چہرے پر مل لیتے ہیں۔ تھوک مبارک زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ مزید محبت کی انتہا دیکھیں اگر بول مبارک مل جاتا ہے تو وہ بھی نہ چھوڑتے اسے بھی پی جاتے اور اگر خون مبارک مل گیا ہے تو اسے بھی اپنے پیٹ کا عطر بناتے۔ اسلام نے ہمیں ضابطہ دیا ہے کہ جو شخص کسی

سے محبت کرتا ہے اسے کل قیامت میں اسی کی رفاقت حاصل ہوگی۔ کیا خوش قسمتی ہے کہ اگر ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرمائیں ہمیں کل قیامت میں اپنے قدموں میں جگہ عنایت فرمادیں جیسا کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو عطاء فرمائی۔

جنت میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خواہش یہی ہوتی تھی کہ ہر وقت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہیں۔ چنانچہ اس بارے میں ایک صحابہ کے ایمان افروز سوال کو ملاحظہ فرمائیں۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث مبارک حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سرکار مدینہ، قرار قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا تو دریائے رحمت جوش میں آیا۔ مجھے ارشاد فرمایا سل ربیعہ؟ اے ربیعہ رضی اللہ عنہ! مانگ کیا مانگتا ہے ہے۔ سبحان اللہ حضرت ربیعہ کے سوال پر قربان جائیں۔

اسئلك مرافقتك فی الجنة

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بس جنت میں اپنی رفاقت عطاء فرمادیجیے۔ بس وہاں بھی میں قدموں میں ہی پڑا رہوں۔ گویا عرض کر رہے ہیں۔

تجھ سے تجھی کو مانگ لوں تو سب کچھ مل جائے
سو سوالوں سے ہے یہی ایک سوال اچھا

دریائے رحمت جوش میں تھا اور صحابی کی قسمت کا ستارہ عروج پر تھا۔ قاسم دوجہاں جنت کے باغات کے تقسیم فرما رہے تھے۔ ارشاد فرمایا اور غیر ذالك؟

اے میرے لاڈلے کچھ اور بھی مانگنا ہے تو مانگ لے

صحابی رسول حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی صرف یہی یعنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت الفردوس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس، آپ کے قدموں میں سکونت اور آپ کی رفاقت مانگ لینے کے بعد کون سی دُنیا و عقبیٰ کی چیز ہے اور کون سی نعمت ہے جسے مانگا جائے۔ کیونکہ

تجھ سے تجھی کو مانگ کرو مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی نظر اٹھتی ہے تو آپ فرماتے ہیں

میرے کریم سے اگر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیئے ہیں دربے بہا دیئے ہیں

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ جنت میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت طلب کر چکے تو مزید کی حاجت سے انکار کر دیا۔ اس پر سرکار ابد قرار، دونوں جہاں کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

فاعني على نفسك بكثرة السجود

اپنے نفس پر زیادہ نوافل کے ذریعے میری مدد کر

یعنی ہم نے تمہیں جنت تو عطاء فرمادی اور ساتھ جنت میں اپنی رفاقت بھی عطاء فرمادی تو اب بطورِ شکر نوافل کی کثرت کرتے رہو۔ پیاری اسلامی بہنوں! دیکھا آپ نے کہ محبت بھرے انداز میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت طلب کر لی۔ آج ہم بھی اگر یہ نعمت و کرامت کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔ اس میں ایک تو کثرت سے درود پاک پڑھنا ہے جب کثرت سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے تو دل میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق، دُنیا میں جو کسی کے ساتھ محبت کرتا ہے کل قیامت میں وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ کل قیامت میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مل سکتی ہے۔

سرمایہ آخرت

جس کے پاس کثرت عبادت کے ساتھ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس نے گویا کہ دنیا و آخرت کا سرمایہ جمع کرلیا جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے اس حدیث پاک کو امام بخاری نے باب علامات حب فی اللہ میں ذکر کیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں آقا کے جلوؤں سے فیض یاب ہو رہے تھے کہ ایک آدمی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پنا میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آقا قیامت کب آئے گی؟

سرورِ دوجہاں، شاہِ کون و مکان، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وما اعددت لھا ''تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ اس اعرابی نے عرض کیا'' میں نے روزِ قیامت کے لیے اتنی زیادہ نمازیں، روزے اور صدقات تو تیار نہیں کیے البتہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضرور رکھتا ہوں'' دریائے رحمت جوش میں آیا جنت کا مژدہ سنایا، صحابی کا کام بن آیا اور اُمت کے لیے رستہ حق بتایا اور ارشاد فرمایا انت مع من احببت تو اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہوگا۔ اس آخرت میں رفاقت کے مژدے پر صحابہ کرام کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ وہ تو صرف چاہتے ہی یہی تھے اور چونکہ وہ سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے ان کی محبت وعقیدت کا مرکز ومحور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے وہ خوش کیوں نہ ہوتے۔ اس سے بڑھ کر ان کے لیے خوشی کا کون سا مقام ہوسکتا تھا کہ ان کے دل کی آرزو کے مطابق سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ضابطہ بیان فرمایا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' آج تک ہم اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سُن کر خوش ہوئے کہ محبت کرنے والے کو محبوب کی رفاقت نصیب ہوگی'' یہ

نوید سُن کر جھوم اُٹھے اور زبان حال سے یوں گویا ہوئے۔

انا احب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابا بکر و عمر واعجو

ان اکون بحبی ایاھم وان لم اعمل بمثل اعمالھم

اگر چہ میں ان پاکیزہ ہستیوں جیسے عمل نہیں کر سکا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر فاروق کے ساتھ محبت ضرور رکھتا ہوں۔ اُمید رکھتا ہوں اسی بناء پر مجھے ان حضرات قدسیہ کی رفاقت ضرور نصیب ہوگی۔

جمادات، نباتات وانسانوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چند واقعات

اس باب کو دو مزید حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1- جمادات کے آقائے دو جہاں، رحمت عالمیاں، والی بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت

2- انسان کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے پھول، پدرِ بتول رضی اللہ عنہا، خدا کے مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدہ

جمادات کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کے واقعات

اس حصے میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے جمادات کی محبت، ان کی محبت کے مظاہرے بصورت خوشی وسرور، سجود ورقت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب وعشق عیاں نظر آئے گا اور انسان کو دعوت فکر دے گا۔ اے انسان تو اشرف المخلوقات ہو کر

اس نعمت سے کیوں محروم ہے؟

جبل اُحد کی محبت

یہ بات تو مسلم شدہ ہے کہ انسان کسی حسین منظر کی وجہ سے کسی جماد سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے انسان کے نفس کو راحت، سکون واطمینان ملتا ہے اور حسبِ موقع انسانی حواس اس سے تاثیر حاصل کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جماد انسان سے محبت کرے یہ عجیب بات ہے اور بظاہر مروف بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جمادات میں بھی ڈال کر ان کو رُلانے اور آنسو بہانے، خوشی وسرور ظاہر فرمایا ہے اور انسان کو بتایا ہے کہ دیکھ غافل انسان میرے محبوب سے تو بے جان و بے حس اشیاء بھی محبت واطاعت رکھتے ہیں اور ان کی رضا و سنگت چاہتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک جبلِ اُحد بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رکھ دی ہے جیسا کہ جبلِ اُحد کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب سلیم میں تھی اور اس کا اظہار خود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر سے منقول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصعیت میں خیبر کی جانب سفر میں تھا جب میرے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے۔ میں بھی ساتھ ہی تھا۔ جب جبل اُحد ہمیں دکھائی دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی **وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی** والی زبان گویا ہوئی۔

ھذا جبل یحبنا و نحبه (بخاری، کتاب الجھاد)

یہ پہاڑ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں

دوسری حدیث مبارکہ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے

روانہ ہوئے جب واپسی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تیز چلنا چاہتا ہوں تم میں سے جو میرے ساتھ چلنا چاہے وہ تیز چلے ورنہ تم آہستہ چلو۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سرکار ابد قرار، بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ جب ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یہ شہر طابتہ ہے اور یہ اُحد پہاڑ ہے اور یہ پہاڑ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

ایک وہم کا ازالہ

سوال: یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دونوں حدیثوں میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی محبت کو پہلے کیوں ذکر فرمایا؟

جواب: آپ جانتے ہیں کہ انسان طبعی طور پر خوبصورت مقامات مثلاً سرسبز و شاداب پہاڑوں اور پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوئے باغات کو پسند کرتا ہے، ان میں بیٹھنا اور انہیں بار بار دیکھنا پسند کرتا ہے۔ اس لیے کہ اسے خوشی و راحت محسوس ہوتی ہے اور آرام وطمانیت ملتی ہے جیسا کہ انسان ہر خوبصورت شے کو پسند کرتا ہے لیکن کسی سخت پتھر کا انسان سے محبت کرنا نہ عبادت ہے اور نہ ہی معمول۔ بلکہ نادر و غیر معروف ہے پس یہی وجہ ہے کہ تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی محبت کا ذکر پہلے کیا اور اپنی محبت کا ذکر بعد میں کیا۔

غور و فکر

جب اللہ تعالیٰ نے جب اُحد میں حضور سراپا نور، محبوبِ ربِ غفور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پودا لگایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے محبت فرمائی تو معلوم ہوا جو بھی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اللہ کے محبوب بھی اس سے محبت

فرماتے ہیں۔ دوسرا اس حدیث پاک سے رفعتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق و محبت پیدا فرمایا۔ حالانکہ وہ غیر ذوی العقول اور غیر مکلّف ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان جمادات میں اپنے محبوب نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا فرمادی۔ جو بظاہر نہ عقل اور نہ شعور اور نہ ادراک رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت اور بلندی شان وعظمت پر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ جب جمادات جو بظاہر عدمِ عقل وادراک کی وجہ سے مکلّف نہیں وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو خود غور کریں اس انسان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت کرنی چاہیے جو عاقل و مکلّف اور صاحبِ ادراک اور مامور بھی ہے؟ اس کا فیصلہ خود کریں۔

کھجور کا فراق میں رونا

مسجد نبوی شریف میں منبر تیار ہونے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جب کچھ قیام طویل ہوجاتا یا تھکاوٹ محسوس ہوتی تو محبوبِ ربِ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم اس تنے پر اپنا دستِ اقدس رکھ لیتے۔ اب نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا۔ جمعہ میں دُور بیٹھے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرپاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بھی زیادہ ہوگئی تھی تو شمعِ رسالت کے پروانوں، محبوبِ خدا کے دیوانوں سے یہ برداشت نہ ہوسکا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اتنا طویل قیام فرمایا کریں تو عاشقانِ ماہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا حضور جمعہ کے دن دُور بیٹھنے والے آپ کے دیدار سے محروم رہ جاتے ہیں دوسرا ہمارا عشق یہ گوارا نہیں کرتا کہ آپ مشقت میں پڑیں۔ لہٰذا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں تو ہم آپ کے لیے ایک

لکڑی کا منبر تیار کروائیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عرض کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے پسند فرمایا۔ جب منبر تیار کرلیا گیا اور اسے منبر والی جگہ پر رکھ دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ شریف کے خطبہ کے لیے اپنے حجرۂ انور سے باہر تشریف لائے اور منبر کی جانب بڑھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس تنے کے پاس سے ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس نہ رُکے اور منبر پر جلوہ افروز ہو گئے تو مسجد میں ایک عجیب وغریب منظر تھا جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا گیا تھا وہ کیا تھا؟

یہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس تنے کے پاس سے گزرتے تو اس تنے نے چیخ و پکار شروع کردی۔ اس قدر دردناک آواز میں رویا کہ پوری مسجد آواز سے گونج اُٹھی اور تنا پھٹ گیا۔ اس کا اثر صحابہ پر یہ ہوا کہ صحابہ نے بھی اس تنے کو روتا دیکھ کر خوب رونا شروع کردیا۔ کیا یہ ایک بے جان اور خشک لکڑی چیخی اور روئی؟ ہاں ہاں یہ بے جان و حسن لکڑی ہجرِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں روئی اور چیخی۔ پھر میرے رحمت والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور اس کھجور کے خشک تنے کو جو سسکیاں لے کر رو رہا تھا گلے سے لگایا اور اسے دلاسا دیا یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد رحمتِ عالمیاں، والیٔ بے کساں، سرورِ دو جہاں نے رحمت بھری اور اُمید بھری گفتگو اس تنے سے فرمائی اور اسے اختیار دیا اے کھجور کے تنے اگر تو چاہے تو میں تجھے جنتی درخت بنادوں اور تیری جڑیں جنت کی نہروں اور چشموں سے فیض یاب ہوں اور اہل جنت تیرا پھل کھائیں اور اگر تو چاہتا ہے تو تجھے دنیا کا پھلدار درخت بنادوں کہ دنیا میں اہل ایمان تیرے پھل سے استفادہ کریں۔ اس عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور غمِ رسول میں رونے والے تنے نے عرض کیا کہ میں جنتی ہونا پسند کرتا ہوں۔ اس پر سرورِ انبیاء، قاسمِ جنت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں ایسا کرتا ہوں۔ اس دلاسے اور خوشخبری پر وہ تنا

خاموش ہو گیا جب وہ تنا خاموش ہو گیا پھر رسول خدا جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى والی زبان جنبش میں آئی اور رحمت کے پھول جھڑتے ہیں۔

مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ اللہ کے رسول اللہ کے شوق محبت میں قیامت تک روتا رہتا۔

سوال: اس کھجور کے تنے نے دُنیا میں خوشحالی اور باغ کی رونق بننے کو کیوں نہ پسند کیا؟

جواب: اس بے جان اور خشک تنے سے جب رسول خدا، حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم چار پانچ ہاتھ دُور ہوتے ہیں تو یہ تنا اتنی سے دُوری بھی برداشت نہ کر سکا بلکہ سسکیاں لے لے کر رونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں نہایت غمزدہ ہو گیا۔ اس وقت تک خاموش نہ ہوا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصل کی صورت میں اسے گلے نہ لگایا اور اختیار نہ عطاء فرما دیا۔ حالانکہ اس کے پاس عقل کہاں۔ لیکن پھر بھی اس کے فیصلے اور عشقِ رسول پر قربان جائیں کہ اس نے کیسا اچھا فیصلہ کیا۔ جنت میں ابدی نعمتوں کو ترجیح دی۔ دوسرا دنیا میں معمولی سی دوری برداشت نہ کر سکا پھر سینکڑوں میٹر باغ میں دُوری کو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

تنبیہ

اس تنے کے رونے اور شوقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر حجت قائم فرما دی کہ وہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہرگز سستی نہ برتیں اس لیے مسلمان اس جماد اور بے جان تنے سے اپنے نبی محترم، حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت رکھنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

سبق آموز اقوال

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کی نظر جب اس حدیث کی طرف اٹھتی ہے تو آپ فرماتے

ہیں۔ (صحیح ابن حبان)

اے مسلمانو! ایک لکڑی اللہ عزوجل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے شوق میں روئی ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق ومحبت کے زیادہ حقدار ہو۔

اس کی جانب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ اُلفت اٹھتی ہے۔ آپ یوں گویا ہوئے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے حبیبِ مکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء فرمایا ہے وہ کسی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں عطاء فرمایا۔ اس پر حضرت عمرو بن سودا نے عرض کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے مُردے زندہ کرنے کی طاقت عطاء فرمائی تھی اس کے جواب میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (آدابِ شافعی)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تنا رویا اور اس کی آواز سُنی گئی تو یہ اس سے کہیں بلند معجزہ ہے وہ اس طرح کہ جب مردہ کو زندہ کیا جاتا ہے گویا اسے اس کی پہلی حالت میں لٹا دیا ہے لیکن اگر اس تنے کو سابقہ حالت میں لٹایا جاتا تو وہ ایک پودے کی صورت اختیار کرتا جو کہ نہ بولتا ہے اور نہ کلام کرتا ہے نہ روتا ہے اور نہ ہی صاحبِ عقل کی طرح احساس رکھتا ہے اور نہ ہی دیکھتا ہے۔ اس تنے کو سابقہ حالت میں لوٹا دینا کمال نہیں بلکہ کمال تو یہ ہے کہ اس بے حس کو احساس مند بنا دیا۔ اس بے عقل کو عقل مند بنا دیا۔ اس بے شعور کو شعور والا بنا دیا۔ اس گونگے کو صاحبِ لسان بنا دیا۔ ہاں ہاں کمال تو یہ ہے کہ بغیر آنکھوں کے دیکھنے والا بنا دیا۔ تبھی تو وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑا سا دور ہونے کو جان رہا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ فرما ہوتے ہیں اس کی نظر پڑتی ہے تو فراقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سسکیاں لے لے کر رونے لگتا ہے اس وقت تک خاموش ہی نہیں ہوتا جب تک اسے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سینے سے

نہیں لگا لیتے تتنے کا رونا تواتر سے ثابت ہے۔ بخاری و مسلم میں متعدد صحابہ سے منقول ہے۔

پتھروں کا عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں وجد کرنا

محبت سے اگر محبوب کی ملاقات ہو جائے تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا وہ خوب فرحت وسرور کا اظہار کرتا ہے لیکن اس میں وہ یہ خیال رکھتا ہے کہیں اس کے محبوب کو اس کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچے۔ اس طرح کا واقع احادیث کی کتب میں جبلِ اُحد کے متعلق بھی ملتا ہے اور جبل حراء اور جبلِ تنبید کے متعلق بھی جب شہنشاہِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثاروں اپنے پروانوں اپنے عشاق اپنے صحابہ کے جھرمت میں جلوہ افروز ہوتے تو یہ وجد میں آ جاتے۔ اللہ پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سکونت کا حکم فرماتے تو یہ فی الفور ساکن ہو جاتے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور یارِ غار، یارِ مزار حصرت ابوبکر صدیق اور امام العادلین، خلیفۃ المسلمین، قہر اللہ علی المنافقین، غضب اللہ علی الکافرین حضرت عمر فاروق اور کانِ صیاء عطاء مصطفیٰ طالب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان غنی ذوالنورین احد پہاڑ پر چڑھے وہ پہاڑ کانپ اُٹھا گویا کہ وجد کرنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایڑی ماری اور فرمایا (بخاری)

''اے احد! ٹھہر جا تجھ پہ نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں تو پہاڑ فوراً رک گیا''

اس کے علاوہ بھی احادیث کثیرہ اس پر دال ہیں۔ جو ان شاء اللہ عزوجل اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ذکر ہوں گی۔

درس حدیث

اس حدیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل اُمور واضح ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم اور صحابہ کرام کی جلوہ افروزی پر گونگے بہرے، سخت بے جان پہاڑوں کا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں وجد کرنا ثابت ہوتا ہے۔ یاد رکھیں یہ حرکت بطور زلزلہ نہ تھی بلکہ یہ محبت کا اظہار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس نے سکون اختیار کرلیا۔ اسی کے بارے میں قاضی ابوبکر بن العربی عارضۃ الاحوذی میں لکھتے ہیں۔

پتھر اور پہاڑوں نے بطور فخر وجد کیا انہیں شرف ملا اور اتنی بڑی ہستیاں تشریف فرما ہوئیں۔

دوسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کی شہادت کی خبر پہلے ہی دے دی۔ گویا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہر آنے والی بات کا علم رکھتے ہیں۔ اس حدیث پاک سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کیا خوب واضح ہوتا ہے۔

سوال: یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ پہاڑ جھومنا جب شوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان حضرات قدسیہ کے اشراف وابرار کی وجہ سے تھا تو پھر اس کو سکونت کا حکم کیوں عنایت فرمایا؟

جواب: ہر محبّ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے محبوب کو اس کی جانب سے کوئی تکلیف نہ پہنچے یہاں پر یہی سبب تھا کہ کہیں میرے وجد کی وجہ سے میرے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہو اس بات پر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تنبیہہ فرمائی کہ خوشی کا اظہار ضرور کرو مگر محبت کسی طرح ادب بجالاؤ لہٰذا پہاڑ اسی وقت ساکن ہو گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح)

پتھروں کا دشمن کے ہاتھ میں گواہی دینا

ایک دن ابوجہل اپنی مٹھی میں پتھر کی کچھ کنکریاں لے کر بارگاہ رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور مٹھی بند کر کے کہنے لگا تم آسمان کی خبریں دیتے ہو۔ اگر واقعی رسول ہو تو بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے۔ اس گستاخ کا سوال سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں بتاؤں تیری مٹھی میں کیا یا تیری مٹھی والی چیز بتائے کہ میں کون ہوں؟ ابوجہل بڑا خوش ہوا کہنے لگا یہ دوسری بات تو بڑی عجیب ہے کہ میری مٹھی والی چیز بولے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ حضور پُرنور، شافعِ یوم نشور صلی اللہ علیہ وسلم کی مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی والی زبان مبارک جنبش میں آتی ہے اور ارشاد فرماتے ہیں سن تیری مٹھی میں کیا ہے اور یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ فرمایا تیرے ہاتھ میں چھ کنکر ہیں اتنا فرمانا تھا کہ ابوجہل نے سنا کہ اس مٹھی میں بند کنکریاں بلند آواز سے کلمہ پڑھنے لگیں۔ جب اس ازلی بدبخت نے یہ ماجرا دیکھا تو کنکریوں کو پھینک کر کہنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذباللہ تم سے بڑا جادوگر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔

(مثنوی شریف)

بس یہی نہیں بلکہ پتھر تو اس قدر محبت کرتے تھے جب بھی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس سے گزر ہوتا وہ فرتِ محبت میں جھوم کر سلام عرض کرتے چنانچہ ابونعیم احمد بن عبداللہ رحمہا اللہ دلائل النبوۃ میں بیہقی شریف کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں جس وادی اور علاقے سے گزرتے ہر پتھر اور درخت عرض کرتا

السلام علیك یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فیصلہ

یہاں پر یہ بات توجہ طلب ہے کہ الفاظ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم عہدِ جاہلیت میں مصروف نہ تھے جب انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا علم ہوا تو ان الفاظ سے اسلام عرض کیا تو اب فاسق جنات اور انسانوں کا کیا حال ہوگا؟ جو سلام پڑھنا تو دور کی بات سلام پڑھنے سے بھی روکتے ہیں۔ اس کا فیصلہ خود کریں۔

درخت کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جھومنا

محبّ اپنے محبوب کی بہتری ہی چاہتا ہے اس لیے اس کی خیر میں تعاون و مدد کرنا اپنا فریضہ تصور کرتا ہے اور اپنے محبوب کے بارے میں اپنی معلومات دوسروں کو فراہم کرتا ہے۔ جماد اور درخت چونکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے آگاہ تھے جب بھی رسالت پر گواہی کی ضرورت پیش آتی تو بغیر تامل کے اس پر شہادت دیتے اور اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے تا کہ امانت کا ابلاغ اور رسالت کی تصدیق اور شہادت کی ادائیگی ہو جائے۔ ایسا ہی واقعہ ایک ببول کے درخت کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ ہم تاجدارِ مدینہ، قرار قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں تھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سرکار کے زیر سایہ ہم جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک بدو آیا۔ جس کی قسمت کا ستارہ عروج پر تھا۔ میرے حبیبِ مکرم، شاہِ نبی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدو سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہاں جا رہے ہو؟ اس خوش نصیب بدو نے عرض کی میں گھر جا رہا ہوں۔ پھر سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کیا تیرے پاس خیر ہے؟ اس خوش بخت بدو نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی خیر سے کیا مراد ہے؟ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ وہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یہ کلمات اس کے دل میں اُتر گئے۔ عرض کرنے لگا اس پر کوئی دلیل! دریائے رحمت جوش میں تھا اس بدو کو اس میں نہلا رہے تھے اس کے دل سے کفر کو مٹا رہے تھے اس کے سینے میں ایمان کی شمع جلا رہے تھے اس کو اپنی محبت میں مہکا رہے تھے۔ فرمایا یہ ببول کا درخت۔ پھر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بُلایا جو وادی کے کنارے پر تھا۔

”تو وہ زمین پھاڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا“

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ گواہی دینے کا حکم فرمایا۔ اس درخت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دی پھر اسے جانے کا حکم فرمایا تو وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

ادھر بدو کا دِل ایمان سے جگمگانے لگا۔ وہ بدو اپنے دیہادت کو کہتے ہوئے چل پڑا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی قوم کو جا کر اس خیر کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر مان گئی تو انہیں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں گا اگر نہ مانی تو پھر میں آپ کی غلامی میں آ ہی چکا ہوں۔

(طبرانی، ابن حبان دارمی، بیہقی)

فائدہ

اس روایت میں دو اُمور کی نشاندہی ہوتی ہے

1- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر درخت کا حاضر ہو جانا اور جھومتے ہوئے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا اور پھر خوشی ومسرت سے واپس لوٹا جانا

2- درخت نے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بول کر گواہی دی۔ یہاں تک کہ اعرابی نے کانوں سے سُنا۔

درختوں کا سجدہ کرنا

درختوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سربسجود ہونا۔ اس کے متعلق نہایت کثرت سے واقعات ملتے ہیں۔ چنانچہ ابوموسیٰ اشعری سے منقول ہے حضرت ابوطالب علیہ السلام قریش مکے شیوخ کے ساتھ شام کی طرف نکلے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب راہب کے پاس پہنچے تو ان کو ملنے کے لیے خود آ گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ حجرہ سے نہیں نکلتا تھا۔ بلکہ توجہ ہی نہ دیتا تھا اور نہ ہی کسی کو ملتا تھا۔ بڑی حیرانگی کے ساتھ سب قافلے والوں میں سے ہر ایک کو دیکھتا ہوا

امامِ الانبیاء، سید الانبیاء، افضل الانبیاء، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑ کر کہنے لگا ''یہ تمام کائنات کے سردار یہ رب اللعالمین کے رسول اور انہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے''

قریش کے سرداروں نے کہا تجھے اس کا کیسے علم ہوا۔ وہ راہب کہنے لگا تم آگے بڑھ رہے تھے اور سامنے گھاٹی پر چڑھ رہے تھے تو میں نے دیکھا

(ترمذی، بیہقی، حاکم)

کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ نہ کر رہا ہو اور یہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجد کرتے ہیں۔

سوال: یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ جائز نہیں جبکہ مذکورہ حدیث میں درختوں کا سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک اونٹ سرکش ہو گیا اور لوگوں کو کاٹنے لگا۔ اس کی شکایت آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لے آؤ۔ جب وہ سامنے آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ فرمایا اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ ہوتا تو بیوی اپنے خاوند کو سجدہ کرتی۔ لہٰذا انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے۔ (نسائی، مسند احمد)

پیاری اسلامی بہنو! یہاں پر ایک چیز کی وضاحت کرتی چلوں وہ یہ کہ جن احادیث میں سجدہ کا ذکر ہے اس سے سجدہ تعظیمی مراد ہے نہ کہ سجدہ عبادتی۔ سرکارِ ابد قرار، رسولوں کے سالار، جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے قبل

تمام شریعتوں میں جائز تھا لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کا کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جبکہ جمادات اس سے خارج ہیں جیسا کہ وقت آخر تک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو شجر وحجر اور حیوانات بھی سجدہ کرتے تھے۔ لہٰذا مذکورہ احادیث میں جمادات ہی کے سجدے کا بیان ہوا ہے جو کہ جائز ہے۔ اسی موضوع پر کثرت سے احادیث موجود ہیں۔ جیسا کہ امام ترمذی نے ابوہریرہ سے بھی ایک حدیث نقل ہے اسی طرح حضرت بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت، مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی نظر عقیدت اٹھتی ہے تو آپ فرماتے ہیں

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

اعلیٰ حضرت کے فرزند مولانا نوری صاحب کی نظر الفت اٹھتی ہے تو آپ یوں گویا ہوتے ہیں۔

سنگ دو جہاں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

مدینہ طیبہ کا عشقِ رسول

محبت کے مظاہر میں سے محبوب کی آمد پر خوش ومسرور کے نغمے پڑھنا، اظہار مسرت کرنا، خوشیاں منانا بھی جس کا ظہور کبھی روشنی کی صورت میں ہوتا ہے تو کبھی نور کی صورت میں تو کبھی کسی اور طریقہ پر جس طرح آمد محبوب پر خوشی ہوتی ہے۔ اسی طرح فراق پر غم اور حزن طاری ہو جاتا ہے غم کے بادل سایہ فگن ہوتے ہیں اور پریشانیوں کی موسلا دھار بارشیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح کا کچھ معاملہ مدینہ طیبہ کے ساتھ بھی پیش آیا وہ مدینہ پاک جس میں جب تک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک نہ رکھا تھا یثرب کے نام پر موسوم تھا، دکھوں کا گھر تھا، بیماریوں کا مرکز تھا، فتنوں کا شہر تھا۔ لیکن قربان جائیں جب محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک

لگا تو یثرب سے مدینہ بن گیا۔ پہلے بیماریوں کا گھر پھر شفاء کا گھر بن گیا۔ اس کی مٹی بھی خدا نے شفاء کردی۔ ہجرت کے موضوع پر جب اللہ کے رسول، خدا کے مقبول، بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا کے پھول، بدرِ پاک بتول سلام اللہ علیہا نے اپنا قدم مبارک مدینہ طیبہ کی سرزمین کے سینے پر رکھا وہ شہرِ مدینہ اپنی خوش قسمتی پر رشک کرنے لگا۔ کیوں نہ کرتا جبکہ زمین بھی عرض سے مناظرے میں فقط اس ہستی کی نسبت سے ارفع و اعلیٰ ٹھہری۔ جنابِ آمنہ سلام اللہ علیہا کا چاند ارضِ بطحا کے اُفق پر طلوع ہوا تو زمین نے وجد میں آکر اور خوشی و مسرت میں ڈوب کر اپنا سر اونچا کرلیا اور آسمان کو مخاطب کرکے کہا کہ اے آسمان اب میں تجھ سے ہر صورت افضل و اعلیٰ ہوں کیونکہ مجھ پر سرورِ دو جہاں، والیٔ بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے جب پوری زمین رشکِ قمر بنی ہوئی ہے تو پھر وہ خاص زمین کا ٹکڑا جس کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم انور سے نوازا وہ کیوں نہ جھومتا۔ آیئے اب اس مدینہ طیبہ کی تعریف عاشقِ ماہِ رسالت امیر اہلسنّت، پروانۂ شمع رسالت، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ عالی کی زبان مبارک سے سنئے کہ ایک عاشقِ صادق مدینہ طیبہ کی شان و عظمت کو کس انداز میں بیان کرتا ہے۔ پڑھتے جایئے اور جھومتے جایئے۔

ہے شہد سے بھی میٹھا سرکار کا مدینہ — کیا خوب مہکا مہکا سرکار کا مدینہ
جس کو پسند آیا سرکار کا مدینہ — مل کر لگائیں نعرہ سرکار کا مدینہ
ہر شہر سے ہے اچھا سرکار کا مدینہ — جنت سے بھی سہانا سرکار کا مدینہ

مدینہ طیبہ کو یہ شان کہاں سے ملی؟ کس وجہ سے ملی؟ کیونکر ملی؟ اور کس نسبت سے ملی؟ تو وہ فقط سرکار علیہ السلام کی نسبت سے ملی۔ آقائے دو جہاں، رحمتِ عالمیان، والیٔ بے کساں، جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ملی، ان کی محبت میں خوشیاں

منانے سے ملی، عشقِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے سینے کو روشن کرنے سے ملی، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ اس بات پر شاید ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس دن آقائے دو جہاں مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہوئے تو

اضاء من المدینہ کل شیء۔

مدینہ طیبہ کی ہر چیز روشن ہوگئی۔

گویا کہ مدینہ طیبہ نے اپنے محبوب کی محبت کا اظہار اس انداز سے کیا کہ پورا مدینہ طیبہ ہی روشنی سے چمک اُٹھا، اسی طرح ہر محبّ اپنے محبوب کے ہجر و فراق کی وجہ سے غم زدہ ہو جاتا ہے، اس غم کا اظہار مختلف طریقوں سے ہوتا ہے، جب آقائے دو جہاں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوتا ہے تو مدینہ طیبہ اس غم کا اظہار کچھ اس انداز سے کرتا ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں: جس دن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا تو

اظلم من المدینہ کل شیء۔

مدینہ طیبہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی۔

جب ہم تدفین سے فارغ ہوئے تو ہمارے دل نہایت ہی پریشان و مضطرب تھے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن حبان، حاکم)

پتہ چلا کہ شہر مدینہ بھی آپ علیہ السلام کی محبت کی وجہ سے آپ علیہ السلام کی تشریف آوری پر روشن ہو گیا اور فراقِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے غمزدہ ہو کر غمگین ہو گیا۔ پیاری اسلامی بہنو! یہ شجر و حجر کے چند ایک واقعات آپ نے ملاحظہ فرمائے، یاد رکھیں! محبت کا موضوع تو اس قدر طویل ہے کہ اس کی انتہاء بشر کی طاقت میں نہیں، لہٰذا اب حیوانات میں سے چند ایک کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

واقعات عرض کرتا ہوں:

بکری کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محبّ جس طرح چاہتا ہے کہ میرا محبوب صاحبِ تقویٰ اور صاحب ورع رہے اور زہد کی منازل طے کرتا رہے اور اللہ رب العزت کا قرب خاص حاصل کر سکے، ہر طرح کی نجاست سے محفوظ رہ سکے، اس لیے وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ محبوب کوئی ایسی شے استعمال نہ کرے جس سے اسے تکلیف ہو، اس کی منزل میں رکاوٹ بنے، اسے خدا سے دور کرے بلکہ وہ اپنی ذات سے بڑھ کر محبوب کا خیال رکھتا ہے، اسی طرح کا معاملہ ایک بکری کا ہے جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کر کے رسول اللہ علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا گیا تو اس ذبح شدہ بکری نے رسول اللہ علیہ السلام کی محبت میں اس چیز کو بھی گوارا نہ کیا کہ میری وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف ہو، بکری نے کمالِ محبت کا اظہار کرتے ہوئے سرکار علیہ السلام کے زہد و تقویٰ پر حرف نہ آنے دیا اور ذبح شدہ ہونے کے باوجود اپنی زبان سے گویا ہوئی، ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم ایک جنازہ ادا کرنے کیلئے محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نکلے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کھودنے والے کو ہدایت فرما رہے تھے۔ کبھی ارشاد فرماتے: سرہانے کی جانب سے کشادہ کرو اور کبھی ارشاد فرماتے: پاؤں کی جانب سے کشادہ کرو (واہ سبحان اللہ! اے صاحبِ قبر! تیری عظمتوں پر قربان جائیں کہ محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیری قبر کھدوا رہے ہیں اور رحمت سے تیری قبر کو کشادہ فرما رہے ہیں) وہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم تجہیز و تکفین کے بعد واپس لوٹے تو ایک خاتون نے کھانا تیار کیا اور ہمیں کھانے کی دعوت دی، رحمت دو جہاں والی بے کساں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنگت میں اس عورت کے گھر پہنچے اور کھانا پیش کیا گیا، آقا علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے شروع فرمایا، پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے شروع فرمایا، جب اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی پہلا لقمہ ہی لیا تھا کہ بکری کی محبت جاگ اُٹھی، حُبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پکار اُٹھی کہ مجھے بغیر مالک کی اجازت کے ذبح کیا گیا ہے، غیب دان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

میں نے جانا ہے کہ اس بکری کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون کو بلایا اور ارشاد فرمایا: کیا اس بکری کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا گیا ہے؟ اس عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ علیہ السلام! میں نے ایک آدمی کو بکری خریدنے کیلئے بھیجا تھا مگر بکری نہ ملی، پھر میں نے پڑوسی کے ہاں پیغام بھیجا کہ اپنی بکری ہمیں بیچ دو، مگر وہ موجود نہ تھا پھر میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا تو اس کی بیوی نے بکوی بھیج دی، میں نے وہی بکری ذبح کروا کے پکالی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کردی، آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: اب اس بکری کو لے جاؤ اور یہ بکری قیدیوں کو کھلا دو۔ اسے امام ابوداؤد، امام احمد، بیہقی اور دار قطنی رحمہم اللہ نے اسنادِ صحیحہ کے ساتھ نقل کیا ہے، قربان جائیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مالِ حرام سے محفوظ رکھا اور ذبح شدہ بکری کو قوتِ گویائی عطا فرمادی جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں گواہی دینے لگی، یہ اللہ رب العالمین کی خصوصی عنایت ہے، یہاں پر اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر محبت اُٹھتی ہے تو یوں گویا ہوئے کہ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا　　جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود
خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم　　تم سے ملا جو ملا تم پر کروڑوں درود

بس یہی نہیں بلکہ محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محبّ ہر اس شے سے ڈرتا ہے جس سے اس کے محبوب کو خطرہ ہے، چہ جائیکہ اسے تکلیف پہنچے اور جب معاملہ محبوب کی

ہلاکت تک پہنچ جائے تو محبّ کا عشق و محبت یہ ہرگز گوارا نہیں کرے گا کہ اب وہ خاموش رہے بلکہ محبوب کو اس ہلاکت سے اور اس تکلیف سے بچانے کیلئے محبّ ہر ممکن کوشش کرے گا‘ جب غزوۂ خیبر اختتام کو پہنچا تو ایک یہودی عورت نے صحابہ سے پوچھا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کون سا گوشت پسند فرماتے ہیں؟ بتایا: بکری کا گوشت‘ پھر اس عورت نے سوال کیا: بکری کے کون سے حصے کا گوشت زیادہ پسند فرماتے ہیں؟ بتایا گیا: دستی کا گوشت‘ اس عورت نے بکری ذبح کی‘ اس کا گوشت پکایا‘ اس بکری کی دستی کو زہر آلود کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا‘ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کھانے کیلئے تشریف لائے‘ ابھی پہلا لقمہ ہی اُٹھایا تھا کہ فوراً ارشاد فرمایا: اس دستی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ پوری بکری زہر آلود ہے‘ آپ علیہ السلام نے اس بکری کی محبت بھری آواز سن کر اپنے صحابہ کو وہ کھانا تناول فرمانے سے منع فرما دیا‘ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو بلایا‘ اس سے دریافت کیا‘ اس نے اعتراف کر لیا کہ واقعہ ہی میں نے ایسا کیا ہے۔ (بخاری ومسلم) دیکھا آپ نے اس بکری کی محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فوراً وہ بارگاہِ رسالت میں عرض کرنے لگی: مجھ کو زہر سے آلودہ کیا گیا ہے‘ واقعی ہی ہر محبّ اپنے محبوب کی ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے‘ اپنے محبوب کا ہر تکلیف سے دفاع کرتا ہے‘ اے انسان! تجھے بھی اس میں دعوتِ فکر ہے کہ ایک جانور اس قدر محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پاس رکھے کہ ذرا بھی تکلیف آنا برداشت نہ کر سکے‘ ایک تو وصیت یہ ہے کہ تجھے عشقِ مجازی سے ہی فرصت نہیں‘ اللہ کرے ہمیں بھی عشقِ مصطفیٰ علیہ السلام کی ایک کرن مل جائے:

جاہ و جلال دو نہ ہی مال و منال دو   سوزِ بلال بس میری جھولی میں ڈال دو
دنیا کے سارے غم مرے دل سے نکال دو   غم اپنا یا نبی مجھے بہر بلال دو

شیر کا عشقِ رسول

ہر محبّ اپنے محبوب کا احترام چاہتا ہے اور ایسا عمل کرتا ہے جس سے اس کا محبوب خوش ہو جائے، کیونکہ محبوب کی خوشی میں ہی محبّ کی خوشی ہوتی ہے، اگر محبوب چین سے ہے تو محبّ بھی خوش ہوگا اور اگر محبوب پریشان ہے تو محبّ بھی غمزدہ ضرور ہوگا، اس لیے کہ محبت ایک ایسا نشہ ہے جو دوسرے نشوں سے بے نیاز کر دیتا ہے جس میں محبّ ہر وقت اپنے محبوب ہی کے سپنے دیکھتا ہے، انسان جب عاقل اور مکلّف ہے تو وہ اپنے محبوب سے ایسا کرتا ہے یاد رکھیں اس کا صدور حیوانات سے بھی ممکن ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات، حیوانات اور نباتات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آگاہ فرما رکھا ہے، اس لیے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام وقار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور آرام کا خیال کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، اس عمل میں حیوانات انسان کے ساتھ شریک ہیں، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے متبعین کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت، اعزاز و احترام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت کا خیال رکھنا مقصدِ حیات بنا دیا، اسی طرح کے واقعات حیوانات سے بھی کثرت سے ملتے ہیں بلکہ بعض مقامات پر یہ انسان سے بھی بڑھ جاتے ہیں، یہ صرف آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ ظاہری تک محدود نہیں بلکہ یہ تو قیامت تک جاری وساری رہے گا، خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں سمندری سفر پر تھا، سمندر میں طوفان آیا، کشتی ٹوٹ گئی، میری زندگی بھی سخت خطرے میں تھی، اچانک ایک سبب لگا، ٹوٹی ہوئی کشتی کا ایک تختہ میرے ہاتھ لگ گیا، میں اس پر بیٹھ گیا، اس تختے نے جنگل کا رخ کیا، آخرکار وہ تختہ پانی کی موجوں اور ہوا کے جھونکوں سے جنگل کے کنارے آ لگا، وہ جنگل بھی کیا خوب بھیانک تھا، جونہی میں اس جنگل میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ پورا جنگل

ہی شیروں کا تھا' میرے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شیر میری جانب بڑھتا چلا آ رہا ہے اور اس نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میرے بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی تو میں نے کہا: اے ابوالحارث!

أنا مولٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم .

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم وغلام ہوں۔

اور ایک حادثے کی وجہ سے یہاں پہنچا ہوں' اس شیر نے اپنا سر جھکا لیا اور میرے پاس آ کر مجھے سوار کر لیا اور جنگل سے نکل کر راستہ پر لے آیا' یوں آہستہ آہستہ آواز میں بدلنے لگا' گویا کہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔ اسے حاکم نے شرط پر صحیح قرار دیا ہے' ذہبی نے اس حکم کو ثابت رکھا طبرانی نے' کبیر میں بزار' عبدالرزاق نے مصنف میں' ابونعیم نے حلیہ اور دلائل میں بیہقی اور ابویعلیٰ میں بھی منقول ہے' علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کی نسبت خصائص میں ابن سعد اور مندہ کی طرف کی ہے' ابن سیدنا الناس اس پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والليث اذدی فی سفينة مفردا ‏ ‏ ‏ بالروم فی ضيقاء قفسر بلقع

ما زال يكلوه الی ان دله ‏ ‏ ‏ عنه الارمان علی سواء المشرع

یہ شیر ہے شیر اور حملہ ہونا واضح کر رہا ہے' اس لیے کہ وہ بھوکا تھا لیکن جب اس نے سنا کہ وہ خادمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو اب اس نے آقا علیہ السلام کی محبت میں اپنا سر جھکا دیا اور ادب کرنے لگا' پھر بس اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ انہیں اُٹھایا اور اُٹھا کر اس لشکر سے ملایا جو کافی دور نکل چکا تھا' یہ ایک درندے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا منظر ہے' حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے صرف نام ہی لیا تھا کہ فوراً شیر نے محبتِ رسول علیہ السلام میں آقا علیہ السلام کا اظہار کرتے ہوئے سر جھکا دیا' گویا کہ بتا رہا ہے: اے سفینہ رضی اللہ عنہ! جس آقا علیہ السلام کے تم غلام ہو میں بھی

اس در کا خادم ہوں۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوتاہی برتنے والوں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والو! ذرا سوچو! تمہارا کیا حال ہوگا؟ تم اس محسن و مشفق آقا علیہ السلام کے سامنے کیا منہ لے کے حاضر ہوں گے، انہیں لوگوں کو اس امر کی جانب مدعو کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت مجدد دین وملت واقفِ اسرار وحقیقت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان کے در پہ جیسے ہو مٹ جایئے ناتوانوں کچھ تو ہمت کیجیے
جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا ایسے پیارے سے محبت کیجیے
ظالمو! محبوب کا کیا حق تھا یہی؟ عشق کے بدلے عداوت کیجیے

رحمتوں کی برسات

مدینہ پاک کی پُر کیف فضائیں عشقِ نبی علیہ السلام سے ماموز اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب علیہ السلام کے جسم اطہر کے بوسے لے رہی تھی، رحمتِ خداوندی کی چھما چھم بارشیں ہو رہی تھیں، میرے آقائے نامدار مدنی تاجدار، بےکسوں کے مددگار شافعِ روزِ شمار جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ فرما ہیں ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ''والی زبانِ اطہر جنبش فرما رہی ہے، رحمت کے پھول جھڑ رہے ہیں، خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان مجسمۂ عشق ومحبت بن کر ہمہ تن گوش ہو کر سن رہے ہوں، کیا خوب نظارے ہوں گے، سامنے والضحیٰ والے محبوب کی زیارت ہو رہی ہے، جن کے جلوؤں سے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا رہے ہیں اور ''اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ''والا کلام پاک سن کر اپنے علم کی تشنگی بجھا رہے ہیں، اللہ اکبر! اس دربار پرانوار کا کیا کہنا، جس میں در و دیوار بھی مجسمۂ ادب بن کے کھڑے ہیں، جس منبر پر تشریف فرما ہیں اس کی خوش قسمتی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے، وہ منبر بھی اپنی قسمت پر رشک کرتا جھوم رہا ہے، وہ کیوں نہ جھومتا! اپنی قسمت پر کیوں نہ رقص کرتا!

جس کے اوپر رحمۃ للعالمین، محبوب رب العالمین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں، ہاں ہاں اسی منبر کا حال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لخت جگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کی زبانی سنیئے! آپ فرماتے ہیں: جب آقائے دو جہاں رحمتِ عالمیاں والیِ بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتے اور خطبہ ارشاد فرماتے تو (مسلم، صفۃ المنافقین) میری نظر اُٹھتی تو میں دیکھا کہ منبر اس قدر حرکت کر رہا ہے، مجھے خطرہ محسوس ہوتا کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گر نہ جائیں، میں عرض کر رہی تھی کیسا وہ سہانا منظر ہوگا جب ہر طرف فضائیں بھی معطر ہی معطر تھیں اور جمعہ کا دن تھا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مدینہ طیبہ کی سرزمین مبارک کے بوسے لینے کیلئے مدت سے بارشیں ترس رہی تھیں، پانی کی کمی کی وجہ سے فصلیں نہ ہوئیں، ایک اعرابی نے دیکھا آج دریائے رحمت موج میں ہے، آج جو مانگیں گے مل جائے گا، کیونکہ ان کو اللہ کریم نے اپنی خدائی کا مالک بنا کر بھیجا ہے اور اوپر سے ''وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ'' کی شانِ بے نیازی بھی عطاء فرمادی ہے، اس اعرابی کو معلوم ہے کہ یہ وہ در ہے جس در سے کوئی مانگنے والا خالی نہیں جاتا گویا کہ فرما رہے ہیں:

مانگیں گے، مانگے جائیں گے، منہ مانگی پائیں گے\
کہ سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اسی منظر کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جھومتے ہوئے پھر یوں بیان کرتے ہیں:

منگتا کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی\
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اعرابی کھڑا ہوا ہے، عرض کرتا ہے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال ہلاک ہو گیا، لوگ بھوکے مر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک دعا کیلئے اُٹھا دیئے حالانکہ اس وقت آسمان بالکل صاف

تھا' سورج چمک رہا تھا' دور تک کوئی بادل کا ٹکڑا آسمان پر نہ تھا تو پھر کیا ہوا؟ تو پہاڑوں کی طرح بادل آ گئے اور برسے' ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی تر ہو گئی۔

بس یہاں تک ہی نہیں بلکہ بارش جاری رہی حتیٰ کہ دوسرا جمعہ آ گیا' پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مکانات تباہ ہو گئے' اموال ڈوب گئے' ہمارے لیے دعا فرمایئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک ہاتھ اُٹھا دیئے' اب بھی وہی دستِ دعا دراز ہو رہے ہیں جن کے اُٹھتے ہی بادل اُمنڈ کر آئے تھے اور چھما چھم رحمتوں کی برسات ہونے لگی تھی اور رکنے کا نام تک نہ لیتی تھی' رک بھی کیسے سکتی تھی؟ جس کو حکمِ مصطفیٰ کا تھا رکنے کیلئے بھی وہی دست دعا چاہیے تھا تو اب وہی دستِ دعا بلند ہوتے ہیں' بارگاہِ رب العالمین میں عرض گزار ہوتے ہیں:

اللّٰھم حوالینا ولا علینا۔

اے اللہ عزوجل! ہمارے اردگرد بارش ہو مگر ہم سے اُٹھا لے!

سبحان اللہ! ہاتھ اُٹھنے کی دیر تھی فوراً بادل چھٹ گئے' بارش تھم گئی' آسمان صاف ہو گیا' سورج چمکنے لگا' دھوپ نکل آئی' وہ بھی صرف مدینہ پاک کی سرزمین پر' اس لیے کہ دعا میں صرف مدینہ پاک کو خاص کیا تھا اور ایک دائرے کی طرح مدینہ پاک بادلوں سے صاف ہو گیا یہاں تک کہ وادیٔ قناۃ (نالہ) ایک مہینہ تک بہتی رہی جو شخص بھی کسی علاقے سے آتا' وہ بارش کی ہی اطلاع دیتا۔ (بخاری)

غور فرمائیں! محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بادل بھی فوراً آپ کا حکم مان رہے ہیں' اگر حکم برسنے کا ہوتا ہے تو خوب برستے ہیں اور اگر حکم رکنے کا ہوتا ہے تو فوراً مدینہ پاک کی حد خالی کر دیتے ہیں' اے انسان! اس میں تجھے دعوتِ فکر ہے

تجھے اللہ تعالیٰ نے مکلف اور صاحبِ عقل بنایا ہے، تجھے ان جمادات سے بڑھ کر اپنے نبی علیہ السلام سے محبت کرنی چاہیے۔

مؤمن ہوں مؤمنوں پر رؤف الرحیم ہوں
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانھر کی ہے

ناقہ کا عشقِ رسول

جب میرے آقا علیہ السلام کا وصال ظاہری ہوا، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہجر وفراق کا غم نہ صرف انسانوں پر تھا بلکہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ ہجر نبی علیہ السلام میں غمگین تھا۔ ناقہ صبا (یہ وہ اونٹنی تھی جو آقائے علیہ السلام کو خیبر کی فتح میں ہدیہ ملی تھی) بھی انہیں میں تھیں، جنہیں وصالِ نبی علیہ السلام کی وجہ سے دنیا میں زندہ رہنا محال نظر آتا تھا، ہجر نبی علیہ السلام میں موت کی تمنا کرتے تھے، گویا کہ زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہیں:

انہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں

چنانچہ ہجر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تڑپتی ہوئی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس وہی ناقہ مبارکہ آئی جس پر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرمایا کرتے تھے، جب اس ناقہ مبارک کی نظر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پر پڑی تو زبانِ حال سے گویا ہوئی:

فقالت السلام علیك یا بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم ھل لك حاجز الی ابیك فانی ذاھبة الیہ۔

اے بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تم پر سلامتی ہو! کیا آپ کا کوئی کام ہے اپنے والد صاحب کی طرف کیونکہ میں آج ان کی جانب جانے والی

ہوں۔

اس اونٹنی نے ہجر نبی علیہ السلام کا زخم پھر سے تازہ کر دیا' جب اس اونٹنی کی زبان سے اپنے بابا حضور کا نام سنا تو دل بھر آیا' آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' اس ناقہ کا سر اپنی گود میں لے کر اس سے پیار کرنا شروع کر دیا' ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیّدہ نے اس ناقہ سے پیار کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے ابا جان کی یادگار! تو مجھے چھوڑ کر اکیلی جا رہی ہے' ہاں! جب تو میرے مشفق و مہربان والد محترم کی بارگاہ میں پہنچے تو میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا شوقِ دیدار مجھ پر غالب آ چکا ہے' آپ دعا فرمائیں کہ میں آپ تک جلد از جلد پہنچ جاؤں' جب سیّدہ کا یہ پیغام لے لیا' اس کے بعد اس اونٹنی نے سفرِ آخرت شروع کر دیا' دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کو پیاری ہو گئی۔ (نزہۃ المجالس)

یعفور کی محبت

جب خیبر فتح ہوا تو ایک دراز گوش ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری نسل میں ستر حمار ایسے ہوئے ہیں جن پر نبیوں نے سواری فرمائی' اب میں ہی صرف اپنی نسل باقی ہوں' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی سواری کیلئے پسند فرمالیں' میرے آقا علیہ السلام میں ایک یہودی کے پاس تھا وہ جب بھی مجھ پر سوار ہوتا میں اسے قصداً گرا دیتا تھا' جب میں گرا دیتا تو وہ مجھے مارا کرتا تھا' فرمایا: گراتا کیوں تھا؟ عرض کیا: حضور! اس لیے کہ میں یہ چاہتا تھا کہ مجھ پر بھی کوئی نبی سواری فرمائے' جب اس دراز گوش کی آرزو سنی تو بے کسوں کے سہارے' آمنہ کے دلارے' خدا کے پیارے صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دراز گوش کو اپنی سواری کیلئے پسند فرمالیا اور اس کا نام یعفور رکھا' سواری کے علاوہ یعفور سے پیغام رسانی کا کام بھی لیا جاتا۔

جب کسی صحابی کو دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بلوانا مقصد ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حکم دیتے کہ جا اور جا کے فلاں صحابی کو بلا لاؤ' یعفور تیری عظمتوں پر قربان جائیں! کیسا عظیم کام تجھ سے لیا جا رہا ہے' یعفور کیسے بلاتا تھا؟ جب حکمِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ملتا حکم پاتے ہی اس صحابی کے دروازے پر پہنچ جاتا جن کو بلانے کا حکم فرمایا ہوتا اور اپنا سر دروازے پر مار کر دروازہ کھٹکھٹاتا' جب گھر والا باہر آتا' یعفور اشارے سے حکمِ مصطفیٰ علیہ السلام سناتا' اس اشارے کو صحابی فوراً سمجھ جاتا کہ اب مجھے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں طلب کیا گیا' اس کے بعد فوراً آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا' جب آقا علیہ السلام کا وصال ظاہری ہوا' اس کی خبر دراز گوش تک پہنچی' فوراً آقا علیہ السلام کے درِ اقدس پر حاضری دی' لیکن اپنے آقا و مولیٰ علیہ السلام کو وہاں نہ پایا' یعفور کے عشقِ نبی علیہ السلام پر قربان جائیں' وہ عشقِ نبی اور فراقِ نبی علیہ السلام میں اس قدر بے چین تھا کہ سرکار علیہ السلام کی جدائی برداشت نہ کر سکا اور خود کو ایک کنویں میں گرا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ (مدارج النبوت)

یعفور کا عشقِ نبی علیہ السلام میں جان دے دینا اس بات کی طرف اشارہ تھا ؎

اُنھوں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ساری بہار آنکھوں میں انہیں سے ہے

انسان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے واقعات

پیاری اسلامی بہنو! یہ تو جانوروں' لکڑیوں اور پتھروں کی حالت تھی' ان کو جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے راحت ملی تھی اور فرق سے پریشان ہو جایا کرتے تھے تو پھر شمع رسالت کے پروانوں' آقا علیہ السلام کے دیوانوں کے عشقِ مصطفیٰ علیہ السلام کی کیا کیفیت ہوگی! نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جو مقام حاصل ہے اور جن اعزازات سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے' اس انعام واکرام پر آپ صلی

اللہ علیہ وسلم مطلع تھے، جمادات، نباتات اور حیوانات کو حکم ارشاد فرمانے سے پہلے ہی آپ کو معلوم ہوتا تھا کہ یہ میری ضرور فرمانبرداری کریں گے بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حکم ارشاد فرماتے تو ان کی بجا آوری اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنی ذات سے بڑھ کر یقین ہوتا تھا، اس لیے وہ ہر معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب رجوع کرتے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت جانتے تھے اور اس پر ان کا پختہ ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارادے کو مکمل فرمانے والا ہے، اسی وجہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت واطاعت پورے زمانے میں ضرب الامثال ہے، یاد رکھیں! یہ تمام اُمور عالم ملک کے ہیں جو شرعاً اور عقلاً جائز ہیں اور ایسا نصوصِ صریحہ سے ان کا ثبوت ہے، جو قطعیت کی مقید ہیں یعنی نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے، اس وجہ سے یہ کوئی بعید از قیاس باتیں نہیں، دوسرا یہاں پر ایک اہم سوال ذہن میں اُبھرتا ہے۔

سوال

کیا انسان محبت وطاعت میں جمادات، نباتات اور حیوانات سے بڑھ سکتا ہے؟

کیا آج ہم بھی اپنے اسلاف، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرح اپنے نبی کریم رؤف الرحیم علیہ السلام سے محبت واطاعت کا وہ درجہ پا سکتے ہیں جس کے ذریعے ہم اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی حاصل کرسکیں؟

جواب

ہاں! کیوں نہیں بڑھ سکتا بلکہ انسان وہ مقام حاصل کرسکتا ہے کہ فرشتے بھی اس کی عزت وتکریم کرتے ہیں اور اس پر سلام بھیجتے ہیں، اس کے قدموں کے نیچے اپنے پَر بچھاتے ہیں، اس لیے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ ٹھہرایا ہے اور اسے اشرف المخلوقات کا شرف بخشا ہے، بس شرط اتنی سی ہے کہ انسان اگر اپنا مقام جانے، اپنا

منصب جانے اور غلامی رسول میں مٹ جائے اور اپنے دل سے عشقِ مجازی کو نکال کر اسے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عشقِ الٰہی میں لگا دے تو پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ تجھے کیسے نوازتا ہے، اسی کو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانۂ شمع رسالت عاشق ماہ رسالت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان رضی اللہ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں:

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو جبریل پَر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو

ایسا لگا دے ان کی ولا میں خدا ہمیں ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

جب کوئی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گم ہو کر عرض کرتا ہے تو اس منظر کو یوں بیان فرماتے ہیں:

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اے شوق دل یہ سجدہ گراں کو روا نہیں اچھا وہ سجدہ کیجیے کہ سر کو خبر نہ ہو

اب اس سوال کے دوسرے حصے کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: (التوبہ:۱۰۰)

(ترجمہ) اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان پیرو اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کیلئے تیار کر رکھے ہیں باغات، جن کے نیچے نہریں بہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

پتہ چلا جو بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نہج پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھی ضرور نوازتا ہے، اس کیلئے بھی وہی انعام ہے، اس کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اعلان فرما دیا ہے۔

توجہ طلب بات

یہ چند ایک واقعات کی روشنی میں آپ جان چکے ہوں گے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی سرداری آپ کی حاکمیت، آپ کی نبوت، آپ کی رسالت صرف انسانوں کیلئے ہی نہیں بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رسالت کی گواہی دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: (النساء:۶۵)

(ترجمہ) اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمہیں آپس کے جھگڑوں میں حاکم نہ بنالیں۔

تفسیر نعیمی میں مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن، حاکم اور حکم میں فرق بیان کرتے ہیں، حاکم وہ ہے جو بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو اور حکم وہ ہے جسے فریقین فیصلہ کیلئے مقرر کریں، دوسرا فرق: حاکم وہ ہے جسے ولایتِ عامہ حاصل ہو اور حکم وہ ہے جسے ولایتِ خاصہ حاصل ہو۔

تیسرا فرق: حاکم وہ ہے جو اپنا فیصلہ بزور منوائے، نہ ماننے پر سزا دے جبکہ حکم میں یہ بات نہیں، لہٰذا اس کیلئے علم و اختیارات کا ہونا ضروری ہے، اس لیے کہ بے علم اور بے اختیار حاکم نہیں ہوسکتا، اس آیت مبارکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی، دوسری بات اللہ تعالیٰ نے قسم اُٹھائی ہے، فرمایا: اے محبوب! تیرے رب کی قسم! یہ بھی اس امر کی جانب اشارہ ہے، اے میرے محبوب! دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کا ہوگا وہی میرا ہے، جو آپ کو حاکم مانے گا وہی مسلمان ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت تسلیم نہیں کرتا اور بکواس کرتا ہے (نعوذ باللہ من ذٰلک) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک نہیں، اللہ تعالیٰ ان بے ادبوں گستاخوں سے محفوظ ہی رکھے۔ (آمین!) وہ مسلمان نہیں ہوسکتا بلکہ وہ بدبخت، بے ایمان اور منافق ہے، ہاں ہاں! ہمارے نبی علیہ السلام تو وہ ہیں جنہیں مالک الملک نے ساری کائنات میں تاجوری عطاء فرمائی ہے، پوری کائنات کا حاکم بنایا ہے۔

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

قربان جاؤں تاجدارِ دوجہاں، والیِ بے کساں، رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم، محبوبِ خدا کی شان وعظمت پر جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پوری کائنات کی حاکمیت عطاء فرمائی ہے، جن کی شاہی صرف انسانوں پر ہی نہیں، صرف جنوں پر ہی نہیں، صرف جانوروں پر ہی نہیں، صرف فرشتوں پر ہی نہیں، صرف نبیوں پر ہی نہیں، صرف رسولوں پر ہی نہیں، صرف فرش والوں پر ہی نہیں، صرف عرش والوں پر ہی نہیں، صرف مشرق والوں پر ہی نہیں، صرف مغرب والوں پر ہی نہیں، صرف شمال والوں پر ہی نہیں، صرف سورج پر ہی نہیں، بلکہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بادشاہی تو خدا عزوجل کی خدائی میں جلوہ گر نظر آ رہی ہے:

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری
تو ہی ہے ملک خدا ملک خدا کا مالک راج تیرا ہے زمانے میں حکومت تیری ہے

اس بے مثل و بے مثال آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے کے اس کے اُمتی زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگاروں کو ہر مقام پر یاد رکھا، دنیا میں آئے تو بھی نہ بھولے، وہی نا جو نہ انعام میں بھولے نہ اکرام میں بھولے جو نہ دن میں بھولے نہ شب میں بھولے، جو نہ معراج میں بھولے نہ جلوہ یار میں بھولے، جو نہ حیات میں بھولے اور نہ وقتِ وصال میں بھولے، بلکہ ہر آن یاد رکھا، اس کی جانب جب امیر اہلِ سنت عظیم المرتبت پروانۂ شمع رسالت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضویہ ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی نظر عقیدت اُٹھتی ہے تو اُمیدِ رحمتِ مصطفیٰ اور شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹھہرتی ہے اور یوں گویا ہوتے ہیں:

معراج کی شب تو یاد رکھا پھر حشر میں کیسے بھولیں گے
عطار اسی اُمید پر ہم دن اپنے گزارے جاتے ہیں

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت، عاشق ماہ رسالت، محسنِ اہلِ سنت رضی اللہ عنہ کی نظر عقیدت اُٹھتی ہے تو آپ یوں فرماتے ہیں:

تمہارے ہو کر کس کے پاس جائیں صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجیے
آپ سلطانِ جہاں، ہم بے نوا، یاد ہم کو وقتِ نعمت کیجیے

سب کچھ سرکار علیہ السلام کے قدموں میں

غزوۂ تبوک کا موقع تھا، دین اسلام کو مال کی ضرورت تھی، نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مال لائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اتفاق سے میرے پاس اس دن مالِ کثیر تھا، میں نے سوچا کہ آج میں راہِ خدا میں اتنا خرچ کروں گا کہ

الیوما لسبق ابا بکر ان سبقة یوما ۔

آج میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ سکا تو ضرور بڑھ جاؤں گا۔

سبحان اللہ! ان حضراتِ قدسیہ کا جذبہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا ہوتا تھا، مال میں نہیں بلکہ نیکیوں میں، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے اور تمام مال کا نصف گھر میں رکھا اور نصف بارگاہِ رسالت میں حاضر کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے عمر! کیا لے کر آئے ہو اور گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے؟ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آدھا میں لے آیا ہوں اور آدھا گھر والوں کیلئے چھوڑ آیا ہوں، ادھر سے یارِ غار حقیقتوں کے رازدار عاشقوں کے سالار، یارِ مزار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی سارا مال لے کر خدمتِ اقدس میں

حاضر ہو گئے۔

فقال یا ابا بکر ما ابقیت لاھلک .

اے پیارے صدیق! آپ گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کی: آقا علیہ السلام!

فقال ابقیت لھم اللہ ورسول . (مشکوٰۃ ص ۵)

عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گھر والوں کیلئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان سرکار علیہ السلام کی خدمت سراپا عظمت میں پیش کر دیا' یہاں تک کہ اپنے تن کے کپڑے بھی اتار کر جسم پر دو چادریں لپیٹی ہوئی تھیں جن کو کانٹوں سے پیوند لگا رکھے تھے' اتنے میں حضرت جبریل امین' سرکار علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ان کا بھی یہی لباس تھا' سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: اے جبریل امین! آج یہ لباس! عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج صرف میرا ہی یہ لباس نہیں بلکہ تمام فرشتوں کا یہی لباس ہے کیونکہ آپ کے عاشقِ صادق کی یہ ادا اللہ رب العزت کو اتنی پسند آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کو فرما دیا ہے کہ سنت صدیق ادا کرو اس لیے میرا بھی یہی لباس ہے۔ (ریاض النضرہ)

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ وفات میں اپنا سر اقدس باندھے مسجد نبوی شریف میں تشریف لا کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

کسی شخص نے ابوقحافہ کے بیٹے سے بڑھ کر اپنی جان و مال اور محبت سے مجھے امن نہیں دیا' اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا' مگر اسلامی دوستی اہم ہے' مسجد سے

ہر کھڑکی بند کر دو مگر ابو بکر والی قائم رکھو۔ (بخاری' ابو حاتم' امام احمد)

حافظ ابو قاسم دمشقی رحمۃ اللہ نے اس حدیث میں اضافہ کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا ہے: حافظ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب رحمت دو عالم نورِ مجسم حبیبِ مکرم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے کہ تمام صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حمد وثناء کے بعد فرمایا: ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ چاہے تو ہمیشہ دنیا میں رہے اور اس کی بہاریں لوٹتا رہے اور چاہے تو اللہ کے ہاں تیار شدہ جنت کی طرف آ جائے' تو اس بندے نے جنت کو اختیار کر لیا۔

یہ کلام جب عاشقوں کے سالار' حقیقتوں کے راز دار' یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو زار و قطار رونا شروع کر دیا اور روتے روتے بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ قربان! ہمیں یتیم کر کے نہ جانا' ہمیں چھوڑ کر نہ جانا ہم آپ کے بغیر کس طرح زندہ رہیں گے' ایک کونے میں لگ کر روتے جا رہے ہیں' صحابہ پوچھتے ہیں: اے صدیق! تجھے کیا ہوا ہے؟ آپ فرماتے ہیں؟ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ جس بندے کو اختیار ملا ہے وہ خود نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' اس اعلان کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی محبت اور مال سے ابو بکر نے ہی مجھے زیادہ امن دیا ہے اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا' مگر اسلامی بھائی چارہ سب سے بہتر ہے' پھر فرمایا: ابو بکر کے علاوہ سب کی کھڑکیاں بند کر دی جائیں' راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہم سمجھ گئے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔ (الریاض النضرہ) مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دلربا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی ہر

پیاری سے پیاری چیز بھی قربان کر دی، جس پر اللہ کریم نے یوں بھی انعام فرمایا، چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے: (الحدید:۱۰)

ان کی عظمت تمہاری جیسی نہیں جنہوں نے تم میں سے فتح مکہ سے قبل مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی

مکہ مکرمہ میں فضالہ بن عمیر صوح اللیثی عرصہ سے سید الانبیاء علیہ الرحمۃ والثناء کے خلاف بغض وعناد کی آگ میں جل رہا تھا، لیکن اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہاتھ اُٹھانے کا موقع نہ ملتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے، قریش سے مل کر جنگیں بھی لڑیں، لیکن فضالہ کی یہ حسرت پوری نہ ہوئی وہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہا، اسی دوران فضالہ کو مکہ کی ایک عورت سے عشق ہو گیا، نامہ و پیغام سے بات آگے بڑھ گئی اور جنسی خواہشات کو پورا کرنے میں بھی رابطہ قائم ہو گیا لیکن اس کے باوجود نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ذرہ بھر کمی نہ آئی، یہاں تک کہ مکہ بھی فتح ہو گیا، فضالہ کے دل میں کدورت اور نفرت کا شعلہ اور بھڑک اُٹھا اور موقع کی تاک میں رہنے لگا، اسے جب معلوم ہوا کہ سرکار علیہ السلام طواف کر رہے ہیں تو کعبہ شریف کی طرف روانہ ہو گیا، راستہ میں اس کی معشوقہ ملی اور؟؟؟ کی دعوت دی مگر جواب میں صرف اتنا کہہ کر اس کو بھی پسِ پشت کیا:

میں ایک بہت بڑے کام پر جا رہا ہوں، واپسی پر ملاقات ہو گی۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم طواف فرما رہے تھے، فضالہ بھی طواف کرنے لگا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فضالہ ہے؟

اس نے جواب میں کہا: جی ہاں! میں فضالہ ہوں، غیب دان نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: تو ابھی دل میں کیا سوچ رہا تھا، فضالہ نے جواب دیا: کچھ نہیں، میں تو بس اللہ کے ذکر میں مشغول تھا، اس کی بات سن کر پیارے آقا علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمایا: اللہ سے استغفار کرو، فرمایا: اے فضالہ! تو گھر سے تو یہ ارادہ لے کر چلا تھا، فضالہ ساری حقیقت سن کر ابھی خاموش ہی کھڑا تھا کہ رحمۃ للعالمین کا مبارک ہاتھ اُٹھا اور فضالہ کے سینے پر رکھ دیا، جونہی "یَدُ اللّٰہ" والا ہاتھ مبارک فضالہ کے سینے پر پہنچا، فضالہ کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا اور فضالہ کا سینہ نورِ ایمان سے جگمگا اُٹھا، کفر کی تاریکی ایمان کے نور میں بدل گئی اور عشقِ مجازی کا رخ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بدل گیا، وہ فضالہ جو تھوڑی دیر پہلے رحمۃ للعالمین کی جان لینے آیا تھا، اب جانِ رحمت، جانِ عالم کے قدموں پر گر کے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے: حضور! مجھے کلمہ پڑھا کر اپنے عشاق کی صف میں شامل کر لیجئے اور میری خطاء معاف فرما دیجئے، نبی پاک صاحبِ لولاک سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھا کر اپنے صحابہ کی صف میں شامل فرما لیا، فضالہ رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے: خدا کی قسم! جونہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے سے اپنا دستِ مبارک ہٹایا، میرے دل کی حالت بدل گئی، بغض وکینہ نکل گیا، عورت کی محبت نکل گئی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو وکرم کی محبت سے سرشار ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دنیا ومافیہا سے محبوب ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے ساری کائنات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مجھے ہر چیز سے زیادہ ناپسند تھے۔ اس کے بعد فضالہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی طرف لوٹ کر آ رہے تھے کہ راستے میں وہی محبوبہ مل گئی جو آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مسکرانے لگی اور دل میں خیال کرنے لگی: شاید اب میری خواہش کو پورا کریں گے، اس نے آپ کو دعوت دی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور یہ شعر پڑھا جس کا مفہوم ومطلب یہ ہے:

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

محبت میں تلوار بے نیام

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفوان بن امیہ اور عمیر بن وہب دونوں کافروں نے جنگ بدر میں ہونے والے نقصان کا تذکرہ کیا، عمیر کہنے لگا: خدا کی قسم! تم نے سچ کہا، قسم بخدا! ان کے یعنی ابوجہل وغیرہ کے بعد جینا بے کار ہے، اگر میرے اوپر قرضہ نہ ہوتا اور بیوی بچوں کے ضائع ہونے کا خدشہ دامن گیر نہ ہوتا تو میں خود جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے آتا، میرے پاس تو انہیں قتل کرنے کی وجہ وجواز بھی ہے کیونکہ میرا بیٹا ان کے ہاتھوں قید ہے، صفوان نے موقع جانا اور کہا: تیسرا قرضہ میرے ذمہ تیرے بال بچے میرے بچوں کے ساتھ رہیں گے، مجھے انہیں پالنے میں کوئی دقت نہیں، عمیر نے کہا: اے صفوان! میری یہ گفتگو کسی اور سے نہ کرنا، صفوان کہنے لگا: میں اس کا تذکرہ کسی اور سے نہیں کروں گا اس کے بعد صفوان نے عمیر کو اپنی تلوار تیز کر کے زہر آلود کر دی، عمیر سے لے کر مدینہ جا پہنچا، اس وقت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد نبوی شریف کے دروازے پر بیٹھے روزِ بدر کا تذکرہ کر رہے تھے، اچانک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی، جو مسجد نبوی شریف کے دروازے کے سامنے اپنا اونٹ بٹھا رہا تھا اور گلے میں زہر آلود تلوار لٹکا رکھی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کتا اسلام کا دشمن عمیر بن وہب ہے، لگتا ہے کہ یہ ایک بہت بڑا فتنہ لے کر آیا ہے، اس نے روزِ بدر ہمارے اور کفار کے درمیان آگ بھڑکائی تھی، یہ کہہ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور خبر دی کہ دشمنِ خدا عمیر بن وہب شمشیر بدست آیا ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور عمیر کو اس کے گلے میں لٹکی ہوئی رسّی سے پھندا ڈال کر اسے گھسیٹتے ہوئے سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں لا کر پھینک دیا اور اپنی تلوار بے نیام کر کے اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور قہرِ خداوندی کی بجلی بن کر

چمکنے لگے اور اذنِ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منتظر ہیں کہ کب اذان ہو اور اس دشمنِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو جہنم رسید کروں، لیکن سرکار علیہ الصلوٰۃ نے عفو و کرم سے کام لیتے ہوئے فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو اور میرے قریب لے کر آؤ، عمیر قریب آ کر بولا: ''انعموا صباحًا'' ''نعمتوں میں صبح کرتے رہو۔

ہمارے آقا علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر سلام سکھایا ہے، جس میں دائمی سلامتی ہے اور جو جنت والوں کا سلام ہے، اس نے معذرت کی کہ مجھے علم نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمیر! کیسے آئے ہو، عمیر بولا: اس قیدی کیلئے آیا ہوں جو تمہارے پاس ہے، اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کا متمنی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے گلے میں تلوار کس لیے لٹکا رکھی ہے؟ کہنے لگا: اللہ اس تلوار کا بُرا کرے! اس نے ہمیں کیا فائدہ دیا آخر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچ بتلاؤ کس ارادے سے آئے ہو، کہنے لگا: صرف اسی لیے آیا ہوں۔ بار بار پوچھنے پر جب اس نے آنے کا مقصد نہ بتلایا تو غیب دان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے عمیر! تو نے اور صفوان ابن امیہ نے حجر میں بلا کے کنوئیں میں ڈالے جانے والے قریشی سرداروں کی بابت غور و فکر کیا تھا، تم نے کہا: اگر مجھ پر قرضہ اور فکر عیال نہ ہو تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے چھوڑوں، اس پر صفوان نے تمہارا قرضہ اور عیال کا خرچہ فوراً اپنے ذمہ لے لیا اور میرے قتل کا تم سے عہد لیا، خدا کی قسم! اے عمیر! تمہارے اور میرے قتل کے درمیان اللہ تعالیٰ خود حائل ہے۔

عمیر نے جب اپنی یہ روداد کہانی سنی تو کہنے لگا: صدقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! واقعہ ایسا ہے، نگاہِ نبوت کا تیر نکلا اس کے کفر کے قفل کو توڑتا ہوا اس کے دل پر پیوست ہوا، جس سے اس کا دل نورِ ایمانی سے جگمگا اٹھا، وہی عمیر جو تھوڑی دیر پہلے جان لینے کے ناپاک ارادے سے آیا تھا، اب جانِ عالم جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے

قدموں پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے لگا' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کی آسمانی خبروں کو جھٹلایا کرتے تھے' میرے آقا! یہ وہ بات ہے جو صرف میرے اور صفوان کے درمیان تھی' اس کی خبر آپ کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے' اللہ کی حمد ہے' اس پر جس نے ہدایت عطاء فرمائی' اس کے بعد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا' سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلمہ پڑھایا' اس کے دل سے کفر کا اندھیرا چھٹ گیا' اب دل نورِ ایمانی سے چمکنے لگا اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سلگنے لگا' عمیر کی عداوت محبت میں بدل گئی اور زبانِ حال سے کہنے لگا اور اس کیفیت کا اظہار یوں کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نورِ خدا بجھا دینے کے درپے رہتا تھا' اہلِ اسلام کو ستانے میں شدت کرتا تھا' اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں مکہ والوں کو جا کر دعوتِ اسلام دوں' شاید اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطاء فرمائے' ورنہ انہیں ویسی ہی سزا دوں گا جیسے مسلمانوں کو دیا کرتا تھا' تاکہ اس غلطی کا کفارہ ادا ہو جائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دی' عمیر اجازت لے کر مکہ کی جانب روانہ ہو گیا' ادھر صفوان کو عمیر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی خبر پہنچی تو کہنے لگا: مجھے قسم ہے کہ میں عمیر سے کلام نہیں کروں گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ میں پہنچے' آپ رضی اللہ عنہ نے اسی جذبے کے ساتھ دین اسلام کی تبلیغ شروع کر دی اور مخالفین اسلام سے گن گن کر بدلے لینے لگے' آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر لوگوں کی کثیر تعداد نے اسلام قبول کیا۔ (ابن اسحاق' الریاض النضرۃ)

اس حدیث مبارکہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوتا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ ہے ہر دشمنِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے قہر خداوندی کی بجلی بن کر چمکتے تھے' جس طرح جب عبداللہ بن ابی منافق نے شانِ رسالت میں گستاخی کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے سرکار علیہ السلام کی خدمت میں حاضر

ہو کر اجازت طلب کی کہ میں اس منافق کے سر قلم کر دوں، لیکن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت نہ دی، اسی طرح جب منافق اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہوا تو اس کا فیصلہ سرکار علیہ السلام نے کیا، لیکن منافق راضی نہ ہوا تو اس منافق کی گردن کا فیصلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تلوار نے کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیت نازل فرمائی اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے مشہور ہو گئے۔

(شعبی واحدی، الریاض النضرۃ)

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کی بے قراری

لشکر اسلام کو غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہوئے کئی دن گزر چکے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی اورخیثمہ رضی اللہ عنہ کسی مجبوری کی وجہ سے لشکر کے ساتھ روانہ نہ ہو سکے تھے، وہ ہر روز کوچ کرنے کا ارادہ کرتے لیکن روانہ ہونے سے ہر روز رہ جاتے، ایک دن جب گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ گرمی کی شدت کو کم کرنے کیلئے ان کی دونوں بیویاں اپنے اپنے مکانوں کو پانی چھڑک کر ٹھنڈا کر رکھا تھا اور عمدہ کھانے تیار کر رکھے تھے اور پینے کیلئے ٹھنڈا پانی بھی رکھا ہوا تھا، دونوں آپ رضی اللہ عنہ کی منتظر تھیں، آپ رضی اللہ عنہ نے دروازے پر کھڑے ہو کر اپنی بیویوں کے اس اہتمام کو دیکھا تو یکا یک دل سے ایک ہوک نکلی اور آپ بے اختیار پکار اُٹھے اور بے قرار ہو کر کہنے لگے: آہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس وقت تیز دھوپ اور گرم ہوا میں ہوں اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ اپنی بیویوں کے پاس بیٹھ کر کھانا کھائے؟ خدا کی قسم! میں مکان میں ہرگز داخل نہیں ہوں گا جب تک اپنے آقا علیہ السلام سے نہ مل جاؤں، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے ہی واپس چلے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی بیویاں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی رہ گئیں، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ کھولا اور ضروری سامان لیا اور اونٹ پر سوار ہو کر رختِ سفر باندھا۔ بھوکے پیاسے شدید گرمی

میں سفر کرتے ہوئے اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم لہراتے ہوئے لشکر اسلام کے قریب پہنچے تو انہیں دیکھ کر ایک مجاہد کہنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی سوار دور سے چلا آ رہا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ ضرور ابوخیثمہ ہوگا۔ (بیہقی)

سبحان اللہ! ادھر غلام ابھی روانہ ہوا ہے اُدھر ان کے آنے سے آقا باخبر ہیں اور دوسرے غلاموں کو بتا رہے ہیں، آخر کیوں نہ ہو! ایک شاعر نے اس کو یوں عشق کے رنگ میں فرمایا ہے:

ہجر نبی میں آہ کہاں بے اثر کی تڑپتے جو ہم یہاں تو آقا کو خبر گئی

اُم شریک دوسی رضی اللہ عنہا کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ابن سعد بطریق واقدی لکھتے ہیں کہ اُم شریک دوسی کے شوہر ابوالعکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور قبیلہ دوس کے کچھ لوگ ان کے ہمراہ تھے، ابوالعکر کے رشتہ دار اُم شریک رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر کہنے لگے: شاید تم نے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اختیار کر لیا ہے، وہ بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں، رشتہ داروں نے مجبور کیا کہ تو دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دے، حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا کی زبان پر یہی جاری تھا کہ یہ جان تو جا سکتی ہے لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا ایمان نہیں جا سکتا، یہ سن کر وہ اور زیادہ اذیتیں دینے لگے اور مجھے اونٹ کے خستہ حال اور تکلیف دہ کجاوے پر باندھ کر لے گئے، وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی دیتے تھے مگر پانی کا ایک قطرہ تک نہ فراہم کرتے تھے، یہاں تک کہ دوپہر ہو جاتی اور سورج کی گرمی عروج پر ہوتی، جب کہیں پڑاؤ کرتے تو اہل قافلہ اتر کر اپنے خیمے نصب کر لیتے اور مجھے دھوپ میں ڈال دیتے، یہاں تک کہ میری عقل اور قوتِ شنوائی و بینائی جاتی رہی، لیکن ایمان نہ جانے دیا، کیونکہ سرکار علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے نام میں ہی اس قدر چاشنی ہے کہ جب قلب ولسان اس کا ورد کرتے ہیں تو ساری مصیبتیں بھول جاتی ہیں، ظالموں نے تین دن تک اسی حالت میں مجھ پر ظلم وشدت جاری رکھا، تیسرے دن پھر یہی کلمات دہرانے شروع کر دیئے کہ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دے، اُم شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت مجھ پر کرب والم سے ایسی کیفیت تھی کہ مجھے ان کی کوئی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی تھی، وہاں اتنا پتہ چلتا تھا کہ ایک کے بعد دوسری بات کہہ رہے ہیں، گویا میری عقل بالکل جاتی رہی تھی لیکن اس وقت بھی میں نے انگلی کے اشارے سے توحید ورسالت کی گواہی دی، فرماتی ہیں: قریب تھا کہ میری روح میرے بدن کو چھوڑ جائے، اچانک میں نے ٹھنڈے پانی کا ڈول اپنے سینے پر محسوس کیا، میں نے اسے تھام لیا اور ایک گھونٹ پیا، وہ ڈول الگ ہوگیا اور میری نظروں کے سامنے بلند ہوکر آسمان وزمین کے درمیان معلق ہوگیا، پھر دوسرا ڈول اترا تو میں نے اس سے بھی ایک ہی گھونٹ پیا تھا کہ وہ بھی مجھ سے جدا ہوکر معلق ہوگیا، پھر تیسرا ڈول آیا تو میں نے اس سے سیر ہوکر پیا اور باقی اپنے سر اور بدن پر انڈیل لیا، قافلے والے باہر نکلے اور پوچھا: اے اُم شریک! تیرے پاس یہ پانی کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کہا: یہ میرے اللہ نے عطاء کیا ہے، وہ تیزی سے اپنے خیموں میں پڑی ہوئی چھاگلوں اور مشکیزوں کی طرف لپکے تو انہیں بدستور سربند دیکھا، یہ حیران کن منظر دیکھ کر بولے: اے اُم شریک! ہم گواہی دیتے ہیں کہ تمہارا رب ہی ہمارا پروردگار ہے اور جو کچھ تمہیں اس مقام پر ملا ہے وہ پروردگار ہی کا عطاء کردہ ہے، یہ جو ہم نے تمہارے ساتھ سلوک کیا ہے اس کی ہم معافی چاہتے ہیں اور آئندہ ہمیشہ کیلئے ہم کفر سے توبہ کرتے ہیں، آپ گواہ ہو جائیں ہم نے اسلام قبول کرلیا ہے، اس کے بعد ہم سب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی، وہ سب میری اس فضیلت کا اعتراف کرتے تھے، جو اللہ تعالیٰ نے میرے

سبب عطاء فرمائی۔ (واقدی، ابن سعد)

میں غموں کی دھوپ میں تیرا نام لے کر نکلا
مل گیا تیری رحمتوں کا سایہ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

سرکار علیہ السلام کا اُمت پر سایہ

اے انسان! تو دنیا و آخرت کی ہر عزت کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں ہی پا سکتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے تمام دروازے بند فرما دیئے اور اعلان فرما دیا کہ کسی کو قبول نہیں کیا جائے گا، مگر اس کو جو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کے راستے سے آئے گا، اسے ہی قبول کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان کو باطل فرما دیا مگر اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو باقی رکھا اور وہ اسلام ہے اے بنی نوع انسان! تجھ پر بھی تیرے محسن علیہ السلام کی محبت واجب ہے، اس لیے کہ انہوں نے تجھے گمراہی، تاریکی اور ضلالت کے سمندر میں سے اس وقت نکالا جب طاقت ور کمزور کو کھا رہا تھا، جہالت کا دور دورہ تھا، ہر طرف مکمل اندھیرا تھا، شریعت غائب تھی، نیکی نیکی نہ رہی تھی اور نہ برائی برائی، لوگ افتراق و انتشار کا شکار تھے، کوئی نظام نہ تھا، نہ کوئی قانون تھا، کوئی ضابطہ نہ تھا، چوری و ڈاکہ قوت و طاقت کا دور دورہ تھا، جس کو خود والیٔ کائنات باعثِ ایجاد کائنات محبوبِ رب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان فرماتے ہیں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی)

کیا تم گمراہ نہیں تھے، اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت فرمائی، تم متفرق تھے میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اُلفت عطا فرمائی، تم محتاج تھے میری وجہ سے تمہیں اللہ تعالیٰ نے غنی کیا۔ اے عقل کے پجاریو! اب بتاؤ کہ محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و طاعت کے بغیر کیا نجات ممکن ہے، ہاں ہاں! وہی نبی علیہ السلام جو تیری ذات سے بھی تیرے قریب تر ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے۔

(الاحزاب:۶) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے اور اس نبی علیہ السلام کی بیویاں ان کی مائیں ہیں، بس یہی نہیں مزید احادیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا اولى بالمؤمنين من انفسهم ۔(بخاری۔کتاب الکفالہ)

میرا تعلق ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔

مزید حدیث پاک میں آتا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من مؤمن الا و انا اولى به في الدنيا و الاخرة ۔(بخاری ومسلم)

ہر مؤمن کے ساتھ دنیا وآخرت میں تعلق ہر شے سے زیادہ ہے۔

اب اگر ہم غور کریں کہ ان کے ساتھ ہمارا تعلق کیسا ہونا چاہیے؟ اس محبت و تعلق کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے؟ جو ذات اور نفس سے بھی زیادہ حقدار ہو یقیناً جواب کی صورت میں یہی صدا بلند ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے نفس و جان و مال و اولاد کو ان کی اطاعت و محبت میں قربان کر دینا چاہیے، صحابہ کرام کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ اپنے قیمتی سے قیمتی متاع کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و طاعت میں قربان کر دیا کرتے تھے، جان کا نذرانہ پیش کرنا ان کیلئے حقیر سا تحفہ تھا، حتیٰ کہ حالت جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے سامنے کھڑے ہو جاتے، دشمنوں کے تیروں کیلئے ڈھال بن جاتے، کفار کی جانب سے ہر آنے والے تیر کو اپنے سینے میں لے کر روکتے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ ان کے عشقِ نبی علیہ السلام کا یہ عالم تھا کہ ہر کوئی اس تمنا کا اظہار کرتا: کاش! اس حالت میں میرے جسم کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے مگر ایسا نہ ہو کہ میرے نبی علیہ السلام کے پاؤں مبارک میں کانٹا

چھپ جائے اور میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا رہوں، صاحبِ عقل و صاحبِ شعور کتب سیر و تاریخ کا مطالعہ کرنے سے بخوبی جان سکتا ہے کہ ایسی جماعت ان کے سوا کوئی ہو بھی کیسے سکتی ہے؟ جن کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس نگاہوں نے فرمائی ہو، اب ان حضراتِ قدسیہ کے چند اور ایمان افروز عشقِ نبی علیہ السلام سے لبریز واقعات زیب قرطاس کرتی ہوں، تاکہ ان واقعات کو پڑھ کر ہمارے سینوں میں بھی عشقِ نبی علیہ السلام کی شمعیں روشن ہوں۔

عاشقوں کے سالار

امام العاشقین خلیفۃ المسلمین محب رحمۃ العالمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں، جن کی ہر ہر ادا سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نظر آتی ہے، اس عاشقِ ماہ رسالت پروانۂ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی ہی سرکار علیہ السلام کی محبت سے سرشار ہے، اے صدیق اکبر! تیری عظمتوں پر قربان جائیں!

صدیق کون؟

وہی جو رونقِ بازارِ مصطفیٰ ہیں، جو حاملِ انوارِ مصطفیٰ ہیں، جو حاصلِ افکارِ مصطفیٰ ہیں، جو مظہرِ کردارِ مصطفیٰ ہیں، جو واقفِ اسرارِ مصطفیٰ ہیں، جو زینت دربارِ مصطفیٰ ہیں، جو نکہتِ گلزارِ مصطفیٰ ہیں، جو کشتہ دیدارِ مصطفیٰ بھی ہیں، جو ساکن مزارِ مصطفیٰ ہیں، جو یارِ مصطفیٰ ہیں، جو نائب مصطفیٰ بھی ہیں، جو رازِ مصطفیٰ ہیں جو طالبِ مصطفیٰ ہیں، جو عکسِ مصطفیٰ بھی ہیں جو دیارِ مصطفیٰ ہیں، جو محافظِ مصطفیٰ بھی ہیں، جو تسلیم مصطفیٰ بھی ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

قربان جاؤں اے امام العاشقین کا لقب پانے والے، مصطفیٰ علیہ السلام کے قدموں پر جانے والے، نامِ مصطفیٰ پر بک جانے والے، حکمِ نبی علیہ السلام پہ مال و زر سب لٹا دینے والے، آپ کی عظمتوں کو سلام!

سلام اُس پر جس کے کندھوں پر مصطفیٰ نے سواری کی

سلام اُس پر جس نے نماز میں زلفوں سے بہاری کی

اس عاشق ماہِ رسالت پروانۂ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت بیان کرنا بشر کی طاقت میں نہیں اور نہ ہی بشر سے ممکن ہے، ہو بھی کیسے سکتی ہے جس کے بارے میں میرے آقا نامدار دو جہاں کے مالک ومختار رسولوں کے سالار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ''وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى '' والی زبان اطہر جنبش کرتی ہیں تو ارشاد ہوتا ہے: میں نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ دنیا میں دے دیا ہے مگر اے صدیق! تیرے احسانات مجھ پر اتنے ہیں ان کا صلہ کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ دے گا' اس یارِ غار، یارِ مزار، عاشقوں کے سالار رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی ہی عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق دیتی ہے' یہاں پر طوالت کے خوف کے پیشِ نظر اس عاشقِ صادق کی زندگی کے چند واقعات سپردِ قلم کرتی ہوں' ہاں! اگر آپ مزید شوق رکھتے ہیں تو فقیر کی کتاب ''امام العاشقین'' کا مطالعہ فرمائیں' جس کے سینے میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر موجزن ہو کہ ہر وقت دل کی تمنا و آرزو بس یہی ہو کہ سرکار علیہ السلام کے جلوے میری آنکھوں کے سامنے رہیں اور میں دیکھتا رہوں جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ کس نے سوال کیا: اے صدیق رضی اللہ عنہ! آپ کی پسند کیا ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا:

النظر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔

(نزہۃ المجالس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے انور کو دیکھتے رہنا۔

زخموں سے چور پھر بھی پروا نہیں

تبلیغ اسلام کا ابتدائی دور تھا' ہر طرف کفر کا دور دورہ تھا' پورا مکہ کافروں سے بھرا ہوا ہے' ہر حق کی اٹھنے والی آواز کو دبایا جاتا تھا' بتوں کو اپنا معبود بنائے بیٹھے تھے' اس

کفرستان سے اُٹھنے والی وحدہٗ لاشریک کی آواز کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا تھا، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ایک دن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض گزار ہوتے ہیں: میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداک امی وابی مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں ان کفار کو علانیہ آپ کی رسالت کی اطلاع دوں اور ان کو آپ کے دامن سے وابستہ اور فیضیاب ہونے کی دعوت دوں، غیب دان نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ! صبر سے کام لو، اس لیے کہ ابھی ہم تعداد میں بہت کم ہیں، آپ رضی اللہ عنہ پر سرکار علیہ السلام کی محبت کا غلبہ حال طاری تھا اور وہ یہ چاہتے تھے کہ اس نعمتِ عظمیٰ سے ہر کوئی فیضیاب ہو سکے، اس لیے وہ بار بار اصرار کر رہے تھے جب یارِ مزار، غریبوں کے غم خوار رضی اللہ عنہ کا اصرار دیکھا تو اجازت عنایت فرمادی، جب مجاہد اسلام کو اجازت مل گئی تو بلا خوف وخطر لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی۔

فکان اوّل خطیب دعا الی اللّٰہ والیٰ رسولہٖ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے خطیب ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بلایا، جب اس خطیب اوّل نے اسلام کی دعوت ان کفار کو دی تو مشرکین مکہ آپ پر ٹوٹ پڑے، آپ کو سخت پیٹا اور روندا، عتبہ بن ربیعہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور پر بے تحاشا تھپڑ مارے، اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ اس نعلین نے اپنا دوہرے چمڑے والا جوتا اُتارا، اس جوتے سے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اتنی ضربیں لگائیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہونٹ اور ناک ایک ہو گئے، اس کی خبر جب بنو تمیم (یہ آپ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا) تک پہنچی تو آپ کے قبیلے والے روتے ہوئے آئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کفار کے نرغے سے نکالا اور اُٹھایا اور لے جا کر ان کے گھر لٹایا،

لوگوں کا گمان تھا کہ اب وہ جانبر نہ ہوسکیں گے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ پر زخموں کی وجہ سے بے ہوشی طاری تھی، پورا دن بے ہوشی کی حالت میں گزر گیا، جب شام ہوئی اور آپ کو ہوش آیا، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم اور آپ کے قبیلے والے پاس ہی کھڑے تھے، قربان جاؤں اس سلطان العاشقین کی شان وعظمت پر کہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو ایسا ہو، جان پر بنی ہوئی ہے، جسم زخموں سے چور چور ہے، حالت نازک ہے پھر بھی جب زبان کھلتی ہے تو محبوب علیہ السلام کے قصیدے پڑھتی ہے، ہوش آتے ہی محبوب کی فکر دامن گیر ہوتی ہے اور کلمات زبان پر کھیلتے ہیں کہ میرے آقا و مولا، ملجاو ماویٰ دوجہاں کے داتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے اور کہاں ہیں؟ ان کے قبیلے والوں اور باپ نے جب یہ آواز سنی تو غصے سے آگ بگولا ہونے لگے اور ملامت کرنے لگے جس کی وجہ سے تمہیں یہ ذلت ورسوائی اُٹھانی پڑی اور یہ مار پیٹ تمہیں برداشت کرنا پڑی، ہوش میں آتے ہی پھر ان کا حال پوچھ رہے ہو، ان عقل کے اندھوں کو کیا خبر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سختیاں جھیلنے میں جو لذت ملتی ہے وہ دنیا داروں کو پھولوں کی سیج پر بھی حاصل نہیں ہوسکتی، ان کے قبیلے والے مایوس ہو کر چلے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو یہ وصیت کر گئے کہ جب تک یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سے باز نہیں آتے ان سے بائیکاٹ کر دو اور انہیں کھانے پینے سے کچھ نہ دو، آخر کار ماں تھی نہ رہا گیا، ماممتا تڑپی اور کھانا لا کر آگے رکھ دیا اور سر کی بلائیں لیتے ہوئے کہا: میرے بیٹے! آپ سارے دن کے بھوکے ہیں، لہٰذا تھوڑا سا کھانا کھا لو، اے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیوانو، ماہِ رسالت کے پروانو، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تڑپا دینے والا جواب پڑھیے اور عشقِ نبی علیہ السلام میں جھومئے، ماں! خدا کی قسم! میں کھانا نہیں کھاؤں گا، کھانا تو دور کی بات ہے میں چکھوں گا بھی نہیں اور نہ ہی پانی کا گھونٹ پیوں گا جب تک والضحیٰ کا چہرہ انور،

یٰسین کا چہرہ طٰہٰ کا تاج' الم نشرح کا سینہ' والیل والی زلف عنبریں اور مازاغ البصر والی آنکھیں نہ دیکھ لوں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت اُم جمیل رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں اور بتایا کہ حضور پرنور شافع یوم ِنشور محبوب ِربِ غفور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل خیریت سے ہیں اور دارِارقم میں تشریف فرما ہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زخموں سے چور تھے' چلنے کے قابل نہ تھے' آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ اور حضرت اُم جمیل نے سہارا دیا اور رات کو سرکار علیہ السلام کی بارگاہ تک لے آئیں' جب میرے آقا علیہ السلام کو صحیح وسالم پایا تو آنکھوں کو آنسو بہاتے ہوئے زبانِ حال سے گویا ہوئے: ؎

بڑھ کر آپ نے رخِ روشن کو جو دیکھا تو کہا
یا نبی! آپ سلامت ہیں تو سب ہیچ ہیں یہ رنج والم

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لطف وکرم بھی دیکھئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے' صدیق اکبر کو تھاما اور جھک کر انہیں بوسا دیا' جب آقائے دوجہاں' والی بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یار کو زخموں سے نڈھال دیکھا' چشمانِ کرم سے آنسو چھلک پڑے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ قربان ہوجائیں آپ کی شانِ بے نیازی پر' حضور مجھے صرف منہ کی تکلیف ہے جس دن سلطان العاشقین پر ظلم کی انتہاء ہوئی اور آقا علیہ السلام اور آپ کے صحابی غمزدہ تھے' اسی دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے بدلہ میں خوشی بھی عنایت فرمائی کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے' دوسرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے خوشی کہ آپ کی والدہ بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئیں۔ (ریاض النضرہ)

بھنے ہوئے کلیجہ کی بُو

اس عاشق ماہ رسالت پروانہ شمع رسالت محسنِ اُمت تاجدار صداقت' امیر

خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں جنہوں نے اپنا تن، من عشق میں جلا دیا، جیسا کہ امام ابوالعباس محب الدین الطبری، الریاض النضرہ میں نقل فرماتے ہیں: جب سلطان العاشقین کا وصال ظاہری ہوا تو امام العادلین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوئی خاص بات بتائیں، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ساری رات اللہ عزوجل کی عبادت میں گزار دیتے تھے اور جب سانس لیتے تو ان کے منہ سے اس طرح کی بُو آتی جس طرح کسی کی محبت اور فراق میں کلیجہ بھن گیا ہے اور جل کر راکھ ہو گیا ہے، یہ ایک رات کا عمل نہیں تھا بلکہ ہر رات ایسا ہی ہوتا۔

لحد میں عشق رخِ شہہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

جب یہ سنا تو امام العادین خلیفۃ المسلمین قہر اللہ علی المنافقین غضب اللہ علی الکافرین، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

زبانِ حال سے فرماتے ہیں: عمر بن خطاب! وہ بھنا ہوا کلیجہ کہاں سے لے کر آئے؟ بس یہی نہیں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ شاکرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سخت سردیوں کی رات ہے، دروازہ کھلا ہے، صحن میں آگ جل رہی ہے، اس کے اوپر کچھ رکھا ہوا ہے، سرد ہوائیں چل رہی ہیں، قریب ہی والد گرامی کھڑے ہیں اور دروازے کی طرف دیکھ رہے ہیں، میں نے عرض کیا: ابا حضور! سخت سردی ہے اور سرد

ہوا چل رہی ہے، دروازہ ہی بند کر لیں اور تھوڑی دیر آرام فرمالیں، فرمایا: بیٹی! اگر میں نے دروازہ بند کر لیا اور سو گیا تو میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کیلئے اُٹھیں گے تو ان کو ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا پڑے گا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچے گی، میرا عشق و ایمان یہ گوارا نہیں کرتا کہ میرے ہوتے ہوئے میرے آقا و مولا ٹھنڈے پانی سے وضو فرمائیں۔

اے رونق بازارِ مصطفیٰ علیہ السلام!
اے نکہتِ گلزارِ مصطفیٰ علیہ السلام!
اے واقفِ اسرارِ مصطفیٰ علیہ السلام!
اے ساکنِ مزارِ مصطفیٰ علیہ السلام!
اے حاملِ انوارِ مصطفیٰ علیہ السلام!

تیری عظموں کو سلام

جن کو اتنا بھی پسند نہیں ہے کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم ٹھنڈے پانی سے وضو فرماتے اور ان کیلئے سخت سردی میں گرم پانی لے کر کھڑے ہوں، سردی اس پر کیسے اثر کر سکتی ہے جس کے اندر عشق کی آگ جل رہی ہو اور اس آگ کی وجہ سے جگر بھی جل چکا ہو، اس عاشقِ صادق رضی اللہ عنہ کے کیا کہنے، یہی ہیں وہ جو رسولِ خدا جنابِ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے بڑھ کر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے۔

یہاں تک کہ مال و اولاد ہر چیز مکہ میں چھوڑ کر سرکار علیہ السلام کی رفاقت میں نکل پڑتے ہیں، رسولِ خدا کی ہجرت کی تیاری فرما کر صدیق اکبر کے دروازے پر پہنچتے ہیں، جونہی آواز دیتے، آپ رضی اللہ عنہ کا محبِ رسول سے لبریز دل لبیک کی آواز دیتے ہوئے جھوم اُٹھتا ہے اور فوراً باہر تشریف لاتے ہیں، گویا کہ ساری رات

بیداری کے عالم میں کسی کا انتظار کرتے گزر گئی ہے اور اب وہ منتظر گھڑیاں ختم ہوگئی ہیں اور زبانِ حال سے رفاقت رفاقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کرتے ہیں، یہ ایک طویل حدیث ہے جس کو امام بخاری نے کتاب مناقب الانصار میں نقل کیا ہے، ہر خطرہ واندیشہ کے باوجود آپ کی محبت اور رفاقت کا اعزاز حاصل کیا اور اسی رفاقت کے تصدق کامیاب وکامران ہوئے، ہاں ہاں! آپ ہی ہیں جو غار میں دو میں سے دوسرے تھے اور اللہ تعالیٰ دونوں کے ساتھ تھا۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ (التوبہ:۴۰)

گھبرایئے نہیں! بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے: اے ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔ (بخاری)

اس طرح محبت سچی ہوگئی، مشاعر سچے ہوگئے، ایمان گہرا ہوا، یقین پختہ ہوا، دل ٹھنڈا ہوا، روح پرسکون ہوئی اور دل کی تمنا پوری ہوئی، جب سرکار علیہ السلام کی رفاقت مل گئی، یہی ہیں وہ جنہوں نے ہر امر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی، ہر حال میں ثابت قدم رہے، اپنے مال کو اپنی اولاد کو، اپنے وطن کو، اپنے اقرباء کو، اپنے دوستوں کو، اپنی مرضی کو، اللہ تعالیٰ کی محبت اور اپنے محبوب علیہ السلام کی محبت میں قربان کردیا، حتیٰ کہ صرف عبا باقی رہی۔

صدیق رضی اللہ عنہ کون؟

جو اوائل عمر سے ہی آپ علیہ السلام کے ہم خیال طبیعت رہے، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بلا توقف سچ مانا اور فوری اسلام قبول کیا۔

جس نے تن تنہا آپ سے مشرکینِ مکہ کو حرم میں دور دھکیل دیا۔

جو دنیا اسلام کا پہلا مبلغ وخطیب ہے۔

جس کو اسلام قبول کرنے کی پاداش میں بہت بُری طرح مارا پیٹا گیا۔

وہی جس نے ہوش آنے پر سب سے پہلے اپنے نبی علیہ السلام کی خیریت پوچھی۔

جو خود سہاروں پر چل کر یقین کی خاطر دیدارِ مصطفیٰ علیہ السلام کرنے گئے۔

وہی جس کو مصطفیٰ کریم علیہ السلام نے جھک کر بوسہ دیا۔

وہ جس نے اسلام سے پہلے اور بعد میں بھی اسلام پر تن من دھن سب کچھ وار دیا۔

جس نے معراج النبی علیہ السلام کے بارے میں مشرکین مکہ سے کہا: اگر یہ میرے آقا علیہ السلام نے کہا ہے تو بالکل سچ ہے۔

جس کا اسی سبب لقب صدیق اکبر ٹھہرا۔

وہی جوان دو غار والوں میں سے ایک ہیں۔

جس نے اپنے کندھوں پر بارِ نبوت کو اُٹھایا۔

جس کا مقام مشرکین مکہ کیلئے ہمیشہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوری بعد دیا۔

جو ہر دم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہے۔

جس نے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔

جس پر ہمیشہ والی کائنات نظر کرم ڈالتے تھے۔

جس کی بیٹی کو اُم المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔

جس نے سرکار علیہ السلام کے کہنے پر امامت کروائی۔

جو مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنے۔

جس نے بے داغ خلافت کی داغ بیل ڈالی۔

جس نے آلِ رسول کا ہر وقت اکرام واحترام کیا۔
جس کا مقام محفلِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں قریب تر ہوتا جو مستحق لوگوں تک ان کا حق پہنچا کر سوتا تھا۔
جو محبوبِ خدا کے محبوب تھے۔

اس عاشق صادق کی شان بیان سے باہر ہے، کیوں نہ باہر ہو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے کیلئے جبریل امین کو ساڑھے نوسو سال چاہیے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کون؟

وہی نا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک ہیں، چونکہ یہاں پر اختصار ملحوظِ خاطر ہے اس لیے صرف آپ رضی اللہ عنہ کی غارِ ثور والی جانثاری کا بیان ہوگا، کیونکہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کو ہی جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جاتی ہے۔

یارِ غار کی جانثاری

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر ہوا، اس عاشقِ صادق کے ذکر خیر سنا تو آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اور فرمایا: میرے دل کی آرزو ہے کہ کاش! میرے سارے عمل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک دن اور ایک رات کی طرح ہوتے یعنی وہ میری ساری نیکیاں لے لیں اور ایک دن اور رات کی نیکی مجھے دے دیں یا پھر اس کا مطب یہ ہے کہ مجھے اپنی تمام نیکیوں کے بدلے صرف وہی دو نیکیاں مل جاتی، اس دن اور رات کی خود وضاحت فرماتے ہیں:

آپ کی رات وہ رات ہے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف پہنچے، عرض کی: واللہ! آپ اس میں داخل نہ ہوں، آپ سے پہلے اس میں میں داخل ہوتا ہوں، اگر اس میں کوئی چیز ہے تو وہ مجھے نقصان پہنچائے، میرے آقا آپ کو نقصان

نہ پہنچے قربان جائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسول پر اسی لیے تو نگاہِ فاروقی اُٹھتی ہے تو جانثاری پر آ کر ٹھہرتی ہے اور اس کی تمنا کر رہے ہیں اور اپنی ساری عمر کی نمازیں، ساری عمر کے روزے، اور سارے جہادوں اور ساری فتوحاتِ اسلامیہ کو اس نماز کے جھاڑ نے سوراخ میں پاؤں دینے، سانپ سے کٹوانے، حضور پر نور شافع یومِ نشور محبوبِ ربِ غفور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھنے جیسے کارنامے پر قربان کر رہے ہیں، یاد رکھیں! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس رات کو سجدے سجود نہ کیے تھے نہ کوئی تہجد ادا کی تھی بلکہ صرف محبوب کی خدمت ادا کی تھی اور یہ وہ عبادت تھی جو اس وقت روئے زمین پر سوائے صدیق کے کوئی نہیں کر رہا تھا، وہ عبادت کیا تھی وہ عبادت یہ تھی کہ سرکار علیہ السلام کا سرانور اپنی جھولی میں رکھا ہوا ہے اور اس والضحیٰ کے چہرۂ انور کے جلوے دیکھ رہے ہیں، اللہ اکبر! وہ کیسا منظر ہو گا کہ اللہ کا محبوب اے صدیق تیری جھولی میں ہے، گویا کہ اللہ عز وجل کی پوری خدائی کے مالک اے صدیق آج تیری گود میں ہیں۔

اس کی جانب اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت عاشق ماہ نبوت مجددِ دین وملت محسن اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی نظرِ محبت اُٹھتی ہے تو جھومتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اپنی دے چلے
حفظ جان تو اصل فروض ضرر کی ہے
گو تو نے ان کو جان پھیر دی غار میں
وہ کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائضِ فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

جب غار میں سلطان العاشقین داخل ہوتے ہیں' اس غار کو صاف کرتے ہیں' صاف کرتے کرتے نظر اُٹھتی ہے' چند سوراخ نظر آتے ہیں' اب کوئی چیز پاس نہیں جس سے ان سوراخوں کو بند کیا جائے' پاس تو صرف تن کے کپڑے ہی ہیں' اس عاشقِ صادق نے اپنا ستر چھپانے کی مقدار کپڑا رکھا' باقی تن کے کپڑے پھاڑ کر غار کے سوراخوں میں دے دیتے ہیں' جب سبھی سوراخوں کو بند کر دیا تو دو سوراخ باقی رہ گئے' جب ان دو سوراخوں کیلئے کپڑا نہ بچا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے پاؤں سے وہ سوراخ بند کرتے ہیں' پھر اپنے محبوب علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب اندر تشریف لائیے' جب آقائے دو جہاں تشریف لائے تو تھکاوٹ کی وجہ سے اپنا سر مبارک صدیق اکبر کی گود میں رکھا اور سو گئے' آج سلطان العاشقین کا زانو جس پر میرے آقا و مولا دو جہاں کے داتا صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں' وہ کعبہ معظّمہ بلکہ عرشِ معلیٰ سے بھی افضل نظر آ رہا ہے' کیوں نہ ہو کہ جب رحل پر قرآن رکھا جائے تو وہ رحل محترم اور جب زانوں پر صاحبِ قرآن خود اپنے سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہا ہو تو پھر کیا مقام ہوگا' صاحبِ زانوں کا؟ خیال رہے کہ جناب آمنہ حلیمہ ثوبیہ کی گود میں پرورش پائی اور صدیق و علی رضی اللہ عنہما کے زانو پر حضور نے اپنے سر انور رکھ کر آرام فرمایا اور عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کے سینہ انور پر سر رکھ کر حضور علیہ السلام نے وصال فرمایا۔

لہٰذا یہ گود اور زانو اور یہ سینہ بہت ہی افضل و اعلیٰ ہیں جیسے آل عبا کچھ دیر کیلئے حضور کی عبا مبارک میں رہے تو افضل ہو گئے ایسے ہی یہ حضرات ان نسبتوں سے سارے جہان سے افضل و اعلیٰ ہیں' جب سرورِ دو جہاں' والیٔ بے کساں' رحمتِ عالمیاں' محبوبِ

خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں داخل ہو گئے اور آرام فرما رہے ہیں، ادھر اس سانپ تک بھی سرکار علیہ السلام کی خوشبو پہنچی جو صدیوں سے اس غار میں ان گھڑیوں کا منتظر تھا، جن میں وہ محبوبِ خدا عزوجل کے جلوے دیکھ سکے لیکن باہر نکلنے کیلئے سارے راستے جو اس نے بنائے تھے وہ بند ہیں، جب سارے راستے بند پائے پھر اس نے باہر نکلنے کیلئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قدموں کا سہارا لیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر اس نے ڈس لیا، پھر بھی آپ نے اپنے جسم کو جنبش نہ دی، اس خوف سے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آئے، درد کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر گرتے ہیں، چشمِ مصطفیٰ علیہ السلام کھلتی ہے، صدیق کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی ہے، فرمایا: صدیق کیا ہوا؟ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے، اے صدیق! تیری عظمتوں کو سلام! سانپ نے ڈس لیا ہے، درد کی شدت سے زہر جسم میں سرایت کر چکا ہے، جان جا رہی ہے پھر بھی جسم کو حرکت نہیں دے رہے، کہیں یہ نکل کر میرے آقا علیہ السلام کو تکلیف نہ پہنچائے، یہ ہے فنا فی الرسول کا مرتبہ کہ عشق نے لباس کے ٹکڑے اُڑا دیئے، دونوں پاؤں سوراخوں سے کٹوا دیئے، گویا کہ جان لٹا دی، سانپ نے کئی بار ایک ہی جگہ کاٹا تا کہ اپنا پاؤں ہٹا لیں، مگر پاؤں نہ ہٹا، اس وقت عقل و عشق کا مکالمہ جاری تھا، عقل کہتی تھی: پاؤں ہٹا لو، عشق کہتا تھا: جنبش بھی نہ کرو، عقل کہتی تھی: جان جا رہی ہے، عشق کہتا تھا: ایک کیا ہزار بھی قربان ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس اُن جان دو جہاں خدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ہاں عشق والے ہیں جو ہر شے لٹا دیتے ہیں
عقل والوں کو ہے ذوقِ جنوں کہاں

جب عاشق نے عشق کی انتہاء کر دی، ادھر مصطفیٰ کریم نے عطاء کی انتہاء کر دی، کہیں صدیق کیلئے جنت سے دودھ وشہید کے مشروب آ رہے ہیں، کہیں ثانی اثنین کالقب پا رہے ہیں لیکن دھن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے ہوئے لعاب سے شفاء پا رہے ہیں، ہاں ہاں! وہی لعاب شریف جو علی کی دُکھتی آنکھوں پر لگتا ہے تو کل جواہر کا نفع دیتا ہے اور اگر عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر لگتا ہے تو ہی جوڑنے والے سریش کا کام دیتا ہے اور اگر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی ہوئی آنکھ پر لگتا ہے تو بینائی لٹا کر مزید بڑھا دیتا ہے اور اگر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گوندے ہوئے آٹا اور گوشت کی ہنڈیاں میں پڑتا ہے تو بے مثال برکت دیتا ہے، اور اگر صدیق اکبر کے ڈسے ہوئے پاؤں پر لگتا ہے تو تریاق کا کام دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

بس یہاں تک ہی نہیں مزید عطائے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھیں، جب ڈسے ہوئے پاؤں پر لعاب لگا تو اس کا اثر پوری نسل صدیق میں منتقل ہو گیا۔ بزرگ فرماتے ہیں: پہلے تو آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد کو سانپ کاٹتا ہی نہیں اگر کاٹے بھی تو اس کا اثر ہی نہیں ہوتا، جب کسی پنجابی عاشق کی نظر اُٹھتی ہے تو وہ شانِ صدیق یوں بیان کرتے ہیں:

ڈنگ کھاندا گیا دکھ اٹھاندا گیا
سینے لا کے نبی نوں سلاوندا گیا
مونڈے چا کے نبی نوں اٹھایا جدوں
دونوں پیراں نوں مکے وچ دکھایا جدوں
دونوں تنہائی وچ غار بیٹھے جدوں
ثانی اثنین دا لقب پاوندا گیا
غار دے سب سوراخاں نو بند کردا گیا
باقی نال قدم دے مکاوندا گیا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عاشقانہ فیصلہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک منافق جس کا نام بشر تھا' اس کے اور ایک یہودی کے درمیان ایک جھگڑا تھا' اس جھگڑے میں یہودی سچا تھا اور منافق جھوٹا' یہودی بولا کہ چلو! اس کا فیصلہ تمہارے نبی علیہ السلام سے کراتے ہیں' منافق بولا: نہیں! چلو اس کا فیصلہ کعب بن اشرف (یہود کا سردار) سے کروائیں' نام نہاد کا مسلمان جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فیصلہ حق کریں گے اور کعب بن اشرف کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کروالوں گا' اس وجہ سے وہ کعب بن اشرف کا نام لے رہا تھا' دوسرا اس کے دل میں منافقت کی بیماری موجود تھی اور یہودی جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حق کا فیصلہ فرمائیں گے' یہودی نے کہا: عجیب بات ہے کہ اپنے نبی علیہ السلام کے پاس چلتے اور ان سے فیصلہ کروانے سے کتراتا ہے' منافق شرمندہ ہو کر اس کے ساتھ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گیا' نبی علیہ السلام نے دونوں کا بیان سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا' وہاں سے نکل کر منافق بولا کہ میں اس فیصلہ سے راضی نہیں ہوں' چلو یہ فیصلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کروائیں' چنانچہ دونوں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے' معاملہ عرض کیا' آپ نے بھی منافق کے حق میں فیصلہ فرما دیا' وہاں سے نکل کر بشر منافق بولا کہ میری تسلی اب بھی نہیں ہوئی' چلو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرائیں' چنانچہ یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے' یہودی نے عرض کیا: اس سے قبل یہی فیصلہ حضور علیہ السلام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے حق میں فرما چکے ہیں' مگر بشر راضی نہیں ہوتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا یہ واقعہ درست ہے؟ بشر بولا: ہاں! آپ نے فرمایا: تم دونوں ٹھہر جاؤ! میں گھر سے ہو آؤں' چنانچہ آپ گھر میں تشریف لے گئے' تلوار لائے اور منافق کی گردن تن سے جدا کر دی

کیونکہ آپ کی محبت نے یہ گوارا ہی نہ کیا کہ رسول اللہ کے بعد فیصلہ کیا جائے، آپ نے عشق ومحبت سے لبریز جواب دیا کہ جو میرے آقا علیہ السلام کا فیصلہ نہیں مانتا، اس کا فیصلہ عمر کی تلوار کرے گی، اس کے بعد مقتول کے قرابت داروں نے بارگاہِ مصطفیٰ میں مقدمہ دج کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا، آپ نے جواب میں عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مرد نے آپ کا فیصلہ رد کر دیا تھا جو آپ کے فیصلے پر کسی اور کا فیصلہ طلب کرے، میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں، اس پر حضرت جبریل امین اسی وقت قرآن لے کر حاضر ہوئے اور یہ آیت پڑھی: (النساء:٦٠)

(ترجمہ) اے محبوب پاک علیہ السلام! کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو گمان اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اس پر جو تمہاری جانب اترا اور اس پر جو ان سے پہلے اترا، پھر چاہتے ہیں کہ قضیہ یا مقدمہ کا فیصلہ کرانے کیلئے شیطان کی طرف لے جائیں۔

تھرتھراتے ہیں تیرے نام سے منافق ہے تیرا وہ دبدبہ ان پر یا عمر

سرکار علیہ السلام کی محبت نے رُلا دیا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا عظمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آقا علیہ السلام کے قریب بیٹھ گیا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر ایک تہبند کے سوا کچھ نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے اقدس پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے اور ایک کونے میں چمڑا صاف کرنے کا مسالہ رکھا ہوا تھا اور ایک کھال لٹکی ہوئی تھی، ایک صاع کے قریب جَو رکھے ہوئے تھے، عاشق ماہ رسالت پروانہ شمع رسالت، خلیفۃ المسلمین

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھ سے آقا علیہ السلام کی یہ حالت نہ دیکھی گئی، میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں زار و قطار رونے لگا، غریبوں کے والی، بے کسوں کے داتا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روتا دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے عمر! کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے جسم اطہر پر اس کھردری چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں اور یہ آپ کا کل خزانہ ہے جو میں دیکھ رہا ہوں، آقا آپ علیہ السلام کی اس حالت نے مجھے رلا دیا ہے، دوسری طرف قیصر و کسریٰ کے محلات و باغات ہیں جن میں آرام کر رہے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے محبوب بھی ہیں، دو جہاں کے سردار، غریبوں کے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابن الخطاب! کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ ہمارے لیے آخرت ہو اور ان کیلئے دنیا میں ہو، آپ رضی اللہ عنہ، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جھومتے ہوئے عرض کرتے ہیں: میرے آقا اگر آپ کی اس میں رضا ہے تو غلام بھی نرم نازک بستر پر نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کی سادگی والی سنت پر ہی راضی ہے۔ (ابن ماجہ)

سلام اس پر جس کے گھر چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر جس کا سادہ بوریا بچھونا تھا

پھر اس عاشق صادق نے اس بات کو عملی جامہ بھی پہنا کر دکھایا، جیسا کہ مصعب بن سعید کی روایت سے ثابت ہے، جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد محترم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا امیر المؤمنین! آپ اتنا سخت بستر ولباس اور کھانا کیوں استعمال فرماتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ کا جواب پڑھیے اور عشقِ رسول علیہ السلام میں جھومئے، جب آپ نے جواب دیا آنکھوں سے آنسو جھلک پڑے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے آقا علیہ السلام کو اسی حالت میں دیکھا ہے جب آقا علیہ السلام کی یاد آئی آپ رو پڑے اور قسم اٹھائی، فرمایا: خدا کی قسم! میں اپنے آقا و مولا صلی

اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسی سخت کوش زندگی گزاروں گا' تاکہ ان جیسا آرام دہ انجام پاسکوں۔ (ریاض النضرہ)

قبضے میں جس کے ساری خدائی اس کا بچھونا ایک چٹائی
نظروں میں کتنی ہیچ ہے دنیا صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ خدا ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں

دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سجا ہوا ہے' والی دو جہاں رحمتِ عالمیاں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں' آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: اے صدیق! عرض کی: یارسول اللہ علیہ السلام! غلام حاضر ہے' فرمایا: یہ انگوٹھی لے جاؤ' اس پر اللہ عزوجل کا نام نامی اسم گرامی لکھوا کر لے آؤ' سلطان العاشقین رضی اللہ عنہ نے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے لی اور لے جا کر ایک نقاش کو دی اور فرمایا: اس پر اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب علیہ السلام کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دو' اس نقاش نے لکھ دیا' لکھوا کر جب دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں لے کر حاضر ہوئے' پیش کی' سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگوٹھی لے لی' مازاغ البصر والی آنکھ پڑی' دیکھا اس پر صرف اللہ عزوجل کا نام نہیں بلکہ ساتھ دو اور نام بھی لکھے ہوئے ہیں' ماینطق عن الھویٰ والی زبان اطہر جنبش میں آئی' رحمت کے پھول جھڑے اور ارشاد فرمایا: اے صدیق! میں نے تو صرف اللہ عزوجل کا نام لکھوانے کیلئے فرمایا تھا' عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فداک امی وابی (میرے ماں باپ قربان)! حضور آپ کا نام تو میں نے لکھوایا ہے' باقی کا مجھے علم نہیں' فرمایا: میرا نام کیوں لکھوایا ہے' عرض کی: میرے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم میرے عشق نے میری محبت نے میرے شوق نے میری الفت نے میری مؤدت نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی اسم گرامی اللہ عزوجل کے نام سے جدا ہو' اس لیے نقاش کو

میں نے اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک لکھنے کا کہا تو اس نے لکھ دیا' لیکن حضور میرا نام اس کا علم نہیں یہ کیسے لکھا گیا' اتنے میں جبریل امین حاضرِ خدمت ہوتے ہیں' عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کا سلام ہو! بعد از سلام میرے آقا! عرض یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام بحکم خداوندی لکھا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے محبوب! دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے یارِ غار نے تمہارے نام کو ہمارے نام سے جدا کرنا پسند نہ کیا تو مجھے بھی یہ بات پسند نہیں کہ تمہارے نام سے آپ کے یارِ غار کے یا مزار' عاشقوں کے سالار رضی اللہ عنہ کا نام جدا ہو جائے۔ (نزہۃ المجالس ۲/۱۵۵)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عقیدت اُٹھتی ہے تو آپ یوں گویا ہوتے ہیں:

قولِ حق قرآن ہے قولِ پیمبر ہے حدیث
لفظ ہی کا فرق ہے تقریر ہے دونوں کی ایک
اس نے دل پھیرا اور اس نے دعوتِ اسلام دی
وہ خدا یہ مصطفیٰ تدبیر ہے دونوں کی ایک

قلندر لاہوری کی نظر اُٹھتی ہے تو وہ یوں گویا ہوتے ہیں:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

کسی اور عاشقِ صادق کی نظر اُٹھتی ہے تو وہ یوں فرماتے ہیں:

ذکر خدا کرے ذکرِ مصطفیٰ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کرے

اعلیٰ حضرت سرکار علیہ السلام کی محبت میں جھومتے ہوئے یوں فرماتے ہیں اور

گستاخوں کو خوب ان کا ٹھکانہ بتلاتے ہیں:

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ! ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے
بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطاء کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک بھی مٹانا گوارا نہ کیا

قربان جائیں محبت ہو تو ایسی ہو کہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی اسم گرامی کو بھی محو کرنا گوارا نہ کیا' چنانچہ سیرت کی تمام کتب میں موجود ہے کہ یومِ حدیبیہ کو جب کفار سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مصلحت کی بناء پر معاہدہ کیا تو اس معاہدہ کو لکھنے کیلئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم فرمایا' مولائے کائنات مولا مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے بھی **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** اور **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ ہی لکھا تھا کہ سہیل بن عمرو (جو ابھی ایمان نہ لائے تھے) کہنے لگا: میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا۔

ہمارا رسم الخط یوں ہے: **باسمك اللهم** !لہٰذا یہی لکھا جائے' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے' دوسرا ابن عمرو نے اعتراض کیا: محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی نہ لکھا جائے بلکہ محمد بن عبداللہ لکھا جائے' کیونکہ اگر ہمیں ان کی رسالت کا اعتراف ہوتا تو جھگڑا کس بات کا ہوتا؟ اس ضمن میں حضور علیہ السلام کے درمیان بات بات چیت ہوئی' آخر کار رحمۃ للعالمین انیس الغریبین سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو حکم فرمایا: اسے مٹا دو! مولائے کائنات مولا مشکل کشا شیرِ خدا مرکز مہر و وفا حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش ہیں' دوسری بار پھر حکم ہوا' لیکن خاموش ہیں' گویا کچھ سوچ رہے ہیں' جب تیسری بار

فرمایا، عرض کی: میرے آقا!

فداك امی وابی واللہ ما اھوك ابوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

خدا کی قسم! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علی لکھ تو سکتا ہے لیکن علی کا عشق اجازت نہیں دیتا کہ اس کو مٹا دے۔

اسی پر امام اہل سنت مجدد دین وملت، پروانہ شمع رسالت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان کی نظر محبت اُٹھتی ہے اور قلم چلتا ہے تو یوں رواں ہوتا ہے:

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے لڑائی نہ لیتے
یہ گھٹا نہیں اسے منظور ہے بڑھانا تیرا
ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر اونچا تیرا

سرکار علیہ السلام کو جگانا گوارانہ کیا؟

امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۱ھ) دوسندوں کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اپنی کتاب مشکل الحدیث میں نقل کی ہے، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جنگِ خیبر کے موقع پر مقام صہباء پر اسلام کا لشکر بھی تھا، سرکار دوعالم محبوبِ رب دوعالم امام الانبیاء سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر ادا کی، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی ادا کی، جب نمازِ عصر کا وقت آیا، آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عصر ادا کی، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، سرکار علیہم الصلوٰۃ والسلام پر وحی کا نزول

ہونے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور آرام فرمانے لگے، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی کا نزول ہوتا تھا تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نیند طاری ہے، اس دن بھی ایسا ہی ہوا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر انور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گود مبارک میں رکھ کر آرام فرماتے رہے، نزولِ وحی ہوتا رہا اور وقت گزرتا رہا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، جب سورج غروب ہو گیا، سرکار علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا سورج غروب وہ گیا ہے، فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! نماز عصر ادا کر لی ہے! عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابھی تک ادا نہیں کی، فخر دو عالم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی! ادا پڑھنا چاہتے ہو یا قضا! عرض کی: میرے آقا! علی آپ کی اطاعت میں ہو پھر بھی قضاء پڑھے، یہ کیسے ہو سکتا ہے! شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک اُٹھتے ہیں، وہ ہاتھ جن کو ربِ کائنات فرماتا ہے: اے محبوب! تیرے ہاتھ نہیں بلکہ میرے ہاتھ ہیں، جب ان ہاتھوں سے کوئی کام کیا جاتا ہے اللہ کا کلام گویا ہوتا ہے، اے محبوب! یہ آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے کیا ہے۔

''وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى '' جب ہاتھ مبارک اٹھ گئے ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى '' والی زبان مبارک جنبش میں آئی، بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے رب العالمین! تیرا بندہ تیری اور تیرے محبوب علیہ السلام کی طاعت میں تھا اور خدمتِ رسول کر رہا تھا، اپنے اس بندے کیلئے تو سورج کو واپس لٹا دے تاکہ تیرا بندہ تیری بندگی کا حق ادا کر سکے، یہ کلمات لسانِ مصطفیٰ سے نکلنے تھے، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سورج اُلٹے پاؤں چلتا مقامِ عصر پر آ گیا، ڈوبا ہوا دن دوبارہ پھر آیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا کی، پھر سورج اپنی رفتار سے چلتا ہوا

واپس غروب ہو گیا۔ (طحاوی شفاء حجۃ اللہ علی العالمین)

اس کی جانب اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت عاشق ماہ رسالت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن جھومتے ہوئے اشارہ فرماتے ہیں:

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی
ذکر رہ کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی
ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
محشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

اس حدیث مبارک میں ایک تو اہل محبت کیلئے پھول بکھرے نظر آتے ہیں، دوسرا منکروں کا ردّ بھی ہے، پہلی بات تو یہ ہے جس کی طرف اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا ہے:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں   اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز   اور وہی عصر جو سب اعلیٰ خطر کی ہے

ان اشعار میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی جانب اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ سرکار علیہ السلام کی غلامی ہی اصل بندگی ہے، یعنی جس کے دل میں عشقِ مصطفیٰ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کا ادب ہے، اسی کی دوسری عبادات قبول ہیں، باقی کی مردود جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کر کے دکھایا کہ نماز کا وقت جا رہا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ نماز خدا کا فرض ہے اور قضا ہو رہا ہے اور یہ ہیں ہستی جن کا پوری زندگی میں کوئی سجدہ قضاء نہ ہوا، لیکن ادھر اپنے زانو کو جنبش تک نہیں دے رہے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ

آئے‘ اس لیے کہ آپ جانتے تھے:

رکھا درِ مصطفیٰ پہ جو سر آئی غیب سے ندا او بے خبر
تیرے وہ سجدے بھی ادا ہوئے جو قضاء ہوئے تھے نماز میں

اعتراض

منکرین یہاں پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ بات عقل تسلیم نہیں کرتی کہ سورج واپس لوٹ آئے‘ دوسرا یہ حدیث بخاری شریف میں نہیں‘ لہٰذا اس کو ہم نہیں مانتے۔

جواب

اس اعتراض کے دو حصے ہیں‘ پہلا حصہ یہ ہے کہ عقل اسے تسلیم نہیں کرتی کہ سورج واپس آئے‘ اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ کہتے ہی اسے ہیں‘ جسے عقل تسلیم نہ کرے کیونکہ معجزہ کا معنی ہی یہ ہے جس میں مخلوق ایسا کرنے سے عاجز ہو اور یہ صرف اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام کو عطاء فرماتا ہے‘ آگے معجزے کی بھی دو قسمیں ہیں‘ ایک وہ ہے جس میں مخلوق قدرت رکھے لیکن پھر بھی وہ اس کام کو کرنے سے عاجز رہ جائے اور ان کو عاجز کر دینا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے‘ جو نبی علیہ السلام کے صدق پر دلالت کرتا ہے‘ مثلاً قرآن کریم کی مثل سورت لانے سے عاجز رہنا وغیرہ‘ معجزے کی دوسری قسم وہ ہے جو انسان کی قدرت سے خارج ہو اور نہ وہ اس کا مثل لا سکتے ہیں‘ مثلاً مردے کو زندہ کرنا‘ لاٹھی کا سانپ بنا دیا‘ پتھر سے اونٹنی نکال دینا‘ درخت کا کلام کرنا‘ انگلیوں سے پنج آبِ رحمت کر دینا اور چاند کو ٹکڑے کر دینا‘ سورج کا رک جانا یا واپس لوٹ آنا وغیرہ‘ یہ ایسے کام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا‘ ان کا کسی نبی سے وقوع حقیقت میں اللہ ہی کا فضل ہوتا ہے جسے بطور دلیل وہ اپنے انبیاء کرام کو عطاء کرتا ہے۔

منکرین کی ہٹ دھرمی پر بڑا افسوس ہے‘ سمجھ میں نہیں آتا پتہ نہیں ان کی نظر قرآن پر کیوں نہیں ٹھہرتی‘ حالانکہ قرآن کریم میں کتنے معجزوں کا بیان ہے جو دوسرے انبیاء

کرام کو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائے، آفرین ہے ان کی مسلمانی پر، دوسرے انبیاء کرام کے معجزات کو تو مانتے ہیں نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اپنے واعظوں میں بھی بیان کرتے ہیں، جب امام الانبیاء سید الانبیاء علیہ السلام کی باری آتی ہے، ادھر ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے، یہاں پر آ کے طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں، اب دیکھا جائے تو یہی معجزہ یعنی سورج کا رک جانا یا واپس لوٹنا حضرت یوشع علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر سورج کا رک جانا تو مانیں گے لیکن ادھر سورج کے رکنے کے بارے میں دوسری حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں: یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت مغازی میں ابن اسحاق سے روایت کی ہے، جسے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں بھی نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کرائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو تجارتی قافلے کے آنے کی خبر دی اور انہیں اونٹوں کی نشانی بتائی تو قوم نے سوال کیا: یہ قافلہ کب پہنچے گا؟ فرمایا: بدھ کے روز، جب بدھ کا دن آیا تو قریش اس قافلہ کا شدت سے انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ دن جانے لگا، مگر قافلہ ابھی تک نہ پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، دستِ دعا اُٹھنے کو ہی تھے کہ سورج کی چلتی ہوئی رفتار رک گئی اور دن میں اضافہ ہو گیا، کتنا ہوا؟ اس کے بارے میں محدثین کرام فرماتے ہیں: ایک پہر کا اضافہ ہوا، اس طرح جنگِ خندق کے موقع پر بھی نمازِ عصر کے وقت سورج ٹھہر گیا، ان احادیث کو امام نووی، حافظ ابن حجر اور حافظ مغلطائی رحمہم اللہ نے بھی نقل کیا اور علامہ یوسف نبہانی حجۃ اللہ میں بھی ذکر کرتے ہیں۔ قارئین کی تشفی کیلئے فقیر مزید مذکورہ بالا یعنی ردّ الشمس والی حدیث مبارکہ کے حوالہ جات درج کرتا ہے، اسی حدیث مبارک کو حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی رحمۃ اللہ نے مزیل اللبس عن حدیث ردّ الشمس کے اندر نقل فرمایا ہے، امام طحاوی کے متعلق آپ نے جان لیا کہ انہوں نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں حضرت

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے اور حافظ ابن سید الناس رحمہ اللہ نے بشری اللبیب میں اور حافظ علاؤ الدین مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الزہر الباسم میں اور علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے الدر المنتثر فی الاحادیث المشتہرہ میں بیان کیا ہے‘ حافظ احمد بن صالح تو یہ فرماتے ہیں: جس کا مقصد علم حاصل کرنا ہے‘ اس حدیث کو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے تلف نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ نبوت کی نشانیوں سے ہے۔

دوسرے حصے کا جواب

جن لوگو کا بیان یہ کہ صرف ہم بخاری کو ہی مانتے ہیں‘ اصل میں ان لوگوں کی یہ بات جہالت کا اظہار کرتی ہے‘ حقیقت میں وہ اپنے مؤقف پر یہ بات بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جمہور علماء‘ محدثین صرف صحیحین پر ہی اکتفاء کرتے تھے یعنی بخاری و مسلم پر ہی اکتفاء کیا کرتے تھے‘ دلیل انہوں نے ان بعض احادیث کو لیا جو ان کی گمراہ خواہشات کے مطابق نہیں‘ پھر اس پر طعنہ زنی کی‘ ان سے اگر سوال کیا جائے کہ تم صرف امام بخاری اور امام مسلم ہی کی احادیث کے قاری ہو تو کیا یہ دونوں محدث نبی کریم علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں تھے اور دوسرے نہیں تھے؟ ہاں! یہ بات مسلم شدہ ہے کہ ان میں اصح احادیث زیادہ ہیں‘ باقی کتب احادیث کی نسبت کیونکہ یہ دونوں بزرگ علماء کے ہاں عظیم اہمیت کے حامل ہیں اور اس وجہ سے عام مسلمانوں کے ہاں بھی انہیں کی اہمیت ہے۔ رہا دوسری کتب احادیث کا مسئلہ تو ان کا کوئی مسلمان منکر نہیں ہو سکتا کیونکہ احادیث کا تعلق خود سرکار علیہ السلام سے ہوتا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں سے‘ ہاں! یہ ضرور ہے کہ عقائد اور مسائل میں صحیحین کو ترجیح دی جاتی ہے‘ باقی رہا مسئلہ فضائل کا تو وہ جہاں سے فضیلت کی بات ملے‘ اسے لینا چاہیے جیسا کہ مشہور محدث حافظ احمد بن صالح فرماتے ہیں: جس کا مقصد حصولِ علم ہو

اسے ایسی احادیث جہاں سے ملے لینی چاہیے، جن سے نبوت کی نشانیوں کا ظہور ہو، اگر ان احادیث کے راویوں پر طعن نہ ہوا ہو تو۔

عشق کے رنگ

مصعب بن عمیر مکہ کا ایک خوبصورت نوجوان ماں باپ کا اکلوتا بیٹا، جس کے حسن و جمال کے چرچے نہ صرف اپنے خاندان میں بلکہ پورے شہر مکہ میں تھے، والدین نے بڑے نازوں سے پرورش کی، کبھی کوئی پریشانی نہ آنے دی، اپنے لخت جگر کی ہر دلی خواہش کو پورا کیا، وہ مصعب بن عمیر جن کا کھانا شاہی، جن کا لباس شاہی، جن کا باپ قبیلے کا سردار، جن کی ماں اونچے خاندان کی بہو و بیٹی تھی، جنہوں نے کبھی اپنے جسم پر پرانا لباس نہ اوڑھا بلکہ ان کا لباس ان کے تمام ہم عصر رفقاء نوجوانوں سے افضل و اعلیٰ ہوتا تھا، اپنے خوبصورت لباس کی چمک کی وجہ سے دور ہی سے پہچانے جاتے تھے، ان کی والدہ ان سے اس قدر محبت کرتی تھی کہ تھوڑی دیر بھی اپنی آنکھوں سے دور کرنا ناگوار سمجھتی تھی اور اس عمیر کا اپنی والدہ سے بھی کچھ ایسا ہی پیار تھا، ان کے خاندانی وقار اور حسن و جمال کی وجہ سے مکہ کی کئی دوشیزہ لڑکیوں کے رشتے آتے تھے مگر ابھی تک کوئی بھی رشتہ ان کیلئے منتخب نہ ہوا تھا، قسمت کا فیصلہ بھی بڑا عجیب ہوتا ہے، انسان سوچتا کچھ اور ہے اور منظورِ خدا کچھ اور ہوتا ہے، ہاں فیروز صدیوں کی گھڑی کوئی متعین نہیں ہوتی، رحمتوں کا دروازہ جب کھلتا ہے تو دل کے ظلمت خانے میں سعادت کا چراغ اچانک روشن ہو جاتا ہے، یہی ماجرا مصعب بن عمیر کے ساتھ پیش آیا، دیکھنے کو کئی مرتبہ پہلے رسولِ خدا کو دیکھا تھا لیکن آج دیکھنے کا انداز ہی کچھ نرالا تھا، آج دل کی ظلمت میں چراغ عشقِ رسول روشن ہو چکا تھا، والضحیٰ کے چہرے کی چمک، یٰسین کے سہرے کی دمک، طٰہٰ کی تجلیاں دل کے آئینے میں منقش ہو چکی تھی، عشق اور وہ بھی رسولِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق جس کی خوشبو سے دونوں عالم مہک اُٹھتے ہیں، جس کا

چھپانا مشکل نہ تھا، ایک دن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے والدین سے چھپ کر حاضر ہوئے اور قدموں پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور کلمہ پڑھ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے، جب ان کے اسلام لانے کی خبر ان کے والدین تک پہنچی، غصے سے والدین کا برا حال تھا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ماں اور باپ کا رویہ بدل گیا، آپ پر انعام واکرام کی بارشیں مصائب میں بدل گئیں، طرح طرح کی سزائیں دینا شروع کر دیں، عشق کا رنگ بھی نرالا ہی ہوتا ہے، جس میں ہر آنے والی مصیبت مزہ دیتی ہے کیونکہ جب عشق کا چراغ سینے میں سلگتا ہے تو اس کی تپش سے پورا جسم جل کر راکھ ہو جاتا ہے، اس لیے سینے میں بھڑکنے والی اس آگ سے جہنم بھی پناہ مانگتی ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے: جب عاشقِ صادق جہنم کے اوپر سے گزرے گا تو جہنم بارگاہِ خداوندی میں عرض کرے گی: مولا! اسے جلدی جلدی گزار دے کیونکہ اس کی وجہ سے میری آگ ٹھنڈی پڑ رہی ہے، جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، سرکار علیہ السلام کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے والدین نے مصائب کے پہاڑ توڑ دیئے، طرح طرح کی تکلیفیں دیں لیکن یہ سب تکلیفیں یہ پریشانیاں، یہ مصیبتیں، یہ ایذائیں آپ رضی اللہ عنہ کو نہ پھیر سکیں، پھیر بھی کیسے سکتی تھیں جن نظروں نے ایک مرتبہ ایمان کی حالت میں دیکھ لیا، ہو وہ جان تو دے سکتی ہیں لیکن مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دیا ہوا ایمان نہیں دے سکتیں، کیونکہ

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

آپ رضی اللہ عنہ کے والدین نے دیکھا کہ مصعب رضی اللہ عنہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی نہیں چھوڑتا تو انہوں نے دی ہوئی تمام نعمتوں سے محروم کر دیا، اس لیے آپ کی یہ حالت دیکھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آنکھیں جھک گئیں اور

اشک بار ہو گئیں، جب آقائے دو جہاں والی بے کساں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ رحمت اُٹھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے مصعب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں دیکھا ہے، مکہ میں اپنے والدین کے ہاں اس سے بڑھ کر کوئی نزاکت پسند نہ تھا، پھر مصعب رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے موجودہ زینت دنیا کے ترک کرنے کی راہ پر چلایا ہے، آخرت اور اس کی نعمتوں کے متعلق کا راستہ دکھایا ہے، امیر اہلِ سنت محسنِ انسانیت عاشق ماہ رسالت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم قدسیہ کی نظر اُٹھتی ہے تو آپ فرماتے ہیں:

دنیا میں بھی ٹھنڈا ہے عقبٰی میں بھی ٹھنڈا ہے
جو ان کا ہے دیوانہ وہ خوار نہیں ہوتا
وہ عشقِ حقیقی کی لذت نہیں پا سکتا
جو رنج و مصیبت سے دوچار نہیں ہوتا

بس یہاں تک نہیں بلکہ حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: میدانِ اُحد میں جب دشمن سرکار علیہ السلام پر حملے کر رہے تھے، اللہ اکبر! وہ کیسا منظر ہوگا جب آنے والے ہر تیر کو اپنے سینے میں روک رہے ہوں گے اور کفار کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیچھے دھکیل رہے تھے، اچانک کفار میں سے ابن قمی اللیثی نے وار کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور کفار میں جا کر افواہ اُڑا دی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) شہید کر دیا ہے تو آقائے نامدار دو جہاں کے تاجدار، رسولوں کے سالار صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطاء فرما دیا، اللہ اکبر! وہ منظر بھی کیسا عجیب ہوگا کہ مردانِ عرب پروانوں کی طرح ماہِ رسالت پر فدا ہو رہے تھے:

حسنِ یوسف پر کٹتی ہیں مصر میں انگشتِ زنداں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردانِ عرب

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دفعہ مکہ معظّمہ کے چند لوگوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ساتھ چند مبلغین بھیجیں تاکہ وہ ہمیں تبلیغ کریں، آقائے دوجہاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت ان کے ساتھ روانہ کر دی، مبلغین کی یہ جماعت جب نواحِ مکہ میں پہنچی تو وہاں پر کافروں کے متعین شدہ دو سپاہیوں نے انہیں گھیر لیا، جانثارِ مصطفیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ ہمارے امتحان کا وقت آ گیا ہے، چنانچہ کفار کی جانب سے آواز آئی کہ یا تو اسلام سے روگردانی کا اعلان کر دو یا لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ، شمع رسالت کے پروانوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ یہ جان تو جا سکتی ہے لیکن مصطفیٰ کریم علیہ السلام کا دیا ہوا ایمان نہیں جا سکتا، ان دھوکے بازوں نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شہید کر دیا، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو زندہ گرفتار کر لیا، آپ رضی اللہ عنہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے عشاق کو یہ سبق دے رہے تھے:

دل دے دیئے جد دلبر نوں خیر خود نوں مٹاونا پیندا اے
اک پھل دی خاطر خاراں نوں سینے نال لاوناں پیندا اے

جب کفار ناہنجار نے مظالم کی حد کر دی تو ایک دن کہنے لگے: اے خبیب! ابھی بھی وقت ہے، ابھی بھی جان بچا لو اور اسلام چھوڑ دو، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ زبانِ حال سے یوں گویا ہوتے ہیں:

تو ہو کے ترش خو مجھے ایذاء ہزار دے یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

ظالمو! تم میری جان تو لے سکتے ہو مگر ایمان نہیں چھین سکتے، جب آپ رضی اللہ عنہ کا عشقِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لبریز جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کیلئے سولی لٹکا دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دین اسلام کی بقا کیلئے سولی پہ چڑھ جانا موت نہیں بلکہ حیات ہے، مشرکین نے کہا: اگر کوئی آخری تمنا ہے تو آج بتلا دو تا کہ پوری کر دی جائے، آپ رضی اللہ عنہ نے کوئی بھی خواہش یا تمنا نہیں کی بلکہ فرمایا: مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دو، مجھے معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کر لینے دو، ان کی اجازت سے آپ رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز شروع فرمائی جب نماز ختم ہوئی، جانثارِ مصطفیٰ علیہ السلام کبھی دائیں دیکھتے ہیں، کبھی بائیں دیکھتے اور کبھی آگے دیکھتے اور کبھی پیچھے دیکھتے، کبھی اوپر دیکھتے، معلوم ہوتا کسی کو تلاش کر رہے ہیں جب مطلوب نظر نہ ملے تو آنکھوں سے آنسو آ گئے۔

کفار بداطوار دیوانے کی آنکھوں سے نکلے ہوئے آنسوؤں کا مطلب غلط سمجھے کہنے لگے: شاید کام بن گیا، اس خیال کے تحت پوچھنے لگے: کیا ارادہ ہے؟ اب بھی وقت ہے اگر اسلام کو چھوڑ دو گے تو ہم آپ کو اعلیٰ مقام دینے کیلئے تیار ہیں، آپ کی ہر دلی خواہش پوری کریں گے، آپ کو ایک منصب ملے گا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ظالمو! میری آنکھوں سے آنسو تمہاری سولی اور اپنی موت کی فکر کی وجہ سے نہیں آئے، بلکہ میں تو اس لیے رو رہا ہوں کہ میرا وقتِ آخر میرے آقا علیہ السلام کے قدموں سے دور آ گیا ہے، آخری گھڑی سرکار علیہ السلام کے جلوے سامنے نظر نہیں آ رہے۔

(مدارج النبوۃ)

تاجدارِ عشق و محبت

عشق و محبت کے بادشاہ کون ہیں؟ وہی جن کو تپتے ہوئے صحراؤں میں گھسیٹا، گلے میں رسّی ڈال کر مکہ کی گلیوں میں ایک جانور کی طرح گھسیٹا جاتا، دہکتے ہوئے

کوئلوں پر لٹایا جاتا، جن کی زندہ لاش کو جلتے ہوئے کوئلوں اور صحراؤں میں لٹا کر سینے پر بھاری چٹان رکھ دی جاتی، جن کی زبان پر کوئلے رکھ دیئے جاتے، جن کی چربی سے سلگتے ہوئے کوئلے سرد ہوتے، جن کے جسم کا کوئی عضو بھی ایسا نہ تھا جو کفار کے ظلم وستم کا نشانہ نہ بنا ہو، آخر یہ کس جرم کی سزا تھی؟ اور کیا مطلب تھا؟ اور ان کا جواب کیا تھا؟ جرم یہی تھا کہ آخرالزمان نبی علیہ السلام کا کلمہ پڑھا ہے اور مطالبہ یہی تھا کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا چھوڑ دے، آپ رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی اسلام قبول کرنے سے لے کر وصالِ مبارک تک پوری کی پوری عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز نظر آتی ہے، خوشنودیٔ عشق کیلئے تسلیم ورضا اور صبر وضبط کا یہ حیرت انگیز! اور زندہ انسان کے جسم کو خاکستر ہو کر چنگاریوں کی طرح اُڑنے کا نظارہ بھی چشمِ فلک نے کم ہی دیکھا ہوگا، جب امیہ مارتا مارتا تھک جاتا تو پوچھتا: کیا اب بھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے گا؟

بلاوجہ اپنی جان کو ہلاکت کا نشانہ مت بنا، دین اسلام کو چھوڑ دے، کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے: اے بلال! آخری بار سن لے اگر اب بھی تو اپنی ضد سے باز نہ آیا تو تیرے جسم کو جلا کر راکھ کر دوں گا، سارا عرب میرے ساتھ ہے کوئی بھی تیری حمایت کرنے والا نہیں، شدتِ کرب میں لرزتی ہوئی آواز فضاء میں گونجی، صفحۂ ہستی کا کلیجہ بھی اس لرزتی ہوئی آواز سے دہل گیا، محبوبِ خداعزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جان کا نذرانہ دینے والا جواب میں یوں گویا ہوا: اے میرے آقا! تیرا حق میرے جسم پر ہے، میرے دل پر نہیں، رسولِ عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ میں زندگی کی آخری سانس تک پڑھتا رہوں گا، اس نام کو میں کیسے چھوڑ سکتا ہوں، جس کی محبت میرے دل کی دھڑکنوں میں جذب ہو چکی ہے، ایک حبشی غلام کی اس سے بڑھ کر اور کیا معراج ہوگی کہ اس کے جسم کی ملی ہوئی خاک رسولِ عربی کے قدموں کو چھو لے، میری

فتح و سرخروئی کیلئے میرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت مجھے کافی ہے یاد رکھ! وفاداری کی موت ہلاکت نہیں حیاتِ جاوید ہے' اس صبر و ضبط نے آپ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ یزدانی میں تقرب کی اس سند پر فائز فرمایا کہ فردائے قیامت میں اس کے جسم کی سیاہی حورانِ خلد کے رخساروں پر تل بنا کر تقسیم کر دی جائے گی' اس آتش کدہ عشق میں نکھرے ہوئے سونے کو بارگاہِ رب العزت میں وہ مقام حاصل ہوا' اگر ان کا دل پریشان ہوتا ہے تو اللہ رب العالمین اپنا نظامِ قدرت بھی بدل لیتا ہے' چنانچہ ایک دن صحابہ کرام علیہم الرضوان بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب اذان پڑھتے ہیں تو کلمات کی صحیح ادائیگی نہیں ہو پاتی' خوف ہے کہیں اذان غلط نہ ہو' لہٰذا اگر آپ پسند فرمائیں تو کوئی خوش الحان مؤذن مقرر کر دیا جائے' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے' صبح کی اذان کوئی اور پڑھ لے' بلال کو فرمایا: آپ صبح سے اذان نہیں پڑھیں گے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو دل کا آبگینہ ٹوٹ گیا اور پرانے زخم تازہ ہو گئے' تنہائی میں جا کر بارگاہِ خداوندی میں رو رو کر عرض کرنے لگے: یا رحمٰن! بلال کی اگر زبان جلی ہے تو اس میں رضا بھی تو تیری ہی شامل ہے' کیوں کہ بلال تو تیری رضا پر راضی رہا!

کہتے ہیں: ٹوٹے ہوئے دل کی آواز بھی عرش کا سینہ چیرتی ہوئی فوراً بارگاہِ خداوندی میں پہنچ جاتی ہے' جب اذانِ تہجد ہوئی انتظار ہونے لگا کہ کب سحر طلوع ہو' انتظار کرتے کرتے طویل وقت گزر گیا' لیکن آثارِ سحر طلوع نہیں ہو رہے' لوگ حیران و پریشان ہو کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج کی رات طویل ہو گئی ہے' تہجد کی نماز ادا کرنے والے کب سے اپنے معمولات سے فارغ ہو چکے ہیں' بچے کئی کئی بار سو کے جاگے اور جاگ کر سوئے' لیکن رات ختم ہونے کا نام نہیں لیتی' لوگ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا مدعا

عرض کر رہے تھے کہ جبریل امین علیہ السلام بارگاہِ مصطفوی میں حاضر ہوئے' سلام عرض کیا' سلام کے بعد اللہ کا پیغام سنایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب تک بلال رضی اللہ عنہ اذان نہیں پڑھیں گے سحر طلوع نہیں ہوگی کیونکہ جب بلال رضی اللہ عنہ دل کے عشق و اخلاص کی جن گہرائیوں میں اتر کر اذان دیتے ہیں' یہ انہیں کا حصہ ہے' یہی وجہ ہے کہ عرش پر پہنچنے کی پرواز سوائے ان کی آواز کے اور کسی کو اب تک نہیں حاصل ہو سکی' اس لیے جب تک وہ اذان نہیں دیں گے' مدینے کے اُفق پر سحر کا اُجالا نہیں پھیل سکے گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اذان پڑھنے کا حکم دیا جونہی اذان کے کلمات فضاء میں گونجے رات کی سیاہی چھٹنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف صبح کا اجالا پھیل گیا' اس دن ہر ایک پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مقام کتنا اونچا کر دیا ہے اور فیضانِ نبوت کے بل پر ایک کمزور غلام کی نحیف آواز میں کس قدر توانائی ہے کہ وہ آسمان کی بلندیوں کو پھاند کر بارگاہِ رب العزت کے مقرب فرشتوں کے کانوں تک جا پہنچتی ہے' اس عاشقِ صادق کے جگر میں عشق کے سوز و گداز کو وہ دردناک منظر تاریک کبھی فراموش نہیں کر سکے گی' جب آقائے دو جہاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری پردہ فرمالیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے دل کی دنیا اُجڑ گئی' ہمیشہ کیلئے زندگی کی اُمنگوں کا خاتمہ ہوگیا' دیوانہ وار مدینے کی گلیوں میں راستے چلنے والوں سے اپنے محبوب کا پتہ پوچھتے پھرتے' عہدِ رسالت کے بیتے ہوئے دن یاد آجاتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جڑی لگ جاتی' کبھی کبھی تو اس کی رقت انگیز آہ وفغاں سے اہل مدینہ کے دل ہل جاتے' بالآخر ہجر و فراق کا صدمہ تاب ضبط سے باہر ہوگیا' ہجرو فراق کی تاب نہ لا سکے تو ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے اور حلب میں سکونت اختیار کر لی' ایک دن ظاہری آنکھ لگی دل کی آنکھ کھل گئی' قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی' سرکار

علیہ السلام کے جلوے نصیب ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! تم ہمارے بعد ہمارا مدینہ چھوڑ کر چلے آئے، کیا تمہارے دل میں ہماری ملاقات کا شوق نہیں، جب آنکھ کھلی سرکار علیہ السلام آنکھوں سے اوجھل تھے، اور ان پر ایک عجیب رقت انگیز کیفیت طاری تھی، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی اور زبان لبیک یا سیّدی کے نعرے لگا رہی تھی، اس پُرنم کیفیت میں مدینہ پاک کی جانب چل پڑے، جذبۂ شوق کے اضطراب میں شب و روز چلتے رہے، جب مدینہ قریب آ گیا تو دل کا حال قابو سے باہر ہو گیا، کبھی تو سرکار علیہ السلام کے سنگ میں ان پہاڑیوں کے پاس سے گزرنا یاد آ رہا تھا اور کبھی ان صحراؤں اور کبھی ان وادیوں سے وابستہ یادیں تازہ ہو رہی تھی، ایک ایک کر کے حافظے تازہ ہونے لگیں، چند قدم اور آگے بڑھے تو سامنے وہی نورِ رحمت سے ڈوبا ہوا مدینہ طیبہ تھا، اچانک سارے زخم تازہ ہو گئے اور سیلاب کا بند ٹوٹ گیا، شدتِ غم سے کلیجہ پھٹنے لگا، بے ساختہ منہ سے ایک چیخ نکلی اور زمین پر تشریف لے آئے، کچھ دیر کے بعد سکون ملا تو اُٹھے اور دیوانہ وار زار و قطار روتے ہوئے مدینہ پاک میں داخل ہو گئے، انہیں دیکھتے ہی ایک شور ماتم بلند ہوا، چاروں طرف سے جانثارانِ مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام جمع ہو گئے، پھر وہ عالم کیا ہو گا جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری دی، روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں، غم سے سینہ دُکھنے لگا، تربتِ انور پر پہنچتے ہی آپ کو محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گرا دیا اور بے ہوشی طاری ہو گئی، اسی عالم میں لوگ آپ کو اٹھا کر لے گئے، جب ہوش آیا تو وہاں پر محبوب کا نام کھیلنے لگا اور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ورد جاری ہو گیا، ایک دن لوگوں نے عرض کیا: اے بلال رضی اللہ عنہ! وہ اذان تو ذرا سناؤ جو دورِ سرکار علیہ السلام میں سنایا کرتے تھے، تاکہ ایک بار پھر وہ یاد تازہ ہو جائے وہ اذان جس کی آواز آسمانوں پر فرشتے اور جنت

میں حوریں بھی سنتی تھیں، جب لوگوں نے اصرار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں، فرمایا: مجھے تنگ نہ کرو، اگر وہ اذان سننی ہی ہے تو وہ زمانہ لے آؤ جب سرکار علیہ السلام مسجد میں تشریف فرما ہوتے تھے اور جس وقت شہادت ان کے جلوے دیکھ کر ان کی جانب انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا، جواب سنا تو سب لوگ مایوس ہوگئے، آخر شہزادۂ رسول سیّدنا امام حسن علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے اور ان کو ساتھ لے آئے کیونکہ ان کی بات حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہرگز نہیں ٹالیں گے، جب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا تو مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اذان پڑھنے کیلئے تیار ہوگئے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا تو سارے مدینے میں ایک کہرام مچ گیا، لوگوں کے دل ہل گئے، آہ وفغاں سے لوگوں کے گھروں میں قیامت برپا ہوگئی۔

عورتیں گھروں سے باہر نکل آئیں، کم سن اپنے والدین سے لپٹ کر پوچھنے لگے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تو تشریف لے آئے، ہمارے آقا علیہ السلام کب تشریف لائیں گے، ادھر خود مؤذن کی یہ کیفیت ہوئی کہ اذان پڑھتے پڑھتے جب کلمۂ شہادت پر پہنچے تو حالت غیر ہوگئی، حسبِ معمول نگاہ اُٹھائی تاکہ والضحیٰ کی زیارت کرسکیں اور انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے صحن کی جانب رخ پھیرا تو سرکار علیہ السلام نظر نہ آئے، انگلیوں کا مشارالیہ نظر نہ آیا، جب چہرۂ انور نظر نہ آیا تو ایک عاشقِ صادق تاب نہ لاسکا، فضا میں شدت وکرب کی ایک چیخ بلند ہوئی اور بے ہوش ہوکر زمین پر تشریف لے آئے، پھر مدینے میں ایک شور برپا ہوا اور عشق کی دبی ہوئی چنگاری سلگ پڑی، پھر ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کے سینوں کے غم تازہ ہوگئے، اس واقعہ کے بعد کافی دن تک اہلِ مدینہ کی پلکیں بھیگیں رہیں اور ادھر عاشقِ صادق سے ہجر وفراق کا غم جب برداشت نہ وہ سکا تو دوبارہ ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے۔ (کتب کثیرہ)

اے کاش! مجھے مل جائے قسمت بلالِ حبشی کی
دمِ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نکل جائے تو اچھا

اے کاش! مسلمانوں کے سید و سرور عشق و محبت کے تاجور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے آتش کدہ عشق کی ایک چنگاری ہمارے دلوں کے اُجڑے خیابان میں بھی ڈال دیں کیونکہ نبضِ حیات کی تپش بڑھتی جا رہی ہے اور ایمان و یقین کا مزاج ختم ہوتا جاتا ہے، دنیا اسلام کو پھر اے بلال رضی اللہ عنہ تیرے فیضانِ عشق کی ضرورت ہے کیونکہ آج کا مسلمان مادیت کا متوالہ بن چکا ہے اور مغربی تہذیب کا دلدادہ بن چکا ہے، اعتبار کے طرق پر چلنے کو فخر سمجھتا ہے، محسن و غم گسار آقا علیہ السلام کے احسانات کو فراموش کیے بیٹھا ہے، محبت کرنے کی بجائے نکتہ چینی اس کا مشغلہ بن چکا ہے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بھی اسی جانب اشارہ فرماتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں:

ظالمو! محبوب کا کیا حق تھا یہی؟ عشق کے بدلے عداوت کیجیے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب اس بُرے مذہب پر لعنت کیجیے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ! کی کثرت کیجیے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا ذکر اس کا اپنی عادت کیجیے

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رشکِ قمر بنا دیا

جب قسمت کا ستارہ چمکتا ہے تو اچانک انسان کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے کبھی تو مایوسیوں میں اُمید کی کرن پھوٹتی ہے جو ظلمتوں کو نور سے بدل دیتی ہے اور پستیوں سے اٹھا کر بلندیوں پر فائز کر دیتی ہے، نہ صرف بلندیوں تک پہنچاتی ہے بلکہ اسے رشکِ قمر بنا دیتی ہے اور جب بدبختیوں میں سعادت مندیوں کا سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی کرنوں سے کفر کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں، جس سے اس کا دل بھی نور کا قبہ بن جاتا ہے، پھر اس نور سے ظاہر و باطن جگمگا اُٹھتا ہے، یہی معاملہ ایک یہودی

نوجوان کے ساتھ پیش آیا، جس کی نظر اُٹھی، چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی، جب والضحیٰ کے چہرۂ انور پر پڑی تو یہ تصویروں کے آئینے میں اتر گئی جس سے دل کی دنیا بدل گئی، ان کی محبت سے دل سرشار تھا، ہر وقت محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی تمنا رہتی تھی، گھر میں ہیں تب بھی اور اگر باہر ہیں تو بھی صرف ایک ہی سوچوں کا مرکز تھا کہ کب دوبارہ اس چہرۂ انور کی زیارت ہوگی مگر والدین کے خوف کی وجہ سے اس نے اپنے دل کی کیفیت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا، بلکہ اپنے سینے میں چھپائے رکھا، تن من کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سلگاتا رہا، اب اسے دیدارِ مصطفیٰ علیہ السلام کے بغیر دل کو سکون نہیں ملتا تھا، اپنے دل کی پیاس بجھانے کیلئے کبھی مسجد نبوی شریف کے دروازے پر کھڑے ہو کر چوری چوری دیکھ لیا یا کبھی بکریاں چرانے نکلا تو دربار پر نظر دوڑا کر آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیا، دن گزرنے لگے اور دل کے اندر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاری سلگتی رہی، محبت کی وجہ سے آنکھوں کی تپش اُڑ گئی، چہرے کا رنگ پیلا پڑ گیا، عشق کا رنگ بھی عجیب ہی ہوتا ہے، جب چڑھتا ہے تو سب رنگ اتار دیتا ہے، اس کی لذت باقی تمام لذتوں کو ختم کر دیتی ہے جس کو عارفِ کھڑی شریف میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں:

جناں دلاں وچ عشق سمایا رونا کم اونہاں دا
ملدے روندے وچھڑے روندے روندے ٹردے راہواں

جب عاشق صادق کے دل میں اپنے محبوب علیہ السلام کے اس قدر جلوے بس گئے جن کو ضبط کرنا مشکل ہو گیا تو بستر علالت کو بچھونا بنا لیا، باپ کا اکلوتا بیٹا تھا، باپ نے وقت کے بڑے بڑے حکیم بلائے لیکن کوئی بھی طبیب اس نوجوان کی بیماری کو نہ پا سکا، پا بھی کوئی کیسے سکتا تھا جب جسمانی بیماری ہی نہیں بلکہ یہ وہ بیماری ہے جس کا علاج کسی مسیحا کے پاس نہیں، ہزار جتن کے باوجود حالت دن بدن گرتی گئی، پھول کی طرح شگفتہ

نوجوان سوکھ کے کانٹا ہو گیا' ماما کی ماری ہوئی ماں بالیں پکڑ کے روتی رہتی' باپ پاگلوں کی طرح سر پٹکتا' خاندان کے افراد افسردہ لیکن بیمار کے حال کو کوئی بھی سمجھ نہ پایا' اب اس بیماری کی آخری منزل قریب آ رہی تھی' ضعف اور ناتوانی کی بناء پر آواز کمزور پڑ گئی' زبان کی گویائی جواب دینے لگی' سانسوں کی مالا ٹوٹنے لگی' یہ زندگی کی آخری شام تھی' آنکھیں پتھرانے لگیں' جسم کے انگ انگ سے موت کے آثار ظاہر ہونے لگے' کپکپاتی آواز سے باپ کو کچھ کہنا چاہا مگر آواز گلے میں ہی اٹک گئی' باپ نے اپنا کان بیٹے کے قریب کیا' دنیا کے مسافر بیٹے نے باپ سے کہا: مجھ سے وعدہ کریں کہ میری آخری خواہش پوری کردو گے' باپ نے چہرے کی بلائیں لیتے ہوئے کہا: بیٹا! اس میں وعدہ لینے کی کیا ضرورت ہے' میرے بیٹے! آپ کی خواہش کی تکمیل کیلئے میں اپنا قیمتی سرمایہ لوٹانے کیلئے تیار ہوں' جب باپ نے تکمیل وعدہ کی حامی بھر لی تو بیٹے نے کہا: بابا جان! اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت میں محبت میں گھائل ہو چکا ہوں اور عشق ومحبت کی آگ نے مجھے جلا کے راکھ کر دیا ہے لیکن اس کا اظہار میں نے کسی پر نہیں کیا جب سے میں بستر علالت پر ہوں' ان کی دید نہیں کر سکا' اب میرے دل کی تمنا یہی ہے کہ آپ جا کر انہیں مطلع کر دیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عاشق دنیا سے جا رہا ہے' اس کی زندگی کا چراغ گل ہونے والا ہے اور اس کے دل کی حسرت ہے کہ مرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنا رخِ زیبا کی زیارت سے نواز دیں' باپ نے جب اپنے لال کی زبانی مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سنا' غصے سے پیچ وتاب کھانے لگا' آخر کار اکلوتا بیٹا تھا اور وعدہ بھی کر چکا تھا کہ میں اپنے لال کی آخری خواہش پوری کروں گا' غصے پر قابو نہ پاتے ہوئے بادل ناخواستہ اُٹھا اور جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی اور بیٹے کا پیغام پہنچایا کہ اب وہ بستر مرگ پر تڑپ رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے

دیکھنا چاہتا ہے، اس کی آخری تمنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر اپنی خوشنودی اور اُخروی نجات کا مژدہ سنا دیں، یہ سنتے ہی رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو ساتھ لیا اور اس خوش نصیب نوجوان کو انعاماتِ خداوندی کا مژدہ سنانے چل پڑے، انتظار کرتے کرتے بیمارِ محبت کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں، باپ نے سرہانے کھڑے ہو کر آواز دی: میرے لال آنکھیں کھولو! تمہارے محبوب مرکزِ عقیدت آ گئے ہیں اور اور آپ کے سرہانے کھڑے ہیں، جب اس بیمارِ محبت نے یہ آواز سنی تو اس آواز پر جاتی ہوئی روح لوٹ آئی، آنکھیں کھولی تو سامنے والضحیٰ کا چہرہ چمک رہا تھا، نحیف وکمزور آواز میں اپنی تمنا کا اظہار کیا، سرکار میرے آقا حضور آپ علیہ السلام کی محبت کا چراغ دل میں لے جا رہا ہوں، زندگی میں کوئی سجدہ بھی نہیں کیا، میں نجات کی اُمید رکھوں؟

آقا دو جہاں رحمتِ عالمیاں، والیِ بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ، تمہاری نجات کا ضامن میں ہوں، نوجوان نے ہچکیاں لیتے ہوئے عرض کی: میرے آقا علیہ السلام میں قبر کی منزل سے لے کر دخولِ جنت تک آپ کی ضمانت پر اسلام قبول کرتا ہوں، کلمہ پڑھا اور سرکار علیہ السلام کے قدموں پر لوٹتے ہوئے جان مالکِ حقیقی کے سپرد کر دی، ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کر لیں، نوجوان کے باپ نے کہا: حضور اب یہ میت اسلام کی امانت ہے، اب یہ جنازہ میرے گھر سے نہیں بلکہ آپ کے درِ نعمت سے اُٹھے گا، لہٰذا تجہیز وتکفین کی ساری ذمہ داری آپ ہی کی ہے، جب جنازہ تیار ہوا تو اس عاشقِ صادق کے جنازے میں شرکت کیلئے لوگ قرب وبعد سے جمع ہوئے تھے، آخری دیدار کیلئے چہرے سے جب کفن ہٹایا گیا، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ چہرے سے نور کی کرن پھوٹ رہی ہے اور ہونٹوں پر تبسم رقصاں ہے، دونوں ہاتھوں میں کونین کی نعمتیں سمیٹے ہوئے کامیابی کا

علم لہراتے ہوئے جارہا ہے‘ عاشق کا جنازہ تھا‘ بڑی دھوم سے اُٹھا‘ کثرتِ اژدھام سے مدینے کی گلیوں میں تل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی‘ والی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کا انداز بھی آج انوکھا تھا‘ پنجوں کے بل چل رہے تھے‘ اس حکمتِ عملی کو جاننے کیلئے ہر صحابی مجسمہ شوق بنا ہوا تھا‘ آخر کار کسی نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا: ''وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى '' والی زبانِ اطہر جنبش میں آئی‘ رحمت کے پھول جھڑنے لگے‘ ارشاد فرمایا: آج میرے اس عاشقِ صادق کے جنازے میں عالمِ بالا کے فرشتے دامن میں رحمت کے انوار لیے ہوئے اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان کے ہجوم کی وجہ سے مجھے زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہیں مل رہی‘ جنازہ جب جنت البقیع میں پہنچا‘ زمین پر رکھا گیا‘ قبر میں اتارنے کیلئے خود رحمتِ عالم مجسم شفیع معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام قبر میں اترے اور اس عاشقِ صادق کو قبر میں اتارا‘ کافی دیر کے بعد جب جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو چہرۂ انور سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے اور خوشی سے مسکرا رہے تھے‘ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: حضور لگتا ہے قبر میں کافی مشقت اُٹھانی پڑی جس کی وجہ سے پسینہ مبارک کے قطرے چہرے انور پر ستاروں کی طرح چمک رہے تھے‘ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے جواب ارشاد فرمایا: اس عاشقِ صادق نے وقتِ آخر مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا کہ قبر کی منزل سے لے کر جنت میں داخل ہونے تک کی میری ضمانت‘ اس کے شاملِ حال رہے گی‘ لہٰذا میرے اس وعدے کی تکمیل کیلئے حورانِ جنت کا ایک بہت بڑا اژدھام پہلے ہی جمع ہو چکا تھا‘ جوں ہی اس عاشقِ صادق کو قبر میں رکھا تو وہ چاروں طرف سے اس کے چہرے کی بلائیں لینے کیلئے بے تحاشا ٹوٹ پڑیں‘ جس کی وجہ سے مجھے مشقت اُٹھانی پڑی اور پسینہ مبارک کے چند قطرے اس خوش نصیب کے کفن پر گر پڑے‘ اب اس کی قبر تا قیامت مہکتی رہے گی۔

قبر میں بر آئیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

رحمتِ عالم کی اس عطاء کو دیکھا تو ہر صحابی کے دل میں شوق مچل اُٹھا کہ کاش! اس خوش نصیب کی جگہ میں ہوتا' سچ کہا ہے عارفانِ طریقت نے کہ عشق و محبت کی ایک جنون انگیز ادا ہزار برس کی بے رِیا عبادتوں اور وظائف سے افضل و اعلیٰ ہے' یہی وہ سکّہ رائج الوقت ہے جس میں آج تک کہیں بھی کھوٹ نہیں نکلا اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جذبِ عشق کا ایک ہی جھونکا عالمِ اسفل میں بسنے والوں کو عرش کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے اور وہ محبت ہی کا کرشمہ تھا جس نے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں پر اپنی شوکتوں کے پرچم اُڑوائے' زمین کی بڑی سے بڑی طاقتوں کو اپنے قدموں میں روند ڈالا' بڑے بڑے مغروروں کا سر نیچا کر دیا اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی عظمتوں کا عَلم لہرائے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کے آگے سرخم رہی' وہ محبت ہی کا نشہ ہے جب چھا جاتا ہے تو سب رنگینیوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

کاش! کہ اللہ تعالیٰ آج کے مسلمان کو بھی اس کی کھوئی ہوئی دولت سے نوازے۔

آمین ثم آمین!

ثمرات محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

ثمراتِ محبت

آقائے دو جہاں رحمتِ عالمیاں' والیٔ بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا جو ثمرات حاصل کرتا ہے وہ تو کثیر ہیں' ہم یہاں صرف چند ایک بیان کرتے ہیں تاکہ وہ جان سکے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں کیا شان وعظمت ہے؟ کیا انعام واکرام ہیں' کیسی لطف وکرم کی بارشیں ہوتی ہیں' ان ثمرات میں سے کچھ کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے اور کچھ کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے یعنی کچھ کا ظہور دنیا ہی میں ہوجاتا ہے اور کچھ کا مرنے کے بعد ہوگا۔

حلاوتِ ایمان کا پانا

محبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ثمرہ یہ ملتا ہے کہ وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا ہے' یقیناً کامل ایمان کا ذائقہ اور اس کی حقیقی حلاوت ملتی ہے تو وہ فقط عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملتی ہے اور ایمان کی حلاوت میں ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اسے حاصل

کرے تاکہ زندگی کے شب و روز اس کی مستی میں بسر کر سکے۔

ایمان کے مختلف مراتب ہیں سب سے کم درجہ پر عوام کا ایمان ہوتا ہے اور سب سے بلند درجہ حلاوت پانے والے کا ہوتا ہے لیکن یہ اس شخص کو حاصل ہوگا جو شارع کی بیان کردہ صفات سے متصف ہوگا اور ان صفات میں پہلی صفت اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اس قدر ہو کہ تمام مخلوق سے بڑھ کر ہو، جس کے اندر یہ پہلی صفت ہی نہیں پائی جاتی وہ ایمان کی حلاوت کو نہیں پا سکتا' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس میں یہ تین چیزیں ہوں گی وہ ہی ایمان کی حلاوت پائے گا:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہر شے سے بڑھ کر محبوب ہوں اور اگر کسی سے محبت کرے تو وہ بھی اللہ کیلئے اور کفر کی جانب نجات کے بعد لوٹنا اس قدر ناپسند ہو جس طرح آگ میں جانا ناپسند کرتا ہے۔ (بخاری۔ باب حلاوۃ الایمان)

حضور پرنور شافع یومِ نشور محبوب ربِ غفور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت جو حلاوتِ ایمان کا ذریعہ بن سکتی ہے' وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو دل و جان سے کامل طور پر تسلیم کرنے کے بعد حاصل ہوگی' جس طرح حدیث پاک میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نقل ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذاق لهم الايمان من رضى بالله ربًا وبالاسلام دينًا وبمحمد صلى الله عليه وآله وسلم ۔ (مسلم۔ کتاب الایمان)

ایمان کا ذائقہ وہی پا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے رب' اسلام کے دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کو کامل طور پر تسلیم کرے۔

جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو اس صفت کے ساتھ

مان لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اپنے والد، والدہ، اہل اور تمام لوگوں سے بلکہ اپنی جان سے بڑھ کر کی، یعنی اس کے نزدیک کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بالا صفات ہو، اس کے علاوہ دوسری صفات بھی ہوں جن کا ذکر دیگر احادیث میں آیا ہے، مثلاً احسان جو کہ ارکانِ دین کا تیسرا رکن ہے، ایسا آدمی ایمان کے اعلیٰ درجہ کو پالے گا اور ان لوگوں میں ہو جائے گا جو ایمان کی مستی اور سرشاری کو شب و روز اپنے اندر پاتے ہیں اور جو شخص ایسا نہیں، اس کا ایمان ناقص ہے، یاد رکھیں! مقامِ احسان کو وہی پا سکتا ہے جسے یا تو مشاہدہ حاصل ہو یا پھر ہر وقت اپنے آپ کو اللہ کی نگہبانی میں رکھنے والا ہو، جیسا کہ امام بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مبارکہ میں منقول ہے، اسی طرح امام مسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے، حدیث پاک میں قصۂ جبریل بیان ہوا، جس میں حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان، اسلام اور احسان کے متعلق سوال کیا۔

اس حدیث مبارکہ میں ہے: ''ما الاحسان؟'' احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان تعبد اللّٰہ کانك تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراك ۔

اللہ کی اس طرح عبادت کرے کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ سکتا تو یہ جان لے کہ اللہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔

مسلم شریف کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں:

ان تخشی اللّٰہ کانك تراہ فانك ان لا تکن تراہ فانك یراك ۔

اللہ تعالیٰ سے ایسے ڈر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ

تو تجھے دیکھ رہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبادت میں احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اخلاص، خشوع اور حضورِ قلب ہو اور یہ جاننا کہ معبود مجھے دیکھ رہا ہے، اس میں دو حالتوں کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

ان دونوں میں بلند ترین یہ ہے کہ دل پر مشاہدۂ حق کا غلبہ اس قدر ہو گویا کہ حق اللہ کو آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، یہ درجہ صرف فنافی اللہ ہی پا سکتے ہیں، جیسا کہ حضرت علی مولائے کائنات مولائے مشکل کشا شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس وقت تک دوسرا سجدہ ہی نہیں کرتا جب تک اس معبود کو دیکھ نہیں لیتا، اس کی وضاحت خود ہی فرماتے ہیں کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اس کا ادراک حواسِ خمسہ سے نہیں ہو سکتا بلکہ انسان کے دل میں حقیقتِ ایمان کی یہ صفت ہوتی ہے کہ اس کا دیدار کر لیتا ہے، اس کو علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۱۰۵ پر بیان فرمایا ہے، یہ حالت تھی: ''کانک تراہ''۔

اور دوسری حالت یہ ہے کہ بندہ ہر وقت یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ میرے ہر فعل پر خوب مطلع ہے، یہ دونوں حالتیں انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور خشیت عطاء کرتی ہیں۔ امام نووی علیہ الرحمۃ اس کے بارے میں شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان جوامع الکلم میں سے ہے، آپ فرماتے ہیں: مقصودِ کلام حدیث کا یہ ہے کہ عبادت میں اخلاص ہونا چاہیے اور اس قدر خشوع و خضوع ہونا چاہیے گویا کہ وہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے۔ اہل معرفت تو صالحین کی مجلس کے بارے میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہاں بھی انسان کو اپنا آپ سنبھال کر بیٹھنا چاہیے تا کہ ان کا احترام اور حیاء قائم رہے۔

فکیف بمن لا یزال اللّٰہ تعالیٰ مطلعا علیہ فی سرہ

وعلانیته ۔

تو پھر باری تعالیٰ کی بارگاہ کا کس قدر بلند احترام کرنا ہوگا جو ہر وقت ہر حال میں انسان کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔ پیاری اسلامی بہنو! اسلام میں عبادت کا مفہوم کسی وقت کسی جگہ یا کسی حالت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ ہر وقت کا عمل ہے خواہ دن ہو یا رات' فراغت ہو یا مصروفیت' نیند ہو یا حالت بیداری' حضر ہو یا سفر' گرمی ہو یا سردی' علم ہو یا عمل' مہمان نوازی ہو یا مہمانی' خدام وطلبہ کی تربیت ہو یا اساتذہ کی خدمت' ہر حال میں انسان پر لازم ہے کہ وہ مخلص خاشع خاضع مطیع اور اپنے رب کو دیکھنے والا محسوس کرتا رہے' اس کی عظمتوں کا مشاہدہ کرنے والا بن کر رہے' اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: (الذاریات:۵۶)

اور میں نے جن وانسان کو اپنی بندگی کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔

جس شخص کی احسان میں اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کیفیت ہوگی' وہی ایمان کی حلاوت پا سکے گا۔

محبِ نبی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی وصفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے کو محبتِ الٰہی اور مغفرت کا مژدہ سنایا ہے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع محبتِ الٰہی اور غفرانِ ذنوب کا ثمر عطا کر رہی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے والے کا کیا مقام ہوگا؟ کیوں کہ اتباع تو محبت کی اصل ہوتی ہے' اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہمیشہ اس امت اور ہر اس شخص کیلئے آواز دے رہا ہے جو بھی اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتا ہے کہ:

میری اتباع کرو' اگر تم ایسا کرو گے تو پھر یہ مقام پا لو گے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔

یاد رکھیں! محبتِ الٰہی کیلئے اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں تو اشدہ حباً للہ کا مصداق بننے کیلئے اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے تو پتہ چلا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا اللہ تعالیٰ کا حبیب اور محبوب بن جاتا ہے تو خود سرورِ دوعالم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا ہوگا؟

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا پیروی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب بنالیتا ہے۔

دوسری بات جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے اپنی محبت کا وعدہ فرمایا ہے' جو آپس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں' جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے تو اس شخص کیلئے محبتِ الٰہی کیوں نہ ہوگی جو خود اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

واللّٰہ یحب الصبرین ۔(آل عمران:۱۴۶)

اور صبر کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔(آل عمران:۱۴۸)

بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۔(آل عمران:۷۶)

بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۔(آل عمران:۱۵۹)

بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔(البقرہ:۲۲۲)

بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے

ستھروں کو۔

فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ:۵۴)

عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا ہوگا۔

پیاری اسلامی بہنو! ان آیاتِ طیبہ پر غور فرمائیں' صابرین نے صبر کس در سے سیکھا؟ محسنین کو احسان کہاں سے ملا؟ متقین کو تقویٰ کس نے دیا؟

متوکلین کو توکل کس نے سکھایا؟

توابین کو توبہ کی طرف کس نے مائل کیا؟

مطہرین کو طہارت کا طریقہ کس نے سکھایا؟

یقیناً جواب میں در مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی جانب نظر اُٹھتی ہے کیونکہ جس کو بھی جو کچھ ملا ہے' وہ اس در کی غلامی سے ملا ہے' مذکورہ بالا تمام چیزیں اتباع ہی سے حاصل ہوتی ہیں' جب اتباع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے تو محبت کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا مقام ہوگا؟

آخرت میں سرکار علیہ السلام کی رفاقت

احادیث مبارکہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے' فرمایا:

انت مع من احببت ۔

تم اس کے ساتھ ہوگے جس کے ساتھ تم محبت کرتے ہو۔

یہ حدیث مبارکہ تقریباً ۲۰ (بیس) صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے کہ انسان کل قیامت میں اپنے محبوب کے ساتھ ہی اُٹھایا جائے گا تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اولیاء کرام سے محبت کرتا ہے وہ یقیناً ان حضراتِ قدسیہ کے ساتھ اُٹھایا جائے گا اور جو شخص اس کے برعکس کسی عورت یا مرد یا کفار سے محبت کرتا ہے اس کا

حشر بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی ہوگا' محبِ نبی علیہ السلام کیلئے آخرت میں اپنے آقا علیہ السلام کی رفاقت کا مژدہ بہت سی روایات میں ہے' لیکن تمثیلاً چند احادیث کو ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب قائم ہوگی؟ جواب میں آپ علیہ السلام نے فرمایا:

وما اعددت للساعة؟

تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟

صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے:

حب اللہ ورسولہ۔

اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''ما ینطق عن الھوی'' والی زبانِ مبارک جنبش میں آئی اور ارشاد فرمایا: ''فانك مع من احببت''۔

یہ مژدہ سن کر عاشق ماہِ رسالت پروانۂ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے جھومتے ہوئے عرض کرنے لگے:

فانا احب اللہ ورسولہ وابا بکر و عمر خارجوا ان اکون معھم وان لم اعمل باعمالھم۔ (بخاری ومسلم۔ کتاب الاداب)

میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ ان کی سنگت ملے گی' اگرچہ میں نے ان کے برابر اعمال نہیں کیے۔

بلکہ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

ما اعددت لها من كثير صلوٰة ولا صوم ولا صدقة ولكنى احب الله ورسوله .

میں نے قیامت کیلئے زیادہ نمازیں، روزے اور صدقات تو نہیں کیے مگر میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضرور رکھتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انت مع من احببت . (مسلم۔ کتاب البر والصلۃ)

تو اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

ہم بھی وہی کہتے ہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتے ہیں اور ہمیں بھی یہی امید ہے ان کی رحمت سے کہ ہمیں بھی ان کا سایہ نصیب ہوگا، اگرچہ ہم نے ان جیسے اعمال نہیں کیے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث مبارکہ مروی ہے کہ ایک شخص آقائے دو جہاں رحمتِ عالمیاں، والی بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ مقدسہ مطہرہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

كيف ترى فى رجل احب قومًا ولما يلحق بهم .

اس شخص کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے مگر ان سے ملا نہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المرء مع من احب . (بخاری۔ کتاب الادب)

ہر انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔

اس سلسلہ میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت منقول ہے' ان کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اس قسم کی احادیث منقول ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے عشاق سے ملاقات کا شوق

جب محبت دونوں طرف سے ہے تو اس میں صلہ کا جذبہ بھی انتہاء درجے کا ہوتا ہے' جب اشتیاق دونوں جانب سے ہو تو وہ کمال کا درجہ ہوتا ہے' حضور سراپا نور محبوب ربِ غفور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مطلع فرمایا کہ کچھ لوگ ہمارے بعد آئیں گے' ان میں سے ہر ایک کو یہ تمنا کرے گا کہ مجھے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف مل جائے اگرچہ پھر ہمیشہ نہ شرف دیدار ہو تو میں اس کی خاطر اپنا مال و اہل سب قربان کرنے کیلئے تیار ہوں' اس حدیث پاک میں یہ اطلاع بھی ہے کہ اُمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد آئیں گے' عشاق کے اس شوق کے بدل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھنے کی تمنا کا اظہار کیا اور انہیں اپنا بھائی بھی قرار دیا' یہ الفاظ آقا علیہ السلام کے عاجزی کے طور پر ہیں' باقی اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے جس طرح بدبخت سیاہ باطن لوگ بکواس کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بڑے بھائی ہیں' لہٰذا آقا علیہ السلام کا احترام بھائی جتنا کرنا چاہیے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شر سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے! (محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو)

ظالمو! محبوب کا کیا حق تھا یہی؟ عشق کے بدلے عداوت کیجیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اور فرمایا: اے اہل ایمان! تم پر سلامتی ہو! ہم بھی اللہ کے حکم سے تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

وددت انا قد رأینا اخواننا ۔

فرمایا: میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کا شوق رکھتا ہوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انتم اصحابی واخواننا الذین لم یاتوا بعد ۔

تم میرے ساتھی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

کیف تعرف من لم یات بعد من امتك یا رسول اللّٰه ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کیسے پہچان لیں گے جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ کلیاں گھوڑے کا مالک اپنے گھوڑے کو دوسرے گھوڑوں کے درمیان پہچان لیتا ہے یا نہیں؟ جواباً عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ تو ضرور پہچان لے گا' پھر ''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی'' والی زبان اطہر جنبش میں آئی اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور ارشاد فرمایا: وہ اس حال میں آئیں گے کہ وضو کی وجہ سے ان کی پیشانیاں چمک رہی ہوں گی' میں حوضِ کوثر پران کا انتظار وانتظام کروں گا۔ (مسلم۔کتاب الطہارۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے محبین' متبعین اور ایمان لانے والوں سے ملاقات کا شوق اور انہیں دیکھنے کی تمنا کا اظہار فرمایا ہے' لہٰذا اشتیاق دونوں جانب سے ہو گیا یعنی غلام کی جانب سے بھی اور آقا علیہ السلام کی جانب سے بھی اور دوسری بات اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ ہمارے آقا علیہ السلام کل قیامت میں اپنی امت کو دوسری امتوں میں اس طرح پہچانیں گے جس طرح کوئی گھوڑوں

میں سے اپنے پانچ کلیاں گھوڑے کو پہچان لیتا ہے اور تیسری بات یہاں پر جس کی وضاحت بھی ضروری ہے' ورنہ ہوسکتا ہے کسی کو شیطان گمراہ کرے اور اس کو اُلٹے سیدھے وسوسے آئیں کہ بعد میں آنے والوں کو سرکار علیہ السلام نے بھائی فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نہیں فرمایا' اس سلسلے میں شرح مسلم شریف کے حوالے سے امام باجی کا فرمان نقل کرتے ہیں: امام صاحب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک فرمان (بل انتم اصحابی) ان سے اخوت کی نفی نہیں کررہا بلکہ ان کی اضافی شان بیان کررہا ہے (کیونکہ ثبتِ شیٔ ماسوا کی نفی نہیں کرتی) لہٰذا صحابہ کرام علیہم الرضوان ''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ'' ''تمام اہل ایمان آپس میں بھائی ہیں' کے تحت اخوت کے زمرے میں بھی ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان صحابیت کی صف میں بھی ہیں' تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے بعد آنے والی تمام امت میں افضل واعلیٰ ہیں' جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پائی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کی حالت میں دیکھ لیا تو اس کو یہ محبت آنے والے تمام لوگوں سے افضل بنادیتی ہے۔

جم ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

سعادتِ دارین کا حصول

ہر عاقل انسان کو یہ چیز سب سے محبوب ہے کہ اسے کوئی پریشانی لاحق نہ ہو خواہ دنیاوی ہو جیسے مال' بیوی' گھر' ذات اور اولاد کے حوالے سے یا اُخروی ہو جیسے محشر کی گرمی' اللہ تعالیٰ کی ناراضگی' جہنم کی دہکتی آگ وغیرہ' الامان بالحفیظ ان سے چھٹکارا تب ہی ہے یا تو اللہ تعالیٰ اپنی پناہ عنایت فرمادے یا پریشانی دور فرمادے یا اس کا وقوع ہی نہ ہو' جیسا کہ بندۂ مؤمن' صاحبِ یقین کو یہ بات سب سے زیادہ محبوب ہے کہ روزِ

قیامت اٹھے تو اس پر گناہ نہ ہو' اس کی دو صورتیں ہیں یا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی اسے گناہ سے محفوظ رکھ لے یا پھر اس کے تمام گناہ معاف فرما دے' جس شخص کو یہ مقام مل گیا یعنی گناہوں سے نجات مل گئی وہ سب سے زیادہ سعادت مند ہے' جب اللہ تعالیٰ نے یہ بخشش کا انعام اور اس کے علاوہ بھی کثیر انعامات بندے کو عطا فرما دیئے ہیں جو کثرت کے ساتھ حضور پرنور محبوب ربِ غفور شافعِ یومِ نشور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں:

اذا تكفر همك ويغفر ذنبك .

یہ تیرے تمام معاملات کیلئے کافی ہے اور تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

یہ انعام اس کو ملا جو آقا علیہ السلام کی ذات و صفات پر درود پاک پڑھتا ہے تو اس شخص کا کیا مقام ہوگا جو مدنی تاجدار' بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے' محبت بھی ایسی کہ اپنے والد' والدہ' مال' اہل' جان اور تمام لوگوں سے بڑھ کر یہاں سے مراد وہ محبت نہیں جو کثیر لوگ دعویٰ دار ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں حالانکہ ان کے اقوال' اخصال' احوال' اعمال خود ان کی تکذیب کرتے ہیں' بلکہ محبت سے مراد وہ محبت ہے جو صاحبِ محبت کر حال' قال' خلق عمل اور کردار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے پر مجبور کر دے' اللہ کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں' جس طرح نبی علیہ السلام کی محبت اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں' اس لیے کہ:

ان يكون الله ورسوله صلى الله عليه وآله وسلم احب اليه مما سواهما .

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک سے بڑھ کر محبت ہو۔

صفتِ ایمان کا عطاء ہونا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک فرمان پیچھے بھی گزر چکا ہے:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔

تم میں کوئی بھی صاحبِ ایمان نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والدین' اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔

جو شخص حقیقی معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے گا' اس کا قول وفعل' کردار طور طریقہ' شکل وصورت وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا آئینہ ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد' والدہ' اہل' جان اور تمام لوگوں سے مقدم سمجھے گا اور وہ صاحبِ ایمان ہوگا جیسے جیسے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا جوں جوں اس کے دل میں سرکار علیہ السلام کی محبت کا چراغ روشن ہوتا چلا جائے گا' اس کے سینے سے فسق وفجور کا اندھیرا چھٹتا چلا جائے گا' اس کے ایمان کو تقویت ملتی جائے گی' جب سرکار علیہ السلام کی محبت اپنے کمال کو پہنچے گی' ادھر ایمان بھی اپنے کمال کی بلندیوں تک جا پہنچے گا' یونہی محبت میں کمی واقع ہوگی تو ایمان بھی ناقص ہو جائے گا کیونکہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں جو لوگ مخلوق کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مقدم سمجھتے ہیں ان کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں زبردست وعید سنائی ہے' چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

اے محبوب علیہ السلام! تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے'

تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ' کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان۔ (التوبہ:۲۴)

یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے راستے میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا لیکن جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام محبتوں سے مقدم رکھے گا' وہ مطیع اور صاحبِ ایمان ہو گا' آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو اپنے مقام پر آپ کے غلاموں کی محبت علامتِ ایمان ہے' جیسا کہ حدیث مبارکہ میں منقول ہے کہ:

آية الايمان حب الانصار و آية النفاق بغض الانصار ۔

(بخاری۔مناقب الانصار)

انصار کی محبت ایمان کی علامت اور انصار سے بغض نفاق کی علامت۔

یہ حدیث مبارکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت برّہ رضی اللہ عنہ سے کچھ اس طرح منقول ہے:

الانصار لا يحبهم الا مؤمن و لا يبغضهم الا منافق فمن احبهم احبه و من ابغضهم البغضه الله ۔

انصار سے فقط مؤمن ہی محبت کرے گا اور ان سے بغض صرف منافق کا کام ہے جو ان سے محبت کرے گا' اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا' اللہ تعالیٰ اسے ناپسند فرمائے گا۔

ذرا غور فرمائیں! انصار کو یہ مرتبہ کہاں سے ملا؟ کس کی نسبت سے ملا؟ کیسے ملا؟ کیوں ملا؟ انصار کو اگر یہ مقام ملا ہے تو محبوب علیہ السلام کی غلامی سے' اگر ان کی محبت کو ایمان کی علامت اور ان سے بغض کو نفاق کی علامت کہا گیا ہے تو وہ فقط رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ان کی محبت سے ان کی قربت سے ان کی اُلفت سے ان کے عشق سے ان کی اتباع سے ہی یہ مرتبہ و مقام ملا ہے لہٰذا اگر آج بھی کوئی مسلمان آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے تو اسے بھی اللہ تعالیٰ مقام و مرتبہ عطاء فرماتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبّ ارتکابِ معصیت سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرتا ہے تو یہ محبت اس کیلئے علامتِ ایمان ثابت ہوگی جب تک محبت دل میں موجود ہے اس سے ایمان نہیں چھنتا اس لیے اسے منافق نہیں کہا جا سکتا حتیٰ کہ اگر اس نے معصیت کا ارتکاب بھی کر لیا ہے تو بھی وہ ایمان سے خارج نہیں ہوگا کیونکہ محبت سے بھی گناہ سرزد ہو سکتے ہیں اور یہ نہیں کہ محبت اسے معصوم بنا دیتی ہے کہ کب اس سے کبھی گناہ ہو گا ہی نہیں بلکہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے بھی وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور شافع یوم نشور محبوب ربِ غفور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اس صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اس محبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پی لی جب شراب پی تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حد لگوائی ایک دن پھر اسی صحابی رضی اللہ عنہ کو لایا گیا پھر اسے سزا دی لوگوں میں سے ایک ایک آدمی بولا اور کہنے لگا: اے اللہ! اس پر لعنت فرما! اس نے کس قدر پریشان کیا ہے؟ حضور ربِ غفور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الحدود)

دیکھئے! یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ السلام کی محبت میں سچا تھا' اس کی سچائی پر اس سے بڑھ کر کیا گواہی ہو سکتی ہے کہ اس کی گواہی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی' ہاں! اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اطاعت میں تھوڑی سی غفلت ہوئی اور شراب پی لی' اگر اطاعت میں اکمل ہوتا تو یہ گناہ سرزد نہ ہوتا' اس عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوتاہی ہوئی مگر پھر بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے محبّ ہی فرمایا ہے' بشارت کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال باکمال کے بعد منقطع ہو گیا۔

کیونکہ اس وقت تو غیب دان نبی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی کی زبان والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حیاتِ ظاہری کی بناء پر بنفس نفیس خود موجود ہوا کرتے تھے' لیکن اب تو کوئی اس قسم کی گواہی نہیں دے سکتا کہ یہ محبت میں کامل ہے یا کہ نہیں' جیسا کہ حدیث پاک اس پر یہ بات دال ہے کہ جب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر ان کے پاس پہنچے اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: اے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں!

هل تعلم انی احب اللّٰہ ورسوله ۔

کیا تو نہیں جانتا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔

یہ کلمات حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ دہرائے' اس نے جواب میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللّٰہ ورسوله اعلم ۔ (بخاری۔ کتاب المغازی)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

سبحان اللہ اصحابہ کرام علیہم الرضوان کا کیا ہی عاشقانہ جواب ہوا کرتا تھا کہ اللہ

تعالیٰ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، لیکن آج کا نام نہاد مسلمان اپنے نبی پاک علیہ السلام کے متعلق کس قدر گستاخانہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی غیب کا علم نہیں جانتا اور اسے دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، نعوذ باللہ من ذالک۔ کاش! کہ ان مسلمانوں کو بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان جیسا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو، (آمین!)

اس حدیث مبارکہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم بھی حسن ظن ہی رکھیں گے کیونکہ اُمور کے باطن سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے، لیکن ہم اتنا ضرور بلکہ بالیقین کہہ سکتے ہیں کہ جب مؤمن کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے تو وہ کبھی بھی منافق نہیں ہوسکتا جیسا کہ کسی عبد مؤمن کے دل میں محبت کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض نہیں ہوسکتا، یہی وجہ ہے کہ جب کسی بندۂ مؤمن کے دل میں ان حضراتِ مقدسیہ کی محبت ثابت ہو جائے تو اس کیلئے ایمان کا ثبوت ضروری ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر محبت نہیں تو ایمان بھی نہیں، کیونکہ محبت جانِ ایمان ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۔(البقرہ:۱۶۵)

اور ایمان والوں کو اللہ کے بمقابلے میں کسی سے محبت نہیں۔

گنہگار مرد مؤمن پر لعنت نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی نفرت کی جاسکتی ہے کیونکہ ناپسند تو اس کا عمل اور فعل ہے نہ کہ اس کی ذات، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی زبان سے کہلایا:

قَالَ اِنِّیْ لعلمکم من القالین ۔(الشعراء:۱۶۸)

فرمایا: میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔

ہاں! اس صورت میں اس سے نفرت کی جائے گی جب اس سے ایسا کفر سرزد ہو جس کی کوئی تاویل نہ کی جاسکے اور ایسا یعنی کفر کسی مؤمن، مسلم اور اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے سے کیسے مقصود ہو سکتا ہے سوائے اس صورت کے جب اسلام کو چھوڑ دے۔ (والعیاذ باللہ!) اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ گناہ بھی مسلم عاصی پر لعنت اور اسے گالی دینے سے منع فرما رکھا ہے کیونکہ یہ لعنت کرنا شیطان کی مدد کرنا ہے حالانکہ شیطان کی مدد یہاں مطلوب نہیں بلکہ یہاں مطلوب تو اس عاصی کی مدد ہے کہ اس کی مدد کر کے اسے گناہ سے نکالا جائے' اگر مسلم بھائی کی مدد کر کے یعنی احسن انداز میں اسے سمجھا کر معصیت سے بچائیں گے نہیں تو ایسی صورت میں نفرت اور بغض میں اضافہ ہوگا حالانکہ مسلمان رحیم اور شفیق ہوتا ہے نہ کہ بغض وعناد رکھنے والا' مسلمان آسانی پیدا کرنے والا ہوتا ہے نہ کہ تنگی لاحق کرنے والا' مسلمان خوشخبری سنانے والا ہوتا ہے کہ نہ کہ نفرت دلانے والا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نشے والے آدمی کو لایا گیا' اس پر حد لگائی تو کسی نے اسے ہاتھ سے مارا تو کسی نے جوتے سے مارا تو کسی نے کپڑے سے سزا دی' ایک شخص نے کہا:

ماله افزاه الله ۔

اللہ تعالیٰ نے اسے کتنا ذلیل کیا ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لا تکونوا عن الشیطان علیٰ اخیکم ۔

اپنے بھائی کے خلاف شیطان کی مدد مت کرو۔

دوسری روایت میں یوں منقول ہے:

لا تقولوا هکذا لا تعینوا علیه الشیطان ۔ (بخاری۔ کتاب الحدود)

ایسی بات مت کرو اور اس کے خلاف شیطان کے مددگار مت بنو' اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند اور باتیں قابل توجہ ہیں:

(۱) پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''علی اخیکم'' فرمایا' اُسے اخوت میں باقی رکھا' اس سے اخوتِ ایمانی کی نفی نہیں فرمائی۔

(۲) اس مسلمان شرابی کے خلاف شیطان کی مدد سے منع فرمایا' شیطان نے معصیت کو اس کے سامنے مزین کر کے پیش کیا تا کہ یہ رسوا و ذلیل ہو اور تم نے اس کے خلاف ذلت و رسوائی کی بددعا کر دی تو شیطان کا مقصد تو پورا ہو گیا' خصوصاً اس نے اولادِ آدم کو اغواء گمراہ کرنے کا صف اُٹھا رکھا ہے' جب عاصی بندے کے خلاف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی دعا کرو گے تو ابلیس کا مقصد تو پورا ہو جائے گا' اسی طرح محسن و غم خوار آقا علیہ السلام نے شرابی کیلئے دعا کا حکم فرمایا اور بددعا سے منع فرمایا' جس طرح ابوداوٗد شریف کی ایک روایت میں یوں مذکور ہیں:

ولکن قولوا اللّٰھم اغفر لہٗ اللّٰھم ارحمہ ۔(ابوداوٗد۔کتاب الحدود)

اور لیکن تم کہو: اے اللہ! اسے معاف فرما اور اس پر رحم فرما!

پیاری اسلامی بہنو! ان احادیث کی روشنی میں یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ گناہ سے نفرت ضرور کرو مگر گنہگار سے نفرت نہ کرو' معصیت سے نفرت ضرور کرو مگر عاصی سے نفرت نہ کرو' اسی طرح شراب' زنا' جوا' چوری' جھوٹ' وعدہ خلافی' حرام کاری' لواطت وغیرہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے نفرت کریں لیکن ان کے مرتکب سے نفرت نہ کریں' ہوسکتا ہے کہ وہ توبہ کر کے تجھ سے کہیں آگے نکل جائے جس کی شریعت میں کئی مثالیں ملتی ہیں' لیکن بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج اس کا بالکل اُلٹ معاملہ نظر آتا ہے' وہ اس طرح کہ ہم عاصی سے تو نفرت کرتے ہیں لیکن معصیت سے نفرت نہیں کرتے' اسی طرح ہم گنہگار سے تو نفرت کریں گے لیکن گناہ سے نفرت نہیں کرتے' کاش کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے نبی علیہ السلام کے فرمودات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے! آمین! دوسری یہ بات بھی ہمیں

معلوم ہوئی کہ ارتکابِ معصیت اور اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت کے صدور کے درمیان منافات نہیں' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مذکورہ شخص کے بارے میں اطلاع فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے' باوجود یکہ اس سے گناہ سرزد ہوا تھا' اسی طرح جس آدمی سے متعدد بار معصیت کا صدور ہو بھی جائے تو اس سے بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت چھن نہیں جاتی کیونکہ اوپر مذکورہ صورت میں عبداللہ حمار رضی اللہ عنہ سے متعدد بار گناہ کا صدور ہوا تھا اور ان پر حد بھی جاری کی گئی تھی لیکن پھر بھی انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبّ ہی قرار دیا تھا۔

خبردار!

ان احادیث سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ٹھیک ہے جیسے چاہو گناہ کرو' کیونکہ ہم عشاقِ مصطفیٰ علیہ السلام ہیں' یاد رکھیے! محبّ پر اطاعت فرض ہے' اسی لئے محبّ عموماً نافرمانی نہیں کرتا سوائے اس صورت کے جب وہ محبت اور ایمان سے غافل ہو جاتا ہے' ورنہ محبت کا مدعی ہوتے ہوئے معصیت کا ارتکاب کیسے کرے گا؟

عرش کا سایہ

ثمراتِ محنت سے ایک یہ بھی لاجواب ثمرہ ہے کہ جب سورج سوا نیزے پر رہ کر آگ برسا رہا ہوگا' زمین تانبے کی طرح دہکتی ہوگی' ہر انسان کو اس دہکتی ہوئی زمین پر برہنہ کھڑا کیا جائے گا اور پچاس ہزار سالہ ایک دن ہوگا' جس میں گرمی کی شدت کا عالم یہ ہوگا کہ زبانیں پیاس کی وجہ سے سینوں پر لٹک رہی ہوں گی اور جسم پسینے سے شرابور ہوں گے' ان میں سے کوئی اپنے پسینے میں ڈوبا ہوگا' کسی کے کندھوں تک ہوگا' کسی کے سینے تک اور کسی کی کمر تک ہوگا' ایسی حالت میں کوئی بھی سایہ نہیں ہوگا' سوائے عرشِ الٰہی کے سائے کے' اس سائے تلے بھی سات قسم کے لوگ پناہ گزین ہوسکیں گے' جن میں دو خوش نصیب ایسے بھی ہوں گے:

ورجلان تحابا فی اللّٰہ اجتمعا علیہ وتضرقا علیہ ۔

(بخاری کتاب الاذان)

جو اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور اسی کی خاطر جدا ہوئے۔

یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:

ان المتحابین فی جلال اللّٰہ ھم فی ظل اللّٰہ تعالیٰ ۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے خصوصی سایہ میں ہوں گے۔

مزید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ملاحظہ فرمائیں' تاجدارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ روزِ قیامت فرمائے گا:

میری خاطر محبت کرنے والے آج کہاں ہیں امیں انہیں سایہ عطاء کروں' جبکہ میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم۔ کتاب البر)

پیاری اسلامی بہنو! غور فرمایئے یہ ثواب ہے ان لوگوں کا جو آپس میں محبت کرتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے تو اس شخص کا کیا مقام ہوگا جو لوگوں سے نہیں بلکہ لوگوں کے آقا علیہ السلام سے محبت کرتا ہے' جو ان کے عشق ومحبت میں جھوم کے ان کی ثناء خوانی کرتا ہے اور ان کے آل واصحاب سے بھی محبت رکھتا ہے؟

یقیناً وہ خوش نصیب اس فرمانِ عظمت عالی شان کے سائے تلے خوشیوں کی بہاریں لوٹے گا اور آبِ کوثر کے جام ساقی کوثر سے پئے گا' چنانچہ اسی لیے فرمایا:

المرء مع من احب ۔ (بخاری)

ہر آدمی جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔

اے رب العالمین! یہ لطف وکرم ہمیں بھی عطا فرما!

چھپ چھپ کے جہاں سے کہ انہیں دیکھ سکوں میں
جنت میں مجھے وہ جگہ میرے خدا دے

دخولِ جنت

جو بھی نبی پاک علیہ السلام سے محبت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے کل قیامت کے دن اپنے خاص انعامات سے نوازے گا اور نبی پاک علیہ السلام اس کی شفاعت بھی فرمائیں گے' جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ کی آیت: ''وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى'' نازل فرمائی تو میرے آقا علیہ السلام کے ہونٹ مبارک جنبش میں آئے اور وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى والی زبانِ اقدس سے رحمت کے پھول جھڑنے لگے' ارشاد فرمایا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا' جب تک میرا ایک اُمتی بھی جہنم میں ہوگا' اسی کی طرف شاعر اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا   میں تو جاتا مگر سرکار نے جانے نہ دیا

بلکہ دوسری حدیث شریف میں آتا ہے کہ میں اس وقت تک اللہ کی بارگاہ سے سر ہی نہیں اُٹھاؤں گا جب تک میری ساری امت بخشی جائے۔ قربان جاؤں وہ کیسا منظر ہوگا جب سارے انبیاء علیہم السلام تو نیکوں کی صف میں کھڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے: مولا! گنہگار تیرے ہیں ان کو چاہے جنت میں بھیج' چاہے جہنم میں لیکن میرے آقا علیہ السلام گنہگاروں کی صف میں کھڑے ہو کر محبوبانہ اداؤں سے عرض کر رہے ہوں گے: مولا کریم! یہ گنہگار میرے ہیں ان کی شفاعت کر کے میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا' حشر کے دن جب مخلوق مارے مارے پھر رہی ہوگی اور ہر در سے جواب ملے گا: یہ وہ دن ہے جس میں ہر کسی کو اپنی پڑی ہے' تمہاری شفاعت کون کرے؟ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے کر بارگاہِ رسالت تک پہنچائیں گے تو میرے آقا علیہ السلام فرمائیں گے: آؤ آؤ! آج کے دن کیلئے میں ہی ہوں' اس منظر کو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت شمع رسالت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان بیان کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں فرماتے ہیں:

جب اوروں کی زباں پر ہو گا اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ
میرے محبوب کے لب پر انا لہا انا لہا ہو گا

ایک اور مقام آئے گا جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ فرمائیں گے: مولا کریم! میری امت! رب فرمائے گا: محبوب! ہم نے آدھی بخش دی، عرض کریں گے: مولا! ساری کا سوال ہے، آخر اللہ تعالیٰ ساری امت کی بخشش کا مژدہ سنائیں گے، اس منظر کو ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان کرتے ہیں:

سر سجدے میں ہو گا کھل جائیں گی زلفیں گنہگار امت کی بخشش کا اسرار کریں گے

جب امت کی بخشش کی خوشخبری مل جائے گی تو عرض کریں گے: مولا کریم! یہ قہر و غضب تو ابھی اسی طرح، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اے محبوب! میرا یہ قہر وغضب تیرے دشمنوں کیلئے ہے، تیرے چاہنے والوں سے تو ہم پیار کریں گے۔

یہ تو ایک عام اُمتی کے بارے میں سرکار علیہ السلام اس قدر اصرار کریں گے تو وہ خوش نصیب امتی جنہوں نے ساری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع میں گزار دی، اسے کیونکر نہ جنت ملے گی اور جہنم سے رہائی ملے گی بلکہ محبین کی شان تو اس قدر ارفع و اعلیٰ ہو گی کہ خود جہنم ایسے حضراتِ قدسیہ سے پناہ مانگے گی، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: جب عشاقِ مصطفیٰ علیہ السلام پل صراط سے گزرنے لگیں تو جہنم عرض کرے گی: مولا! انہیں جلدی جلدی میرے اوپر سے گزار دے کیونکہ ان کی وجہ سے میری آگ بھی بجھتی چلی جا رہی ہے، صرف یہی نہیں کہ اسے جنت میں ہی ملے گی بلکہ وہ سرکار علیہ السلام کے ساتھ ہو گا۔

کیونکہ جب قیامت کے بارے میں پوچھنے والے ایک صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: تو نے قیامت کیلئے کیا جمع کر رکھا ہے!

عرض کیا: اور تو کچھ نہیں بس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت' فرمایا: تیرے لیے جنت میں جانے کیلئے یہی کافی ہے اور تو اس کے ساتھ ہو گا جس سے تو محبت کرتا ہے۔ اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

وجبت محبتی للمعابین فی ۔

میری محبت لازم ہے دو محبت کرنے والوں کیلئے۔

اس حدیث کی روشنی میں خود فیصلہ کریں کہ سرکار علیہ السلام سے محبت کرنے والا کیوں نہ جنت میں جائے گا' خصوصاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ایک آدمی کچھ لوگوں سے محبت رکھتا ہے مگر ان جیسے اعمال کی طاقت نہیں رکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المرء مع من احب ۔

ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔

کوئی بھی بندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اعمال کی طاقت تو نہیں رکھتا لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ذخیرہ تو دل میں جمع کر سکتا ہے اور جس کے پاس یہ ذخیرہ ہو گا وہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگت میں ہو گا تو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگت میں ہو گا' ظاہر ہے وہ جنت میں داخل ہو گا بلکہ عشق و محبت کے بادشاہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تو بطور خادم آقا علیہ السلام کی مبارک سواری کی لگام پکڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے داخل ہوں گے' نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ کے الفاظ "انت مع احببت" اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ "المرء مع من احب" واضح کر رہے ہیں کہ ہر محب اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا اور یہ بھی آشکار کر رہے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت اس

اعرابی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس میں عام حکم ہے اور یہ الفاظ ہر اس شخص کو شامل ہیں جو بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والا ہے۔

جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت

اس سے قبل آپ کے دو ارشادات گزرے ہیں:

المرء مع من احب۔

انت مع من احببت۔

جنہوں نے واضح کر دیا کہ محبت اگرچہ عمل اور مقام میں کم ہو، وہ روزِ قیامت اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا، یہ بات کس قدر فضیلت و بلند نصیبی اور اعلیٰ بختی کی ہے کہ انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل اور سچی محبت کی وجہ سے روزِ قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا، اس حقیقت کی وضاحت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی کر رہا ہے، جو مختلف طرق سے مروی ہے، اسے ہم اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

ثوبان پر کرم کی بارش

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور محبّ تھے، جس دن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر لیتے، اس دن ان پر دنیا تنگ ہو جایا کرتی، گھر سے نکلتے ہی آپ علیہ السلام کو تلاش کرتے یا جہاں بھی ملاقات ہوتی زیارت کرتے، ایک دن سوچنے لگے: یہ دنیا میں حال ہے کہ جب چاہتا ہوں زیارت کر لیتا ہوں، آخرت میں کیا بنے گا؟ اگر ثوبان جنت میں ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور ثوبان عام مسلمانوں کے ساتھ اور اگر خدانخواستہ ثوبان دوزخ میں چلا گیا تو پھر کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوگی، اس فکر نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو پریشان کر دیا، حتیٰ کہ یہ فکر، سوچ، وہم ایک مرض کی صورت اختیار کر گیا، جس کی وجہ سے ان کا رنگ دن بدن بدلتا گیا، آخر ایک دن وہ

بھی آیا کہ بالکل زرد ہو گئے' رؤف رحیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

ما بلك يا ثوبان!

ثوبان! تجھے کیا ہو گیا!

انك من مرض!

کیا تو بیمار ہے!

عرض کرنے لگے: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی بیماری نہیں' جب آج دنیا میں آپ کی زیارت نہیں کر پاتا تو پریشان ہو جاتا ہوں' لیکن پھر حاضر ہو کر زیارت کر لیتا ہوں' مجھے آخرت یاد آ گئی' اگر میں جنت میں گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور میں عام مسلمانوں کے ساتھ اور اگر میں دوزخ میں گیا تو پھر کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکوں گا' اپنے غلام کی درد بھری آرزو سن کر ابھی رحمتِ عالم جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہی تھے کہ جبریل امین قرآن لے کر حاضر ہو گئے اور آیت مبارکہ پڑھ کر سنائی:

اور جو اللہ اور رسول علیہ السلام کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا' بعض انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ' یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (النساء:٦٩)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کے عاشق صادق کی یہ پریشانی دور فرمائی بلکہ اس میں تو عام حکم بیان فرما دیا کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع و فرمانبردار رہے' اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ملے گی' کاش کہ اللہ تعالیٰ ان حضراتِ قدسیہ کے قدموں میں' ہمیں بھی جگہ عنایت فرمائے۔ (آمین!)

تنبیہ

یاد رہے وہی محبت صاحبِ محبت کو فائدہ دے گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ اپنے نفس، والد، والدہ، اہل، مال اور تمام لوگوں سے بڑھ کر ہو، اسی کا ہی اثر انسان پر ظاہر ہوتا ہے اور اسی کو محبتِ شرعیہ کہتے ہیں، یہ محبت طبعی نہیں کہ جب طبیعت ہو تب تو محبت کر لی ورنہ نہیں، اسی لیے اس کے مدعی پر کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا، مثلاً والد کی ولد سے، خاوند کی بیوی سے اور عاشق کی معشوق سے وغیرہ، محبتِ شرعیہ تو ایسی محبت ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو اس سے کہیں بلند ہے، یہ تو مسلمان اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک ایمانی رشتہ ہے اور یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نتیجہ ہے، ہاں! یہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وصل کا سبب ہے، اسی کے سبب ہی بندہ اللہ کی بارگاہ میں محبوب نظر بنتا، اسی کے سبب انسان پستیوں سے بلندیوں کی جانب پرواز کرتا ہے، یہی وہ ذریعہ ہے جس کے طفیل انسان فرشتوں سے افضل بن جاتا ہے، یہی چیز انسان کو محبوب کی کامل اطاعت اور اس کے پیغام کی بجا آوری پر مجبوری کرتی ہے، یہ ہی وفا کی علامت ہے، یہ محبت انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتی ہے ورنہ محبّ کا وجود بغیر فرمانبرداری کے مقصود بھی نہیں ہو سکتا، اگر اطاعت میں اضافہ ہوگا تو محبت بھی بڑھتی چلی جائے گی، جس طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:

(ترجمہ کنز الایمان) اے محبوب علیہ السلام! تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران: ۱۳)

محاسبہ اور گستاخوں کی مرمت

جب ہم معاشرہ میں مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو یہاں بڑا واضح تضاد اور تناقص پایا جاتا ہے، بہت سے محبتِ نبی کا دعویٰ کرنے والے سود خور ہیں، بہت سے محبتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والے جواری ہیں، بہت سے ایسے ہیں جو محبتِ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن بندوں کے حقوق غصب کرتے ہیں اور بہت سے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والے عقائد و اعمال میں غلط ہیں' خود فیصلہ کریں جس بندے کے عقائد و نظریات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخیاں شامل ہیں' وہ محبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن جب ان سے پوچھا جائے: کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہو تو فی الفور جواب دے گا: کیوں نہیں! بلکہ میں تو دل و جان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں!

پھر خود بتائیں ایسی محبت سے کامل اطاعت اور اتباع کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟

ہاں! ہم یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھتے کہ مسلمان معصوم ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ شان کسی کی نہیں' انسان خطاء کار ہے' ہاں! جسے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور توفیق نصیب ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے لیکن گناہوں میں داخل ہو کر سرکش ہو جانا' اس سے تو یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ کہیں انسان ایمان سے ہی نہ ہاتھ دھو بیٹھے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

یہ تو تھا عمل میں کوتاہی کرنے والا اور جو لوگ نعوذ باللہ من ذالک! نبی علیہ السلام کے گستاخ ہیں' پھر وہ کیسے اپنے اس دعوے میں سچے ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ تو دنیا کی محبت کا بھی اصول ہے کہ محبت کو اپنے محبوب کا کوئی عیب نظر نہیں آتا' اگرچہ اس میں ہزارہا عیب ہوں تو وہ محبوب جس میں عیب کا گمان بھی نہیں ہو سکتا پھر ان پر زبان درازیاں کرنا اور ساتھ ہی محبت کا دعویٰ بھی کرنا! ایسے بے غیرت و بے حیاء لوگوں کو شرم آنی چاہیے کہ ہم اپنی زبان سے کیا کہہ رہے ہیں اور دل میں کیا خباثت ہے۔

اعلیٰ حضرت پروانۂ شمع رسالت رحمۃ اللہ علیہ ان کی مرمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تف نجدیت نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف
کافر ادھر کی ہے نہ اُدھر کی اُدھر کی ہے

حاکم حکیم دار و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت و خبر کی ہے
ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ! ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے
بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم
نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے

قربان جاؤں میں اپنے اعلیٰ حضرت پر جنہوں نے ان بے دینوں کی فریبیوں اور خباثتوں کو کھول کھول کر بیان فرمایا اور ہر مسلمان کے دل میں عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجھتی ہوئی چنگاری کو پھر نئے سرے سے جلایا اور ان خون خوار بھیڑیوں کو کیفر کردار تک پہنچایا، جس کی منظر کشی خود فرماتے ہیں:

مُلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

اے اللہ! ہم سب امتِ مسلمہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت الطاہرین کی محبت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت کے جام عطا فرما اور ان کے طریقوں پر چلنے والوں کی محبت سے نواز! ہمیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قائم رکھ کر یہاں تک کہ ہم اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر راضی ہوں اور اپنے مبارک اور مشرف ہاتھوں سے ہمیں آبِ کوثر کے جام عطاء فرمائیں اور ہماری شفاعت فرما کر اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ عزوجل کے محبوب ومقبول بندوں کے حالات وواقعات اور خصائص کا پڑھنا قرآن وحدیث کے بعد عظیم ترین مطالعہ ہیں کیونکہ انہی نفوسِ قدسیہ نے اپنی زندگیوں کے ذریعے احکاماتِ قرآن وحدیث کی عملی تصویر کشی فرمائی' ان اولیاء کرام علیہم الرحمۃ الرحمٰن کی سیرت وحالاتِ زندگی کے بارے میں جاننے کے بعد ہمارے دلوں میں قدرتی طور پر ان بزرگ ہستیوں کے لیے محبت وعقیدت کے جذبات اُبھرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپائے عظمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کیلئے کیا حکم ہے کہ جس نے کسی کو نہ دیکھا ہو اور نہ ہی ملاقات کی ہو اور نہ ہی اس کی صحبت میں رہا ہو اور نہ ہی اس کے عمل پر عمل کیا ہو' مگر اس کو دوست رکھتا ہو۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''المرء مع من احب'' آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا۔ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دیوانہ وار محبت کی تو وہ ہمارے لیے مثالی عاشق اور برگزیدہ ہستی بن گئے' اسی طرح اگر ہم اولیاء کرام علیہم الرحمۃ الرحمٰن سے محبت کریں گے تو ہم بھی ان شاء اللہ ان کے ساتھ ہوں گے' جیسا کہ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ ورسائل ومکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کے نقشِ قدم پر چلتا ہے' اسے اس بزرگ کا مرتبہ ومقام نصیب ہو جاتا

ہے۔

میری اسلامی بہنو! میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو آج اپنی تقریر کا موضوع کیوں بنایا؟ اس لیے کہ

اہل دل' اہلِ نظر' اہلِ محبت کے لیے
اہلِ ارشاد' اہلِ فیض' اہلِ فراست کے لیے
اہلِ دانش' اہلِ درد' اہلِ درایت کے لیے
اہلِ ادب' اہلِ شعور' اہلِ شہادت کے لیے
اہلِ فقر' اہلِ فنا' اہلِ فتوت کے لیے
اہلِ ظرف' اہلِ خمیر' اہلِ ذکاوت کے لیے
اہلِ ترک' اہلِ تمنا' اہلِ حسرت کے لیے
اہلِ حق' اہلِ یقین' اہلِ امانت کے لیے
اہلِ صدق' اہلِ وَلا' اہلِ ولایت کے لیے
اہلِ تمکیں' اہلِ سکر' اہلِ سکینت کے لیے
اہلِ معنیٰ' اہلِ لفظ' اہلِ عبادت کے لیے
اہلِ اسراء' اہلِ کشف' اہلِ کرامت کے لیے
اہلِ شوق' اہلِ ذوق' اہلِ ہمت کے لیے
اہلِ قرار' اہلِ امر' اہلِ امامت کے لیے
اہلِ ذکر' اہلِ فکر' اہلِ فطنت کے لیے
اہلِ راز' اہلِ رموز' اہلِ ریاضت کے لیے
اہلِ سوز' اہلِ ساز' اہلِ محبت کے لیے
اہلِ ناز' اہلِ نیاز' اہلِ نزاکت کے لیے

اہلِ ہوش' اہلِ جوش' اہلِ جودت کے لیے

اہلِ مال' اہلِ کمال' اہلِ کہانت کے لیے

اہلِ جدت' اہلِ روایت کے لیے

اہلِ خواب' اہلِ خیال' اہلِ خطابت کے لیے

اہلِ حیرت' اہلِ حرارت کے لیے

آیئے! اس عاشقِ رسول کے عشق بھرے واقعات کو دل کی آنکھوں سے پڑھ کر عشق و مستی کے عالم میں غوطہ زن ہو جائیں تاکہ ہماری روح بھی بندگی خدا اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سرشار ہو جائیں۔

قرنی کی وجہ تسمیہ

میری اسلامی بہنو! قرن' یمن کے نواح میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے' جب اس کی تعمیر کے سلسلہ میں کھدائی کی گئی تو زمین سے گائے کا ایک سینگ نکلا' عربی میں چونکہ سینگ کو قرن کہتے ہیں' اس لیے گاؤں کا نام قرن مشہور ہو گیا۔ یمن کے لوگ نہایت رقیق القلب اور حق شناس ہوتے ہیں' حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اسی نام کی نسبت سے قرنی کہلاتے ہیں' کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر بال بہت زیادہ تھے' اس لیے انہیں قرنی کہا گیا۔

حسب نسب

آپ رضی اللہ عنہ قرن کے مراد نامی قبیلہ کے ایک شخص عامر کے گھر پیدا ہوئے' چند روایات کے مطابق آپ کا نام عبداللہ جبکہ بعض کے مطابق ابن عبداللہ ملتا ہے' آپ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی پکارا جاتا ہے' مگر آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک اویس (رضی اللہ عنہ) رکھا اور اس سے آپ زیادہ مشہور ہوئے۔

دین حضرت اویس رضی اللہ عنہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قبیلہ مراد نے اپنا آبائی مذہب ترک کر دیا تھا اور جلیل القدر پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کا پیروکار بن گیا تھا' اس لحاظ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ایک مسلمان قبیلہ اور خاندان میں پیدا ہوئے' حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے سرکارِ مدینہ' سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں' اس لیے کچھ کہنا مشکل ہے مگر یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور فیوض و برکات کی جب تمام عرب میں شہرت ہوئی تو دوسرے علاقوں کی طرح یمن کے لوگ بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک اور ذاتِ گرامی سے آگاہ ہو گئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فطرتِ صالح عطا کی تھی' انہوں نے جب ذکر پاک رحمۃ اللعالمین علیہ السلام سنا تو دل نے سرکار علیہ السلام کے سچے ہونے کی گواہی دے دی' گویا ان کو غائبانہ تصدیقِ قلبی حاصل ہو گئی اور پھر یہ ایمان والہانہ عشق کی صورت اختیار کر گیا' اس عشق نے آپ کو فنا فی الرسول کر دیا' آپ رضی اللہ عنہ ہر وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی جستجو کرتے رہتے اور ہر وقت سنتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی کوشش کرتے رہتے' زہد وقناعت' عبادت و ریاضت اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے ایسی مثال قائم کی کہ آج تک صلحائے امت کے لیے باعث رشک ہے۔

حلیہ مبارک

آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک کمزور اور دبلا پتلا' قد لمبا' رنگ سفیدی مائل گندمی' کندھے فراخ' آنکھیں سیاہ' نظر اکثر سجدہ گاہ پر رہتی' چہرۂ مبارک گول اور پرہیبت' داڑھی گھنی' سر کے بال اُلجھے ہوئے اکثر گرد و غبار سے اَٹے ہوئے اور لباس میں عام

طور پر وہ کپڑے شامل ہوتے جو ایک اونٹ کے بالوں کا کمبل اور دوسرا پاجامہ۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ برص کے مرض میں مبتلا ہوئے تو بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائی: ''یا الٰہی! مجھ سے یہ مرض دور فرما! البتہ ایک نشان میرے جسم پر باقی رہے تا کہ میں تیری رحمت و شفقت کو ہمیشہ یاد کرتا رہوں'' بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر (بروایت دیگر پہلو پر) ایک درہم کے برابر سفید نشان تھا۔

تعلیم و تربیت

اگرچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی، مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کے روحانی توسل سے نہ صرف آپ رضی اللہ عنہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی تربیت یافتہ تھے بلکہ سرورِ کائنات کی جناب میں آپ رضی اللہ عنہ کو مرتبۂ محبوبیت بھی حاصل تھا جیسا کہ حضرت علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف ''تفریح الخاطر'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کامل انسانوں کی ارواح کا فیض کئی طرح سے ہوتا ہے، عالم ظاہر میں بالمشافہ تربیت اور تربیت کبھی مربی اپنی زندگی میں کرتا ہے اور کبھی مرتبے کے بعد اوّل جیسے سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی، دوم وہ تربیت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری پردہ فرمانے کے بعد فرماتے رہے ہیں، سوم عالمِ خواب میں تربیت، چہارم ارواحِ مجردہ کی تربیت کرنا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تربیت فرمائی، اسے تربیتِ روح کہا جاتا ہے''۔

سادگی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دنیا کو اپنے اوپر اس قدر تنگ فرما لیا تھا کہ لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے' آپ رضی اللہ عنہ کے لباس' خوراک' گفتار غرضیکہ ہر ہر ادا میں سادگی جھلکتی تھی' آپ رضی اللہ عنہ نے نہ دنیا کی کوئی چیز رکھی نہ دنیا سے کچھ فائدہ اٹھایا' سادگی ہی کی وجہ سے لڑکے آپ رضی اللہ عنہ کو دیوانہ سمجھ کر چھیڑتے اور ڈھیلے مارتے تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: ''بچو! چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو تاکہ میرا خون نہ بہے اور میں نماز' روزہ میں عاجز نہ ہو جاؤں''۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ظاہری حلیہ مبارک ایسا سادہ تھا کہ بچوں کے علاوہ بڑے بھی آپ رضی اللہ عنہ کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔

خوراک

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ دنیا سے بالکل دل برداشتہ ہو گئے تھے اور انہوں نے ترکِ دنیا پر بڑی بڑی سختیاں برداشت کی تھیں' لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے تھے' آپ رضی اللہ عنہ کی قوم کے چند لوگوں نے ایک علیحدہ مکان بنوایا تھا' آپ رضی اللہ عنہ اسی مکان میں رہتے' اذانِ فجر کے وقت گھر سے نکل جاتے اور نمازِ عشاء پر واپس تشریف لاتے' واپسی پر راستہ سے چھوہاروں کی گٹھلیاں چن کر لاتے اور انہیں کھا لیا کرتے' کبھی گٹھلیاں بیچ کر چھوہارے خرید لیا کرتے' کچھ چھوہارے افطار کیلئے رکھ چھوڑتے' اگر اتنے چھوہارے یا کھجوریں مل جاتیں جو خوراک کو کفایت کرتیں تو بہتر (خستہ کھجوریں صدقہ فرما دیتے' رات ہوتے ہی تمام سامان خورد و نوش جو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا' مستحقین میں تقسیم فرما دیتے۔

لباس

آپ رضی اللہ عنہ کا لباس نہایت سادہ تھا' بیشتر روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کوڑیوں سے چیتھڑے اُٹھا لاتے اور انہیں دھو کر جوڑ لگا کر خرقہ سی لیا کرتے' بس

یہی آپ کا لباس ہوتا۔

حضرت محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فصل الخطاب میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی روایت سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی کو پیوند لگے ہوئے کمبل میں اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اونٹ کے پشم کے پیوند لگے ہوئے لباس میں دیکھا ہے' حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف تذکرۃ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹ کے بالوں کا ایک کمبل تھا' لباس میں تہبند یا ازار اور ایک چادر تھی' اکثر کبھی یہ کپڑے پھٹ جاتے تو کسی سے سوال نہ کرتے۔ شرح تصوف میں درج ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بالوں کی ایک چادر اور ایک پاجامہ تھا' حیات الذاکرین میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کوڑیوں پر سے چیتھڑے چن لاتے تھے اور اپنا لباس بنا لیتے تھے' ایک روز کوڑی پر ایک کتا بیٹھا تھا' آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھونکنے لگا' آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: بھونکتا کیوں ہے؟ جو کچھ تیرے پاس ہے تو کھا اور جو کچھ میرے پاس ہے میں کھاؤں گا' اگر میں بخیریت پل صراط سے گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر' ورنہ میں تجھ سے بھی بدتر ہوں۔

بسر اوقات

میری محترم اسلامی بہنو! کشف المحجوب میں سیدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل قرن سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ایک دیوانہ ہے' آبادی سے دور ویرانہ میں پڑا رہتا ہے' کسی سے ملتا ہے نہ جو کچھ لوگ کھاتے ہیں وہ کھاتا ہے' غم اور خاموشی سے ناواقف ہے' جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔

شتر بانی

آپ رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش شتر بانی تھا' جس سے آپ رضی اللہ عنہ اپنی اور اپنی والدہ کی خوراک کا انتظام فرماتے تھے اور یمن میں آپ رضی اللہ عنہ جیسا کوئی مفلس اور نہ تھا۔

شب و روز

سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اکثر دو کام کیا کرتے تھے: لوگوں کے اونٹ چرانا یعنی شتر بانی کرنا یا پھر کھجور کی گٹھلیاں زمین سے چن کر بازار میں فروخت کرنا' ان دونوں مشاغل سے فارغ ہو کر آپ رضی اللہ عنہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے' اکثر شب و روز عبادت میں گزر جاتے' دن میں اکثر روزہ سے رہتے' شام کو چند عدد خرمے کھا کر نماز میں مشغول ہو جاتے' کبھی نیند کا غلبہ ہوا کرتا تو اللہ عزوجل سے عرض کرتے: یا الٰہی! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگتا ہوں۔

عبادت

سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ایک شب میں فرماتے: ''یہ شب رکوع کی ہے'' اور پوری رات رکوع میں گزر دیتے' دوسری شب فرماتے: ''یہ شب سجدہ کی ہے'' اور پوری رات سجدہ میں گزار دیتے' لوگوں نے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ دراز راتیں ایک حالت میں گزار دیں؟ فرمایا: دراز راتیں کہاں ہیں؟ کاش! ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی جس میں سجدہ کر کہ نا بہائے بسیار اور گریہائے بے شمار کرنے کا موقعہ نصیب ہوتا' افسوس کہ راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک دفعہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' کہہ پاتا ہوں کہ دن ہو جاتا ہے' آپ رضی اللہ عنہ پاکیزگی کا بڑا خیال رکھتے' تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ تین دن اور تین رات کچھ نہ کھایا

پیا، راستہ میں ایک ڈلی پڑی ملی، اسے اُٹھا کر کھانا چاہا تو خیال آیا کہ حرام نہ ہو، فوراً پھینک کر چل پڑے۔

حکایت

کیمیائے سعادت اور تذکرۃ الاولیاء کے مطابق حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا، دیکھا کہ فجر کی نماز میں مشغول ہیں، نماز کے بعد تسبیح وتہلیل میں مشغول ہو گئے، میں منتظر رہا کہ فارغ ہو جائیں تو ملاقات کروں، مگر وہ تا ظہر فارغ نہ ہوئے، میں نے ظہر کی نماز کو ملنا چاہا لیکن وہ تسبیح وتہلیل سے فراغت ہی نہ پاتے، اسی طرح تین شب وروز میں انتظار میں رہا، اسی دوران میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو نہ کھاتے پیتے اور نہ ہی آرام فرماتے دیکھا، میں نے چوتھی رات بغور دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں کچھ غنودگی نظر آئی، اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً دعا کی کہ اے اللہ عزوجل! میں پناہ مانگتا ہوں سونے والی آنکھ سے اور بہت ذلیل وخوار پیٹ سے! میں نے یہ حال دیکھ کر دل میں سوچا کہ آپ کی اتنی ہی زیارت غنیمت ہے، آپ رضی اللہ عنہ کو مل کر کیوں پریشان کروں، لہٰذا ملاقات کے بغیر واپس چلا آیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا احادیث مبارکہ میں تذکرہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی ملتا ہے، چند احادیث کو حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''جمع الجوامع'' میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ کے آخری باب تذکرۂ یمن وشام کے تحت اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ معدنا لعدنی میں تحریر فرمایا ہے، ان احادیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

(۱) سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ مراد کا ایک شخص ہے اس کا

نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہے' وہ تمہارے پاس یمن کے وفود میں آئے گا' اس کے جسم پر برص کے داغ تھے جو سب مٹ چکے ہیں' صرف ایک داغ جو درہم کے برابر ہے' باقی ہے۔ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی بہت خدمت کرتا ہے' جب وہ اللہ عزوجل کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو پوری کرتا ہے' اگر تم اس کی دعائے مغفرت لے سکو تو لے لینا۔ (مسلم)

(۲) حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تابعین میں میرا بہترین دوست اویس قرنی ہے''۔ (حاکم ابن سعد)

(۳) سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ ''تابعین میں میرا دوست اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے' اس کی ماں ہوگی جس کی وہ خدمت کرتا ہوگا' اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بات کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کرتا ہے' اس کے جسم پر ایک سفید داغ ہو گا' اے صحابہ! تم اگر ملو تو اس سے دعا کروانا''۔ (مسلم)

(۴) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں میرا دوست اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے''۔ (ابن سعد)

(۵) سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ علیہ السلام نے فرمایا: میری امت میں بعض ایسے بھی ہیں جو برہنہ رہنے کے سبب مسجد میں نہیں آسکتے' ان کا ایمان لوگوں سے سوال کرنے نہیں دیتا' انہی میں سے اویس (رضی اللہ عنہ) اور ہرم بن حیان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (ابن نعیم)

(۶) سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ علیہ السلام نے فرمایا: ''میری اُمت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ مضر اور قبیلہ ربیع کے آدمیوں سے زیادہ لوگ بہشت میں جائیں گے اور اس کا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہوگا''۔

(ابن شیبہ' مستدرک از ابن عباس)

(۷) مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو لوگ اویس بن عبداللہ قرنی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں، تحقیق اس کی دعائے مغفرت سے میری امت قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر تعداد میں بخش دی جائے گی''۔ (ابن عباس)

(۸) سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ علیہ السلام یمن کی طرف رخ فرماتے، سینہ مبارک سے کپڑا اُٹھاتے اور فرماتے: ''میں یمن کی طرف سے نسیمِ رحمت پاتا ہوں''۔ (حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہاں اشارہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرف ہے)۔

(۹) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تابعین میں سب سے بہتر ایک شخص ہے جس کا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہے، اس کی ایک ضعیف والدہ ہے، اویس (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر برص کا نشان ہے، پس جب تم اس سے ملو تو اسے کہنا کہ امت کے حق میں مغفرت کی دعا کرے''۔ (مسلم، نعیم)

اس حدیث مبارکہ میں سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی سے فرمادیا کہ تم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملو گے بلکہ ملنے کی ترغیب بھی دلا دی اور اُمت کے حق میں دعائے مغفرت کرانے کا حکم بھی فرمادیا، اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ہر اُمتی کے حالات کا علم ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو کسی بھی حال میں ہو، اس لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا نہ صرف نام بلکہ ان کی بیماری کی تفصیلات اور جسم پر ایک سفید داغ، اس کے مقام اور اس کے درہم برابر ہونے کا پتہ بتادیا، ولایت اور نبوت کیلئے حجابات کچھ حیثیت نہیں رکھتے اور سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

عاشق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں تو دوسری طرف دیوانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ولایت کی حدوں کو پار کرنے کی وجہ سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوائف سے کمال و واقعات سے بے خبر نہ تھے۔ احکامِ شریعت کا دارومدار ظاہر پر ہے' اسی لیے تو عاشق و معشوق میں حجاب نہ ہونے کے باوجود حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو تابعی کہا گیا' صحابی نہ کہا گیا۔

ان احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بزرگانِ دین یعنی محبوبانِ خدا کے پاس طلبِ دعا اور مشکل کشائی کیلئے جانا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت مبارکہ ہے اور سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی یہی ہے کیونکہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام ضوان اللہ اجمعین کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی صورت میں اُمت کی بخشش کیلئے دعا کروانے کا حکم فرمایا۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عشاق سے بے پناہ محبت فرماتے تھے بلکہ عشاق کی محبت سرکار علیہ السلام کی محبت کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے اور محبوبانِ خدا اور عشاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش اور زیارت کیلئے سفر کرنا معلومات حاصل کرنا یا کم ازکم خواہش رکھنا' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سنت مبارکہ ہے۔

بکریوں کے بالوں کی تخصیص بھی اس لیے کہ اس زمانہ میں مذکورہ قبائل بکریوں کی تعداد کی وجہ سے بہت مشہور تھے اور کسی بھی قبیلہ میں ان سے زیادہ بکریاں نہ تھیں' اگر ہم بکریوں کے بالوں کے بارے میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان قبائل کی بکریاں اپنے بالوں کی کثرت کی وجہ سے بھی مشہور تھیں' عام بکریوں کے بال لاکھوں میں ہوتے ہیں تو جو اپنے بالوں کی وجہ سے ضرب المثل ہوں ان بکریوں کے بالوں کی کتنی تعداد ہوگی اور پھر یہ ایک بکری کی بات نہیں بلکہ دو مشہور ترین قبائل کی تمام تر

بکریوں کی بات ہے' پس واضح ہوا کہ جب ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاقت پر اتنے اُمتی بخشے جائیں گے تو سرکار علیہ السلام جن کے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ عاشق ہیں اور جو خود محبوبِ خدا ہیں' ان کی شفاعت کا کیا عالم ہوگا۔

کسی کو ناز ہو گا عبادت کی اطاعت کا
ہمیں تو ناز ہے محمد ﷺ کی شفاعت کا

تفریح الخاطر میں ایک روایت درج ہے کہ مقامِ قابِ قوسین او ادنیٰ اور مقصد عنہ ملیک مقتدر پر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سر تا پاؤں گلیم نور میں چھپ کر آرام کر رہا ہے' سرکار علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: ''یاالٰہی! یہ کون ہے؟'' اللہ عزوجل نے فرمایا: ''یہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے' ستر سال بعد آرام کر رہا ہے''۔

شانِ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایسے برگزیدہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو دنیداروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں' ان کے چہرے کا رنگ سیاہ' پیٹ لگے ہوئے' کمریں پتلی ہوتی ہیں اور وہ ایسے لاپرواہ ہوتے ہیں کہ اگر بادشاہ بھی ملے اور وہ ان سے ملاقات کی اجازت طلب کرے تو وہ اجازت نہ دیں اور اگر مال دار عورتیں نکاح کرنا چاہیں تو نکاح نہ کریں' وہ اگر گم ہو جائیں تو کوئی ان کی جستجو نہ کرے' اگر مر جائیں تو ان کے جنازے پر لوگ شریک نہ ہوں اور اگر ظاہر ہوں تو ان کو دیکھ کر کوئی خوش نہ ہو' اگر بیمار ہوں تو کوئی مزاج پرسی نہ کریں''۔ صحابہ کرام علیہم اللہ اجمعین نے دریافت کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایئے وہ کون ہے؟'' فرمایا: ''وہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے''۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: ''اویس قرنی (رضی اللہ

عنہ) کون ہے؟'' فرمایا: اس کا حلیہ یہ ہے کہ اس کی آنکھیں نیلگوں ہوں گی' دونوں کانوں کے درمیان کافی فاصلہ ہوگا۔

قد درمیانہ ہوگا' رنگ سخت گندمی ہوگا' ٹھوڑی سینے کی طرف جھکی ہوئی ہوگی' آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی ہوئی ہوں گی' سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا ہوگا' اپنے اوپر روتا ہوا ہوگا' اس کے اوپر دو پرانے کپڑے ہوں گے جن میں ملبوس ہوگا' ایک پاجامہ اور دوسری چادر' دنیا میں کوئی بھی اسے نہیں جانتا مگر آسمانوں پر خوب شہرت ہے' اگر وہ قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو سچ کر دے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حج کے موقع پر حاضرین سے فرمایا کہ تم میں سے جو قرن کا رہنے والا ہو' کھڑے ہو جائے تو ایک آدمی کھڑا ہوا' آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو کہنے لگا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! وہ میرا چچازاد بھائی ہے' اونٹوں کا چرواہا ہے اور اس مرتبے کا آدمی نہیں کہ امیر المؤمنین اسے یاد کریں' وہ آبادی میں نہیں رہتا' لوگوں سے بھاگتا ہے' خوشی اور غم سے بے نیاز ہے' جب لوگ ہنستے ہیں وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں وہ ہنستا ہے' لوگ اسے دیوانہ سمجھتے ہیں'' یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: ''میں اسی شخص کی تلاش میں ہوں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس شخص کی دعا سے بروزِ قیامت اللہ عزوجل میری امت کے گنہگاروں میں سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر تعداد کو بخش دے گا''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی انفرادیت

اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں میں سے بعض مستور (پوشیدہ) ہوتے ہیں' حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مستور بندوں کے سلطان ہیں' کوئی بھی صاحبِ نظر

آپ رضی اللہ عنہ کے مزار پُر انوار کے بارے میں کوئی واضح مقام متعین نہ کر سکا' آپ رضی اللہ عنہ دنیا میں چھپ کر زندگی گزارتے رہے' اللہ عزوجل قیامت کے دن بھی انہیں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے گا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہم شکل ستّر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں جنت کی طرف تشریف لے جائیں گے' حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پہچانے اور ان سے اپنی اُمت کی بخشش کی دعا کروانے کی وصیت فرمائی' اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر تعداد آپ رضی اللہ عنہ کی دعا کے طفیل بخشی جائے گی (غور فرمایئے کہ ایک تابعی رضی اللہ عنہ کی یہ شان ہے تو صحابی رضی اللہ عنہ کی کیا شان ہوگی اور پھر سرکار علیہ السلام کی کیا شان ہوگی)۔ ع

یہ شان ہے خدمت گاروں کی' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم کیا ہوگا

دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نفس الرحمٰن کے لقب سے نوازے گئے اور درجۂ محبوبیت آپ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئے' حضرت عمر فاروق اور علی المرتضٰی رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کو باعثِ سعادت سمجھا اور ملاقات کیلئے آپ رضی اللہ عنہ کی اجازت طلب فرمائی' ایک روایت کے مطابق عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ہمراہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے' ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے جتنے بھی ہم شکل ہوں گے' اللہ عزوجل ان کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کرے گا' آپ رضی اللہ عنہ کو ''سیّد التابعین'' کے لقب سے بھی نوازا گیا' حضرت شیخ بخشی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں قبلہ تابعین' قدوۃ اربعین اور نفس الرحمٰن کے نام استعمال فرمائے گا۔ کتاب مجلس المؤمنین میں آپ رضی اللہ عنہ کو ''سہیل یمن'' اور ''آفتابِ قرن'' لکھا گیا ہے۔

سرکار علیہ السلام سے ملاقات

علماء ومشائخ کا اجماع ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے غوث اور مستور الحال تھے' آپ رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زمان ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہے' اس کی چند وجوہات پیش کی جاتی ہیں:

ماں کی خدمت

میری اسلامی بہنو! جمہور علماء ومشائخ کی یہی رائے ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ اپنے سے دور نہ ہونے دیتی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہ دن رات ان کی خدمت واطاعت مین رہتے تھے' اُن کی نافرمانی سے بہت ڈرتے تھے اور یہ استطاعت بھی نہ رکھتے تھے کہ والدہ ماجدہ کو بھی ہمراہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے جائیں اور نہ ان کو ایک لمحہ کیلئے تنہا چھوڑ سکتے تھے۔

عہدہ قطبیت مانع تھا

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قطب وغوث کے احوال کو اپنی غیرت کے سبب عوام اور خواص دونوں سے پوشیدہ رکھتا ہے' اس قول کو اس حدیث مبارکہ سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اولیائی تحت قبای لا یعد فھم غیری ۔

میرے دوست میری قباء کے نیچے ہیں' ان کو میرے علاوہ کوئی نہیں پہچان سکتا۔

غلبۂ استغراق مانع تھا

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف المحجوب میں

اور حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف میں تذکرۃ الاولیاء میں درج فرمایا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی اس کے دو سبب تھے: (۱) غلبۂ حق (۲) والدہ کی خدمت گزاری (جو کہ ضعیف اور نابینا تھیں)۔

صورتِ ظاہری کا قصد نہ تھا

حضرت عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ لطائف نفسیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو دیکھ لیا تھا' اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ ظاہری کو دیکھنے کا قصد نہ کیا کیونکہ جب صورت واقعی کے دیکھنے سے مطلب پورا ہو جاتا ہے تو صورتِ ظاہری آپ ہی حجاب ہو گی (حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ صورتِ واقعی کو دیکھ کر بس اسی میں مستغرق رہے' اسی لیے صورتِ ظاہری کی طرف خاص توجہ ہی نہ گئی)۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا مستجاب الدعوات ہونا

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ' شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پوشیدہ رہنے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ مستجاب الدعوات تھے کہ اگر لوگوں میں یہ بات ظاہر ہو جاتی تو ہر نیک و بد مستور و غیر مستور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آتا اور آپ رضی اللہ عنہ کو تنگ کرتا' اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کے معمولات وعبادات میں خلل پیدا ہوتا اور ایسا بھی نہ تھا کہ لوگوں کو شانِ اویس رضی اللہ عنہ معلوم ہونے کے بعد روکا جا سکتا ہے' آپ رضی اللہ عنہ کے مستجاب الدعوات ہونے کیلئے یہی دلیل کافی ہے کہ حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو طلبِ دعا کیلئے جانے کی وصیت فرمائی' یہ بھی قابلِ غور بات ہے کہ اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ بتاتے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ملک یمن

کے قرن نامی گاؤں اور مراد نامی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں تو انہیں کوئی بھی نہ جانتا۔

بروزِ قیامت ستّر ہزار فرشتے

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے شتربانوں کے حلیہ میں زندگی بسر فرمائی اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کو نہ پہچانا اور آپ رضی اللہ عنہ کی شان ورتبہ سے واقف رہے، اسی طرح بروزِ قیامت ستّر ہزار فرشتے آپ رضی اللہ عنہ کے ہم شکل پیدا کیے جائیں گے تاکہ وہاں بھی آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی پہچان نہ سکے اور اسی فرشتوں کے جھرمٹ میں جنت میں داخل ہوں گے۔

شبِ معراج اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں فلک افلاک پر پہنچے تو ملاحظہ فرمایا کہ کسی کی جسمانی روح کا قالب ربانی فیض وبرکات کی چادر اوڑھے ایک تخت مرصع ونورانی پر بڑے اطمینان وفراغت کے ساتھ بے نیازی کے انداز سے پاؤں پھیلائے ہوئے پڑا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ شان اور یہ جرأت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے قالب کی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں دم مارا ہے اور درِ فرقت میں قدم اُٹھایا ہے۔ (تفریح الخاطر)

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب شبِ معراج میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے خراٹے کی آواز سن کر مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی آواز ہے؟ تو غیب سے جواب ملا کہ یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی آواز ہے اور میں نے چند فرشتوں کو اس آواز پر متعین کردیا ہے کیونکہ یہ آواز مجھ کو بہت پسند ہے۔

فرشتوں کا بے ہوش ہونا

حضرت شیخ شرف الدین منیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں

کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سینہ سوختہ سے ایک ایسی لطیف ہوا چلی کہ فرشتے بے ہوش ہو گئے' ہوش میں آنے کے بعد جبریل علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ ہم کو سات لاکھ برس کا زمانہ ہو گیا مگر آج تک اس قسم کی خوشبو نہیں آئی تھی جو اب عہد خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں آتی ہے' حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ نسیم رحمت یمن کے مست الست شتربان (حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ) کے سینہ کی ہے''۔

والدہ ماجدہ کی زندگی میں سفرِ مدینہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نابینا اور ضعیفہ تھیں' آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے' اسی لیے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے' مگر ہمیشہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں بسائے دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی آرزو کو دل میں پروان چڑھاتے رہے' جب شوقِ زیارت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ستاتا تو مرغ بسمل کی طرح تڑپا کرتے' بالآخر ایک روز ہمت کر کے آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے چار پہر کی رخصت طلب کر ہی لی' والدہ صاحبہ نے اجازت دیتے ہوئے کہا کہ آٹھ پہر میں میرے پاس آ جانا' آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی ضرورت کی تمام اشیاء ان کے سرہانے رکھیں اور کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اسی حلیہ میں سفرِ مدینہ شروع فرمایا' سفر کے دوران آپ رضی اللہ عنہ ننگے پاؤں' بال بکھرے ہوئے' کمبل کندھوں پر رکھے بے تابی سے بھاگے چلے جاتے تھے' شوقِ زیارتِ محبوب علیہ السلام کی وجہ سے جذبات میں ایک پرلطف تبدیلی محسوس کرتے تھے' زاروقطار روتے چلے جاتے تھے' قرن

(یمن) سے مدینہ تک کے طویل راستہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے پیدل اور قافلوں کی مدد سے صرف چار پہر میں مکمل فرمایا' جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ شریف پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کی حالت ناقابلِ برداشت تھی' اور لوگوں سے بے تابی کی حالت میں اپنے محبوب شہر مدینہ کی مٹی کو' در و دیوار کو روتے روتے چومتے چومتے آخر کار حجرۂ مبارک تک پہنچے' اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گھر میں تشریف رکھتی تھیں جبکہ حضور پرنور علیہ السلام باہر تشریف لے گئے تھے' حضرت اویس رضی اللہ عنہ پوچھا تو جواب ملا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے ہیں' نہ جانے کب واپس تشریف لائیں گے' حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جب میرے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائیں تو میرا اسلام پہنچادیں اور بتائیں کہ قرن سے آپ کا غلام آپ کی دید کیلئے بے قرار حاضرِ خدمت ہوا تھا' مگر آہ! شرفِ زیارت سے محروم رہا' شاید میری قسمت میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہ تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا تھا کہ ایسے حلیہ کا شخص آئے تو اسے روکنا' چنانچہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو مسجد نبوی شریف میں انتظار کرلو' مگر اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے پاس وقت بے حد قلیل ہے' میری والدہ نابینا ہیں اور ضعیفہ ہیں' ان سے صرف آٹھ پہر کی اجازت لے کر حاضر ہوا ہوں' چار پہر آنے میں سفر کے دوران لگ گئے اور چار پہر واپسی کے سفر کے لیے درکار ہیں' شاید ان آنکھوں کی قسمت میں شربتِ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی پیاس بجھانا نہیں ہے' اس لیے واپس جا رہا ہوں' میرا اسلام عرض کر دیجئے گا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی واپسی کے کچھ ہی دیر بعد سرکارِ شفیع روزِ شمار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پُرنم

آنکھوں سے عاشقِ زار کا سلام اور پیغام دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا' سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً حجرۂ مبارک سے باہر تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو حکم فرمایا کہ جلدی سے مدینہ شریف کی اطراف میں پھیل جاؤ اور دیوانۂ رسول حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرلو' شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے رضوان اللہ اجمعین فوراً مدینہ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے' ہر طرف سے تلاش کیا گیا مگر آپ رضی اللہ عنہ کافی دور تشریف لے جا چکے تھے کیونکہ انہیں جلد از جلد والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا تھا' اس طرح عاشقِ زار کی جسمانی آنکھوں سے دیدار کی حسرت پوری نہ ہو سکی' ایک روایت کے مطابق جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے واپس چلے جانے کے بعد حجرۂ مبارک میں تشریف لائے تو آتے ہی دریافت فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! آج یہ نور کیسا ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پرنم آنکھوں سے عرض کیا کہ سرکار! ایسے حلیے کا ایک دیوانہ آپ کی زیارت کرنے قرن سے حاضر ہوا تھا' سلام کہہ کر چلا گیا۔ سرکار علیہ السلام پرنم آنکھوں سے فوراً باہر تشریف لائے اور جاتے ہوئے فرمایا کہ یہ نور اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کا ہے' وہی دیوانہ آیا ہوگا۔ میری اسلامی بہنو! سفرِ مدینہ کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ سرکار علیہ السلام کو واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی آمد زیارتِ محبوب علیہ السلام کیلئے بے تابی فوراً واپسی کی خبر سنائی تو سرکار علیہ السلام کی استغراق کی حالت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عاشقِ زار کی محبت میں آنسو بہائے۔

چند کتب میں اس واقعہ کی روایت کچھ اس طرح درج ہے کہ ایک مرتبہ دیدارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ پر اس قدر غالب آ گیا

کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف جانے کا ارادہ کیا' اب ادھر انہوں نے ارادہ کیا' اُدھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی غزوہ میں شرکت کیلئے مدینہ شریف سے باہر جانا پڑا لیکن حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے محبوب' ہم سب کے غم خوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے جانے کے بعد کوئی مہمان آئے گا' اگر وہ یہاں آئے تو اس کی خوب مہمان نوازی کی جائے اور ہر طرح سے خیال رکھا جائے کیونکہ وہ بڑا ہی پارسا شخص ہے اور میری واپسی تک اسے روکنے کی کوشش کی جائے اور اگر وہ نہ رکنا چاہے تو اس کو مجبور نہ کیا جائے مگر اس کی شکل و صورت یاد رکھ لی جائے' یہ حکم فرما کر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے' بعد میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مدینہ شریف پہنچے' مگر جب معلوم ہوا کہ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ شریف میں موجود نہیں ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت واپسی کا قصد کیا' انہیں روکنے کی بہت کوشش کی گئی مگر وہ نہ رُکے اور نہ ہی کسی قسم کی خاطر کروائی اور واپس لوٹ گئے' جب مدنی تاجدار امت کے غم خوار صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے فوراً پوچھا: کیا کوئی مہمان آیا تھا؟

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک شخص جو کہ یمن سے آیا تھا' اس کی شکل وصورت چرواہوں جیسی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ معلوم ہونے کے بعد کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر موجود نہیں ہیں' ایک لمحہ بھی یہاں نہ ٹھہرا اور چلا گیا''۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ! تمہیں معلوم ہے وہ کون تھا!'' عرض کیا: ''نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بالکل نہیں جانتی'' فرمایا: ''وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھا' جو میرے دیدار کیلئے یہاں آیا تھا اور دیدار کی مسرت دل میں ہی لے کر واپس چلا گیا اور وہ ٹھہر بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ

اس کی والدہ جو کہ بوڑھی اور نابینا ہے اس کی نگہداشت کرنے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں اور یہ وہ شخص ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا چاہنے والا ہے جس کو صرف ذکرِ الٰہی سے غرض ہے اور وہ کسی چیز سے متاثر نہیں ہے۔ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) میرا عاشق ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ سنے تو آپ رضی اللہ عنہا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مقام پر رشک آنے لگا اور فرمانے لگیں: ''اے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم! وہ شخص واقعی کس قدر عظیم ہوگا جس کی عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کی تعریف اللہ عزوجل اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کریں''۔

والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد سفر مدینہ

ایک روایت کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد ایک بار مدینہ منورہ کا سفر کیا' اس وقت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظاہری پردہ فرما چکے تھے' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول علیہ السلام کی حیاتِ ظاہری کے زمانہ میں کیوں نہ تشریف لائے؟ فرمایا: میری والدہ ضعیف و علیل تھیں' وہ مجھے ہمیشہ اپنے پاس رکھتی تھیں اور میں ان کی خدمت میں مشغول رہا' اس لیے نہ آ سکا۔ صحابہ کرام نے فرمایا: ہم نے تو اپنے والدین' مال و متال سب کچھ آقا علیہ السلام پر قربان کر دیا' آپ رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے اور فرمایا: اچھا! آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے' سرکار علیہ السلام کا حلیہ مبارک و جمال و کمال بیان کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بعض نشاناتِ بدنِ مبارک اور معجزات بیان فرمائے' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا سوال بیت ظاہری سے نہ تھا بلکہ مقصود سوال حلیہ باطنی اور جمالِ حضوری کے بیان

سے تھا' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے فرمایا کہ ہم جو کچھ جانتے تھے' بتا دیا اگر آپ رضی اللہ عنہ مزید کچھ ارشاد فرمانا چاہیں تو فرمائیں' حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرطِ محبت میں جھوم گئے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل وخصائل اور جمال وکمال کا اس انداز میں بیان فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین پر بے خودی اور سرمستی طاری ہوگئی اور جذب ورقت سے نڈھال ہوکر زمین پر گر گئے' ذرا سنبھلے تو اُٹھے اور فرطِ محبت سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چومنے لگے' اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی اگرچہ شان بڑی اعلیٰ ہے مگر انہوں نے جب سرکار علیہ السلام کی شان کا عاشقانہ انداز میں بیان سنا تو مسرت کی وجہ سے انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چوم لیے۔

دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ عقیدت ومحبت کے تحت ہاتھ چومنا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سنت مبارکہ ہے' تیسرا یہ کہ عاشق کہیں بھی ہو' سرکار علیہ السلام چاہیں تو ظاہری وباطنی' جمال وکمال کا مشاہدہ کروا دینے پر باذنِ پروردگار قادر ہیں۔

اخلاقِ جہاں گیری میں کتاب خلاصۃ الحقائق کے حوالہ سے درج ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر آ کر کھڑے ہو گئے' لوگوں نے کہا کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک ہے' آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر بے ہوش ہو گئے' جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ مجھے اس شہر سے باہر لے چلو کیونکہ جس زمین میں سرکار علیہ السلام آرام فرما رہے ہیں' وہاں میرا رہنا مناسب نہیں اور ایسی مقدس ومطہر زمین پر قدم رکھنا سوءِ ادبی ہے۔

حضرت مولانا خالق داد قضیہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب سرکار مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ فرمانے کی خبر آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے مگر شہر مدینہ کے قریب پہنچے ہی

تھے کہ یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو میرے پاؤں زمین پر ہوں اور ذاتِ مقدسہ مطہرہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک جسم زیرِ زمین ہو اور واپس لوٹ آئے۔

جبہ مبارک اور حضرت اویس رضی اللہ عنہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وصالِ ظاہری کے وقت اپنا جبّہ مبارک حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو پہنچانے اور ان سے اُمت کی بخشش کی دعا کی بابت فرمایا تھا' چنانچہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں تلاشِ بسیار کے باوجود حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا پتہ نہ چلا' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبّہ مبارک اور پیغام اس عاشق تک نہ پہنچ سکا' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں ان کا پتہ چلا تو فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ' حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے' ایک روایت کے مطابق عاشقِ رسول علیہ السلام' حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔

دو عاشق آمنے سامنے

میری اسلامی بہنو! یمن پہنچ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا پوچھا گیا تو ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت کہاں ہیں؟ اسی انتظار میں تھے کہ ایک شخص نے آ کر بتایا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ مغرب ادا کرنے کے بعد ابدلان کی روش پر جاتے ہیں' حضرت بلال رضی اللہ عنہ ادھر کو گئے' آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کیا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے لفظ ''ہو'' نکلا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر حال کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ملی

تو انہیں اُٹھا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سامنے لے گئے' جنہوں نے کچھ پڑھ کران پر دَم فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہوش میں آ گئے' پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کیا ہوا؟ انہوں نے ساری کیفیت کہہ سنائی اور فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہی ہیں جن کی ملاقات کے لیے ہم یہاں آئے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے ملاقات

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ پھر اُدھر جائیں اور جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں تو ان سے ہمارا اسلام کہیں اور بتائیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ اجمعین آپ رضی اللہ عنہ سے ملنا چاہتے ہیں' جب آپ رضی اللہ عنہ پسند فرمائیں ملاقات کا موقع دیں' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پیغام پہنچایا تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعۃ المبارک کے دن صبح کی نماز ہمارے ساتھ ادا فرمائیں' البتہ رئیسانِ یمن کو بھی ساتھ لیتے آئیں' اس وقت تک یمن بلکہ قصبہ قرن میں بھی حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو کوئی جانتا نہ تھا' جمعۃ المبارک کے دن جب مقررہ جگہ پر پہنچے تو سامنے ایک چبوترہ نظر آیا' قریب گئے تو دیکھا کہ وہاں ایک خلقت جمع ہے اور نزدیک آنے پر معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سرمبارک پر چتر شاہی سجائے شاہانہ لباس زیب تن کیے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہیں' رئیسانِ یمن حیرت واستعجاب کے عالم میں یہ منظر دیکھتے رہ گئے' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے پہنچنے پر آپ رضی اللہ عنہ ملاقات کر کے نماز میں مشغول ہو گئے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے مختصر گفتگو فرمائی اور پھر رخصت فرمایا۔

کہتے ہیں کہ یہ سب تخت وتاج خیمہ گاہ اور لشکر درگاہ رب العالمین سے فرشتے

لائے تھے تاکہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی اصل شان کی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی جائے اور اب اس خیمہ گاہ کو فرشتے اُٹھائے دنیا میں پھرتے ہیں' انہیں جدوں کہتے ہیں۔ (واللہ اعلم!)

بروایت دیگر. جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبّہ مبارک لے کر قرن کے جنگل میں پہنچے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے پایا' آپ رضی اللہ عنہ کو آہٹ محسوس ہوئی تو نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیر کر فرمایا کہ آج سے پہلے مجھے کسی نے نماز پڑھتے نہیں دیکھا' آپ صاحبان کون ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے سلام کیا' حضرت اویس قرنی نے سلام کا جواب دیا اور خاموش کھڑے رہے' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے پوچھا: آپ رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے؟ فرمایا: عبداللہ! (کچھ لوگوں کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عامر ہے جبکہ عبداللہ کہنے سے مراد اللہ کا بندہ کہنا بھی ہوسکتا ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: جو کچھ زمین و آسمان اور ان کے مابین ہے' سب معبودِ برحق کی بندگی میں مصروف ہیں' آپ رضی اللہ عنہ کو پروردگارِ کعبہ اور حرم کی قسم اپنا وہ نام بتایئے جو آپ رضی اللہ عنہ کی ماں نے رکھا ہے! حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ لوگ (رضی اللہ عنہم) کیا چاہتے ہیں؟ میرا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے فرمایا: اپنا پہلو کھول کر دکھایئے! جب پہلو کھول کر دکھایا تو انہوں نے برص کا نشان دیکھا تو فرمایا: ہم نے یہ سب کچھ تحقیق حال کے لیے کیا تھا کیونکہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضوان اللہ اجمعین ہیں' حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی جو نشانیاں بتائی تھیں وہ ہم نے دیکھ لی ہیں' ہمیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کو سرکار علیہ السلام کا سلام پہنچائیں اور آپ رضی اللہ عنہ سے اُمتِ

محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کا دعا کروائیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دعا کے لائق تو آپ رضوان اللہ اجمعین ہیں (سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی بلند و اعلیٰ شان کی طرف اشارہ فرمایا) صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے جواب میں فرمایا: ہم تو دعا کرتے ہی رہتے ہیں' آپ رضی اللہ عنہ بھی حسبِ حکم و وصیتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جبّہ مبارک لیا اور دور ایک طرف کو چلے گئے' جبّہ مبارک کو آگے رکھ کر سر زمین پر رکھ دیا اور عرض کرنے لگے: اے اللہ عزوجل! میں یہ مرقع اس وقت تک نہ پہنوں گا جب تک تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت کو بخش نہ دے! اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور بے شک وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر خواہش اور ہر حکم پورا ہو' سرکار علیہ السلام کی وصیت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبّہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ پہنیں' اب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اس حقیقت سے واقف تھے کہ اللہ کی رضا بھی اس میں شامل ہے کہ جبّہ مبارک پہنا جائے' اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے جبّہ مبارک پہننے سے قبل اللہ تعالیٰ کے حضور یہ شرط پیش کر دی کہ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تب ہی پورا ہوگا جب تو اپنے محبوب علیہ السلام کی اُمت کو بخش دینے کی خوشخبری سنائے گا' ایک اور نکتہ جو واضح ہوتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا جبّہ مبارک کے ساتھ اُمت کی بخشش کیلئے دعا کا حکم فرمانا' یہ واضح کرتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اپنی وصیت کے ذریعے ایسا کرنے کا اشار فرمایا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے بے پناہ محبت ہے' اتنی کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم جبّہ مبارک جس عاشق (رضی اللہ عنہ) کو عنایت فرما رہے ہیں' انہیں بھی اُمت کی بخشش کی دعا کرنے کا حکم فرما رہے ہیں' جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو سجدہ میں زیادہ دیر ہو

گئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو خیال ہوا کہ شاید وصال نہ فرما گئے ہوں' وہ قریب پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سجدہ سے سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا: اگر آپ رضوان اللہ اجمعین ادھر تشریف نہ لاتے تو میں اس وقت تک سجدہ سے سر نہ اُٹھاتا جب تک مجھے ساری اُمت کی بخشش کا مژدہ نہ سنا دیا جاتا' بہرحال اب بھی اللہ تعالیٰ نے اس قدر (یعنی قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر) اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کی بخشش کی وعدہ فرمایا ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد دونوں قبیلوں کا نام لے کر ان کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کی تعداد کی بخشش کی خبر سنائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے کلمہ پڑھا اور سرکار علیہ السلام کے نبی برحق ہونے کی ایک اور دلیل کا مشاہدہ کرنے کی وجہ سے مسرت کے ساتھ فرمایا کہ غیب کا علم جاننے والے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حق و سچ فرمایا تھا کہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کی شفاعت پر ربیعہ اور مضر نامی قبائل کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کی بخشش ہوگی۔

غور فرمائیے! یہاں صرف بھیڑ بکریوں کے بالوں کا ذکر ہے' یہ قبائل بھیڑ بکریوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے سارے بلادِ عرب میں معروف تھے' دوسرا یہ کہ یہاں کی بھیڑ بکریوں کے بال بھی بہت زیادہ ہوتے تھے' کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ علاقے نسبتاً اونچائی پر واقع تھے' اس لیے یہاں کی بھیڑ بکریوں کے بال بھی بہت زیادہ ہوتے تھے ایک انسان کے جسم پر پانچ لاکھ سے زائد بال ہوتے ہیں تو سوچئے! ایک بھیڑ یا بکری کے جسم پر کتنے بال ہوں گے اور وہ بھی ان معروف قبائل کی بھیڑ بکریوں کے۔

تیسرا جو سب سے اہم نکتہ سامنے آتا ہے' وہ یہ ہے کہ احادیث اور تمام روایتوں میں وکان (یعنی دونوں قبائل) کی تو قید ہے مگر زمان کی قید نہیں' تو یہ واضح ہوا کہ ان

قبائل میں ازل سے ابد تک جتنی بھیڑ بکریاں جنم لیتی رہیں گی ان سب کے بالوں کے برابر اُمتی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت کے صدقے میں داخلِ بہشت ہوں گے، ظاہر ہے اس تعداد کا اندازہ لگانا بھی ہمارے لیے ناممکن ہے، چوتھی بات یہ ہے کہ جب ایک تابعی کی سفارش پر اتنے اُمتی بخشے جائیں گے تو صحابی، پھر خلفائے راشدین، پھر انبیاء، پھر رُسل اور پھر سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا کیا عالم ہو گا! سبحان اللہ!

شفاعت کے صدقے میں جنت ملی ہے عمل تھے جہنم میں جانے کے قابل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ایک روایت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تلاش و جستجو میں رہے، آپ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ یمن سے مجاہدین کا ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا کہ مرکز سے ہدایات لے کر افواجِ اسلام میں شامل ہو جائیں جو عراق، عجم، ایران، شام وغیرہ میں مصروفِ جہاد تھیں، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس قافلے کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، لوگوں کے بتانے پر آپ رضی اللہ عنہ سیدھے ان کے پاس قرن تشریف لے گئے اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد پوچھا کہ کیا آپ (رضی اللہ عنہ) کا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو دریافت کیا کہ کیا تمہاری والدہ ہیں؟ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنا تھا، بیان فرمایا اور دیکھا تو تمام نشانیاں ان میں موجود تھیں، پھر کچھ گفتگو فرمانے کے بعد دعائے مغفرت کیلئے فرمایا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ

عنہ کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی (اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یا حضرت بلال رضی اللہ عنہ میں سے کوئی بھی صحابی کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہونا ثابت نہیں ہوتا)۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ملاقات سے اگلے سال کوفہ کا ایک معزز شخص حج کے لیے آیا' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! وہ نہایت تنگ دستی میں ہیں اور ایک بوسیدہ جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں حدیث مبارکہ سنائی اور اس کے ذریعے سلام بھیجا' واپسی وہ شخص حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعائے مغفرت کی درخواست کی' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ابھی تازہ تازہ ایک مقدس سفر سے آ رہے ہو' اس لیے تم میرے لیے دعا کرو' پھر پوچھا: تم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملے تھے! اس نے اثبات میں جواب دیا' اس گفتگو کے بعد حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔

(مسلم کتاب الفضائل)

جنتی آنکھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ ۔ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

آنکھ ایک عظیم نعمت ہے

میری پیاری بہنو! اللہ عزوجل نے انسان کو اپنی جن بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ان میں ایک بڑی نعمت آنکھ ہے، آنکھ قدرت کا ایک کرشمہ ہے اور صانع مطلق کی کاریگری کی ایک زندہ پائندہ مثال ہے، یہ گو اپنے مدار میں ایک مختصر سا حاشا اور جسم کا نازک ترین حصہ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی طاقت، لطافت، تیزی اور پھرتی دی ہے کہ انسان اس کی بدولت لمحہ بھر میں فرش و فلک اور ان کے مابین ان گنت اشیاء کا نظارہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار انعامات سے نوازا ہے کہ ان کا شمار ممکن نہیں ہے، قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۔ (ابراہیم: ۳۴)

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔

اللہ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت آنکھ ہے، اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے

انعامات کا ذکر کیا ہے' وہاں سرفہرست آنکھ کا تذکرہ یوں کیا ہے:

''کیا ہم نے اس کیلئے دو آنکھیں نہیں بنائیں' زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دو راستے سمجھا دیئے''۔

میری پیاری اسلامی بہنو! جسمِ انسان میں دل کی حیثیت' بادشاہ وحاکم کی ہے' دل کی چند غیر معتدل حرکتیں انسان کے جسمانی نظام کو بہت متاثر کرتی ہیں' عملی اور روحانی اعتبار سے اس کی یہی حیثیت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ اگر یہ صحیح ہو تو سارا جسم درست ہے' اگر یہ خراب ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ (مسلم۔الایمان۔باب فضل من استبرا لدینہ:۵۲)

دل رزائل سے پاک ہو تو نیکی کے پھول کھلتے ہیں اور اگر اس پر معصیت وادبار کی گھٹائیں چھا جائیں تو انسان حیوان سے زیادہ درندہ اور بے حیاء ہو جاتا ہے' مگر دل جو گوشت اور ہڈیوں کے غلاف میں محفوظ ہے' کو متاثر کرنے والی اور باہر کے اثرات مرتب کرنے والی عموماً دو چیزیں ہیں: ایک آنکھ اور دوسری کان' آنکھ کا نظارہ ہی اصل میں کہنے کا سبب بنتا ہے' آج کے اس پرفتن دور میں بہت کم خوش نصیب ہیں جو مصیبتوں سے محفوظ ہیں' بچہ ہو یا بوڑھا اس آنکھ کا اسیر بن چکا ہے' چوکوں چوراہوں میں' بازاروں اور دکانوں میں اسی مرض نے قوم کو بے حیاء بنا دیا ہے' اخلاق تباہ وبرباد ہو کر رہ گئے ہیں بلکہ یہ مرض سرطان کی طرح ہر سو پھیلتا جا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ سے ہونے والی بے اعتدالی اور ہولناکی سے خبردار فرمایا اور فرمایا کہ آنکھ کا بھی زنا ہے' اسی طرح گانا' عشق ومحبت کی داستانیں' فحش وبے حیائی پر مبنی کہانیاں جب تک پہنچتی ہیں تو اس سے بھی دل متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے کان اور آنکھ کی حفاظت کی تاکید فرمائی' گانا وغیرہ سننے سے منع فرمایا اور آنکھ کی آوارگی سے روکا۔

آنکھ کا پلڑا بھاری ہو گیا

اے میری اسلامی بہنو! اللہ کی اس عظیم نعمت کا اندازہ اس حدیث سے بھی لگایا جا سکتا ہے جسے امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ایسا تھا جو پہاڑ پر پانچ سو سال تک عبادت کرتا رہا، اس کے اردگرد دریا تھا، پہاڑ پر پانی پینے کے لیے اللہ نے اس کے لیے چشمہ جاری کر دیا اور ایک انار کا درخت اُگا دیا، وہ انار کھاتا اور میٹھا پانی پیتا اور ہمہ وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا، فوت ہوتے وقت اس نے التجاء کی: یاالٰہی! حالتِ سجدہ میں میری روح قبض کی جائے! میرے جسم کو صحیح سالم رکھا جائے تاکہ قیامت کے دن میں سجدہ کی حالت میں اُٹھایا جاؤں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سے وہی معاملہ کیا مگر ہمیں اس کے بارے معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن جب اسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرمائیں گے کہ بندہ کو میری رحمت سے میری جنت میں داخل کیا جائے! مگر وہ کہے گا: نہیں! بلکہ میرے عمل کے بدلے مجھے جنت میں داخل کیا جائے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے بندے کے اعمال اور میری نعمتیں جو میں نے اسے دی تھیں، ان کے درمیان موازنہ کرو، چنانچہ ایک آنکھ کی نعمت کا جب پانچ سو سال کے اعمال کے مقابلہ میں وزن کیا جائے گا تو آنکھ کی نعمت کا پلڑا بھاری ہو گا اور باقی نعمتیں اس پر مستزاد ہوں گی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اسے اب جہنم میں پھینک دو، پھر وہ عرض کرے گا کہ الٰہی! مجھے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کیا جائے، اللہ فرمائیں گے: اسے واپس لے آؤ، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: میرے بندے! بتلاؤ! تمہیں عدم سے وجود کس نے بخشا؟ عرض کرے گا: اے اللہ! آپ نے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تمہیں پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی توفیق کس نے بخشی؟ اسی طرح

تیرے کھانے کیلئے انار کا درخت کس نے لگایا اور پینے کیلئے پانی کا چشمہ کس نے جاری کیا! عرض کرے گا: اللہ! آپ نے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: یہ سب میری رحمت سے ہوا اور تو میری رحمت سے ہی میری جنت میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔

(مستدرک حاکم' الترغیب والترہیب ص ۲۳۹۹)

میری پیاری اسلامی بہنو! اس سے آپ اندازہ کر سکتی ہیں کہ آنکھ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے' زبان اور ہونٹ سے انسان اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے' کھانے پینے میں بھی یہ دونوں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں' جب کہ آنکھ سے انسان تمام خارجی محسوسات کا ادراک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صناعی اور کاریگری کا مشاہدہ کرتا ہے' آنکھوں کی اس اہمیت کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ آنکھ ہے تو جہاں ہے' آنکھ نہیں تو جہاں نہیں' اور یہ بھی کہ آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل' یہ بھی کہا گیا ہے کہ آنکھ بند ہونے کے بعد اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

آنکھ کی حفاظت

آنکھ کی اس عظیم نعمت کا تقاضا ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اس کو ضائع ہونے سے بچایا جائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں کی حفاظت کیلئے سرمہ ڈالنے کی اجازت دی ہے تاکہ آنکھوں کا قیمتی نور محفوظ رہے۔

(صحیح بخاری۔ الطب۔ باب الاثمد الکحل من الرمد فیہ عین عطیۃ: ۵۷۰۶)

سیاہ سرمہ ہر دور میں نظر کی تقویت اور آنکھ سے ردّی مواد کے اخراج کا سبب سمجھا گیا ہے' اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اثمد'' کی بڑی تعریف کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ آنکھوں کو جلا بخشتا ہے اور پلکوں کو اُگاتا ہے۔

(ابوداؤد۔ الطب۔ باب الکحل: ۳۸۷۸' الترمذی: ۱۹۷۱)

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

''اثمد'' وہ سیاہ پتھر ہے جو اصفہان سے آتا ہے' مغرب سے بھی درآمد کیا جاتا ہے' اس کا مزاج سرد خشک ہے اور بینائی کو طاقت دیتا ہے بالخصوص جب اس کے ساتھ کچھ کستوری بھی ملالی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سوتے وقت کستوری ملا ہوا اثمد لگاؤ۔

(زادالمعاد: ۴/۱۴۰)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''کماۃ'' یعنی کھنبی کے پانی کو آنکھ کیلئے شفاء فرمایا ہے۔ (ترمذی۔ الطب۔ ما فی السعوط وغیرہ: ۲۰۴۷' بخاری: ۵۷۰۸' ابن ماجہ: ۳۴۴۶)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کا مجرد پانی فی الواقع شفاء ہے' میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے' ہمارے زمانے میں بعض نابینا حضرات نے بھی اس کا تجربہ کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی درست فرمادی۔

اور وہ شیخ کمال دمشقی ہیں جو حدیث کے استاذ ہیں' انہوں نے سچے اعتقاد سے کھنبی کا پانی اپنی آنکھوں میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی بحال کردی اور بعض نے کہا ہے کہ اسے بعض دیگر ادویہ کے ہمراہ استعمال کرنا چاہیے' آنکھ کی حفاظت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اسے آرام پہنچایا جائے' ٹیلی ویژن' وی۔ سی۔ آر وغیرہ کو دیکھنے کیلئے مسلسل بیدار رہنا تو کجا ہمیشہ شب بھر عبادت میں وقت صرف کرنے کا عزم کرنے والے صحابی سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

وبعينك عليك حقٌّ .

تیرے اوپر تیری آنکھ کا حق ہے۔

(صحیح بخاری۔ الادب۔ باب حق الضیف: ۶۱۳۴' مسلم: ۱۱۵۹)

اس لیے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور اس کی حفاظت کیلئے کوئی

دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیے' انسان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے جو قانون دیا ہے اس میں اتنی گہرائی ہے کسی اور قانون کی طرف التفات کی ضرورت نہیں رہتی' انسان جان ہی نہیں انسان کے ایک ایک عضو کی حفاظت کیلئے بھی قانون متعین فرمایا' آنکھ ہی کو لیجئے اگر کوئی کسی کی ایک آنکھ کو ضائع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی قصاص لینے کا حکم فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے نصف دیت یعنی پچاس اونٹ وصول کیے جائیں گے' اگر دونوں آنکھیں ضائع کر دیتا ہے تو پوری دیت وصول کی جائے گی۔ (بیہقی: ۱۵۹۶۸)

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانی آنکھ کی قدر و منزلت کیا ہے اور اس کو ضائع کرنے والے کی سزا کیا ہے؟

آنکھ کی حفاظت پر جنت

میری پیاری اسلامی بہنو! حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو' میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

اصدقوا اذا حدثتم۔	جب بات کرو سچ بولو
واوفوا اذا وعدتم۔	وعدہ کرو تو پورا کرو
وادوا اذا وتمنتم۔	امانت کولٹاؤ جب امانت رکھی جائے
واحفظوا فروجکم۔	شرم گاہوں کی حفاظت کرو
وغضوا ابصارکم۔	نگاہیں نیچی رکھو
وکفوا ایدیکم۔	تکلیف دینے والے ہاتھوں کو روکے رکھو

(مسند احمد: ۵/۳۲۳' ابن حبان: ۲۷۱' الحاکم فی المستدرک: ۴۔۳۵۹) وقال: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم

یخرجاہ والذہبی: فیہ ارسال ولکن لہ شاہد من حدیث انس رضی اللہ عنہ، والطبرانی فی الکبیر: ۸۰۱۸، الاوسط: ۲۵۶۰، مجمع الزوائد: ۱۰/۳۰۱)

مگر قدردان کم

میری پیاری اسلامی بہنو! مگر افسوس کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کے قدردان بہت کم ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تم کو کان دیئے، آنکھیں دیں اور دل دیا تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے کان اس کا کلام ہوش سے سنتے، اس کے عطا کردہ دل سے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرتے، اس کی دی ہوئی بصارت سے بصیرت کا کام لیتے، تکوینی اُمور کو بنظر احسان دیکھتے اور ان سے سبق حاصل نہ کرنے والوں کا انجام دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جاتے، اسباب کو دیکھ کر مسبب الاسباب کی معرفت حاصل کرتے، مگر افسوس تم نے ان سے کوئی کام نہ لیا، انہی بدنصیبوں کے بارے میں فرمایا:

کہ ان کے دل ہیں مگر یہ ان سے سوچتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے ہیں اور ان کے کان ہیں مگر ان سے سنتے ہیں، یہ لوگ چوپاؤں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بدتر ہیں۔ (الاعراف: ۱۷۹)

یعنی ان سے وہی کام لیتے ہیں جن سے ان کی دنیوی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے، اس کے علاوہ کسی چیز پر غور نہیں کرتے، اس پر کان دھرنے اور بنظر عمیق اسے دیکھنے پرکھنے کا ان میں داعیہ ہی نہیں، جس طرح چوپاؤں کے تمام ادراکات محض اپنے تن من کیلئے محدود ہیں، اسی طرح ان کی ساری تگ و دو بھی اپنی ضروریات کیلئے ہے، فطری صلاحیتیں ہوتے ہوئے بھی ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتے بلکہ بعض تو انتہائی بے عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مالکِ حقیقی کے مقابلہ میں درختوں، پتھروں، جانوروں کی

پرستش شروع کر دیتے ہیں بلکہ حیوانات بھی ایسی حماقت نہیں کرتے بلکہ جس کا کھاتے ہیں اسی کے در کے ہو کے رہتے ہیں' مالک بلاتا ہے تو سر جھکائے چلے آتے ہیں' اس لیے یہ حیوانات سے بھی بدتر ہیں۔

نظر کی حفاظت

بے حیائی اور منکرات کے ارتکاب اور اس کے محرکات کا ایک بڑا سبب چونکہ یہی آنکھ ہے' اس لیے آنکھ کی حفاظت کا حکم فرمایا' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ (النور:۳۰)

اے میری پیاری اسلامی بہنو! شرم گاہ کی حفاظت سے پہلے آنکھوں کو بچا کر رکھنے کا حکم اسی بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ بدکاری اور بے حیائی کا بنیادی سبب آنکھ بنتی ہے' اگر یہ محفوظ رہے گی تو حتی الامکان انسان شرم گاہ کے گناہ سے بھی بچا رہے گا' یہی حکم اللہ تعالیٰ نے مؤمنہ عورتوں کو بھی دیا ہے' چنانچہ فرمایا: ایمان دار عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ (النور:۳۱) ''غض بصر'' یعنی آنکھوں کو نیچا رکھنے کے یہ معنی قطعاً نہیں ہیں کہ راہ چلتے ہوئے انسان اپنی آنکھوں کو نیچا رکھے کہ دائیں بائیں اور آگے پیچھے کے احوال سے بالکل لاتعلق ہو جائے' یوں تو ایکسیڈنٹ اور باہم ٹکراؤ کا باعث ہو سکتا ہے' بلکہ مقصد یہ ہے کہ جن کو دیکھنے کی اجازت نہیں ان کو مت دیکھے اور ان سے اپنی نظریں نیچی کر لے قرآن مجید میں ''من ابصارھم'' میں ''من'' کا تبعیضیہ ہے' یعنی ہر نظر مراد نہیں بلکہ وہ نظریں ہیں جو حرام اور بے فائدہ ہیں اور جس کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے' وہ ہے اجنبی اور غیر محرم کو دیکھنا جو کہ فساد کی اصل جڑ ہے' اللہ تعالیٰ کا یہ حکیمانہ انداز ہے کہ بُرائی کے خاتمے کیلئے اس کے اسباب و عوامل کو بھی ختم کرنے کا حکم دیتا ہے' شراب سے

منع فرمایا ہے تو اوائل میں ان برتنوں کے استعمال سے روک دیا گیا جن میں تیار کی جاتی ہے' ناحق سے ہی نہیں بلکہ قتل پر اعانت' اشارہ قتل' سر عام ننگی تلواروں اور اسلحہ کی نمائش کی بھی سختی سے ممانعت فرمائی' طعن و ملامت کرنے' تنابز بالالقاب' بغض و حسد' عناد اور غیظ و غضب سے بھی روک دیا' جو عموماً لڑائی جھگڑے اور اختلاف کا باعث بنتے ہیں' اسی طرح زنا اور بدکاری ہی سے منع نہیں فرمایا بلکہ غیر محرم کو دیکھنے' تنہائی میں اس کے ساتھ بیٹھنے' سفر کرنے' نرم لہجے میں بات کرنے' بناؤ سنگار اور زیب و زینت اختیار کر کے باہر نکلنے اور جھٹک جھٹک کر چلنے سے بھی منع فرمادیا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری' اس طرح بدکاری سے بچنے کیلئے ایک طریقہ یہی آنکھوں کو نیچا رکھنے کا ہے جس کا اس آیت میں حکم دیا ہے' آنکھ دل کا آئینہ ہے' جب آئینہ اُلٹا کر دیا جائے گا تو غیر محرم کے عکس اور تصور سے محفوظ رہے گا۔

غیر محرم کو دیکھنے کی ممانعت

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے دوران منیٰ آتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر تھا کہ راستے میں ایک دیہاتی کو دیکھا جو اپنے ساتھ اپنی بیٹی کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ اس سے نکاح کرلیں' میں نے اس لڑکی کو دیکھا تو آپ نے میرا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا۔

(بخاری۔ الاستئذان باب قول اللہ تعالیٰ: (یاایھا الذین امنوا لا تدخلوا......)۶۲۲۸' ابو یعلیٰ: ۲۱/ ۹۷' ۶۷۳۱)

بات بالکل واضح ہے کہ اگر کسی غیر محرم کی طرف دیکھنا جائز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو لڑکی کی طرف دیکھنے سے عملاً منع نہ فرماتے۔

آنکھ کا زنا

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ کتب علیٰ ابن آدم حظہ من الزنیٰ ادرک ذلک لا محالۃ ۔

آدم کے بیٹے پر اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، جسے وہ لا محالہ پہنچے گا۔

فزنی العینین النظر ۔

آنکھوں کا زنا (بری نظر سے) دیکھنا ہے۔

وزنی اللسان النطق ۔

زبان کا زنا (برا) کلام کرنا ہے۔

والاذنان زناھما الاستماع ۔

کانوں کا زنا (غلط) سننا ہے۔

والید زناھا البطش ۔

ہاتھ کا زنا (بری نیت سے) پکڑنا ہے۔

والرجل زناھا الخطی ۔

پاؤں کا زنا (برائی کی طرف) چلنا ہے۔

دل کا زنا (برائی کی) تمنا اور آرزو کرنا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

بدکاری کے ارتکاب میں سارے اعضاء حصہ دار بنتے ہیں، اس لیے زنا کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے اور انہی میں سرفہرست آنکھ ہے جس سے غیر محرم کو دیکھا اور پسند کیا جاتا ہے۔

مجھے پہلی نظر معاف ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے تاجدار ثقلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے علی رضی اللہ عنہ! ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوسری بار مت دیکھو کیونکہ تمہارے لیے پہلی نظر معاف ہے، دوسری نہیں۔

(ترمذی۔الادب۔باب ماجاء فی نظرۃ الفجأۃ: ۲۷۷۷، احمد: ۴/۲۲۹۷)

پیاری بہنو! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راہ چلتے اچانک کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو دوسری بار اس کی طرف دیکھنا روا نہیں چہ جائیکہ ٹکٹکی لگا کر دیکھتا رہے، پہلی بار اچانک نظر پڑ جائے تب بھی فوراً نگاہ پھیر لینی چاہیے، یوں نہیں کہ انسان خواہش نفس کا شکار ہو کر رہ جائے۔

اپنی نظر پھیر لے!

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سالت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم عن نظر الفجاۃ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں سوال کیا۔

فقال: اصرف بصرك۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نظر پھیر لو۔

(مسلم۔الادب۔باب نظرۃ الفجأۃ: ۲۱۵۹، ابوداؤد: ۲۱۴۸، الترمذی: ۲۷۷۶)

اس لیے چاہیے کہ جب کبھی نظر اچانک کسی غیر محرم پر پڑ جائے تو اس کی طرف سے فی الفور نگاہ پھیر لی جائے، پہلی نظر تو معاف ہے اس کے بعد لذت کیلئے دیکھنا یہ حرکت گناہ اور قابلِ گرفت ہے۔

نظر بازی کا فتنہ اور اس کے نتائج

یہ دنیا بظاہر بڑی خوبصورت نظر آتی ہے اور انسان اس دنیا کی ظاہری سج دھج کو

دیکھ کر اس کے دام ہمرنگ میں پھنس جاتا ہے اور یوں وہ یادِ الٰہی سے غافل اور آخرت سے بے خوف ہو جاتا ہے' اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اسے دھوکے اور فریب سے تعبیر کیا ہے اور جو چیز اعموماً اس غفلت کا سبب بنتی ہے اسے فتنہ یعنی آزمائش وامتحان قرار دیا ہے' چنانچہ فرمایا:

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ ۔ (الانفال:۲۸)

تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔

اس جہاں میں بہت کم خوش نصیب ایسے ہیں جنہیں ایسی وفا شعار بیوی اور اطاعت گزار اولاد نصیب ہوتی ہے جو ایمان اور راست روی میں ان کے معاون و مددگار ہوتی ہے' عقیدہ وعمل اور اخلاق کے اعتبار سے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے ورنہ عموماً ہوتا یوں ہے کہ مرد اور عورت میں دینی ہم آہنگی نہیں پائی جاتی' مرد اگر نیک ہے تو بیوی اس کی امانت اور دیانت کو اپنے لیے بدقسمتی سمجھتی ہے اور چاہتی ہے کہ شوہر اس کی خاطر حلال وحرام کی تمیز کے بغیر عیش وعشرت کا سامان فراہم کرے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مؤمنہ عورت کو ایسے شوہر سے سابقہ پڑتا ہے جسے اس کی پابندیٔ شریعت ایک آنکھ نہیں بھاتی' اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری اولاد وازواج میں سے بعض تمہارے لیے دشمن ہیں اور بعض تمہارے لیے فتنہ ہیں' اسی طرح مال بھی انسان کیلئے فتنہ ہے اور انسان انہی کی محبت اور لگن میں پھنس جاتا ہے' مال وزر اور اپنی اولاد وازواج ہی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر بے شمار فتنے ہوں گے مگر ان سب سے تکلیف دِہ اور ضرر رساں عورتوں کا فتنہ ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاترکن بعدی فتنة اضر علی الرجال من النسآء ۔

(بخاری۔النکاح۔باب ما یتقی من شوم المرأة:۵۰۹۶'مسلم:۴۹۲۳)

میں اپنے بعد مردوں کیلئے سب سے نقصان دِہ فتنہ عورتوں کا محسوس کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کی کمزوری کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: (آل عمران:۱۴) ترجمہ کنزالایمان: لوگوں کیلئے مرغوباتِ نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرخیز زمینیں خوش آئندہ بنادی گئی ہیں۔ عموماً انسان انہی کی محبت میں پھنس کر اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے غافل ہو جاتا ہے۔

بدنگاہی کا انجام

میری پیاری اسلامی بہنو! نظر کے فتنے اور فساد کا کوئی بھی صاحبِ بصیرت انسان انکار نہیں کرسکتا، اس فتنے میں مبتلا انسان کا انجام آخرت ہی میں بُرا نہیں ہوگا بلکہ بسا اوقات اس کا خمیازہ یہاں بھگتنا پڑتا ہے، دنیا میں اس کے انجام میں مبتلا ہو کر انسان اگر راہِ راست پر آجائے تو یہ اس کی اُخروی کامیابی کی علامت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا اراد اللہ بعبدہ خیرًا عجل لہ العقوبۃ فی الدنیا ۔

(مسند احمد: ۱۶۲۰۴، جامع الترمذی۔ الزھد۔ باب ماجاء فی العبد علی البلاء: ۲۳۹۶)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو دنیا میں اس کو اس کے جرم کی سزا دے دیتے ہیں۔

حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کا پسِ منظر یوں ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا جس کا خون بہہ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے کہا: میرے پاس سے ایک عورت گزری، میں نے اس کی طرف دیکھا پھر اسے دیکھتا ہی چلا گیا، سامنے ایک دیوار آئی تو اس نے مجھے دیوار سے دے مارا، جس سے یہ خون بہہ نکلا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جب کسی سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے اس کے جرم کی سزا جلد دنیا میں ہی

دے دیتے ہیں۔(مسند احمد: ۱۶۲۰۴)

کسی کے گھر میں جھانکنا

اسلام دوست واحباب اور رشتہ داروں میل ملاقات کا حکم دیتا ہے اور ان کے گھر جانے کی بھی اجازت دیتا ہے' البتہ اس سلسلہ میں کچھ آداب کو ملحوظ رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے تھے بلکہ اس کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور سلام کہتے۔

میری پیاری اسلامی بہنو! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی دوست یا عزیز کے ہاں جایا جائے تو گھر کے دروازے کے بالکل سامنے نہیں بلکہ دائیں بائیں جانب کھڑے ہونا چاہیے اور ''السلام علیکم'' کہہ کر اندر آنے کی اجازت لینی چاہیے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک طرف کھڑے ہونا چاہیے نظر ہی کیلئے تو اجازت لی جاتی ہے۔(البیہقی فی سنن الکبریٰ: ۸۔۳۳۹'۳۳۹'۱۷)

یعنی دروازے کے سامنے کھڑے ہونے سے نظر گھر کے اندر چلی جاتی ہے' اس لیے ایک طرف ہو کر کھڑے ہونا چاہیے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سوراخ سے اندر جھانکا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میں کنگھی نما کوئی لکڑی پکڑ رکھی تھی جس سے سر کے بال درست کیا کرتے تھے' آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو اعلم انك تنظر لطلعت به في عينك انما جعل الاستيئذان من اجل البصر ۔ (بخاری۔الاستئذان۔باب الاستئذان من اجل البصر :۶۲۴۱،مسلم:۵۶۳۸،الترمذی:۲۷۰۹)

اگر مجھے معلوم ہوجاتا تو دیکھ رہا ہے تو میں اسے تیری آنکھ میں دے مارتا، اجازت تو آنکھ ہی کی بناء پر طلب کی جاتی ہے۔

اگر آنکھ سے گھر کے اندر دیکھ ہی لیا تو اجازت کا کیا معنیٰ؟

بلکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے گھر کے اندر دیکھے اور اہل خانہ کنکری اٹھا کر اسے ماردیں جس سے اس کی آنکھ زخمی ہوجائے تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

(مسلم۔الآداب۔باب تحریم النظر فی بیت غیرہ:۵۶۴۳،البخاری:۶۹۰۲)

بلکہ مسند احمد میں ہے کہ اہل خانہ کیلئے جائز ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

من اطلع فی بیت قوم بغير اذنهم ففقوء اعينه فلا دية له ولا قصاص ۔

(صحیح مسلم۔الاداب۔باب تحریم النظر فی بیت غیرہ:۵۶۴۳۔۵۶۴۲،فی مسند احمد:۸۶۳۶)

جوشخص کسی کے گھر بغیر اجازت کے دیکھتا ہے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیتے ہیں، اس کی نہ ہی دیت ہے نہ قصاص۔

غور کیجئے! اگر کوئی ظالم کسی کی آنکھ پھوڑ دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور قصاص میں اس کی آنکھ نکالی جائے گی یا اس سے پچاس اونٹ نصف دیت وصول کی جائے گی لیکن اگر یہی آنکھ دیانت وامانت کا مظاہرہ نہیں کرتی، کسی کے گھر میں داخل

ہو جاتی ہے اس کی قدر و منزلت ختم ہو جاتی ہے بالکل اسی طرح جیسے اگر کوئی ہاتھ ربع دینار یعنی ایک چوتھائی دینار کے برابر چوری کرلے تو اسے کاٹ دینے کا حکم ہے لیکن اگر کوئی کسی کا ہاتھ ظلماً کاٹے تو اس سے نصف دیت لی جائے گی۔ اسلام معاشرے کو امن و سکون اور امانت و دیانت کا گہوارہ بناتا ہے جو اس میں رخنہ اندازی کی کوشش کرتا ہے اسے ناسور کی طرح کاٹ دینے کا حکم دیتا ہے گھر تو بنایا ہی اس لیے جاتا ہے کہ اہل خانہ کی جان و مال اور عزت اس میں محفوظ رہے اگر کوئی باہر سے گھر کے اندر کا نظارہ کرتا ہے اور پردہ نشین عورتوں کیلئے پریشانی کا موجب بنتا ہے تو اسلام اس کی آنکھ کی ضمانت نہیں دیتا۔

اللہ کے ڈر سے رونے والی آنکھ

ایمان خوف و رجاء کا نام ہے ایک مؤمن اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور گرفت سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر دل میں فکرمند ہونا اور آنکھ سے رونا اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے۔

سایہ عرش پانے والے

میری پیاری اسلامی بہنو! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے روز جن خوش نصیب حضرات کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا ان میں ایک وہ ہے جو تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے روتا ہے۔

(بخاری۔ الاذان۔ باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ: ۶۲۰، مسلم: ۱۷۱۲)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آنسو بہہ کر زمین پر گر پڑے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے عذاب میں مبتلا نہیں کریں گے۔ (مستدرک حاکم: ۲۴۳۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ اللہ کے ڈر سے رونے والا شخص جہنم میں نہیں جائے گا' یعنی جیسے دھویا ہوا دودھ تھنوں میں واپس نہیں جا سکتا۔ (ترمذی۔ الجھاد۔ باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ: ۶۳۳' صحیح الحاکم: ۴/۲۶)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والا شخص بھی جہنم میں نہیں جا سکتا۔

آگ سے محفوظ آنکھ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی: وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر کی وجہ سے رو پڑی اور وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزار دی۔

(ترمذی۔ فضائل الجھاد فی فضل الحرس فی سبیل اللہ: ۶۳۹' صحیح الجامع الصغیر: ۴۱۱۳)

اللہ تعالیٰ کے خوف یا اللہ کی محبت میں رونا حضراتِ انبیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ صدیقین اور صلحائے اُمت کا طریقہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق صحیح بخاری میں ہے کہ وہ بہت رویا کرتے تھے' انہیں اپنی آنکھوں پر کنٹرول نہ تھا۔

(صحیح بخاری۔ الصلاۃ۔ باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس: ۴۷۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ نماز کے دوران اتنا روتے کہ ان کی آواز پچھلی صف میں سنائی دیتی۔

(مصنف عبدالرزاق: ۲/۱۱۴' طبقات ابن سعد: ۶/۱۲۶)

یہی حال دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا' اس سلسلہ میں صلحائے اُمت کے اقوال و احوال انتہائی سبق آموز ہیں مگر تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں اور نہ ہی یہ ہمارا

موضوع ہے' اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ ہمیں بھی اپنی محبت نصیب فرمائے اور اپنے عذاب سے بچنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

آفاتِ نظر سے بچنے کا طریقہ

قارئین کرام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر محرم کو دیکھنے سے منع فرمایا بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مرد وعورت کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے مگر عورت فطرتاً باعثِ کشش ہے' اس لیے اس کے فتنے سے بچنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص نوجوانوں سے فرمایا:

اگر تم میں استطاعت ہو یعنی حالات اجازت دیں تو شادی کرلو۔

فانه اغض للبصر .

یہ نگاہ نیچی رکھنے کا باعث ہے۔ (مسلم۔ النکاح۔ باب استحباب النکاح لمن: ۳۳۹۸)

انسان اگر اپنی کمزوری کی بناء پر کسی عورت کو دیکھ کر دل گرفتہ ہو جائے تو ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسے چاہیے کہ وہ اپنے گھر چلا جائے اور اپنی بیوی سے ضرورت پوری کرے۔

(مسلم۔ النکاح۔ باب ندب من رأی امرأۃ فوقعت فی نفسہ: ۳۴۰۷' الترمذی: ۱۱۵۸' ابوداؤد: ۲۱۵۱)

تاکہ وہ کسی بڑے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچ جائے' اسی طرح جب کسی غیر محرم پر نظر پڑے تو فوراً اس آیت مبارکہ کا مفہوم دل و دماغ میں لے آئے: اللہ تعالیٰ (میری) آنکھ کی خیانت اور دل کے بھیدوں کو بھی جانتے ہیں۔ (المؤمن: ۱۹) کوئی اور میری حرکت کو دیکھتا ہے یا نہیں' اللہ تعالیٰ تو مجھے دیکھ رہے ہیں' اللہ ہمیں اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین!

عورت پر اسلام کے احسانات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

عورت پر اسلام کے احسانات

میری پیاری اسلامی بہنو! یوں تو اسلام نے زندگی کے ہر عقدہ کی گرہ کشائی کی ہے اور ہر قدم پر انسانی رشد و ہدایات کے سامان فراہم کیے ہیں مگر وہ مخلوقِ خدا جسے دنیا عورت کے نام سے جانتی ہے، اس پر محمود صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بے حد وحساب ہیں، اس محسنِ انسانیت نے عورت کو ذرّے سے آفتاب بنا دیا اور صنف کو اس اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز کیا جو فطرت کے عین مطابق تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر دنیا میں عورت کی کیا حیثیت تھی؟ آیئے دیکھتے ہیں! عورت شہری اور دیہاتی ہر قسم کی زندگی میں مردوں کے ظلم وستم تلے دبی ہوئی تھی، اس پر طرح طرح کی سختی روا رکھی جاتی تھی اور اسے شر و فساد کا نشانہ بنانا مرد اپنا سب سے بڑا کارنامہ جانتے تھے، وہ سامانِ تجارت اور بھیڑ بکریوں کی طرح بیچی جاتی تھیں، اسے شادی نہ کرنے اور بدکاری اور بداخلاقی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا، وہ مملوک ہوسکتی تھی مالک نہیں، وہ

سب کی "چیز" تھی لیکن اس کا دنیا میں کچھ نہیں تھا' مرد جسے چاہتے اسے اپنے تصرف میں لا سکتے تھے' لیکن وہ دنیا کی کسی شے پر اپنا تصرف نہیں جما سکتی تھی' مرد اس کی ہر چیز کا مالک و مختار تھا لیکن وہ مرد کی کسی حقیر سے حقیر شے کو بھی اس کی اجازت کے بغیر ہاتھ تک نہیں لگا سکتی تھی' اس سے بڑا ستم یہ تھا کہ بعض علاقوں میں اسے انسانوں کی جنس شمار کرنے سے ہی انکار کیا جاتا تھا' اسے بے جان اور بے روح اشیاء میں تصور کیا جاتا' اس بات پر طویل بحثیں ہوتیں کہ کیا عورت میں بھی مرد کی طرح روح موجود ہے یا نہیں؟ علماء کے درمیان اختلاف رہتا کہ عورت اس قابل نہیں کہ اسے دین و مذہب کا درس دیا جا سکے' کیا وہ عبادتِ خداوندی میں مشغول ہو سکتی ہے یا اس کا درجہ اس سے بھی گرا ہوا ہے اور یہ اختلاف تھا کہ کیا عورت جنت میں داخل بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یا اس مقدس مقام کے دروازے بھی اس مخلوقِ خدا پر پابند کر دیئے جائیں گے۔

میری اسلامی بہنو! روح کے بعض فلسفیوں کا نظریہ تھا کہ عورت ناپاک جانور ہے جس میں روح موجود ہے اور نہ ہی اسے آخرت میں حیاتِ دائمی نصیب ہوگی' البتہ عورت کا دنیا میں صرف ایک کام اور فقط یہی فریضہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ مرد کی بارگاہ میں مؤدب کھڑی رہے' ہمہ تن اس کی خدمت میں مصروف رہے' ہمیشہ اس کی فرمانبرداری کا طوق اپنی گردن میں ڈالے رکھے' اس کے اٹل حکم کے آگے چون و چرا نہ کرے اور اس کے ہر فرمان پر بے سوچے سمجھے ایمان لے آئے کیونکہ وہ گائے' بھینس سے زیادہ حیثیت کی مالک نہیں' وہ دنیا میں شیطان کی نمائندہ اور شرارت و فساد کی جڑ ہے' وہ ہنس نہیں سکتی رونا ہی اس کی قسمت میں لکھا ہے اور دنیا کی تمام نعمتیں' ساری مسرتیں اور سب آسائشیں صرف مرد کیلئے بنائی گئی ہیں' عورت کو ان سب میں سے کچھ نہیں مل سکتا' بعض مذاہب میں والد کو اس بات کا بھی حق حاصل تھا کہ وہ اپنی لڑکی کو کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ دے' کئی عرب کے قبائل اس کے قائل تھے کہ باپ بیٹی کو قتل کر سکتا ہے' اسے

زندہ درگور کر سکتا ہے' بعض لوگوں کی رائے تھی کہ اگر مرد کسی عورت کو قتل کر ڈالے تو اس پر کوئی تاوان یا کوئی دیت لازم نہیں' عورت کو اس ظلم وستم سے بھری ہوئی دنیا میں جو سب سے اہم مقام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دیا گیا' وہ فرانسیسی قوم کی طرف سے عطاء کردہ تھا' فرانس کے رہنے والوں نے بڑے سوچ بچار کے اور گماں لطف وعنایت سے یہ طے کیا کہ عورت انسان تو ہے' لیکن وہ صرف مرد کی خدمت گاری اور اطاعت کیلئے پیدا کی گئی ہے' اس کا کام دنیا میں صرف مملوک بن کر رہنا ہے' وہ مالک نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 571ء میں رونق بزم عالم بن کر تشریف لائے اور فرانسیسی قوم نے اس فرمان کا اعلان اس کے پندرہ سال بعد 586ء میں کیا' لیکن اس وقت یورپ کے ان ''مہذب'' لوگوں کو اس کا علم نہیں تھا کہ عنقریب وہ عظیم انسان برگزیدہ ہستی صفۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والی ہے جو عورت کو انسانیت کے بلند وبالا مقام پر فائز کرے گی اور جس کے یہاں عورت کے حقوق کسی طرح بھی مرد سے کم نہیں ہوں گے' وہ وقت قریب تھا کہ دنیا میں مرد کی مطلق العنانی کا خاتمہ کر دیا جائے اور خداوند ذوالجلال کی مخلوق صرف اس کی تابع فرمان ہو جائے گی۔

کیا آج کی تہذیب یافتہ اور ترقی پسند عورت جانتی ہے کہ اسے اسلام (دینِ فطرت) نے کتنا عظیم مرتبہ عطاء کر رکھا ہے؟ کیا وہ اس بات سے آگاہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سب سے بڑے محسن ہیں اور کیا وہ اس سے باخبر ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذلت وحقارت سے نکال کر عزت ووقار کے مقامِ عالی پر پہنچا دیا؟ میری محترم اسلامی بہنو! قرآن حکیم نے عورت اور مرد کو ایک جنس قرار دیا ہے اور دونوں کو یکساں طور پر زندگی کے دو اہم جز بتایا ہے' ان میں سے کسی ایک کے بغیر زندگی کو مکمل اور تمام نہیں کیا جا سکتا' اسلام عورت کو مرد کا کھلونا اور لھو ولعب نہیں سمجھتا بلکہ اس کے نزدیک خوشحال اور پر سکون زندگی کیلئے عورت کا وجود

اسی طرح ضروری ہے جس طرح خود مرد کا عورت بن پُرامن اور صالح زندگی کا تصور بھی ناممکن ہے۔ سورۃ الروم کی آیت ہے: اس نے تمہیں میں سے تمہارے جوڑے (بیویاں) پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان مؤدت اور رحمت پیدا کی' یقیناً اس میں تفکر و تدبر کرنے والے لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ اس آیت میں عورت کو تین حیثیتوں سے عالمِ انسانیت کا اہم جز قرار دیا گیا ہے:

(1) وہ عائلی زندگی کیلئے سکون وراحت کا باعث ہے' وہ انسانوں کو بداخلاقی اور گمراہی سے محفوظ رکھنے والی اور اصلاح و تعمیر کا چشمہ ہے' جنسی زندگی مرد کی عیش و عشرت کا نام نہیں بلکہ ایک ایسا اتحاد ہے جس میں میاں اور بیوی ایک حقیقت متحدہ بن جاتے ہیں تاکہ باہم مل کر زندگی کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار اور شاندار بنا سکیں' ان دونوں صفتوں میں سے ایک کی نفی سے بھی مسرتوں کی نفی ہو جاتی ہے۔

(2) وہ دنیا میں عورت' محبت و اُلفت کی پتلی ہے' وہ اجنبیوں کو ہمدرد بنانے اور بیگانوں کو اپنا بنانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے' اس کی محبت اور تعاون حاصل کیے بغیر مرد زندگی کی جدوجہد میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اس کا وجود انسانی کامیابیوں کے حصول کیلئے ناگزیر ہے۔

(3) وہ انسانوں کو باہمی رحمت و شفقت کا منبع اور قریبی تعلقات کے قیام کا اہم سبب ہے' عورت مرد کو زندگی میں مکمل انسان بنانے اور اخلاقی شرافت دینے والی معلّمہ ہے' اس لیے کہ ہر بچہ اس کی شفقت و رحمت سے بھرپور گود میں جنم لیتا ہے' عورت ہی وہ قابلِ احترام ہستی ہے جو مرد کو مرد سے جوڑ سکتی ہے اور انہیں مل جل کر رہنے اور امن و سلامتی سے زندگی گزارنے کی راہیں سمجھا سکتی ہے۔

نئی تہذیب کا ظلم

عورت جو قوم کی ماں' بہن اور بیٹی ہے' اسے پردہ سکرین پر عریاں نچایا جاتا ہے'

سینما کے فحش اشتہاروں میں ننگی تصویر چھاپ کر شہر کی گلی اور کوچے میں اس کی ریزی کی جارہی ہے' گویا دیکھتے ہی دیکھتے عورتوں کو جانوروں کی قطار میں کھڑا کردیا گیا ہے کہ جس طرح جانوروں سے ہر کام لیا جاتا ہے اور بے زبانی کی وجہ سے کوئی احتجاج نہیں کرسکتے' یونہی آج کی مہذب دنیا پردہ فلم کو رومانی بنانے' ہوٹل کا کاروبار چلانے اور غیر ملکی لیڈروں کی رنگین ضیافت انجام دینے کیلئے عورت کی ذات استعمال کی جارہی ہے۔ میری پیاری محترم اسلامی بہنو! عورت تو پیدائشی طور پر ناقص العقل ہے' انجام اور عواقب تک اس کی صحیح رسائی نہیں' وہ اس بات پر بہت مگن ہے کہ عورت کو نیم عریاں لباس پہننے' مردوں کے دوش بدوش چلنے' بے حجابانہ اِدھر اُدھر گھومنے اور بدنام ثقافت میں ناچنے کے حقوق مل گئے ہیں' لیکن ان باتوں کا انجام کتنا بھیانک اور تاریک ہے' اس کے متعلق ہوش نہیں' اگر عورت کی عقل و دانش میں نقصان کا مادہ نہ ہوتا تو ضرور وہ اپنی قیمت کو سمجھتی' اپنے جنس کی اس طرح کھلے عام آبروریزی پر صدائے احتجاج بلند کرتی' عورتوں کی ننگی تصویر تیار کرنے والی فلم کمپنی پر مقدمہ دائر کرتی' نیم عریاں لباس پہن کر چلتے پھرتے مردوں کا شکار نہ بنتی' ہوٹلوں میں اپنی آبرو فروخت کرنے کیلئے تیار نہ رہتی' مگر کاش! آج کی عورت اپنے آپ کو جان لے' اپنے وجود کو اور اپنے مقام کو پہچان لے لیکن ہم کاش کے بعد کچھ نہیں کہہ سکتے۔

آہ اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے   جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

نکاح کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

نکاح کی اہمیت وفضائل

میری اسلامی بہنو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرمایا تو بقائے نسل کیلئے عورت اور مرد کے فطری رابطے کی پاکیزگی' تحفظ اور بقاء کی خاطر نکاح کا سلسلہ جاری کیا' حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے ساتھ ہی حضرت حوا کو پیدا کیا تاکہ یہ جوڑا نسلِ انسان کے تسلسل کا باعث بنے' اس مقصد کے حصول کیلئے ایک دوسرے کیلئے جنسی کشش کا سامان پیدا کیا' پھر ماں باپ کے دل میں اولاد کی محبت کا داعیہ پیدا کیا' یوں خاندانی زندگی کا آغاز ہوا' اسلام اپنے مزاج کے اعتبار سے اعتدال پسند دین ہے جس کا ظہور اس کی جملہ تعلیمات سے ہوتا ہے' انسانی فطرت کی یہ کمزوری ہے کہ وہ انتہاء پسندی کی طرف مائل رہتا ہے اور انتہاؤں کے درمیان (Between Extreues) ٹھوکریں کھانا اس کا مقدر بن گیا ہے' اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی بعثت اور کتب کے نزول کا سلسلہ اسی لیے شروع کیا تاکہ انسانیت کو افراط وتفریط کی ٹھوکروں سے نجات دلا کر راہِ اعتدال پر ڈالا جاسکے' چونکہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا ہے کہ اسلام کے سوا اور کوئی

دین قابلِ قبول نہیں اور دائرہ اسلام میں آ جانے والوں کو امتِ وسط کے نام سے پکارا' یہی وجہ ہے کہ جب ہم اسلامی احکامات اور تعلیمات پر نظر ڈالتے ہیں تو انسان ایک خوشگوار حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ اس خالق و مالک نے کس کس طرح انسانی نفسیات کے ایک ایک گوشے کے تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ضابطۂ حیات مرتب کر کے دے دیا' انسانی عقل خواہ کتنی بلندیوں کو چھو لے' پھر بھی محدود ہی رہتی ہے اور کبھی تعصّبات کی جکڑ بندیوں سے آزاد نہیں ہو سکتی اور مستقبل کے بارے میں تو سوائے قیاس آرائیوں کے اس دامن میں کچھ بھی نہیں' انسانی عقل کی تہی دامنی کا تو یہ حال ہے کہ وہ تو اپنے دور کی نزاکتوں کا کما حقہ ادراک کرنے سے قاصر ہے' چہ جائیکہ وہ مستقبل میں چھپے رازوں کی نقاب کشائی کر سکے۔ میری محترم اسلامی بہنو! جہاں کہیں بھی اور جب کبھی بھی انسان نے ان راہنمائی سے بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا' راہِ اعتدال سے ہٹ کر اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے لگا' بڑے بڑے دانشور زندگی کی ڈور کو سلجھانے میں دور دور کی کوڑیاں لاتے ہیں' لیکن سرا ہے کہ ہاتھ نہیں آتا۔ مسئلہ جنس انسانی مسائل میں سے ایک اہم ترین مسئلہ ہے جس کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث میں واضح ہدایات ملتی ہیں جنہیں جذبہ کی تسکین کے سامان کے طور پر نکاح کو شروع فرمایا' نکاح کے مقاصد اور فوائد پر ہم آگے چل کر روشنی ڈالیں گے' سر دست اتنا جان لینا ضروری ہے کہ عورت اور مرد کو نکاح کے بندھن میں باندھنے کے دو بنیادی مقاصد ہیں: ایک جنسی تسکین اور دوسرا بقائے نسل انسانی۔ مزید غور کیا جائے تو بنیادی مقصد ایک ہی ہے کہ انسانی نسل کا تسلسل جاری رہے' اس مقصد کے حصول کیلئے انسان کے اندر زبردست جنسی خواہش رکھ دی گئی' تاکہ دونوں مل کر اس تخلیقی ذمہ داری کو نبھائیں' بصورتِ دیگر اس فریضہ سے پہلو تہی کے کئی بہانے نکل آتے۔ جنسی کشش ایک دوسرے کے ساتھ جڑے رہنے اور باہمی تعاون و تناصر کا ایک زبردست محرک ہے۔

مقاصد نکاح

(1) افزائشِ نسل

اللہ تعالیٰ نے نکاح کو نسلِ انسانی کے تسلسل اور بقاء کا ایک ذریعہ بنایا' اس حقیقت کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ○ (النساء)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو! جس نے تمہیں نفسِ واحد (Single Cell) سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کا جوڑا تخلیق کیا' ان دونوں کے ذریعے کثیر تعداد میں مرد وزن کو پھیلا دیا' اللہ سے ڈرو! جس کے ذریعے تم آپس میں حقوق کا مطالبہ کرتے ہو اور صلہ رحمی اختیار کرو' اس میں شک نہیں کہ اللہ تم پر نگران ہے ○

اس آیت کریمہ نے واشگاف الفاظ میں بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی دنیا کے نقشِ اوّل حضرت آدم علیہ السلام سے ان کا جوڑا حضرت حوا کو پیدا کیا اور ان کے ذریعے اولادِ آدم کا سلسلہ جاری کر کے کرۂ ارض کی آبادی کا سامان کر دیا' یوں تو اس کائنات رنگ و بو میں لاکھوں انواع کی کئی مخلوقات کا وجود ملتا ہے' لیکن باعثِ تخلیق کائنات ہونے کا شرف انسان کے حصے میں آیا اور جملہ مظاہرِ فطرت کو انسان کے تابع کر دیا تا کہ وہ ان سے کام لے کر ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے بلندیوں کی جانب محوِ پرواز رہے' کائناتی قوتوں کا کسی کیلئے مسخر کیا جانا ایک بہت بڑا اعزاز ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کیا' انسان اپنی ہیئت کے اعتبار سے بھی

ایک شاہکار ہے' لہٰذا بجا طور پر اشرف المخلوقات کہلانے کا حقدار ہے' جہانِ رنگ و بو کی ساری رعنائیاں اسی کے دم قدم سے ہیں' عورت کے بارے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے سوز سے ہے زندگی کا ساز دروں

جس مخلوق کو اس شان' شرف اور اہتمام کے ساتھ کرۂ ارض پر بسایا جارہا ہے' ضروری تھا کہ اس کیلئے ایک بہترین ضابطۂ حیات بھی عطاء کیا جائے تاکہ وہ اپنے اعزاز کو برقرار رکھ سکے' اگر انسان کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا جاتا تو زمین انسانوں کا جنگل بن جاتی' اس کے بعد انسان اور حیوان کا فرق مٹ جاتا' یوں تو قدرت نے انسان کے اندر مطلوبہ معیار کو برقرار رکھنے کیلئے فطرت بالقوہ (Potential Nature) ودیعت کردی ہوتی ہے لیکن فطرت بالقوہ کو فطرت بالفعل (Actulal Nature) میں بدلنے کیلئے تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس لیے انسان کو محض فطرت بالقوہ کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ انبیاء اور کتابوں کے ذریعے تعلیم و تربیت کا ایک مستقل سلسلہ شروع کردیا' اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ انسان خدائی ہدایت کے مطابق جادۂ زندگی پر گامزن رہے' بصورتِ دیگر ٹھوکروں کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا' ایک ایک حرکت اور ایک ایک جنبش کو مقصودِ زندگی کے حوالے سے دیکھا جائے گا اور وہ عظیم انسان مقصود رضائے الٰہی کا حصول ہے۔

یہی انسانیت کی معراج ہے' ہماری آنکھوں کے سامنے منحرف رویوں کا جو حشر ہورہا ہے اور انسانیت جس کرب و الم سے گزر رہی ہے' کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

میری اسلامی بہنو! سورۂ نساء کی جو آیت ہم بیان کر آئے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے ہر خطبہ نکاح کا حصہ ہوا کرتی تھی۔ (ترمذی ابوداؤد جاء فی خطبۃ النکاح) اس امر سے یہ حقیقت بھی مترشح ہوتی ہے کہ رسمِ نکاح کو ایک مذہبی تقدس بھی حاصل ہے اور نکاح کی تقریب جو کہ یقیناً ایک خوشی کا موقعہ ہوتا ہے یادِ الٰہی سے خالی نہیں رہنا چاہیے' دولہا دُلہن کو دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ رخصت کرنا تقریب کا ایک اہم حصہ ہے' یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آئندہ ازدواجی تعلقات میں انہیں اسلامی تعلیمات کی پوری پوری رعایت رکھنا ہوگی تا کہ وہ کبھی حیوانی سطح پر نہ اُتر آئیں' اس کا سدِ باب بھی ہونا چاہیے' انسانی اور حیوانی نسل کشی کے طریق پر ہر حال امتیاز برقرار رہنا چاہیے' اسلام جنس (Sex) سے لطف اندوز ہونے پر پابندی عائد نہیں کرتا لیکن وہ اس حیوانی جذبے کو بے لگام ہونے سے ضرور روک تھام کرتا ہے کیونکہ جب جنسی خواہشی حدِ اعتدال سے آگے بڑھتی ہے تو تباہی و بربادی کے سامان لاتی ہے' جس کے تلخ اثمار کا مزہ مغرب کی سیکولر تہذیب چکھ رہی ہے۔

جس طرح انسانی معاشرہ اپنی سہولت اور انسانیت کی بھلائی کیلئے خودساختہ پابندیوں (Self Imposed Restrictions) کو برداشت کرتا ہے' اسی طرح جنس جذبہ کا انضباط (Control and descepline of Sex) خود انسان کے اپنے مفاد میں ہے۔ لہٰذا اسلام نے اس کی حدود کا ایک دائرہ کھینچ دیا' فطرت کے مقاصد کی تکمیل اس مخصوص دائرۂ کار اور فضا کے اندر رہ کر ہی ہو سکتی ہے' مغربی دنیا جنس کے منحرف تصور کے تحت جس طرح جسمانی لذت کے سمندر میں غرق ہوگئی ہے' اسلام نے پہلے ہی اس کے صفر اثرات کا ادراک کر کے اسے حدِ اعتدال کے اندر رکھنے کا ایک پورا نظام العمل دے دیا جس میں نسلِ انسانی کی بقاء کو اوّلیت حاصل ہے' اس کے برعکس جدید دنیا جنس کے معاملہ میں کسی قید یا قدغن کی روادار نہیں فلسفۂ جنس کی بحث میں بچے کی پیدائش اب کوئی قابلِ ذکر صنعہ نہیں رہا'

ساری بحث کا مرکز و محور لذت کوشی ہونا ہے' یہ بھی دراصل عیسائی تعلیمات کے غیر متوازی ہونے کا ردِعمل ہے' جہاں مذہبی زندگی کیلئے جنسی خواہشات کا کچل دینا ہی کمال کی بلندی گردانا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تحریف شدہ ان تعلیمات پر عملدرآمد انسانی فطرت کے خلاف تھا' لہٰذا کلیسائی زندگی میں اس قدر خلاف ورزیاں ہوئیں کہ کلیسائی خلافِ فطرت جنسی بے اعتدالیوں کے مرکز بن گئے' مجبوراً اہلِ فکر و دانش نے اس پست اور گھناؤنی صورتِ حال کے خلاف آواز اُٹھائی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مذہب کے سارے بندھن ڈھیلے ہوتے چلے گئے اور مغربی دنیا ایک دوسری انتہاء پر جا پہنچی' جہاں جانوروں کی طرح برسرِ عام اور سرِ بازار جنسی اشتغال میں مشغول ہو جانا نہ صرف قابلِ شرم بات نہ رہی بلکہ سرمایۂ افتخار بن گئی' حد سے گزری ہوئی اس پستی کا نقشہ کھینچنے کیلئے خامہ انگشت بدنداں ہے کہ اسے کیا لکھے۔

چونکہ مانع حمل ادویات کے استعمال نے بچے کی پیدائش کے خطرے کو ٹال دیا ہے' اس لیے آزاد شہوت رانی کے نئے نئے طریقے آزمانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی جاتی اور بہر خلاف فطرت طریقے کو قانونی تحفظ مل جاتا ہے' لیکن اس حیوانی داعیے کی تسکین کیلئے لذت کوشی کا کوئی سامان عدمِ گنجائش کے نکتے تک نہیں پہنچ سکا' لہٰذا مغرب کا انسان نما حیوان ہر وقت ''ھل من مزید'' کا نعرۂ مستانہ بلند کرتا رہتا ہے۔

احادیث میں افزائشِ نسل کی تاکید

اسلامی اور مغربی طرزِ فکر میں اس اعتبار سے جوہری فرق پایا جاتا ہے کہ مغربی دانشور آبادی کو کنٹرول کرنے کے حق میں ہیں' خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام' مانع حمل ادویات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ہزارہا نفسیاتی' اخلاقی اور طبعی مسائل اسی غلط طرزِ فکر کے شاخسانے ہیں' جبکہ اللہ کے نبی نے واضح طور پر آبادی میں اضافہ کرنے سے متعلق ارشادات فرمائے' اس حوالے سے آپ نے صرف تلقین کر

دینے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ خود متعدد نکاح فرمائے اور اللہ کو جو منظور تھا اولاد بھی ہوئی، تعدادِ ازواج بھی ایک معرکۃ الآراء مسئلہ بنا دیا گیا ہے' اس پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے' سرِ دست اس حوالے سے احادیث کا مطالعہ کریں:

انکحوا فانی مکاثر بکم ۔

نکاح کیا کرو بے شک میں تمہاری کثرتِ تعداد پر (فخر کا) اظہار کروں گا۔

(ابن ماجہ)

خیر النسائکم الولود الودود ۔ (کنز العمال)

تمہاری عورتوں میں سب سے زیادہ بچے جننے والی اور زیادہ محبت کرنے والی بہترین ہیں۔

تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم یوم القیامۃ ۔

زیادہ چاہنے والی اور زیادہ بچے دینے والی عورتوں سے شادی کیا کرو کیونکہ روزِ قیامت میں تمہاری کثرتِ تعداد کا مظاہرہ کروں گا۔

مندرجہ بالا ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں شادی بیاہ کے متعلق درج ذیل حقائق کا علم ہوتا ہے:

(1) نکاح کی زبردست ترغیب ملتی ہے اور اسلامی معاشرہ میں بے نکاح رہنا معیوب عمل سمجھا جائے گا' نکاح کے قابل ہر شخص کو اوّلین فرصت میں نکاح کر لینا چاہیے۔

(2) نکاح کا بنیادی مقصد افزائش اور بقائے نسل ہے۔

(3) صرف نسلِ انسانی کو جاری رکھنا مقصود نہیں بلکہ کثرت پر زور دیا گیا ہے۔

(4) معاشی مسائل کا بہانہ بنا کر نکاح کرنے میں تاخیر غیر پسندیدہ فعل ہے۔

(5) ایسی عورت کو ترجیح دی جائے جس سے زیادہ اولاد ہونے کی توقع ہو' یہ بات

قرائن سے معلوم ہو جاتی ہے کہ جس خاندان کی عورتوں کو بچے زیادہ ہوتے ہوں یا مطلقہ اور بیوہ عورتوں کے بارے میں تو سب کو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بارآور ہونے کی کتنی صلاحیت ہے۔

(6) حدیث نمبر 3 کے راوی حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت کا ذکر کیا کہ حسن و جمال اور خاندانی وجاہت کی مالک ہے' لیکن اسے اولاد نہیں ہوتی' کیا میں اس سے نکاح کرلوں' آپ نے اجازت نہ دی' موقعہ پا کر ایک دن پھر گزارش کی لیکن آپ نے پھر انکار فرمایا' فرماتے ہیں: جب میں تیسری بار اجازت کا خواہاں ہوا تو آپ نے مذکورہ ارشاد فرمایا کہ جس سے زیادہ اولاد کی توقع ہو اس سے شادی کرو۔

معلوم ہوا کہ کثرتِ اولاد ایسا وصف ہے جس کے سامنے حسن و جمال اور خاندانی وجاہت کی بیوی کے انتخاب کے حوالے سے سیرت و کردار کی اہمیت پر بھی روشنی پڑتی ہے لیکن اس سے زیرِ بحث نفس مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور دونوں قسم کے ارشادات میں کوئی تضاد نہیں۔

(7) اس سے ہمیں مرد وزن کے ازدواجی تعلق کے مادی اور جنسی پہلو کے علاوہ روحانی پہلو کا اندازہ بھی ہوتا ہے' محض کثرت نہیں بلکہ نکاح کے ذریعے جائز جنسی تعلق کے نتیجے میں ہونے والا اضافہ مطلوب ہے۔

(8) بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے نکاح کی ترغیب بھی ملتی ہے کیونکہ ان کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ اولاد پیدا کرنے کی کتنی صلاحیت ہے' حضرت عمر فاروق اس بارے میں فرماتے ہیں:

ما اتزوج الا لاجل الولد۔

تمیں جو شادی بھی کرتا ہوں تو ایسا اولاد کی خواہش کے تحت کرتا ہوں۔

میری اسلامی بہنو! یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کثرت کے ساتھ شادیاں کرتے اور کثیر الاولاد ہوئے۔

جہیز اور آج کا ماحول

میری اسلامی بہنو! آج کے ماحول اور حالات و واقعات کا جائزہ لینے کے بعد بڑے ہی قلق اور افسوس سے دوچار ہونا پڑتا ہے' روز بروز جہیز کا مطالبہ عام ہوتا جا رہا ہے اور جو عورت کم جہیز لے جائے اس کو کوسنے سے لے کر ستانے' طلاق دینے' یہاں تک کہ جلانے اور مار ڈالنے تک کے واقعات سننے میں آتے ہیں۔ صد افسوس! ایک پاکیزہ رشتہ ہے' ربِ کائنات نے پاکیزہ اور عظیم مقاصد کیلئے جاری کیا جو عہدِ رسالت' عہدِ صحابہ اور عہدِ اسلاف میں بڑے پاکیزہ اور سادہ طریقہ سے عمل میں آتا رہا' آج کے بے غیرت خاندانوں اور نوجوانوں نے اسے نفع جوئی اور زر طلبی کا ایک کاروبار سمجھ لیا ہے' اب سوال یہ ہے کہ اس صورتِ حال کا علاج کیا ہے؟ اور اس سلسلہ میں عوام و خواص کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

جہیز کی حرص کیوں؟

ہمیں اس سلسلے میں پہلے یہ غور کرنا ہوگا کہ جہیز کی کمی کی وجہ سے عورتوں کو ستانے والے جوانوں اور خاندانوں میں یہ حریصانہ طبیعت اور ظالمانہ جرأت کیسے پیدا ہوئی اور اس کے اسباب وعوامل کیا ہیں؟

جواباً مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حریصانہ طبیعت حبِ دنیا کی پیداوار ہے اور ظالمانہ جرأت دین سے دوری کا نتیجہ ہے بلکہ جارحانہ حد تک جب دنیا بھی دین سے دوری اور اس کے اصول و مقصد سے بے تعلقی ہی کا شاخسانہ ہے' اس لیے کہ جو یہ جانتا ہو کہ دینِ اسلام اور ہر معتدل قانون اس کی اجازت دے سکتا ہے کہ آدمی اپنی

کوشش ومحنت سے جتنا چاہے مال کمائے' مگر دوسرے کے مال کی طمع اور اسے اپنا مال بنانے کی حرص یقیناً مذموم اور گھٹیا طبیعت ہی کی پیداوار ہے' جو آدمی ایسی طبیعت سے پاک ہو وہ کبھی بھی بیوی کے مال ودولت کا حریص نہیں ہوسکتا۔

جہیز کا مالک کون؟

اسلامی نقطۂ نظر سے تو جہیز کا سارا سامان جو بیوی' شوہر کے گھر لائے تمام تر بیوی ہی کی ملکیت ہے' اس پر زکوٰۃ فرض ہو تو اس کی ادائیگی بیوی ہی کی ذمہ داری ہے اور اس کا استعمال کوئی دوسرا اگر کرنا بھی چاہے تو یہ بھی بیوی کی رضامندی اور اجازت ہی پر منحصر ہے' لیکن اس کے برخلاف جن خاندانوں اور جوانوں میں بدعقیدہ جڑ پکڑ چکا ہو کہ دُلہن کا سارا مال ہماری ملکیت ہے اور ہم اسے جیسے چاہیں استعمال کریں' ان لوگوں کی دین اور اس کے مسائل ومقاصد سے دوری بالکل روشن وعیاں ہے۔

بیوی کا خرچ شوہر پر!

پھر سنتِ رسول اور احکامِ اسلام کی رُو سے نکاح کے بعد مہر اور نان ونفقہ اور سکونت کے سارے معاملات ومصارف شوہر کے سر عائد ہوتے ہیں' بیوی کے اوپر قطعاً یہ کوئی واجب یا فرض یا سنت نہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ مال ودولت شوہر اور اس کے خاندان والوں کے حصہ میں لائے اور وہ بھی اپنی کمائی سے نہیں' اپنے ماں باپ اور اپنے خاندان واقارب کی محنت اور پسینہ کی گاڑھی کمائی سے لڑکی والدین پر بھی صرف یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ مناسب لڑکے سے اس کا عقد کریں' یہ ان کی ذمہ داری ہرگز نہیں کہ اس لڑکے کو مال ودولت سے بھی سرفراز کریں یا اپنی لڑکی کو ہی زیادہ سے زیادہ سامان سے نوازیں' بلکہ عقد نکاح تو وہ عمل ہے جس کی وجہ سے لڑکی کے ذاتی مصارف کی بھی ذمہ داری شوہر کر سر منتقل ہوجاتی ہے لیکن یہ عجب حرص وہوس ہے کہ آج کا نوجوان اور اس کا خاندان' نکاح کے ذریعے اپنی ضروریات اور اپنے مصارف کی ذمہ

داری بھی نادار و ناتواں لڑکی کے سر ڈالنا چاہتے ہیں' اس ظلم و ستم اور جذبات و خیالات کے اندھے پن سے خدا کی پناہ!

قلت جہیز کی وجہ سے عورت پر ظلم

میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ جہیز کی کمی سے جو خاندان اور نوجوان شاکی ہوتے ہیں اور اپنی بے جا توقعات پر پانی پھرتا دیکھ کر اس قدر غیظ و غضب میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ظلم و ستم اور ننگی جارحیت پر اُتر آتے ہیں وہ یا تو دین و شریعت کے مزاج و نہاد اور اصول و قوانین ہی سے نابلد ہوتے ہیں یا جانتے ہوئے بھی وہ احکامِ ربانی کی خلاف ورزی کے عادی ہوتے ہیں' ان کی روزمرہ کی زندگی میں بھی دین و شریعت سے انحراف نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

میری اسلامی بہنو! خصوصاً جہیز یا کسی بھی دنیاوی رنجش کی وجہ سے قتل مسلم تو ایسا ظالمانہ عمل ہے کہ اس کا مرتکب وہی شخص ہو سکتا ہے جس کی دینی روح موت کے قریب پہنچ چکی ہو' اس سے متعلق قرآنِ کریم نے صاف طور پر بتایا ہے کہ جو کسی بھی ایماندار کو قصداً قتل کرے' اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں اسے ہمیشہ رہنا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو خوفِ آخرت سے خالی اور ربِ قہار کی ناراضگی اور اس کے انتقام سے بے پروا ہو' وہی اس طرح کی ظالمانہ جسارت کر سکتا ہے۔

یہ ایک رخ ہوا' جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہیز طلبی کی حریصانہ طبیعت اور نہ ملنے پر ظالمانہ جسارت کیسے پیدا ہوتی ہے؟ لیکن ایک رخ اور ہے جس سے یہ معلوم ہوگا کہ زیادہ جہیز لینے دینے کا عمل کیوں پروان چڑھ رہا ہے اور اس سلسلہ میں کوئی آہ و فغاں اور شور و فریاد کارگر کیوں نہیں ہوتی؟

جہیز اور نام و نمود

اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ جو اہلِ ثروت ہیں وہ اپنی دولت کے نام و نمود کی

خاطر یا لڑکی اور داماد سے بے پناہ محبت کی نمائش کی خاطر بذاتِ خود اور بلا مطالبہ اتنا جہیز دے ڈالتے ہیں کہ متوسط طبقہ کی ساری دولت و جائیداد کی مالیت لگائی جائے تو اس کے برابر نہ ہو' ان حضرات کا یہ عمل دیکھ کر دوسرے بھی زیادہ سے زیادہ جہیز دینے کی فکر کرتے اور اسی کو عزت و عظمت خیال کرتے ہیں اور نہ دینے میں اپنی بے عزتی و حقارت محسوس کرتے ہیں۔ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ بہت سے دیندار اور خلوص کار لڑکوں اور خاندانوں نے زیادہ جہیز سے منع کیا پھر بھی لڑکی والوں نے اپنی بساط سے زیادہ ہی دے ڈالا' زیادہ دینے کا رواج دولت مند اور متوسط قسم کے اچھے خاصے دیندار اور پابند شرع لوگوں میں بھی کثرت سے پایا جاتا ہے' اب اگر کوئی شخص بظاہر خوش حال نظر آتا ہو لیکن حقیقت میں پریشان حال اور تنگدست ہو تو اس کے لیے اتنا جہیز نہ دے سکے جو معاشرہ میں اس کے برابر اور ہم پلہ شمار کیے جانے والوں نے دیا ہے تو اسے بخیل شمار کیا جاتا ہے اور لڑکی داماد سے عدم محبت پر محمول کیا جاتا ہے' جس کے نتیجہ میں لڑکی کو بہت سی اذیتوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب جہیز معزز گھرانوں کا علامتی نشان بن چکا ہو اور فخر کے ساتھ اسے عملاً رواج مل رہا ہو تو اس ماحول میں اگر یہ تحریک چلائی جائے کہ جہیز مانگنا بند کرو تو یہ کہاں تک کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ پانے والے کہاں تک صبر کر سکتے ہیں' خصوصاً جب کہ وہ دینی فکر و مزاج اور شرعی کردار و عمل سے بھی عاری ہوں' دولت مندوں کیلئے حسبِ حیثیت لاکھ دو لاکھ اور اس سے زیادہ کا جہیز دے دینا کوئی مسئلہ نہیں اور نہیں کے کردار سے یہ رسم بڑھتی اور پھیلتی ہے' ان کے دامادوں کو دیکھ کر ہر نوجوان آرزو مند ہوتا ہے کہ مجھے بھی ایسی لڑکی ملے جو اپنے ساتھ اسی طرح وافر جہیز لائے اور جس کی یہ آرزو پوری نہیں ہوتی وہ اس حد تک بددل ہوتا ہے کہ لڑکی پر طعن و تشنیع سے لے کر ضرب و قتل تک پہنچ جاتا ہے۔

آخر علاج کیا ہے؟

میری بہنو! ان حالات واسباب کا جائزہ لینے کے بعد ان کے ازالہ وعلاج پر غور کیجئے تو درج ذیل صورتوں کے بغیر اس لعنت کا ازالہ اور ظالمانہ و جارحانہ واقعات کا انسداد ناممکن ہے:

(1) معاشرہ میں دینی اسلامی روح پیدا کی جائے' اسلامی احکام کی اہمیت و عظمت دلوں میں اُتاری جائے' آخرت کا خوف پیدا کیا جائے' متاعِ دنیا کی حرص اور ثوابِ آخرت سے بے پروائی دور کی جائے' اس بات کو دل و دماغ میں راسخ کیا جائے کہ مؤمن کی سرخروئی اور کامیابی اسی میں ہے کہ خدا کی قائم کی ہوئی حدود کے اندر رہ کر جائز و بہتر طور پر اپنی دنیا بھی خوشحال بنائے اور آخرت بھی سنوائے' ناانصافی اور ظلم وستم سے بہر حال پرہیز کرے' ورنہ اس کا انجام بڑا ہی بھیانک اور خطرناک ہے' منتقم حقیقی کی سزا سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔

(2) یہ ذہن نشین کرایا جائے کہ نکاح ایک پاکیزہ رشتہ ہے جو انسان کو انسان کی حفاظت و بقاء اور انسان کے فطری جذبات کی مناسب تجدید کیلئے وضع ہوا ہے' اس رشتہ کے بعد دو خاندانوں میں قرابت ومحبت اور اتحاد و یگانگت بھی برپا ہوتی ہے اور مرد و زن پر بہت سی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں لیکن مصارف و اخراجات کی ساری ذمہ داری شریعت نے مرد کے سر رکھی ہے اور عورت قطعاً اس کی پابند نہیں کہ شوہر کو اپنی یا اپنے ماں باپ کی دولت سے نفع اندوز کرے۔

(3) دلوں میں مردانہ غیرت وحمیت پیدا کی جائے اور بتایا جائے کہ مرد کی عزت اور وقار کا تقاضا یہی ہے کہ مرد خود اپنی کمائی' اپنی محنت اور اپنی دولت پر بھروسہ کرے' بیوی یا اس کے ماں باپ اور اہلِ خاندان کی کمائی اور دولت پر حریصانہ نظر رکھنا گھٹیا طبیعت پر غماز ہے جس سے ہر شریف اور باغیرت فرد اور خاندان کو بہت

دور ہونا چاہیے۔

(4) یہ باتیں لوگوں تک پہنچانے کیلئے پمفلٹ تقسیم کیے جائیں، جلسے منعقد کیے جائیں، نجی مجلسوں اور ہوٹلوں میں بھی ان خیالات کو عام کیا جائے اور کمیٹیوں کے ذریعہ ان احکام وافکار کو گھر گھر پہنچادیا جائے۔

(5) عملی طور پر شادی بیاہ کے مواقع پر خصوصاً دولت مندوں کو سمجھایا جائے کہ خدا نے آپ کو دولت دی ہے، آپ اپنی بیٹی داماد کو جو چاہیں دے سکتے ہیں لیکن اس کا بھی خیال کریں کہ اس سے غریبوں کی دل شکنی نہ ہو، آپ کو معلوم ہے کہ غریب خاندانوں کی لڑکیاں اس رسمِ جہیز کی وجہ سے بیٹھی رہ جاتی ہیں اور ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا، جس کا نتیجہ معاشرہ میں آوارگی اور بے حیائی کی صورت میں بھی نمودار ہوسکتا ہے، آپ کو دینا ہی ہے تو بعد میں کبھی خفیہ طور پر دے لیں لیکن خدارا اپنے جہیز اور دولت کی نمائش کر کے تنگدست لڑکیوں کی زندگی اجیرن نہ بنائیں۔

ایسی انجمنیں بنائی جائیں جو سماج کے سربرآوردہ ذی ثروت، دردمند، صاحبِ کردار اور مخلص افراد پر مشتمل ہوں، یہ حضرات جہیز میں دیئے جانے والے سامانوں کی مناسب حد بندی کریں اور سب سے پہلے خود اس پر کاربند ہوں، پھر دوسروں کو اس کا پابند بنائیں۔

(6) نوجوانوں کو بہر حال یہ یقین دلایا جائے کہ دولت خدا کا ایک عطیہ اور اس کا خاص فضل وانعام ہے جو ہر شخص کے حصے میں آنا ضروری نہیں، تم اگر اپنی محنت اور اپنے خاندان کی کمائی سے دولت کے مالک بن سکے تو یہ دولت تمہارے لیے راحت وعزت کا باعث ہوسکتی ہے، لیکن ظلم وستم کے طریقوں اور ناجائز راستوں کو اپنا کر بھیک کی طرح جہیز مانگ کر مال واسباب جمع کرنا کوئی شریفانہ طریقہ

نہیں، تمہاری عظمت اور تمہارا وقار اسی میں ہے کہ تم کسی دکھی اور غریب و پریشان حال کیلئے ایک باعزت زندگی کا سہارا بنو اور اسے اپنی زوجیت میں لاکر اس کا دکھ درد، رنج والم دور کرو، نہ یہ کہ وہ خود اپنے جہیز سے تمہاری محتاجی وغربت کا علاج کرے، جہیز اگر بہت ہو تو بھی پوری زندگی اور اس کے اخراجات و ضروریات کا ساتھ نہیں دے سکتا، بہرحال ایک وقت تمہیں اپنی اور اپنی نسل کی کفالت کیلئے خود محنت کرنی ہوگی، تو کیوں نہ آج ہی تم سسرال کی بجائے اپنے بازو کی قوت اور اپنے مولیٰ کی عنایت پر بھروسہ کرلو، قناعت ہی اصل مالداری ہے، آدمی کو جو مل جائے اور اس کی محنت سے جو برآمد ہو، اگر اس پر اس نے قناعت نہ کی تو مزید پر مزید کی حرص ہمیشہ اسے دل کے اعتبار سے فقیر ومحتاج ہی رکھے گی، خدا تمہیں غنائے قلب سے نوازے اور طمع دنیا سے بچائے!

مذکورہ بالا تجاویز کا حاصل یہ ہے کہ فکر ومزاج میں تبدیلی لائی جائے، تصورات و خیالات، معاملات و عادات کو اسلامی و ایمانی رنگ میں ڈھالا جائے اور دولت مند طبقہ نادار وکمزور طبقہ کے دکھ درد اور اس کے مصائب ومشکلات کا سچے دل سے احساس کرے، جبھی جہیز میں افراط وغلو کی لعنت اور اس سے پیدا ہونے والے مفاسد کا سد باب ہوسکتا ہے اور ان دونوں باتوں کو بروئے کار لانے کیلئے شہر شہر، گاؤں گاؤں، محلہ محلہ ایسی تنظیموں کا وجود ضروری ہے جو سماج مؤثر اور مخلص و دردمند افراد پر مشتمل ہونے کے ساتھ سرگرم عمل بھی ہوں، اگر یہ تنظیمیں قائم ہوکر دلچسپی، سرگرمی اور اخلاص و دل سوزی کے ساتھ بُرائیوں کے خلاف برسرپیکار ہیں تو ان کے ذریعہ دوسرے بھی بہت سے اصلاحی وفلاحی کام انجام پاسکتے ہیں۔

واللہ الھادی الٰی سواء السبیل ۔

بڑی شے ہے نسبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

نسبت کی اثر انگیزیاں

میری اسلامی بہنو! نسبت ایک عظیم شے ہے، نسبت ادنیٰ کو اعلیٰ، ارذل کو افضل، کمتر کو بہتر اور بہتر کو بہترین بنا دیتی ہے، اس کی وجہ سے عام، خاص اور خاص اخص ہو جاتے ہیں، نسبت ہی سے مقہور محبوب، مردود مطلوب، رذیل عزیز، پست بلند اور بلند تر ہو جاتے ہیں، نسبت اچھی بھی ہوتی ہے اور بُری بھی، اچھی نسبت باعثِ محبت و جنت ہے، بُری نسبت باعثِ نفرت و جہنم ہے، اس لیے کوشش کریں کہ اچھی نسبت ہی حاصل ہو۔

نسبت کی کرم نوازیاں

پانی ہر جگہ دستیاب ہے لیکن یہ اچھی نسبت کا کمال ہے کہ جس پانی کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے نسبت ہے، اس کی وجہ سے وہ اتنا محترم بن گیا کہ ہر آنے والا اس سے اپنی پیاس بجھا رہا ہے، ہر کوئی اسے لیے جا رہا ہے، آبِ زمزم کی تلاش میں حضرت اسماعیل علیہ الاسلام کی نسبت کو تلاش کیا جا رہا ہے، صفا اور مروہ بھی

دیگر پہاڑیوں کی طرح دو پہاڑیاں ہی تو تھیں لیکن حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ان کے درمیان دوڑیں تو ان کے مبارک پاؤں کی برکت سے ان کو یہ بلند مقام ملا کہ بیت اللہ کا طواف کرنے والے پر ان کے درمیان دوڑنا بھی ضروری قرار پایا۔

(البقرہ:۱۵۸)

اور اسی نسبت کی وجہ سے ان پہاڑیوں کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں قرار دیا گیا۔

(البقرہ:۱۵۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام ین جس پتھر پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر فرمائی، آپ کے پائے مبارک کی نسبت وہ پتھر اس قدر معظم ہو گیا کہ اس کو بیت اللہ کے سامنے نصب کیا گیا اور حکم فرمایا:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ۔(البقرہ:۱۲۵)

بنالو ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز!

اللہ اکبر! پاکیزہ لوگوں کی نسبت نے پتھر کو کتنا بلند کر دیا! معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کے جہاں قدم لگ جائیں وہ جگہیں مقدس و متبرک ہو جاتی ہیں۔

بوجہ نسبت دس جانور جنت میں

اللہ اللہ! نسبت کی جلوہ فرمائیوں، کرم نوازیوں اور سایہ گستریوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے، نسبت کے کمال نے یہ اثر بھی دکھایا کہ صرف خاصانِ خدا کی سنگت کی برکت سے دس جانور جنت میں چلے جائیں گے، سنئے سنئے! مفسر قرآن حضرت علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ، حضرت امام مقاتل رضی اللہ عنہ کے بقول کیا نقل فرما رہے ہیں کہ دس جانور جنت میں جائیں گے:

(1) حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی

(2) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا

(3) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ

(4) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے

(5) حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی

(6) حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا

(7) حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی

(8) حضرت ملکہ بلقیس سلام اللہ علیہا کا ہُد ہُد

(9) حضرات اصحابِ کہف کا کتا اور

(10) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی۔

ان تمام جانوروں کو مینڈھے کی شکل دے کر جنت میں داخل کیا جائے۔

(تفسیر روح المعانی، تفسیر فتح القدیر)

سبحان اللہ! عالی نسبت نے ان جانوروں کو پستی سے کتنی بلندی پر پہنچا دیا؟ جب جانوروں پر نیکوں کی نسبت و محبت نے یہ رنگ چڑھا دیا ہے تو پھر انسانوں اور مسلمانوں کو ان کی نسبت سے کتنی عزت و عظمت ملے گی، یہ اپنے دل سے پوچھیں!

نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

میری اسلامی بہنو! اوپر دیگر محبوبانِ خدا کی نسبت کا ذکر ہوا، اب اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں! جو تمام محبوبوں کا محبوب ہے، جو سب سے زیادہ مقرب اور جس کی رضا خود خدا لم یزل کو بھی مطلوب و محبوب ہے، یعنی جانِ دو عالم باعثِ تخلیقِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نسبت کی ذرہ نوازیاں بھی دیکھتے جائیں کہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں پوری سورۃ لہب "تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ" نازل ہوئی، لیکن اس نے ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مچھ کر خوشی مناتے ہوئے اپنی لونڈی آزاد کی تو اسی نسبت سے ہر پیر شریف کو اس کے

عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔

(زرقانی اوّل ص ۱۳۸، بخاری شریف دوم ص ۷۶۴، الحاوی للفتاوی دوم ص ۲۰۸، سیرتِ حلبیہ اوّل ص ۸۴)

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم علیہ السلام کا وہ خون مبارک جو جنگِ اُحد میں لگنے والے زخموں سے بہا، اس کو چوسا اور نگل گئے، اسی مبارک خون کی نسبت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

(زرقانی چہارم ص ۲۲۹۔۲۳۰، نسیم الریاض اوّل ص ۳۵۹)

ایک مرتبہ رحمت دو عالم حضرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے تولیے کے ساتھ اپنے مبارک ہاتھ صاف کیے، وہ رومال جب میلا ہوتا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اسے تنور میں ڈالتے، اس کی میل کچیل ختم ہو جاتی لیکن صرف محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکت سے اس کا ایک تار بھی نہ جلتا۔ (خصائص کبریٰ دوم ص ۸۰)

سبحان اللہ! جو چیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے لگی، وہ آگ سے بَری ہوگئی، آگ اسے نہ چھو سکی، بلکہ آگ نے مزید اس میں نکھار اور سنگھار پیدا کر دیا۔ اللہ اللہ! کہاں تک عرض کیا جائے؟ یہ تو محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ کا کمال تھا، اب دیکھیں! جس چیز کو محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں سے نسبت ہو جائے، بارگاہِ خداوندی میں اسے کیا مقام ملتا ہے؟ شہر مکہ کی قسم! اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں کہ شہر مکہ گوناگوں خوبیوں سے متصف ہے، اس میں خانہ کعبہ بھی ہے اور صفا و مروہ بھی، آبِ زمزم کا کنواں بھی ہے اور عرفات و مزدلفہ کے میدان بھی، چومنے کیلئے حجر اسود بھی ہے اور جھومنے کیلئے جبلِ رحمت بھی، مقامِ ابراہیم بھی ہے اور مذبح اسماعیل بھی اللہ تعالیٰ نے اتنی عظمتوں اور برکتوں والے شہر کی قسم

ارشاد فرمائی ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۔

قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔

لیکن یہ قسم کس لیے ارشاد فرمائی؟ مندرجہ بالا نشانیوں اور خوبیوں کی وجہ سے نہیں، مذکورہ بالا تمام متبرک مقامات ونشانات یقیناً بڑی عظمت وشان کے حامل ہیں لیکن خدا تعالیٰ شہر مکہ کی قسم ان نسبتوں کے پیشِ نظر نہیں اُٹھاتا، آخر کیا وجہ ہے شہر مکہ کی قسم اٹھانے کی؟ اس کی وجہ بیان فرماتے ہوئے خدا تعالیٰ نے خود ہی اعلان فرمایا:

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۔

دراں حالیکہ آپ بستے ہیں اس شہر میں۔

دیکھ رہے ہیں آپ! مکہ مکرمہ کے سارے اعزازات ومشرفات بجا ہیں، لیکن قسم صرف مدنی محبوب علیہ السلام کے مبارک قدموں کی وجہ سے ارشاد فرمائی گئی ہے۔

اللہ اکبر! جہاں سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم لگیں، خدا تعالیٰ ان مقامات کی قسمیں اُٹھاتا ہے، قسم بڑی ہی پیاری اور معزز چیز کی اٹھائی جاتی ہے، معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کو قدم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے لگنے والی ہر چیز بہت ہی پیاری اور محبوب ہے کہ خدا اس کی قسمیں اُٹھاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین

میری اسلامی بہنو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جس کسی کو حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے ادنیٰ سی نسبت ہوئی، وہ بزرگ وبرتر اور عزت واحترام کی آماجگاہ بن گیا اور وہ اس قدر بلند مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی قسمیں ارشاد فرما کر ان کی عزت وحرمت میں مزید چار چاند لگاتا ہے، جب مدنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک لگنے سے افراد واشیاء لائقِ صد احترام ہو جاتے ہیں تو پھر وہ

نفوسِ مبارکہ جن کی پشتوں اور رحموں میں آقائے کونین محبوبِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک منتقل ہوتا رہا ہے' ان پاکیزہ ہستیوں کے مقام ومرتبہ کا کیا کہنا؟ ان کی شرافت وطہارت' نجابت وکرامت اور عزت وحرمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

آپ کا سلسلۂ نسب

اللہ اللہ! نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کہنا' جن لوگوں نے آپ کے سلسلۂ نسب میں شامل ہونا تھا' ان تمام اشخاص وافراد کو کفر وشرک' بداخلاقی وبدکرداری جیسی تمام نازیبا حرکات سے محفوظ رکھا' حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والد گرامی حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا سے لے کر آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تک تمام آباء واجداد اور اُمہات و جدات ایمان واسلام' اخلاق وکردار اور عزت وحرمت جیسی پاکیزہ صفات سے متصف رہے اور کئی ان میں نبوت ورسالت' خلافت وامامت جیسے جلیل القدر عہدوں پر بھی جائز تھے۔ سبحان اللہ! یہ نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام واکرام کیا جارہا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی والدین کریمین کے علاوہ تمام آباء و اجداد' مؤمنین' مسلمان' شریف اور نفیس تھے' یہ ایسی حقیقت ہے جس پر آیاتِ مبارکہ کے علاوہ بے شمار احادیث گواہ ہیں' تمام کا احاطہ مشکل ہے' تاہم چند ایک دلائل پیشِ خدمت ہیں۔

آپ مؤمنین سے آئے' رب العالمین اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارتِ نسب کو بیان کرتے ہوئے فرمارہا ہے:

اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۔(الشعراء:۲۱۹۔۲۱۸)

(اللہ وہ ہے) جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کا ساجدین (سجدہ کرنے والوں) میں منتقل ہونا (بھی) ملاحظہ فرماتا

ہے۔

اس آیت مبارک کا منشاء و مطلب یہ ہے کہ اے محبوب ہمہ وقت خدا تعالیٰ آپ کو ملاحظہ فرماتا رہتا ہے اور اس وقت بھی قدرت کی نگاہیں آپ پر مرکوز تھیں، جب آپ کا نور سجدہ کرنے والے اور مؤمنین میں منتقل ہوتا تھا۔

سیّد المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی فرماتے ہیں کہ

ای تقلبك من اصلاب طاهرة من اب بعد اب الیٰ ان جعلك نبیا ۔(الحاوی للفتاوی دوم ص ۲۲۱)

یعنی تقلب سے مراد یہ ہے کہ (میں) آپ کے ایک باپ سے دوسرے باپ تک پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ پشتوں کی طرف منتقل ہونے اور آپ کے نبی بن جانے کو دیکھ رہا ہوں۔

اس کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے کہ اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی والدین حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما سے حضرت آدم و حضرت حواء سلام اللہ علیہما تک آپ کے تمام آباء واجداد مؤمن، مؤحد اور مسلمان تھے۔

(تفسیر خازن، تفسیر جمل، تفسیر صاوی، تفسیر کبیر، الحاوی للفتاوی، جواہر البحار، مدارج النبوۃ، تفسیر مدارک وغیرہ وغیرہ)

آپ کا نسب پاکیزہ ہے، دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ۔(التوبہ:۱۲۸)

یعنی اگر "اَنْفُس" کو "اَنْفَس" فاء پر زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس وقت معنی ہوگا کہ (یہ نبی) تم میں افضل اور پاکیزہ لوگوں میں سے آیا، یعنی جن لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہوتا آیا وہ تمام کے تمام افضل، معزز اور بلند مرتبہ تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے۔

(خصائص کبریٰ اول ص ۶۹' جواہر البحار چہارم ص ۱۵۷۸)

آپ کے آباء کی قسم

میری اسلامی بہنو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد اتنے عظیم المرتبت ہیں کہ نسبتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے خدا تعالیٰ ان کی قسمیں ارشاد فرماتا ہے' ملاحظہ ہو:

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۔(البلد:۳)

اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی۔

اس آیت مبارکہ میں والد اور اولاد کی قسم اُٹھائی گئی ہے' والد سے کیا مراد ہے اور اولاد سے کیا مراد ہے؟ مفسر عظیم حضرت قاضی ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

المراد بالوالد ادم و ابراهيم عليهما السلام او اى والد كان وما ولد محمد صلى الله عليه وآلهٖ وسلم ۔

(تفسیر مظہری دہم' ص ۲۶۴)

یعنی والد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء کرام ہیں اور اولاد سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔

اب کیا فرمائیں گے وہ حضرات جو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کافر اور جہنمی کہتے نہیں شرماتے! کیا خدا تعالیٰ معاذ اللہ! کافروں اور جہنمیوں کی قسمیں اُٹھا کر ان کی عزت افزائی فرمارہے ہیں؟ نہیں نہیں! آپ کے تمام آباء واجداد پاک' طیب' طاہر' مؤمنین' مؤحد' مسلمان اور جنتی ہیں' اسی لیے ان کی قسمیں اُٹھائیں' لوگوں کو ان کی عزت وشان سے آشنا کیا جارہا ہے' آگے

سمجھ اپنی اپنی ہوتی ہے۔

ارشاداتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد برگزیدہ وچنیدہ تھے' اس پر قرآن پاک کی آیاتِ بینات کے بعد محبوبِ دوعالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشاداتِ عالیہ پیشِ خدمت ہیں تا کہ تفہیم مسئلہ میں مزید نکھار پیدا ہو سکے اور دل اُجڑے ہوئے بیابانوں میں پھر سے بہار آ سکے۔

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اولادِ آدم میں (ہمیشہ) بہترین لوگوں اور بہترین خاندانوں میں سے بھیجا گیا ہوں' قرناً بعد قرن حتیٰ کہ اس موجودہ زمانے میں آیا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۱' بحوالہ بخاری شریف)

سبحان اللہ! کتنی وضاحت کے ساتھ فرما دیا کہ میں حضرت آدم و حضرت حواء سلام اللہ علیہما سے لے کر حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک ہمیشہ نیک زمانوں اور اچھے خاندانوں سے آیا ہوں۔

(2) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے (قبیلہ) کنانہ کو چنا' کنانہ سے قریش کو پسند کیا' قریش سے بنو ہاشم کا انتخاب کیا اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب کیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۱' بحوالہ مسلم شریف)

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد اور خاندان و قبیلے خدا تعالیٰ کے پسندیدہ و منتخب فرمودہ ہیں' جنہیں خدا تعالیٰ چن لے ان کی عظمت کو کون سمجھے' اب آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں' آیا خدا تعالیٰ کافروں کو چنتا ہے یا مؤمنوں کو؟

کافروں پر تو وہ لعنت کے ڈونگرے برساتا ہے اور مؤمنوں پر رحمت کے انوار برساتا ہے' اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مؤمن نہیں ہیں تو پھر انہیں چننے کا کیا مطلب؟ ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے انہیں چنا ہے تو وہ یقیناً مؤمن تھے' کافرو مشرک قطعاً نہ تھے۔

(3) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: میں کون ہوں؟ تو انہوں نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' آپ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں' اللہ تعالیٰ نے مخلوق بنائی تو مجھے بہترین مخلوق میں بنایا' پھر اس کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا' پھر مخلوق کے قبیلے بنائے تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا' پھر ان قبائل کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین گھرانے میں رکھا۔

فانا خیرھم نفسًا وخیرھم بیتًا ۔

سو میں لوگوں میں ذات کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں' خاندان اور گھرانے کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔

اللہ اکبر! کتنا ناز و فخر فرما رہے ہیں مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک نسب پر! اب آپ ہی غور فرمائیں! اگر آپ کے والد حضرت عبداللہ اور دادا حضرت عبدالمطلب معاذ اللہ کافر و مشرک ہوتے تو آپ کو اپنے محمد بن عبداللہ بن عبدلمطلب ہونے پر قطعاً فخر نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن جب خود ہی آگے فرما دیا کہ میرا اعلیٰ خاندان اور بہترین گھرانے سے تعلق ہے تو اس پر فخر فرمانا بالکل بجا ہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ اور دادا پر اتنا فخر فرمالیا ہے تو کسی کلمہ پڑھنے والے کو آپ کے مبارک نسبت پر نہ تو کسی قسم کا شک ہونا چاہیے اور نہ ہی اس پر انگشت نمائی کرنا

چاہیے۔

(4) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین شریفین تک میں ہمیشہ نکاح کے ذریعہ آیا ہوں، سفاح (زنا) کے راستے سے نہیں آیا۔

فانا خیرکم نفسًا وخیرکم ابًا ۔

تو میں تم سے ذات کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور والدین کے اعتبار سے بھی اچھا ہوں۔ (دلائل النبوۃ بحوالہ الحاوی دوم، ص ۲۱۱)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد نکاح کے طریقے پر گامزن تھے، تو ظاہر ہے وہ مؤمن تھے کیونکہ کافروں کے ہاں زنا کا طریقہ ہے، نکاح کا تصور بھی نہیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام کی گواہی

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جبریل میرے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا ہے لیکن مجھے کوئی شخص حضور سے افضل دکھائی نہیں دیا اور نہ ہی کوئی خاندان بنو ہاشم سے اچھا دکھائی دیا۔ (دلائل النبوۃ، طبرانی اوسط، بحوالہ الحاوی دوم ص ۲۱۲)

لمحۂ فکریہ

میری اسلامی بہنو! ان ارشاداتِ عالیہ اور فرامینِ مقدسہ کے علاوہ بے شمار ایسی آیات وروایات موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد، اُمہات وجدات قطعاً مؤمن اور مسلمان تھے، ان میں کفر وشرک کی آلودگی کا نام ونشان تک نہ تھا، ان دلائلِ واضحہ کے ہوتے ہوئے اب بھی اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے جنتی اور مسلمان ہونے میں شک کرتا ہے تو وہ

اپنے ایمان کی خبر لے' کس منہ سے وہ کلمہ پڑھتا ہے؟ کس زبان سے حضور علیہ السلام کے اُمتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ آج اگر کسی کے والدین (خواہ وہ کتنے ہی بُرے ہوں) کے متعلق زبان کھولی جائے' انہیں گالی دی جائے تو معاملہ کشت و خون تک پہنچ جاتا ہے' کتنی دیدہ دلیرہ اور دیدہ دہنی ہے' ان لوگوں کی جو ایمان تقسیم کرنے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اکفر' مشرک اور جہنمی کہتے ہیں۔

اہلِ گلشن کے لیے بھی ہے بابِ گلشن بنو
اس قدر کم ظرف باغبان دیکھا نہیں کوئی

خدارا! ہوش کے ناخن لو! اب بھی سنبھل جاؤ! روزِ قیامت کس منہ سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے! مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا تو پھر تمہارے پاس جوابِ جرم کیا ہوگا؟ آخرت کی رسوائی تو روزِ قیامت اُٹھانا ہی پڑے گی' تمہارے لیے دنیا میں جو سزا مقرر کی گئی ہے' اس نگاہِ عبرت خیز سے پڑھو!

پڑھتے جاؤ گنتے جاؤ!

حضرت قاضی ابوبکر بن عربی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا: حضور علیہ السلام کے والدین کو دوزخی کہنے والے آدمی کے متعلق کیا خیال ہے؟ فرمایا: وہ شخص لعنتی ہے۔

(الحاوی للفتاویٰ دوم' ص ۲۳۱)

مفسر قرآن حضرت علامہ آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر کہے' اس کے خود کافر ہونے کا اندیشہ ہے۔ (روح المعانی دوم' ص ۴۴۲)

امام ابن قدامہ فرماتے ہیں: جو آدمی حضور علیہ السلام کی والدہ محترمہ پر کفر و شرک کی تہمت لگائے اس کو قتل کر دیا جائے گا' خواہ مسلمان ہو یا کافر۔

(الحاوی للفتاویٰ' دوم ص ۲۳۳)

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے کاتب نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کو (معاذ اللہ) کافر کہا تو آپ سخت غضب ناک ہوئے اور اسے عہدے سے معطل کر دیا۔

مخالفین کی تائید

یہ تو اکابر مفسرین ومحدثین کے بیانات تھے' اس حقیقت کو غیر مقلد وہابی حضرات کے نواب صدیق حسن اور ابراہیم میر سیالکوٹی نے بھی جانا ہے' نواب صدیق نے لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو زندہ کیا' یہاں تک کہ وہ ایمان لائے۔

(الشمامۃ العنبریہ ص ۱۷)

اور میر ابراہیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے متعلق علیحدہ علیحدہ عنوانات کے ساتھ ان کے ایمان اور پرہیزگاری کا ذکر کیا ہے۔ (سیرت المصطفیٰ حصہ اوّل)

اور لکھا ہے کہ اس عقیدہ کے خلاف نظریہ رکھنے والے گستاخ پیرو ہیں اور علماء و متقدمین ومتاخرین کو کوسنے میں خوب مشاق ہیں۔ (سیرت المصطفیٰ' اوّل ص ۱۰۵)

میری اسلامی بہنو! ملاحظہ فرمایا آپ نے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے خلاف نظریہ کو ہر کوئی خطرناک قرار دے رہا ہے' والدین کریمین کی محبت اپنے سینوں میں سمایئے! اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کیجئے! اس میں ہماری نجات ہے۔

بڑی شے ہے نسبتِ مصطفیٰ ہے وسیلہ اپنی نجات کا

انفرادی کوشش اور اس کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

پیاری اسلامی بہنو! ربِ تعالیٰ کا کروڑہا احسان کہ اس نے ہمیں دولتِ اسلام سے نواز کر مسلمان بنایا' اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہمارا ہر کام ربِ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیلئے ہوتا' مگر افسوس صد افسوس! کہ آج مسلمانوں کی اکثریت بے عملی کا شکار ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ (معاذ اللہ) جہنم کے گڑھے میں چھلانگ لگانے کیلئے پوری رفتار سے بھاگی چلی جا رہی ہے' بلکہ اس رفتار کو دوام دینے کے لیے جہنم میں لے جانے والے اعمال دانستہ یا نادانستہ طور پر استقامت سے اپنائے ہوئے ہے' مثلاً گالی دینا' تہمت لگانا' غیبت کرنا' چغلی کھانا' کسی کے عیب جاننے کی جستجو میں رہنا' کسی کے عیب اُچھالنا' جھوٹ بولنا' جھوٹے وعدے کرنا' کسی کا مال ناحق کھانا' خون بہانا' کسی کو بلا اجازت شرعی تکلیف دینا' قرض دبا لینا' کسی کی چیز عاریتاً لے کر واپس نہ کرنا' کسی کا نام بگاڑنا' کسی کی چیز باوجود اسے ناگوار گزرنے کے بلا اجازت استعمال کرنا' شراب پینا' جوا کھیلنا' چوری کرنا' زنا

کرنا' حیاء سوز مناظر پر مشتمل فلمیں دیکھنا' گانے سننا' سود ورشوت کا لین دین کرنا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انہیں ستانا' امانت میں خیانت کرنا' بدنگاہی کرنا' عورتوں کا مردوں کی اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا' غرور' تکبر' حسد' ریاکاری' اپنے دل میں کسی مسلمان کا بغض وکینہ رکھنا' شماتت (یعنی کسی مسلمان کو نقصان پہنچنے پر خوش ہونا)' بدگمانی کرنا' اپنی ذات کیلئے غصہ کرنا' گناہوں کی حرص' نامحرم عورتوں کی محبت' حب جاہ' بخل' خود پسندی وغیرہ' سب سے تشویش ناک بات تو یہ ہے کہ علم دین کی دولت سے محرومی کی بناء پر اب ان کارناموں کو سرانجام دیتے وقت یہ بھی خیال نہیں کیا جاتا کہ یہ گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں' اس کی بجائے "اجی! زمانے کا دستور ہے' خوشی کا موقع ہے' مجبوری ہے' عادت بن گئی ہے' بچنا مشکل ہے' جوانی کا تقاضا ہے......" جیسے بیوقوفانہ جملوں کو دلیل بنا کر ان گناہوں کا ارتکاب اس قدر بے باکی اور دلیری سے کیا جاتا ہے کہ الامان والحفیظ!

جبکہ اس کے برعکس ایسے مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے جو زیورِ علم سے آراستہ ہوں اور اپنی زندگی ربِ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے حبیب' بیمار دلوں کے طبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں بسر کریں' میدانِ محشر میں سرخروئی کیلئے خوب نیکیاں کریں' سنتوں پر عمل کریں اور ارتکابِ گناہ سے باز رہیں' اب اگر کسی عقل مند کے مشورے کے مطابق اس صورتِ حال کو جوں کا توں رہنے دیا جائے تو نتیجتاً ہمیں اجتماعی اور انفرادی طور پر درج ذیل نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اجتماعی طور پر پیش آنے والے نقصانات

کثیر گناہ ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے براہِ راست دوسروں کو نقصان اُٹھانا پڑتا ہے' مثلاً اگر کوئی شخص چوری کا گناہ کرے گا تو اس شخص کا نقصطان ہوگا جس کی چیز

چرائی جائے گی' بالکل یہی معاملہ ڈاکہ ڈالنے' امانت میں خیانت' گالی دینے' تہمت لگانے' غیبت کرنے' چغلی کھانے' کسی کے عیب اُچھالنے' کسی کا مال ناحق کھانے' خون بہانے' کسی کو بلا اجازت شرعی تکلیف دینے' قرض دبا لینے' کسی کی چیز اُسے ناگوار گزرنے کے باوجود بلا اجازت استعمال کرنے' ماں باپ کو ستانے اور بدنگاہی کرنے کا ہے' اب اگر ہر ایک کو ان گناہوں کے ارتکاب کی کھلی چھوٹ دے دی جائے تو نہ تو کسی کا مال سلامت رہے گا اور نہ ہی عزت۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہمارا معاشرہ درندوں کے جنگل کا منظر پیش کرنے لگے گا۔

انفرادی طور پر ہونے والے نقصانات

ان گناہوں میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے ارتکاب سے انسان کی عزت کو نقصان پہنچتا ہے' مثلاً جو شخص چغل خور یا زانی یا شرابی کے طور پر مشہور ہو جائے تو سب پر عیاں ہے کہ معاشرے میں اس کا کیا مقام ہوتا ہے؟ اور بعض گناہ ایسے ہیں جو انسان کے مال کو نقصان پہنچاتے ہیں' مثلاً جوا کھیلنے کی لت پڑ جانا' سود پر قرض لینا' کام کاج کرنے کی بجائے فلمیں ڈرامے دیکھنے میں مشغول رہنا' فعالِ مذکورہ میں ملوث افراد مالی طور پر جس طرح دن دُگنی رات چوگنی اُلٹی ترقی کرتے ہیں' یہ کسی صاحبِ عقل سے مخفی نہیں' ان تمام دنیاوی نقصانات کے ساتھ ساتھ ایسے شخص کو اُخروی طور پر بھی خسارے کا سامنا ہے' جو جہنم کے بھیانک اور ہولناک عذابات کی صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ عزوجل!

ان نقصانات سے بچنے کا طریقہ

محترم اسلامی بہنو! ان نقصانات سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش میں لگ جائیں بلکہ اس کیلئے باقاعدہ طور پر کوئی ایسی تنظیم ہونی چاہیے جو ساری دنیا میں نیکی کی دعوت عام کرنے کیلئے کوشاں رہے'

قرآنِ کریم میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے' چنانچہ سورۂ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے: (ترجمہ کنزالایمان) اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (پ۴' سورۂ آل عمران:۱۰۴)

الحمد للہ عزوجل! اس پُرفتن دور میں تبلیغِ قرآن وسنت کی غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' یہ فریضہ بخوبی سرانجام دے رہی ہے' اس تحریک کے بانی امیرِ اہلِ سنت عاشقِ اعلیٰ حضرت مرید قطب مدینہ علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی ہیں' جنہوں نے 1401ھ بمطابق 1981ء میں کچھ اسلامی بھائیوں کے ساتھ مل کر باب المدینہ' کراچی سے اس تحریک کا آغاز کیا' الحمد للہ! میٹھے میٹھے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایتوں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برکتوں' اولیائے عظام رضی اللہ عنہ کی نسبتوں' علماء ومشائخ اہلِ سنت کی شفقتوں' اسلامی بھائیوں کی محنتوں' مدنی قافلوں کی بہاروں اور امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی کی شبانہ روز کوششوں کے نتیجے میں آج ''دعوتِ اسلامی'' کا مدنی پیغام دنیا کے کم وبیش 56 ممالک میں پہنچ چکا ہے اور کامیابی کا سفر ابھی جاری ہے۔

دعوتِ اسلامی کی بہاریں

الحمد للہ عزوجل! اس مدنی ماحول کی برکت سے لاکھوں مسلمانوں کو گناہوں سے توبہ کی توفیق ملی اور وہ تائب ہو کر صلوٰۃ وسنت کی راہ پر گامزن ہو گئے' جو بے نمازی تھے نمازی بن گئے' بدنگاہی کے عادی نگاہیں نیچی رکھنے کی سنت پر عمل رکھنے والے بن گئے' زرق برق لباس پہنے کر گلے میں دوپٹا لٹکا کر تفریح گاہوں کی زینت بنتے' والیاں بے پردگی سے ایسی تائب ہوئیں کہ مدنی برقع ان کے لباس کا حصہ بن گیا' ماں باپ سے گستاخانہ انداز اختیار کرنے والے اُن کا ادب کرنے والے بن گئے' جن کی حرکتوں کی

وجہ سے کبھی پورا محلّہ تنگ تھا وہ سارے علاقے کی آنکھ کا تارا بن گئے' چوری وڈا کے کے عادی دوسروں کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والے بن گئے' کسی غریب کو دیکھ کر تکبر سے ناک بھوں چڑھانے والے عاجزی کے پیکر بن گئے' ہر وقت حسد کی آگ میں جلنے والے دوسروں کے علم وعمل میں ترقی کی دعائیں دینے والے بن گئے' گانے سننے کے شوقین' سنتوں بھرے بیانات اور مدنی مذاکرات کے کیسٹ سننے والے بن گئے' فحش کلامی کرنے والے نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے والے بن گئے۔

یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کے خواب اپنی آنکھوں میں سجانے والے گنبد خضریٰ کی زیارت کیلئے تڑپنے والے بن گئے' مال کی محبت میں مرنے والے فکرِ آخرت میں مبتلا رہنے والے بن گئے' شراب پینے کی عادت پانے والے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جام پینے والے بن گئے' اپنا وقت فضولیات میں برباد کرنے والے اپنا اکثر وقت عبادت میں گزارنے کیلئے مدنی انعامات کے عامل بن گئے' فحش رسائل و ڈائجسٹ کے رسیا امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی وعلمائے اہلِ سنت دامت فیوضہم کے رسائل اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرنے والے بن گئے' تفریح کی خاطر ٹور پر جانے کے عادی راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے بن گئے'' کھاؤ پیو اور جان بناؤ'' کے نعرے کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دینے والے اس مدنی مقصد کو اپنانے والے بن گئے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل!

مدینہ

دعوتِ اسلامی کی بہاروں کے بارے میں تفصیلی طور پر جاننے کیلئے ''خوش نصیب میاں بیوی' کافر خاندان کا قبولِ اسلام' بھیانک حادثہ' دعوتِ اسلامی کی

بہاریں'' حصہ اوّل دوم' نامی رسالوں کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے فوائد

پیاری اسلامی بہنو! اگر آپ ابھی تک دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول سے دور ہیں تو مدنی مشورہ ہے کہ آج ہی اس مدنی ماحول سے ہمیشہ کیلئے وابستہ ہو جائیں' اس وابستگی کے نتیجے میں ہمیں درج ذیل برکتیں بھی نصیب ہوں گی:

دینی معلومات میں اضافہ

جب ہم دعوتِ اسلامی کے اس پاکیزہ ماحول سے وابستہ اسلامی بہنوں کی محبت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کریں گے تو اس کی برکت سے ہماری دینی معلومات میں اضافہ ہونا شروع ہو جائے گا' ان میں سے کچھ ہمیں باہم گفتگو اور کچھ بیانات وغیرہ کے ذریعے حاصل ہو گی' پھر اس وابستگی کی برکت سے امیر اہلِ سنت مدظلہ العالی کے رسائل پڑھنے مدنی مذاکروں کی کیسٹیں سننے اور دیگر علمائے اہل سنت کی کتابیں پڑھنے کا شوق بیدار ہو گا جس کے نتیجے میں ہمیں علم کا خزانہ حاصل ہو گا۔ ان شاءاللہ عزوجل!

توبہ کی توفیق

جب دعوتِ اسلامی سے وابستگی کی برکت سے ہمیں ایسی اسلامی بہنو کی محبت میسر آئے گی جو اپنے ہر فعل میں اللہ تعالیٰ کی گرفت کا خیال رکھنے والے ہوں اور عذابِ جہنم کے خوف کی وجہ ارتکابِ گناہ سے بچتے ہوں تو ہمارے اندر بھی ان عمدہ اوصاف کا ظہور ہونا شروع ہو جائے گا' پھر ہم بھی جلوت وخلوت میں اللہ عزوجل میں ڈرنے والے بن جائیں گے اور یہ خوفِ خدا عزوجل ہمیں سابقہ زندگی میں کیے ہوئے گناہوں پر توبہ کرنے کی طرف مائل کرے گا۔ ان شاءاللہ عزوجل!

باعمل بننے کی سعادت

دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول اپنانے کی برکت سے ہمیں مدنی انعامات کی عامل

اسلامی بہنوں کی محبت نصیب ہوگی، جن کے سامنے بے عملی اختیار کرنے میں فطری طور پر جھجک محسوس ہوگی اور ہمارا دل بھی مدنی انعامات کا عامل بننے کو چاہے گا، یوں غیر محسوس طریقے سے آہستہ آہستہ ہم بھی باعمل بنتے چلے جائیں گے۔

عبادات اور گناہوں سے بچنے پر استقامت

عبادت پر استقامت اختیار کرنے عموماً دشوار محسوس ہوتا ہے، لیکن یہ دشواری اس وقت تک محسوس ہوتی ہے جب تک ہمارے سامنے کوئی شخص انہیں استقامت سے اپنائے ہوئے نہ ہو، چنانچہ اگر ہم مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں گے تو ہمیں کثیر اسلامی بہنیں اجتماعی طور پر عبادات پر استقامت پر دکھائی دیں گی جس کی برکت سے حیرت انگیز طور پر ہم بھی کسی قسم کی مشقت کے احساس کے بغیر عبادات اور پرہیزِ گناہ پر استقامت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ان شاء اللہ عزوجل!

خوفِ خدا اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت کا حصول

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع، مسجد اجتماع، مساجد میں ہونے والے فیضانِ سنت کے ابواب کے درس اور راہِ خدا میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول علیہ السلام کے مدنی قافلوں کی پاکیزہ فضاء کی برکت سے ہمیں خوفِ خدا عزوجل اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت میسر آئے گی، اس کے برعکس اگر ہم ایسے افراد کی محبت اختیار کیے رہیں گے جو ارتکابِ گناہ میں کسی قسم کی شرم محسوس نہ کریں اور ان کے مطمعِ نظر صرف دنیا ہو تو خوفِ خدا اور عشقِ رسول علیہ السلام کی اس عظیم دولت کا حصول محض ایک خواب ہے۔

نیکی کی دعوت عام کرنے کا جذبہ

جب اس مدنی ماحول میں ہمیں ایسی اسلامی بہنیں ملیں گی جو اپنی اور ساری دنیا

کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے کے مدنی مقصد کے تحت نیکی کی دعوت عام کرنے کیلئے راہِ خدا میں سفر کرنے والے مدنی قافلوں کی مسافر بننے کی عادت اپنائے ہوئے ہوں گی تو ہم بھی اس پاکیزہ عادت میں اپنا حصہ وصول کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لہٰذا! ہم بھی علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں شرکت کرکے اور راہِ خدا میں سفر کرنے والے مدنی قافلوں کا مسافر بن کر نیکی کی دعوت کو ساری دنیا میں عام کرنے کی کوشش میں مصروف ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ!

نیکی کی دعوت کے فضائل

محترم اسلامی بہنو! کسی کو نیکی کی دعوت دینا یقیناً ہمارے لیے دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیوں کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے، بطورِ ترغیب نیکی کی دعوت کے چند فضائل ملاحظہ ہوں:

(1) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(ترجمہ کنز الایمان) تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

(پ۴، سورۂ آل عمران، آیت:۱۱۰)

(2) ایک اور مقام پر فرمایا:

(ترجمہ کنز الایمان) ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں، یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا۔ (پ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت:۷۱)

(3) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ انسان کے ہر عضو پر روزانہ ایک صدقہ ہے' لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: آپ نے ہمیں جو باتیں بتائی ہیں یہ ان میں سے سب سے زیادہ سخت ہے' تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور تمہارا راستے سے گندگی ہٹا دینا صدقہ ہے اور تمہارا نماز کیلئے چلنا بھی ہر قدم صدقہ ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۷۷)

(4) سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذکر اللہ اور نیکی کی دعوت کے سوا بنی آدم کے ہر کلام کے بارے میں اس کی پُرسش کی جائے گی۔

(الترمذی۔ کتاب الزھد۔ رقم الحدیث: ۲۴۲۰۔ ج ۴ ص ۱۸۵)

(5) حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت الفردوس خاص اُس شخص کیلئے ہے جو نیکی کی دعوت دے اور بُرائی سے منع کرے۔

(تنبیہ المفترین ص ۲۹۰' دار البشائر' بیروت)

(6) حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال دار لوگ اجر لے گئے (حالانکہ) وہ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں؟ فرمایا: کیا اللہ نے تمہارے لیے کوئی ایسی چیز نہیں بنائی جو تم صدقہ کر سکو! بے شک یہ تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تمہید صدقہ ہے اور نیکی کی ترغیب دینا صدقہ ہے اور بُرائی سے روکنا صدقہ ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ رقم: ۱۰۰۶۔ ص ۵۰۳)

(7) حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض

کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بندے کو کون سی شے دوزخ سے نجات دلوائے گی؟ ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل پر ایمان لانا!

میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! کیا ایمان کے ساتھ ساتھ کوئی عمل بھی ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں کے ہوتے ہوئے عاجزی کرنا۔ میں نے عرض کی: اگر کوئی شخص ہو جس کے پاس نعمتوں کی فراوانی نہ ہو تو؟ ارشاد فرمایا: وہ بھلائی کی دعوت دے اور بُرائی سے منع کرے، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر کوئی یہ کام کرنے سے بھی عاجز ہو تو؟ ارشاد فرمایا: کسی کو تن ڈھانپنے کیلئے کپڑا دے دے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی ایسا ہو کہ کچھ بھی کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو؟ ارشاد فرمایا: وہ مغلوب کی مدد کرے، پھر فرمایا: اگر تم اس بات کی خواہش رکھتے ہو کہ تمہارے بھائی میں کوئی بھلائی ہو تو وہ لوگوں کو تکلیف نہ دے، میں تے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ایسا کرنے والا جنت میں داخل ہو جائے گا؟ ارشاد فرمایا: جو مسلمان ان اعمال میں سے ایک بھی عمل کرے گا تو قیامت کے دن وہ عمل خود اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔

(مکارم الاخلاق ص ۳۴۶۔ رقم الحدیث: ۹۸)

نیکی کی دعوت دینے کے دو طریقے

محترم اسلامی بہنو! مسلمانوں تک نیکی کی دعوت پہنچانے کی کوشش عموماً دو طرح سے کی جا سکتی ہے:

(1) اجتماعی کوشش (2) انفرادی کوشش

اجتماعی کوشش

سنتوں بھرے اجتماع میں بیان کے ذریعے علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کی

صورت میں اور کتابیں تحریر کر کے مسلمانوں تک نیکی کی دعوت پہنچانے (یعنی انہیں سمجھانے) کو اجتماعی کوشش کہتے ہیں۔

انفرادی کوشش

چند (ایک' دو یا تین) اسلامی بہنو کو الگ سے نیکی کی دعوت دینے (یعنی انہیں سمجھانے) کو انفرادی کوشش کہتے ہیں۔

انفرادی کوشش کی اہمیت

پیاری اسلامی بہنو! بانی دعوتِ اسلامی امیر اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ دعوتِ اسلامی کا 99,90 فی صد کام انفرادی کوشش کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

اسلامی بہنو! واقعی انفرادی کوشش' اجتماعی کوشش سے کہیں زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے کیونکہ بارہا دیکھا گیا کہ وہ اسلامی بہن جو برسہا برس سے اجتماع میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کر رہی تھی' اس نے دورانِ بیان دی جانے والی مختلف ترغیبات مثلاً پنج وقتہ نماز پڑھنے' رمضان کے روزے رکھنے' مدنی انعامات پر عمل کرنے اور مدنی قافلے میں سفر وغیرہ پر لبیک کہتے ہوئے ان کی نیت بھی کی مگر اس کے باوجود عملی قدم اُٹھانے میں ناکام رہی لیکن جب کسی نے اس سے ملاقات کر کے انفرادی کوشش کرتے ہوئے بتدریج مذکورہ بالا اُمور کی ترغیب دی تو وہ ان کی عامل بنتی چلی گئی' گویا اجتماعی کوشش کے ذریعے لوہا گرم ہوا اور انفرادی کوشش کے ذریعے اس گرم لوہے پر چوٹ لگائی گئی' اس طرح اجتماعی کوشش کے مقابلے میں ایک یا دو اسلامی بہنوں پر انفرادی کوشش کرنا بے حد آسان ہے کیونکہ کثیر اسلامی بہنوں کے سامنے بیان کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں جبکہ انفرادی کوشش ہر ایک کر سکتا ہے' خواہ اسے بیان کرنا آتا ہو یا نہ آتا ہو' اس انفرادی کوشش کے نتیجے میں تنظیمی فوائد کے علاوہ ہمیں درج ذیل

فضائل بھی حاصل ہوں گے' ان شاء اللہ!

انفرادی کوشش کے فضائل

سورۂ حم السجدۃ میں ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ○

(ترجمہ کنزالایمان) اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے: میں مسلمان ہوں۔ (پ۲۴ حم السجدۃ:۳۳)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے کسی ایک کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(سنن ابوداؤد ج۲ ص۱۵۹)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب العلم۔ باب ماجاء الدال علی الخیر الخ۔ ج۴ ص۳۰۵۔ رقم:۲۶۷۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہدایت و بھلائی کی دعوت دی تو اسے اس بھلائی کی پیروی کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اور جس نے کسی کو گمراہی کی دعوت دی' اسے اس گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی۔

(صحیح مسلم۔ کتاب العلم۔ باب من سن حسنۃ الخ۔ ص۱۴۳۸، رقم:۲۶۷۴)

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: یا اللہ! جو اپنے بھائی کو بلائے' اسے نیکی کا حکم دے اور

برائی سے منع کرے تو اس کی جزاء کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: میں اس کی ہر بات پر ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہوں اور اسے جہنم کی سزا دینے میں مجھے حیاء آتی ہے۔

(مکاشفۃ القلوب۔ باب فی الامر والمعروف۔ ص ۴۸)

ان کے علاوہ انفرادی کوشش کی غرض سے کی گئی ملاقات سے ہمیں درج ذیل فضائل بھی حاصل ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کسی شہر میں اپنے کسی بھائی سے ملنے گیا تو اللہ نے ایک فرشتہ اس کے راستے میں بھیجا جب وہ فرشتہ اس کے پاس پہنچا تو اس سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: اس شہر میں میرا ایک بھائی رہتا ہے اس سے ملنے جا رہا ہوں، اس فرشتے نے پوچھا: کیا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے جسے اتارنے جا رہا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں! بلکہ اللہ کیلئے اس سے محبت کرتا ہوں، فرشتے نے کہا: مجھے اللہ نے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تجھے بتادوں کہ اللہ بھی تجھ سے اسی طرح محبت فرماتا ہے جس طرح تو اس کیلئے دوسروں سے محبت کرتا ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ۔ باب فضل الحب فی اللہ۔ ص ۱۳۸۸۔ رقم: ۲۵۶۷)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک ان لوگوں کیلئے میری محبت حق ہے جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میری راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کیلئے میری محبت حق ہے اور جو لوگ میری وجہ سے آپس میں گفتگو کرتے ہیں ان کیلئے میری محبت حق ہے اور جو لوگ میری وجہ سے ایک ملاقات کرتے ہیں، ان کے لیے میری محبت حق ہے۔ (مسند احمد بن حنبل رقم: ۲۲۰۶۳۔ ج ۸ ص ۲۳۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے یا اللہ کیلئے اپنی کسی اسلامی بہن سے ملاقات کرنے جاتا ہے تو ایک منادی اسے مخاطب کر کے کہتا ہے خوش ہو جا! کیونکہ تیرا یہ چلنا مبارک ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان۔ باب الاحسان۔ ص ۳۹۱۔ رقم: ۵۷۴)

رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے کون جنت میں جائے گا؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتایئے! فرمایا کہ نبی جنت میں جائے گا' صدیق جنت میں جائے گا اور جو شخص صرف اللہ کی رضا کیلئے اپنے کسی بھائی سے ملاقات کرے' شہر کے مضافات میں جائے وہ بھی جنت میں جائے گا۔ (طبرانی اوسط ج ا ص ۲۷۴۔ رقم: ۱۷۴۳)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جنت میں ایک کمرہ ہے جس کے باہر سے اندر کا حصہ نظر آتا ہے اور اندر سے باہر کا منظر نظر آتا ہے' اللہ نے اسے اپنے لیے محبت کرنے والوں اور اپنے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں اور اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کیلئے تیار کیا ہے۔ (طبرانی اوسط ج ۲ ص ۱۲۶۔ رقم: ۲۹۰۳)

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا: کیا تم ملاقات کیلئے آئے ہو؟ ہم نے عرض کی: ہاں! ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اپنے مؤمن بھائی سے ملاقات کرتا ہے' وہ واپس لوٹنے تک رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے اور جو اپنے مؤمن بھائی کی عیادت کرتا ہے' واپس لوٹنے تک رحمت میں غوطے لگاتا رہتا ہے۔ (طبرانی کبیر ج ۸ ص ۶۸۔ رقم: ۸۳۸۹)

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابورزین! مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو اسے رخصت کرتے ہوئے ستر ہزار فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: یا اللہ! جیسے اس نے تیرے لیے ملاقات کی تو بھی اسے اپنا وصال عطاء فرما!

(مجمع الزوائد۔ باب زلایدۃ واکرام الزائرین۔ ج ۸ ص ۳۱۷۔ رقم: ۱۳۵۹۲)

انفرادی کوشش کے سلسلے میں اکابرین کے واقعات

محترم اسلامی بہنو! الحمدللہ! ہمارے اسلاف ہمہ وقت نیکی کی دعوت کو قائم کرنے کیلئے کوشش کرتے رہتے تھے' ان کی انفرادی کوششوں کی برکت سے آج ہر طرف اسلام کی بہاریں ہیں۔

ذیل میں بغرضِ ترغیب اکابرین کے منتخب واقعات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔

سیّدالمبلّغین' رحمۃ للعالمین' شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی انفرادی کوشش کے واقعات

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں یمن سے واپس مکہ مکرمہ پہنچا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معبوث ہو چکے تھے' عقبہ بن ابی معیط' شیبہ' ربیعہ' ابوجہل' ابوالبختری اور دیگر صنادید قریش مجھ سے ملے' انہوں نے کہا کہ اے ابوبکر! ایک عظیم واقعہ ہو گیا ہے' ابوطالب کے یتیم (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں' اگر تم نہ ہوتے تو ہم اس معاملہ میں انتظار نہ کرتے'

اب تم آگئے ہو تو اس کا فیصلہ کرنا تم پر موقوف ہے۔ میں نے انہیں احسن طریقے سے واپس کیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہیں، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ باہر تشریف لائے، میں نے پوچھا: اے محمد! آپ نے اپنے آباء واجداد کا دین ترک کر دیا؟ آپ نے (اسلام کی دعوت دیتے ہوئے) فرمایا: اے ابوبکر! میں تمہاری اور تمام لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، تم اللہ پر ایمان لے آؤ!

میں نے کہا کہ آپ کے اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا: وہ بوڑھا شخص جو تمہیں یمن میں ملا تھا، میں نے کہا کہ میں تو وہاں کئی بوڑھوں سے ملا ہوں، آپ نے فرمایا کہ وہ بوڑھا شخص جس نے تمہیں شعر سنائے تھے، میں نے کہا کہ آپ کو کس نے خبر دی؟ آپ نے فرمایا کہ اس عظیم فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس آتا رہا ہے، میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ میں واپس ہو گیا اور میرے اسلام لانے پر پوری وادی میں سب سے زیادہ خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔

(اسد الغابہ جلد ۳ ص ۳۱۹)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: کیا میں تمہیں اپنے اسلام قبول کرنے کا قصہ نہ بیان کروں؟ لوگوں نے عرض کی: کیوں نہیں! تو ارشاد فرمایا: میں پہلے پہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی کے قریب ایک مکان میں تشریف فرما تھے کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا اور سامنے جا کر بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قمیض پکڑ کر ارشاد فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! اسلام لے آؤ!

اور ساتھ ہی یہ دعا کی: اے اللہ! اسے ہدایت عطاء فرما! یہ سن کر فوراً میرے منہ سے نکلا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" میرے اسلام قبول کرتے ہی مسلمانوں نے اتنی زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ مکہ کی گلیاں گونج اُٹھیں۔ (حلیۃ الاولیاء ج ا ص ۷، رقم الحدیث: ۹۵)

حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

ایک مرتبہ سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھ کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کاشانۂ رسالت میں تشریف لائے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ آپ کیا کر رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسلام کی دعوت دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: یہ اللہ کا ایسا دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے منتخب کیا اور اس کی دعوت کیلئے انبیاء علیہم السلام بھیجے' لہٰذا میں تمہیں بھی ایسے اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی عبادت کا حکم دیتا ہوں اور لات و عزیٰ کا انکار کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے کہ آج سے قبل میں نے کبھی نہیں سنی' میں اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا جب تک کہ اپنے والد ابوطالب سے بیان نہ کرلوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے تشویش ہوئی کہ کہیں آپ کے اعلان سے پہلے ہی یہ راز فاش نہ ہو جائے' لیکن اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل کو اسلام کی طرف مائل فرما دیا' چنانچہ وہ دوسری صبح آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ مجھ پر کیا پیش کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور لات و عزیٰ کو جھٹلاؤ اور بتوں سے براءت کا اظہار کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور مسلمان ہو گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۳۴)

حضرت سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اپنے بوڑھے والد ابوقحافہ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو لے کر سرکارِ دو عالم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تم نے اپنے بوڑھے باپ کو کیوں تکلیف دی؟ میں خود ان کے پاس آجاتا' تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ان کا یہاں حاضر ہونا ہی زیادہ مناسب تھا' رسول اکرم نے ابوقحافہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا: اے ابوقحافہ! اسلام قبول کرلو' سلامتی کو پالو گے۔ تو سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۶ ص ۸۔ رقم: ۱۴۹۷)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پر انفرادی کوشش

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا باریک کپڑے پہن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں تو آپ نے ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دینا چاہیے سوائے اس کے (پھر اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا)۔

(ابوداؤد۔ کتاب اللباس۔ ج ۴ ص ۸۵۔ رقم: ۴۱۰۴)

ادائیگی زکوٰۃ کیلئے انفرادی کوشش

مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی' اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے کنگن تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم اس بات سے

خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنا دے! یہ سنتے ہی اس عورت نے وہ کنگن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈال دیئے اور عرض کی: یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہیں۔

(سنن ابوداود۔ کتاب الزکوۃ۔ ج ۲ ص ۱۳۷۔ رقم: ۱۵۶۳)

ایک کنیز کی انفرادی کوشش

حضرت سیدنا عبداللہ بن مرزوق رضی اللہ عنہ پہلے پہل دنیا ہی میں مشغول رہا کرتے تھے' ایک دن انہوں نے شراب پی اور مدہوشی کی حالت میں مزامیر سننے میں مشغول رہے' یہاں تک کہ ظہر' عصر اور مغرب کی نماز بھی نہ پڑھ سکے حالانکہ ان کی کنیز ہر نماز کیلئے کہنے آتی رہی' پھر جب نمازِ عشاء کا وقت بھی نکلنے لگا تو وہ ایک انگارہ اُٹھا لائی اور آپ کے پاؤں پر رکھ دیا' آپ شدتِ تکلیف سے تڑپ اُٹھے اور پوچھا: یہ کیا ہے؟ کنیز نے جواب دیا: یہ تو دنیا کی آگ ہے' آخرت کی آگ کیسے برداشت ہوگی؟ یہ سن کر آپ بہت روئے اور نماز کیلئے کھڑے ہوگئے' بعد میں اپنی دولت راہِ خدا میں صدقہ کرکے یادِ الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ (کتاب التوابین ص ۱۶۲)

سونے کی انگوٹھی اور چھلے پہننے والے پر انفرادی کوشش

حضرت مہدی حسن میاں علیہ الرحمۃ سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف فرماتے ہیں کہ میں جب بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خود کھانا لاتے اور ہاتھ دُھلاتے' حسبِ دستور ایک بار ہاتھ دُھلاتے وقت فرمایا: حضرت شہزادہ صاحب! انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے' میں نے اتار کر دے دیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا' بمبئی سے مارہرہ واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا: ابا! بریلی کے مولانا صاحب (یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ) کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے اور والا نامہ (تحریری پیغام) میں مذکور تھا: شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں

(کیونکہ مردوں کو ان کا پہننا جائز نہیں)۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ص ۱۰۵)

عیسائی پادری پر انفرادی کوشش

۲۶ شوال المکرّم ۱۴۲۰ھ بروز جمعرات دوپہر کے وقت ایک عیسائی پادری اپنی اہلیہ کے ہمراہ شیخِ طریقت امیرِ اہل سنت حضرت علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے درِ دولت پر حاضر ہوا' اس پادری کا کہنا تھا: مجھے خواب میں چار مرتبہ سبز عمامے والے بزرگ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک مرتبہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی' ان دونوں نے مجھ سے ایک ہی بات ارشاد فرمائی کہ تم عطار کے پاس جاؤ! چنانچہ میں تلاشِ بسیار کے بعد آپ تک پہنچنے میں کامیاب ہوا ہوں' پھر اس نے امیر اہلِ سنت مدظلہ العالی سے کچھ سوالات کیے اور اپنی تسلی چاہی' امیر اہلِ سنت مدظلہ العالی نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے اس کے سوالات کے تسلی بخش جوابات عطاء فرمائے' لیکن اس کا کہنا تھا کہ

ابھی میرے دل ۱۰۰ فی صد مطمئن نہیں ہوا' لہٰذا آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ امیر اہلِ سنت مدظلہ العالی نے اس کی درخواست پر رقت انگیز دعا کی' جسے سن کر اس پر گریہ طاری ہو گیا اور وہ اپنی اہلیہ سمیت مسلمان ہو گیا' پھر اس نے اپنی دوسری بیوی اور تین بچوں کو مسلمان کرنے کیلئے کسی کو اپنے ہمراہ بھیجنے کی درخواست کی تو امیر اہلِ سنت مدظلہ العالی نے اپنے بڑے شہزادے حاجی احمد عبید رضا عطاری سلمہ الباری کو اس نومسلم اسلامی بھائی کے ہمراہ بھیج دیا' جن کے ہاتھ پر اس کے بقیہ اہل خانہ نے اسلام قبول کر لیا۔

انفرادی کوشش کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹیں اور انہیں دور کرنے کا طریقہ

محترم اسلامی بہنو! انفرادی کوشش کی تمام تر اہمیت اور فوائد کے باوجود اسلامی بہنوں کی بہت بڑی تعداد اس اہم مدنی کام کو اپنے لیے بہت مشکل تصور کرتی ہے'

چنانچہ ایسی اسلامی بہن بار بار کی ترغیب کے باوجود اس مدنی کام کیلئے کماحقہ خصال نہیں ہو پاتیں، ایسی اسلامی بہنوں کی طرف سے عموماً جس رکاوٹوں کا اظہار کیا جاتا ہے، وہ رکاوٹیں اور ان کو دور کرنے کا طریقہ پیشِ خدمت ہے۔

شرم وجھجک

ہم بھرپور انفرادی کوشش کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں شرم آتی ہے اور جھجک محسوس ہوتی ہے۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ

محترم اسلامی بہنو! ایسی صورت میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ جو بھی کام پہلی مرتبہ کیا جائے اس میں جھجک محسوس ہوتی ہی ہے، اس جھجک کو دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جیسے بھی بن پڑے، ہمت کر کے انفرادی کوشش کا آغاز کر دیا جائے، پہلے پہل جھجک محسوس ہوگی لیکن بعد میں اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے گا، جس طرح تیراکی سیکھنے کی خواہش رکھنے والے کو پانی سے کتنا ہی خوف محسوس کیوں نہ ہو، اسے دریا میں اترنا ہی پڑتا ہے، اسی طرح انفرادی کوشش دیکھنے کیلئے اسلامی بہنوں سے ملاقات کرنا ہی پڑے گی، اس سلسلے میں اس حکایت پر غور کیجئے!

ایک چھوٹا سا بگلا جو اونچی چٹان پر ہی پیدا ہوا تھا، پہلے پہل اس کے بہن اور بھائی اور ماں اسے مچھلیاں لا کر کھلاتے رہے جب وہ تھوڑا سا بڑا ہو گیا تو انہوں نے اس سے خود شکار کر کے کھانے کا مطالبہ کیا لیکن وہ اُڑنے سے ڈرتا رہا، آخر ایک دن ایسا آیا کہ کوئی بھی اس کے پاس مچھلی وغیرہ نہ لایا، جب وہ بھوک سے نڈھال ہو گیا اور اس نے چٹان سے نیچے جھانکا تو اسے نیچے بہت بڑا سمندر دکھائی دیا، جہاں سے اسے خوراک مل سکتی تھی، اسے اُڑنے سے بے حد ڈر لگا لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا، چنانچہ اس نے ہمت کر کے چٹان سے چھلانگ لگا دی، وہ نیچے گرنا شروع ہو گیا لیکن

اچانک اس نے محسوس کیا کہ اس کے پر پھڑ پھڑا رہے ہیں اور وہ اُڑ رہا ہے' وہ آرام سے ساحل سمندر پر اتر آیا' اب وہ خود اپنی خوراک کا انتظام کرنے کے لائق ہو چکا تھا۔

اسی طرح شدید سردی میں ٹھنڈے پانی کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن اگر کبھی فجر کے وقت اس سے وضو کرنا پڑ جائے تو پہلی مرتبہ ہاتھ میں لینے پر اس کی ٹھنڈک برداشت کرنا بے حد مشکل لیکن بعد میں بے حد آسان ہو جاتا ہے' بالکل اسی طرح انفرادی کوشش کرنے میں جھجک کا شکار ہونے والے کو چاہیے کہ وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہونے کی بجائے موقع ملتے ہی ہمت کر کے انفرادی کوشش کا آغاز کر دیا کرے اور اپنی نظر اسباب پر نہیں خالقِ اسباب عزوجل پر رکھے' مسلسل انفرادی کوشش جاری رکھنے کی برکت سے ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسے بلا کی خوداعتمادی حاصل ہو جائے گی اور وہ اپنی ابتدائی کیفیات کو یاد کر کے مسکرائے بغیر نہ رہ سکے گا۔ پیاری اسلامی بہنو! حج کے بعد مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ''دعوتِ اسلامی کا بین الاقوامی اجتماع'' ہے جو ہر سال مدینۃ الاولیاء' ملتان شریف میں ہوتا ہے۔ ہمارے شیخ طریقت امیر اہلِ سنت مدظلہ العالی جب اس اجتماع میں بیان فرماتے ہیں تو سننے والوں کی توجہ کا عالم دیدنی ہوتا ہے' آج لاکھوں کے اجتماع میں بیان کرتے ذکر اللہ عزوجل اور دعا کروانے والے بانی دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی اپنے ابتدائی بیان کے بارے میں فرماتے ہیں:

دعوتِ اسلامی کے بننے سے قبل میں نے اپنی زندگی میں پہلا بیان ''فضول خرچی'' کے موضوع پر کیا تھا مجھ سے پہلے جس مقرر نے بیان کیا' وہ بیان کے دوران گاہے بگاہے نگاہ اُٹھا کر سر گھما کر حاضرین کو بھی دیکھتے تھے' جب میں بیان کیلئے کھڑا ہوا تو نگاہیں نیچی کیے بیان شروع کر دیا' دورانِ بیان میں نے سوچا کہ مجھ سے پہلے بیان کرنے والے نگاہ اُٹھا کر حاضرین کو بھی دیکھتے تھے' کیوں نہ میں بھی اسی طرح

کروں لیکن جب میں نے نگاہ اُٹھائی تو نفسیاتی طور پر شدید گھبراہٹ طاری ہوگئی اور اس وقت میرے دل کی جو حالت تھی وہ میں ہی جانتا ہوں اور مجھے کیا یاد رہا اور کیا نہیں؟ یہ میں ہی جانتا ہوں۔

طریقہ نہیں آتا

بعض اسلامی بہنیں یہ سوچ کر کہ انفرادی کوشش کرنے کی سعادت سے محروم رہتی ہیں کہ ہم کیسے انفرادی کوشش کریں، ہمیں تو اس کا طریقہ ہی نہیں آتا؟

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ

اس سلسلے میں عرض ہے کہ پہلی فرصت میں مدنی قافلہ کورس کر لیجئے جس میں آپ کو انفرادی کوشش کا طریقہ عملی طور پر سکھایا جائے گا، نیز اس کتاب کے مطالعہ کی برکت سے بھی یہ رکاوٹ ایک حد تک دور ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ عزوجل!

کثرتِ مصروفیات

ہماری مصروفیات بہت زیادہ ہیں جن کی بناء پر ہمیں انفرادی کوشش کیلئے وقت نہیں مل پاتا۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ

ایسی اسلامی بہنوں کی خدمت میں مدنی التجاء ہے کہ غور کریں کہ ہماری یہ مصروفیات ہمارے دیگر دنیاوی معاملات مثلاً شادی بیاہ میں شرکت کرنے، کسی عزیز کی فوتگی پر جانے، دور رہنے والے رشتے داروں سے ملاقات کیلئے جانے وغیرہ میں بھی رکاوٹ بنتی ہیں یا نہیں؟ اگر جواب نہ میں ہو تو لمحۂ فکر ہے کہ ان مصروفیات کو اُخروی سعادتوں کے حصول میں رکاوٹ بنا کر کہیں ہم شیطان کے ہاتھوں کھلونا تو نہیں بن رہے؟ اس لیے دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں حاصل کرنے کیلئے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر انفرادی کوشش شروع کر دیجئے۔

سُستی

ہم انفرادی کوشش کرنا چاہتے ہیں لیکن سُستی ہو جاتی ہے۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ

ظاہر ہے یہ سستی نفس وشیطان کی طرف سے ہے، غور کیجئے کہ ایسا مدنی کام جو ہمارے لیے عظیم ثوابِ جاریہ کا سبب بن سکتا ہو اور اس میں تنظیمی ترقی کا راز پوشیدہ ہو اور سب سے بڑھ کر جس کے ذریعے ربِ تعالیٰ اور اس کے حبیب، بیمار دلوں کے طبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہو سکتی ہو تو اس کام کے کرنے میں سستی کا مظاہرہ نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا دنیا کی دولت کمانے کیلئے سستی کو بالائق طاق نہیں رکھا جاتا، تو پھر اُخروی دولت کے حصول کے وقت یہ سستی پہاڑ کی شکل کیوں اختیار کر لیتی ہے؟

مایوسی

ہم نے کئی بار انفرادی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا کیونکہ نہ تو ہم کسی کو اجتماع میں شرکت کروا سکے اور نہ ہی مدنی انعامات کا عامل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنا پائے، لہٰذا ہم نے تھک ہار کر انفرادی کوشش کرنا چھوڑ دیا۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ

محترم اسلامی بہنو! یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ آپ کا منصب کر کے دکھانا ہے؟ یاد رکھئے! ہمارا کام فقط دوسری اسلامی بہنوں تک احسن انداز میں انفرادی کوشش کر کے نیکی کی دعوت پہنچا دینا ہے، ان کو عمل کی توفیق دینے والی ذات تو ربِ کائنات کی ہے، لہٰذا اپنی کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلنے پر ہرگز دل چھوٹا نہ کریں بلکہ اسے اپنے اخلاص کی کمی تصور کرتے ہوئے رضائے الٰہی کیلئے انفرادی کوشش کا سلسلہ جاری رکھئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ اے اللہ! میری زبان میں تاثیر عطاء فرما! اور میری

انفرادی کوشش میں پائی جانے والی خامیاں دور فرما دے!

اس کے ساتھ ساتھ غور کیجئے کہ مایوسی کا شکار ہو کر کہیں ہم شیطانوں کے وار کو کامیاب تو نہیں بنا رہے؟ نیز کیا کبھی دنیاوی فوائد کے حصول کیلئے کی جانے والی کوشش کے ناکام ہونے پر اسے بھی مکمل طور پر ترک کیا؟ اگر جواب نفی میں ہو تو خود کو سنبھالئے اور مایوسی سے دامن چھڑا کر انفرادی کوشش کا سلسلہ پھر سے شروع کر دیجئے۔

استقامت نہیں ملتی

ہم انفرادی کوشش تو کرتے ہیں مگر اس میں استقامت نہیں ملتی۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ

ایسی اسلامی بہنو کی خدمت میں عرض ہے کہ کیا استقامت نہ ملنے کی یہ شکایت دنیاوی کاروبار، ملازمت اور دنیاوی تعلیم کے بارے میں بھی ہے یا نہیں؟ غور کیجئے کہ اگر واقعی آپ میں وصفِ استقامت مکمل طور پر مفقود ہوتا تو پھر آپ بلا ناغہ مقررہ وقت پر اپنے دفتر، دکان یا اسکول و کالج کیسے پہنچتے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ عدمِ استقامت کی یہ رکاوٹ محض مدنی کاموں کی راہ میں حائل ہوتی ہو؟ آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ انفرادی کوشش میں استقامت پانے کیلئے ان فوائد پر نگاہ رکھئے جن کا ذکر پچھلے صفحات میں کیا جا چکا ہے۔

انفرادی کوشش کرنے کا طریقہ

پیاری اسلامی بہنو! انفرادی کوشش کرنے کا طریقہ باقاعدہ طور پر جاننے سے پہلے ہمیں چاہیے کہ اپنی انفرادی کوشش کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنانے کیلئے سب سے پہلے اپنی ذات کو ذیل میں دیئے گئے اوصاف سے متصف کرنے کی کوشش کریں، لیکن یاد رکھئے کہ ان تمام اوصاف کا تعلق اسباب سے ہے اور ہمیں چاہیے کہ اپنی نگاہ اسباب پر نہیں خالقِ اسباب عزوجل پر رکھیں، اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا ایک فائدہ تو یہ

ہوگا کہ اگر مذکورہ اوصاف میں سے کچھ اوصاف آپ کی ذات میں نہ بھی ہوں تو بھی آپ کو انفرادی کوشش کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی کیونکہ ایسی ایسی اسلامی بہنوں کو کامیاب انفرادی کوشش کرتے دیکھا گیا جن میں بظاہر کوئی خوبی دکھائی نہیں دیتی' جبکہ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کبھی اس قسم کے شکووں میں مبتلا نہیں ہوں گے کہ میں نے اتنے اچھے انداز سے فلاں پر انفرادی کوشش کی لیکن وہ تو (معاذ اللہ) ایسا ڈھیٹ ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتا یا فلاں پر مدنی مرکز کر دیئے ہوئے طریقے کے مطابق اتنی طویل انفرادی کوشش کی لیکن نتیجہ صفر رہا یا فلاں پر زندگی کی سب سے بہترین انفرادی کوشش کی لیکن لگتا ہے اس کا دل پتھر ہو چکا ہے' وغیرہ وغیرہ اور اس کا تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ ان اوصاف کی موجودگی میں خود پسندی کا شکار نہیں ہوں گے کہ میرا اندازِ گفتگو بہت اچھا ہے' میں تو مٹی کو بھی ہاتھ لگاتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے' فلاں پر کئی منجھی ہوئی اسلامی بہنوں نے انفرادی کوشش کی لیکن کامیابی مجھے ہی ملی' وغیرہ وغیرہ۔

انفرادی کوشش کرنے والے کے اوصاف

خوش اخلاقی

جو مبلغ جتنا زیادہ خوش اخلاق ہوگا یعنی سلام میں پہل کرنے والا ہوگا' پرتپاک انداز سے مصافحہ یا معانقہ کرنے کا عادی ہوگا' خندہ پیشانی سے مسکرا کر ملنے والا ہوگا' اپنی ذات کیلئے غصہ کرنے والا نہ ہوگا' جو اس پر ظلم کرے اسے معاف کرنے والا ہوگا' احترامِ مسلم کا خوگر ہوگا اور مسلمانوں کی غمخواری کرنے والا ہوگا تو لوگ اتنی ہی آسانی سے اس کی طرف مائل ہوں گے اور اسے کسی پر انفرادی کوشش کرنے میں دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا' خوش اخلاقی اپنانے کیلئے ہمیں چاہیے کہ اس کے فضائل پر غور وفکر کریں' مثلاً:

(1) حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ اپنے احسن اخلاق کی وجہ سے رات کو عبادت کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے کے درجے کو پالیتا۔

(شعب الایمان ج ۶ ص ۲۳۷ ۔ رقم: ۷۹۹۸)

(2) حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینے کے تاجور، رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میزانِ عمل میں حسن اخلاق سے وزنی کوئی اور عمل نہیں۔

(الادب المفرد ۔ باب حسن الخلق ۔ ص ۹۱ ۔ رقم: ۲۷۳)

(3) حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروزِ محشر تم میں سے میرے سب سے زیادہ محبوب اور میری مجلس میں سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں اچھے اخلاق والے ہیں، نرم خُو ہیں، جو لوگوں سے اُلفت رکھتے ہیں اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں اور تم میں میرے لیے سب سے زیادہ قابلِ نفرت اور قیامت کے دن میری مجلس میں مجھ سے سب سے زیادہ دُور منہ بھر کر باتیں کرنے والے، باتیں بنا کر لوگوں کو مرغوب کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔

(سنن الترمذی ۔ کتاب البر والصلۃ ۔ ج ۳ ص ۴۱۰ ۔ رقم: ۲۰۲۵)

(4) حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسنِ اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔

(شعب الایمان ۔ باب فی حسن الخلق ۔ ج ۶ ص ۲۴۸ ۔ رقم: ۸۰۳۶)

حضرت سیدنا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو تم اپنے اموال سے خوش نہیں کر سکتے لیکن تمہاری خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی انہیں خوش کر سکتی ہیں۔

(شعب الایمان ج ۶ ص ۲۴۵ ۔ رقم: ۸۰۵۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب دو شخص ملاقات کریں تو پہلے کون سلام کرے؟ فرمایا: جو ان میں سے اللہ عزوجل کے زیادہ قریب ہو۔ (ابوداؤد ۔ کتاب الادب ۔ ج ۴ ص ۴۴۹ ۔ رقم: ۵۱۹۷)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا لوگوں کو گرم جوشی سے سلام کرنا بھی صدقہ ہے۔

(جامع العلوم والحکم ج ۱ ص ۲۳۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں، پھر ان میں سے ایک اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑتا ہے (یعنی مصافحہ کرتا ہے) تو اللہ پر حق ہے کہ ان کی دعا قبول فرمائے اور ان کے ہاتھوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت فرما دے۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۸۶ ۔ رقم: ۱۲۴۵۴)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان مرد ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو سلام کرتا ہے تو ان میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ گرم جوشی سے ملاقات کرتا ہے، پھر جب وہ مصافحہ کرتے ہیں تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں، ان میں سے نوے رحمتیں سلام میں پہل کرنے والے کیلئے اور دس مصافحہ میں پہل کرنے والے کیلئے ہیں۔

(مسند البزار ج ۱ ص ۴۳۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہوئے مصافحہ کرتے اور ایک دوسرے سے خیریت دریافت کرتے ہیں تو اللہ ان کے درمیان سو رحمتیں نازل فرماتا ہے جن میں سے نوے رحمتیں زیادہ پر تپاک طریقے سے ملنے والے اور اچھے طریقے سے اپنے بھائی سے خیریت دریافت کرنے والے کیلئے ہوتی ہیں۔

(طبرانی اوسط۔ باب الف۔ ج ۵ ص ۳۸۰۔ رقم: ۷۶۷۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیکی صدقہ ہے اور تمہارا کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی نیکی ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالنا بھی نیکی ہے۔

(المسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۱۲۔ رقم: ۱۴۷۱۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نیک کام کو ہرگز حقیر نہ جانو اگرچہ وہ تمہارا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔

(مسلم۔ کتاب البر والصلۃ۔ باب فی ضائع المعروف۔ ص ۱۴۱۳، رقم: ۲۶۲۶)

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ڈول (برتن) سے دوسرے بھائی کا ڈول (برتن) بھرنا تیرا صدقہ ہے، تیرا نیکی کا حکم کرنا اور بُرائی سے منع کرنا صدقہ ہے، تیرا مسلمان بھائی کیلئے مسکرانا صدقہ ہے اور تیرا کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا صدقہ ہے۔

(سنن الترمذی۔ کتاب البر والصلۃ۔ ج ۳ ص ۳۸۴۔ رقم: ۱۹۲۳)

خوش لباس

انفرادی کوشش کرنے والے کو چاہیے کہ وہ سنت کے مطابق سادہ اور صاف ستھرا

لباس پہننے کا عادی ہو کیونکہ اگر اس کے کپڑے میلے کچیلے نظر آئیں گے تو لوگ اس سے ملنے سے کترائیں گے، خوش لباسی سے ہمیں تنظیمی فوائد کے ساتھ ساتھ درج ذیل برکتیں بھی نصیب ہوں، ان شاء اللہ!

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے، پاک ہے اور پاکی کو پسند کرتا ہے۔ (سنن ترمذی۔ ج ۴ ص ۳۶۵۔ رقم الحدیث: ۲۸۰۸)

مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الطھور شطر الایمان ۔

یعنی پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۳، ص ۱۴۰)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے بال ہوں تو وہ ان کا اِکرام کرے یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے، کنگھا کرے۔

(سنن ابوداؤد ج ۴ ص ۱۰۳۔ رقم الحدیث: ۴۱۶۳)

لیکن یہ بھی نہ ہو کہ ہر وقت کنگھا لے کر سر کے بالوں کے پیچھے پڑے رہیں اور نہ ہی اتنی لاپرواہی سے کام لیں کہ بال اُلجھے اور بکھرے ہوئے رہیں، بہرحال ہمارا حلیہ سنتوں کے سانچے میں ڈھل کر ایسا ستھرا اور نکھرا ہونا چاہیے کہ لوگ ہمیں دیکھ کر ہم سے گھن نہ کریں بلکہ ہماری طرف مائل ہوں۔

میری ہر ہر ادا سے یا نبی ﷺ سنت تیری جھلکتی ہو
جدھر جاؤں نبی ﷺ خوشبو وہاں تیری مہکتی ہو

معاملہ فہمی

شیخ طریقت امیرِ اہلِ سنت علامہ ابوبلال محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ جس کو یہ گُر مل گیا کہ کہاں کیا بولنا ہے تو وہ کامیاب ہو گیا۔

پیاری اسلامی بہنو! مبلغہ کو معاملہ فہم ہونا چاہیے کہ وہ جانتا ہو کہ کس وقت کس سے' کیا بات کرنی ہے؟ مثلاً آپ کی ملاقات کسی نئی اسلامی بہن سے ہوئی اور اس نے بتایا کہ میری ماں کو کینسر ہو گیا ہے' اور آپ نے اس کی قلبی کیفیات کا لحاظ کیے بغیر اسے موت کے تصور سے ڈرانا شروع کر دیا کہ عنقریب موت آنے والی ہے اور تمہاری ماں تو بالکل قبر کے کنارے پہنچ چکی ہے' وغیرہ وغیرہ' اس قسم کی گفتگو کے بعد آپ کے بارے میں اس کے کیا تاثرات ہوں گے؟ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں بلکہ ہو سکتا ہے وہ زبان سے اظہار بھی کر ڈالے' اس لیے ایسے موقع پر غم خواری کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کریں اور کچھ اس طرح سے اس کی غم خواری کریں: اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو جلد از جلد شفاء عطاء فرمائے! انہیں ہر آفت' دکھ اور پریشانی سے بچائے! میں اجتماع میں بھی دعا کروں گی' ان شاء اللہ عزوجل! بلکہ ہو سکے تو آپ بھی میرے ساتھ چلئے' دونوں بہنیں مل کر دعا کریں گی' اس کے علاوہ راہِ خدا میں سفر کرنے والوں کی دعائیں جلد قبول ہونے کی بشارت بھی دی گئی ہے' لہٰذا آپ بھی کوشش کر کے مدنی قافلے میں سفر اختیار کیجئے اور ڈھیروں ثواب کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنی والدہ کی جلد صحت یابی کیلئے دعا بھی کریں۔

محترم اسلامی بہنو! یاد رکھئے کہ اگر ہم نے موقع محل کے مطابق گفتگو نہ کی تو ممکن ہے کہ کسی بے موقع بات کی وجہ سے وہ اسلامی بہن ہم سے دور ہو جائے جیسا کہ ایک مبلغ نے بتایا کہ ایک ماڈرن کلین شیو نوجوان سے میری ملاقات ہوتی رہتی تھی' ابتدائی ایک دو ملاقاتوں کے بعد ہی ایک دن میں نے ان سے کہہ دیا کہ پیارے اسلامی بھائی! میرا دل چاہتا ہے کہ آپ بھی داڑھی رکھنے کی سنت پر عمل کر لیں۔ وہ اسلامی بھائی یہ بات سن کر جھینپ گئے اور اس دن کے بعد مجھ سے ملنا چھوڑ دیا' افسوس! مجھ سے غلطی ہو گئی گویا لوہا ابھی گرم نہیں ہوا تھا کہ میں نے ٹھنڈے توے پر ہی روٹی ڈال

دی، یعنی نیکی کی دعوت دینے میں جلد بازی سے کام لیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس اسلامی بھائی نے ملنا ہی چھوڑ دیا، اگر وہ ملتے رہتے تو کم از کم میں انہیں نیکی کی دعوت تو پیش کرتا رہتا، اسی طرح آہستہ آہستہ ان کا ذہن بن جاتا اور وہ بھی ایک دن اپنے چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی سجا لیتے۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ ہمیں جن اسلامی بہنوں پر انفرادی کوشش کرنی ہے، ان کا تعلق زندگی کے مختلف شعبوں سے ہو سکتا ہے مثلاً طالب علم، استاذ، وکیل، ڈاکٹر، فوجی افسر، کاروباری شخص، ملازمت پیشہ وغیرہ پھر ان میں کوئی جوان ہوگا تو کوئی بوڑھا اور اسی بناء پر ان میں سے ہر ایک کی گفتگو، لباس، رہن سہن اور سوچ کا انداز جداگانہ ہوتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہر ایک پر اس کی نفسیات کے مطابق انفرادی کوشش کریں اور یہ گُر سیکھنے کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے مدنی مذاکروں کو سننا اور جتنا ممکن ہو سکے، آپ مدظلہ العالی کی صحبت میں بیٹھنا بے حد مفید اور ضروری ہے۔

قدرتِ کلام (بولنے کا فن)

پیاری اسلامی بہنو! ہم کسی کو اپنا مقصد کلام کے ذریعے سمجھا سکتے ہیں، مثلاً کسی غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دینا، کسی اسلامی بہن کو مدنی قافلے میں سفر یا مدنی انعامات کی ترغیب دلانا، نیکی کی دعوت یا نماز کی ادائیگی کے لیے ذہن بنانا، گفتگو کے ذریعے ہی ممکن ہے، اس لیے ضروری ہے کہ انفرادی کوشش کرنے والی مبلغہ قلیل اور پُر دلیل کلام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اس کیلئے مسلسل مدنی قافلوں میں سفر کرنا بے حد مفید ہے، اس کے علاوہ انفرادی کوشش کرنے والوں کو چاہے کہ امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی کے رسائل اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرتا رہے تاکہ اس کے ذہن میں زیادہ سے زیادہ الفاظ کا ذخیرہ جمع ہو سکے۔

پیاری اسلامی بہنو! اگر ہم غور کریں کہ اس وقت دنیا میں جتنی بھی بڑی بڑی کمپنیاں ہیں ان کی تیار کردہ مصنوعات کی کامیابی کا دارومدار ان کے سیلزمین (Salesman) پر ہوتا ہے کیونکہ اس کا کام بولنے سے تعلق رکھتا ہے جو سیلز مین (Salesman) جتنے اچھے انداز میں اپنی کمپنی کا تعارف پیش کرے گا' اتنی ہی اس کمپنی کی شہرت مارکیٹ میں ہوگی' اسی طرح ہر دعوتِ اسلامی والوں کو چاہیے کہ دعوتِ اسلامی کا تعارف اور اس کی برکتیں بہترین انداز میں دوسروں تک پہنچائے' چنانچہ ہم جتنے اچھے انداز میں انفرادی کوشش کریں گے' اتنی آسانی سے ہماری تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کا پیغام لوگوں کے دلوں میں اترتا چلا جائے گا۔

مختلف زبانوں پر عبور

محترم اسلامی بہنو! یوں تو ہمیں اُردو زبان میں ہی انفرادی کوشش کرنی چاہیے لیکن جس قدر ممکن ہو کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ علاقائی اور بین الاقوامی زبانوں مثلاً اُردو' عربی' انگلش' سندھی' پنجابی' سرائیکی' پشتو' بنگالی' میمنی وغیرہ پر عبور حاصل کرنا چاہیے تاکہ سامنے والے کے اُردو نہ جاننے کی صورت میں اس پر کسی بھی زبان میں انفرادی کوشش کی جاسکے' کیونکہ ہمارا مدنی مقصد یہ ہے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے' ان شاءاللہ! اور ساری دنیا کے لوگوں میں مختلف قسم کی زبانیں رائج ہیں' چنانچہ جب ہم کسی سے اس کی مادری یا مقامی زبان میں گفتگو کریں گے تو وہ بہت جلد ہم سے مانوس ہوجائے گا جس کی وجہ سے اس پر انفرادی کوشش کرنا آسان ہوجائے گا۔

مسلمانوں کی خیرخواہی کا جذبہ

انفرادی کوشش کرنے کیلئے مسلمانوں کی خیرخواہی کا جذبہ دل میں ہونا بہت ضروری ہے' سرکارِ مدینۃ المنورہ سلطانِ مکۃ المکرمہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ ذیشان

ہے: دین مسلمانوں کی خیر خواہی ہی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس کیلئے؟ ارشاد فرمایا: اللہ کیلئے، اس کی کتاب کیلئے، اس کے رسول کیلئے، مسلمانوں کے اماموں کیلئے اور ان کی عوام کیلئے۔

(مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب بیان الدین النصیحۃ۔ رقم: ۵۵۔ ص ۴۷)

جب ہم کسی کا مخلص خیر خواہ بن کر انفرادی کوشش کریں گے تو اخلاص کی نورانیت سامنے والے کا دل موہ لے گی اور یہ انفرادی کوشش ضرور کامیاب ہوگی۔ ان شاءاللہ!

سنجیدہ مزاجی

انفرادی کوشش کرنے والے کی ذات میں سنجیدگی کا وصف ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر کوئی اوٹ پٹانگ طریقے سے دوسروں کو مخاطب کرنے والے مسخرے پن کی عادت کا شکار ہونے والا ہوگا تو اس کی کسی بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا جائے گا، چنانچہ وہ جب بھی انفرادی کوشش کرے گا تو اسے مذاق ہی مذاق میں ٹال دیا جائے گا، اس لیے مبلغ کو چاہیے کہ وہ محض انفرادی کوشش کے وقت نہیں بلکہ ہر وقت ہر جگہ مبلغ بن کر رہے یعنی پورے جسم کو قفلِ مدینہ لگانے کی کوشش کرے اور سنجیدہ اور باوقار انداز سے زندگی گزارے۔

معاملات میں صفائی پسند واقع ہونا

مبلغ کو چاہیے کہ اپنے دنیاوی معاملات مثلاً کاروباری لین دین، ملازمت، قرض اور گھریلو معاملات میں بھی شریعت کا دامن تھام کر رکھے کیونکہ مذکورہ معاملات درست نہ ہونے کی صورت میں اس کی شخصیت پر ایسے منفی اثرات مرتب ہوں گے جو اس کی انفرادی کوشش کی کامیابی میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

بقدرِ ضرورت علمِ دین کا حاصل ہونا

اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے سلسلے میں علم دین بنیادی

ضرورت ہے، لہٰذا مبلغ کو چاہیے کہ مختلف ذرائع مثلاً امیر اہلِ سنت مدظلہ العالی کے رسائل و بیانات اور مدنی مذاکرات کی کیسٹ اور علمائے دین کی تصانیف اور مدنی قافلوں میں سفر کی مدد سے علمِ دین سیکھنے کی کوشش مسلسل جاری رکھے۔

باعمل ہونا

اگر انفرادی کوشش کرنے والا اپنے کہنے پر عمل کرنے والا ہوگا تو اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ تاثیر کا تیر بن کر سامنے والے کے دل میں پیوست ہو جائیں گے، ان شاء اللہ!

جبکہ اس کے برعکس اگر اس کے قول و فعل میں تضاد نظر آئے گا تو سامنے والے پر کوئی اچھا تأثر قائم نہیں ہوگا۔

انفرادی کوشش کیلئے کی جائے والی ملاقات میں نیت

پیاری اسلامی بہنو! جب بھی کسی سے ملاقات کریں تو ہمیں چاہیے کہ رب کی رضا کا حصول پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس مدنی مقصد کے ساتھ ملاقات کریں کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے، ان شاء اللہ! اور اس مقصد کے حصول کیلئے مجھے خود بھی مدنی انعامات کا عامل اور مدنی قافلوں کا مسافر بننا ہے اور اپنی اس ملاقاتی اسلامی بہن کو بھی اس کی ترغیب دینی ہے۔

انفرادی کوشش کیلئے کی جانے والی ملاقات سے پہلے غور طلب اُمور

جب بھی ہم کسی سے ملاقات کیلئے جائیں تو ہمیں چاہیے کہ ملاقات سے پہلے ربِ کائنات کی بارگاہ میں (دل میں ہی سہی) اپنی انفرادی کوشش کی کامیابی کیلئے دعا ضرور کریں کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، اس کے علاوہ اپنے ظاہری حلیہ کا بھی ضرور جائزہ لے لیں، مثلاً لباس صاف ستھرا ہونا چاہیے، عمامہ دُھلا ہوا ہو، اس پر تیل وغیرہ کے دھبے نہ لگے ہوئے ہوں، زُلفیں بے ترتیب نہ ہوں، ہو سکے تو ان میں تیل لگا کر

کنگھی کر لیجئے، ہاتھ پاؤں کے ناخن بڑھے ہوئے نہ ہوں اور اگر اچھی قسم کے جوتے موجود ہوں تو وہ پہن لیے جائیں وغیرہ، بلکہ ہمیں ہر وقت ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے کہ کسی بھی وقت کسی بھی مقام پر ہمیں انفرادی کوشش کیلئے ملاقات کرنا پڑ سکتی ہے، اس کے علاوہ مدنی تحائف مثلاً عطر کی شیشی، رسائلِ امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی، آپ کے بیانات کی کیسٹیں، مدنی انعامات کے کارڈ اور تسبیح وغیرہ بھی اپنے پاس ضرور رکھیں۔

ملاقات کی ابتداء کس طرح کریں؟

پیاری اسلامی بہنو! جب کسی سے ملاقات ہو تو مسکراتے ہوئے سلام کر کے اس کا نام (اگر پہلے سے معلوم ہو تو) پکار کر اس سے گرمجوشی سے مصافحہ کریں اور مصافحہ کے دوران اگر انگوٹھے کے پاس ایک رگ کو دبایا جائے تو آپس میں محبت بڑھتی ہے، یاد رہے دورانِ مصافحہ توجہ سامنے والے کی طرف ہونی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ آپ کا چہرہ کسی اور جانب ہو، جبکہ ہاتھ کسی دوسرے کی طرف بڑھ رہے ہوں، ہاں! اگر سامنے والے کی توجہ کسی اور طرف ہو تو مصافحہ کرتے وقت اس کے ہاتھ کو خفیف سا جھٹکا دیں (جس سے اسے تکلیف نہ پہنچے) ان شاء اللہ! وہ آپ کی طرف متوجہ ہو جائے گا، اگر موقع ہو تو معانقہ بھی کریں (بشرطیکہ وہ امرد نہ ہو) اور اس کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے مناسب الفاظ میں اس کی خیریت دریافت کریں، پھر (اگر معلوم نہ ہو تو) اس کا نام پوچھ لیجئے اور اگر نام شریعت کے مطابق ہے تو اس کے نام کی تعریف بھی کر دیجئے کہ بڑا پیارا نام ہے، پھر اسے اپنا نام اور کام بھی بتا دیجئے، اس کے بعد نپے تلے الفاظ میں اس کا کام بھی دریافت کر لیں، مثلاً شعیب بھائی! آپ پڑھتے ہیں یا کوئی کام وغیرہ کرتے ہیں؟ پھر اس پر مدنی ماحول کی اہمیت آشکار کرتے ہوئے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کی دعوت دیجئے اور مدنی انعامات کا تعارف کرواتے ہوئے ان کا عامل اور

مدنی قافلوں کی برکتیں بتاتے ہوئے راہِ خدا کا مسافر بننے کی ترغیب دیں۔

ملاقات کا دورانیہ

کسی پر انفرادی کوشش کی غرض سے کی جانے والی ہماری ملاقات مختلف مقامات پر ہوسکتی ہے' مثلاً ہفتہ وار اجتماع میں' اجتماع ذکر و نعت میں' سالانہ اجتماع میں' مسجد میں' بازار میں' دکان پر' بس سٹاپ پر' کسی ہسپتال میں' اسکول و کالج میں' کسی مختصر یا طویل سفر کے دوران' پھر یہ ملاقات اچانک ہوگی یا طے شدہ' لہٰذا موقع کی مناسبت سے ملاقات کا دورانیہ (جو بہت زیادہ طویل نہ ہو) اپنے ذہن میں طے کرلیں اور اس کی بھی تقسیم کرلیں کہ اتنے منٹ میں میں اسے نیکی کی دعوت پیش کروں گی' اتنے منٹ دعوتِ اسلامی کے ماحول کا تعارف کرواتے ہوئے اس کے دل میں دعوتِ اسلامی کی اہمیت اُجاگر کروں گی' اتنے منٹ اسے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کیلئے آمادہ کرنے کی کوشش کروں گی' اتنے منٹ میں مدنی انعامات اور مدنی قافلوں کا تعارف کرواتے ہوئے اسے مدنی انعامات کا کارڈ بھر کر جمع کروانے اور مدنی قافلوں کا مسافر بننے کیلئے تیار کرنے کی کوشش کروں گا' وقت کی اس تقسیم کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اپنی مختصر ملاقات میں بھی بھرپور انفرادی کوشش کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے اور ہم نے وقت تقسیم نہ کیا تو ہوسکتا ہے کہ ہماری ملاقات محض حال احوال دریافت کرنے تک محدود رہے اور وہ ہم سے اجازت لے کر رخصت ہوجائے۔

دورانِ ملاقات پیشِ نظر رکھنے جانے والے اُمور

پیاری اسلامی بہنو! ہمیں چاہیے کہ ملاقات کے دوران درج ذیل اُمور کا بالخصوص خیال رکھیں۔

نشاط قائم رکھیں

پوری ملاقات کے دوران اپنی اور سامنے بالخصوص نئے اسلامی بھائی کی دلچسپی

فوت نہ ہونے دیں، بار بار ایک ہی سوال مثلاً طبیعت یا کاروبار کے بارے میں ہی پوچھتے رہنے سے سامنے والا بوریت کا شکار ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے، واقعات میں دلچسپی انسان کا فطری تقاضا ہے، اس لیے ہو سکے تو ملاقات کے دوران دعوتِ اسلامی کی برکتوں پر مشتمل کوئی مختصر واقعہ بھی سنادیں۔

ٹھہر ٹھہر کر سوچ سمجھ کر گفتگو کریں

جو بھی گفتگو کریں بہت سوچ سمجھ کر کریں اور الفاظ کی ادائیگی کی رفتار متوسط ہو، ایسا قلیل اور پُر دلیل کلام کریں جو سامنے والے کی سمجھ میں بھی آ جائے، یہ گُر سیکھنے کیلئے مدنی قافلوں میں استطاعت سے سفر اختیار کرتے رہیے۔

جھوٹ میں مبتلا کروا دینے والے سوالات کرنے سے بچیں

دورانِ ملاقات ایسے سوالات نہ کریں جن کا جواب دیتے ہوئے مسلمان کے جھوٹ میں مبتلاء ہونے کا غالب امکان ہو، مثلاً سفر کیسا گزرا؟ آپ کو میری بات بُری تو نہیں لگی؟ آپ نے اجتماع میں شرکت کیوں نہیں کی؟ آپ بور تو نہیں ہو رہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

بات نہ کاٹیں

حتی الامکان سامنے والے کی بات کاٹنے سے بچیں کہ کوئی بھی اس چیز کو پسند نہیں کرتا، ہاں! اگر سامنے والا بے تکان بولتا جائے یا گفتگو کا رخ ایسی جانب موڑ دے جہاں آپ کو اپنا مقصدِ ملاقات فوت ہوتا نظر آئے، وہاں حکمتِ عملی سے رسمی الفاظ بول کر ترکیب بنا لیجئے۔

سامنے والے کی نفسیات کے مطابق گفتگو کریں

دورانِ گفتگو سامنے والے کی نفسیات کو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے، لہٰذا وہ جس شعبۂ زندگی سے تعلق رکھتا ہو اُس سے اِس شعبے کے بارے میں مختصر طور پر چند جملوں

میں معلومات ضرور پوچھیں اور اپنی انفرادی کوشش کے دوران ہو سکے تو اس کے شعبے کی مثالیں دے کر اسے سمجھائیں، اس سے ملاقات میں اُس کی دلچسپی قائم رکھنے میں بہت مدد ملے گی۔

بھرپور خود اعتمادی سے ملاقات کریں

انفرادی کوشش کیلئے بالخصوص شخصیات سے ملاقات کرنے والے مبلغ کو چاہیے کہ اس کے سامنے موجود شخصیت کتنے ہی بڑے عہدے پر کیوں نہ ہو، وہ قلبی طور پر ہرگز ہرگز اس کے عہدے یا منصب سے مرعوب نہ ہو اور نہ ہی کسی قسم کی احساسِ کمتری کا شکار ہو، بلکہ بھرپور خود اعتمادی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انفرادی کوشش کرے، مگر یاد رہے کہ انفرادی کوشش کر چکنے کے بعد خود پسندی میں مبتلا ہونے کی بجائے اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے مجھے انفرادی کوشش کی توفیق عطاء فرمائی۔

آپ جناب سے بات کریں

دورانِ گفتگو تُو تکار، ابے تبے سے بچیں، خواہ وہ آپ کا پرانا جاننے والا ہو بلکہ آپ جناب سے بات کریں، اس سے آپ کو اپنا مقصد پورا کرنے میں معاونت ملے گی۔

نگاہیں نیچی رکھیں

ملاقات کے دوران سامنے والے کے چہرے پر نگاہیں گاڑے بغیر گفتگو کریں بلکہ سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور وقتاً فوقتاً کن انکھیوں سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ بھی لیتے رہیں۔

اصطلاحات کا استعمال

گفتگو کے دوران دعوتِ اسلامی کی اصطلاحات کا استعمال ہرگز ترک نہ کریں، ہاں! اگر ایسی اصطلاح ہو جس سے سامنے والا بالکل ناواقف ہو اور تشویش میں مبتلاء ہو جائے تو اس کی مختصر طور پر وضاحت بھی کر دیجئے، مثلاً ''مکتب'' کا لفظ بولیں تو اس کو

بتا دیں کہ ''دفتر'' کو ہمارے ہاں مکتب کہا جاتا ہے۔

درمیانی آواز سے گفتگو کریں

دورانِ گفتگو درمیانی آواز سے بات چیت کریں، نہ تو اتنی دھیمی آواز ہو جو سامنے والے کے پردۂ سماعت سے ٹکرانے کی سعادت سے محروم رہے اور نہ اتنی بلند کہ آس پاس کے لوگ تشویش میں مبتلا ہو جائیں۔

اظہارِ مسرت اور غم خواری

سامنے والا اگر کوئی خوشی کی بات بتائے کہ میں امتحان میں پاس ہو گیا ہوں یا میرے ہاں بچے کی ولادت ہوئی یہ تو اس کی خوشی میں اس طرح شریک ہو جائیں کہ وہ خوشی اسے نہیں، آپ کو ملی ہے، اسے مبارک باد دیتے ہوئے ملاقات کے اختتام پر اس کے بچے کیلئے کوئی تحفہ دے دیجئے اور اگر اس کا کوئی چھوٹا بچہ ساتھ ہو (جو حدِ شہوت کو نہ پہنچا ہو) تو اسے شفقت سے چوم لیجئے، اس سے سامنے والے کے دل میں آپ کی محبت بڑھے گی اور اگر وہ کوئی غم کی بات بتائے، مثلاً میں امتحان میں فیل ہو گیا یا میرے پیسے کھو گئے یا مجھے کاروبار میں نقصان ہو گیا تو اظہارِ افسوس کرتے ہوئے اس کی غم خواری کیجئے، اس کی ڈھارس بندھانے کیلئے موقع محل کے مطابق مصائب کے فضائل میں سے کوئی فضیلت بھی سنا دیں، مصائب کے چند فضائل ملاحظہ ہوں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی، پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اللہ پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرما دے، جبکہ ایک روایت میں ہے کہ مسلمان کو تھکاوٹ، مرض، رنج اور غم میں سے جو مصیبت پہنچی ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

(مجمع الزوائد۔ کتاب الزھد۔ ج ۱ ص ۲۵۶۔ رقم: ۲۸۷۲)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے پاس تشریف لائے اور اسے ہلایا' یہاں تک کہ اللہ نے اس کے جتنے پتے گرانا چاہے اتنے گر گئے' پھر فرمایا کہ مصیبتیں اور تکلیفیں میرے اس درختوں کے پتوں کو گرانے سے بھی تیزی سے آدمی کے گناہوں کو گرادیتی ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۰۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب اہل بلا کو ثواب دیا جائے گا تو دنیا میں عافیت کے ساتھ رہنے والے تمنا کریں گے کہ کاش! ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔ (ترمذی۔ کتاب الزھد۔ ج ۴ ص ۱۸۰۔ رقم: ۲۴۱۰)

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مؤمن کے جسم میں جو ایذاء دینے والی چیز پہنچتی ہے' اللہ اس کے سبب اس بندے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

(الترغیب والترھیب ج ۶ ص ۱۶۶۔ رقم: ۵۲۷۳)

اس کے ذاتی حلیے پر اعتراض نہ کریں

اگر سامنے والے نے خلافِ سنت لباس پہنا ہوا ہو یا وہ کسی اعلانیہ فسق (مثلاً داڑھی منڈانے کے گناہ) میں مبتلا ہو تو اس پر تنقید نہ کریں کہ فائدہ کی بجائے نقصان ہوسکتا ہے۔

اختلافی وسیاسی بحث میں نہ اُلجھیں

اگر دورانِ گفتگو سامنے والا کسی قسم کی اختلافی بحث چھیڑنے کی کوشش کرے تو اپنے ''محققِ اعظم'' ہونے کا ثبوت دینے کی بجائے اس سے گزارش کریں کہ آپ کے ان سوالات کا جواب تو ہمارے علماء ہی بہتر طور پر دے سکتے ہیں' لہٰذا اگر آپ چاہیں تو کسی وقت فلاں عالمِ دین کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں یا پھر اسے اس موضوع پر لکھی گئی مستند کتاب پڑھنے کا مشورہ دیتے بات آگے بڑھا دیں اور اگر آپ

کی ملاقات سیاسی بحث کا شوق رکھنے والے سے ہو جائے تو اس بحث میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنی گفتگو کا رخ اپنے مقصد کی جانب اس طرح پھیریں کہ اسے محسوس نہ ہونے پائے کیونکہ ایسی بحث کی صورت میں غیبت ہو جانے کا اغلب امکان ہوتا ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

محاسب نہیں خیرہ خواہ بنیں

دورانِ گفتگو اگر سامنے والا کوئی غلط بات کہہ دے تو نہایت شفقت کے ساتھ اس کی خیر خواہی کرتے ہوئے نرمی سے سمجھائیے نہ کہ محاسب کے انداز میں پوچھ گچھ اور ڈانٹ ڈپٹ شروع کر دیں، جیسا کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اُسے زینت عطا کرتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۱۰ص ۴۰۷۔ رقم: ۲۵۶۷)

حضرت سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: جب تم اپنے کسی بھائی کو گناہوں میں مبتلا دیکھو تو اُس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بن جاؤ کہ تم کہتے ہو: اللہ اسے رسوا کرے! اللہ اِس کا بُرا کرے! بلکہ یوں کہو: اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے! اس کی مغفرت فرمائے!

(کنز العمال۔ کتاب الاخلاق۔ باب فضیلۃ الصبر۔ ج ۳ص ۱۱۲۔ رقم: ۶۵۲۱، بتغیر قلیل)

سب کے سامنے نہ سمجھائیں

اگر وہ کوئی غلطی کر دے تو اسے سب کے سامنے ہرگز نہ ٹوکیں کہ اس کی دل آزاری ہو جانے کا قوی امکان ہے جس کی وجہ سے آپ کی بات بے اثر ہو جائے گی، لہٰذا موقع پا کر تنہائی میں سمجھائیں۔ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی، اس نے اس کو ذلیل کر دیا اور جس

نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اس کو مزین (آراستہ) کر دیا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۹۴)

اعتراض یا تنقید کا جواب

اگر ملاقات کے دوران سامنے والا آپ کی ذات یا تنظیم پر خواہ مخواہ کا اعتراض یا بے جا تنقید کرے تو بھڑک اُٹھنے کی بجائے زبان کا قفل مدینہ لگاتے ہوئے اسے نرمی کے ساتھ نیکی کی دعوت دینے کا سلسلہ جاری رکھئے اور اگر ایسی صورتِ حال ہو کہ اس کا جواب دینا ضروری ہو جائے تو انتہائی حکمتِ عملی سے جواب دیجئے کہ سننے والا کوئی بھی شخص بدظن نہ ہو۔

اس کی کوئی بات بُری لگے تو؟

اگر آپ کو اس کی کوئی بات بُری لگے تو اس پر ظاہر نہ ہونے دیں بلکہ برداشت کر کے صبر کرنے کا ثواب لوٹیں، مثلاً اس کے منہ سے بدبو آ رہی ہو یا اس کے جسم سے پسینے کی بو آ رہی ہو جس کی وجہ سے اس کے پاس کھڑا ہونا دشوار محسوس ہو رہا ہو تو اسے ہرگز اس بات کا احساس نہ ہونے دیں کہ آپ اس کی وجہ سے کسی آزمائش میں مبتلا ہیں۔

فضول گوئی سے بچتے رہیں

دورانِ گفتگو فضول گوئی (یعنی بے کار باتوں) سے بالعموم اور حرج کلام مثلاً غیبت، چغلی وغیرہ سے بالخصوص مکمل طور پر بچئے! صرف اور صرف اپنے مدنی مقصد پر نگاہ رکھئے!

نرم لہجہ اپنائیں

لہجے کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا ہمارا لہجہ خصوصاً ملاقات کے وقت ایک شفیق اور مہربان باپ کے لہجے کی طرح ہونا چاہیے، اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہمارے لہجے کی مٹھاس اس کے کانوں میں رس گھولتی ہوئی دل میں اُتر جائے

گی۔ان شاءاللہ!

سنجیدگی کا دامن تھامے رکھیں

ملاقات کے دوران سنجیدگی کا دامن مضبوطی سے تھامے رہیے! اور مذاق مسخری کی محفل گرم کرنے سے پرہیز کریں، لیکن یاد رکھئے کہ سنجیدگی ''منہ پر بارہ بجانے'' کا نام نہیں اور نہ ہی بقدرِ ضرورت گفتگو کرنا اور مسکرانا سنجیدگی کے منافی ہے، اس لیے سنجیدہ بننے کیلئے ان چیزوں کو ترک نہ کریں بلکہ حسبِ ضرورت مزاح بھی کرلیں اور مزاح ایسا ہو جس میں نہ تو کسی کی دل آزاری و تذلیل ہو اور نہ ہی کوئی اس کی وجہ سے تشویش میں مبتلا ہو۔

وہ کلمہ کفر کہہ دے تو؟

گفتگو کے دوران اگر سامنے والا (معاذ اللہ) کوئی ایسا کلمہ کہہ ڈالے جسے علمائے کرام نے کفر قرار دیا ہو (کلماتِ کفر کی پہچان کیلئے امیر اہلِ سنت مدظلہ العالی کے رسالے ''اٹھائیس کلماتِ کفر'' کا مطالعہ کریں) تو اس کے الفاظ کی تائید نہ کریں، لیکن اُس پر فوری طور پر ''کفر کا فتویٰ'' لگانے سے بھی پرہیز کریں کہ اسی میں عافیت ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو اور وہ کلمہ کفر نہ ہو یا پھر وہ کلمہ تو کفر ہو لیکن اس کے کہنے والے کو کافر نہیں کہا جاتا۔ (اس کی تفصیلی معلومات کیلئے مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب ''ایمان کی حفاظت'' کا مطالعہ فرمائیں) بہرصورت اسے حکمت عملی سے سمجھائیں کہ پیارے بھائی میری معلومات کے مطابق علمائے کرام نے اس بات کو کفر قرار دیا ہے، لہٰذا آپ احتیاطاً تجدیدِ ایمان کیلئے کلمہ پڑھ لیجئے اور کسی مستند عالم سے اس بارے میں ضرور پوچھ لیجئے گا، پھر ایمان کی حفاظت کے بارے میں اس کا ذہن بنا کر ''اٹھائیس کلماتِ کفر'' نامی رسالہ تحفے میں دے دیں اور اپنی گفتگو کا سلسلہ وہیں سے جوڑ لیں، جہاں سے ٹوٹا تھا۔

مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں سفر کی دعوت ضرور دیں

مدنی انعامات اور مدنی قافلوں کے بارے میں اس کا ذہن بنانے کے بعد (جس کا مواد مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب ''نصابِ مدنی قافلہ'' اور رسالہ ''مدنی تحفہ'' سے لیا جا سکتا ہے) اس کے ہاتھ میں مدنی انعامات کا کارڈ تھماتے ہوئے اسے پُر کر کے ہر ماہ کی دس تاریخ سے پہلے پہلے مدنی انعامات کے ذمہ دار کو جمع کروانے اور ہر ماہ میں تین دن کیلئے مدنی قافلے میں سفر کی بھرپور ترغیب دلانے اور نیت کرنے کے فوائد بتانے کے بعد نیت کروا کے نام بھی لکھ لیجئے' یاد رہے یہ ترغیب صرف پہلی ملاقات تک محدود نہ رہے' بلکہ وقتاً فوقتاً ترغیب دلاتے رہیں۔

آئندہ رابطہ کیلئے ایڈریس ضرور لے لیں

ملاقات کے اختتام سے پہلے اس سے آئندہ رابطے کا ذریعہ ضرور معلوم کریں اور اسے تحریراً محفوظ کرلیں تاکہ اس پر مسلسل انفرادی کوشش کرنا ممکن ہو۔

ملاقات کے اختتام پر تحفہ دیں

اس کی حیثیت کے مطابق اسے کوئی مدنی تحفہ مثلاً کوئی رسالہ یا کیسٹ وغیرہ ضرور دیں کہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ مشہور حدیث ہے:

تھادوا تحابوا ۔

ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔

(موطا امام مالک ج ۲ ص ۴۰۷ ۔ رقم ۱۷۳۱)

ملاقات کے دورانیے کا خیال رکھیں

ملاقات کے دورانیے کا ضرور خیال رکھئے' ایسا نہ ہو کہ سامنے والے کی کیفیات کا اندازہ کیے بغیر ملاقات کو اتنا طول دے دیا جائے کہ آئندہ وہ آپ کو دیکھتے ہی راستہ بدل لے' چنانچہ اگر وہ آپ سے ملاقات میں بوریت محسوس کر رہا ہو' مثلاً بار بار گھڑی

دیکھے یا آپ کی بات توجہ سے سننے کی بجائے اِدھر اُدھر دیکھنے میں مصروف ہو تو اس کے سر پر زبردستی سوار رہنے کی بجائے آئندہ ملاقات کرنے کا عزم ظاہر کر کے الوداعی مصافحہ کر لیجئے۔

بعد ملاقات کیے جانے والے کام

اس سے رابطہ رکھیں

کسی اسلامی بھائی سے پہلی مرتبہ ہونے کے بعد اس سے دوبارہ رابطہ کرنا بے حد ضروری ہے تا کہ اس پر مسلسل انفرادی کوشش کر کے اسے بھی سنتوں کا مبلغ بنایا جا سکے، عدم رابطہ کی صورت میں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری ملاقات کے نتیجے میں ملنے والے دینی جذبے کی تسکین کیلئے وہ ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ جائے جو دین کی تبلیغ کے نام پر لوگوں کا ایمان لوٹنے کیلئے مارے مارے پھرتے ہیں، چنانچہ ملاقات کے بعد مناسب وقفے سے اس کے دیئے ہوئے پتے پر بالمشافہ رابطہ ضرور کریں، ان کی رہائش کسی دوسرے شہر میں واقع ہونے کی صورت میں یہ رابطہ بذریعہ خط اور فون بھی ہو سکتا ہے۔

احسان نہ لیں

اس سے کسی قسم کا احسان بالخصوص مسلسل رابطے کی صورت میں نہ لیں کیونکہ احسان لینے کی صورت میں آپ اپنے مدنی مقصد کو پورا کرنے میں ناکام ہو سکتے ہیں، مشہور عربی مقولہ ہے:

الاحسان يقطع اللسان ۔

احسان زبان کو روک دیتا ہے۔

لہٰذا جب آپ اس سے احسان لے چکے ہوں گے تو کسی غلطی پر اس کی اصلاح کرنے میں جھجک کا سامنا نہ ہو گا۔

ذاتی معاملات میں دخل نہ دیں

سامنے والے کے ذاتی یا گھریلو معاملات میں بالکل دخل نہ دیں کیونکہ ایسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ وہ مروتاً خاموش رہے لیکن اسے آپ کی دخل اندازی شدید ناگوار گزرے جس کے نتیجے میں وہ آپ سے دور ہونا شروع ہو جائے' ہاں اگر وہ خود آپ سے کوئی مشورہ طلب کرے تو محتاط مشورہ دینے میں حرج نہیں۔

دعوتیں نہ اُڑائیں

اگر وہ آپ کے اندازِ ملاقات سے متاثر ہو کر آپ کی دعوت کرنا چاہے اور آپ کو اس میں دینی فائدہ نظر آئے تو مدنی فیس کے ساتھ قبول فرمالیں لیکن ایسا نہ ہو کہ روابط بڑھ جانے پر آپ خود اس سے مطالبہ کر کے دعوتیں اُڑانا شروع کر دیں اور اپنے مدنی مقصد کو فراموش کر بیٹھیں۔

غم خواری کا سلسلہ جاری رکھیں

اگر وہ خود یا ان کے والد صاحب وغیرہ بیمار پڑ جائیں تو عیادت کرنے ضرور جائیں کہ اس سے محبت میں اضافہ ہوگا اور ہمیں اپنا مدنی مقصد پورا کرنے میں مدد ملے گی' اسی طرح اگر اس کے گھر والوں میں سے کوئی فوت ہو جائے تو جنازے میں ضرور شرکت کریں اور اس سے بطورِ خاص تعزیت بھی کریں' یاد رکھئے کہ اس موقع پرستی ہونے کی صورت میں ناقابل تلافی نقصان ہونے کا اندیشہ ہے' کیونکہ اس قسم کے مواقع پر مذہبی لوگوں کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے' اگر وہ آپ کو اپنے اردگرد نہ پائے گا تو ہو سکتا ہے کہ یہ سوچ کر اس کا دل ٹوٹ جائے کہ ویسے تو حضرت میرے آس پاس منڈلاتے رہتے تھے لیکن میرے اس عزیز کے انتقال پر ان کی صورت بھی دکھائی نہیں دی اور وہ آپ سے اس مدنی ماحول سے دور ہو جائے' کسی کی غم خواری کرنے سے جہاں ہمیں تنظیمی طور پر فائدہ حاصل ہوگا' وہیں اُخروی فضائل بھی ملیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی غمزدہ شخص سے تعزیت (یعنی اس کی غم خواری) کرے گا' اللہ عزوجل اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے گا' اللہ اسے جنت کے جوڑوں میں سے دو ایسے جوڑے عطاء کرے گا جن کی قیمت دنیا بھی نہیں ہو سکتی۔

(المعجم الاوسط طبرانی ج۶ ص۴۲۹۔ رقم:۹۲۹۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک جنت کے پھل چننے میں رہا۔ (بخاری ص۱۳۸۹۔ رقم:۲۵۶۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کیلئے صبح کو جائے تو شام تک اس کیلئے ستّر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستّر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔ (سنن الترمذی ج۲ ص۲۹۰۔ رقم:۹۷۱)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی مسلمان کے جنازے میں ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے شریک ہوا اور نمازِ جنازہ ادا کرنے اور تدفین تک جنازے کے ساتھ رہا تو دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا' ان میں سے ہر ایک قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو نماز پڑھ کر تدفین سے پہلے لوٹ آیا تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔

(مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب فضل الصلوٰۃ علی الجنازۃ ص۴۷۱۔ رقم:۹۴۵)

اس کے دل میں دعوتِ اسلامی کی محبت پیدا کریں

انفرادی کوشش کرنے والے کو چاہیے کہ سامنے والے کی چاہت کو فقط اپنی ذات

تک ہی محدود نہ کرے بلکہ اسے دعوتِ اسلامی کی محبت گویا گھول کر پلا دے اور تاحیات اس مدنی ماحول سے وابستہ رہتے ہوئے مدنی کام کرنے کا ذہن دے' اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کے اُس علاقے یا دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی وہ اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کی محبت کی وجہ سے اس کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھے گا۔

اس سے زیادہ بے تکلف نہ ہوں

زیادہ بے تکلفی کا اظہار انسان کی عزت میں کمی کا سبب بھی بن جاتا ہے' نیتجتاً اس کی بات بے اثر ہو کر رہ جاتی ہے' اس لیے انفرادی کوشش کے دوران سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں' ہاں! شرعی اجازت کے ساتھ کبھی کبھار مزاح کر لینے میں حرج نہیں۔

بیانات کی کیسٹ اور رسائل دیں

ایسے اسلامی بھائیوں کو امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی کے بیانات اور مدنی مذاکرات کی کیٹیں سننے کیلئے دیں اور مناسب محسوس کریں تو کیسٹ دیتے وقت کور کو ہٹا لیں کہ بعض اوقات موضوع دیکھ کر اسلامی بھائی اس کیسٹ کو سننے سے کتراتے ہیں' اس کے علاوہ رسائل امیر اہلِ سنت مدظلہ العالی بھی پڑھنے کو دیجیے' مثلاً احترامِ مسلم میں سدھرنا چاہتا ہوں' باحیاء نوجوان' مردے کے صدمے' پل صراط کی دہشت' ویران محل' وضو اور سائنس' انمول ہیرے' ظلم کا انجام' خودکشی کا علاج۔

اجتماع میں اپنے ساتھ شرکت کروائیں

مذکورہ اسلامی بھائی کو بھرپور ترغیب دلا کر اپنے ساتھ ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کروائیں' دورانِ اجتماع انہیں تنہا چھوڑنے کی بجائے اپنے ساتھ ساتھ رکھیں' اجتماع میں لگنے والے حلقوں میں شرکت کروائیں' اجتماع کے بعد ساری رات وہیں اعتکاف کی ترغیب دے کر رُکنے کی ترکیب بنائیں۔

قافلے میں سفر کروائیں

اپنی گفتگو میں بار بار مدنی انعامات کی برکات اور مدنی قافلوں کی بہاروں کا تذکرہ کریں' اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس اسلامی بھائی کا بھی ذہن بن جائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے مدنی انعامات کا عامل اور مدنی قافلوں کا مسافر بننا ہے۔

انفرادی کوشش کب تک جاری رکھی جائے؟

جب آپ سے ملنے والے نئے اسلامی بھائی انفرادی کوشش کی برکت سے اپنی زندگی کوششوں کے سانچے میں ڈھال کر مکمل طور پر نہ صرف خود مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں بلکہ دوسرے پر انفرادی کوشش کر کے انہیں اجتماع' مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلے میں سفر کی ترغیب دینے والے بن جائیں تو ان سے ''ذاتی دوستی'' نبھانے کی بجائے بقدرِ ضرورت رابطہ رکھیں (لیکن مکمل طور پر ختم بھی نہ کریں) اور مزید نئے اسلامی بھائیوں کی طرف بڑھ جائیں کیونکہ اگر آپ انہی اسلامی بھائیوں کے جھرمٹ میں گھرے رہیں گے تو نئے اسلامی بھائیوں پر انفرادی کوشش کیلئے وقت نہیں نکال پائیں گے۔

غیر مسلم پر انفرادی کوشش کس طرح کی جائے؟

کسی غیر مسلم پر انفرادی کوشش کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے مذہب کے تفصیلی عقائد مع دلائل جاننے کے ساتھ ساتھ سامنے والے کے مذہبی عقائد اور ان کو ردّ کا طریقہ بھی جانتا ہو' نیز اس مذہب کی طرف سے جو اعتراضات اسلام پر کیے جاتے ہیں وہ اعتراضات اور ان کے جوابات اسے مستحضر ہوں' لہٰذا جو اسلامی بھائی اوصافِ مذکورہ سے متصف نہ ہو' اسے اس بارے میں محتاط رہنا چاہیے کہ کہیں سامنے والے کے اعتراضات کا جواب نہ دے سکنے کی بناء پر اس کا اپنا ایمان خطرے میں نہ پڑ

جائے' ہاں! اگر ملاقات یا علاقائی نیکی کی دعوت کے دوران سامنے والے کے غیر مسلم ہونے کا انکشاف ہو تو مسکرا کر اسے مسلمان ہو جانے کی دعوت پیش کریں' اگر وہ قبول کر لے تو فبہا وگرنہ اس سے بحث میں مت اُلجھیں جس کی وجہ سے عرض کی جا چکی ہے (لیکن دل میں اس کے کفر کو بُرا ضرور جانئے!)

ملاقات کی مثالیں

محترم اسلامی بہنو! یاد رہے کہ یہ مثالیں محض انفرادی کوشش کا طریقہ سمجھانے کی غرض سے لکھی گئی ہیں' اُمید ہے کہ سمجھدار اسلامی بہن کسی سے ملاقات کے دوران ان مثالوں میں دیئے گئے جملے بعینہٖ بولنے کی غلطی نہیں کریں گی' ہاں! معمولی سے ردّ و بدل کے بعد ان جملوں کو انفرادی کوشش کرتے ہوئے استعمال کیا جا سکتا ہے' اس کے علاوہ الفاظ کی ادائیگی کے وقت لہجے کی بہت زیادہ اہمیت ہے جسے کما حقہ تحریر میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

مسجد میں درس کے بعد ملاقات

مبلغ دعوتِ اسلامی: السلام علیکم! (کہنے کے بعد پرتپاک انداز سے مصافحہ کرے)

ملاقاتی اسلامی بھائی: وعلیکم السلام!

مبلغ دعوتِ اسلامی: پیارے بھائی! آپ مجھے کچھ وقت دیں گے؟

ملاقاتی اسلامی بھائی: کیوں نہیں جناب!

مبلغ دعوتِ اسلامی: پیارے بھائی! تشریف رکھئے (اس کے بیٹھ جانے کے بعد پوچھے:) آپ کا نام کیا ہے؟

ملاقاتی اسلامی بھائی: محمد قاسم

مبلغ دعوتِ اسلامی: ماشاء اللہ! بڑا پیارا نام ہے' ہمارے پیارے آقا صلی اللہ

علیہ وسلم کے ایک شہزادے کا نام بھی قاسم تھا' میرا نام محمد عمران عطاری ہے' میں جامعۃ المدینہ میں پڑھتا ہوں محمد قاسم بھائی! آپ کیا کام کرتے ہیں؟

محمد قاسم: مسجد کے قریب کریانے کی دکان ہے۔

محمد عمران عطاری: اللہ تعالیٰ آپ کے کاروبار میں برکت عطاء فرمائے! آپ کو درس میں نہایت توجہ سے بیٹھے دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی' میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرلیا جائے۔

محمد قاسم: جناب! آپ باتیں بڑی اچھی بتاتے ہیں' اس لیے میں شوق سے یہاں بیٹھ جاتا ہوں۔

محمد عمران عطاری: اللہ تعالیٰ آپ کے شوق کو سلامت رکھے اور اس میں مزید اضافہ فرمائے' محمد قاسم بھائی! یہ سب تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر تحریک دعوتِ اسلامی سے وابستگی کی بہاریں ہیں ورنہ ہم اس قابل کہاں تھے؟ الحمدللہ عزوجل! جیسا کہ آپ نے درس کے آخر میں سنا کہ دعوتِ اسلامی کا ہفتہ وار اجتماع ہر جمعرات کو بعد نمازِ مغرب فیضانِ مدینہ' محلہ سوداگران' پرانی سبزی منڈی میں شروع ہو جاتا ہے اور صبح اشراق وچاشت تک جاری رہتا ہے' الحمدللہ! اس اجتماع میں شرکت کی بڑی برکتیں ہیں مثلاً علمِ دین کی محفل میں شرکت کا ثواب ملتا ہے اور علمِ دین سیکھنے کی فضیلت کے بارے میں حدیث ہے کہ جو شخص علم سیکھنے کیلئے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے' اس کے علاوہ ایک اور مقام پر مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو علم دین سیکھنے کیلئے اپنے گھر سے نکلتا ہے' فرشتے اس کے قدموں تلے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں' اس کے علاوہ رو رو کر کی جانے والی اجتماعی دعا میں شرکت کا موقع بھی ملتا ہے' میری آپ سے گزارش ہے کہ اس جمعرات آپ بھی ہمارے ساتھ اجتماع میں شرکت فرمائیں۔

محمد قاسم: جناب! کیا کریں ہم تو دنیا کے دھندے میں پھنس کر رہ گئے ہیں، پیچھے دکان سنبھالنے والے کوئی نہیں، میرے لیے اجتماع میں جانا بہت مشکل ہے۔

محمد عمران عطاری: قاسم بھائی! مشکل ہے ناممکن تو نہیں، دیکھئے اگر ہمیں کہیں شادی یا کسی اور تقریب یا خدانخواستہ کسی فوتگی میں جانا پڑے تو ہم اپنی دکان وغیرہ کا کوئی نہ کوئی بندوبست کر ہی لیتے ہیں یا متبادل نہ ملنے کی صورت میں دکان بند بھی کر دیتے ہیں، اگر آپ تھوڑی سی کوشش کریں تو دکان کی کوئی ترکیب بنا کر اجتماع میں شرکت ممکن ہو سکتی ہے۔

محمد قاسم: واقعی! آپ کی بات سمجھ میں تو آتی ہے، میں جمعرات کو ضرور آپ کے ساتھ اجتماع میں جاؤں گا، چاہے مجھے دکان جلدی بند کرنی پڑے۔

محمد عمران عطاری: سبحان اللہ! مجھے آپ سے یہی اُمید تھی، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے! پیارے بھائی! اس کے علاوہ بانیٔ دعوتِ اسلامی امیر اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی نے ہمیں اپنے شب و روز شریعت کے مطابق گزارنے کیلئے 72 مدنی انعامات عطاء فرمائے ہیں، (مدنی انعامات کا کارڈ دکھاتے ہوئے) یہ دیکھئے! یہ مدنی انعامات کا کارڈ ہے، ہمیں چاہیے کہ ان انعامات پر عمل کریں اور روزانہ فکر مدینہ یعنی اپنے محاسبے کے ذریعے کارڈ پُر کر کے ہر مدنی یعنی قمری ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے مدنی انعامات کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیں۔

محمد قاسم: (کارڈ دیکھتے ہوئے) اسلامی بھائی! یہ تو بڑی زبردست چیز ہے، یہ تو نیک بننے کا بہت آسان نسخہ ہے، میں آج ہی سے اس کارڈ کو پُر کرنا شروع کر دوں گا۔

محمد عمران عطاری: (کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہولے سے دباتے ہوئے) سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطاء فرمائے! اور اس کی برکتوں سے نوازے، آخر

میں ایک گزارش اور کرنا چاہوں گا۔

محمد قاسم: آپ حکم کریں جناب!

محمد عمران عطاری: الحمد للہ! دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کیلئے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی راہِ خدا میں سفر کر کے اپنی آخرت کیلئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔

محمد قاسم: ان شاء اللہ! ان شاء اللہ! میں ضرور ان قافلوں میں سفر کروں گا۔

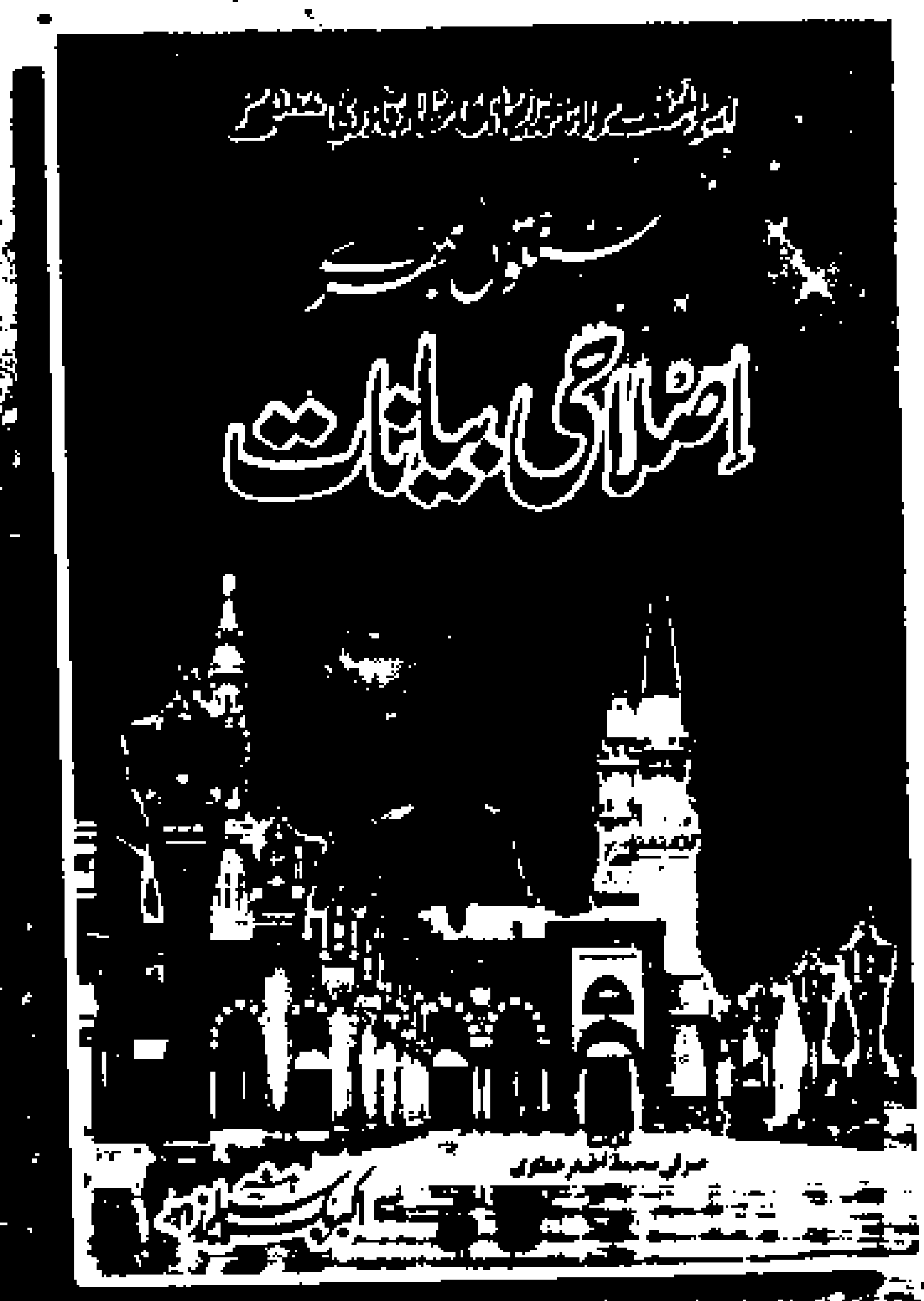
محمد عمران عطاری: ماشاء اللہ! آپ نے میرا دل خوش کر دیا، ان شاء اللہ! دوبارہ پھر یہیں ملاقات ہوگی، السلام علیکم! (کہنے کے بعد الوداعی مصافحہ کرے اور معانقہ بھی کرے پھر کوئی مدنی تحفہ بھی دے دے)

محمد قاسم: وعلیکم السلام!

ہماری چند دیگر مطبوعات







ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022